

صلی اللہ
علیہ وسلم

رسولِ رحمت



سیرت طیبہ پر مولانا ابوالکلام آزاد کے مقالات

پرترتیب اضافی مطالب

مولانا غلام رسول مہر

www.besturdubooks.wordpress.com

شیخ غلام علی اینڈ سنز، برصغیر، ممبئی، پبلشرز

• لاہور • حیدرآباد • کراچی

تو ای که شایسته این خسته منتقمی نیستی
به صفتی برسان خورشید را که درین عهد است
اگر چه اندر رسیدی تمام قریبی است
(و شایسته)

رسولِ رحمت

سیرت طہیرہ

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم و مغفور

کے معاملات

بہ ترتیب و اضافہ مطالب

غلام رسول حقیر

شیخ غلام علی اینڈ سَنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، پبلشرز،

لاہور ○ حیدرآباد ○ کراچی

جُملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

طابع : شیخ نیسا ز احمد
مطبع : غلام علی پرنٹرز
جامعہ اشرفیہ، ایچ ۱۰، لاہور

مقام اشاعت :

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ پبلشرز
ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	ادب	صفحہ نمبر	ادب
	<u>دعوتِ اسلام</u>		<u>حرف آغاز</u>
۱۰۸	دعوتِ اسلام (۱)		ترتیب کتاب کی سرگشت
۱۱۸	دعوتِ اسلام (۲)		<u>مقدمہ</u>
۱۲۳	دعوتِ اسلام (۳)	۳	سیرتِ نبوی کا مقام (۱)
۱۳۲	دعوتِ اسلام (۴)	۱۱	سیرتِ نبوی کا مقام (۲)
	<u>ہجرتِ حبش، مقابلہ اور اسیری</u>	۸	قرآنِ حکیم کی تفسیر
۱۳۳	قریش کا جور و ستم اور ہجرتِ حبش	۲۵	اشاعتِ سیرتِ طیبہ
۱۳۹	بنی ہاشم سے قطعہ اور سفرِ طاقت	۲۰	دولِ خلاصہ کا ترجمہ اور اس کا اہتمام
۱۵۳	اسیری یا مصداق		<u>ظہورِ فکری</u>
۱۶۱	اسیری کے متعلق مولانا کے افادات	۳۸	میل و نبوی اور موضوعِ روایت (۱)
	<u>ہجرت</u>	۳۷	میل و نبوی اور موضوعِ روایت (۲)
۱۶۵	مقامِ ہجرت	۵۳	نہجِ زول کا چشمِ میعاد
۱۷۱	بیعتِ شعیبہ اوی	۶۱	تاریخِ الاولیٰ اور یادِ کاہنِ ہجرت
۱۷۵	بیعتِ عقبہ ثانیہ		<u>ہجرت و نبوت</u>
۱۷۹	سفرِ ہجرت کا آغاز	۶۹	سوانح مبارکہ کا سرسری خاکہ
۱۸۵	مولا کی تعزیرات	۷۶	ترتیبِ قرآن و سورۃ فاتحہ (۱)
۱۸۹	منازلِ شریب	۸۳	ترتیبِ قرآن و سورۃ فاتحہ (۲)
۱۹۵	ہجرت اور سندِ ہجری کا آغاز (۱)	۹۶	حقیقتِ انبیا علی
۲۰۳	ہجرت اور سندِ ہجری کا آغاز (۲)	۹۹	انبیا علی اور جنرلِ سر
۲۰۹	ہجرت اور سندِ ہجری کا آغاز (۳)	۱۰۲	عمیر شریب

۲۵۹	یہودیت کی سرگزشت (۲)	باب ۱۸	۲۱۸	تباہی سے مریدانہ طور	باب ۱
۲۶۲	یہودیت کی سرگزشت (۳)	باب ۱۹	۲۲۵	حقی زندگی	باب ۲
	<u>فتح مبین</u>			حقی زندگی کا ابتدائی دور	باب ۳
۲۵۱	صلح میر میر اور بیتہ دشمنان (۱)	باب ۲۰	۲۳۹	ملاقاتیں مسافری و انصار	باب ۴
۲۵۲	صلح میر میر اور بیتہ دشمنان (۲)	باب ۲۱	۲۴۲	استحکام اسکی دولت و مدینہ	باب ۵
	<u>عالمی دولت و تبلیغ کا آغاز</u>			غزوات	
۳۵۵	سلاطین و رؤسا کو دعوت اسلام	باب ۲۲		ازین قتال	باب ۶
۲۹۱	سلاطین اور رؤسا کو دعوت اسلام (۲)	باب ۲۳		مصلحتی اور دعائی مہین	باب ۷
۳۰۱	غزوہ خیبر	باب ۲۴	۲۹۲	احکامات سے غزوہ چورنگہ	
۴۱۳	غزوہ موتہ	باب ۲۵		غزوہ بدر	باب ۸
۴۲۰	یہودیت، مسیحیت اور اسلام	باب ۲۶	۲۹۹	غزوہ بدر (۲)	باب ۹
۴۲۳	جریہ	باب ۲۷	۳۰۹	غزوہ بدر (۳)	باب ۱۰
۴۲۹	فتح مکہ (۱)	باب ۲۸	۳۱۶	غزوہ بدر (۴)	باب ۱۱
۴۳۵	فتح مکہ (۲)	باب ۲۹		مصلحتی اور دعائی مہین	باب ۱۲
۴۴۳	بناوین، سہم کا داخلہ مکہ کریم	باب ۳۰	۳۹۴	دور سے آئے مسک	
	<u>غزوہ حنین</u>			غزوہ احد	
۴۵۳	غزوہ حنین (۱)	باب ۳۱	۳۹۹	غزوہ ایشہ (۱)	باب ۱۳
۴۵۹	غزوہ حنین (۲)	باب ۳۲	۴۰۸	غزوہ ایشہ (۲)	باب ۱۴
	<u>ایلا و تنخیر</u>		۴۱۶	غزوہ ایشہ (۳)	باب ۱۵
۴۶۰	ایلا و تنخیر (۱)	باب ۳۳	۴۲۳	آٹھ سے چوبیس تک	باب ۱۶
۴۶۵	ایلا و تنخیر (۲)	باب ۳۴	۴۶۹	آٹھ سے چوبیس تک (۲)	باب ۱۷
۴۶۹	ایلا و تنخیر (۳)	باب ۳۵		<u>غزوہ خندق</u>	
	<u>غزوہ تبوک</u>		۴۷۷	غزوہ خندق (۱)	باب ۱۸
۵۰۱	تقسیم (۱)	باب ۳۶	۴۸۵	غزوہ خندق (۲)	باب ۱۹
۵۰۷	تقسیم (۲)	باب ۳۷	۴۸۶	یہودیت کی سرگزشت (۱)	باب ۲۰

۶۳۴	رسول اللہؐ کی وفات (۲)	باب ۵۱۶	خزائنِ تبرک (۱)	باب
۶۳۹	رسول اللہؐ کی وفات (۳)	باب ۵۱۹	خزائنِ تبرک (۲)	باب
۶۵۵	تہجد و تکبیر اور تہنیں	باب ۵۲۵	خزائنِ تبرک	باب
-	اسوۃ محمدیؐ	۵۲۹	مسجدِ نبویؐ	باب
۶۶۴	شعاعی و صولات	باب ۵۳۴	میتقیتِ طاق	باب
۶۶۶	نضال و نضال (۱)	باب ۵۳۷	رضائے کی شہرت	باب
۶۸۱	نضال و نضال (۲)	باب	<u>دیباچہ حق کے معجزات و تاج</u>	
۶۸۸	نضال و نضال (۳)	باب ۵۳۸	پیشہ حق کے معجزات و تاج (۱)	باب
۶۹۹	اسوۃ محمدیؐ کا ایک صفو	باب ۵۴۱	پیشہ حق کے معجزات و تاج (۲)	باب
۷۱۴	پائندہ نبی محمدؐ اور اسدِ مسلم	باب ۵۵۸	دعوت کا دور (۱)	باب
-	حجۃ النبیؐ	۵۶۴	دعوت کا دور (۲)	باب
۷۳۳	دعوتِ نبویؐ (۱)	باب ۵۸۱	دعوت کا دور (۳)	باب
۷۴۱	دعوتِ نبویؐ (۲)	باب ۵۸۹	اسویٰ فوج کا سبیل فتح (۱)	باب
۷۴۹	دعوتِ نبویؐ اور دعوتِ نبویؐ	باب ۵۹۳	اسویٰ فوج کا سبیل فتح (۲)	باب
۷۵۵	دعوتِ نبویؐ اور دعوتِ نبویؐ (۱)	باب	<u>حج</u>	
۷۶۳	دعوتِ نبویؐ اور دعوتِ نبویؐ (۲)	باب ۵۹۳	رم: الحج کی تقریب میں	باب
۷۶۹	دعوتِ نبویؐ اور دعوتِ نبویؐ (۳)	باب ۶۰۹	"تاریخِ قرطبت کی	باب
۷۷۹	دعوتِ نبویؐ اور دعوتِ نبویؐ (۴)	باب ۶۱۵	تصاویر حج	باب
۷۸۹	قرآن مجید کے چند انقباض و انقباض	باب ۶۲۱	حیدر و کھنجر شریعت	باب
۷۹۳	قرآن مجید کے چند انقباض و انقباض	باب	<u>وفات</u>	
۸	۴ ۴ ۴ ۴	۷۳۱	رسول اللہؐ کی رحلت (۱)	باب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرف آغاز

ترتیب کتاب کی سرگزشت

یازیر ستم و از غیر حمد و بیرون

بکشتہ سے تو خدا، سر یکا نہ و لائیس

مرد نامہ اعلام، نامہ دوم و منظور ۱۲۔ زوری ۱۱۵۸ء کو نیاک بنا۔ جو سے، دینہ انی نبیوں ہی سے اندر مریا تھا
نوجواری خاص قضا کیل ہے۔ میں وہی پہنچنے کے متعلق سمجھ ہی کہ تو کو ۱۰۰ فروری کی گزیر اور پھر ہونے لگی کہ مولانا جیس غلط
یہ پہنچ گئے ہیں جن امت کے دروازے سے گزر سکتے بغیر دینی ملک نہیں۔ وجہ اللہ تعالیٰ۔ یوں دو بیش عقیدت و
یازیر کا کی کی تسم کے نام سے اس مستور اور اتھا، مختلف منزلوں سے گزرتا ہوا، اچ ایس سال کے بعد دینی زندگی کی حد
نہم انشاء کو پہنچ گیا، کون نہ سکتا چہ کو نہ تھا میں دید و متعلق کی شکل کیا ہو گی اور متعلق پیدا بھی ہو سکے تھا نہیں؛ مرنے
کا واسطہ جات طر دین و دوز کے دیکھا ایک ہر ہر باروں سے جو اس کا تھا۔ اس ایک زندگی میں کئی نہ تیروں کی کر نہیں
۱۱۔ بلکہ آفرینوں کی جلیاں غار، قزاقیں، اعلیٰ انسان کے نفس لایزال سے جو غنہ تمام غنہ ہو گا، اور ایک نوجواری پر
کا پہنچنا کیوں کر کہیں ہر وہاں کے پاس نہ علم کا کوئی قابل ذکر سوا یہ فراہم ہو سکا اور نہ ملے کوئی ایسی کتاب جس سے
ہے شایان تو یہ سمجھا جاسکے :

نہ جدید نے تھامے، نہ وید نے پرکھے

چہ کو گزشت و چنان بہ کو گزشت ما را

— (۷) —

ابتر یہ کہ سکتا میں کہ جب سے چل سنبالا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور دین حق کے لیے ایک
خاص تڑپ قلب و روح کی گھرائیوں میں، برہنہ دینی، اس کا توجہ اس وقت میں خلا تیز تقاضا میں اس کی
حقیقت سے بڑی حد تک نا آشنا خالودہ بھی خاص تیز رہت، وجہ میں اس سے بالکل غیر متاثر نہ ہیں، یہی تڑپ
ہیں نے زندگی کی تاریک منزلوں میں امید کا چراغ ظناور روشن رکھا۔ ہر کام میں میری رہنمائی کہ۔ ہر سفر میں ہر میر سے لیے
تو شہ و زاد و دینی، یہی تڑپ ہے۔ برہنہ جس سے خودی کی حسرتوں کے جہم میں بھی زندگی کا حاصل مسلم برقی ہے،

بریں دوستم، ایم بیلنگڈم

میرزا غالب اس مسئلے میں جو کہہ گئے ہیں، اوپر لکھ کر ایسے ان گنت دلی کے زبان گو نگاروں کا تہیان حاصل ہے۔

گر شتمِ حسرت، اس یک ہیست پیدا آبِ رو سے سیمیمِ حسرت
کو اہلِ لیس و نہ ناچار ساقی کا اندیشہِ گہرِ سلطانِ فنا
پرستارِ فوج و لشکرِ قسمت براہِ روزگار و شکرِ قسمت

یہ اندامِ استوار ہی فرست

بر غالبِ غیب و شکارِ ہی فرست

—(۳)—

میرزا کا دل، انسانی علم و فاضل کا ایک عجیب بچہ تھے۔ ان کا ہلکا دارا بنانا، مولد ۱۸۴۲ء میں برہما کی
حوتِ انسانی سے لکھتے پروردگار، جو وہی ہو یا جس میں میرزا سے جرید سے سے بہرہ مند تھا، جو ملک میں جاری ہو چکے تھے، وہ
پندہ بنی میٹروں میں ایسی خدمت و برہم و بڑی حاصل کر لی، جو نہ سیکل کی کوٹری کی منی زور پرید میں حاصل ہو سکتی۔ انھوں نے
مختلف کتاب و سنت میں و پذیر انداز میں پیش کیے، اس کی کوئی مثال پھر نہ مل سکتی تھی۔ علم و فنل کے ہر شعبے میں، انھیں
یکساں حیثیت حاصل تھی جو کہہ سکتے تھے، اس کی مثال سب سے ملک جو تھی جو علم و فنل کے ہر شعبے میں، اس سے ہر ان کا یہ
اعتبار کیا گیا کہ برابر تمام دہانہ کی وفات ہو، ان اہل انگیزہ حادہ تھی، اس سے بھی بڑا المیہ یہ تھا کہ ان کے بے شمار علمی و ادبی
انوارات بکھر سے پڑے تھے جن کی فراہمی اور ترتیب کی فرست انھیں چار آواز کی کہ ہر ایک شوقینوں اور مصائب تیرہ نہ
کی بہتے تہا بھریوں کے باعث نہ مل سکتی، بلکہ اس بنا میں ان کے بہت سے علمی ذخیرے بھی ضائع ہو گئے، انھوں نے
کڑاوی کے بعد ہر چیز سے بڑے علمی یا فاضل کی ادار سے کے لیے ہر فن و فنکار کا انتظام فرما دیا تھا، مگر وہ اپنے انوارات کی
ترتیب و تدبیر کے لیے کچھ بھی کر کے پر آمادہ نہ ہو سکے، مگر ان کی انیس، علم و فضل سے ایسے خواہ کی خدمت تھی
جنھیں جہاں خدا کے سینہ پر درویش ہے شمار بغیر توں اور۔ ہر اتوں کا سرمایہ سمجھنا چاہیے

—(۴)—

ایسے اکثر مقالات، مولیٰ کوہ اول و دوم یا پہلوغ میں شائع ہو چکے تھے، اول اہل "و" و پہلوغ کی
جلدوں تک عام شائقین کو محسوس ہی حاصل نہ تھی۔ یہاں تک کہ آخری دور میں خود مولانا کے پاس بھی اسی اخباروں کے
نفاذی سرور نہ تھے، پھر ان کے انوارات کو جس انداز میں ترتیب کرنا چاہیے تھا، اس کا انداز بہت کم و مضامین کو تھا۔

سہ ماہی مجیم شہر، مولیٰ کی تہذیب و رسم۔

یقیناً مردمان کے اعتقانی کے بعد حکومت ہند نے یہاں سائیکس کی سرکاری کے واسطے کر دیا اور انگریزی اس وقت تک "تذکرہ" و "غیاث" کے ساتھ ترجمان قرآن میں بطور نوٹ نہایت اہتمام سے شائع کر چکا ہے۔ اگرچہ ترجمان کی ترتیب یہ ایک ایسی ہی تبدیلی کر دی گئی جو دو نئے تقسیم مطالب کے مطابق تھی اور اسے کسی بھی اقتباس سے ممکن نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم یہ کتابیں تو پچھلے بھی مرتب شدہ موجود تھیں۔ اصل اور عدد و جزیہ مطالب تو مجرم کے گھر سے جوڑ سے لڑاوات، کا تھا۔ میں ۱۹۱۹ء میں مارلی گیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ "السلام" و "ابلاغ" اور "انسان و الصدق" کے علاوہ بعض دوسرے مثلاً "کائنات" کے اضافت بھی انگریزی کے مترجمہ نظر سے گزرائی تمام مضامین کو کائناتی مطالب کے پیش نظر حسن ترتیب کے بغیر چھاپ دینا چندوں کو سود مند تھا۔ وہم جو مضامین آج سے کم و بیش نصف صدی پیشتر مضبوط تحریر میں آئے تھے اور ان میں باہر وقت کے احوال و ظروف کے بارے میں تعلیمات تھیں، اگر انہیں توضیحات و اضافی کے بغیر چھاپ دینا آج کے دور حاضر یا دور آئندہ کے ادیب و ذوق کے لیے بغیر الفہم نہیں ہو سکتے تھے۔

یہ سائنس کے مطابق انھیں جس طرح چھایا جاتا تو وہ مستقل کتابوں کی شکل اختیار کر سکتے تھے۔ جو ہمیشہ محفوظ رہتے اور بار بار پڑھنے کا موقع دیتے۔ بکھرے ہوئے مسلمان اسی حالت میں چھاپنے سے مدد و نفع و ضرورت اختیار کر سکتے تھے۔ ان کی اہمیت کا پورا اندازہ ہمارے مولانا کے تعلق میں عقیدت و محبت کے تقاضے اس طرح پڑے ہوئے ہو سکتے تھے۔ قہنہ مشبہ نہیں کہ اصل کام خاموشی، غفلت اور غامض کاوش و بیہوشی کے سوا چھاپ نہیں ہو سکتا تھا۔ نیز اس کے لیے عزم و مشرتعا و محنت خصوصاً مولانا کے عبادت سے آگاہی و نام نہ نہی کی محکومت ہی کے وسائل ایسی ترتیبات کے لیے مناسب و میریں ہو سکتے تھے۔ انفرادی وسائل کہتے ہی اچھے سے تمام ضرورتوں کی کفایت کا انداز نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔

عزیز میں نے بھی ان ترتیبات کے متعلق کچھ مصرعے سوچا دیے تھے۔ میرے نزدیک بیشتر مقامات کو محمولہ وہ مقولہ میں تقسیم کیا جاسکتا تھا۔ اونی وہ مقامات جو مطالبہ کی یکسانی کے باعث ایک شعرے میں مرتب ہو سکتے تھے۔ اگرچہ ان کیوں کی شکل میں لائے کے لیے شائع نہیں کیے گئے تھے۔ وہم وہ مقامات جن کی خداداد یکسانی مطالبہ کے اعتبار سے کم ضروری تھی، ان کی حیثیت، "نہی محض" اگرچہ "عقلانی" اور "الفاظ" میں ایسے مقاموں کو بہت کم جگہ ملی۔ وہ یا تو ان میں سے ایک سے بھیجے تھے اور ان کی اعلیٰ حیثیت چنداں چند تھی یا ان کا تعلق وقت کے بعض جزوی مقامات تک محدود تھا۔

میں چاہتا تھا کہ سب سے پہلے ان مقالوں کو عرب گردن و حجتوں کی صورت اختیار کر سکتے تھے۔ ایسی ترویج

کی سہ اس لیے بھی مزدوری تھی کہ سونا کے انعامات کو تقاضا دینے کے اعتبار سے حدود پر اہم حیثیت حاصل تھی اور
 حتیٰ کہ پہلے "الطمان" میں اگرچہ بڑی ہی عجیب و غریب چیزیں شائع ہوئیں لیکن ان دسواں کی روح و
 رادان و فلسفہ میں ایک تھی۔ اس لیے مجھے میں مضطرب تھا کہ وہ مآثر کی گردن پر چڑھیں مآلی کی ترغیضی بقیدت اور
 حق صحبت کا بار احساس تھا اور اس کے تعلق سے خواہر مآثر کے الفاظ میں بار بار یاد دل رہے تھے کہ اسے نصیب
 دوست کے ہاں سے بغیر دشمنی و کار دل کا بغیر دور کر۔

یا معطر کرم و زلف نسیم تو شام

شمر از لطافت نفس بار بار

تاہم میں تمنا کرتا تھا کہ میری اس غلط فہمی سے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ میرے کچھ میں ایسے دسواں تھے کہ ایک
 حق سنا اور تمام کر کے، جو چیزیں حدود پر مزدوری تھیں انہیں مرتب کر دیتا۔ یہ یقین تھا کہ کچھ مرتب ہو جائے گا،
 مزید کی پیشینہ یاد و محد و شیخ عدم عمل لڈ سنٹر اس کی اشاعت کا انتظام ضرور فرما دیں گے۔

— (۷) —

تحدیثِ خدمت کے طور پر بیان یہ عرض کر دینا غائب ہے کہ دسواں سمجھا جائے گا کہ گزشتہ اٹھارہویں سال کی
 تھانہ نشینی کے فہمیت زاد میں جن کی بدولت میری انگلیں متحرک، ابرو اور دستگیر میری صلاحیت کار و جہی بھی تھی،
 برابر و شمس اور گزشتہ دہائی ان کا محدود و فیض عالم اسباب میں جو یہ طرح پیشینہ یاد رہی تھی۔ وقتہ و دسوا
 یحجہ و دسوا۔ میری طبیعت خدا کے عین بنائی تھی کہ غم کی قلب و محبتوں نے مجھے بار بار سبب تاب و در قرار کیا۔ اس
 غم نے نہایت ناممکن و مشکلات ہیں مجھے یہ اساتذہ چوڑا نیک و نیک کے حصول کا کرنی "یا سنیقہ" مجھے خدا سے جو
 دور حاضر میں میرے لیے کارآمد ہو سکتا۔ یہ دو دور سے بے سار کا رہتا تھا میں اس دور میں زندگی بسر کرنے کے
 ہر شعبہ سے سے تاج و تاج و عمل جس اتفاق کی بنا پر پیشینہ یاد رہی زندگی میں داخل ہو سکے۔ وہ پیشینہ یاد رکھی سکے
 قرین مزید تھے، انہیں میرے گھر سے تھی کی ابتدا اٹھارہویں سال پیشینہ یاد تھی و عجیب میں سلامیہ کالی میں پیشینہ یاد
 کچھ معلوم نہیں کہ مجھ پہنچنے کے تعلق پیشینہ یاد رہے کہ وہ کیا احساس پر تھا کہ گزشتہ اٹھارہویں سال سے
 یہی مزدوریات ہی نہیں زندگی کے ان تمام مسامحات کی ذمہ داری سنبھالنے بیٹھے ہیں، جو کسی انسان کے لیے
 وہ تشریف ہو سکتے ہیں، میری رعایت سے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

دلتی کے اچھی طریقے کا مشکور اور کرنا چاہیے۔ کی کا مشکور کیا؟

میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا نے میرے لیے دلتی کے اچھے طریقے سے کمالیہ و وسیع پیشینہ یاد دلتی شکل میں دیا
 کر دیا اور اس کا جتنا بھی شکور اور کوں کہہ سکتا۔ کی کا اس لیے کبھی خیال نہیں آیا کہ عجیب ضرورت پیش آتی ہے،

اللہ کی رحمت سے چوری ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد شکوہ قلمت یا اتفاقات سے خوش حدود نامشغالی بھی بہ دور
 نامستیاں ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اللہ کی یہ منت گزارا ہوا تو ایسے عزیز کا، جس کا ہر احسان میرے دل پر اس
 طرح گزرتا ہے جیسے طرح کے دولت نسیم کیوں پرستے گزرتی ہے۔ عورتی سے بھی غالباً ایسے ہی حالات ہیں کہ نقد
 ایک شرم و یک قلمت و یک منت و یک شکر
 خدا شکر کہ قدرت چہ نہیں۔ اللہ قلم را

شیخ نیاز احمد کے ساتھ سوازی شیخ بشیر محمد اور دردم خیز بیابان کی کو بھی شمال کریمجے۔ دن منے ساتھ میرا
 کوئی عورتی رشتہ نہ تھا۔ دل خراش کے باوجود میں ان کی کوئی خدمت بھی بجا نہ لاسکا۔ یہ ایسی بہانہ کا پیراؤ میرے
 ساتھ میری وابستہ کی حد تک، ایسا دیکھ کر کوئی عزیز داری اور کوئی خدمت گزاری اس سے بڑھ و بتر تو پیش
 نہیں کر سکتی۔ اس کے بعدے ٹکڑ دینا اس کے جوڑ بات پیشہ میں ہر وقت مجرتا رہتے ہیں، انھار صاحب کا کوئی
 سبب انھیں اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکتا۔ یہ انھار صاحبیت ذکر کے سلسلے میں بہت افسانہ بان لو پر سکتے،
 مابیکہ انھار کی عزت و تہمت اس سے کہ

عمرش گفتگم ہے، ہے زبانی بنے زبان پر

ابہر اللہ تعالیٰ کے، میں فضل ہے پایاں پر ہر شے عنایت اور فراوانی سپاس کا ڈکھا ایل بہ ہر حال کسی نہ کسی طرح
 جاننے کے بیٹہ بہت تائب تھا اور بڑا مکر

کوئی بھی تو عمدہ دل و کر سے کوئی

ان علاقوں نے بہت دھڑکی کی جو کتابت جتنی ہوا مسلسل و متواتر اور باطل ہے طرفہ نہ مگر عاجز کے لیے
 وقت رکھی، اس کی تفصیلات میں باوان تو یقین فرما دینے کہ اس شخص سلوک ہی نہیں، طرفہ و انفرادیتیں سلوک کا سرشار
 دور حاضر میں تو شاید ہی مل سکے، چند صدیاں پیشتر کے اعلیٰ میں بھی اس کے نشان و سمت و سمت تھیں، جہت جہت
 ہی نظر آتیں گے۔ خدا شاہد ہے کہ میرے لیے اس محبت و محترمہ نے مظاہر کا حساب و گزارہ بھی ممکن نہیں اور دماغ
 از جہلی کے سوا میرے پاس ہے ہی کیا!

از دست فقیر ہے فرا تا ہر پہنچ

ہزاریں کہ بہ صدق دل و وفا بکند

— (۸۰) —

اگرچہ رسائی عمدہ و ضرورت پیشتر تھی، لیکن میں نے اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا کہ جتنا بھی ہو سکے،
 کر لیا جائے۔ اور کچھ نہیں تو موصوفات کے افادات کی ترتیب کا ایک نمونہ ہی بروئے کار آجاستا تھا۔ خدا کی رحمت

سے کہ بعد نہیں کرتے اسے دور کے اداس اور ذوقِ اہستہ ترتیب کے اس سہ بھی خوب تر اور خوشتر لگنے لگا ستر کر سکیں۔

مجھے یاد تھا کہ مولانا نے اسوں کو ۱۰ اجزاء میں بہتر طریقہ کے مختلف حصوں پر مختلف کتابت میں دستِ مخالفے نشانے کیے تھے۔ وہ درجہ اول کی تقریب میں ہر دو ایک یاد و زیادہ مقام سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ ہر دو بین وکرن کی طرف سے استفادہ کرتے کہ اسے جس کے نفس و فطرتی اثرات جواب دینا ان کا مشیونہ عام تھا۔ اس طرح انہوں نے انبیاء کے کلام عظیم و معجم کے مختلف بیت کہ لکھا تھا، خصوصاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق۔ میں نے ایک دوست کو کتاب مقالوں کی نقل پر دکھایا اور چند مہینے میں یہ کام پورا ہو گیا۔

میں نے یہ بیت علیہ کے مخالف ترتیب سے دیکھے اور ان کی فہرست مرتب کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ رسولِ اہم سلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و برکات کے متعلق نہایت قیمتی سرمایہ بچھا کر گیا ہے۔ پھر دانا نہ بچا دیا اور ایسا تھا جو کچھ زبانِ قلم پر آتا، دامنِ دل کر یقین و اعتماد کے غلبہ سے نہ بچا دیتا اور نہ ایک دستِ زینب کی غمش سے بچے کوئی نجات پاتا۔ مگر وہ اصل مولانا کا ذکر نہ تھا۔ حق سچے دل پر یہی دورِ عینِ قیود ہی دہی کی تقریر و تقریر کا جوہر جو حق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے قلم سے نکلی ہوئی شاہد ہی کوئی چیز بر جود صحت کے اس میں مستوی جوہر سے بھر پور نہ ہو۔

میں نے ان مقالوں پر غور و جوش لکھے۔ تفسیر ہی بنا دیں تو یہ کہیں نہ جاناں جہاں غلامِ موسیٰ جو سے افیس ملحقہ تجزیوں کے ذریعے دست پر کر دیا اور ستمبر ۱۹۴۲ء میں کتابِ بیادستہ کے بیچے تیار ہو گئی لیکن دلِ اس میں ملحقہ نہ تھا حالانکہ اس کتاب کا دستہ میری یاد میں ہے کہ قلم سے نکلا۔ یہ تو محسوس ہوتا تھا کہ ان مقالوں پر زیادہ تحریر کی ضرورت ہے۔ جو ضامہ قلم کی تحریروں کے ذریعے سے پڑے تھے ہیں وہ دوسرے حصوں کے متعلق مولانا کی منسلک تحریروں کے مقابلے میں بہرہ مند و غلامی محسوس ہوتے رہیں گے لیکن سب میں ایک کتاب کا کیا صورت اختیار کی جائے اور کی کیوں کر پوری ہوئی نہ چاہیے، اسی وجہ سے کتابِ عطاءِ بیادستہ نہ ہو سکی۔

پھر خیالی آیا کہ مولانا کے مقالات میں بعض مباحث، اہلِ روئے ہیں، میرے لیے بعض جتنی ایسے بھی ہیں جن کا منسلک تحریرات کے متعلق نہیں ہیں۔ ہمارے اکثر سیرت نگار اپنی کتابوں میں جزائیاتی معلومات عیاں کرنے پر ضرورت کے مطابق تحریر فرمایا کرتے اور گوشت میں کچھ سال میں جزائیاتی معلومات کا جرحتی و خیر و غلابہ ہو گیا تھا اور اسی حصے میں سب سے بڑا کرسی و دانش ڈاکٹر میرزا محمد سعید لکھی، اسے بھی کسی نہ کسی طرح جلد کتاب بنا دینا چاہیے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ ان ضرورتوں کو کون پُر کرے؟ میرے لیے کتابوں میں جو کچھ یا بجا محسوس ہوتا ہے، اس کی کٹائی کسی سے کرانی جائے اور کتاب کا جو نقشہ ذہن میں بجا ہے، اس کی تکمیل کسی کے سپرد ہو۔

— (۹) —

خود میرے بیٹے اسے اس میں گرفت کے دو داخل سبب مروجہ تھے۔

۱۔ مروضہ کی انتہائی اہمیت اور اس کا غیر معمولی تقدس موردِ جہتِ لشکر اور جو حملہ فرما تھا۔ یہی شخص کے بیٹے جو طرہ عمل دونوں کے اعتبار سے سرا سرائی، اس کے ساتھ اس کو مروضہ پر قلم اٹھانے کو تھوڑے ہی دنوں پر روزہ لاد کر دینے کے لیے کافی تھا۔

۲۔ مروجہ نام کی کو چھ تھے۔ وہ اس میں درجہ پانچواں اور دوا اور زبان پر وہ تھا کہ اس پر نظر پڑے تو عجب حجازی عیناً انفعال میں کر رہے تھا۔

زور دیا کھانا منے۔ دیکھنے والا نے آخر قدم آگے بڑھے تو کچھ کر پڑے۔

مروضہ کی پرست کے متعلق عرفی جو کچھ کہہ رہے تھے، اس سے زیادہ کوکا جاسکتا ہے۔

عرفی شباب میں رونق است نہ کھرت

آہستہ کہہ رہے تھے است قدم در

مروجہ دست و پائی میں انسان بہاں چلت قدم رکھے جس عرف پاسے نقل جائے۔ پوری ورمی نے نئے نئے راستے اختیار کرنے کی کوششوں میں گزارے تو یہاں سے مستعار تم بوجھانے کی اور وہیں مروجہ کی پہاڑی پر سوار ہو جائے رہنے لگی۔ پھر تلواریں دھار پر کشت چلے شباب؟ دھار پر پاؤں دھرتے ہی اس کے لاگڑے سو جائیں گے اور چلنے والا سوز و گریہ کر رہے گا۔ عرفی اس حقیقت سے ناواقف تھا کہ جس نے راستے کی مشغولت کا زیادہ تر کیا وہ جامع اور موثر تصور پیدا کرنے کی کوشش میں یہ اسلوب اختیار کیا تھا۔ حق یہ ہے کہ شکایت کا اس سے دل نہیں تر خاک کوئی جیوں ہو سکتا تھا۔

— (۱۰) —

یہ عرفی کراٹھیل جاس سے کہہ کر ہر گھنٹے ہی سہہ مروجہ رہا۔ اوقافِ شباب سے اب تک جتنی تمام قرانی کی اس کے تاج کی دست کا کوئی اندازہ نہیں جس مروجہ نہیں جس سے۔ ٹھانیں سال اخبار قومی میں حریت کیے جو زبانی اور بدنی قوت کے بہترین سال تھے اور وہی روزنامہ قومی ہیں۔ ایک مرتبہ ہی نامانے کے عرب اتفاقاً غلامت کا سرسری حساب کیا تھا اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ مروجہ مروجہ کی ہر جہل پانچ سو لاکھ کی رقمی جانے تو میرے گئے ہوئے مشاغل اقتصادیکہ و عیش و عشرت میں ساریں گئے ناہم مشائی کے مروجہ ہیں۔ یہ وہ طبقہ کے کسی مسئلے پر لکھنے کے لیے کہ وہ بڑھا ہے۔ پڑی جہالت تھی تو میرے تصور میں بھی نہیں آسکتی تھی۔ درجہ بندی کا یہ مروجہ قول ملنے تھا۔

مروجہ ہاں سے مرکب توں تا ماضی

مروجہ انیسویں تا یہ اندام

پیراندہ کی گاہ سے بڑا شمار کیا ہو سکتا تھا جبچہ وہ پیش تھا :

(۱۱)

غرض موتی کے مقامات بڑے شوق سے نقل کر کے تھے اور خیالی تھا کہ ہر صاحب جائیں گے، لیکن میرے تصور رات ترتیب میں اس طرح کیلچے کو پانچ سال گزر گئے اور بظاہر ہی کے لیے ہر سن کی کوئی صورت بنی سکی۔ پھر سوچا کہ یہ تو نقل کب تک جاری رہے گا اور جو پیش یا اپنی وطنی دوست میں نئے مشقت سے جتن کی تھی، وہ کب تک چلے گا اور ان کی صورت میں شوق کی علامتوں سے پراسیدہ رہے گی، کیوں نہ خود ہی بہت کر کے پہلے وہ جواب مرتب کیے جائیں، جو بیشتر سہل میں جو دن میں زیادہ دقیق مباحث سے مابقت نہیں پڑتا، ابھی میں اس کی فکر میں بھی انسان کوئیس سے کہیں پہنچا ہوتا ہے۔ اس طرح کام شروع ہوا تو قدرتی بہت کچھ کھائی۔ کئی ماٹھے ایسے بھی سرخس توڑ دیے گئے جو نہ ہونے کے باعث شاید اپنی سے محسوس ہوں۔ لیکن میں نے اپنی دانست میں انھیں ضروری سمجھتے ہوئے مرتب کی اور جو کچھ تھا، اس میں مولانا کی کمینا کی کوئی روشنی میری روشنی طریقہ ہی یا کہنا چاہیے کہ کم از کم میرا تصور ہی تھا۔

(۱۲)

پھر میں نے وہی جواب لکھے جو یا تو مولانا کے مقامات میں آئے ہی نہیں تھے، اس لیے کہ وہ سیرت نہیں کہہ رہے تھے۔ سیرت کا جو حصہ افکار ان کے سامنے آگیا، اس پر مقدمہ دیتے یا کسی معاملے کے متعلق کہیں سے استفسار آجائے، مقامات شریفین کے مطابق اس کا منقول جواب چاہا دیتے یا ان کے بعض ضمنی اشارے کسی قدر تفصیل کے محتاج تھے، ان پر کھایا کہ کسی ذہن سے کی ممکن تسمیدی ہو سکے۔ پھر نظر بندی کی نوبت آئی اور مضمون کل نہ ہو سکا۔ میں نے اپنی بساط کے مطابق کاوش کی کہ تسلسلہ موضوعات کے بارے میں طرہ وی معلومات فراہم کر دوں، اگر زیادہ بانیہ نظر اصحاب مزاج خود دیکھ کے بعد ثواب تر حویر کے لیے سفر شروع کریں تو میری مہیا کی جونی معلومات ناوردہ کا کام ہو سکے گی۔

(۱۳)

موتی کی تقریرات میں یہ اپنی تقریریں شامل کر دینا ایسا ہی ہے جیسے حیرت انگیز کی کہیں میں ناٹ کے ٹکڑے دکھائیے جائیں۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ :

بہشت پر قیمت از آئینہ نیش تو ہم نہ نشد

لیکن ظاہر ہے کہ میں مجبور تھا، اسی لیے سنو اور دیکھو۔ حالات ایسے پیش آ گئے کہ میرے لیے قدم آگے بڑھانے کے سوا چارہ نہ رہا :

مسئله بر این داوی نه خود آیم، جنوب کناره مرا

یہ بھی ممکن کہ وہ اپنے گھر سے تمام ارباب کے ساتھ صوبت کی شہر کی گڑی ہے اور جہاں جلا کوئی ایسا نشان نہیں، کچھ ایسے کو وہ تمام مقامات و تمام تحریکات کو لانا کی ہیں۔

—(12)—

علم و عمل کی کوئی قابلِ ذکر متاعِ دامن میں ہے ہی نہیں کہ دعویٰ سے کچھ کہا جاسکے اور ہوتی بھی تو یہ رعیتِ صلی اللہ علیہ وسلم کی، اور گناہ و قدی کے اشتداد سے انکے پر پہنچ کر کوئی دعویٰ نمایاں ہو نا سنیہ اول میں دیکھنے کا یا پھر انکے ہر مسئلہ پر حقیقت و محبت سے درج و قلب سرشار ہوتی۔ لیکن حبيب اپنے غیر نرالیں اعمال پر نظر ڈالتی ہے تو یہ سرشاری ہی سراسر بے محنت ہی رہ جاتی ہے۔

آخر میں دردِ شفاءِ اجتماع ہے کہ اگر میری تحریر کا کوئی بھی حصہ کسی دل میں محبت، رسولِ اصلیٰی و مطہر و سلمہ کے چراما کی و کسی قدر بھی تیر کر سکے تو وہ مناسب و کام فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسی درسیہ کی حاقبتِ خیر ہو۔
جہاں جہاں اللہ شفیق اور عطافین و رعایاں اور انما و فیما نظر آئیں، اہلِ شفاء بھی کہ خدا سے عرضِ مطہر اپنے وطنِ علم اور فضلِ جمیم سے اس شفاء کا وہ کے عکاسِ بخش و سے۔ ان میں قصہ درنست کا کوئی دخل نہ تھا ماضی حاقبتِ ی و ولایت۔
وہو ایضاً غور و اندوہ و زوالِ غرض السجیدہ، فعال لہما یجیدہ۔

بر مسکنات بنشینیم یا قبول کنیم۔

طیغیای سرخروان خواجہ بولاک

مقدمه

سیر نبوی کا مقام

(۱)

شیخ عطاء الدین واسطی ماضی و آئندہ سیر اپنی تاریخ بکیر الہادیہ والنہایہ میں شیخ عطاء الدین واسطی کی نسبت لکھتے ہیں کہ ابتدا میں ان کا مسلک وہ مسلک تھا، لیکن پھر وہ سر از ملک چڑھ گیلانی کی نشرو نہا قہماہ شکلیں کی جماعت میں ہوئی تھی اس لیے بدل و مٹاوت اور کام و راستے کا اثر غالب تھا۔ مصر سے لڑکر توداں نیات میں قریب ہوئی۔ اپنی حالت کا مصلحہ کیا تو حقین و علانیت سے خب کو خالی پایا۔ توجہ یہ رکھا کہ خدا سے خلیں کے طریق سے دل برداشتہ ہو گئے۔ تصوف کی طرف توجہ ہوئی لیکن عامہ تصوف کی صحبتوں کا جو رنگ ڈھنگ نظر آیا اس سے طبیعت اور لیاہ و کور ہو گئی۔ ہاں کفر و مشی ہوئے اور امام ابن تیمیہ کی صحبت میں داخل ہو گئے۔

ابن تیمیہ کا ارشاد غرض شیخ عطاء الدین واسطی کا بیان سب کر میں و مشی پہنچا تو امام ابن تیمیہ سے بھی ملا۔ کہتے ہیں کہ سب پہلی مرتبہ ان کی صحبت درس میں ملا۔ توجہ و تعظیم اتفاق ہے کہ علم کلام کی نسبت غصہ تھی اور امام موصوف فرما رہے تھے و دنیا میں شکلیں و فلسفہ سے بڑھ کر مضطرب و محروم اور ایمان قلب و سرور دین کی قربت سے ایک قسم ہاں شاکہ کوئی کرہ نہیں۔ پھر شاہیر فہرہ قدما اور باب مناقب کے چند اقوال سن کر

ابن تیمیہ، انھوں نے خود اپنے تئیں کہ بہت و نامور ہی اور بہمان و مینہ البیہ کی شہادت دی تھی۔
ماضی شیخ موصوف کہتے ہیں کہ ایک ہی صحبت میں شکوک و اضطراب کے سارے پرست اندھ کئے اور میر سے ان کے عادت و ملت علانیت پائی۔ پھر سب امام موصوف میر سے عادت خدہ آگاہ ہوئے تو دلبر ہو گئے۔
”امام ابن تیمیہ جو کہ لوہے سے تیار تھے ان کے ساتھ آواز نہ ہو سکتا۔ اپنے پر نام نہاد اور۔“

اور بہمان کی تمام بیانیوں کے سبب بھی مستور تھا ہے۔

پتا نہیں ہے اس کو کہ توجہ کیا پایا اور کچھ پایا۔ اسی کے دیکھتے تھے۔

امام ابن تیمیہ کی اس صحبت کے متعلق مولانا فرماتے ہیں۔

شک و اضطراب کا واحد علت یہ برہانی اس و۔ جس میں قابل غرور و عشق و شغف ہے جو امام موصوف ان حیرت پرکھو صیت کے ساتھ میوہ توجہ سے تھا۔ ایک سرسری نظر دیکھنے والوں کو اس وقت کہ مصلیٰ سے بہت کم کر شہر بان آگے بڑھا جائے گا۔ لیکن صاحب نظر و حیرت اس ایک بات سے امام موصوف کے تمام علوم و ایمان کا محور

اور کہ معلوم کرنے لگتا ہے۔

انہوں نے ایک ایسے ماصیہ علم، مژدہ لیں، شک و اضطراب کو، خود بیان
علم و بصیرت کا اصل سرچشمہ
 علم و حکمت کی دانش و شعور کے ماحول، اپنا یقین و اطمینان، نتائج کو کھاتھا
 یہ وصیت کی کہ ساری چیزیں ہم ذکر معرفت حیات حقیقہ نبوت کے علاوہ ننگریں ایک جائز، ثمری اس معرفت تھوہ واک علم و
 بصیرت کا اصل سرچشمہ معرفت نبوت اور منہاج مقابہ سات ہے جسے قرآن حکیم نے ”الکلمۃ“ کے مفہوم سے تعبیر کیا ہے
 وَفَقُلْ لِّمَنْ لَّيْلَتِ الْبَيْتِ الْبَيْتِ فَقَدْ لَزِقَ الْبَيْتَ الْبَيْتُ

یہ کہ کہ دنیا میں حکمت مساوی کا اس حکمت سے الگ کوئی وجود ہی نہیں۔ ”حکمت“ یا تو خود منہاج و سنت نبوت
 یا علم و عمل کی بروہ بات جو جس سے ماحول اور معرفت اسی پر مبنی جو ”حکمت“ ہے جس سے معرفت و برکات اور فی الواقع
 اور معرفت اسی سفر شفا سے دل و دہرہ کی ساری بیماریاں دور ہو سکتی ہیں۔ خواہ تشکر و اور تباب کی بیماری جو دوا و علم
 و فہم کی خواہ اور اسے اوریت کا بیان ہو خواہ حیرانی و سرگردانی اوریت کا فہم و
 فہم مرضی کہ بتلا دیکھے، شراب و ہند!

کوئی بیماری ہو وہ معرفت ایک ہی ہے!

یکے دوست برادر الشفا سے میکروہ!

باقی تو اسامہ مختلف ہیں اور مثنیٰ ہی ایک ہے، مثنیٰ سنت و بصیرت کی ایک
الفاظ مختلف، مفہوم ایک
 قرآن و کتاب کا الفاظ، یا جانے کہ ہم در ہو گئے مگر حکایت شرف و فضل سے
 زیادہ نہیں، یعنی بات ہی ایک ہی۔ ولایت و تسمیہ میں تسمیہ و اول و مثنیٰ ہی نہیں،
 عباد آقا مثنیٰ، مشک و احمد!

یا پھر اسی نسخہ کے اجزاء و خواص، جیسے آثار و سرمد صاب، دستہ امت اور صاف و بعداً ماحول و مکتبہ
 کتاب و سنت کو اگر اشکال و آسمان میں تفرق و تسمیہ نہ ہو، مگر حکم ایک ہی ہے، سنت شفا اور شرفین، اور ”قد اخرجون“

لے جسے حکمت علی ثانی تفسیر کر دوس سے بڑی ہی بھائی چالی۔ (سورۃ بقرہ، ۲۵۹)

لے یہ شعور کی کاشی کا ہے اور اصل میں دس ہے!

دو ایک حکمت، دار الشفا سے میکروہ!

دہرہ کی کہ بتلا دیکھے، شراب و ہند!

یہ کہ کہ دنیا میں حکمت مساوی کا اس حکمت سے الگ کوئی وجود ہی نہیں۔ ”حکمت“ یا تو خود منہاج و سنت نبوت

اذا لم يمرض كما طرقت

ازالہ مرض کا طریقہ ۱۰

مرض کا ازالہ وہ اسے ہو سکتا ہے کہ خود تولید مرض سے۔ اگر دنیا کا اصل مرض "عقون" ہو تو بصیرت سے عروجی ہے اور عجب و تان کی ہلاکت، انجاس کا علاج وہ کیونکر کر سکتے ہیں جن کا نورِ احسان ہے چھوڑا مستی سے بھر داوراں اس سے زیادہ نہیں کہ لاادری و لاعلم، ہم نہیں جانتے اور نہیں کہہ سکتے بلکہ اسے اور کسی کے لیے ہے اور یہی بلکہ وہ شہد و راضی انفسہم، وہ خود اپنے منہ سے معرفت کو جہل سے زیادہ نہیں بتا سکتے۔ ۱۱

وَلَا تَقْنُ إِلَّا عَنَّا ۚ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ

معلوم شد که هیچ معلوم در مشقه

[illegible]

فَمَنْ يَسْتَوْي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَ ۖ أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْبَصَرُ إِذْ فَتَحْنَا لِلَّذِينَ آمَنُوا الْأَبْوَابَ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ أَكْفَادًا

عظمیٰ و اعظمی

[illegible]

و صیت کی کوسیدو طبیعت پریر کا ارھا اندر کہ۔ پری منسو شفا لشک و دیب رگہ سدرے و گھن کا و بعد ملاج صہجو۔ چھر تو نا بھی کوشہ
 تمام صفات سے اسی پریر کو پنا و و منیع پریر کو رطلر دانقان بکلا تھے ہیں۔

سیرۃ نبویؐ کا مقام

— (۲) —

قرآن و سیرۃ | حقیقت یہ ہے کہ دعوتِ اس حدیثِ یکہ حبیبِ مکہ دنیا باقی ہے صاحبِ قرآن کی سیرتِ دنیا
مقدس کے مطالعے سے بڑھ کر فرعِ انسانی کے تمام مراضِ غلوب و ملل اور ایش کا حاکم کی علاج
نہیں۔ اسلام کا، اعلیٰ سچہ اور حقیقی کی جتہ اللہ الباقہ قرآن کے بعد اگر کوئی چیز ہے تو وہ صاحبِ قرآن کی سیرت ہے
اور اصل قرآن اور حیاتِ نبویہ مثلاً ایک جی ہیں۔ قرآن تم سے اور سیرت اس کی تشریح، قرآن علم ہے اور سیرت اس کا
عمل، قرآن صفحات و فرامینِ مابین اللہ و تم اور فی صدور الذین، حق و علم میں ہے اور یہ ایک سچہ و حقیقی قرآن تھا
جو شریعت کی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا تھا۔ کائناتِ اصد بعد و حق: اللہ تعالیٰ عنہا۔ تو کائناتِ اصد بعد و حق: اللہ تعالیٰ عنہا۔

اور جیسے کہ وہ دریکہ ہے

نہجیم، اعلیٰ و اعلیٰ کیست : من

انہی سے کہم کی زندگی سے بڑھ کر حقیقی اور : یمن کی چکا را دیکھ کر سکتی ہے : اعلیٰ نفس ہے کہ ایک
صاحبِ استعدادِ سیرتِ نبویہ کا کافی چمٹے سے چمٹا کر بھی پیش نظر نہ لے، پھر شک و اضطراب نفس کا افسوس
ہدایت اس پر کارگر ہو سکے، یہی وہ ہے کہ قرآن کا یہ ہے کہ ہر عظیم و عظیم کے غلبہ زندگی و وجود کو بطور
ایک حجت و برہان کے پیش کیا ہے۔ نہ کہ معنی بطور شخص و انہی و علم و سبق و انہی بالانصاف کے، جبکہ اگر علم و سچا لگا کر

انہی کی زندگی اور قرآن | قرآن کا کھلا کھلا دعویٰ یہ ہے کہ ہر شے کی زندگی جس طرح شروع ہوئی : وہیں طرح
نہج نبویؐ کی جو کہ اس پر گزرا اور گزرا دیکھا جو کہ اس سے تعلق رکھتا ہے، ان میں سے
ہر بات پہلے خود ایک دلیل اور : ہر بات حق ہے، اس سے بڑھ کر اس حقیقت کے اثبات کے لیے اور کوئی دلیل
یقین دہانی نہیں ہو سکتی کہ نہ کہ ہے، ساری دلیلی اور کیں حقیقتوں سے خلعت ہے، اس سے جس طرح عالمِ ہستی
ہو رہا تھا کہ بنایا اسی طرح اس کے لیے قرآنی و فاعلیس عمل و فاعلی بھی بنائے اور وہ ہر جہاں میں آئی ہیں : دنیا میں
انسان زیادہ سے زیادہ اور بعض سے کھلی حقین جن چیزوں پر دیکھا ہے اور یمن و مابین سے ان کے یقینی ہونے کو

لے : انہی کے سبب سے جنہیں ہم دیکھا ہے۔

ماتانہجہ و قرآن کی یہ دلیل ان سب سے زیادہ قطعی اور صوب سے زیادہ روشن و حکم ہے اور اگر یقین کے لیے نہ
دلیل کافی نہیں تو پھر اس دنیا میں یقین کا وجود بھی نہیں، حتیٰ کہ وہ پر کے وقت کچھ ٹوٹنے سے کچھ بھی نہیں، ہر جہ کے کیا کیا
سام سے چھوٹی اور گھٹنے والی ہر کامی نہیں، اگر تم کہتے ہو کہ ان میں صحت و عین باتوں کو ماننا چاہیے جو یقینی نہیں
اور ثابت شدہ ہیں تمام حقائق کے لیے صحت، اسکاں کو کافی نہیں سمجھتے، اثبات کے عیب گاہہ جو توجیب بھی دنیا
میں، انکا طیب، اور، اصل الصالح سے بڑھ کر اور کن سی ثابت و واقع حقیقت ہر کھتی ہے، اور تمنا ہر اور اور اثبات
ہی، بھی، دس سے زیادہ ثابت و مشہور نہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر جہ صحت الی دوسری کو قول الیہ
اور دین الیقین، اور، الواقع، اور، اثبات، وغیرہ سے تعبیر کیا ہے، اور دوسری صحت سے ملے گئے۔

بہر حال حضرت لڑنے کا وجہ، کہا سے خود ایک دلیل، اثبات ہے، حضرت ابراہیم اپنی ذات کے اندر ایک
جگہ قائم ہے، یہ تہا اور آیت کا فرمیں، حضرت موسیٰ کی پروری زندگی صحت ایک حلقہ میں بجا دی جا سکتی ہے ابراہیم حکم
و دلیل ثابت اور اس طرح تمام انبیاء و مرسلین اور ہر ایمان کی طبیعت و صیغہ کے تمام نفس صادق و بشرین الصدیقین مثلاً
و اصحاب علیہم السلام کی زندگیوں اور تمام وقائع و اعمال پر جیسے خود ایک عقل دلیل ابراہیم حق ہیں اور صحت
برہنی کا تشہاد ہر دیکھوں و دیکھوں اور پڑھوں کا جبر ہے، اس لیے قرآن حکیم ان کا تشہاد، آواز شدہ فلا ذکر کرتے
موران کو، کرت، اور جتنے سے تمہیں کہنا اور اس طرح گویا ہر ایک مذکور و نگاشت حیات نبوت و انبیاء با حق میں دینا کے لئے
صدیقین اور روشنیوں کا گواہ ہے، علی الخصوص یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر جہ صحت ختم الدیلیلین و صاحبین صحت
عالمین اللہ علیہ وسلم کی بات طیبہ کا بطور ایک متعلق دلیل و ثبوت ثابت کے پیش کیا ہے اور نہایت کثرت سے ان کی صحت
دوسرے اور وقائع و ایام پر مختلف پیرائوں اور مختلف راجح و سرائق اور روابط کے ساتھ بار بار توجہ دلائی ہے اور ہر
مناسبات میں ایسا بھی ہے کہ

گفتہ آید، اور حدیث دیگران

کا ساتھ ایک کیفیت خاص اور قدرت انشادات ارباب دوز دنیا کے ساتھ اصحاب نظر راہی کے لیے قوت عیون اور
اور سرور نفس و مقرب کا مکر رکھتا ہے، حتیٰ کہ بعض عرفاء و اصحاب انشادات نے کہ، "ہم اللہ سے" "ان راں من
نیک و کچھ ہے، کو کمالیت موسیٰ کی کہی کہ ہمارا دوست صبری کی رحمت اللہ علیہ، لیکن ان سب سے قصود ایک ہی ہے وہ
گو نام و دوسروں کے ہیں مگر دوسری ہی صحت ہے۔

چشم سے ملک و راستہ حق سے توجہ

سہ سرور دنیا ثابت کہ جس کا پسہ صحت ہے

آجوش کو گواہی بخیر و کلمہ دوسرے خود

قرآن اور صاحبِ مفت کی بیگانگی | قرآن حکیم میں یا احکام میں یا وعظ و نکر میں یا شریعت قوانین پرست و مصلحت

مائل مستند المرئین ہیں۔ سو اتفاق و مکر میں تو وہی جہنم کی ٹکڑی تصویر و اسوۂ کاملہ و جود سید المرسلین ہے۔ قصص میں تو انہیں فضائل و درجہ کے درجہ سب کے سب مرتبہ جامعیت مل گئی ہیں و ہر آدمی کامل میں جو گئے۔ ہیں اگر حضرات مونیہ کرام نے تمام قرآن کو ایسی ایک منہ بالکل و جہل سے ہنسی کی حکایت شامی و شامی سے یہاں تک تو قلع نظر قسمت میدی اشد است کہتے دیتے ہیں یہ کیوں جو سب نقد و شک پر ہر خود یہ کہتے قرآن "اور صاحبِ مفت" کہ باہمی بیگانگی اور اتحاد کے ذریعہ میں جو کچھ بھی ہو جس قدر بھی کہا جائے اس سے بہت کم ہے، جس قدر کہنا چاہیے۔

کتاب و مائل کتاب کا غلط تصور وحدت | اور اگر ناسطعہ پر اس معاملے کو دیکھا جائے تو فی الحقیقت یہ چیز بھی نہایت نقص قرآن و صاحبِ قرآن کے ہے۔ کچھ قسم

دیوان سامعہ عالم میں کوئی دین بھی ایسا نہیں جس کی کتاب الہی و صاحبِ مائل کتاب کے باہمی علاقت وحدت کا یہ چال اور دروں میں سے ہر دو ایک دوسرے سے اس قدر پرست و محبت اور باہم دگر تباد و مشور و کائنات دکھا کر کتاب و مائل کتاب کی صداقت پر، اہل دشادہ جو مائل کتاب، اصل کتاب کی شہادت پر:

ایک دو شمع اذکر انہما یک دگر افزوتہ اند

حق کو کھنکھانے کی شریعت کے نام و مانی و مادی و روحانی اور روایت و حکایت کے تمام معاملات سے قطع نظر کر لیا جائے سب بھی صاحبِ شریعت کے وجود و ہریت کی تاریخی حقیقت ہی طرح روشن و بین باقی رہتے ہیں حرج تاریک اور روایت کے دغا تو میں ہے و ناگہ دنیا چاہے تو اس کی چوری سناٹھری اور تاریکی کی حیات مرث یک کتاب شد کی حیرت مملو کار کتاب تیمم ہی سے ہی ایک نقشے کی فوکر داشت کے ترس کر سنے۔

سلحہ علی - پڑا شریعت ہے

ان ذی صبیح و صلیب ہم انکو دستہ اند

دو ہر باغ اند کہ انہما یک دگر افزوتہ اند

ضمیمہ

انسان کی نفسی و قلبی حالت ہر نیا نیا سادہ و شگافت نہیں قسموں سے باہر نہیں ہوتا اور قدرت کی محبوبیت و
 ملکیت کے باعث اس کا بہر مسیح و انقلاب پہنچ جاتا ہے کہ احساس و تیز کش کا باقی کو بنائے یعنی یہ حالت ہے جہاں کہ روشنی اور
 تاریکی و مستحیا اور دو درون کو ایک سمجھ گئے۔ یہ اچھا ہی پر روشنی ہو نہ برائی پر غم۔ قرآن سے اس کے نفس بارہ گتے تعمیر
 کیا ہے۔ ان النفس لاتا راقۃ بالسنوہ و آدمی کا نفس تو برائی کے لیے بڑا اچھا رہے وہ ہے۔

پھر اس حالت کو سب سے باہر لے کر نور قدرت کی بھی بڑی روشنی ٹھکانے لگتی ہے۔ حتیٰ کہ احساس و ایمان خشنہ جالی تھا۔
 روشنی کی آواز کی سے بڑی ہی محسوس ہونے لگتی ہے۔ بڑائی سے پہلے لہ کاٹھی میں مٹا لکھنے کی حالت کو نہیں چلی پاس
 قدرت و اعلیٰ کا روشنی ہی یہ کام شروع کرتا ہے۔ یہ نفس قرآن کی تہ کو کشتی و صول کا مرتبہ ہے۔ اس لیے قرآن حکیم نے
 اپنے ہر شخص میں اس کی اندرونی شگافت پر جنس کو تہ و لاف ہے و اما قسم بیہ اعیالہ و لا اقسام بالنفس
 اللوامہ۔ انیس میں قیامت کے دن کی قسم تھا کہ جو انیس غایت کو لے دے نفس کی قسم کو کہتا ہوں۔ سورہ قیامت
 میں وہ شہادت ہے جس کی طرف حدیث ابن مسعود میں شاہ فرمایا اور جو تہیت پر نور و شرف قدرت انسانہ و حیر کے باب میں چند
 فقرے کے اثر ایک صیرم اور ایک روان اور حقیقت ہے کہ انیس و اما ما طاعت علیہ النفس و اطفال علیہ القابہ
 و لا اقسام ما طاعت النفس و تہ و فی الصدود ان اختلاف ان من اخوتہ و فرمایا کیا لگی اور اچھا کی حقیقت
 اور یہاں چہ تہ بد و سر یہاں اس کی یہ تہ کہ استغف قلبک یعنی اپنے صیر سے قرنی طلب کرو۔ یہی وہ کام ہے جس پر
 نفس کو ایمان و نور شمالی ہو جو دل کے لیے اس پر قرار اور اچھا ہو۔ گناہ و سبک اعلیٰ ان کی جگہ تھا دے ان میں اور نفس
 چاہے کہ وہ نور دل کو اس پر چھاؤ اور قرار ہو۔ اگرچہ سیکڑوں آدمی قرآن دے وین کہ ان بات اچھی ہے، لیکن غرور تھا سنے
 اور اس پر ایمان نہ ہو۔

یاد رہے کہ اس عبارت میں قلب کا یہ لفظ یا سب تو اس سے مقصود قلب سلیم ہے نہ کہ سیرم و مرین، کیونکہ ذات
 کے باب میں نہ دست آدمی کا و اللہ صیر پر گناہ کو بار کا۔

تیسری قسم سادہ نہیں اور راقۃ سے منوی کا غری تر ہے جسے قرآن نے نفس ملکہ کے تعبیر فرمایا ہے۔ یا تہا
 النفس و اللطیفۃ و اللہ اذ ربک و احبۃ شریفۃ دے کے کہ یہ نفس اپنے سب کی طرف واپس آئے اور اس
 حالت میں کہ تو اس سے ماضی ہو اور وہ تم سے ماضی ہو۔ سورہ فجرہ ۲۶-۲۸

نامن قرآن مجید نے نفسِ انسانی کی اصول و آئینہ بیان کیے ہیں، نفسِ لہو، نفسِ قوام اور نفسِ مطمئنہ۔ قوام کا افسوس
 محروم ہر قرب و اتصالِ طائفہ، صحت و تندرستی، نفس کا مقام ہے؛ مگر کسی میں شبِ نبیؐ کو اس کا ابتدائی مقام پر جو قرب و اتصال
 کی حالت میں وہ جس جہت پر

یہ جو کما کر قصیدیں ہیں تو یہ کو تفسیرِ قرآن ہے جس پر مبنی ہیں۔ اگر وقتِ غرض سے کائناتِ ہستی کا مطالعہ کریں گے تو معلوم
 ہو گا کہ توحید، نفسِ عالمِ ہستی، جس کیجے یہ ساری باتیں جو اہمیت۔

اس وقت انھوں نے کہا، اب مجھ کو بھی خیال ہوتا جاتا ہے کہ یہ ممکن ہے اور بہت ہی اہم چیز ہوگی۔

توقع رکھیں زیادہ کامیابی | دلی سے آکر میں نے جب وہ وقت اس میں صرف کیا، تو ایک مستقل سیرت نبویہ پر قرآن حکیم سے ماخوذ و مستفید شروع کر دی۔ جس جوں جوں قدم آگے

جڑتا گیا، نئے نئے درد اُسے کھینچنے لگے اور امید و توقع سے کہیں زیادہ کامیابی ہوئی۔ گو حقیقت پہلے سے جتنی فکر تھی حتیٰ کہ اس بار سے بھی بڑا ذخیرہ آیات کا ذہن میں ترسہ رہا، لیکن یہ بات تو کہیں وہم و گمان میں بھی نہیں گزری تھی کہ میں کتاب کو بظاہر جا بجا ذکر و ملام و مسائل و قصص گزشتگان سے مل رہا ہوں۔ اس میں اس قدر دافتر و ذخیرہ خاص شخص رسالت کے حالات و واقعات کا بھی موجود ہو گا۔ کتاب کے مرتب ہر جگہ کے بعد جو دیکھا تو عجیب عالم نظر آیا حیات و سیرت کا کافی ذخیرہ ہی ہلکا ایسا نہیں جس کے لیے قرآن میں ایک سے زیادہ آیات نہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابی پر کرام | پھر دعوتِ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرت پر موصوفہ کرام کے حالات و

سے ملنے لگوئی "موسنوں الامدادون" کی اولین جماعت تھی۔ "وَبَرِّحْتُمْ لَقَدْ كَانَ مِنْكُمْ لَكَامِلٌ"۔ "وَبَرِّحْتُمْ لَقَدْ كَانَ مِنْكُمْ لَكَامِلٌ"۔ اس لیے ان کے سوانح و ایام بھی سیرتِ نبویہ کے مختلف اجزاء ہیں۔ بکے حمایتِ قرآنی و حکمتِ نبوی کے علمی و فہمِ قرآن کے لحاظ سے دلائل و آیاتِ نبوت کے حکم میں داخل، پس یہی آپ کی سیرت تھیں نہ جوتی اگر ان کے حالات بھی قرآن میں جاری شریعت و تفصیل سے نہ رہتے، اس کو کسے کو دیکھ کر کچھ کہہ سکتی مگر یہی سیرتِ نبویہ اس بارے میں حاصل ہو گیا کہ اگر دیکھو تاریخِ اسلام کی ساری کتابیں معدوم ہو جائیں۔ دنیا نہ ہو کہ کچھ چھٹی صدی عیسوی کے ایک دور و دعوت کی نسبت سنا جائے وہ سب کچھ جلا دینے اور صرف قرآن ہی دیکھیں باقی رہے، سب بھی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیتِ مقدسہ اور آپ کی سیرت و حیات کے پراچے و شواہد مثب نہیں ہو سکتے۔

صرف قرآن کافی ہے | صرف قرآن ہی اس لیے اس کو رہا ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا کو تیار دے، اس کا لاسے دلا۔

کون تھا؟ کیسے فرماتے ہیں کیا؟ کسی ملک میں پیدا ہوا؟ اس کے خویش و بھارت کیسے تھے؟ تو مگر لازم کیا حال تھا؟ اس نے کہیں زندگی بسر کی؟ اس نے دنیا کے ساتھ کیا کیا اور دنیا نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی ماہر کی زندگی کہیں تھی اور کھری معاشرت کیا حال تھا؟ اس کے دن کیسے بسر کرتے تھے؟ حد و تہیں کن کاموں میں کہیں تھیں؟ اس نے کتنی ہر پالی؟ کون کون سے اہم واقعات و حوادث پیش آئے؟ اہم مرتبہ دنیا جانے کا وقت آیا تو دنیا دہ دنیا مالوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا؟ اس نے سبب و دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا عالم تھا؟

لے اختیار کیا کرتا ہے اللہ انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

اور سب واپس نظر دواغ ڈال کر وہ کہاں سے کہاں بکھڑکھڑا چکی تھی؟ مگر ایک وجود، مقصد و جزو اور لازم صداقت و حقیقت کے لیے اس کے دفاع میں وہ اپنے ہی بھاد مایہ سبب نہ لگ میں سے جس کی بات کی ضرورت نہ ہو سکتی تھی۔ وہ سب کچھ صرف قرآن ہی کی زبانی دینا مسلم کر سکتی تھی۔ اور اس بارے میں بھی قرآن اپنے سے ابھر کر اپنا ممکن نہیں اور یہ سب کچھ انجیل، انشاد، اور عزات نہیں۔ سب کا دار و باب کا خدا و تعالیٰ کا امر ہے، استغناء ہے، ایک خدا صاف اور کھلا بیان، جرح و مضامین و استنباط و اشارہ نفس سے کہیں زیادہ وسیع و فراہم اور اگر روز و اشارات و کلمات کا امر ہے اختیار کیا جانے تو یہ خاص خاص کرتوں کو بچھاٹنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اسے قرآن میں بجز اس ایک ذکر کے اور کوئی ذکر ہی نہیں!

قرآن کا ایک اجماعی عبارت | اگر قرآن کا بارے قرآنی حقیقت پر سنا میں خود خدا نفس و افعال و کلمات سے کر کے پتہ کی صداقت پر پہنچی نہیں جا سکتی، وہ سب کچھ پیغام لائے واسطے کی صداقت و حقیقت نہ جانچ جائے اور وہ جس نہیں، سب کچھ اس کی پروری و نگہی اور زندگی کے اعمال و وظائف و دنیا کے سامنے بڑے ہیں اس، قیادت سے آج تمام عالم میں اگر کوئی صیغہ کو سمجھتی، ایسا ہے، جو اپنے لائے واسطے کی زندگی کے دفاع کی دینی ہوتا ہے اور ہر عرصے میں خود اپنی زبانی مساد سے ملتا ہے تو وہ دیگر "ہذا" لکنا ہوتا یعنی غیبت یہاں بھی "بجز قرآن کے" و مقصد کے اور کوئی نہیں۔ اس کے سوا اس قدر کتب سادہ (فی عقائد و ادبی و معنی) موجود ہیں۔ وہ قرآنی صداقت کی اور سادہ باتوں کی حرج اس بارے میں بھی بالکل ناممکن و نظم و حدی کر اپنے لائے واسطے والوں کے دے کے اثبات سے عاجز اور اگر اس کی شخصیت کا ذکر کرتے بھی ہیں تو ایسے جہر و دسراں شکوک و اذیتیں ہیں جن میں سے اثبات کی نگہ اور زیادہ سبب و فنی کالقیں پڑا جاتا ہے۔ پھر سب اسے لفظ سے لکھا جائے کر کو دینا ہیں شہرت و تواتر، نقل و جملہ و روایت اور تواتر شد، مسناد و قراء و تامل کر وہ انقوس عام سلفہ بدھنی و ہیں و کلام و لفظات نہ مل رہا، (فصلیہ و تلامیہ و تدبیر و مافی صلی حیدر و ثبات کے اعتبار سے صرف میں نہ) قلعی و تفریق اور جملہ و تفریق ہے۔ یہیٹ، (یائے ایا اعلیٰ میں سبب یہ یہ و لا من خلفہ، "ان نعمت فوہ الذمہ و انالہ بحفظون، "ہی ہر قرآن حیدر فی نوح محفوظ، "فی صلوٰۃ الذین روحا

لے یہ ہادی کی کتب متعدد ہے، اس میں جن کے ساتھ قرآن ہی ہے (ماثر و اور) ملے باقی اس کے سامنے سے آگیا ہے نہ کچھ سے (مجموعہ ۱۰) ہے جسے دیگر قرآن نہ لکھا جائے اور اس کے مخالف ہیں۔ (الحج ۹) کچھ کہہ کر قرآن ہی ہے جو ان محفوظ ہیں و معجز ہے۔ (البقرہ ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲)

المعلم" یعنی اُنکے من خواجہ المصطفیٰ والصیافۃ اور اس سے علیحدہ الارض اسم وغنم" مکتوبہ" مکتوبہ
 اور کوئی نہیں تو خبر ظاہر ہے کہ میں وجہ و شخصیت اور اس کی حیات و برکات کا اثبات و اعتراف اس کتاب کے اندر ہو گا
 اس کے جوہر و سیرت سے بڑھ کر سارا دنیا کے بچے اور بزرگ سب انسان ہی جانتے ہیں کہ یہ اثبات و اعتراف ہر ممکن ہے
 اور دنیا اپنی جاہلیت کے پیچھے اگر کسی انسان کے آگے جھکتا ہے تو اس انسانیت کی برتری و جدیت، علی و خیریت و احد
 کے حوالہ دے گا اور انسانیت سے جس پر انکھوں سے دیکھنے والے کی عزت ہمیشہ یقین کیا جاسکتا ہے اور جس پر ایمان نہ ملے
 کے پس بھی وہ میں اور نہیں بلکہ میں کی طرح قطعی و یقینی رہنمائی دیتی ہے: پھر جس وجہ کی سبب و حیات و قیامت
 تک کے بیچ میں اس طرح محفوظ و ثابت کر دی گئی ہو، علاوہ ان نقوش غیر فانی کے جو صغیر عالم پر ثبت ہیں اور جس کی زندگی
 کے وقائع طویل کو اس طرح صورت کی و آئینہ و روشنی اور سارے دن کی کیسی سیر و حرکت کے واسطے سے باخبر رہا ہو،
 کیوں نہ اس خاکدان جسم و زماں میں اس کی موت و حیات کیسے ہو، اور نہ کیوں اس کی دائمی زیات و قیام کے حقیقہ سے
 اس انسان کے تاریک دلوں کو، کما سارہ داخل دلوں کو گھر نہ رہے۔

رفع ذکر کی حقیقت فی الحقیقت یہی معنی ہیں دیگر معانی و معانی نا پیر کے ساتھ اس دفعہ ذکر کے کو دیکھنا
 حاکم و حکماء اور جس وقت مقام ہے کہ اصحاب کشف و مشاہدات کے سامنے کھلاؤ
 انھوں نے "حقیقت محمدیہ" کے احاطہ و ریاست اور مدد و زوال و قیام و استمرار کو تمام انبیاء سے کرام کے تقاضی تعینات
 سے ماخوذ اور اہل اہل اہل اور مرکز اور دار تعینات مابعد اور نقطہ اہمیت فی الاصل و الحقیقت ہونے کے
 تمام افراد تعینات و وجہ و کو اس کی قربانیت کے سامنے بے فوٹ اور فاہ دیا، اور اس بیچے شیعہ گیر نے اس کر تعین
 ازل اور نور و صیغہ اصطلاحی "حق اولیٰ" کا قرار دیا۔ پھر "انسان کامل" اور "روح و عظم" و "نفس واحدہ" اور
 "عقل اولیٰ" اور "قوت اولیٰ" اور "نفس الکائنا" سے بھی اسے تعبیر کیا گیا کہ یہ لفظ بقا سے ذکر و دوام فیضان و
 حیات و ہیکل انسان کامل، روح و عظم اور نفس واحدہ و الکائنا ہے اور حیات و صورت و ستر و نور و اہل کی
 مرکزیت صرف اسی کو پہنچتی ہے اور اسی سے قرآن مجید نے معرفت اسی و جو ذکر و بعد سے تعبیر کیا کہ ساری عوالم و
 کائنات و وقتیں ہیں، مگر ہر وقت ہی وہ عبودیت کا علم واحد ہے جو ہمیشہ جواد و مہربان و واسطہ جاہلیت اور ہمیشہ عبد کو
 مہربان سے واصل کر دیتے ہیں جسے ہی و تمام ہے، و تعالیٰ العرف (موصی)۔

منہ عن مشرک فی مما سئلہ

فہر العنفس فیہ غیر مستقسم

لہذا وہ قول کے معنی ہیں میں نہیں دیکھتا ہے، لہذا وہ کہہ گا کہ میں نے ذکر و قرآن اور انشراح (۳۱) صفحہ صدر صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی و معانی
 فرجوں میں شریک و ہذا سے غلط پاک ہیں، یعنی ان میں یہی ہے، کوئی اور شریک نہیں اور جو علم کے جس کو جو قسم نہیں ہر اگر حضور کے
 علاوہ و سب کو بھی اس کی کوئی جزو نہ ہو۔

میر تقی کی گنجائش ہے۔ وہ وہیں خدا تعالیٰ علیہ وسلم۔ نیز تمام اصحاب احوالی و مشرفین بھی اس میں شریعت پر سے حقیقت اس کی بھی ہے کہ چونکہ حقیقت محمدیہ روح حیات کا آخری نقطہ اور سرشار قرار پائی تو جسم میں وہ تمام کا آخری منزل بھی وہی محمدی۔ اس کے بعد جو کچھ ہے ارقی اور دراد اور اقیانانہ ہے۔ اس لیے نہ سیر کے وہاں گنجائش نہ تالا طلب اور بل شوق کا دل بے غرور، البتہ غائر نگاہ و مرغ خیالی بھی اس کی نقاشی سے لائق ہیں اور ماند و پر و بالی سوختہ۔

اسے زدن اور بچ و تھال و تیل میں

خاک بر لوق میں و تمشیل میں

۱۔ اکلام فی حقا علی دلہ مرقعہ خیر ہذا لہو اضم المذی نہن فیہ اور یہ جزو فقرہ بھی جو کچھ فصل غل ربی صاحب تک پہنچ گیا تو اس لیے کہ ذکر کی جاویدیت و جبریت سے ذکر و ذکر کی پیروی و حریت کا ذکر ہے اور اور اشارت کامل و تصریح اذیر کے جذب کشش پر موقوف، پھر میں ذکر و تصور کا یہ عالم ہو کہ بقول صاحب فقرہ ایک یا میں ہر منقلب مقناطیس

اور اس دنیا میں ذکر صرف اسی کا ذکر اور بات صرف اسی کی بات ہو، اس کے سوا جو کچھ بڑا اسی طرف محروم و محول ہو اور یہ نہ جو توجہ نروئی و بے حواسی، افکار صرف و ضیاع بہت

اوقات ہاں بود کہ با دوست بسر رفت

باقی جو رہے حاصل دینے مستعدی بود

ذکر کی کٹائی ہے کہ حقایق علم از دست رفتہ ہو اور سوشتہ ذکر و شغل دامن میر و تنگیب کی طرح باغ سے چھوٹ جائے۔

قرآن سے مانو سیرت کی اہمیت

یہ مالا میں ذات و مالا اذن سماعت۔ انسانوں کی ترتیب دی ہوئی ساری سیرتیں اور انہیں ایک طرف لار خود ساری انہی کا ایک کڑا منظر و غور ایک طرف و تعجب ہے کہ اصحاب میر نے باوجود کمال سعی و نظر اور مشغولیت میں طرق و حقیقات سیرت اس طرف کیوں توجہ نہ کی، اسباب تک یہ چیز مرتب نہیں ہوئی تھی، خود اپنا حال بھی دوسرا تھا اور اب جو دیکھا دکھا خانہ بھی دوسرا نظر آیا،

میں سوھا درم سے اسے وہ ذات پاک جو دلوں کو اس طرح اپنی طرف کھینچتی ہے میں طرح لوہے کو تختہ چس۔ و نہایت کجا
میں نے اس میں جو کچھ دیکھا دیکھی، انکھ نے دیکھا کسی کان نے سنا۔

تمام ہو ایک سوت گرم و باغافل
حکایت کہ ہر نا تمام گنہگار

مسند ۱

درخش غایتیہ دہر و سعدی راسخ پاؤں
بہر ترشہ مستثنی و دریا ہم چکان باقی
(مترکہ طبع اول)

کے ذوق کا شریک ہے۔

سے شاعر سعدی کا ہے میرا کہ غرض سے واضح ہے۔ گویا کہ سعدی میں شور و جہا

درخش غایتیہ دہر و سعدی راسخ پاؤں

بہر ترشہ مستثنی دہر و ہم چکان باقی

اشاعت سیرت علیہ

موت آنے کو برس ۱۱۰ کے مابین میں مجلس مکرملہ کے مشفق ترمیک ستادہ تحریر فرمایا تھا، جس میں واضح کیا تھا کہ سیرت نبویؐ کے لیے ایک ادارہ بن جانا چاہیے، اس میں جہت و سائل ایک خاص اسلوب پر عمل کیے گئے جائیں اور انہیں مجلس مکرملہ میں چڑھا جائے۔

فیر کا ایک مدت سے خیال ہے کہ سیرت نبویؐ میں ایک معتادہ و مفصل کتاب کی تدوین کے علاوہ (جسے سیرت کیرملا کا شبلی نعمانی ترتیب فرما رہے ہیں) اور دوسری بہت سی صورتیں ترتیب و اشاعت کی مطلوبہ ضروری ہیں۔

اذاً تجزئہ تحت ضرورت ہے، ایسے شعور و سائنس کی جن میں سیاست، اخلاقیات، معنوی سیرت سے پہلی چشم پوشی کی جائے، صرف حالات زندگی و صحت و تحقیق کے بعد درج کیے جائیں۔ اقتصاد پر کچھ غلط دیکھتے اور صرف دوسری صورتیں فصل ہوں جن کی تفصیل ہماری موجودہ زندگی کے لیے اس وقت کی ضرورت ہے اور جن کی نسبت ایک ایسا مجموعہ کے ساتھ کوٹا یا تحاکر خلفہ العتقین، انما انکسرت کا خلق تعلیم قرآنی کی تعمیر ہے،

یہ رسائی سے عام مطالعہ و واقفیت اور اثر و عملات کے علاوہ فقہ میں طور پر مضمون ہے کہ ہاں ذکر و آثار نبویؐ کی اصلاح پر اور یہ جو ایک نہایت نوری ذہم و ایمان و اعتقاد موجود ہے اس کی اگرت سے اصل و حقیقت من بعد اشاعت کیا جائے۔

میں ایک بار اس کی نسبت کچھ بکائیوں میں سے اتفاقاً میں قرآن کریم جو ایک کتاب مسطورہ و ذوق متشوق ہے، اس کی طرح محفوظ و عامل قرآن کی زندگی تھی اور میں "قد جاکم من اللہ نور و کتاب مبین" میں "نور کوئی کتاب و صحت نہیں سمجھتا بلکہ اس موجود انسان کامل کی زندگی سمجھتا ہوں۔ جس کی نسبت دوسری جگہ لکھا گیا کہ و فینا ائی اللہ جاورہ و مبرا جاسمیں۔"

لے کچھ جہتی کتاب پیچھے برستہ ورق میں دیکھو: اس کتاب یقیناً اللہ کے پاس سے صادر ہوئی "نور" و "نور" کو نہ مال کتاب کو کچھ نہ داند، مگر یہ جانتے و داند کی جہت اس کے حکم سے دیکھ کر نہ داند سورج و احلیہ ۱۰۶۱۔

و ناس فیہ یعلقون مذہباً

پس اگر ہمیں مسلمان بننے کے لیے قرآن کی کلام کی ضرورت ہے تو یقیناً کچھ کہ سے ایک نئے زندگی کی ضرورت ہے۔ اور دیکھنے کے لیے اس "اسوہ حسنہ" کے مطالعے کی ضرورت ہے، وغیرہ، کئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ کچھ ضرورت ہیں ضرورت ہی جتنی ہے اپنی سے کم نہیں۔

مجلس ذکر مولد | اس کا بہترین ذریعہ ماس سونڈ ٹیری میں پیشہ وند ابن علی عام رسائل مولد کی جہد و محنت اور عزائم و قصص اور غیر مفید و حاصل صرف جہاد و دانش کا نمبر و میں "پیشہ و نظر" لکھتے ہیں صحیح و مفق حالات نہیں بیان کیے جائیں۔

اس قسم کی چیزیں دراصل کچھ اور بڑھنے کی نہیں۔ اس لیے لوگوں کی ضرورت تھی جو سیرۃ النبی کے غلبہ (کچھ) میں جنہوں نے اس موضوع خاص کا مطالعہ کیا ہو۔ جن کو اس میں صاحب فقہاء جو حاصل ہو (اور وہ ہر مجلس اور جماعت کے سامنے اس لیے کیے جاتے ہیں ضرورت و اگر وہ پیشہ و مخصوص اور جماعت و امتیازات کے مطابق) سیرت نبوی پر غلبہ دے سکیں کہ اگر ہر شہر، ہر محلے، ہر خانہ و ہر حالت اور ہر مجلس کی ضروریات یکساں نہیں۔

احوال و ضروریات کا لحاظ | کسی جماعت کے لیے سیرۃ نبوی کا کوئی خاص مقصد زیادہ تفصیل چاہتا ہے کسی کے لیے مخصوص و وقتی حالات میں خاص موقع کے مطالعہ کے طالب ہیں۔

کسی کو روک کر یا اور اسے سنانا چاہیے اور کسی کو بعد کی تربیت کے مصالح کے ذریعے سے عزم و استقامت اور وصیت کرنے چاہیے۔ کسی کے لیے باریکات و جزئیات کے جو اہم ضروری ہیں اور کسی کے لیے فتح کو لالہ و صفی اور درگزر و کرم، پھر ایک جماعت کے واقعات و حالات کے لحاظ سے، اختلاف و تضاد ثبوت میں سے کسی خاص شخص حکیم پر خود دیکھنے کی ضرورت ہے اور دوسرے کے لیے کسی دوسری ماحولیت کی۔

اگرچہ اس بیانات پر یہ نہ کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو محبوب و محترم ہو، کل ما یعلقہ اہل حبیب، محبوب و

افرق تا قد مشخس ہر کجا کو می گنوم

مگر شرداں دل می کشد کہ با این دولت

لے یقیناً خدا سے یہ رسول خدا کی حیات طیبہ ہی ایک نمونہ ہے (احزاب ۲۱) "ما مودتہ می وہا مودتہ" کی طرح اس میں سلامتی کی تربیت کے قابل تھے لیکن اسے بہت قدر دینا بھی معلوم نہیں رہا البتہ اس جگہ میں مسلمانوں کا نقصان بہت کم تھا اور بہت زیادہ جہاد کو پیش کرتے تھے اور مسلمانوں نے جو اسے محکم کیا تھا، جو دین سزا دے آٹھ میں پر ہے۔ جب یقیناً اللہ کی نئی کر تو رکھیں، ایسا ہے جسے تو مسلمان بھی جہاد سے فائدہ لے آئے۔ اسے نظریہ پیشا پوری

”امام و انسانی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حصے کے لیے اسوہ حسنہ ہے، انسانی زندگی اور زندگی کے شغلات کی پہچان، محدثین کی زندگی ہے جو اس صحیفہ نبوت کا نقل سے آؤں گے حق معالہ اور کر سکتا ہے؛ پس پھر اس کے چاروں جہوں کی پہچان ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ کا جو حصہ سب سے زیادہ بڑا ہوگا جو سب سے پیسے اسی کا اس کی پیروی میں دیکھ کر سنا دیں۔

رسائل خطبات سیرت | لیکن شکل یہ ہے کہ اس سے لوگ کہاں سے آئیں؛ اپنے جبل اور پہلے مانگیں یہ کہ کہاں کہاں گئے، اذکر ان کو اگر یہ نہیں اذکر ان کا اتفاق ہو کہ سیرت نبوی پر بحث متفہم اور مختلف پہلوؤں پر ترتیب سے چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے جائیں اور ان کی کوئی جگہ جس میں چاروں باتیں نہ آسکیں تو اس کے شش خطبہ کے سنائیں۔ ایک ایک عمر خطبات سیرت کا جو صورت تعمیر یافتہ جامع کے لیے مخصوص ہو۔ ایک مجموعہ صورت عام مجالس کے لیے اور ایک مجموعہ درس و معالہ کے محقق اور علم دانوں کی تعلیم کے لیے۔ سب سے پہلے کم اذکر ان میں قصوں کی سیر میں علاوہ سیرت کبر کے ضرور کوئی چاہیے۔

اسلوب و زبان | لیکن نہایت شکل اور اہم مسئلہ اس کی زبان اور طرز تحریر کا ہے، اعلیٰ القاموس ایک ایسے طرز اسلوب و زبان پر مبنی ہے جو لوگوں میں جان و دانش پر ادبی کا شوق کو پیدا کر دیتے ہیں؛ لیکن اس کے حوالے استعمالی اور صحیح مفہوم بلاغت سے ملے بغیر۔

جو جو خطبات کا مجالس و مجالل و باب علم و فکر کے لیے جو اس کا انداز تحریر اور پڑنا چاہیے اور مجالس عام کے لیے اور۔

ایک میں تاریخی سیرت کے اسلوب کے ساتھ اگر برہنہ و استدلالی و بلاغی و تعلیمی، طرز بیان میں انشاء پر ادب اور لغت میں پیدا کی جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ ہر موضوع کی لہجہ خود مستحق وقت ہے، لیکن دوسرے میں تاریخ کی فکر اصلاح و دعوت کا مقصد پر مشدود اور مخالف مائتہ الناس اس لیے نہ تو اسلوب بیان موزنا نہ و فلسفیانہ ہو اور نہ بلند و عالمانہ، بلکہ نہایت عام فہم و عیس اور مومن سادہ و سہل۔ بااں ہر سادگی بیان کے ساتھ ضرور ہے کہ لہجہ انشاء پر ادب و تاریخ و فہم کے واسطے اذکر ایک ایسی ہی زبان تاثیر بھی رکھنا ہو کہ سننے والے اس کے ہر لفظ پر پہلے بھیاں دل و جان سے پڑ کر کہیں! اوقات میں انبیاء مسجور۔

جس بات کو میں نے یہیں چند سطروں میں لکھا ہے، خود کیجیے تو یہ ایک نہایت بڑا کام اور وقتی کثرت بلاغت ہے اور انیسویں کو قیام عمر کو اس کا احساس نہیں۔

ایک ضروری نکتہ | لیکن شکل یہ ہے کہ ایک حصے سے عام لوگ ذکر سیلا کی مجالس میں ظہری شیخ کے حامی بن گئے ہیں، کچھ کجست سی ایسی جمعیتیں یاد ہیں، جہاں غلوں کے مخالف اور صراحت خطاب و ضمیر سے اگر قطع نظر کر لیا جائے، تو یہ بتا نامان برہنہ ایک مقدس ذکر و بیانی کی صحبت میں بیٹھے ہیں کسی نو آموز کو

صحیح معنوں میں غرضیہ کو مغنیہ کے ساتھ میں یہ کہتے تھے کہ میں شراباً آکر توبہ کی کوئی نہایت بوجھ رکھتا ہوں اور چونکہ دل رکھتا ہوں، اس لیے اس وقت سے قطعاً تعلق نہیں کر سکتا، میں کائنات اس کے ساتھ، جبکہ اس وقت کا قہقہہ سہلہ آہم یہ تو کوئی شخص بھی پسند نہیں کر سکتا کہ اس وقت مقدس و مذاکرات دینیہ کو موقعی کے مشابہت سے آلودہ کیا جائے۔ میرے خیالی میں اس ذکر مقدس کے لیے یقیناً یہ ایک ناقابل تخیل گستاخی ہے۔

پھر ظاہر ہے کہ یہ نئے خطبات میرت تو اس مختصر گفتار سے بالکل خالی ہوں گے۔ ان کے چھٹے کا انداز بھی درمختصاتی کی طرح نہیں بلکہ ایک عموماً کی طرح بالکل محنت اللفظ ہو گا۔ اصلاح کے کاموں میں لوگوں کی دلچسپی کے قیام اور قیام کی جگہ سے کسی طرح چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ ورنہ اصل مقصد، وقت ہوجا سکتے ہیں نہایت غریبی اور اداسی اور یہ ہے کہ ان کے اسلوب بیان و طرز تحریر میں کچھ ایسی باتیں بھی تھیں کہ جابجائی میں ان کی تاثیر دکھائی دے، تمام مومن پسند اجازت سے یہاں کی چوری چوری نقل کی گئی ہے اور حقیقی و دراز خطبات و دہم دو ماخذ دعوت بھی واقعہ سے زیادہ سنے۔ ان خطبات کی غریبیت تو محاسن و کمزوری کے خیال سے ہوتی ہے، ان کے علاوہ بھی مختلف انداز بیان اور ترتیب اور کیفیتیں معاسبہ مسائل کے ساتھ میرت کی نئی ترتیب کرنا ایک ضرورت ہے، جو حرج و مرج کے تشکات، دعوت و تخریب، اس اصول و ضابطہ کو اپنی اصلاح اور اصلاحی کام کے سامنے پیش کرے۔

ضرورت تھی کہ ایک خاص ادارہ "سیرت نبوی" کی غرض سے قائم کیا جاتا جس کا کام مسلسل اور دائمی ہوتا رہے جو اس بارے میں تحقیقات و دلکشا فانی کی ضرورت فہمیت کے ساتھ اس سیرت کے چوتھے نمونے، مختلف اشکالی و مسائل کے آپریشن بھی شامل کرتا رہتا۔

کاش موجودہ ادارہ سیرت جو میں، علاوہ مولانا شبیل نعمانی کے زیر ادارت قائم ہے، انہیں سیرت بکر کے بعد بھی اپنا کام جاری رکھے اور ایک باقاعدہ جماعت اس عہدہ اعظم و اہم کو اپنے ماتحت میں سے اسے اس اصلاح و جاننے وقت و دعوت و دانت عقد اسمعیہ کے لیے بے غم و بے اس کا ر و قیاد جمع مساعی و مہمانی ہے۔

مجھ کو کئی بار خیال ہوا کہ ایک دور سامنے سیرت کی ہی پر مشابہت عہدہ اصولی سکھائی باغیر احتیاطی مولد نبوی کو لکھوں اور تاج اس بحث کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا بھی اس لیے تاکہ ادب و علم و فہم کو اس طرح توجہ و ادراک ایسا ہی مشہور ان کے سامنے آجائے۔ اگر وہ مزید زلال و تادم تک کسی بزرگ نے اس وقت توجہ نہ کی تو یہ خطبات سیرت پر لکھوں گا۔ نیز کوشش کروں گا کہ کسی بڑے شہر میں ایک اشغال عظیم ای مشہور سے مشہور راہرو اس میں مرن سیرت بہادک پر مختلف ادب و علم و غیر خطبات ہیں۔ یہ خیالی بھی مجھے عرصے سے ہے۔ مسائل لاہور یا کھنڈ میں نام نہاد ادب کی ایک مرکزی مجلس ضرور منعقد کرنا چاہیے۔

ہا۔ تہا ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ مطلق حق
اور برہمن نہیں۔ بہتر تھا کہ وہ ہمہ گیر تھے اور جب تم باہر نکلتے
تو حق لیتے۔

اَلْغَنَمُ لَا يَفْعَلُوْنَ شَيْئًا وَلَٰكِنْ لَّيْسَ لَكُمْ فِيْهَا حِلٌّ
لَّعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ اِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ اَنَّكُمْ لَتَكُنْتُمْ اَعْدَاءُ لِلَّذِيْنَ

اس آیت سے پہلے کی آیت میں آیا:

بَاِذَا جَاءَ اَيُّكُمْ اَمْرٌ فَلَا تَقْعُوزُوْا عَنْهُ لِتَقْعُوزُوْا عَنْهُ
اَلَيْسَ بِكُنْهٍ لَّكُمْ فَعَلْتُمْ كُنْهًا فَعَلْتُمْ كُنْهًا
فَعَلْتُمْ كُنْهًا فَعَلْتُمْ كُنْهًا فَعَلْتُمْ كُنْهًا

و۔ سے مسئلہ: جب حضرت کے حکم میں عرضی مال کو
آپ ہی کا مال کرنا کہ اگر آپ سے مال کو کے حکم کو کرنا
وہ بہت دور سے بات چیت کرنا جیسا کہ آپ ہی کیا کرتے
ایسا نہ ہو کہ اس شخص کے سبب سے تمہارے مال کا
خارج ہو جائے اور تم کو بھی نہ پڑے

غدا تھا کہ آنا بھی کرنا نہیں کرنا آپ کی کتاب میں کوئی اور بھی
خطاب میں اقلیہ تنظیم کی شان | آگت کو کرنے اور یہ ایک تنظیم کو کرنے کے بغیر نام دیا جاتا ہے۔ مثلاً: ان کا
معاہدہ کیجیے تو آپ کو معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ سے سب سے پہلے تو آپ کے اس ایسا تنظیم کی شان کا خود پرچہ نکال دیا
میں تو دیکھا ہے اور اللہ عزوجل سے تمہارے قرآن میں کوڑا ہے، جگہ جگہ آپ پائیں گے کہ ان کا بھی نام اور جو ہے کہ
انہی پرچہ لکھا ہے۔ مثلاً: "یا اے مسکن انت و زوجک" "و ما نذک بعبیدک، یا موصی" "یا اباؤ و انا
بہت ک خلیفہ فی الدن" "یا اے کریم! انہی پرچہ مغللام اسناد بھیجی" "یا بھیجی خذ، کتاب بقرة"
یا عیسیٰ اے صوفیہ و واضع الی" اس طرحی خطاب کے مطابق چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی یا محمد!
یا احمد! مل اللہ علیہ وسلم کہہ کر پکارتا مگر ان کو اس دور آپ کا احترام کرنا مقصود تھا کہ تمام قرآن میں ایک جگہ بھی
آپ کو نام لے کر خطاب نہیں کیا، بلکہ جہاں کہیں پکارا ہے یا تو خدا سے تعظیم و تکریم سے مثلاً یا ایہا الرسول
بلقما انزل الیل" یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین" یا پھر صراحت سے محبت و عشق سے: یا ایہا
المؤمن" یا ایہا المؤمنین! و کل ما یفعلہ الصالحون" محبوب:

ہر طرف تو زندگی تمامت مرزوقی لازم

یکس تو قیامت کو شایستہ لازم تو نیست

ملاحظہ فرمائیے کہ اس میں شہریت اور قانون نہیں کہہ کر کسی مزدور یا تعلیم یافتہ کی ہے جس کی شہریت کا نام لے کر وہ اس کے پرچہ نکالنا اور
محض یہ پرچہ کر کے شہریت کے خلاف ہے۔ اس کو اس کے تمام قرآن کے چھ معانی تک کی انگریز چور۔

لہذا ہم یہ کہہ کر نہ تھائی آپ کے کام کی عزت و احترام کی مثال کیوں دیکھ کر آتا۔ مگر کبھی شکر کی خاک، آپ کے قدموں سے مس ہوئی ہے۔ اس کو تو ابھی اس درجہ محبوب ہے کہ اس کی قسم کھانا ہے۔

فَاكْثُرُوا بِحَبْلِ الْإِسْلَامِ وَاتَّقُوا يَوْمَ تُفْصَلُ الْغُلَامُ . اسے بغیر اجماع شریک کی قسم کھاتے ہیں اور اس سے کہہ کر میں ہی قسم بخور۔ (المائدہ: ۱۲۱)

حقیقت یہ ہے کہ دلی عقدا ایک بیچ ہے مگر محبت کے باوجود نہیں جڑا اور محبت کے لیے احترام و محبت اور ایمان (عظیم) مانا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی تعلیم و کرم پر زور دیا گیا اور کہا گیا کہ تعزیر و توقدہ (فقہ ۴۰) یعنی ان (مسلم) کی تعلیم کرو اور ان (مسلم) کا احترام بھلاؤ! خدا میں سے جسے بہت محبت کی ہے کہ اس کے لیے اللہ کی اور اسے محبت مسلم کی محبت میں اتباع احکام کی طرف جاری ہے یا انبیاء علیہ السلام کی تعزیر و توقدہ نہیں اور اصل مقصد و حکام و سلام کی پیروی ہے، لیکن غور کیجیے تو اس سوال کی میراں گنجائش ہی نہیں۔ محبت و تعزیر و توقدہ جو ہے کہ اس سوال کو جب پیدا ہو جب محبت اور ایمان دو چیزیں ہوں۔ حالانکہ ایمان کو از سر تپا محبت ہے اور وہ ایمان نہیں جو محبت سے نکلی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لَّهِ . (البقرہ: ۱۶۵) جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کی محبت اللہ سے شدت سے زیادہ ہے۔

یہ ایمان واجب ایمان کی یہ محبت یگانہ اور دوسری گروہوں کے اس احسن سے کہ انھیں ابنا، الله و احبناہ! پر حجاب دیا گیا۔

مَنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا حَبْلَ الْإِسْلَامِ . (آل عمران: ۱۰۴) جو تم لوگ اللہ کے دلی ہو تو اس کی یہ صورت ہے کہ رسول کا اتباع کرو۔ جو تمہارے محبت کرنے کی ضرورت ہے۔ خود تمام کو اپنا محبوب بنائے گا اور وہ تمہارے گناہوں کو بخشتا ہے اور بہت دیکھ کر لے والا ہے۔

اگر ان حضرات مسلم کا اتباع محبت و محبت الہی کے لیے شرط ہے تو محبت بدرجہ اولیٰ شرط ہے کہ جو محبت آپ کے دل میں نہیں، اس کا اتباع کیا جائے گا؟

احادیث کی شہادت حسین کی اس مشہور روایت کے بھی یہی معنی ہیں کہ،

لا جرم احدکم حقی احکون بحبل الیہ صا . (ترمذی) کوئی اس میں نہیں جو اس کے ساتھ ہے۔ اس کے نزدیک محبت شرط ہے جو اس کے ہاں باپ سے۔ اس کے والد سے۔ خدا قہار نہیں مگر تمام انسانوں سے۔

”ایک دوسری حدیث میں ہے، جب حضرت حشمتہؓ آپ سے کہا کہ ذاتِ عجب انی ہو کل ثوبہ! انقصی۔“
 آپ و صلعم: ”میرے توبہ“ بلکہ کہ تم بیڑوں سے، اللہ تعالیٰ کی جان سے زیادہ قیمتی۔ تو آپ نے فرمایا کہ: ”اسی نفس پیدا
 لا یوحی عندک برحق۔“ نکلتا عجب، ایڈس من فضلت۔“ آخر دعائی کہ تو حسن نہیں ہو سکتے عجب کسی کو کہ اپنے نفس سے بھی
 زیادہ عجب نہ کہو۔ اس پر حضرت فرماتے کہ: ”ات عجب انی من کل شیء، حتی نفسی۔“ سب دیکھتے ہوں تو آپ و صلعم:
 اپنی جان سے بھی زیادہ عجب ہیں۔ عجب آپ نے فرمایا کہ: ”الان یا عجب! استعظما تیرا ایمان کن ہو گیا۔“
 حضرت! اپنا اعتقاد قرآن ہے، نصائت کیجیے کہیں کہیں جو کدواں جگہ لڑا کھان ہے: ہاں میں شے کو ایمان کا
 ختم کہتے ہیں، میں تو اس کو، اس وجود عجب و عجب کے ایک ذاتِ عجب کے اندر دیکھتے ہوں۔ اسی سے تعظیم و تکریم بھی
 دوسری جگہ آپ کا مقصود، برقرار رہے کیجیے۔

قرآن ہر دہم از خونِ یحییٰ

قرآن ہر دہم از شربِ یحییٰ

مرا تو قبولِ یحییٰ! ان سببِ گفتار

ہر دہم کہ تم دیکھو، الی دینی

لیکن یہ عام دوسرا ہے، ان باتوں سے ذوق پینے کے لیے، جمل کی آب و ہوا رانی نہیں کسی سے
دین مستیول | کیا ہائے درد، کیسے سنایا جاتے! اہی دہم میں خدا کے ہمت کو کو گھڑائی، او اس اس کے، سو تاز
 قرآن کی عزت کو کوئی چھین رہا ہے، جن سے عجب رسالت اور ہوا دہی کے، عقائد کی امید نہیں، ان سے رسول کی عزت
 کی کس تاہ ان کو ترقی ہے: دل کی نظیر کا نہ نہ، لیجیے کہ عجب اس غالی جتنا ہے تو زبان کا بھی کہ نہیں تھا۔ مریں یہ سائیں کی
 نظیر آہان۔ تو عجب کے اتباع و تقلید کے لیے میرے ایک وسیع میدان آپ عزت کے لیے پیشتر روح و ہمت اور محنت
 اس کا کوئی کدواں مس: اتباع کی برکت سے غالی نہیں۔ اٹھتے ہی پرتا عمت کیجیے اور نئے مساعی و شے کرئیے۔

وَمَنْ يَشْتَرِ عَمَلًا يَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ وَيَسْتَوْفِ
 فِي الْأَجْرِ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ يَنْتَوِيحُ

اور جو کوئی اس سادہ سادہ کسی اور سے دین کا خواہش نہ کرے گا

تو کہیں قبول نہیں کیا جائے گا۔ آخرت کے دن اسی کی نگاہ

لوگوں میں جوئی کا تہہ و تار نہ رہے۔

لے یا سرحدت بظاہر، شاء جس میں آپ نے اپنے ایک تمام نفس کی قربان کیا ہے کہ بیت عندی، ہر ہر عیب و نقص
 میں اپنے وہ سکھیں، شب باش جو اس کے جو کوئی کھایا، نہ کھایا، نہ ہو کہی پلا اس کے چلا۔

ظہورِ قدسی

میلا و نبوی اور موضوع روایات

— (۱) —

استفسار | ہندوؤں کے بڑا ہوا کہ بیچ اذلال کرنے والا ہے بلکہ بودھ شریعت کی جیسے مابہا
مشتق ہوں گی یہی جس طریق سے یہ جلیس مشتق ہوتی ہیں اور جو حادثات و واقعات
ان میں بیان کیے جاتے ہیں، معلوم نہیں چاہے کاطیاں اس بارے میں کیا ہے؟ میں تو اس کے نہایت
افسوسناک سمجھتا ہوں اور یہی کہ تاہم کوہی حادثات و واقعات جیسا جلیس نے حضرت امانی اسلام مسلم
کی پاک و نوری کے متعلق مخالفین کے دلوں میں شکوک پیدا کر دیے ہیں۔

ایک دہے سے میرا خیال تھا کہ ایک فقیر سا دسرا آنحضرتؐ کے حالات میں میں کروں، جس کو وہ درخت
کی جنسوں میں پڑھا ہے، لیکن جس طرح کے حالات کی تشریح تھی وہ کہیں نہیں پڑھے تھے۔ مگر ہر ایک سار
امیر احمد پٹنائی صاحب نے شائع کیا تھا اور لکھا تھا کہ اس میں حالات لڑائی ایک بہت بڑے عالم کی دہے
کچھ لکھے ہیں لیکن اسے بھی دیکھا، اور ترمیم دہی تھے پھر سے تھے۔

اس سال میں نے دہے سے اس کے ایک تحریر لکھی اور چند علامتے دیں کہ بعض غرضی اصلاح سنائی ایک
وہ اس امر پر ضابطہ پر ہم، نادانی پڑے کہ اگر حادثات کے واقعات اس میں دہے جو تمام کتب
موجود ہیں بیان کیے گئے ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک صاحب تصنیف عالم سے عرض کیا کہ کیا یہ
واقعات مستند تاریکوں اور حدیث کی کتابوں میں لکھے ہیں؟ وہ غور سے جواب میں لکھا کہ یہ تمام واقعات
و حدیث میں ہیں جن کو تمام مورخین و محدثین نے ہمیشہ بیان کیا ہے۔ بڑے بڑے علما نے دیں اور اہل
اسلام نے ان کی تصدیق فرمائی ہے لہذا ان کو پڑھا ہے مگر جیسو وڈا سنڈا ہے والہ آج کل کے
نیچے ان خود ذہن کو ان کے دہے میں ملتی ہے کہ اگر کسی کتاب میں یہ مرقوم نہیں ہے۔

کچھ ہمیشہ ہم انگریزی واطوں کو اچھا اور مذہبی شخصیت کا اہرام دیتے ہیں لیکن جس انداز اور طریقے سے
دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہم نہایت خوش ہیں اور آپ کو پھر فرمودہ صلے سمجھتے ہیں لیکن خدا کے لیے
اس بارے میں میری پیش گوئی یہ ہے کہ یہ واقعات واقعی سند کتابوں میں مرقوم ہیں، اور ان میں شک کا
بہت کم اور مذہب سے کٹا کر کشی ہے، اگر واقعی ایسا ہے تو انھیں کیے کر لیا یہ واقعات فضل میں

جی کی دوست و حمایت جلیلہ دشمنوں کی مخالفت سے نوازا، ذہن سب کے لیے عہدہ کی سند۔ جسے روایات کی نسبت آپ نے تحقیق چاہی تھی۔ ان کا انکار تو خوبت سے ہے اور ذہن ایک عین شیعہ اسامہ و یاران سے اور ہر جامعہ نظر میں کوئی نہایت ویرانہ نہ تھی جو بڑی ایک فرس کے لیے بھی ان روایات کو تسلیم نہ کر سکے گا۔

آپ اس سب کی روشنی کے لیے سختی تمیز تھے۔ فرس گزری اور حق کرنے کی زندگی اور نصرت کا بیجا و مستحال کیا۔ ہرگز جو کل شمالی پران کی ہمارے سے حاضر بھی نہیں رہتے۔

ہمت سے آپ میں بابت وہ بھی اور سب دینی کو سائنس مال کی طرف منسوب کرتے ہیں اور دوسرے سے اس پر زور دیتے۔ چہ یوں بھی میں اسے صحیح نہیں سمجھتا۔ لیکن تو شکایت ہے کہ اس درجہ و ذہنی علم میں جو چاہیے فرس ہے کہ نہیں ہے۔ بعد از اس ایسے ہیں جن میں صاف طور پر ان کے بے جا شائع و ماہیت کو دیکھ لو ہوں وہ جی و صحت کے خلاف ہے۔ فساد و افسانہ کیا جا رہا ہے۔ نہ ہندو چھوٹی چھوٹی باتیں میں خود کو افکار ہوتا ہے۔ ہرگز یہ افکار بے عمل نہ آئیں اس لیے بعض وہ بگڑا ہوا ہے کہ بگڑا ہوا ہوں ہیں۔ اور سب بڑا ہے۔

ایک بڑا کلمہ | ایک بہت بڑا کلمہ ہے کہ بر قوت کا استخوان اس کے صحیح عمل سے ہر سب تسلیم کر لیا سے

ایک بڑا کلمہ | سہ دروں میں ہمارے شکوک پر ویل درکار خاں میں شہین ملتی ہیں امانت کی باروں میں ہرگز ہمارے بنائے کی روشنی دیکھتے ہیں۔ آپ کی قوت اور میں دونوں دیکھ جائیں گی۔

یہ اس بزرگ کے پیر نے کہ وقت نہیں اور نہ بھاسے تو ایک وستان عود فی سنا۔ اپنی شہرتوں کا مان یہ ہے کہ وہ کا کوئی گوشہ دہے۔ سے خالی نہیں کہیں پس پڑ کر بیان دیکھیے، کس کس کے حال پر راستے! ہر اتنا وقت کیا ہے لایئے؟

اسودہ شے ایہ و روشنی مٹا ہے

تا با تو حکایت کلمہ از ہر باب

عبارت صحت و روایات | لیکن ان روایات کی صحت و عدم صحت کی نسبت آپ نے ضمناً ہی مباحثہ کا افکار فرمایا ہے۔ اس فرس کو فقیر ان سے تحقیق نہیں۔ وہ ایک نہایت نظر ناک اصولی عقلی ہے

میں ہیں اور ان کے دریاں حقیقہ و اجتہاد اور دہروں مادہ الطبیعی عقل و عقل پر سوں سے جھلا ہیں۔ آپ نے کہا ہاں اس سوال کو دہرا ہے کہ اگر یہ روایات صحیح ہیں تو کیا عقل میں آسکتی ہیں؟ جواباً تو عرض ہے کہ روایات تو حقیقتاً صحیح نہیں۔ لیکن یہ اصول بھی کہ صحیح ہے کہ دقت آپ کی عقل میں نہ آسکے وہ دیکھ لیں اور موضوع ہے؟

آپ یہ کافی پوچھیے کہ واقعات اصول فی ہدایت کی بنا پر کہاں تک صحیح اور قابل قبول ہیں؟ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ موت آتا ہے چرنا ہی آپ کے مقصد کے لیے کافی ہے لیکن یہ کہاں کا اصول تحقیق اور مبادیہ مسند

حق و باطل ہے کہ واقعے کی سمیت کے لیے پہلے شرط آپ کی عقل کی تصدیق ہے، آپ کو کچھ ملنے پہلے صحت پر عمل نہ دیا کرتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ کسی عنصر کی سطح انیت کی رو سے، ہر اس طرح آپ کے سامنے مکمل باقی ہے؛ ہر واقعہ کی صحت و عدم صحت کے لیے پہلا پیرا اصول درایت اور صحت نقل کی شرط کا انحصار ہے۔ درمیں، مذکورہ و غیر ذہنی ہیں۔ انہیں کو کچھ نہیں کہ ان کوئی نیلڈرلم کہ آپ کی عقل تسلیم کرتی ہو، اور ان کا آپ سندہ آپ تک اس کا مینو شاہدہ بھی نہ کیا ہو گا۔ لیکن اول مرتبہ سب اس نہ کہا کہ غیر یوہپ کے کسی مسئلہ پر چہ میں دیکھی ہو گی اور تمام اخبار دن میں اس کی شہرت کا عنصر پہ ہو گا تو فرما دیجئے آپ نے اس کی تصدیق کی تھی یا انکار۔

صحیح زاد عقل | آپ کو مسلم نہیں کیا دوسرے سے جہاں سے (یا اور) انکار متعدد اصولی، لہجے و جملے کے متعلیق مذہب سے ملے ہر جانا پڑتا ہے۔ ان لوگوں کا یہ حال ہے جس حدیث اور جس روایت کو اپنے خود ساختہ معیار تعلق سے خواہی وہ آپ کے پاس سے انکار کر دیئے گئے ہیں یا نہیں ہیں اور پھر اس انکار میں کڑی تطبیق منقول و معقول کے بموجب کن لفظ سے قیہ کرنے کے علاوہ تسخیر سے نہیں شراستے۔ و لغوون باذہم حکم مایس لکم وہ علم و نہ جوں نہ ہیبتا و ہو عند اللہ سفیر

ماہر لوگوں ان کو علم و دین کے حصول کا طریقہ ملا جو نامور علم و فن پر نظر ہوا تو وہ دیکھنے کو اسی مقصد کو مولیٰ فن کے ساتھ عمل کر رہی حاصل کر سکتے ہیں۔

کیا ضرورت ہے، ان روایات کی عقل اس وجہ سے تقلید کر دی جائے کہ وہ باہری عقل میں نہیں آئیں، بلکہ اصولی مقبولہ حدیث و انہماک و طریق جرح و تعدیل و دایت و تہذیب و نقد و روایت و شہادت و استدلال و باب علم و فن کی بار بار اپنی رشتہ کے ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ روایات ہی باید اعتقاد سے ساتھ ہیں اور اصول فن کے اعتبار سے طریق امتیاز نہیں، اس طرح غیر پر شدہ اصول کو باتھ سے دیکھیں۔ اسی منزل مقصد تک پہنچ سکتے ہیں۔

انکار کی جہاز گاہ بنیادیں | مسلم نہیں آپ نے میری گزارش کو سمجھا بھی یا نہیں؟ میں کہتا ہوں کہ بہت سی باتیں ہیں، جن سے انکار کرنے میں ممکن ہے آپ کے مسلمان عال اور ہم مشفق ہوں لیکن پھر بھی ہم میں کوران میں بعد ایشرفین ہے۔ وہ عقل و حسن بناء و انکار کر کے ان کی عقل میں نہیں آتی اندر ہم اس لیے انکار کرتے ہیں کہ اصولی فن سے ان کا قابل تسلیم ہر نا ثابت نہیں، فاق العرفین احق بالاہن اصل

لے یہ شرط کہ اگر وہ سب ممکن یا جہاز گاہ کی ہے اور یہ ہے پیغام پہنچانے کی دیوار پر تہ ذہن خیر اور عاقبتی کا مشہور مسئلہ کہ کوئی اس کا سہارا نہ دے گا، لہذا اس کی نشان دہی کر دی۔ مسئلہ تو اپنے مزے سے دعوت کئے تھے جس کا تمہیں کوئی جواب نہ تھا، تم اسے سہل سمجھتے تھے کہ وہ اس کے نزدیک جہاز گاہ ہے، دوسرے کو نہ دے گا۔

کھنڈت فطرت

کب کہیں گے کہ تیرے دوستوں کا ایک ہے۔ میں کہوں گا کہ منزل تک پہنچنے کی پرفکری کو یہاں ہی موقوف نہیں، بلکہ بہت کچھ دوسرے تھیں وہ انتساب پر بھی ہے۔

آج کل کے مصنفین اور علماء سے حق | آپ کو نہیں معلوم، بعد ازاں میں کہ آج کل کے مصنفین بھی کہتے ہیں کہ

مگر وہ فرق میں نہیں، آسمان کا فرق ہے۔ ایک سے الٹا پوروش پانا ہے اور دوسرے سے مذہب کو تقویت دینا ہے۔ عاقلانہ مقصد پہلی جماعت کا بھی تقویت مذہب ہی ہے۔ یہ فرق حالت بھی زیادہ تر اسی اختلاف طریق کا نتیجہ ہے۔ آپ لوگوں کو شکایت ہے کہ آج کل کی چیزوں پر توجہ نہیں دیتے، یہ سچ ہے، مگر اس کو بھی تو دیکھئے کہ آپ لوگوں نے ان کی نظروں کو توجہ کرنے کی کون سا سائن کیا ہے؟ لوگ دیکھتے ہیں کہ کسی چیز کو آپ تطبیق عقل و فعل لکھتے ہیں، وہ صرف ایک ستر و برق خوار قبلی ہے جس کا آپ نے اعلیٰ اور بے شان معبود پریشادہ کر دی، نہ ظلم و فتنہ سے جس نے اصل و قوام کی خبر ہے، نہ کتابوں پر نظر ہے اور اس زبان سے واقفیت ہے جس سے ترکان و عربوں کو انگ نہیں کیا جاسکتا، پھر وہ آپ کی وقعت کریں تو کیا کریں؟

اگرچہ اپنے عقیدے میں اس افغان کو بھی ملائی ایک منت خلی سمجھتا ہوں اور بیان و ترجمہ کا عروج نہیں تاہم اگرچہ اپنے افغان کی پر فہم کریں تو آپ کا جواب دیں گے؟

میں ہمیشہ شیخ محمد عبودہ اور ان کے متبع حقیقت سید شید رضا کی تعریف کرتا ہوں تو اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بہ نسبت ہندوستان کے مصنفین جدید کے اس نکتے کا زیادہ خیالی لکھا ہے، حالانکہ ہندوستان کے مصنف بھی اسی تھیں، جو یہاں جدید ہیں۔

اب آپ اپنے سوالات کا جواب دیں، عقل و شعور کو رحمت دینے کی طبقہ محدثین اور گروہ قصاص | مزہدات نہیں، سرے سے یہ تمام روایتیں ہی از قبیل قصاص و حکایات سونہر ہیں، لیکن کا کتب مزین حدیث میں نام و نشان تک نہیں۔

تعلیم کی یہاں گنجائش نہیں مگر چند افغان لکھوں گا۔ یہ کسی منت و کجی کی بات ہے کہ آج مسلمانوں میں جو چیزوں کی سب سے زیادہ شہرت اور غلام و غلامی میں جو بات سب سے زیادہ مقبول ہیں، وہی سب سے زیادہ غیر مستور و ناقابل تعلیم بھی ہیں۔ یہ حال ہر علم و فن کا ہے۔ تاریخ میں وہی کتابیں اور انھیں کتابوں کی حکایتیں مشہور و

خبرہ و فتنہ فتنہ ہیں اس کے کسی نہ اس کے ہندوئی۔ اگرچہ محمد عبودہ دیکھتے ہیں، نہ تمام ہے۔

تصویریں ہیں، ان کے بعد ہمارے یہاں خرافات و کلاڑب کا کوئی وجود نہیں۔ میرد نقالی میں بھی انھیں کتابوں کو توہین عامہ حاصل ہے، ان کے مصنف کہنیں کی جگہ قساویں و داعظین تھے۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ کلام کی کتابوں پر نظر نہیں اور مردوں میں تمام تر وہ واردات خیریں پر ہے۔ یہ لوگ صحت منطقیہ، لطف تھے اور چند کتابوں سے در طبہ یا میں روایات کو کس ترتیب نامہ کے ساتھ جمع کر دیا، بھان کی قوت تعقیب کا سدرۃ الغشی تھا۔

میں نے ’فہام و داعظین‘ کا نفاک، یعنی ذہبی قصص و حکایات سے گرمی بھری کتاب لکھنے دے دی۔ غلط فی الحقیقت یہ عقیدہ ہے کہ ان کے سر شیعہ مہتممات و مہتممین اقسام الخرافات و کذبات و شیعہ خرافات و حکایات میں ہے۔ یہ لوگ اپنے عقاید و حکایات کو غلط و عام میں دیکھ کر شیعہ و کیشش بنانے کے لیے مجبور تھے کہ قصص و حکایات کی توشیح و تہجیر میں وہیں اور اگر میرد آئیں تو خود وضع کریں۔ بلکہ ان کے کتاب یا یہ سید ہم بغور من ہذا من عند اللہ یا پھر یہ وہ اس طرح کی تمام روایتوں کو شیعہ اذہان و افراغی و تعقیب اور داستان طرائف و افسانہ و تحفہ کے ساتھ اپنی بھینسنا زیادہ جان کرتے تھے اور فخر و فخر بھی متعدی جو جاتا تھا۔

مئی، مخصوص متاخرین یہ ان میں سے بعض لوگوں سے ملتا تھا کہ ایک مستقل فن بنا دیا اور ہم کو قابل اور اہل تہجیر تھے اس لیے اپنی بھان کو کتب میرد قصص کی صورت میں مدون بھی کر دیا۔ اصلہ اذہان و غریب لہم و لاتب عہم۔ شیعہ لاصحین و احکام کاشفی اور غرض صلیب الدین بڑی انھیں ٹوٹوں میں سے تھے۔ مئی، مخصوص امیر اذہان کاشفی جو فی الحقیقت انشا پر وازی و حکایت طرائف، انقباس و روایات ضعیفہ و مہتمم و تہجیر و تہجیر و تہجیر و تہجیر اور میرد و سحر اسرار و روایات یہ روایتیں اپنا جواب نہیں دیتا تھا۔

شاید بہت سے لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ آج اور زبان میں جس قدر لوگ مولود کی ارد و کتابوں کے ساتھ کئے گئے ہیں اور ان کے بی وہ سب کے سب ہے واسطہ یا واسطہ اسی و صلیب ہروی کی کتابیں ’معارف النبوة‘ ’تغییر برتو‘ ’صفت موسیٰ‘ ’نورہ کاد‘ ’تہجیر حضرت موسیٰ علیہ السلام‘ ’موسس‘ ’اعجاز موسیٰ‘ وغیرہ اس کے ساتھ ہیں۔

سب میں شک نہیں کہ ان کتابوں میں بعض ایسے نہایت دلچسپ اور قابل وید میں شیعہ و صوفیہ و عارفانہ لطائف و نکات آیات و حدیث و اقوال و روایات صوفیہ سے لیے گئے ہیں یا خود اس نے پیدا کیے ہیں تاہم ان لطائف کو کجا کیجیو کہ اصل موضوع ان کے سوا تاثر شیعہ خرافات ہے۔

میں اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتی ہیں، پھر کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ (بقرہ ۹۱)۔ سچے وہ اگر نہ سنے ہیں وہ اگر نہ سنے ہیں۔

یہ لوگ ان میں سے اکثر چیزوں کے خود موجد ہوتے، بکرا اپنی جہاست کے پیرو افراد کے متبع و یکنے نادر تھے
 ٹھکانہ، کتب، محاسن، دو محلا شائع کر کے ان ہنگاموں کے تمام مرمومات و تراجم کو اسی میں دہندہ پھیلا دیا، چونکہ
 موسمِ بطح مسن فدا کے عزاؤں دہتے ہیں، لیکن کسی وقت کے انھیں قبول عام حاصل بھی ہو گیا و اقتصاد ہو گیا۔

میلاد نبوی اور موضوع روایات

(۲)

مرشد اول

اچھ لئے ہیں روایات کی نسبت استفسار کیا ہے۔ آپ کو سن کر قریب چاکا گون میں سے ایک واقعہ یہ ایسا نہیں، یہ اصولی حدیث کا پتہ صحیح قیام کیا ہاں کے اور جن کو کتب مشرورہ میں روایت کیا گیا ہے۔ صراح ان قصص سے ظاہر ہیں، عام مایند و مساجد و محفلات مشرورہ میں بھی کوئی وجہ استبراج ثبوت نہیں ملتا، حافظ علی نے ”مجمع المراسع“ میں جن اہادیث کا پورا التزام کیا ہے، لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ ان روایات کا اس میں بھی کیا نہیں پاتیں۔ ”مکملہ احوال“ میں متعدد اہم اب بھی تھے، جہاں یہ روایات کی سطحی تفسیر و تفہیم کے تمام احوال کے باب اعلام و فانی ثبوت میں، لیکن ایک اثر بھی وہاں درج نہیں کیا گیا۔ قسم احوال میں ولادت کا مستقل باب موجود ہے، مگر وہ نہایت مختصر ہے، نہ صرف چند آثار و تاریخ و نام ولادت کے متعلق پائے جاتے ہیں، لیکن ان واقعات کا کہیں ذکر نہیں، مگر ولادت میں صرف وہ چار روایتیں، آنحضرت کے مکتوب پیدائش کی نسبت، البرز رخ کی ہیں، لیکن وہ تمام قرآنی حاکر کی ہیں، جن کی نسبت علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: ”وہاں احوال و کتب و تصانیف و موضوعات و حدیث“ پھر ان سب کے راویوں و اول حضرت ابن عباس ہیں اور اس لیے تمام روایات ولادت کی طرح یہ روایت بھی منقطع ہے پس قاضی و احتیاج نہیں۔ ”مکملہ احوال“ کے باب قسم احوال میں و فانی و اعلام ثبوت کے عنوان کے نیچے دو تین طویل روایتیں بھی درج کر دی ہیں، مگر وہ اس کی ہیں جن میں نہایت بڑے سرد پانچ تھے، ان کیلئے ہیں اور قیادہ مگر موصوفت ہیں۔ تاہم ان میں بھی ان واقعات ولادت کا کہیں پتا نہیں۔

پس د۔ اصل ان قصص کا سرچشمہ حیدر اور میند اول و دومین طوطی طوطی حدیثیں ہیں جن کو روایت کیا ہے اور یہی روایات ہیں کہ آگے چلے آگے و مجلس آراء و احوال ملے، اپنی گزری مجلس کے لیے ان کا استنباط کیا ہے تمام قصص و حکایات و کتب سیرت و تاریخ میں داخل ہوئیں۔

شیخ جمال الدین سیوطی نے خاصہ کبریٰ کی پہلی جلد میں ان تینوں روایتوں کو نقل کیا، ان میں سے ہر روایت ایک ایک نسخے کی ہے۔

لے ہوئے، ان کے نسخے کتب سے نقل کیے ہیں۔ میں نے پورے عربی نسخے مدون کر دیے ہیں، یہی اصل مصنفین پر کوئی اثر نہیں چھوڑے۔

زادہ قبل تولد تکمل منہما فی الآخر وھذا عندی
مقبولان لا اعظم شہاککبر من دوایتھا
میں ہیں دونوں میں سے کسی کے بھی گوارہ نہ ہو سکتے تھے
میں کبریا میں حق رہی ہے تو ایک نہ توں مقبول ہیں۔ لے
ان دونوں کا آثار اسی شدہ جو کہ توئی نہیں مسلم کو رہ
بھری مدین میں روایت کرتے ہیں اور اس کی نسبت نہ کہتے تھے
کہ لیتے ہیں۔

حاکم وہ بھی کہ نزدیک فضلت ان کی قبولیت میں نکل اذاد میں لیکن افسوس کہ اسی خبر کا مقبولیت نہ ان
موسومات و حکایات کہ قوم میں پیدا کیا جن کی وجہ سے آج اسلام کو شرمندہ اغیار اور دلت طعنہ عاصیین و بجانب
نہا کرتا ہے۔

۴۔ عرب ان روایات پر نظر ڈالیے۔ میں اس وقت یہ بحث چھیڑنا نہیں چاہتا کہ روایت ان کے صاحب
مسئلہ متقطع کسی درجہ قابل اعتراض و اٹھادیں، کیونکہ کہ چکا ہوں، پہلی چیز نفس روایت کی صحت و عدم صحت ہے
ان روایات میں پہلی خبر ابن قتیبہ سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا تو کان صحت
اوحدیہ اعظم انھوں نے اپنے والد کی فضیلت علمی تو بیان کر دی لیکن کچھ نہیں معلوم کہ انھوں نے یہ وہ فقہیہ کہ مصلو کیا
اور کسی زمانہ پر بیان کر رہے ہیں؛ ذکر و روایت کی اکثر وہ ایتیں متقطع ہیں (یعنی واقعہ تک دلی کا سلسلہ نہیں پہنچتا)
لیکن یہ روایت متقطع روایت ہے، دوسری روایت کے دلی اولی حضرت ابن عباس ہیں
لیکن ابن عباسی و ائمہ و ائمہ نبوی کے پاس ہی پہنچا رہے ہیں۔ جس مسلم انھوں نے کس سے سنا، پھر
باقی روایت کا پتا نہیں۔

تیسری روایت کا معاملہ
تیسری روایت میں خود بخود کر دی ہے کہ نہ ضعیف، لیکن راوی کے حسن
والکرامہ پر ہر حال میں ہو سکتا ہے کہ کوہ روایت ضعیف ہی نہیں کہ سب سے
موضوع ہے۔ روایت خود حضرت جابر سے ہے، جو بلکہ جزیرہ عرب کے آقا حضرت میں کہتے ہیں، اولد اخی مدائن
وہو اسفرتا (میر جانی عبد اللہ) ہوا اور وہ ہم تمام جباروں میں سب سے بھلا تھا (حضرت میں جو سترہ
اس روایت کے موضوع ہونے کے پیش ایک حکم اللہ کی شہادت ہے کہ کوہ؛ اتفاق یہ مسلم ہے کہ حضرت جابر
حضرت جابر سے ہونے کے ذکر ہوئے۔

حاکم ابن عبد البر الاستیعاب فی معرفة الصحاب میں لکھتے ہیں
عاصی ابن عبد المطلب مع رسول اللہ یکنی ابنا
الغضنی بابتہ، الغضنی وکان اصحابی، من
عاصی ابن عبد المطلب حضرت کے بچا اپنے لڑکے نفل
کی نسبت سے ابو الغضنی کہتے تھے جسے ان کی طرف

رسول اللہ جنتین و قبل جنتلات مسخوین۔
 کتھبت معلوم سے عروت و برسی نلیہ حق لد بیضی کے کا
 کتاب ذکر مدد مصلو ۱۳۹۷

عبد خود حضرت عباس کی عمر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عروت و برسی نلیہ حق لد بیضی کے کا
 ولد سے لیکر کر پڑے ہو سکتے تھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سے یہ قلعہ ٹکڑ کو حضرت عباس کی طرف منسوب کیا ہے
 یا تو اس غریب کو اس کی خبر دیتی یا باقیات کا درد و رایت کو متبر بنانے کے لیے قصداً یہ ٹکڑ داخل کر دیا تاکہ سنا لیں
 مضبوط و سے کہ روایت کو اصلاح سے ضرورتاً بت کر دے۔ کتبوفہذا ملک کذب و بہتان مل رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم رحمہ و من کذب علیہ متعبداً علیہم مقتعد فی النار۔

صافظ سیوطی کی شہادت

۱۔ ایک سہ ماہی دلیل واضح ان روایات و امیر کے قابل اعتبار
 ہونے کی یہ ہے کہ خود حافظ ابونعیم نے داخل النہج میں ان روایات کو نقل
 نہیں کیا۔ حالانکہ اس میں جو روایت کی منصف و منکر روایتیں جو کامل میں مذکور ہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود حافظ
 مصروف کے نزدیک یہ روایات اس درجہ واضح و پر مزیع تھیں کہ وہ نہایت و منکر و ایران میں بھی انھیں نہ سنے
 اور باوجود ان کے فاق میں سب سے بڑے انھیں و لائق و اعلام نبوت ہونے کے مجبوراً چھوڑ دینا پڑا۔

۲۔ لیکن ان سب سے بڑے کہ ایک برہان قاطع اور شہادت واضح و جلی القیبت ان روایات کے موضوع
 ہونے کا آخری فیصلہ کرتی ہے، یہ ہے کہ خود حافظ سیوطی نے اس کی تیسری روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں،
 ہذا الاثر والاثبات قبلہ ایھا تکلفاً شدیداً و رسم
 اردو فی حکایتی ہذا استدکاراً منها و رسم تکلف
 نفسی تطیب یا برادھا (خامول) لکن فی تبہت
 اہل انفا ابیافصیحہ فی زلف۔

و خود اس کی مدد ۱۔ سفر ۱۳۹

صافظ سیوطی جو جرح کی وجہ و یا میں روایت کے جس کو ان سند استدلال کر دینے میں جس درج
 ہے ایسا ہوا کہ اصل میں ہیں وہ اباب نظر سے غفل نہیں۔ لیکن ان روایات کی موضوع کا یہ حال تھا کہ وہ بھی باوجود
 تمام دلچسپی و توجہ کے اور بھی اختیار کر کے انکار شدید کے ساتھ اس کی مذمت کرتی پڑی کہ نفس حافظ ابونعیم کے اتباع

ملی و ملی مایۃ دائرۃ الامان چھڑ گیا وہی عجیب حق ہے اس کے پتے مجھ کے صفحہ ۱۲۴ میں تھیں کہ اباب و کیجے جائیے۔
 بہت سی روایات ضعیفہ و وہیم درج ہیں چنانچہ روایات کو بتائیں۔

کھینچا لے رہا کرتا ہوں۔

وہ مجھے تین کیریائی نہیں پاتا اگر ان دو اتریں کو درج کر دیں۔ خود کھینچے کہ جن روایتوں کے نسخہ کرنے سے حافظ سیرمی کی طبیعت بھی احوال کر سے وہ کسی درجہ دہائی و مضرط ہیں مگر؟

مگر کل مناقب و فضائل اور واقعات و سیریں حمایانی فن کی انتہائی سرد حافظ سیرمی و اقران ہیں، لیکن یہ کیا دلچسپ اقرار خود حافظ سیرمی کا ہے کہ میں جرجرج و ابی و نکر و دایتیں و گرن کے اتہاج کے خیال سے رہے کرتا ہوں۔ قلتمو انکم کذب و لا تتخروا یا صاحب العباسم العباس۔ اے اے قمر و اے اے جاز و اے اے ان صم اے اے صاحب ادرہام و شفا شقیتہ قمر بنی ہاشم العباس۔

آپ کے اکثر سوانح کا جو سبب ان روایت کی ہمیشہ میں آگیا۔ نیز صبیح غیر منفرد امور کسر الخوان کسرئی وغیرہ کا بھی۔ لیکن ابھی ایک چوتھی روایت باقی ہے جس میں ان شکستہ ایران کے بچے جانتے، قمر شیراز کے لکڑوں کے گرنے کے اہل ہوں کے پرہیز و عبادت، خدا رات اور ایک خطبہ کہانت کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہ روایت بھی ادرستہ و صحت کی ہے سیرمی نے "مخاض" میں اور حافظ ابونعیم نے "دولت" میں اسے درج کیا ہے۔ اگر حق گوئی تو پورے دو کام مطلوب ہیں (یعنی "الحوالہ" کے) خاصہ مغربوں سے ہے کہ آنحضرت کی ولادت کی رات کسرئی کے اہل میں ازراہ موسیٰ پر اس کے چوہہ ٹنگے گرنے لگے۔ ایران کی وہ آگے جو ہزار سال سے مسیحی بھی تھی، ابھی تھی، مسیحی ماریٹکاب ہو گیا۔ نو شیراز نے عذرا اور عربوں کو جمع کر کے، جس کی وجہ پوچھی، انھوں نے

کہا کہ ہم نے بھی غراب دیکھا ہے، عرب میں کوئی انقلاب برپا ہوا ہے۔ اسی پر نو شیراز نے نشان بن خذو کہے نام خطبہ کا عرب سے ایک ایسا شخص بھیج دو جو میرے پرسوں کا جواب دے۔ نشان نے خطبہ مسیحی کی ایک کاپی کو بھیجا لیکن اس نے اپنے سے نیا وہ عالم مسیح کا بن شام کو بکلیا اور نو شیراز کے سوا کسی کے پاس گیا۔

سطح عربین، قوت میں گرفتار تھا۔ خدا مسیح نے کہا کہ تہذیب و شہاد پرستہ اور حبیب اس نے سر اٹھایا تو کہا: قتہ و الی سطیہ و قد اوفی علی اختیریہ۔ اے اللہ ملک میں سامعین، درجہ سے الیہ و ان و خود الخیر و دروہا المعبودہ ان راہی اہلہ صاحبہ اللہ و خیرا و خیرہ و طیرہ۔

صبح گر گیا اور اب کی صلیب پانی لے لیکن یہ روایت بھی قطعاً ناقص ہے۔ اس کا ادبی ادبی قزوم بن باقی ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ خود حافظ سیرمی یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

قال ابن حبان: حدیث غریب لا تعرفہ الا من ابن مسکرنے اس کی نسبت کیا ہے کہ حدیث غریب ہے

نہ پوری روایت کے بیٹے وہ فی التبیہ، بلکہ میں سمجھتا ہوں، اور خالص "عبداللہ مسعود" کا کہہ کر لکھیے۔

حضرت ابن حنفیہؒ میں ایسیہ تقریبہ ایسا یوں
 الیجلی . ۵ بدواً من ص ۱۵۰

اس روایت کے واقعات یہ خیرات کا وراثت و اضافہ بہمن و مررتشای و حکایات کی کتابوں میں بہ کثرت
 ملتے ہیں لیکن ان سب کی قیاس و تہی وہ بہت ہے۔ یہ تہی بہا پر دی المعتمدین : لا بہا پر دی سبہ
 انحصار میں افکار ہوں

یہ کتاب کے مافوق کتاب کی روایات ہیں مگر ہر سترے و است و طرائف کی بہ سہ سر و پا گزریں۔

ربیع الاول کا جشن میلاد

علم انسانیت کے لیے بشارت و شرف آنرادی

مولانا کھڑی برقی تحریروں کے حامی نہ تھے۔ انھوں نے جو ایک موقع پر فرمایا تھا کہ جیسی نظر معالپ کی بنا پر کھڑا ہونا ہو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ زبان پر جاری کرتا ہے وہ تقریباً برحق ہی ہے۔ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ کی ۱۱ تاریخ ہے۔ لکھنے کے کسی لمحے میں مرزا نے یہ بشارت پر ایک تقریر فرمائی تھی اس زمانے میں ۱۱ ستمبر ۱۳۵۵ء کو ہوا کی ایک اشاعت (۱۳/۱۱/۱۳۵۵ء) جو مذکورہ تقریر کے مطابق تھی اس کے بعد اس نے حکام و ملازمین کے لیے وقت کر دیا تھا اس لیے غالباً یہ تقریر میں جاری ہو رہی ہوگی۔ اس کے بعد بشارت کے بعض نہایت اہم پہلوؤں پر جو روشنی پڑتی ہے، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں جو بشارت عید کے بنیادی پہلوؤں کو کسی نے بھی آج تک اس انداز میں پیش نہیں کیا۔

آج راہِ نور و سیدنا حق است
برادرِ آوازی گفت: "یہ منبرِ انوارِ غلغست ہے"

ربیع الاول کی برکات | عزیزِ حق است امام ربیع الاول کا ورد و تعارف سے پہلے جشن و مسرت کا ایک پیغام ملے گا۔ یہ ہے کہ اگر کوئی گویا و کجا آہستہ گویا کہ جس نے اپنے کے ابتدائی جنتوں میں خدا کی رحمت حاصل کرنا چاہا تو اسے اسلام کے راہی بننے کی پیدائش سے، یا کسی دینی عقیدوں اور سرگشتگیوں میں غم کی گھٹی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

تم کہتے ہو کہ مسرت کے وہاں سے مسرت ہو جائے مگر تمہارے اللہ خدا کے رسول کی رحمت و تسکین ایک بے عوارض و مسرت پیدا کرتی ہے۔ تم اپنا دیا دوسرے تو یاد و وقت کسی کی یاد میں اس کے

لے میرزا کا صاحب کا شعر ہے۔

مذکور سے میں ملو، اسی محبت کے لذت و سرور میں بسر کرنا چاہتے ہو۔

تم اس کے ذکر و فکر کی جیسے مستغرق رہو، ان کی آوازیں و نغمات میں اپنی محبت و شفقت کی کافی سیڑھی بناتے ہو۔ خوشطیو و اور تو بہ و زود چہروں کے ٹکڑے پہناتے ہو۔ کافر و شرعی شعوں کے خوبصورت کانوس اور برقی روشنی کے نوکیزت کنوں، روشن کرتے ہو۔ غلط و گلاب کی دھک لہو، رنگ کی بیوں کا بجز حبیب ایران عیسٰی کو چھی حوت معطر کر دیتا ہے۔ تو اس وقت دعا و شفا کے کربانوں کو، درد و سلام کے مقدس خزانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب بندہ حسن کی یاد کو جھونکتے ہو اور یہاں اوقات تمھاری آنکھوں کے آنسوؤں، تمھارے پُر محبت دلوں کی آہیں اس کے اہم مبارک سے دھندلے دھن و اور کسی کے عشق سے پیات و روانی حاصل کرتی ہیں۔

پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق و شفیق کے لیے رب الملوک و دھن کے محبوب کو چنا اور کیا پاک و طہریں وہ زبانیں جو سید المرسلین و رحمتہ علیہم کی دلت و شامیں زبر رسالہ ہوئیں و

صفت یدہ من ان زمت کو باطل ہو کار
بجز اند و خم مسد یار سے غمبند نہ

دلوں نے اپنے عشق و شفیق کے لیے اس کی جہ بیت کو کیا، جسے خود خدا نے اپنی جہتوں اور جہتوں سے شفا دیکھا اور ان کی لیاؤں سے اس کی دلت و شفا کی انہی کی دعا و شفا میں شراعت کی زبان، اس کے لاکھ لاکھ وسیلوں کی زبان اور کائنات اور اس کی تمام پاک و دھن، اور وسیلہ ستیور کی زبان و ان کی شریک و ہم نوس ہے: ان شاء اللہ تعالیٰ

یصلون علی اللہ، یا یا یا الخیر، منوا اسوا علیہ و سفو: شیعہ

کائنات ہستی کی محبوبیت اعلیٰ
جوشید محبت نبوی اور عشق محمدی کے یہ پاک دلوں نے اور یہ مخلصانہ فوق انسانی سادات اور راست بازی کا سرچشمہ ہے، اتم اس جو مقدس و طہر سے محبت رکھتے ہو جس کو تمام کائنات انسانی میں سے تمھارے خدا نے ہر طرح کی موجودی و ادم پر قسم کی حمد و ثناء کے نیچے بنایا اور جہ بیت عام کائنات اعلیٰ محبت اسی کے وجود و حق پر راست کیا، لکن اعلیٰ کی سطح پر وہ زبان کے نیچے بڑی سے بڑی بات ہو گئی ہو سکتی ہے یا کہ وہ سے زیادہ عشق ہو کر کہا جاسکتا ہے، اعلیٰ سے اعلیٰ دعا و شفا کی زبان پر ہو سکتی ہے، عرض انسان کی زبان کائنات کے لیے جو کہ ہو سکتی ہو کر ہو سکتی ہے، وہ سب کا سب عرف اسی ایک انسان کامل و اکمل کے لیے ہے اور اس کا

شہ دہرہ اس کے خزانے میں پڑھو دیکھتے ہیں۔ اسے دیکھو، اچھا لگنے والا، اس پر سلاخ جیم اور سلاخ جیم، اچھا اسلام، اسباب: ۱۶۵

صفتیں اس کے سوا کوئی نہیں ا

مقصود انور و حریم جز حبیبِ قیمت
مہربانِ کیم سبھو پداں آستانِ دست

وعدہ حریمِ اقبال

عیاں تماشقی و حسیل واحدہ

وکلن الی ذان الجہال بیشیر

اخذ کی اوجہیت در ہریت ہیں طرح و عود لا شریک ہے کہ کوئی بہتہ اس کی شریک نہیں ا
عبودیت کی برتری | اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت و ملی اور عہدیت کرنی بھی و عود لا شریک ہے کیونکہ
 اس کی انسانیت و عہدیت ہیں کوئی اس کا سا بھی نہیں اور اس کے حسن و جمالِ فردانیت کا کوئی شریک نہیں ا

حریمِ شریک فی محاسنہ

فی جہر الحسن فیہ فہمہ متعظم

میں وہ ہے کہ قرآن مجید میں تم دیکھتے ہو کہ تمام انبیاء کے نام سیم، الصلوٰۃ و السلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا وہاں
 ان سب کو ان کے ناموں سے پکارا ہے اور ان کے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے تو ان کے ناموں کے ساتھ کیا ہے
 میں اس انسان کامل، اس نورِ اکمل، اس صفاتِ عہدہ کے عود لا شریک کا اکثر مقامات ہیں اس طرح ذکر کیا ہے
 کہ وہ اس کا نام لیا گیا، نہ ہی کسی دوسرے وصفت سے نامزد کیا گیا۔ بلکہ صرف "عبد" کے لفظ سے اسی کے پُرکار
 لکھا ہے یا فرمایا ا

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی وَہِدَّیْہٖ لَیْلًا وَّہٗنَ الْمُضْجِیْمِ
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْمُسْتَجِیْبِ اَلْاَوْفٰی
 کیا پاک ہے وہ خداوندوں میں ملے آپ رات اپنے عہد
 کو سب جہاں سے سب اقلیٰ کی میر کوانی

سودہ میں فرمایا ا

رَأٰنَا لَمَّا شَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَقْعُرْہٗ کَاوَدٌ اَیْکُوْمُوْنَ
 عَلَیْہِ بَیْئَةٌ ۱۔ (سورہ جہن ۱۹)
 اور جب اندکا بدو! عبد! تہین حق کے پنے کڑا ہوتا ہے
 نہ کہ لٹکنا کو پناست تو غار اس کا اس وح غیرینے ان گویا

قریب ہے کہ اس پر آنکھیں لگے

مرد کہتے کہ اس آیت سے شروت کیا

ملے یہ دعا جب کا شریک۔ ملے اس کے ترجمے کے یہ دیکھیے "مقدارِ محمد ا باب۔

الْعَبْدُ بَعْدَ الْغَدَاةِ ۚ قَالَ عَلَى عَهْدِهِ اُكْتَبَ

(سورہ کثف ۱۱)

تمام قرعین اللہ کے پیسے میں جس نے پہلے "عبد" پر
کتاب لکھا۔

سورہ قمان کی پہلی آیت ہے

ثَلَاثَ اَلْفِ نَفْسٍ مِّنَ الْمُرْتَدِّ اَعْلَنَ عَلَيْهِمْ رِيكَوْمَتَ
بَطْنِ قَيْسِ بْنِ سُلَيْمٍ

کیا کیا کرتا ہے ان کی سب سے "المرتدین" اپنی لوہ
قمار کو وہ تمام مال کی غلامی کے لیے جو نے ورم۔

اسی طرح سورہ نجم میں کہا،

لَا تُخَالِ اِلٰى عِبَادِهِ نَا اَوْحٰى

عبد میں کہا،

بَسْمَلِ عَلَى عِبَادَةِ آيَتِ

میں ان تمام مقامات میں آپ کا رسم پڑھیں یا، بلکہ جس کی فکر صرف "عبد" فرمایا، ساتھ کہ بعض دیگر
انہما کے لیے ذکر "عبد" کا لفظ فرمایا ہے قرآن کے ساتھ نام کی تعریف کی گئی ہے۔ سورہ مدثر میں حضرت زکریا
کے لیے فرمایا: ذُكِرَ صِرَاطُ رَبِّكَ عَبْدًا زَكِيًّا۔ سورہ ص میں کہا، وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اٰدَمَ نُوْحًا
عبد نوحؑ۔

| اس شخصیت، اُتھاڑتہ اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود اسنی تھا کہ اس درجہ کی
شخصیتیں واقعیاً ز
کی جبریت اور ہڈی، اس درجہ کی ذریعہ دعویٰ تک پہنچ چکی ہے، جو انسانیت
کی انتہا ہے اور جس میں اور کوئی جہاں اس عبد کامل کا شریک دسیو نہیں۔ جس عبدیت کا ذکاوت کامل دینی ہے اور
اس لیے غیر اختلاف و نسبت کے صرف "عبد" کا لقب اس کو ناموں اور علموں کی طرح چھپنا پڑتا ہے کیونکہ
تمام کائنات ہستی میں اس کا سا اور کوئی عبد نہیں۔

پس یہ وہ تھا کہ اس کے صفات و اُتھاڑتہ اسی ہے، اس کی انسانیت و عبدیت کی وحدت اسی
طرح فرمایا ہے جسے کائنات ہے۔ اس کی عبیت و محبوبیت کا عہد رب انسانیت و اداوت نے اعلان کیا
اور اس کی رحمت کو اپنی درجہ کی طرح تمام عالمین پر محیط کر دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات رحمت
و رحمت سے متصف فرمایا اور اگر اپنے آپ کو "الرحمن الرحیم" کہا تو اسے بھی بالرحمنین رؤف الرحیم قرار دیا۔
اسے تمام قرآن مجید میں بھی نام سے گزرا کہ مالک، کرم، سدا سے رحمت سے نواز کر یا اباہا الرسول اور بھی

طریق محبت سے پہکارا کر یا اربا لڑائی : اس سکے دھڑا کر جو کی عزت و عظمت کو اپنی عزت کی طرف اپنے بندوں پر نہ جن کر دیا اور جا بجا حکم دیا کہ تم وہ وہ دھڑا کر دے اس کی عزت کرو اور اس کی توقیر کیا دے : پھر وہ کہ اس کی عجز پر کرنا اور مغلتن کا زماں تھا کہ اس کا جو مقدس و اعلیٰ نور کا چیز ہے : وہ جس آبادی میں ایسا اور میں شہر کی نگہوں میں پلا پھرا اس کی عزت کو بھی خدا سے زمین و آسمان کے تمام عالم میں نمایاں کیا :
 لَا أَقْبِلُ بِهَذَا الْعِلْمِ وَلَا أَتَّخِذُ مِنْهُ زِينَةً
 ہم کہہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اس سے کوئی اور جو اس کی عزت میں نہ ہو : (مجلد ۱) عربین میں : اورد ہوا ہے۔

و من مذهبہی حب الدیار زادہا
 و داس منہما یحشون مذاہب

اس جن کی توحیدیت و جبروتیت کا یہ مرتبہ برہ اس کی یاد میں جتنی ٹھٹھکیاں بھی کٹ جائیں اس کے عشق میں جتنے آنسو بھی چسے رہ جائیں : اس کی محبت میں جتنی بھی شکل جائیں اور اس کی عذراں میں جس قدر بھی پائش قدم سر پڑا ہوں : انسانیہ کا حاصل و روح کی مساوت : اول کی عبادت : زندگی کی پاک اور ذاتیت و کیفیت کی پوشا ہی ہے۔ و لند و ما قال :

زاد تو بہ ہر قدم کہ چوید خوش است
 اصل تو بہ چ سبب کہ جوینہ خوش است
 رو سے تو بہ ہر دیدہ کہ بنیکو مکر مست
 نام تو بہ ہر لایاں کہ گریو خوش است

جشن محصول اور تمام ضیاع | لیکن جب کہ تم اس مادہ بیاہک میں سب کچھ کرتے ہو : اس مادہ کے واقعہ و ذروت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو تو اس کی مسرتوں کے اندر تمہیں کبھی اپنا وہ فاقہ نہیں یاد آتا ہے جس کے بیزاریہ تعداد کی کوئی خوشی نہیں ہو سکتی : کبھی تم نے اس حقیقت پر غور کیا ہے کہ کس کی پیدائش ہے جس کی یاد کے لیے تم سر و سامان کرتے ہو : یہ کون تھا جس کی ولادت کے سہو سے اس تھا : اسے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے ؟

آہ ! اگر اس بیٹے کی آمد تھا تو اسے لیے جشن و مسرت کا پیام ہے : کیونکہ اس بیٹے میں وہ نیا جس نے جس سب کچھ : یا تھا : تو برے بیٹے اس سے بڑھ کر نہ کہیں بیٹے جس نام نہیں : کیونکہ اس بیٹے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہیں دیا تھا : وہ سب چمٹے کھو دیا : اس لیے اگر یہ مادہ ایک طرف بچنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے رزم کو بھی تازہ ہر جائز ہے :

امام زین العابدینؑ کا تعلیم پیامِ خوش انداز و مائیت

جلسیں روشن اور دل تارک | تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمہیں اپنے دل کی مجلسیں روشن اور دل تارک کی مجلسیں نہیں ہوتی۔ تم کافر کی مجلسوں کی تعلیمیں دے رہے ہو، مگر آہ تمہارے اعمال سے کافر کی مجلسیں روشن ہونے لگی ہیں۔ تم غلاب کے مجلسوں سے اپنے دواں دہستہ کو مسخر کرنا چاہتے ہو، مگر آہ تمہاری غفلت کو تمہاری عظمت، اسلاف کی عظمت ہی سے دنیا کے مشامِ روح یکسر غروم ہیں۔ کاش تمہاری مجلسیں تارک ہیں۔ تمہارے اینٹ اور چرلے کے کھانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس کو انہیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری دہانوں سے ماہ و بیج لادوں کی دلاوت کے شے نہ نیا کچرے نہ سنتی مگر تمہاری روح کی بہاریں، ہوتی، تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوہ حسنہ ہی کی مدح و ثناء کے پتے نہ لگتے، اٹھتے، فاشنا لا تمس الا بصار، دن کے قلبی القلوب الخی فی البعد۔
مجھ یہ قدر ہے دل لہو و تونہ مر جانے
کہ زندگانی عبادت ہے تیرے بیٹے سے

پھر آہ وہ قوم، لا رمد آہ، اسی قوم کی غفلت و نادانی، جس کے لیے جہنم و مسرت میں پیامِ ماقم ہے اور جس کی مہلتِ قرنی کا مقررہ عیش، فنا و مسرت ہو گیا ہے، مگر نہ تو ماضی کی غفلتوں میں اس کے لیے کوئی تنگدستی ہے، نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیامِ تنبیہ و پریشیاری ہے اور نہ مستقبل کی تباہیوں میں زندگی کی کوئی روشنی اپنے سامنے دکھتی ہے۔ اس لیے اپنی کامیابیوں اور مجلسوں و مسرت کے بزمِ آرائیوں سے مہلت نہیں، حالِ مگر اس کے چین و حرب کے ہر دور میں ایک نہ ایک پیامِ ماقم و حیرت بھی، مگر نہ کیا ہے، ویرانہ آئیں، دیکھیں، لکان نہیں اور دل کی، ایمانی غفلت و پریشیاری نے چھین کر لی ہو، و ان فی ملک مذکر ہی نہ دیکھتے ان قلبہ ام القی السمیع و ہوشیہ۔

تعمیر و تفسیرِ طور | اور بیچ لادوں کی راہ میں چاروں کے لیے جہنم و مسرت کا پیام اس لیے تھا کہ اسی بیٹے میں خدا کا وہ خزانہ رحمت و نایاب مہربانی کے خزانے دنیا کی شہادت و حراں کا موسم بدل وادِ غم و حیران اور نسا و عصیان کی تباہیاں مٹ گئیں۔ خدا اور اس کے بندوں کا قرآن ہر رشتہ زور گیا۔ انسانی اُفت و سعادت

لے بہت ہے، چہ کہ جب کوئی غصہ صبر میں نہ آتا ہے تو آنکھیں لگیں نہیں ہوا کرتی، دل لڑھکے عبادت میں جو زمین میں پڑھتا ہے (۲۶)

کی پاکیزگی سے دشمنوں اور کینوں کو نام و کرم یا لہ کر کے غرض و ضلالت کی جگہ گرتی وحدالت کی بادشاہت کا اعلان صادر ہوا،
 قَدْ خَلَقْنَاكُمْ مِنْ غَلَرٍ ثُمَّ نُخَبِّئُكُمْ فِيهِ بِرَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
 انہ کی حالت سے تمہاری ہمتیں ایک طرف دایت اور برکت میں
 اُن کی اُنہوں کے درمیان سے اپنی رضا چاہنے اور کو سہا
 اور نہ ان کی دایوں پر ہایت کرتا اور ان کے کسے کو سہا
 (۱۶۰-۱۶۱) محمد نامتہ

یہیں دنیا شدت و جہاد کے اور سے چہر اکمل ہو گئی۔ انسانی شرف و یاد اور ہم دشمنان کی تباہی کے خدا کی برکتیں
 بہ نصاب برسنے کے لیے پہلی گئی۔ سچائی اور راستہ بازی کی تہتیریں سننے پانی پانی اور دشمنوں کے سینے راہ چلنے کا کوئی کھو
 نہ رہا۔ خواہ وہ زمین جو جنت خدا کی کے لیے تھی، انجیل کو سے دی گئی اور اس کے کرم حق و عدل کے قلم کے۔ اس اور ساتویں
 سے اس کے طبع خالی ہو گئی۔

خَلَقْنَاكُمْ مِنْ غَلَرٍ ثُمَّ نُخَبِّئُكُمْ فِيهِ بِرَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ
 (۱۶۰-۱۶۱) محمد نامتہ

پھر کہو اقرام اس کے آسنے کی خوشیاں تو سنا سنہ ہوا پر اس کے طور کے متعجب سے غافل ہو گئے جو درود میں
 جو جن کے لیے کیا تھا، اس کے لیے تھا وہ نہ کوئی نہیں اور نہیں۔
 یہ نام و بیچ ذوال اگر تھا، سے لیے خوشیوں کی بناء ہے، آج وہ اس لیے کہ اس میں ہے دنیا کی نرا بہشت
 نہ تہجرتی اور کثرت کا موسم ہیج شروع ہوا۔ پھر اگر سنا دنیا کی عدالت کرم ضلالت کے تہہ کنوں سے مر جھانگی ہے تو سن
 قنوت پرستہ تمہیں کہ رہا ہے کہ بہاد کی خوشیوں کی دمر تو سنا سنہ ہو گئے ان کی پامیوں پر نہیں اوستے۔

فَعَلِمَ الْمُشْرِكَةُ أَنَّهَا تَكُونُ لَا تَحِلُّ لَهَا وَأَجْبَرُوا
بِأَعْيُنِهِمْ أَنَّهُ لَسْتُ مِنْكُمْ وَلَا تَحِلُّ لَكُمْ
وَالْحَيْثُ وَاللَّهُ يَأْتِي الْأَخِيرَةَ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهُونَ
أَلَمْ تَكُونُمْ تَكُونُونَ فِيهَا مَا تَحْتَفُونَ - (دعوت محمد ص ۳۰۱)

مکے مکہ کو کہا کہ اللہ ہی بخدا وہ ہے اور اس کے حکام کو
نہیں، پھر ساتھ ہی اس پر ہم نے اور نایت تدبیر کے ساتھ
اپنی خود پرستی کو توڑ دیا، سو وہ وہی ہیں کہ کلامی و فتح منہی
کے لیے تھے خدا کے حکم کو نہیں مانتے، وہ اپنے مانگو حضرت کو
ان پر جیسا ہے جو ہر دم پیام شامانی و کلامی چاہتے ہیں
کو نہ تو حق دے دیے خود سے مارتے کسی حرب کی نگہبانی دینا
کی زندگی میں ہم تمام نوا کی قدرت و حمایت سے فتح مند کر دیا
برائے اور آخرت میں بھی خدا کی مہربانیوں سے باز رہا۔ اللہ کی
تمام قہس عرفت تھا دوسری دینے ہیں ہم ہر نعمت پر پائے نہیں
شک کی اور محمد پر کبار دیکھے پاؤ گئے۔

لا تَتَّبِعُوا وَلَا تَتَّبِعُوا
ایک کو وہ مریع الاول میں آیا، اس نے کہا کہ ہم نے کہا کہ ان کے لیے ہوتی پابندی، جن کے
پاس کا یہاں دالعت لیختہ و اسے کاوشتہ نہیں، پر وہ جنہوں نے تمام انسانی اور دنیوی مانگو
میں سرکشی کر کے ہدف نوا کی وہی طاقت کے ساتھ دنا واری کی اور اس طاقت کو اپنا دوست بنا کر ہر ساری خوشیوں کو
دینے والا تمام کامیابیوں کا سرچشمہ ہے تو وہ کیا کر سکتے ہیں اور خدا کے دوستوں کے ساتھ اس کی زمین میں کوئی
جو دشمن کر سکے آہے؟

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ سَوَّىٰ الْأَذْيَانِ اسْمًا وَذَٰلِكَ الْأَعْلَىٰ
عَلَّمَ فِي خَلْقِهِ - (مفسر ص ۱۳۰)
اس لیے کہ اللہ ہر منوں کا دوست اور حامی ہے، جو جنوں نے
اس سے اہل کیا۔ اس کے بندہ کوئی دوست نہ ہو سکتا۔

جن پاک دلوں نے نہائی سپاہی اور کھڑی نعل کو بخت گزاری کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا، وہ کس
جس ڈر سکتے، لیکن ان کی ہیبت و قہارت سے نہ تبا کو دنا چاہیے
ذَٰلِكَ لِنُفَاظِ الْكَلِمَاتِ وَخَافُوا بِأَن تَكُونَ مِنْكُمْ خُفْيَةً - (مفسر ص ۱۳۰)
وہ غنائی کی شیطانی بیعتوں سے ڈرو، اور اسے آہ
اگر لی حقیقت تم میں ہو۔

خدا پر ایمان اور انسان کا خوف
دنیائیں خندا و سے متنازعہ و باہمی ہیں، دیکھ رہا ہوں کہ
ایک بڑے مجمع ہو جائیں، شہر و دیہی جو سکھاتے ایک گناہ سے ڈر
ہو، لیکن خدا کا خوف اور انسان کا خوف یہ دو چیزیں ہیں متضاد ہیں، کبھی ایک دین میں مل جاتی ہیں

اگر ایک بڑبخت، ایمان الہی کا دعویٰ کر کے انسان کے دے سے بھی کاجیب واپس لے لے تو اسے ان لنگروں اور چھروں کی طرح ٹھکرا دو جو انسان کی دوا میں طعناں کر سکتے ہیں تاکہ وہ سنے دلوں کے لیے ٹھوکر ٹھیک کرے تاکہ وہ ایمان کے عین سے غورم ہے:

لَا تَهْتَفُوا لَهُمْ وَاَعْلَوْا لَهُمْ اِنَّهُمْ اَتَمَلُوكُمْ اِنَّ كَهَنَتُمْ
تُسَوِّمُوْنِیْنَ۔ (آل عمران: ۱۶۴)

آج کے دن، وہ لوگوں کے اٹھنے کے لیے نہ تھوکی خوف ہے اور انہیں وہ غصے میں لگے۔
(یونس: ۶۲)

لیکن آج کے کرم میری یاد کی جیسے نعت گو کہتے ہیں تو تمہارا کیا حال ہے؟ وہ تمہاری دولت کو کھینچ کر تمہیں دی گئی تھی؟ وہ تمہاری قدرت کا مافیٰ کدھر گئی جو تمہیں سوئی گئی تھی؟ وہ تمہاری روح حیات کو تمہیں چھوڑ کر چلی گئی جو تم میں چھوڑ گئی تھی؟ کہ! تمہارا خدا تم سے کیوں روٹ گیا؟ تمہارے آقا نے کیوں تم کو صرت اپنی بی بلائی کے لیے نہ کہا؟ کیا دینِ اکابر میں آئے دے لے لے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تھا کہ صرت تمہارے ہی لیے ہے۔ اور اس دولت کا اب زمین پر تمہارے سر کوئی وارث نہیں؟

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اِنَّكُمْ اَنْتُمْ سِقَیْنِ
لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (مائدہ: ۸)

پھر یہ کیسا انقلاب ہے کہ تم اس کے لیے چھوڑ دیے گئے ہو اور عورت کے قہر سے منہ چھپا لیا ہے؟ کیا خدا کا وعدہ نصرت تم تک نہیں پہنچایا گیا تھا کہ:

وَمَا كَانَ شَقًّا عَلَیْکُمْ نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (دوم: ۴۷)

کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ تم غیروں کو تنہا یاد کریں اور ہمیں ناگوار ہو جائیں۔

خفستہ و بد عملی | پھر یہ کیوں ہے کہ تم سنے کا دنیا میں پٹائی لے لو کام و دروازے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا؟ کیا خدا کا وعدہ سچا تھا؟
نور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں کرتا جو انسانوں کے وعدوں پر ایمان رکھنے والوں کے گھروں کے آگے گرنا جانتے ہو، خدا کے وعدہ کا مختلف انبار کے لیے اپنے اندر رجحان کی کوئی سزا نہیں پاتے؟ آہ! ان لوگوں کا وعدہ تھوڑا تھا اور اس کے لیے پورا رشتہ توڑا، اگر تمہیں ہو، تمہاری ہی غرضی وسیع و نافی ہے۔ تمہارے ہی ایمان کی صورت اور راستی کی رہائی ہے، ہم نے پناہ بیان دلا تو تمہارا خدا کے مقدس رشتے کی عزت کو اپنی غفلت و بد اعمالی اور غیروں کی

بہشت و نبوت

۴۔ لوگوں کو، مشفقہ، ایمان اور اخلاقی کی خاطر ہی وہ اپنی مہماتوں سے پاکہ رہنے کی تعمیم دیتا۔
ہو۔ پکیزگی، مصنافی اور پاکہ راستی سکھاتا۔

۵۔ اپنی تسیم سنت دیتا، نہ لوگوں پر افسانہ جٹاتا، نہ ان سے اپنے کسی نادمہ سے کی توجیہ دیکھتا۔
۶۔ اس کام میں جس قدر بھی مصائب و شدائد جھیلنے پڑیں، سب پر ولایت کر دیتا۔

تبلیغ کے مراتب پیچگانہ
قرارداد یہ ہے:

۱۔ قریبی رشتہ دار اور خاص احباب۔

۲۔ قوم واد، شہر کے لوگ۔

۳۔ وہ قبیلے اور گروہ جو احزان کو کمر میں آجاتے۔

۴۔ عرب کے تمام حصوں کے قبائل اور گروہ۔

۵۔ دنیا بھر کی قومیں اور جماعتیں۔

اسی طرح مراتب تبلیغ میں قریبے ہوتی رہی، یہاں تک کہ اسلام اطراف و اکناف عالم میں پھیل گیا۔
(یہ باب روایت ہے اس خیال سے مرتب کیا کہ غرائز گمان کرادے کہ وہ ہیں ابتدائی دور کے اہم واقعات تازہ
میں شامل ہیں۔) (مؤلف)

ترتیب قرآن و سورۃ فاتحہ

—(۱)—

یہ سورتا کے مرتبہ مقدمہ قرآن کے بار میں باب کا مرتبہ ایک مقدمہ ہے، ہر مسئلہ میں کم از کم بار میں باب کا مرتبہ یعنی طور پر مرتب کیا تھا۔ ساتھ "ترجمان القرآن" بھی مرتب ہوا تھا۔ تفسیر، بیان، بھی تو مرتب تھی، اسی کے ساتھ مقدمہ قرآن جزو جزو شامل کرنا منظور تھا۔ پہلے سورتا کے نام نشان سے غرض کا حکم پہنچا دینا چاہیے گئے، ہمارا نہیں نظر بند کر دیا گیا۔ پھر اس تمام کا خلاصہ میں میں سمجھتا ہوں۔

مقدمہ قرآن اور سورتا کی ترتیب یادداشتیں بھی تھیں، افسوس کہ ان میں سے کوئی بھی شے سلامت نہ رہی۔ مقدمہ کے مرتبہ بار میں باب کا ایک قسم اتفاق سے کہیں چھوڑ گیا اور کرم، حدود و علاقہ

"ترجمان" کی تازہ اشاعت کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔ میں اسے پورے کا پورا اس لیے شامل کروا رہا ہوں کہ ابتدائی نسخہ اصل موضوع سے بظاہر بے تعلق ہونے کے باوجود وہ ان ہیشت بلکہ بعض اہم بحث کی تفسیر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کریم اس کے بغیر اصل ہیشت کی اہمیت کا پورا اندازہ نہ فرمائی

قرآن کی وقتی ترتیب اور دائمی ترتیب | ترتیب و انشاء کی بحث تو ہم پر ہے، ہر دور پر حقیقت تو یہ واقع ہو چکی ہے کہ قرآن مجید کی ایک ترتیب دائمی تھی اور ایک دائمی۔ وقتی ترتیب وہ تھی جو اس کے مرتبہ جہت حسب ضرورت نزول میں غرضاً ہی اور دائمی اور وقتی میں کے مطابق وہ شکل کتاب مرتب و دونوں ہوا ہر ایک "کتاب" ہے جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے۔ درحقیقت ایک ایسی ہی ترتیب و نسخہ ہے، یہی کوئی انہی نے مرتب کر دی تھی، یہی کہیں ساتھ ہی اس کی ترتیب نزول کی تاریخ بھی شامل نہیں ہوئی، اسے بھی ہم منہمک کر گئے ہیں، اس کی مفاہمت کے لیے سہارا نہیں کر سکتے، اپنی روایات و تفسیر میں علم تاریخ نزول و شان نزول کو محفوظ رکھا ہے۔

دو ترتیبوں کا مقصد | دونوں ترتیبوں کے مقصد میں اختلاف تھا۔ پہلی ترتیب اس سے تھی کہ ایک حدود و

مضمون جہات کو تفسیر دے کہ تمام دنیا کی تعلیم و تربیت کے لیے تیار کیا جائے۔ پس

میں ان کی حالت تھی اور یہی طرح درجہ بدرجہ ان کی استعداد و ترقی کرتی جاتی تھی، اسی طرح ایک بعد دیگر سے انہیں سبق بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن دوسری ترتیب کا مقصد کسی محدود جماعت اور مخصوص وقت سے تعلق نہیں رکھتا تھا

بکرو و پیشہ کے لیے تمام نوع انسانی کی تعلیم و تربیت کی ضرورت سے ایک کتاب میں کئی عمل انصافاً کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے ضروری تھا کہ پہلے ترتیب سے دو مختلف برادر صہ کی ایک خاص جماعت کے لیے دس علوم کی جو تربیت ۱۰۰ سے کے اندر مشنہ کی گئی۔ وہ ایک مستقل کتاب علوم کی ترتیب علمی میں اگر با عمل لے جائے۔

کتابی ترتیب اور دور کی ترتیب

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی کتابی ترتیب، ترتیب و سبب سے ترتیب

نزدیکی سے غفلت ہے اور اگر دور و سبب سے پہلے نظر آتی ہیں جو عرصہ میں

نازل ہوئیں، آخری نازل کی اکثر سورتیں کی ہیں لیکن ان کا زعم و نیت، میں ناسن ہوئی ہیں لیکن اب انھیں سورتوں

پر کتاب النبی تحریر کی ہے۔ سورۃ بقرہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی لیکن اب سورۃ فاتحہ کے بعد اس سے، ان کے ترتیب شروع

ہوتی ہے۔

فاتحہ کی ولایت لیکن اس اعتبار سے سورۃ فاتحہ ایک عجیب موصیٰ ہے جو ہر ترتیب میں پہلی ہے اور اس کی ولایت ہر نثر کی اس طور پر قائم نظر آتی ہے۔ وہ پہلا سبق ہے اور سکاہ النبیؐ میں "مؤمنین کا دعویٰ" کو دیا گیا اور یہ بیان ہے کہ ہمیشہ کے لیے "الکتاب" میں بھی ہے اور "الحائز" یعنی نزول کے اعتبار سے بھی وہی پہلی سورۃ ہے جسے صحیفۃ النبیؐ کا سب سے پہلا نسخہ - وہی النبیؐ کے دستور - کو چھپ چھپے نے جب سرزمین عازان میں نقاب اٹھا تو اس کے کمال حقیقت کا اولین نظارہ اسی سورۃ فاتحہ میں تھا پھر ہی سورۃ ہمیشہ کے لیے پہلی قرآن پائی کو کرنا اور اس پر فروع و اضافی سبب کیجئے جو اس حقیقت میں ہے کہ ہر جگہ اس کے پہلے ہی پہلوؤں میں اس کے سامنے آئے گا۔

سعادت و ہدایت کی پہلی نمود | مرتبہ توحید دوسرا ذوالادوار توحید گناہ میں پرتو قوت نہیں آتے ہیں کہ تمہیں مسلم پر لگاؤ کا نکتہ تسلیم سعادت انسانی میں جو کچھ ہے وہ اس میں سب سے پہلی حقیقت یہی صورت اور اسی صورت کی سمات آتیں ہیں۔ اگر وہ ایک سفر ہے تو اس کی پہلی منزل یہاں ہے۔ اگر وہ ایک بہال ہے تو اس کا پہلا آغاز یہی ہے۔ اگر وہ ایک نواز حقیقت ہے تو اس کا پہلا ترازو اسی سے اٹھتا ہے۔ اگر وہ ایک دولت ہے تو اس کا پہلا وزن اسی سے شروع ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک رعیت ہے تو اس کا اولین حکم اسی میں ہے۔ اگر وہ ایک دائرہ سعادت ہے تو اس کا نقطہ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ بغرض نوع انسانی کی سعادت اور کائنات رضی کے ارشاد و ہدایت میں جو کچھ بھی ہے اس میں جس طرح اور جس شکل میں دیکھو گے اسی صورت کی نمود پر لحاظ سے پہچان لگاؤ کی۔

جلوہ حقیقت کا پہلا نقطہ : میں جو کہہ کر موت کی حیات دیا فی کا پہلا وزن ہی ہے۔ اس کے ساتھ نظریہ کا پہلا نغمہ اس کے اندر سے اٹھتا ہے۔ اس کے دائرہ علم عمل کا نقطہ مندرجہ ذیل ہے۔

جی منزلی بھی پیش کرتی ہے۔ ہوتا ہے تو پہلے اندر کی نکلتی ہے۔ لگتا ہے تو پہلی طب اس میں ہوتی ہے اور مٹی حق
 میں دروازے تو چشم حقیقت کا پہلا کوسرین پکٹتا ہے۔ یعنی اس کی بیاد میں حرکت ہے اس میں پہلی اور اول چیز میں ہے
 اور اس کے سوا ہر جگہ ہے سب اس کے بعد ہے۔ اسی سے ہے اور اسی کے لیے ہے۔

فطری و وجودی حقیقت | اتر آئے ہیں کہ صدمہ کہہ دینے کہ اس کی اذیت کی حکم و قیض حقیقت بیک قانون فطری اور
 ناموس۔ انہی ہے جو کہیں نہیں ٹوٹ سکتا اور فطرت اعلیٰ کا کوئی عمل ٹوٹنے کے لیے نہیں۔
 یہ اس لیے پہلی نہیں کہ اسے پہلی چیز ٹھہرا دیا جائے اور نہ لپکا جائے کہ یہ پہلی پہنچے ہوئے ہے کہ نوع انسانی کی فطر
 صالحہ کی پہلی آواز یہی ہے اور جب کبھی انسانی فطرت ہر طرح کی مصروفی و غما میں مدور و ترس اور آلودگیوں سے پاک
 ہو کر اپنی اصل حقیقت کی راہ میں فرار ہوئی تو اس کے اندر سے پہلی سزا یہی اٹھنے لگی۔

طلب حق کی اصلی صدا | انسان یا فطرت اس کے لیے مجبور ہے کہ حرفوں اور آوازوں کے اندر سب کبھی
 ساقی حقیقت اور تصورات صیغہ فقریہ کی ترجمانی کرے۔ لفظوں میں اور سداؤں
 کے ساتھ سب کبھی اپنے خدا کو کچھ سے تو اس کی سب سے پہلی اور اصلی آواز وہی ہو جو سداؤں و فقاہت کی سات کڑوں
 کے اندر سے نکل سکتی ہے۔ اس کے سوا انسان کی فطرت صالحہ اور کچھ نہیں کر سکتی اور اگر کہے گی تو وہ اس کی بھی
 اور حقیقی آواز نہ ہوگی بلکہ گراہیوں کی ایک بناوٹ، آلودگیوں کی ایک نہ پاکی، آلودگیوں کی ایک افسانہ،
 آلودگیوں اور فسادوں کی منافی تیرگی ہوگی جو فطرت صالحہ کی صالحہ اور بے میں صدقوں کی جگہ فتن طعن کی بناوٹ آلودہ
 کا شہر بن جائے گی۔

کائنات کی تسبیح | پھر نوع انسانی کی اصلی اور پہلی آواز یہ کیسے نہ ہو جبکہ تم حضور کی در میں معلوم کرو گے کہ کائنات
 انسانی اور اس کی خلقت و وجود میں جو کچھ ہے سب کی فطری اور پہلی آواز یہی ہے۔
 اور دنیا میں کوئی چیز نہیں، خدا کی حمد نہ کرتی ہو، مگر
 تَفَقُّوْنَ مَنِيْنِيْهِمْ - (بنی اسرائیل، ۱۰۴) تم ان کی حمد و ثناء پر غور نہیں کر رہے اور نہیں سمجھتے۔

آغاز اور انجام و اکمالی | دائرہ میں نکلنے سے شروع ہوتا ہے اس پر ختم بھی ہو جاتا ہے۔ اس کی پہلی
 اور آخری دونوں منزلیں ایک ہی ہیں۔ اس لیے آسمان میں کوئی بھی پانگے
 کہیں طرح طرح سے فخر سب سے پہلی حقیقت ہے۔ اسی طرح سب سے آخری بھی وہی ہے جس طرح وہ ابتدا ہے
 اسی طرح اس کے سوا خدا بھی اور کوئی نہیں۔ یہی طرح آواز ہے۔ اسی طرح اس کے اندر اتمام و اکمالی بھی ہے
 جس طرح وہ ایک ہی ہے جو سب سے پہلے و رفت کے سلسلہ عملیات میں نمودار ہوا ہے جس طرح روشت کا سب سے
 آخری نمود بھی وہی ہے کہ یہ کہ روشت کے سب سے پہلے کام میں کیا کہ اپنی نشا و خواہ میں تیر کا پہلے نکلا۔ پس نوع

انسانی کی سمادیت میں طرح صورت فاعلم سے شروع ہوتی ہے اسی طرح اس پر حق بھی پہنچاتی ہے۔ مومن کی ہدایت کی ابتدا بھی یہی ہے اور کمال بھی یہی ہے۔ یہ ایک نیک ہے اور اسی سے دولت کی ابتدا و انتہا جو کچھ ہے اور اس کے اندر جو کچھ بھی ہو سکتا ہے سب کچھ اسی کے اندر ہے۔ اسی سے ایک مسلم زندگی یعنی فطرت عالم کی ایک سہیل و خاص روح سب کچھ پیدا ہوتی ہے جو سورۃ فاتحہ کو نہیں بھول سکتی۔ اس کے ساتھ زندگی سے شب و روز میں فطرت حقیقتہً بلند ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی میں کا پورا فطرتی ہے اسی طرح اس کی راست کا آخری جزو بھی میں ہے۔ میں کے آفتاب کا چہرہ دیکھنا اسی پر مدام ہے۔ جب تک وہ سورۃ فاتحہ کے اندر سے اپنے خدا کو نہ پکارتے اور رات کی راحت اور سکھ کے بہتر پر اس کا جسم چین نہیں پاسکتا، جب تک سورۃ فاتحہ کی صدائوں کے ساتھ اپنے محبوب و محبوبہ حقیقی سے عشق نہ کرے۔ سورج غلج ہے تو مومن کے لیے سورۃ فاتحہ کا پیام لانا ہے۔ لڑنا ہے تو اسی کے لیے دلاور انگیزی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے وقت چھپاتی اور شام کے وقت اپنا مسیّر اٹھارتی ہے۔ حقیقت فرشتہ نما انسان بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ اگر مومن ہے جو میں کی سلیبی دی دیکھتے ہیں خدا کو پکارتا اور سورج کو دہستا دیکھتے ہیں اسی کے عشق کی درج اور دفعتاً فاتحہ کے پاک ترالوں سے نمودار ہوتا ہے۔

یہ توفیق علم و انفس صمدت

و اذکرہ لکھو غراب سشم

پس اس کو یہ شروع ہوتا ہے قرآن سے اور حق بھی ہوتا ہے تو آخر یہ۔

چنانچہ میں نے جو ہے کہ حضرت علیؑ نے اس کا نام "فاتحہ کتاب" رکھا اور اس طرح اس کی حقیقت ادیت کو ہماری سے واضح کر دیا۔

اصلوہ لیس۔ یہ قرآن پہلا کتاب۔ اسی شخص کی نام ہی نہ ہوتی جس نے ہماری سے فاتحہ کتاب

دیکھاری و مسلم میں ہوا وہی عاصمت

یعنی سورۃ فاتحہ پر مبنی۔

اسی طرح اور بعضی اور ترمذی کی حدیث کے کہنے کی میں میں مہمہ دیگر احادیث کے ایک وصفت اس کا یہ بھی فرمایا

کہ "و فاتحہ کتاب" ہے چنانچہ میں نے اس کا سب سے پہلا وصف قرآن پالا اور زیادہ تر اسی نام سے حضرت علیؑ نے اس کا نام دیا۔

اسی طرح "فتح" کا لفظ اطلاق و اہل مشنوں، پندشوں اور رکاوٹوں کے دورہ ہونے پر

ہوتا ہے جبکہ کرام و انبیا نے کھائے۔ "الفتح" اور "الافتاح" و "الافتاح" کا لفظ بھی ہے۔

یہ عرصہ کا عرصہ میرے دل میں مگر کیا یاد رکھتا ہے اور اس کے طرف میں بھی کسی کو ذکر کرتی ہوں دفعتاً اپنے بیانی حیرت کے

میں ہے۔

کے رد ہونے اور مشغول کے چھٹ جانے میں کل جانے کا مفہوم ہے۔ اس میں اس کا اطلاق ہر اس حالت پر ہونے کا جو کھنے کے بعد ہی نمایاں ہوئی اور اس میں سب سے پہلے ناپاؤں ہوتی ہیں۔ وہ وہ اندھیل گیا تو یہ وہ وقت سے کاٹتے ہونا ہے۔
 ذرا دیر میں نمایاں ہوئی اور وہ کھائیں اور کھائیں تو یہ ذرا دیر کی فتح ہے۔ فوراً ہو گیا اور راحت شروع ہوئی تو فتح
 فوراً ملے۔ غرض "فتح" کے حتمی میں اصل حقیقت لغوی کو کھنے کی بات لیگی جو کھنے کے بعد نہا لگنے کی سب سے پہلی ضروری
 ہوتی ہے اس میں آغاز و ابتداء کا مفہوم بھی اس کا ایک جزو ہو گیا ہے اور اس کے تمام استعمالات میں نظر آتا ہے۔

اسی "فتح" سے "فاتحہ" ہے یعنی وہ چیز جس سے کوئی شے کھلے اور شروع ہو۔

فاتحہ کل حق بعد الذی یفتتح سبحانہ -
 ہر شے کا فاتحہ اس کا میز ہے یہی ہے وہ سفر و مع
 و مفارقات امام رضا -
 ہوتی ہے اور اب اس چیز کا اس میز سے کھلتا ہے۔

قرآن حکیم کی طیل
 اب ذکر کرو اس سورۃ کا نام "فاتحہ" یعنی "فاتحہ کتاب" سب سے پہلے فتح کے مفہوم لغوی میں وندش
 کا دور ہونا کھلتا اور شروع ہونا ہے اور اس تمام استعمالات فتح کے اعتبار سے میں سورۃ فاتحہ
 میں اٹنی کھنی اور پیش و رد ہوتی ہے سب سے پہلے میں سورۃ نور اور ہر اٹنی اور تمام کلام اللہ اس کے مابعد ہے۔ وہ سلاطین
 و سلاطین سے امت مسلمہ کے پہلے گروہ کو تعظیم کتاب و حکمت دے کر تیار کرنا چاہا تو سب سے پہلا حق اور اس میں تھا جس
 سفر و سبق شروع ہوا۔ چہرہ کتاب کی واقعی ترتیب میں بھی قرآن حکیم کا میز ہے یعنی قرآن کی کھنے ہی سب سے
 پہلے اس کا بیان علم نظر و فہم و آواز ہے اور سب کچھ اس کے بعد ہے۔ نیز خدا کا جس قدر حکام و دنیا میں آیا اور جو کچھ خدا کا حکم
 میں ہے وہ سب کا سب سورۃ فاتحہ میں ہے کھلتا ہے اور سب کے بعد یہی سورت نظر و فہم و آواز و افتتاح ہے (اس
 آخری رحمت فاتحیت کی تشریح آگے آگے کی)

عملی فاتحیت و اولیت
 اس کے بعد اس کی عملی فاتحیت و اولیت کا مفہوم شروع ہوا ہے۔ فطرت صالحہ
 یعنی مسلم و مومن انسان کی زندگی کو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے لیے ہر طرح کے اہل و عیال
 اور اہل و عیال کا مفہوم ہے۔ وہ جب کھتی ہے تو اس میں سب سے پہلے سورۃ فاتحہ ہی نظر آتی ہے۔ وہ جو کچھ کتاب ہے
 و اس میں اولین فرد اسی سورت کی حقیقت کی ہوتی ہے اگر ہم مہر کو دیکھیں تو زیادہ وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کو
 مسلمہ کر دے بین مروت اس قدر سمجھنا کافی ہے کہ انسان کی روزانہ زندگی کا آغاز صبح سے ہوتا اور رات کے
 پہلے پر ختم ہوتا ہے۔ سورۃ میں اسی سورت سے شروع ہوتی ہے اور اس پر ختم ہوجاتی ہے۔

ایک روایت
 اور جو کچھ لکھا وہ بعض اتفاق تکمیل میں ہے کہ غرض و احکام خود (عملی مابعد الصلوۃ
 و استقام) کی تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ عین کے ہر کام کا اقدار سورۃ فاتحہ کی حقیقت
 سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مشہور حدیث کو سامنے لاؤ۔ جسے صحابہ صحیحین نے بکثرت مختلف طریقوں سے

روایت کیا ہے لیکن وہی اولی سب کے ابو ہریرہؓ میں و

مطلوع ہوا ہی بال اسم بیہودہ دینہ بالحدیث فہو
جو کلام خدا میں سے شروع نہیں کیا گیا اس میں کوئی بھی
اسبت۔

ہر ایک نام والہ روایت کے خلاف یہ لیکن میں احمدی و بنوری وغیرہ کی روایت میں "بالحدیث" یعنی ہر کلام کو
الحمد للہ سے شروع کرنا چاہیے اور امام نسائی کی روایت میں "الحی ھلزم لا یبد" خیر بعد: اللہ فہو حرم۔ بعض
روایتوں میں قطع میں بھی آیا ہے نیز بعض روایتوں میں احمد کی جگہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے میں بسم اللہ الرحمن الرحیم
جو کلام شروع دیکھا جائے وہ اجزب۔

اسوہ دیگر۔ اس حدیث سے کس طرح ثابت ہو رہا ہے کہ کوسن کے تمام کاموں کو کسی
الحمد للہ اور بسم اللہ
سورت کی حقیقت سے شروع ہونا چاہیے۔ اس سورت کی اوّلین حقیقت حمد یعنی ہے۔
میں قرآن پاک کو ہر کلام کا افتتاح الحمد للہ سے کرنا چاہیے۔ اس کی پس کویت بسم اللہ الرحمن الرحیم پس قرآن پاک ہر کلام کو بسم اللہ
سے شروع کیا جائے۔ دونوں روایتوں میں اختلافات اعلیٰ حقیقت قائم ہونا سے بتا رہا ہے کہ کوسن کے
خصوصی دائرہ میں اولین چیز یہی ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کے نام سے کرتا ہے۔ اور اسی سے اندلی کے ہر
شیے کو شروع کر کے اپنے تئیں موت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے تضرع کر رہتا ہے۔

اسی لئے ان تمام احادیث کو سامنے لائے ہیں جن میں مختلف اعلیٰ حد سے متعلق یہ تعریف فرمائی گئی ہے کہ بسم اللہ
سے شروع کر کے اللہ بسم اللہ سر نہ مانتا کہ ہی کی پہلی سورت ہے حتیٰ کہ بعض ائمہ محدث و محدث کے نزدیک وہ مکرم سے پیش
بسم اللہ ہے۔ سبب شدہ حضرت امام احمد نے فرمایا: روایت کیا ہے کہ ان شخص کا وضو نہیں ہوتا اگر اللہ کے نام سے
وضو نہ کرے۔ بن امر۔ نئے شیت کو شروع و شروع فرمایا ہے ان کی نظر اسی دقیق دیکھنے پر لگی ہے۔

یعنی بہت کم ہیں جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کا قول صرف اسی قدر ہو کہ ان اہلبیتؑ دن اور آخر میں اتنا کھڑا کرو کہ دینہ میں قری خود مجاہد کی پانچ سو سے ہو۔

اولیٰ ہرگز حضرت مجاہد کا مذہب الیائیس تھا۔ انیس صبیہ صحابہ کا مذہب ہیں معلوم کی ہوئے کا قطعی ثبوت ہو گیا ہے قریہ اور حنیفان دینی اقلانیس۔ معلوم ہوتا ہے انھیں اس بارے میں سو ہو گیا یا کسی وجہ سے اشتباہ میں پڑ گئے۔ واعدی اسباب انزول ہیں مجاہد کی وجہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

تعالیٰ العسین بن الفضل بن ماسم حفرة هذه
یادرة من سبابة لانه نفرد سهره انقول
والعسین علی خلافتہ و معاً یقطع بہ اشہا
مکیہ قوله تعالیٰ ولقد آتینک سبباً من
امشی... الخ
حسین بن الفضل نے کہا کہ ہر امام کے اقوال میں ایک نیک بات ضرور ہے۔ یہ خود مجاہد کا یہ قول ہی ایسا ہی ہے کہ ان کی ذات سے ایسی غلطی کا ہوتا تو یہ انجیز ہے۔ علو اس کے خلاف لکھتے ہیں مثلاً انھیں کی یہ راستہ ہے۔ سورۃ حجریں موجود ہے کہ ولقد آتینک سبباً من العسین اور اس سے مراد ناگزیر ہے۔ ہیں نقلی حور پر اس کا کوئی برہان نہ ہو گیا۔

امام واعدی کے اس بیان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سورۃ فاتحہ کے مدنی برے کی نسبت صرف مجاہد کا یہ مذہب ہے کیونکہ حسین بن الفضل نے فقرہ ”کہ کا غلط کیا ہے۔ پس یہ کتنا کہ اس بارے میں وہ مذہب ہیں کسی طرح صحیح نہیں۔ تمام صحابہ و علما کا مذہب ایک ہی ہے اور وہ یہی ہے کہ سورۃ فاتحہ کی ہے صرف ایک شخص یعنی حضرت مجاہد کا قول خلاف ہے۔ حسین اور امام ہیں اگر ہمارے سامنے آجاتے ہیں تو وہ ثابتاً انھیں کے قری سے متاثر ہوئے ہیں۔

اب اس کے بعد دوسرا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ کی سورۃوں میں بھی سبب سے پہلی سورۃ پہلی وی؟

کون سی ہے: سورۃ فاتحہ جیسے پہلی ہونا چاہیے یا کوئی اور سورۃ؟

اس کے متعلق طائے نے فیہ کے حسب ذیل اقوال ہیں:

۱۔ امام بخاری نے ”یذاوی“ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مفعل روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے یہی کی کہ کوئی نام نہ بول۔ نہت عائشہ قربانی ہیں کہ سب سے پہلے روایت صادقہ شروع ہونے پر آپ نے نصرت و توفیق فرمائی، فقہاء نے کہا کہ یہ غلط ہے اور اس کو آپ نے فرمایا ہے اور نہ ہی وہیں ہرگز کے بیان ایک کہ قرآن مجید کا ہر کوئی آیت پر ہے۔

وجاء اسحاق، خلیہ لقان، اقر... متانی اور اللہ کے فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا ”آیت پر ہے۔“

رسول قد صل اللہ علیہ وسلم ، ما انا
بقاری ... نقالی ، اقراء باسم ربک
المذی خلق ...

کاپ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں دیکھ کر چڑھا۔
تو پ فرماتے ہیں کہ اسی طرح اسی نے تین بار کہا۔ آخری
بار کہا: اقراء باسم ربک الذی خلق ، اپنے پروردگار
کے نام سے چڑھ جس کے پیدا کیا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی یا ہے نیز اشکات جزئیات انفاد ، حاکم ، حیرانی و صحیحی وغیرہ سے بھی
مردی ہے۔ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے سورت بر تامل ہوئی ہے وہ سورت الزلزلہ
اور چونکہ امام بخاری نے کیفیت کان بدو المعنی دوی کی کر شروع ہوئی ، کاباب اسی حدیث کی بنا پر نام کیا گیا ہے۔
اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب کا مذہب بھی یہی تھا۔ آخری حدیثیں اور علامہ کا مذہب ہے اور یہ کثرت
تا لیسے و آخر سے منقول ہے۔ مجاہد اور زہری کے اقوال حافض سیوطی نے نقل کیے ہیں۔ (تحفان : ۵۲)

دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے سورہ مدثر "زلزل ہوئی" امام بخاری و مسلم نے
دوسرا قول ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا:

میں نے جابر بن عبد اللہ سے پڑھا کہ قرآن میں سے کوئی
چیز پڑھ آئی ہے کہ اے ایما المدثر میں نے کہا یا اقرا
باسم ربک ۔ جابر نے کہا میں تم سے وہی کتا ہوں جو تم
رسول اللہ نے بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے
خادمہ سے یہ تمام کیا جب میرا زمانہ تمام ہو گیا تو وہاں سے
نکلا اور وہی میں سے گزرنے لگا۔ میں نے سنا کہ
مجھے کوئی پکار رہا ہے۔ میں نے اپنے ساتھ پیچھے دھنپے
بائیں کمر ڈالی لیکن کوئی غم نہ آیا۔

سالت جابر بن عبد اللہ : ای القرآن انزل قبل؟
قال یا ایہا المدثر قلت : او اقراء باسم ربک؟
قال : احد شعکم ما حدثننا به رسول اللہ و قال
صلی اللہ علیہ وسلم : فی جارتہ یجرا عینہا
فتضیت حواری نزلت فاستطعت بطن اواوی
فترویت فخطبت امامی و خلقی و عن یسین و
عن شامی و تم و را احد ...

اس طرح تین بار اللہ سمن۔ پھر میں نے اوپر سر ہلایا
تو کیا دیکھا ہوں کہ وہ جو اس ایک کس پر بیٹھا ہے
یعنی میری ۔ یہ دیکھ کر مجھ پر سخت اضطراب طاری ہوا۔
میں غصہ کیجے کہ پاس آیا ہوا کہ مجھے کپڑا دوٹھا نہ چاہی
انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی پر اللہ نے انکار دیا
ایہا المدثر۔

ثم عودیت فوجدت راسی نازا هو علی اعرش
فی الہود یعنی جبریل فاخذنی وجعۃ فالتیت
خدیجۃ فاحرمتھا حدیثی نزلت اللہ یا ایہا
المدثر کم فاندثر۔

موجود ہے کہ قرآن میں سے پہلی چار آیات ہی وہ سورۃ خاتمہ ہے حالانکہ مصحفیت اس کے بالکل خلاف ہے۔ تادم کتب صحاح میں حضرت ابی بن کعب کی کوئی روایت ایسی نہیں ہے یہ موجود ہے کہ اہل مالک و مالکین ان کے مطابق روایت دے۔ اسلاف حدیث میں کوئی روایت اس مفسرین کی مل سکتی ہے۔

ابن کعب کی روایت | بلاشبہ ابی بن کعب کی ایک مفصل روایت فضیلۃ خاتمہ کے متعلق موجود ہے۔ اسے اصحاب صحاح و سنن نے بالاعتقاد روایت کیا ہے اور میں میں خود ان حضرات علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سورۃ خاتمہ اسمع و انصت ہی ہے لیکن اس روایت میں وہ کہیں بھی نہیں کہ سورۃ خاتمہ سب سے پہلے تھی۔ اس ایک واقعہ سے اندازہ کریں کیا ہے کہ ان مفسرین متاخرین کی روایات مندرجہ تفسیر کا کیا حال ہے۔ ان کے علاوہ عام مفسرین کے اور بھی مختلف اقوال ہیں مگر یہ سب مفسرین حدیث کی معلومات سے قطع رکھتا ہے اور اس بارے میں مفسرین بعض کے اقوال قابل اعتناء نہیں۔

حقیقت انبعاث وحی

حقیقت اقوال و روایات کیوں؟ | اب میں کوشش کرتی جا رہی ہوں کہ ان روایات پر نظر ڈالیں اور کسی شخص پر نہیں
حقیقت تک پہنچ سکیں۔

سب سے پہلا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ قرآن حکیم کے آغاز وحی و منزل کے متعلق اس قدر حقیقت اقوال و روایات
کیوں ہیں اور کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلا کہ تاریخ منزل قرآن کی ابتدا حقیقی و واضح نہیں؟

لیکن ہمارے نزدیک ایسا اعتراض کرنا ضمنی تصویر نظر عدم اذوق فن کا نتیجہ جو کچھ جگہ جگہ پر آگے لے کر روایات میں
انکشاف نظر آتا ہے مگر ان حقیقت کوئی اختلاف نہیں۔ سب ایک ہی حقیقت کو واضح کر رہی ہیں اور ان چاروں قیاموں میں
(جو پیشتر فصل پر چکے) کوئی بھی قول ایسا نہیں جو اصل غلط ہو۔ تاریخ کی ایک عام غلطی یہ ہے کہ وہ تطبیق و تحقیق، روایات
مختلف کی کوشش بہت کم کرتے ہیں اور اگر ایک اولیٰ سا اختلاف بھی دو بیانوں میں نظر آتا ہے تو فوراً انکار دیتے ہیں کہ یہ دو
مختلف مذہب اور قول ہیں اور فی حدیث میں تو اس طرح کا تسابلی طعن کیا گیا ہے اور تمام علوم سے زیادہ خطرناک ہے۔

حقیقت انبعاث وحی | سب سے پہلے یہ گورینا چاہیے کہ اس مسئلے کو سمجھنے میں عربی ایک بنیادی غلطی ہو جاتی ہے
اور جب تک وہ غلطی صاف نہ ہو جائے حقیقت واضح نہیں ہو سکتی۔

ایک چیز جو قرآن حکیم کی پہلی صحت جو صاحب قرآن پر نازل ہوئی، ایک چیز ہے سب سے پہلی وحی، جس سے بعد
منزل وحی شروع ہوا۔ یہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن بہت سے لوگ اس میں فرق نہیں کرتے۔ اسی لیے جب کبھی ان دونوں
ماتحت کے متعلق مختلف بیانات نظر آتے ہیں تو اس دوسرے میں پڑ جاتے ہیں کہ ایک ہی حقیقت کے متعلق دو مختلف
بیان ہیں۔

مراتب محمود | حضرات ائمہ کے کام طبع انہم کی حیات مقدسہ نبوت کے مختلف مراحل و مراتب ہیں اور ایک مرتبہ
جو علم سدوح کے ساتھ دیکھ کر بددوگر سے ہر منزل سے گزرتے ہوئے آخری منزل تک پہنچتے ہیں۔

ان میں سے ہر مقام اور ہر منزل کے لیے خاص حالات و احوالات ہیں اور قرآن نے ان سب کی تشریح کی ہے۔

پہلی مثال | حیرت ایک پیچھے ہے، انبیاء کے کام کی سرزمین قہر میں درویش کیا جاتا ہے اور وہ انہی احمد
نشدہ ناپا آلود و حقیقت ایمانی مراتب و اقبالیات سے گزرنا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آتا ہے

محب اس کی کثرت نشرو بعد کمال تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی شاخیں انھرنے اور پھیلنے کے لیے ایک انضمام و جمعیت کو وصول کرتی ہیں۔ اس وقت سے اس کی کثرت نشرو اجارہ کے قوائد پر جو کہ اور نہ تاخیر راہبر نے کے لیے جوش کھاتا ہے پس فزیز شوق ہوتی ہے اور ضمنی کثرت نشرو اپنے انھرنے کی راہ نکال جیتی ہے اس کے بعد انضمام و جمعیت کو اور آگے کر دے اس کے پھیلنے میں شغفوں سے اس کی پلائی سطح گہر جاتی ہے۔

دوسری مثال | یہاں عزت کے تصور سے پہلے انتقاد و بلوغ کی ایک بات چلی ہے جس کے گھٹنے کے بعد ورنہ سے عزت سے جانتے ہیں اور ملت تیزی کے ساتھ بڑھتی ہے تاکہ جلد فرم کر اور میر کی نوید شریعت پر جائے۔ پس ایسا جتنا کہ کوسب سے پہلے کتاب نہیں آتا بلکہ کتاب کے شروع ہونے کے آثار آتے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ اگر آپ آہستہ آہستہ سفیدی پھیلتے گئے ہیں۔ یہ سفیدی بڑھنے لگتی ہے اور اس کے بڑھنے کے ساتھ ہی آری کی کارہاں جلد جلد چاک ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ صورت احوال کی کتاب کا وقت مرود آجاتا ہے اور مشرق کی جانب سے روشنیوں اور نورانیوں کا تحت و نشان چاک ایک علامت چھوٹتا ہے۔

پرواں طرح کے بھی مختلف دماغ ہیں اور دوشی متعدد تدریجی منزروں سے گزر کر آخری مرتبہ بنکر رنگ بن چکی ہے سب سے پہلے ایک دوشی چرو نظر آتا ہے۔ پھر وہ ہوا کا جھٹکا ہے اور اس کی کچلی کچلی شمایں ہندیا رنگوں اور بانجھوں کی جھون پر پڑنے لگتی ہیں۔ سینے کی زمینیں اس سے محروم رہتی ہیں۔ پھر فضا میں کیا وہ بلند اور تیز رو سے لگتی ہیں اور وہ دھت آجاتا ہے جب زمین کا چر بالا و پست سمندر دوشی کو گھیرتا ہے۔ یہ شامت کا دھت ہوتا ہے۔

اس کے بعد آخری مرتبہ کالی خضت انشاء کا وقت ہے۔ اس وقت سورج کا ظہر حرارت اور
 افلاک کیلئے آخری درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ تشکیلِ عورت کے لحاظ سے اس کی حرارت نیزہ کی شکل
 ایک دو سے تک پہنچ جاتی ہے کوئی آنکھ اس کی چمک کا نظیر بیان متا بہ نہیں کر سکتی اور تکمیل اور انیت و تکمیل کے لحاظ سے
 اس وقت یہ حالی برتا ہے کہ ایک عورت فارہ اور درختانے تک دی کے درجہ کی شادیت دینے لگتی ہے اور دوسری طرف نمائندگی
 کم بشارت والی بنیاد اور حد تک انکسیر بھی روشنی کرنا ملتی ہے اور ٹھیک سے بچ جاتی ہیں۔ البتہ انھما ہر حال میں نہیں
 کیجئے گا۔ اسی کے لیے خضت شرب کی تیار کی وسیع کی سفیدی و چاشت کی نورانیت اور خضت انشاء کی تکمیل سب کیساتھ
 حوالہ جلیبم و آندھم ام لم شندھم لایستون
 ختم الله علی قلوبہم وعلی اذانہم
 (سورہ بقرہ ۶)

پس پہلے رات ہوتی ہے اند صبح کا انتظار۔ پھر انقلاب صبح ہوتا ہے یعنی سیاسی چٹائی ہے اور سفیدی اس کے
 اندر سے جہت کہ نمایاں ہونے لگتی ہے پھر غور فرماتے ہیں میں آگئی اور سورج کا جوانی پناہاں ہے نقاب ہو گیا۔ پھر
 مرتبہ تھی ہے، یعنی سورج اچھی طرح نمایاں ہو گیا اور سورج پھیلنے لگی۔ اس کے بعد دن ہے، صبح سورج کی کوئی
 کمال مرتبہ اور سلطان تک پہنچ جاتی ہے۔

ظہور نبوت کی چار منزلیں | اسی طرح غور و کتاب نبوت و مہاوہ سلطان وین الہی کے لیے بھی با ترتیب چار
 نور انشور و اصفی و فیروہ و فیروہ میں اشارہ کیا گیا ہے اور جس کی حقیقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ولایت میں افغان
 و ہری دریا الایات شکل خلق العیشہ سے اہل و امع ہر جاتی ہے۔ پس انتظار کی رات ہے جس کے گھٹنے
 یکے بعد دیگرے گزرتے ہیں تاکہ صبح کے طلوع کو پا لیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جو انبیا سے وحی الہی کے آنے سے پہلے کا
 زمانہ ہے کہ وہ ایسی حالت ہوتی ہے جیسے بچہ کے اندر ہی اندر نشوونما پائے سے بھی تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ اس کے
 بعد سورج انقلاب صبح کا ہے، صبح کا انتظار کی رات ختم ہر جاتی ہے کہ سورج آفتاب کے آنے میں ابھی گہوار ہوتی ہے کہ
 یہ وقت عجیب و غریب قسم کا ہوتا ہے جس کے گھٹنے کے لیے جس صورت تصویر دیکھنے سے کام لیتا جانتے۔ ہم غور میں
 اس کے لیے کہ نہیں پا سکتے۔

حقیقت انبعاث | شاید اس حالت کا ایک کیفیت مانتہ ہو، میں اس معاملہ پر کئی کرم بنایا کے اللہ بات اور
 پر نظر فرامیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدا میں ایک مواد تدریجی تیار ہوا اور کرتا ہے۔ پھر جب اس
 کی تیاری مکمل ہو چکی ہے۔ اس پر ایک صفت پیدا ہوتی ہے اور انسانی حالت جاری ہو جاتی ہے۔ میں اس کے اندر ایک شیوہ
 ہو کہ اندر سے قراری پیدا ہو جاتی ہے اور جاتی ہے کہ تمام مائل پر وہ نگر جا کہ پاک کر دے اور ابھر کر چھٹ اٹھے۔
 اس اثنا بہ کا نتیجہ انبعاث ہوتا ہے، یعنی ان کو رو چھٹ اٹھتا ہے اور اپنے وجود و نمود کو ختم کر دیتا ہے۔

قریب ظہور نبوت | اسی سے عالم و جانیاں و قدسیات کے وجودات کے لیے ایک ناقص مثال کا کام لے۔
 مرتبہ نبوت کے نمود کا وقت بھی صبح یا نکل قریب آجاتا ہے تو قوت الہیہ نور کی تکمیل ابھرے
 اور ظاہر ہو جائے کے لیے کھولنے اور جوش مارنے لگتی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس مرتبہ میں سورج کراہیا سے کرام
 علیم و اسلام پر ایک صفت انسانی اور وہ جاری ہو جاتا ہے۔ ایک غیر انسانی منظر ابھرے اور ایک پاک و منزہ سے قزاق

شہ آپ جو قراب دیکھتے، صبح کی روشنی کی طرف اس کی سجائی ظاہر ہو جاتی دیکھاری، اس ارشاد سے روایت سالہ کی
 حقیقت و کیفیت باہل و امع ہر جاتی ہے۔

ان کی رو بہ منہ کس محور پر جاتی ہے۔ مگر تیز بہت ایک ہی جہت تو وہ وقت جتنا ہے عیب یعنی طاقت، بطل کامل و مستعد ہو کر اس قرار سے کی طرح، جس کا یادنی منفرد نمونہ لایا ہو۔ چھٹا، آئینے اور آئین کے لیے کھولے ہوئے گنتی ہے۔ اگر وہ فنی حقیقت و اشیاء کا ایک طرز قراریت ہے تو یہ وہ وقت جتنا ہے سبب شعبہ انتظام برہنہ جاتی ہے اور جس جمال صبح کے لیے رات و زمانہ ہے قرار نہ دو فنی آئی تھی، اسے بطل قریب پاکر سورج کے لیے اضطراب کرتی اور اس کے چہرہ و دشمنی کے لیے ترائی محور ہے قرار پر جاتی ہے۔

سب سے خود راہ اضطراب عشق

پندرہ دس وقت انجیل سے کلام پر ایک ہے خواہ اضطراب و التساب عشق کی ہی حالت عادی پر جاتی ہے وہ ایک غیر معلوم حقیقت کے لیے ہے قرار، ایک غیر متعین عشق کی سیبوس میں مرکز دان اور ایک غیر متعین کائنات و اشیاء کی نگاہیں دوسرے ہاتھ ہیں، ان کی روحانیت بہت وقت سے قرار ہو جس کے اور توبہ توبہ کے کسی غیر متعین حقیقت کو نہ جوڑنے سے ہو پکارا لے گئی ہے اور ان کا اضطراب یکسر ایک حد سے تیز اور رحمت سولی پر آجے کہ اسے وہ کو آنے والا دیکھنے والا طرز جہانے والا ہے، تو کہاں ہے؟ کہاں اپنے چہرے سے نقاب نہیں اٹھاتا کیوں اپنے جمال و دشمنی کے غصوں کو اندھا پاروں کو اور نہیں کر رہتا؟

میب کو فنی ایک، جسے حکمت الہی سے قرار دے دیا ہے۔ یہ منظر نامہ حالت عادی پر جاتی ہے تو یہ دو کچے پھلے، لہو لہو کے کیر عشق ہو جاتے۔ چہرے کے ایک کھر چھٹ جانے اور آئینہ میں کے نہیں کھر قرار ہو جس کے صوبہ پر جاتے کا وقت اپنا ایک آہا آہ ہے اور اس کے غصوں کے لیے یہ، منظر نامہ اور التساب حالت بطل اس طرح کھر کھر وادی پر جاتی ہے جس طرح ایک عاشق کی اشیاء بہ قرار میں عشق کے لیے ہے تا باطل آئے کے لیے اسے مستعد ہو کر شے التساب ہیں کے اختیار و اشتقاق کے لیے یا موسم کی سخت گرمی اور اس آسمان پر دیروں کے چہا جانے و باران دھندے کے لیے آئین چرمنے کے لیے۔

سوا اس وقت ایسا برتا ہے کہ التساب و التساب مدار جسے ایک پہنچ جاتا ہے، اور اس لیے وہی الہی بھی اپنا چلی خود میں متعین و قسمل کی مداریں کو کھنکھاتی ہے، سب سے پہلے اس نے عشق، غلبہ کو ایک مشین عشق و صورت کے مرتبہ میں جاتی ہے، عشق کو عشق، غلبہ کو غلبہ اور بچہ کو بچہ بل جاتا ہے پھر عشق و غلبہ، جذب و التساب، اثر و تاثیر دونوں پر جاتا ہے اور بل جاتے ہیں اور عشق کی سفیدی بڑھتے بڑھتے عشق کی ایک پیر و انوار آتا ہے، عشق پہنچ جاتی ہے۔

انفکاح وحی

دوسرے نظروں میں، انفکاح ہی کا یہ پہلا مرحلہ جاتا ہے جس سے برتا ہے کہ وہ دروازہ کھلے گا انان کرتے و دشمنی، حکم و رسالت کا ایذا آنے والے کاموں کے لیے نصیب دے کر بنا کر دے، نگاہ و اور

نور کا اس طور پر کیا گیا، لیکن وہی اسمِ اسلام کی دعوت پر اسے کہہ داری اور نوحۃ الانسانی کی نجات اور تمام فرائض و عبادت کا علم کے مقابلے کے لیے کسی اس لیے حکم انکار میں کسی خاص قوم کو جس کا نام نہیں دیا گیا بلکہ تمام لوگوں پر علی و علائق قرآن و احکام خاندانِ انبیا علیہ السلام کے ساتھ۔

حقیقت اقراء | یہ امر کہ نزولِ اقراء معنی اقراء وحی ہے کہ نزولِ سورت، متعدد وجہ سے باطل و ماضی رہے ہیں پہلے اس پر غور کرو کہ حضرت عائشہ کی روایت مندرجہ نگاہ میں ہے کہ حضرت بریل نے اپنے لیے لوہیوں کو جو میں میں ادرت "اقراء" کہا کہ آخری بار وہ اسے معلوم ہو سکے۔ یعنی ابتدا کی جگہ آج تک نہیں پڑھایا۔ اس سے سنا ظاہر ہے کہ یہی سورت کا نزول نہ تھا، بلکہ صرف ابتدائی ٹکڑا تھا۔

پھر اس پر غور کرنا چاہیے کہ ابتدائی ان چار آیتوں کا مطلب کیا ہے؟

اقراء باسم ربك الذی خلق خلقاً من انشأت
من خلق یقرآن رزقک ان کریم، الذی خلق عصفور
یا انفق، علم الانشأت من انشأت فی خلقه۔
یہ چار آیتیں رب کے نام سے جو سب کا بانی ہے
بنایا آدمی کو جو کچھ چاہے جو سے۔ پھر وہ تیسری آیت
جس میں نے علم سکھایا، علم سے، سکھایا آدمی کو جو وہ د
جاتا تھا۔

ان آیتوں میں موت کی نصرت، علی و الذی علیہ وسلم کو خاص کر سکھانے کے لیے لکھا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو محنت و تعب کی موت و قیامت سے جو ایک آیت سے تمام عالم انسانیت کا کام لے سکتی ہے۔ نیز علم و تربیت علم کو علم کر لیا ہے۔ پس یہ آیتیں آگے چل کر ایک سورت کی ابتدا قرار پائیں لیکن موقع معنی وہی الہی کے انتساب کا تھا اور اس میں وہی سکھانے، باہر علم و تعلیم کے کھلنے اور سکھانے کا حکم دیا گیا تھا۔

یہ پہلی منزل تھی جو آپ کریمؐ کی، جب آپؐ کو چاہیے اور ملازمین و غلاموں کا نام ہو گیا تو مرتبہ تبلیغ و رسالت کا نام ہو جائے۔

تم فائدہ | دوسرا حکم کیا کہ اب کام شروع کرو۔ یعنی "تم فائدہ" یہ بھی کسی سورت کا جملہ ہونا چاہیے تھا، بلکہ صرف انتہاء وہی کے بعد کام کے شروع کر دینے کا حکم تھا۔ چنانچہ اسی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں میں کے آخری ٹکڑے کو نام بخاری نے بھی کیا تھا، اہل الذہبی میں لیا ہے یہ ترجمہ موجود ہے،

فقلت ذلونی ذلونی فانزل الله یا ایہذا
السدتر الخ قلی فاهجر۔
پس میں نے غریب و ذلیل اللہ تھا کہ گناہ مجھے پڑے۔
جیٹ رو۔ مجھے پڑے میں جیٹ رو۔ اس پر اللہ تعالیٰ
نے نازل کیا یا ایہذا اصدثر، فاهجر، تنک۔

لہٰذا یہ جو مرتبہ تبلیغ و رسالت کا ہے۔

یعنی آغاز سورۃ مدثر سے صرف اس تعداد نازل کیا کہ

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنذِرْ ۚ وَتُوبَتَ لَكَ نَجْمَتُ
رَبِّكَ إِنَّكَ فَتَهْتِكُ ۚ وَتُكْذِبُ مَا نُخَبِّرُ (سورۃ مدثر)
اسے کچھ اضافہ کر دیا جائے گا اسے اطلاع ہو کہ مذاب
الہی سے توبہ نہ ہے بلکہ وہ توبہ کی کبریائ کا اعلان کر اپنی
دوسرے کو پاکیزگی اور توبہ دیکھ دے اور ان کی گندمیں سے
الکھ دے گا۔

میں خاص ہے کہ ان تین میں بھی صرف حکم الہی ہے جو انشراح دہی اور انعام بالبط و عطا کا عہد تشریف کے بعد
دوسری منزل تھی۔ قرآن مجید کے تقسی حصے میں سے کوئی چیز نہیں اور یہ احکام خود خدا کر سب سے ہیں کہ یہی کام شروع نہیں
کیا گیا کام کر کے دے گا مستند کیا جا رہا ہے۔ پتا چڑھتا ہے جسے معنی: مذاب نظر نے اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔
حیرت جابر کی روایت اور حضرت عائشہ کی روایت میں یہی ہے جسے حافظ سیر علی کہتے ہیں:

وعبر بعضهم عن هذه الآية الأولى حيا نزل
للنبوة "اقرأ" و الأولى حيا نزل للرسالة يا
ايها المدثر - (الفتح ۵۳۱)
اور بعض نے یہی تفسیر دی ہے کہ سب سے پہلی چیز جو
نہایت کے لیے انزل ہوئی ہے "اقرأ" ہے اور سب سے پہلی چیز
جو رسالت کے لیے نازل ہوئی ہے "يا ايها المدثر" ہے۔

اور اس سے بھی زیادہ روشن واسطہ دے رہے ہیں جو بعض محققین اور اباب نفکر کی نسبت سے
ہو رہا ہے کہ انشراح کے نزل کی وجہ اور وجہ توبہ میں قطع فی سبیل الہی اس سے

مستند نوا کیا ہے۔ جیسے قول

كأن في نزل القرآن نبوة وفي نزول مدثر البشارة
النبوة والبشارة واحدة قطعاً متاخر من الأول
والأول بعد كائنات سورة "اقرأ" مستندة لذكر
علم الله تعالى من العظم والاعظم ولا هدم
ما سبق أن تكون أول سورة "توبت" وهذا
هو التوسيع الطبيعي وهو أن يذكر سبحانه
استداه إلى نبوة من العلم والنعيم والحكمة
والنبوة ثم يا أيها المدثر فتنذر
عباده .

اس نے بعض نبوت کو بھی لیا ہے پھر اس کے بعد اس

چیز کیا، غلط اسے جس کے بجائے اسے غلط کہے گئے۔

یہ اہل دین کے لیے نہایت خوشی ہوئی۔ جن لوگوں کا یہ قول ہے: "یہ دنیا میں کاہنوں کا بیڑہ تھا، انھیں اسے دیکھ کر
 یہ بات ترمیم دے کر نہیں لے سکتے تھے۔" پھر اس پر یہ برتاؤ تھا کہ اگر وہ نبوت گوئی، تو اس کی جانب سے طلب کر سکتے اور اس سے
 حد و حدیث کا علم کیا جاسکتا۔ اسے انھوں نے "نبوت" سے تعبیر کیا۔ دوسری تعبیر یہ ہے کہ جب اہل علم تمام برائیاں تو آپ کا نام لے کر
 فرشتہ کو دینے کا حکم دیا گیا، پر "مسائل" سے مراد یہی ہے کہ ان کی تبلیغ ان انسانوں تک محدود نہ ہو جائے۔

لیکن اس تک پہنچنے کا نام شروع نہیں ہوا ہے۔ اصل کام کیا ہے؟ "نذر" اور "نبوت" یعنی اہل برکت
 کے لیے اسے ڈراما اور امان ماحول و ماحول حق کے نتائج سمجھنے کی ضرورت تھی۔ نیز ایک مسئلہ یہ تھا کہ قطعاً
 نزدیک نبوت سے تیار کر دینا اور وہی اسے سن کر کتاب و حکمت کا تہریر و نسخ کرنا۔ جب وہ "مقام خزانہ" پا کر مستعد ہوا
 جیسا کہ "علم" و "افہام" کے مابین یکساں ہے، اسے پڑھا دیا۔ پھر جب اسے حکم بھی دیا گیا کہ آپ تم پر جانے
 کے لیے تیار ہو گئے، ہم کام شروع کر دوں گے۔ قرآن و "تفسیر" کے ایک وقت انھوں نے کتابت کا کام کیا۔ دوسری
 طرف امت مسلمہ کو پڑھانے اور تعلیم کتاب و حکمت سے تیار کرنے کا کام شروع کر دیا۔ جو سب ایسا بڑا کام ہے۔ پہلا
 دیکھ سب سے پہلی سید سے پہلے تعلیم جاری تھی اور سید فاضل کو جامعہ دینیہ دیکھ کر اس مقام و اس حالت کو
 اولین تعبیر بھی کہ غایت اعمال و کمیتات عرفانی کے لیے ہے۔

یہ وہ حقیقت غور و انکشاف دہی ہے جس کے معلوم کرنے کے بعد تمام روایات جمع ہو جاتی ہیں
 جمع روایات اور کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔

۱۔ امام بخاری کی روایت ہے: "کہا: کان ہذا الوحی" سب سے زیادہ مستند و مشہور ہے جو اس بارے میں ہر کس
 پہنچے ہے اور یہاں تمام ائمہ نے اسے قبول کیا ہے۔ یہ اہل جمعیت کے لیے اس میں حریف "بذل الوحی" یعنی انکشاف
 صحیح وحی کی خبر دی گئی ہے۔ یہ مقام وحی کا آغاز ہے اور میں صحابہ و ائمہ میں سے روایت "اقرار" منقول ہے سب نے
 اتفاقاً و عموماً ہی کی بنا پر "اقرار" کو اولین چیز قرار دیا ہے۔

۲۔ دوسری روایات سورہ "ہود" کے متعلق ہیں، یعنی متاخرین نے انھیں ایک دوسرا
 مذہب قرار دیا ہے لیکن فی الحقیقت ان میں اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں کوئی اختلاف
 نہیں۔ جو اہل حق پر سرتے حضرت ماجد سے جوہا کہ سب سے پہلے گمان سی چیز انہی و انھوں نے جواب دیا کہ "ہذا"
 کیلئے مسائل میں چکا مشاہدہ طلب "اقرار" ہے۔ اس لیے اس نے پوچھا کہ "اقرار" یا "ہذا" حضرت ماجد نے کہا
 کریں وہی کتابوں جو حضرت صلح سے میں نے سنا ہے۔ پھر حضرت صلح کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت
 جبریلؑ کو فضا میں دیکھا، وہ تحریر میں کو تحریر سے کہتا تھا: "اقرار"۔ اس پر یہ روایت انہی یا ابیہا الصدوق

یہ بھی بالکل صحیح ہے لیکن اس میں صحت و اعتبار کا اندازہ درو گیا ہے کہ حضرت جبریلؑ کے عین مشاہدے میں ”اقراء“ کا حکم ہوا اور اس کے بعد دوسرے مشاہدے میں ”یا ایہا المدثر“ اتری چنانچہ اسی روایت میں کہ حضرت مسلم فرماتے ہیں ”سبب میں نے ارپٹھا اٹھا کر لیا دیکھتا ہوں کہ وہی موجود ہے“ یعنی جبریلؑ موجود ہیں وہ کا اقتدار و توحید کو اس کے یہ مشاہدہ پر نہیں، اگر پہلا ہر تا تو اس اشارے سے کام نہ دیتے۔

اصل یہ ہے کہ سزا و انعام کے سامنے دیکھنے کے بعد دونوں روایتیں جمع ہر جاتی ہیں۔ سبب سے پہلے سبب فرشتہ اہل کا حضورؐ پر ان کو اس نے کہا ”اقراء“ اسی کے بعد آپؐ نے غار حرا کا احکامات جاری رکھا، کچھ عرصے کے بعد پھر آپؐ نے دیکھا کہ اب تک نقائص موجود ہے یہ دیکھ کر آپؐ پر اضطراب ہوا (دھر پھرتے) اور آپؐ نے کہا ”اقرونی“ اس کے بعد یا ایہا المدثر“ نازل ہوئی۔

ہم نے جو روایت نقل کی ہے وہ صحیح مسلم کے ”باب یا اوحی“ میں ہے لیکن اسی روایت کو امام بخاری نے ”کیف کان یا اوحی“ میں صریحاً ناشر کیا ہے کہ روایت کے بعد وہی کیا ہے اور اسی مقدم و تاخیر انداز سے واضح کر دیا ہے کہ پہلا واقعہ ”اقراء“ کا اور دوسرا ”ادثر“ کا ہے۔ اس قرآن تمام اختلافات کو دور ہو گیا۔ امام بخاری کی یہی وقت نظر مفسرین اشتباہ و قوت غلط استدلال، عمومی ترتیب اور بعض تفصیلات پر سبب و ترجمہ ہے جو انھیں تمام غرض و نتیجہ میں اس قدر متاثر کر دیتا ہے کہ جس قدر کہ دشمن کے تباہی سے اس کی نمایاں کلمات اور برتری مانتی ہیں۔

قول جابرؓ کی تشریح | اہل بیت کہ حضرت جابرؓ نے کہا کہ سب سے پہلے ”ادثر“ اتری، تو شاہین مفسرین نے اس پر شد و پلوں سے نظر ڈال رہے اور ملاحظہ فرمائی نے تطبیق کی پانچ صورتیں نقل کی ہیں۔ ماہذہ ابن جریرؓ نے جو روایتیں جمع کیں ہیں کہ حضرت جابرؓ کا قصود نہایت یہ تھا کہ ”اقراء“ کا نازل تو بعض انعامات وحی کا تھا اسی سبب کہ جابرؓ نے نازل نہیں ہوئی۔ برعکس ”ادثر“ کے یہ حضرت مسلم کے اضطراب کی وجہ سے نازل ہوئی۔ اس سبب کہ یہ پہلی چیز ہے۔ یہ صریح تطبیق ہر دو بیان کے ساتھ ایک طرح کا نایب ہے کہ جو کہ جابرؓ سے نزدیک ہے، ”اقراء“ کا نزول بعض قطع و دیہ و قسم شخص معلوم ہے۔ تاہم بہترین جواب دہی ہے جسے نہ غلط بیانی سے بھی ان بات سے کہ حضرت علیؑ و علیہ السلام نے آنا دہی کے واقعات بیان فرماتے ہوئے اس کے لئے کہ یہ ان کی ہر انشراح وحی کے بعد وحی کا دوسرا نازل ہے، حضرت جابرؓ نے خیال کیا کہ اسی سے مسئلہ و شرواح ہوا، برکاء پس۔ ان کا جہاں ہے یہ کہ ہر روایت۔ ان کی روایت کہ حضرت جابرؓ نے روایت کی روایت سے خود کہہ کر صحیح ترتیب پیدا کر لیتے ہیں۔ (الاعتان ۳۲۱ء)

مفسر ائمہ کا معاملہ | اس کے بعد دو رائےیں سامنے آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ائمہ تاجیہ شذہ حسن اور دیگر کا یہ بیان تھا کہ سب سے پہلے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اتری تو یہ بھی بالکل درست ہے اور تفسیر نمیکہ اصل قصہ کی موید۔ سبب سے یہی صریح جہاں نازل ہوئی اور سبب سے پس تعلیم

جو دنیاوی غیباتوں کو ہی وہ سورۃ فاتحہ ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سورۃ فاتحہ پانچ پہلی آیت ہے۔ پس
 حق تعالیٰ یہی کلامِ قرآن ہے وہ دراصل یہ کہ ہے چنانچہ سورۃ فاتحہ آخری کلمہ کہ اس کی اور بھی آیت ہو
 ہے اسے کوئی علیحدہ ذریعہ قرار دینا صحیح نہیں۔

اس کے بعد چنانچہ قرآن ہے اور وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے سورۃ فاتحہ پانچ پہلی آیت اور سورۃ بقرہ پانچ
 پہلی سورۃ کے بعد اس قرآن میں اور آیتہ کی ہیں روایات میں کوئی اختلاف آگے نہیں رہتا۔ بلاشبہ یہ حق ہے
 اور انکشاف وحی و کلامِ انوار و تعلیم کے بعد سب سے پہلی سورۃ جو نازل ہوئی ہے اور جس کے سوا کوئی سورۃ پس
 نہیں ہو سکتی وہ "فاتحہ" اکتاب ہے۔ یہی ذریعہ حضرت علی علیہ السلام کا بھی تھا۔

ان کا مقام :

"مقدمہ تفسیر" کا دوسرا حصہ پانچوں کے تقویت سے کسی طرح مفہوم دیا تھا وہ یہاں پر ختم ہو گیا۔ کچھ
 اور اہم میں نہ دیا جائے کیا ممکن ہو سکی۔ لیکن سورۃ فاتحہ کے نزول اور آغاز نبوت کے احوال و
 کائنات کے متعلق جو کچھ مولا تھے وہاں یہ ہے اس کی کوئی مثال دوسری ہو کر شاید ہی مل سکے۔

ضمیمہ باب

وہاں نے ترجمانِ معجزان کی جلدوں پر نظر ثانی فرماتے ہوئے ایک مقام پر ملاحظے میں ہو کر
حیران و مبہوت رہا تھا اس کا تعلق بھی اسی موضوع سے ہے۔ یہ ملاحظہ بھی ناظر فرمایا بھی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابتدائے وحی کے زمانے میں جو مختلف حالات و واردات پیش آتی تھیں وہ سب آپؐ پر عارضی ہوتی تھیں۔
ان کے ایک حالت یہ تھی کہ جب وہی الہی شریعت پر کوئی کچھ فرماتے کہ یہ دیکھ لینی تو آپؐ کا حزن و اضطراب عموماً درجے تک
پہنچ گیا اور کئی بار ایسا ہو کر شدتِ اضطراب میں آپؐ نے چاؤ کر سانس سے اپنے آپ کو گرا لیا۔

یہ لوگ مقامِ نبوت کے ان ولولہ و عذابات کی حقیقت پر نظر نہیں دیکھتے ہیں کہ یہ کسی کی تصویر ہم کر چکے ہیں وہ اس بات
میں اسی قسم کے بیانات دیکھ کر گھبراہٹ میں آدھکتے ہیں کہ ایک نبی کی شان سے اس قدر کمزوری کا تصور عموماً
اور اس سے ہرگز نہ کہنا تو محال ہے اور حق کو حقائق قرار دینے کے ان کی تضعیف کر دی جاسکتی ہے۔
تقدیر کو گشتِ دورہ دور سرسب یاد دہا

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کمزوری نہیں بلکہ قوتِ غیرِ عادی کے ایسے شہادت ہیں اور انہوں نے وحی سے قبل میں غیر
عادیانہ باتیں فرمیں گے اور معجزات و معادق کے ایسے نشانیں اور معجزاتوں کی بڑی ہی تعداد دکھائی ہے۔ یہ
کوئی عادیانہ اور انسانی اضطراب نہیں، جو ایک نبی کی شان سے بعید ہرگز نہ ہو گا وہ محسوس اور محسوس ہے
جو اگر ہر تو ایک نبی کے نبی ہونے کے لیے کوئی دلیل دیتی ہے۔ یہی گریہ حقیقت ہے نہ وہ تھیں کی ممکن ہے لیکن ایسا ہے
کہ جو حشرِ بکرہ اللہ اللہ سے کہہ دی گئی ہے وہ ہم مقصود کے لیے کافی ہو گی۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ بخاری کی یہ روایت اسی درجہ بہ شہرت و توفیق تک پہنچ چکی ہے اور اس قدر شہرت
کیے بعد یہ گزرتے تمام حقائق استماعی اس کی تعلیم و تشریح کی ہے کہ امام بخاری کے وجود سے انکار کرنا آسان ہے۔ مگر
اس روایت سے انکار کرنا محال نہیں۔ بخاری روایت کا موقوف ہونا تو اسے بھی تمسیر نہیں کرتے۔ یعنی اس میں رفع
موجود ہے اور حضرت عائشہؓ کے ذاتی زمانہ کے اندراج کی کوئی عداوت نہیں۔ انحضرت عائشہؓ باوجود اس قربِ اتصال
کے کہ آپؐ کو حاصل تھا۔ آنحضرتؐ جیسے امثال کے کو محسوس نہیں دیکھ سکیں تو ان شہادت کا دنیا میں ناقص ہو چکا۔

لغت یہ کہ یہ شہادتیں یا نہیں۔ پھر پہلے بھی آپؐ کو محسوس ہے اور انسان کے اکثر شہادت و احوال لکھے نہیں جوتے۔
مانگنا میں جو شہادتیں نے اس روایت کی شہادت میں محدث اس میں نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محدثین پر بعض
فہم کرنے والے اعتراض کرتے ہیں کہ تصنیف بیحیوہ لیسوا۔ اس پر جواب فی منہوتہ صحتی یہودیہ الی ورنہ

دعوت اسلام

مولانا کی تحریرات ہیں اور یہ حق کا لڑائی میں رہ کر جو رد و تقابض اٹھا کر کتاب میں شائع کر رہا تھا۔
 اگرچہ میں نے جیات مسند کی گراہشیں اور بعض پرواں کا مروت حق کے سوا کچھ نہ دیا، لیکن
 اسی سے احوال کا عصبہ پر ہونا کہ پشت و نیرت کی ناپائیدارست ہی نظروں کے گردی جاتی، حالانکہ
 باری بہت ہیہ کی روح و روان مروت حق کے سوا اور کیا ممکن تھی؟ پھر بھی یہ حق کی آواز
 ان ذوق کا معاملہ فرمائی تھے۔ ان کے لیے وہی قسم کے فتنوں و خصائص پر ایک نظروں لینے کا
 موقع ضرور برپا ہونا چاہیے۔ شاید اس سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بہت ہی پروردگار
 برپا ہیں۔ مروت کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ نام پرانیوں کی گراہش سے لوگ پاک پر جائیں، مگر ان کا
 تعلق عقائد سے جو بارہ و مرد و طرحوں سے، ایمان و اخلاق سے اور ان کی جگہ امتیازوں کے لیے
 بن جائیں یعنی ان کے عقیدے۔ ان کے موروثی تھے، نیر و مسادات کے اصول اور، چھ و ایمان، لیکن اس
 مسئلے میں بعض اہم نکات کا پیش کر دینا ضروری تھا، جن سے ان عقائد سے ہم کے بنائی و تقاضہ کا
 کچھ نہ کہ نہ ہو سکے۔ میں نے کئی بڑا صفحات سے خود ہی کمر لے لیا کہ اس کے بطور خود ترتیب دے سکے
 ہیں۔ امید ہے کہ یہ اصل مقصد کو گم نہ کرے کہ ایک حد تک ضرور پورا کر سکے گئے۔

اتنا دیر حق کر دیا کہ ان محکموں میں جہاں جہاں مجھے ترتیب و تعریف مطالب کے یہ خداوند
 برپا ہے ضروری منہ نہ ہو، ان میں تو سب سے پہلے درج کیا مگر مولانا کی نکتہ سے ایک اور میں نے بعض مفصل
 تحریریں ہیں، ان سے کچھ خدمت کر دے اور بعض محکموں کو اشتراک مطالب کی بنا پر کیا کر، یا لیکن اس
 تحریر میں ضرور مولانا ہی کی۔ یہی، عوام سے دینے مشکل، لیکن مناسب معلوم نہ ہوا کہ ایک ایک فقرے
 یا جملے میں جو تھے محکموں کے حوالوں سے حاجی کو گراہ کر دے بعض حقیقی اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ مگر
 قرآن حکیم اور سیرت حبیب کو گراہنے میں حرج سمجھا، اس سے اختلاف ذیل و سیر ہو گا۔ و مروت کے میں
 محکموں کے کتاب میں اور مقامات پر بھی منتقل ہیں شذ حضرت و فقرہ میں ابی غائب کی تقریر غرضی کے
 و بار میں، مزین ضرور میں جہاں کا پلا خطبہ، خطبہ ترک یا نسخہ کہ رخ کے خطبات و فقرہ ان کا فاراد میں
 مناسب معلوم نہ ہو اور ضروری یا میں ان خطبوں میں آئیں، ان میں حتیٰ اور مکان پر ان میں نہیں دیا گیا۔
 (مواضع)

دعوتِ اسلام

— (۱) —

عالمگیرِ دعوتِ اسلام واصلِ اندھید و مسلم کی دعوت کی غماص قوم اور ملک کے لیے نہیں، تمام نوعِ انسانی کے لیے ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت ۱۵۷ آجرامیہ آیات میں سے ہے: جس نے دعوتِ اسلام کو پوری حقیقت و جامع کر دی،

۱۔ یہ دعوت کیسے ہی طور پر تمام نوعِ انسانی کے لیے ہے۔

۲۔ یہ ایک خدا کے آگے سب کے سروں کو جھکا کر اور گناہ چاہتی ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۳۔ یہ مانی بانہ و کھنڈ اس کا شعار ہے، یعنی مذاہب اور اس کے تمام مکات دھمی پر ایمان۔

قرآن، نمائندہ گھجے تم سب کی عرفت بھیجا ہے۔ بعد خدا کا سامان و زمین کی بادشاہت اسی کے لیے ہے۔ بہت ہی عیب تمام کائنات پر بھی ایک ہی خدا کی فرمانروائی ہے تو غمزدہ ہی ہو اگر اس کا پناہ پڑیت بھی ایک ہی ہو اور سب کے لیے جو۔

پیامِ زندگی | پیغمبرِ اسلام و مسلم کی دعوت اسی لیے ہے کہ نصیب نہ کر دے یعنی وہ انسانیتِ انسانی کے انتہائی تعلیم کی دعوت ہے۔ خود کو اس دعوت کے وقت کی تمام برہہ جماعتوں کو کس طرح ترقی دے گا۔ سورہ اعراف کی آیت ۱۵۷ ہے،

قل یا ایہا الناس انی رسولی اللہ ایکم حبیبکم اللہ فی
لہ صلتہ السموات والارض لا الہ الا هو یحیی و
یمیت لما تسموا باطلہ و دمر اللہ الصغی الا الی اللہ فی
یومئذ یا لعلہ و کلکم و انتم فی ملککم تہتہ و ان۔
۱۔ اس پیغمبر کے ذرا و نسل و معالی میں ترسب کی طرف خدا کا جہاد
آیا میں اور خدا کے سامنے کی کہ وہیں گناہ پناہ ثابت ہو سکتی ہے کہ
میرے نہیں گناہ کی پناہات وہی پناہ ہے، وہی پناہ ہے جس
تصور ایمان و خدا اس کے رسول ہی انی پر کو خدا اس کے مکات
ذہنی، اس کی ذات پر ایمان پناہات ہو سکتی ہے، اس کی پناہ کی پناہ
کامیابی کی دعوہ پکھن ہو سکتی۔

مکے اشارہ ہے سورۃ غافر کی آیت ۱۳۰ کی لاف میں

یا ایہا الظلم انما استجبوا اللہ و رسولی اذ اذ احکم
حقاً فیحکم۔
مسئلہ انزالہ اس کے، رسول کی پیکر کو جو وہ جب وہ پکارا ہے
تاکہ تم اس کی دعوت کی حالت سے غافل نہ رہو، نہ کہ وہ

اچھا کرنا نہ کی کے یہ دونوں میں متحرک کر دیتا تھا۔ اس سے بڑھ کر مردوں کو جھٹانایا ہوگا تو غیب کے ساتھ باقی نہیں رہوگا۔
 ہزار سال، مائشہ، خالدہ، بی بی امی و قاص، و این اسامی و بی بی افراتیم، جیسے اکابر پیدا ہو گئے اور پراساں برس کے
 نزدیک کے دوستی، گھناؤمی کی سب سے بڑی وجہ یہ کہ ہے۔

خدا کے سامنے توبہ و توبہ۔ وہ ملک العبد ہے۔ ہی و توبہ ہے۔ اس کی کھوت سے کوئی گرتا نہیں
 توجہ | اس کے علم سے کوئی شے غفلت اور ذہل نہیں۔ وہ شعلت سے منزہ اور نہیانی ہے پاک ہے۔ جس ہستی کی
 یہی مقصد برہنہ اس کے سامنے کسی کی سعی و سہارش کی کیا گناہیں تہہ اور اس کے احکام و قوانین کے غلطیوں
 کوں ہے جو عقل دینے کی جرات کر سکتا ہے؟

بعض ضروری ہوتے | (قرآن مجید میں توحید فی اللہ کے ساتھ توحید فی الخلق کی کمال پر پہنچا دی گئی۔ انسان
 کے لیے اپنی عقاید و اعمال کا جو تصور تسلیم کیا؟ اس کی بنیاد تمام توحید و وحدت پر رکھی۔
 سوا مائشہ، وایت، وایت کی صفات کے بعد مائشہ وایت وایت اس دیکھا ملک ہے جس دن کاموں کا
 بدو لوگوں کے حصے میں آئے گا کہ وحدت و وحدت کا ذکر کیا اور تمام صفات جو مل کر وحدت ہی کے تابع رہیں۔

۱. غفلت کائنات میں وایت و وحدت کے ساتھ جہالت بھی ہیں۔ انسان نے جہالت کو قدر و منصب پر
 تھوڑی کر لیا۔ اس طرح خدا کی صفات میں خوف و وحشت کا تصور پیدا ہو گیا، مگر اگر کسی مظلوم کو قدر و منصب دیا گیا تو کیا
 وہ میں منتہا سے رست ہیں۔ توحید کی توحید و توحید کے لیے توحید نہ ہوئی تو میزان عدل کا وزن نہ رہی اور نظام ہستی و کونین
 ہو جاتا۔

۲. صفات انہی پر قدر و منصب کے لیے کوئی جگہ نہیں، البتہ وحدت ضرور ہے اور صفات تہہ ہی میں قدر بیان
 کی گئی ہیں واصل اسی وحدت ہی کے خلف ہیں۔

(توحید فی الخلق میں وحدت توحید ہی پر دو توحید دیا، مگر توحید کی تمام راہیں بھی بند کر دیں)
 ۳. وحدت اور نیاز کی سستی وحدت کی خات ہے۔ اگر تم نے مایانہ مجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے
 سامنے سر جھکا یا تو توحید انہی کا منشاء باقی نہ رہا۔

۴. ب: وحدت و حاجت کی ذات انسان کی پکار سستی اور مائشہ کی توحید ہے۔ اگر تم نے وحدت و حاجت اور مائشہ کی توحید میں
 کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کر لیا تو گویا تم نے اسے خدا کی خدائی میں شریک کر دیا۔

۵. اسی طرح مظلوم، اکبر یا یسویں اور ساتویں اور بیسے نیازوں کا جو اعتقاد تھا کہ اسے اللہ خدا کی ہستی کا تصور
 پر واکرنا ہے وہ صرف خدا ہی کے لیے مخصوص رہنا چاہیے۔ اگر تم نے ویسا ہی اعتقاد کسی دوسری ہستی کے لیے پیدا کر لیا
 تو توحید کا اعتقاد و وحدت پر ہم ہر گز

۱۰: یعنی اگر ہے کہ سچا واقعہ ہے؟ ایسا نصیحت دیا کہ انسانیں انہیں اپنی عبادت کے ساتھ استقامت رکھ کر
 بھی کیا گیا، پھر وہ نہی بڑھتی کہ حتم کیا جو مفید ہے یعنی "موت تیری ہی عبادت کر کے ہیں اور موت تجھی سے
 مدد طلب کرتے ہیں۔"

(۱۱: اسب سے زیادہ اچھ سٹو شخص نبوت کی عبادت کا تھا۔ پیغمبر اسلام کی بغیریت اور بندگی پر زور دیا اور اپنی
 تعلیم کا بنیادی کریہ قرار دیا، اللہ ان لا اله الا اللہ، واشھد ان محمد، حبیبنا و رسولنا، یعنی میں خدا قرار کرتا ہوں
 کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں خدا قرار کرتا ہوں کہ محمد ز معلوم، خدا کے بند سے اور اس کے رسول ہیں۔ اس میں
 جس طرح خدا کی تحقیر کا اقرار کیا گیا اسی طرح پیغمبر اسلام کی بندگی اور رسالت کا بھی اقرار ہے اور بندگی کا
 قرار رسالت کے قرار پر منحصر ہے)

نبوت کی روشنی میں دلیل

نہی و شاء، اللہ ما تولىٰ علیکم دلا اور کہم
 بہ فقد ثبت فیکم عسراً قبلہ، اعتلا
 فنعقون ۹
 (آیت ۱۶۰)

تم کہو، اگر وہ چاہتا ہے تو اسے تمہیں سنا ہی نہیں ہے
 تمہیں اس سے خبر دے دی کہ، اگر وہ اس کا چاہتا ہے تو اسے
 تمہیں اس کا حکم اتار دے گا، تمہیں اس کا حکم کی جائے گا
 اور یہ بتائے، پھر وہ کہو، یہ واقعہ کہ میں اس معاملہ سے
 پہلے تم لوگوں کے اندر ایک پوری طرح کر چکا ہوں، کیا تم
 مجھے اب جتنے شے؟

حداقت نبوت کی سب سے زیادہ واضح کارروائی دلیل جان کی ہے کہ میں تمہیں کوئی نیا آدمی نہیں، میں کے
 فضائل و ملامت کی تمہیں خبر نہ ہو تمہیں میں سے ہیں اور اعلان وہی سے چلتے ایک عزم میں ہیں کہ چاہے ہوں میں جانیں
 سان کی حد تک کہ انسانی کی کھنگلی کی خاص دست ہے۔ اس تمام مدت میں میری زندگی تمہاری آنکھوں کے سامنے
 بندو اس تمام مدت میں کوئی ایک بھی بات تمہیں نے چائی اور امانت کے خلاف دیکھی؟ پھر اگر اس تمام مدت میں تمہیں
 نہ ہو سکا کہ کسی انسانی سامنے میں ہجرت، بولوں تو کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ اندر پرستان داندھنے کے یہ پیشہ
 برپا ہوں اور جھوٹے حوث گھنٹے گھنوں، پھر پاس کا کلام اتار دے کہ ہے؟ کیا اتنی ہی حوثی بات میں تم نہیں پا سکتے؟
 تمام غلامی و غلامیات متفق ہیں کہ انسان کی عمریں ابتدائی پانچ سو سال کا زمانہ اس کے انطلاق و
 فضائل کے اظہار کے اور پچھلے کا اصل زمانہ ہوتا ہے جو سنا چکا اس عرصے میں میں گیا، وہ اخیر زندگی میں بدل نہیں سکتا۔
 پھر فرمایا:

لے کر وہاں سے تیار کر کے حوث میں تھا۔

لَسْتَ بِمُحَمَّدٍ وَنَحْنُ بَعْدُ لِي عَقْلٍ فَلَا تَكُنْ لَهَا أَذًى كَمَا بَدَأَ
بِأَيَّتِهِ إِنَّهُ لَا يُغَيِّرُ الْمُتَغَيِّرِينَ (پیش رو)

تو اس سے بڑھ کر عالم کر ہی سکا ہے جو اپنے ہی سے
جڑے ہو کر اپنے آپ کو کر کے اور اس آدمی سے جو اللہ کی ہے
آیتیں جو نہ بنیں؛ یقیناً جو کر کے عالم کی کوئی حاصل
نہیں کر سکتے۔

وہ باتوں سے تم انکار نہیں کر سکتے جو شخص اللہ پر اصرار کرے اس سے بڑھ کر کوئی شریعہ نہیں جو عبادت کو جھٹلے
ہم سب سے زیادہ شریعہ۔ اگر میں مغربی علی اللہ ہوں تو مجھے ناکام و نادم ہونا پڑے گا۔ اگر تم پہانی کے مذہب ہو تو
تو میں اس کا قیام نہ جھٹلے پڑے گا۔ فیصلہ اللہ کے ہاتھ ہے اور اس کا قانون ہے کہ مجرموں کو مار دیا نہیں دیتا۔
چنانچہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ جو کتاب تھی ان کا نام و نشان میں باقی نہ رہا۔ جو عبادت تھا اس کا لائق
کچھ کتب قائم ہے اور قائم رہے گا۔

پیغمبر اسلام کی صداقت | پیغمبر اسلام کی صداقت کی اس سے بڑھ کر دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے سنت سے
سنت مساند بھی اس عجیب و غریب کشش و تاثیر سے انکار نہیں کر سکتے تھے جو آپ کا
شخصیت اور آپ کی تعلیم میں پائی جاتی تھی۔ چاکر احزان حقیقت کے پیچھے تیار نہ تھے اس لیے مجبور ہو جاتے تھے کہ
اسے بارہ سے تیسر کر لیا۔

”اَلَا نَبِيًّا“ کہ گویا یہ اللہ ہی فرمایا وہ پیغمبر اسلام کے پاس جانے سے لگوں کو روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم
اس کے پاس گئے اور یہاں وہیں پہنچے۔ یہ باری طرح ایک آدمی ہے، پس جو کچھ اس کا اثر و نفوذ ہے، وہ جاوہر ہی کی
رہ متہ بہت۔

سچائی کی سب سے بڑی نشاندہ یہ ہے کہ اسے سچائی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا اگر اور کچھ کہنا چاہے گئے تو
گناہی اور گناہ، بات جتنے نہیں جتنے ایسی وقت جب سر جھکاؤ گئے کہ ان پر سچائی ہے، لیکن شخص یہ ہے کہ

لَا تَدْرِي مَا يَكُونُ لَكُمْ يَوْمَ الْفَتْحِ أَتُكْفَرُونَ أَمْ أَتُحَدِّثُونَ الَّذِينَ خَلَقُوا هَٰذَا دَرَجَاتٌ لِّئَلَّا يُخْلِكَ اللَّهُكُمْ أَفَمَا لَا تَتَذَكَّرُونَ أَفَمَا لَا تُبْصِرُونَ
اور میں کہ ایک عمل کا نعرہ اور ذکر، جہاں کہنے والوں نے
چنگے مرا شیواں کہیں۔ آدمی اس کے سوا کیا ہے کہ
باری ہی طرح کا ایک آدمی ہے؛ پھر کیا تم جان بڑھ کر
میں بگڑ آتے ہو جہاں جاؤ گے سوا اور کچھ نہیں؟

فلسفہ انسانی کی گواہی و سرگرمی پر حقیقت کا اعتراف پیشہ گروں نے کرنا ہے۔ وہ جبر کے کہیں سجدہ نہیں رکھے گی۔ وہ اسٹائن
 دیکھ کر سچائی، نواستہ جبر و نہیں رکھتی، اگر وہی وقت جب استیلا پر مجبور ہو جاتا ہے گی۔

دیباچہ و مسدود منہ سب کام جن کی بنیادی شریعت کی ترغیبیں نہ کالین حال ہو۔ وہ سچائی کو کہہ رہے تھے، مگر اسے
 سچائی سمجھنا آئی نہیں کرتے تھے۔ کبھی کہتے یہ جمنان ہو گیا ہے، خوب دنیا کی کوئی دہشت سمجھتا ہے، پھر تاثیر و نفوذ دیکھتے تو
 کہتے باور ہے۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش دارالحدود میں جسے جبر تھے، درجہ سہمی یا تھیا آپس میں کہیں۔

وہ یہ ہشام:

اس میں غلبہ کا اصول کہ ہیں، استیلا کے ساتھ میں کسی قریب کا جبر و دستگیرہ جاز نہیں۔
 دیکھ کر اس میں جبر نہیں | دیکھ کر اس میں جبر نہیں کی، اسے اور اعتقاد و محنت و مفکرت سے پیدا ہوتا ہے،
 نہ کہ جبر و استیلا ہے۔

قریش کو کائنات کا تھکا دینے کا غم و تشویش سے دین و اعتقاد کا فیصلہ کرنا چاہتے تھے، قرآن نے اس کے غلات و جنگ
 کا ٹھکانہ نہیں بنایا، اس کے غلات اس کے جنگ کا ٹھکانہ بناؤ۔ اس بات کا شکر کہ ہو سکتا ہے۔
 دھوکے کی راہ عقیدے، ہدایت کی راہ ہے، بدل و تصویر کی راہ نہیں۔ دینی حق کا طریقہ نہیں، جو ہر نامہ اب
 و بعد اس کے اجماع میں پیدا ہوئے یا کسی خاص، میل پر، ذکر اس کا ملاحظہ نہ کر سکتے، بلکہ چاہتا ہے کہ کسی
 طرح اس کے دل میں سچائی آتا رہے۔

خدا پر، خدا کے فرشتوں پر، خدا کی کتابوں پر، خدا کے تمام رسولوں پر اور کفریت
 خدا پرستی اور نیک عمل | کے دن پر ایمان رکھنا سچا، نہ کامل ایمان ہے، خدا کی جہتی، اس کی وحدانیت
 اس کی صفات اور آخرت دین کے بنیادی مقانی ہیں۔

خدا کے ساتھ کسی کو فریب نہ تھا، اس باب کے ساتھ نیک سو کر رہا، اور کو مفلسی کے دور سے قتل نہ کر،
 ہم تمہیں مدد دی جیتے ہیں، انہیں بھی وہی گئے، یہ جہان کی باتوں کے قریب بھی نہ جانا، کچھ طور پر ہوں یا بھیجا ہوں
 کسی جان کو قتل نہ کر جو جسے تمام عقیدہ ایسا ہے، تمہیں کے ال کی خوف نہ ہو، جب کہیں کوئی بات کہو، انصاف
 کی کہو، اگرچہ معاذ اپنے قراہت، وہی کا کہیں نہ ہو، اللہ کے ساتھ جو عہد دیمان کیا ہے، اسے پورا کر رہا۔

خدا پرستی اور نیک عمل کی یہی راہ میری (خدا کی)، شکرانی ہوئی میری راہ ہے، اسی پر چلو اور واپس نہ چلو
 خدا کی راہ سے ہٹنا کہ تمہیں خبر نہ ہو گی۔

جو کوئی اللہ کے حضور نہ کی، نہ کچھ تو اس کے لیے اسی عمل کیا۔ سے وہی سخن لیا، وہ خوب ہوگا اور جہان کی برائی تھیں گا

لہذا حق کے پیرو تاج بن گئے۔

۵۔ اہل حق کی باقی کا عدد دو کر کے ہیں اور اپنی عبودیت میں پسند اور کمال ہیں۔

ج۔ اہل حق جو رشتے جو درویشی، اہل حق کو ملاقاتی سے توڑنے نہیں چاہتے۔ نئے کا پاس کرتے اور ہر ملحقہ کا حق ادا کرتے ہیں۔ اس میں میں تمام حقوق العباد آگے میں عزت اور ان میں حقوق اللہ اٹھ گئے۔

جو۔ آخرت کی فکر سے بے پروا نہیں ہوتے۔ جو کچھ کرتے ہیں اس میں خوفِ آخرت کی کتاب موجود ہوتی ہے۔ جنہیں دیکھتے ہیں جو کسی کے آگے پیش کرنا ہے اور صاحب کی طرف سے بڑا ملحق نہیں۔

۷۔ اللہ کی محبت میں ہر طرح کی باتوں سے اور مائیں ہر روایات کے ساتھ ہمیں جیتے ہیں۔ شدتوں اور مضامین سے متنبہ نہیں ہوتے۔ انہما مشغول کر پیش نہیں رکھتے۔

۸۔ نفاذ حق کی ساری شرفوں کے ساتھ تکرار کرتے ہیں۔

۹۔ جو کچھ کہتے ہیں اسے صرف اپنے ہی نفس پر غور نہیں کرتے۔ دوسروں پر بھی غور کرتے ہیں اور ہر حالت میں غور کرتے ہیں۔ نیکے طور پر بھی اور پرستیدہ طور پر بھی۔

۱۰۔ ہر کسی کے ہونے کی بات کا مشہور نہیں۔ کوئی ان کے ساتھ گفتگو یا بات کر کے اور بعد ازاں ہی سے پیش آتے ہیں۔

ایمان والوں کے پانچ وصف | مومنوں کے پانچ وصف خصوصیت سے بیان کیے گئے۔ عموماً قرآن کے نزدیک ایمان و عمل کے مرتبہ میں سب سے زیادہ نمایاں صفات ایمان کا ہیں۔

مومن نہ کہ میں یہ شخصیات نہ ہوں وہ مومن کی دعوت آتے ہیں جو سکتی۔

۱۔ نفاذ کی مخالفت اور دھوکے کا مشغول و مشغول سے نہ اکرنا۔ کسی باہمیت و جلال مقام پر کھڑے سے بڑا اور کھڑے۔

۲۔ دھوکے پر کسی حالت طاری ہو جائے گی؟ ایسی ہی حالت کو طاری میں "خبر" کہتے ہیں۔

۳۔ ہر اس بات سے متنبہ رہنا جو کسی پر صحت امنی باتوں کا اشتغال رکھتا ہو اور دنیا میں ناخوش ہوں۔

۴۔ کوئی میں سے اپنے ساتھ ملنے والوں کے بے غور کرنا۔

۵۔ زمانہ کسی کو نہ ہونا۔

۶۔ امانت دار ہونا اور اپنے وعدوں کو پورا کرنا۔

۷۔ راقی میں سب سے آگے نکل جانے والے وہ ہیں۔

۸۔ جو اپنے پروردگار کے حق سے ڈرتے ہیں اور اس کی نشانیں پر یقین رکھتے ہیں۔

ج۔ ہر پروردگار کے ساتھ کسی بھی کو غریب نہیں ٹھہرتے۔

جو جو اس کی دوا میں مبتلا کچھ دے سکتے ہیں، بلا تاخیر دے دیتے ہیں، ان کے دل ترسان دیتے ہیں کراپنے پروردگار کے حضور، نہیں لوٹا ہے۔

ان پاپ کے ساتھ ایسا مل کر دو، قربت دلوں کے حقوق سے غافل نہ رہو، قیاموں، طریق خیر و سعادت مسکینوں، مسافروں اور چار کیوں کی خوشحالی کرتے رہو، پڑوسی غلام خرافیت واد جبر و غلام جبری پر نال میں پچھے برتاؤ کا مستحق ہے، اس کی قربت و روٹی سعادت ساتھ اٹھنے بیٹھنے واسے جس نیز لوگوں کی نواہر جو تمہارے قبضے میں ہیں، اس سب کے بھی غلام و حقوق ہیں، غلام کی جے کو سب کے ساتھ بہت دور احسان سے پیش نہ کرو۔
نفل کرد، نواہت جو کچھ ملنا دیا ہے اس کے بندوں کی خدمت میں خرچ کر دو، جو شخص غلام و پادشاه کے ہے جس کا بڑا اتفاق فی سبیل اللہ، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے ہوتے کبھی روک چین نہ لگاؤ۔ البتہ جو کچھ خرچ کر دو اللہ کے ہنہ کردہ امور و امور کے پیسے نہ کرو۔

انجیل اللہ کی میں غلام و غلام کے لیے اصل اصول یہ ہے کہ جو نہیں بات کا تقیم و فلاح میں اصل اصول | مقدر رہا، اس کے جان کا احقرن کو دلو جو چیز جسے فنی چاہیے وہ اس کے حوصلے کر دو، وراثت کا حق ہو، قیام کا مالی ہو، قرضہ و قرض ہو، امانت رکھنے والے کی امانت ہو، وراثت رکھنے والے کے لیے حسب اور قرضہ ہو، جو جس کا حق ہو اور جو جس کا مال ہو، اسے مان چاہیے۔
مہر و گون کے درمیان فیصلہ کر دو و قرضہ عدل و انصاف پیش نظر ہو کسی حالت میں کسی صورت میں یہ ہزار نہیں کہ یہ وعدہ و نفاذ کے خلاف کیا جائے۔

مسلمانوں کے لیے اصل دین | مسلمانوں کے لیے اصل دین یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کریں، اللہ کے رسول مسلمانوں کے لیے اصل دین کی اطاعت کریں اور جو دین اس میں سے مناسب ملے، اختیار کریں ان کی اطاعت کریں اور جو چیز و امر بظہر و قیام کی طرف سے کوئی ایسی بات پیش نہ رہے جو اللہ و رسول کی اطاعت کے ساتھ جو باہرست نزاع اللہ و اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کیا جائے اور نہ فیصلہ دے، اس کے آگے سب سر تسلیم خم کریں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ قوا آئیں، انفسہ، جو چاہیے حق و راستی پر امن مضبوطی سے قائم رہنے قوا آئیں با انفسہ | اور جو چاہے دے، اگر کوئی بات بھی انھیں جگہ سے ہر ترک چاہیے کہ وہ اللہ سے جسے خواہی، پسند و اسے مان، دنیا کی کوئی چیز انھیں پسند نہ آئے، کہ نہ لگے، جس سے ملے میں سپاہی نوران کی بات کے خلاف جبر ان کے دل، اپ اور عرصہ و اثر کے خلاف جبر، جب بھی انھیں پسند ہی بات کہنی چاہیے اور صرف سپاہی ہی کے لیے دلی و زبان رکھتے ہیں۔

خدا سوز، اللہ میں صاف صاف نوبت چاہتا ہے کہ،

بنیادی دستور العمل | مسلمانوں کے لیے عزوری ہے کہ خدا کے شاکر کی بے توجہی نہ نہ کریں۔ وہ مردوں کے معاملے میں ان کا دستور العمل یہ ہونا چاہیے کہ ان کی کاموں میں سب کی مدد کریں۔ برائی کے کاموں میں کسی کی بھی مدد نہ کریں۔ کوئی ظلم کرے تو یہ برائی ہے اس سے بچیں۔ کوئی بے دیاریت کو جائے تو یہ بدیہی ہے اس کے سامنے نہیں ڈگنایا جلی اور پیرگاہ کی ہر بات میں تعاون، لگن اور عزم کی ہر بات میں تعاون ہر مسلمان کے لیے بنیادی مسئلہ کا رہے۔

یہی کی مکمل اور غصے کا تمام پناہ ہے کہ ہم اپنی میراث میں متواسر حق و صداقت کے بیکریں جائیں۔
(آخوند از ترجمان القرآن)

و تہیہ حاشیہ ص ۱۱۵

و ایسا دہر کہ کسی مرد کو دشمنی نہیں اس بات کے لیے
اجارہ سے کہ اس کے ساتھ نفاق نہ کرے۔ ہر حال میں
انسان کو کہ یہی تقری سے گمن بولتی بات ہے وراثت کی
تقراری کے تاقی سے وراثت کو کہ کرتے ہوں۔ ہی کی نہر
رکھنے و لایے۔

لَا يَجْعَلُ مَسْكَةً لِّشَاۡنِ قَوْمٍ عَمَّاۤ اِنَّ لَّآ فَعْلُوۡهُ
يَعْمُرُوۡا هُوَ اَقْرَبُ يَسْقٰى . وَاَقْرَبُ اَحَدٌ مِّنْ
اَلِهٍ يَّجْعَلُوۡنَهَا تَعْمُوۡنَ .

دعوت اسلام

— ۲ —

انسانی معادلات مثل انسانی کی مساعرت کا انداز اور نسل و خراف کے تمام امتیازات سے انحصار جو لوگوں نے بارگاہِ نبی سے باہر کی وجہ سے انسانی حقوق پر مال جوہر سے تھے۔ گناہ و ہرجا، غم و محرومی یا عورت، بڑا بھرا چھوٹا، دلچسپ ہر شے، انسان ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد ہر خلیفہ ارشاد فرمایا: اے میں قریش کو خطاب کرتے ہوئے یہ کیفیت روزِ دین کے عروج و نشمارا فرمادی تھی۔ تو یار!]

’اسے نہ سنتے قریش! خدا نے تمہاری جان و نہ حرکت اور آباؤ اجداد پر ازل سے کاغذ و قلم توڑ دیا اور یہ تو یہ ہے، سب لوگ آدم کے نواسہ ہیں اور آدم نبی سے نکلا گیا تھا۔ خدا فرماتا ہے: لوگو! مجھ سے تمہیں ایک مرد و عورت سے پیدا کیا ہے۔ گوت تھیں سب پہاڑ کے بیٹے بنا دیے ہیں۔ اور خدا کے پاس آخر و اسی کی زیادہ عزت، جس میں حق تو زیادہ مستند۔‘

سب کا نام انسان ایک ہی ماں باپ، آدم و حوا، کی اولاد ہیں تو انسان ہونے میں امتیازات کی کوئی ہی وجہ ہے، پھر خدا کے ان عزت کا جو مہیا فرمایا یعنی تقویٰ۔ وہ ایسا ہے کہ اس میں انسانوں کے درمیان سہ و رقابت ہو نہ لڑائی ہو نہ کدھنمائی تقویٰ بڑی، باقی ہر سیار یعنی دولت، علم، دانگ و غیرہ میں سہ و رقابت کے سوا اور کسی ذمہ کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔]

حرمین کی اصل عظمت حرمین کی اصل عظمت کا اعلان کسمائت و نباتات کی راہ میں خدا پرستی اور یکسانی کی زندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ اصل شے دل کی پاک و مرل کی پاک ہے۔ غریبیت کے ہی ہر ہی احکام و

دھرم بھی اسی جیسے ہیں کہ یہ تصور حاصل ہو۔
[حوالہ قرآن کے وقت دنیا کی ایک عالمگیر نہ ہوئی ہو ابھی یہ تھی کہ وہاں کھتے تھے۔ زمین سے متعدد دینی غریبیت کے

میں ہر زمین ہزاروں ہی۔ ۱۰۰ میں آیت کا ترجمہ دیا گیا ہے وہ سورتہ حجت کی ہے جس میں بہت سی آیات ہیں۔ ایسا انسان نہ حقیقت کہ جس کا کوئی انتی و جعل حکم متعویہ و تباہی شعور و خوار از ان کو حکم خدا ملے، ان کا حکم۔

تھوڑا دیر سوچیں اور انھیں سکے کر کے، ذکر کرنے پر تھکانہ و ملامت موقوف ہے۔ پس وہ ان تک، اپنی کا تعلق ہے انسان علیہ نقاسد کی برائی چاہیے نہ کہ وسوسہ کی۔

ابراہیمؑ کی راہ | دین کی جہاد حضرت ابن پیغمبرؐ نے امتیاز کی تھی، وہ کیا تھی؟ اس کے بعد ان کی دنیا میں طریقے تھے، چھٹی دینی، وہ کون سا طریقہ تھا؟ عمر و حضرت جبریلؑ سے لیتے ہوئے چھٹی دینی کی وصیت کی تھی وہ کونسا دین تھا؟ یقیناً وہ یہودیت اور مسیحیت کی گرد و بندی نہ تھی، اس وقت تک یہودیت اور مسیحیت کا قد و جود ہی نہ تھا، وہ عورت شاہ پر بیان لائے ہوئے اس کے تادم سودت کی فراخروائی کرنے کی فطری اور عاقلانہ چٹائی تھی، اس کی دسرت قرار دیا ہے۔

دین فنی کا، دشمنانہ کے نام سے قہر کیا گیا، ابھی کے سنی حالت کرتے کے ہیں یعنی ہر دنیا کی مسرت اور محروم ہڈیوں سے انھیں ہرگز عربانِ اہلسنت حق کی عوف انسانوں کو رحمت دی جاوے۔

عمل کی کمائی | قانون فنی ہے کہ ہر فرد کو ہی پیش آتا ہے، تم اس نے اپنے عمل سے کیا اسے، تو ایک کی نیکی دوسرے کو کہا سکتی ہے اور نہ ایک کی برائی کے پیشہ دوسرا جو یہ نہ ہو سکتا ہے۔

انسان کے پیشہ و دوست پسند کی چند بات ہی محنت ہے۔ اس کے پیچھے سے وہ عمل نہیں سکتا۔ وہ پیشہ فانی کے انسان ہیں مگر سب کا، بغیر خاندان پس سے مایا دانت اور پانوں کے انسانوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے دو فرقے کچھ تک اس نزاع سے خارج نہیں دوسرے کرتی جو جو پس پسے متین و بنو مادہ، ہیں نہ نہ گویا: انتخاب جو انتخاب بھی تھا یا نفع؟ فرقہ وارانہ کتا ہے، تکلف اسٹھ قد خلف لیا ماکسیت، دھکا دھکا، حکمت و امید اس کے پیچھے پڑے رہنے سے تمہیں کوئی نفع نہیں ہو سکتا، تم اپنی خبر لو، اس کے اعمال ان کے پیچھے تھے اور تمہیں کئے تمہارے پیچھے ہیں۔

دنیا پرستی کا غرور | دین حق دنیا کا نہیں، دنیا پرستی کے غرور، دوسر شادی کا غافل ہے، یہی دنیا پرستی کا غرور، انسان کو نہ پرستی اور دوست باقی سے پہلے پروا کر دیتا ہے، جب اسے طاقت اور دولت مل جاتی ہے تو غرض و نفس کی پرستش میں دوسرے کو گرتا ہے، ہر دنیا میں، نشان کا غرور دنیا دگر سکتا ہے۔ بزدل

۱۔ عکرم فرمائیے، ان الدین حلالہ الاسلام، ہر مشہد میں دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے، (دیکھو، ۱۱) وہی جعفر علیہ السلام، دینا فلن خلی منہ (دیکھو)، اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خدا شکر ہو گا تو وہ کبھی قبول نہیں کیا جائے گا، قرآن کریم، ۱۰۵، و نہایت محکمہ الاسلام دین (تمہارے پیچھے پسند کرنا کہ دین، اسلام ہر) (ماہ ۲۰۰)

عام تھے جو روزِ موت کی نشوونما کے لیے مروجی تھے۔ یہ تمام مراتب ظہور میں آگئے تو پھر دکانِ دعوتِ قرآنی کو سرگرم عمل ہو جانے کا حکم مل گیا۔

سرگرم عمل ہو جانے کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مشکلیں اور آزمائشیں پیش آئیں جس لیے صبر و استقامت اور باطنِ فردی کی بھی دعوت دی گئی۔

فرمایا:

صبر و عبات و صبر اور عبادت کی قوتوں سے دورِ عمر کی حقیقت یہ ہے کہ حکمت و معائب کو جھیلنے اور نفسانی خواہشوں

سے غلبہ دہانے کی قوت پیدا کی جائے۔ خدا کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر و فکر سے روح کو تقویت ملتی ہے۔ جس جماعت میں یہ دو قوتیں دھیرا دھیرا پیدا ہو جائیں گی، وہ کبھی کام نہیں چھو سکتی۔

ب۔ جو جماعت دعوت سے قوی ہے وہ کبھی زندگی کی کامرانیوں حاصل نہیں کر سکتی۔ ملاحی میں دعوتِ اسوت نہیں سزا سرنہ لگتی ہے۔

کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو بڑی جماعتوں پر غائبِ اہماتی ہیں اور کتنی ہی بڑی جماعتیں ہیں جو چھوٹی جماعتوں سے شکست کھاتی ہیں۔ فتح و شکست کا دارِ فزادگی قنوت و کثرت پر نہیں، اولوی کی قوت پر ہے۔ اللہ کی مدد انہیں لوگوں کا ساتھ دیتی ہے جو سارے اور ثابت قدم ہو سکے۔

مسلمانوں کا نصبِ العین مسلمانوں کا جماعتی نصبِ العین یہ نہیں قرار دیا گیا کہ وہ طاقتور قوم نہیں یا مسیحی

برائے امتیاز کے امین و مسلمانوں کے اوقات و عزت کے متعلق حکمِ پسِ صحت "خیر" اور "بشر" ہونے پر زور دیا گیا۔ دھندلے خیال و مبالغہ و تعصب و عداوت، جس کی تمام تر روحِ اطلاعاتی اور معنوی محاسن پر مبنی ہے۔ جس جماعت کا نصبِ العین یہ ہو گا کہ سب سے اچھی اور نیک، بڑا اور طاقتور، غرور و برتری کے نزاع و نزاع کے غلام ہے، وہ کبھی بڑھتی ہوئی ہو سکتی ہے۔ (اردو) جس سے کہ خیر و سعادت میں سب سے بڑا ہو کر ہونے کے جوشی جماعت کی معنوی قوت میں کوئی کمی چیز کی کی ہو سکتی ہے اور معنوی قوت سے بڑا ہو کر کوئی معنوی قوت ہے جو امن و صلح کی خاص برہنہ ہے۔

دعوتِ دعوت قرآن مجید نے زمین و آسمان، اصل تعلیم کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ تمام نئی سرمت ایک ہی ہیں

تقریباً کراستہ، وہی وہی ہے۔ اللہ کا دین ایک ہے تو تمام دنیا ایک ہی ہے۔ جو ان میں فرق کرنا ہے، وہی وہی ہے۔ اللہ کا دین اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس کے ٹکڑے کر کے جوہر توحائیں غفلت کی اعانت کی جائے۔ مسلمان و زمین میں جس قدر تفریق ہے، سب خواتین ان کی اعانت کر رہی ہے۔ پھر اگر انہیں اللہ کے توحائیں غفلت سے انکار ہے، لڑائی کے قانون کے سوا کائنات میں ہی اور کتنے مافوقِ قانون ہو سکتے ہیں؟

اعلان ہی نہیں دلیل بھی | یہ محض قرآن کے اور صاف کا احیاء اعلان ہی نہ تھا، بلکہ اس کی صداقت کی سب سے زیادہ موثر دلیل بھی تھا۔ اگر ایک شخص دعویٰ کرے کہ وہ طبیب ہے تو اس کے دوسرے کو جانچ کا سب سے زیادہ سہل اور قطعی طریقہ یہ ہو گا کہ دیکھا جائے اس کے علاج سے جانوروں کو شفا ملتی ہے یا نہیں؟ قرآن سننے بھی جانچا جاسکتا ہے کہ اس کے سامنے شفا کی ہے۔ اس نے کہا میں شفا دیتا ہوں۔ ثمرت میں مرثون اور مبتلیوں کی جماعت ہمیشہ کہہ ہی آج بھی اس کے دل، شفا میں دیا ہوئی تھی۔ آج بھی اس کی یہ دلیل اسی طسریج تانے سے جس عورت عمر زہدیٰ میں تھی۔ آج اس کے عربہ جائیداد کے معینان روج و دلی میں ستہ، بزرگوار، عرق، ملی، خانہ، سلطان، امام، آئمہ، صوفیاء، تندرست و درمیں پیدا کر دی تھیں تو کیا اس کے شفا میں شک کی جا سکتا ہے؟

صراط مستقیم اور دینِ حق | سورۃ بنی اسرائیل میں لرایا،

ان هذا القرآن یبہدٰی خلق ھو اقوم۔ ۱۶۳ | جو مشیر بہ قرآن اس قوم کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی راہ ہے۔

قرآن نے اپنے میں تعداد و صاف بیان کیے ہیں، ان میں جامع ترس و صفت یہی ہے کہ زندگی، درمیاں کے ہر گوشے میں اس کی رہنمائی سیدھی سے سیدھی راست کے لیے سہا کی طرح کی گئی۔ کسی طرح کا بیچ و رقم کسی طسریج کا الہاد، کسی طرح کی افراط و تفریط اس کی رہنمائی میں نہیں ہو سکتی۔ یہی حقیقت و درمیں ہر صراط مستقیمہ اور الدین الغیہ سے تعبیر کی گئی۔ (نور ان ترجمان القرآن)

دعوت اسلام

— (۲) —

دین حق کے تین بنیادی اصول

سورہ اعراف میں ہے:

قُلْ اَمْرٌ سَوِيٌّ بِالْقِسْطِ وَ اَقْبِلُوا وُجُوْهَكُمْ
 کَم کمر کر کے پرہ، نگاہ سے جو حکم رہا ہے وہ تو بہت
 ہند کل مسجد و اذعرو صغیرین ذل الذین
 میں، مثال کی مدد وغیرہ کر دو، اپنی تمام جگہوں میں خدا کی
 حق توحید سے دیکھو عربوں کی کسی کے لیے خاص کر کے
 اسے یاد دہاؤ۔

اگر کہتے ہیں دین حق کے تین بنیادی اصول واضح کر دیے، عقلی میں اعتدال، جہاد میں توجہ اور دنیا پر رستہ میں
 انصاف ہے، اُکرت، باب تہجد میں اصل اصول ہے، دین کو خدا کے لیے خاص کر کے یاد دہانی دین کی جتنی باتیں ہیں وہ حق
 خدا ہی کے لیے مخصوص کر دو۔

”خلق“ اور ”اعز“ دونوں اللہ ہی کی ذات سے ہیں مگر وہی کا نشانہ امتیازی کا پیرا کرنے والا ہے اور اسی کے
 حکم و قدرت سے اس کا نظام چل رہا ہے۔

دکھا دے کہ خیرات | دکھا دے کہ خیرات، کار سے جاتی ہے، خیراتیں ان کے لیے نہیں، ان کے لیے
 خیرات کرنا ہے اور خدا کی جگہ انہوں میں بڑی جاتی ہے وہ لفظ خدا پر چاہا، مہمان
 نہیں رکھا۔ ایسی خیرات سے روکا گیا ہے، اگر اس کا صہب نہیں کر مہمان چوری پیچھے خیرات نہ کر سکو، خیرات کو دین
 نہیں بڑھائی، کو وضع جہاد سے جو دل خیر سے، نبی پر جہاد سے لچھا ہے دکن میں عورت و چھپان، رکتہ رکتہ براہ غائبش کا
 ہاتھ ہی سکتا ہے۔ نیت پاک و اعلیٰ کی رہا کے سوا کچھ منظور نہ ہو دکن کے حاکم نے خیرات کو دینا نامناسب نہیں
 بلکہ حق تعالیٰ کو کھنچو خیرات، دوسروں کے لیے وسیع تر قیاس ہی جاتی ہے، مقصود غرضت ہے کہ خود غائبش سے
 نیت کا آئینہ کو خود نہ رہے پائے،

لکھی اور بے گھر خیرات کے نام سے تماموں کو نہ دو، سوچ کر غرضتیں کوئی ایسی چیز دے تو دینا پسند
 کر گئے،

محبت و ہمدردی کے تقاضے | بھائی کی راہ میں قربان کر کے کی استعداد نشو و نما نہیں پاسکتی تھی۔ اگر اس کا حکم دیتے تو اسے وہیں بتوں سے روک نہ دیا جاتا۔ اگر تنگ تنگ اس کی خدمتیں۔ پس اتفاقاً فی سبیل اللہ اللہ کی راہ میں قربان کرنا اس کے ساتھ ساتھ شوق کی بھی ممانعت کر دی گئی۔

دین حق انسانوں میں محبت و ہمدردی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے نبیؐ کے حکم و احکام ہر انسان کو دوسرے کی امتیاز اپنی امتیازات کے۔ سرورِ عالم کی لاجپت بالکل اس کی خدمتوں اور چاہتا ہے۔ دوسرے کی امتیازات سے خود انسانی عالم انسانوں اور انسان کو دوستی کر کے کا درجہ بنائے۔ اگر اس کو دوسرے کے دل میں ہم جنسوں کے لیے محبت و ہمدردی لاکر کر اس باقی ہی نہیں رہتا۔

مومن اور امید و یقین | قرآن سے ہر جگہ حقیقت واضح کی کہ ایمان، امید و یقین ہے۔ کفر، شک و ایمان کے مومن اور امید و یقین کے۔ یہ بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ ایمان نہ ہو۔ امید کا جو رخ روشن نہ ہو۔ ہر حال میں امید و فضل و سعادت رہے۔ یہی مقتضائے ایمان ہے۔ یہی مہرِ زندگی ہے۔ اسی سے تمام دنیاوی اور اخروی کامزائیوں کی دولت حاصل کر سکتی ہے۔

حس انسان سے امید و یقین کی جو شک و شبہ والی سیکن راہ اختیار کی، غلام و بانی کی زندگی کے لیے ہر خواہ و غرت کے لیے، اسے کھیلنا چاہیے کہ اب اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ایسے آدمی کے لیے صرف یہی چارہ کار وہ جانتا ہے کہ اپنے میں چند اٹھائے اور آدمی کو نہ کرے۔

اور ان تمام ہی امید کا ہے کہ دوسروں کو ہے جو ایمان سے کبھی۔ مثلاً یقین ہو سکتا ہے کہ اسی کا بھی مزاج کی چیز سے اتنا بگاڑ نہیں جس قدر ایمان سے۔ زندگی کی مشکلیں اسے کتنا ہی نام کام کر سکیں وہ پھر سہی کرے گا۔ غرض شوق و سرگاہی کا ہم اسے کتنا ہی گھیرے سکیں وہ پھر توہر کرے کہ زندگی کا کیا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آخرت کی نعمات سے۔ وہ جانتا ہے کہ دنیا کی مایوسی دولت ہے اور آخرت کی مایوسی شقاوت۔ وہ دوسری جگہ رحمتِ الہی کو دیکھتا ہے۔ اس کی بیششوں پر یقین رکھتا ہے کہ لا یتخذ من رخصۃ الذلۃ الا اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ۱۶۲۔ جو الغفران وسیعہ دائرہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ بھی گناہ بخش دیتا ہے۔ ان ۱۶۲ کے پختہ راہ اور رحمت کرنے والا ہے۔ سورہ نمر ۵۳:

قبول حق کی استعداد | بادشہ سے صرف وہی زمین نایاب ملتا سکتی ہے جس میں اس کی استعداد ہو۔ شوق و یقین پر کتنی ہی بادشہ و سرسبز ہو گی۔ اسی طرح قرآن کی ہدایت سے ہی وہی رحمتیں شاداب ہوں گی جن میں قبولیت حق کی استعداد ہے۔ جنہوں نے استعداد کھو دی۔ ان کے صفحہ میں غمرونی و غمزدگی کے سوا کچھ نہیں کہنے کا۔

قیوں حق کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہاں ہمدردی کی اندھی تقلید و گمراہی ہوئی۔ بزرگوار اور روایتی مفسرین کی

پرکش ہے۔ انداز میں جہل و سار سے کوئی خفیہ ٹھکانا یا جگہ ہے۔ ایک مدت تک لوگ سے مانتے رہتے ہیں۔ جب ایک جوئے کے اذکار سے اس میں شان و تقدس پیدا ہو جاتی ہے گرام سے ٹھک دھبہ سے بالاتر سمجھنے لگتے ہیں اور قس و بعیرت کی کوئی بھی دلیل اس کے خلاف تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن اسی کو اسماء حسنیہ و اسماء مبارکہ قرار دے کر اس پر فخر کرتے اور کھاد سے آباد اجلائے کفر سے (یعنی اسے تعبیر کرتا ہے کیونکہ بتائے گئے) اسے ناموں کے ساتھ کوئی حقیقت اور معنویت پیش نہیں کر سکتے۔

عزت اسلام کی تعین خصوصیتیں بیان کریں۔

۱۔ نیکی کا کم و بڑا ہے۔ برائی سے روکنا ہے۔

۲۔ پسندیدہ چیزوں کا استعمال یا ناپسندیدہ چیزوں کے استعمال کو روکنا ہے۔ قرآن نے اس معنی میں "حیيات" اور "نہایت" کا مفہوم بیان کیا ہے۔

۳۔ جو بوجہ الٰہی کتاب پر چڑھ گیا تھا اور جو پسند و ناپسند کے اعتبار سے نہایت دلتا ہے۔

یہ اچھا کیا تھا اور یہ پسند سے کیا تھا۔ جس سے قرآن نے نجات دلائی یا قرآن نے دوسرے کتابت پر سے واضح کر دیا۔ بدیہی و علم کی بنیادیں، اخلاقی زندگی کی ناقابلِ حل بنیادیں، ناقابلِ تردید اصول کا بوجہ، دوسرے شیعوں کا انذار، عالم و دین کی تعلیم کی بنیادیں، پیشواؤں کے قبضہ کی انجمنیں، بیوروکریسی کی دھم سے نہایت دلاوی۔

سچائی کی ایسی سہل و آسان راہ دکھادی جس میں محض کے لیے کوئی بوجہ اور عمل کے لیے کوئی سختی نہیں۔

دو خدشات جن سے متعلق احادیث و روایات ہیں۔

۱۔ قرآن کے نزدیک کسی بدعت کے سلطان ہونے کی عمل شناخت و روایتیں ہیں، انما زکا و انعام اور زکوٰۃ کا نظام۔

جو بدعت یہ دو عمل زکا کر کے کی روایتیں سلطان شیعہ و بدعتی۔ زکوٰۃ کے نظام سے مراد ہے کہ حکومت یہ

نے اس آیت کا متعلق حد یہ ہے۔

یا صوم یا صدقہ و یا جہاد، من المشرک و یجحد
فہم الطیبات و مہر علیہم، لہذا ثلث و فیہم
جنہم، صومہم، الا لظلال الفیقات علیہم۔

۱۔ پیغمبر اسلام، محمد کی صفات و اہمیت، انجیل میں وہی کتابتیں ہیں
۲۔ نیکی کا کم و بڑا ہے، برائی سے روکنا ہے، پسندیدہ چیزوں
۳۔ علم کی بنیادیں، اخلاقی زندگی کی ناقابلِ حل بنیادیں، ناقابلِ تردید اصول کا بوجہ، دوسرے شیعوں کا انذار، عالم و دین کی تعلیم کی بنیادیں، پیشواؤں کے قبضہ کی انجمنیں، بیوروکریسی کی دھم سے نہایت دلاوی۔

ہے اور زیادہ نعمتوں کے حصول کا مستحق ہوتا ہے یا نہیں؟ جو دینا نہیں کرتا اور کسی کی ضروری و تنہا ہی میں کوئی شےک ہر گز
اقتساب مال اور انفاق مال | ہر انسان کی ذہنی و جسمانی استعداد یکساں نہیں ہوتی، اس لیے وسائل ہمیشہ
 کے حصول کے اعتبار سے بھی سب کی حالت یکساں نہ ہوتی۔ کسی کو کمائے کے
 زیادہ مواقع حاصل ہو گئے کسی کو تھوڑے۔ چلتے قوت میں متاثر ہوا۔ طاقتور سے کمزور کو مطلوب کر لیا۔ چر فہم و جم کا مقابلہ
 شروع ہوا اور ذہنی قوت نے جسمانی قوت کو متاثر کر دیا۔

قرآن اسی صورت حال سے توقع فرماتا کہ ہمیشہ کے اعتبار سے تمام انسانوں کی حالت یکساں نہیں،
 لیکہ یہ بدبخت نہیں کرے گا کہ حصول رزق کے اعتبار سے لوگوں کی حالت یکساں نہ ہو کسی کو ملے، کسی کو نہ ملے۔ وہ
 کہتا ہے ہر انسان جو دنیا میں پیدا ہوا، دنیا کے سالمی رزق سے حصہ لے گا کیساں طور پر مفید ہے۔

در اصل قرآن کا مسکن یہ بنیادی اصول کام کر رہا ہے کہ وہ فطرت انسانی کے مختلف افراد اور جماعتوں کو
 ایک دوسرے سے الگ اور منقسم تسلیم نہیں کرتا، بلکہ سب کو ایک ہی فطرانے کے مختلف افراد قرار دیتا ہے۔ ایسے افراد
 جو اکٹریں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، ایک دوسرے کے شریک مال ہیں۔

(قرآن) کہتا ہے کہانی کے حق کا واسطہ انفاق کی ضروری ہے۔ بدعا ہوا ہے۔ یہ دوسری لازم و ملزوم ہیں۔ تم
 انھیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکتے۔ یہاں کہانی کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کرنے کی ضروری انھیں جانتے۔ تم
 جس قدر کا سکتے ہو کماد، بھر جائیے زیادہ سے زیادہ کماد، لیکن یہ نہ بھولو کہ زیادہ سے زیادہ کماد، زیادہ سے زیادہ
 خرچ کرنے کا گتے ہیں۔ دو کہتا ہے، افراد کے ساتھ کہانی کے لیے ہیں، لیکن جماعت کا حق خرچ کرانے کا ہے۔

فطر جان تک انعام ہمیشہ کا حق ہے۔ قرآن نے اقتساب مال کا سامرا، انفاق الی کے ساتھ دلالت کر دیا ہے
 کوئی کہانی یا نواز نہیں کر سکتی، انفاق سے انکار کرتی ہو۔ یہ وہ کہانی جو حق اُتار دے پیسے کو۔ انفاق کے لیے
 دروازہ کھلا رکھو۔ قرآن کے نزدیک ناجائز و ناپاک اور دشمنی عقوبت ہے۔

انفرادی زندگی میں باطنی کا بڑا مرکز، فیری خوشحالی کی زندگی ہے۔ خوشحالی و ثروت کی حالت ایک
بدبختی کا بڑا مرکز | ایسی حالت ہے کہ اگر کسی جماعت میں جوئی برائی ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی بدگت نہیں، اور اگر عرف
 پناہ اور میں خوش ہوئی ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی خیر نہیں، کیونکہ سب بدبخت و بدبخت ہونا، دیکھتے ہیں انکی، باقی افراد
 جماعت عروم دیکھتے وہ قدرتی طریق پر ہر فرد کا اندر و تسلسلہ پناہ اور کے اندر میں سما گئے، اور ایسے غلبہ و تسلسلہ پر ضرور باطل اور
 مستحکم رہی اسی ہے (اس صورت حال کی علم آگیز شاہین ہر طرف مرم ویدی)؛

یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جو حق خوشحالی کو اُتارنا سب سے بڑا فضل قرار دیتا ہے، اسی کو انفرادی حالت میں
 "فقر" اور "مناج" قرار دیتا ہے۔

دعوتِ سلام

(۴۱)

خصیت و کامرانی کے حریقے

سوئے خرافات میں ہے

و ان شعوبہم انی الہدی لا یسعوا و تراہم
 یتخلون الیل و ہم لا یہدون غدا فاعلمو
 امر بالمعروف و نہی عن المنکر انہما من الجواہرین۔

(اسے پتہ) اگر تم میں لوگ کریدے راستے کی طرف ہمارے
 تو ہرگز تمہاری پکار نہ رہیں، انہیں یہاں تکائی رہنا ہے کہ خود
 ہوں تمہارے ہیں مگر کہتے ہیں یہ ہے کہ دیکھتے ہیں وہ بڑے

(۱۹۸۱ - ۱۹۹۰)

دیکھتے ہیں، پتہ نکلے کے اندر ان کی کئی افواہی مشکلات کا پورا حال اور نصیحت و کاسرائی کے تمام طریقے راہیں کر دیتے
 'غدا یفعلوا' امر بالمعروف و نہی عن المنکر یعنی 'اس کی پکار نہ رہیں' دینا ان کی حکومت میں مگر ہم
 رہنا اور جانوں کے کچھ نہ بڑے، سرسری تقریریں پتا نہیں گئے، اور اچھے طرح اور ہر باز پر کر دے۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا
 کوئی سا گوشہ ہے جس کی ساری محنت مشکلات ان میں جن سے حل نہیں ہو جاتی؟

آیت ۱۰ میں فرمایا: 'انہما من الجواہرین' یعنی 'انہما من الجواہرین'۔ سو ایک ایک مسئلہ
 ہمارے ساتھ ہے، چاہے وہ کچھ اور نہ ہو، دیکھتے ہیں کیونکہ، دیکھتے ہیں، انہما من الجواہرین۔ سو ایک ایک مسئلہ
 ہمارے ساتھ ہے، چاہے وہ کچھ اور نہ ہو، دیکھتے ہیں کیونکہ، دیکھتے ہیں، انہما من الجواہرین۔ سو ایک ایک مسئلہ
 ہمارے ساتھ ہے، چاہے وہ کچھ اور نہ ہو، دیکھتے ہیں کیونکہ، دیکھتے ہیں، انہما من الجواہرین۔ سو ایک ایک مسئلہ
 ہمارے ساتھ ہے، چاہے وہ کچھ اور نہ ہو، دیکھتے ہیں کیونکہ، دیکھتے ہیں، انہما من الجواہرین۔ سو ایک ایک مسئلہ

کی طرف تدارک کا محتاج ہے، اور ان دونوں میں میرا ہے؟ (القرآن ۱۰)

خدا کی سبب سے کامیابی کا اعتبار انسانیت کے اندر ہی تھا، جس کا جواب ہے: ۱۔ اسے خیراتی سطح سے
 بلند ہونے اور انسانیت اور انسانیت کے لیے ہندی کے ایک نصب العین کی ضرورت ہے۔

۱۔ اس نصب العین کی غلبہ پر کسی ایسے تصور کے چرچے نہیں ہو سکتے جو کسی دیکھی شکل میں اس کے سامنے آئے، لیکن
 شکل یہ ہے کہ انسانیت کا تصور سامنے نہیں سکتا (میرا نصب العین)۔ یہاں معنوی کے تشفی کا کوئی دکان تھا، چہرے پر
 ڈال دے۔ میں دیکھتا ہوں کہ قرآن نے دعوات، درمیانی میں: 'خدا و تعالیٰ کی'، ایک صورت تو میری ہے، اس کے
 خدا ترانہ تصور یہ ہے کہ جو کہ فعل پوری کی پہلی دعوات کی مشابہت ہے، آگ و دہک دکھائے۔

کمال کے اچھوتے پہنچا رہی ہے۔ دوسری طرف ”تعلیل“ سے بھی تصور کو سچا لیتی ہے۔ وہ قزاقانہ تمام صفات و افعال کا اثبات کرتا ہے۔ غرض کہ یہی مشابہت کی تعلیل غنی سبب کرنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے خدا حسن و اعلیٰ کی ان تمام معجزوں سے، جو اسلامی فکر میں آسکتی ہیں، مستثنت ہے۔ روزِ زندہ ہے، قدرتِ زامہ ہے، رحمتِ دہا ہے۔ لیکن اسی طرح سات سات مرتبہ ایک کر دیتا ہے کہ اس سے مشابہ کوئی چیز نہیں، جو تمہارے تصور میں آسکتی نہ وہ عظیم المثال ہے۔

غرض قرآن کے تصورِ اعلیٰ کا یہ پہلو فی الحقیقت اس راہ کی تمام دراندگیوں کا دروازہ نہ گھوٹنے کا ایک ہی حل ہے۔ یہاں ایک طرف ہم حقیقت کی جذبی اور فکر کو تاد کی اداسیاں نہیں، دوسری طرف جاری فطرت کا اضطرابِ عصب اور ہمارے دل کا آتشِ خلصے دیدہ ہوا۔ ہمارا دنیا بھر کا تصورِ تکلیف تکلیف کے وہ باقی ہے کہ تھکنا سے وہ قناعت کر لے۔ نیز کسی کا جولوہِ ماسنہ لاسنہ میں نہیں پاسکتا۔ اگر تشریح کی طرف زیادہ جھکتے ہیں تو ”تعلیل“ میں جاگرتے ہیں اور نہایت صفات کی صورت آگاہوں میں دُورِ کل جاتے ہیں تو ”تشبیہ“ و ”تجسم“ میں کھوسے بیٹھ جاتے ہیں نہایت کی راہِ حقیقت کی طرف سے درمیان قوم شہادتے ہیں۔ اثبات کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوڑنے کی بات بھی وسیلہ نہ بن پاتی پائے۔

قرآن نے مطالبہ کی دو دنیاوی قیسی قیادوں ایک کو ”حکمت“ سے تعبیر کیا۔ دوسری کو ”تشیبات“ سے۔ حکمت سے وہ باتیں تصور ہیں جو صاف صاف انسان کی سمجھ میں آجاتی ہیں اور اس کی عقلِ زندگی سے قلعہ رکھتی ہیں اور اس لیے ایک لیلہِ صافی کا دل میں آتھال نہیں۔ تشبیہات وہ ہیں جن کی حقیقت وہ نہیں پاسکتا اور اس کے سوا چلوہ نہیں کہ ایک خاص مذہب جا کر کہ جائے۔ وہ جہتِ خیر ایک بیانیہ نہ کرے۔

هو الذی اوتیٰ علیٰ الکتاب فیہ اٰیٰتٌ معلکات	اسے چلیا دیا وہی وحی و قیوم ہے جس کے تم پر
حق ام الکتاب و اخر متکلفات و ظلال الذین	الکتاب نازل فرمائی ہے اس میں ایک قسم تو حکمِ آئین
فی ظلمهم ذیقہ یثیبون ما تشاہد منه ابتلاء	کی ہے زمین ایسی آیتوں کی جو اپنے ایک ہی سہی میں اعلیٰ
الظنقة و ابتلاء تاملولہ و ما یعلم تاملولہ	وہ ظاہر میں، اور وہ کتاب کی اصل و جہاد ہیں۔ دوسری
الا بائعہ و الراسخون فی العلم یتقون آستنا	قسم تشبیہات کی ہے زمین لان کا مطلب کھولنا تفسیق ہیں

لے ”تعلیل“ کے صورت میں نہ تشریح کے لئے نہ عقل کو اس مذہب پہنچا دیا جائے کہ فکرِ انسان کے تصور کے لیے کوئی بات باقی نہ رہے۔ قرآن کا تصور نہایت تشریح کی نگاہ سے ”تعلیل“ کا وہ نہ نہیں۔ اسی طرح قرآن نے تشبیہ و تجسم کا بھی قائل کر دیا۔

بہم نکل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا
لا اعیاب . (ذکر قرآن ۳۱)

تو جن لوگوں کے دلوں میں کچھ ہے، وہ (حکم آسمانی میں)
چراغ کی ان آبیروں کے پیچھے چاہتے ہیں جو کتاب اللہ
میں منشاء ہیں اس قرآنی سنہ کو نشہ پیدا کریں اور ان کی
حقیقت معلوم کریں تاکہ ان کی حقیقت اللہ کے سرکاری
نہیں جانتا تو جو لوگ ہم میں پہنچے ہیں کہتے ہیں کہ ان پر
ایمان رکھتے ہیں کیونکہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف
سے ہے اور مصیبت یہ ہے کہ (تعمیم حق سے) ایمانی ہمیں
نہیں کرتے مگر یہی جو عقل و بصیرت رکھتے ہوئے ہیں۔

تشہیبات کی حقیقت کا ہر اک قتل انسانی کی پینٹ سے باہر بہتہ دو نکالت عقل نہیں درجہ، اور اسے عقل ہیں۔
انسان ان پر تعین کر سکتا ہے۔ مگر ان کی حقیقت نہیں دیکھتا۔

دعا سے حمد اور قرآن
حمد جاہلیت کے عرب و قاسمہ کی اخلاقی تدوینیت سے پہلے چلے گئے، ان میں اپنے
لوگ بھی تھے جو اپنے اور اپنے قبیلہ کے معاصرین سب سے زیادہ نمایاں تھے۔ وہ
کوہ تھے، لیکن جہاں ہمہ جہاں مادیوں کا تعلق ہے اور اسے حمد کا حیدر کوئی عملی قدر و قیمت نہیں ملتا تھا۔ ایک
ایک قبیلہ ایک قبیلہ سے مادیوں کا تھا، کل رکھتا تھا کہ اس کے خالص افراد مادیوں کے ہیں تو بے دریغ ان سے
جانتا تھا اور مادیوں کی طرف سے ہر گز دیکھا تھا۔ اگر کسی دشمن قرین سے حمد جاہلیت کے عرب، اس کا سنا جو کرتے، پھر
دیکھتے کہ اس کی کردہی سے ناز و افلاس کا مرتبہ پیدا ہو گیا ہے تو ایک لمحہ کے لیے بھی سنا۔ اسے کا احترام انھیں محسوس
کر سیتے تھے نہیں، دیکھتا تھا اور بے خبر دشمن پر جانتے تھے۔

قرآن استیلائی کی حرور میں پیدا کرنا چاہتا تھا اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس پر توفیق لگوا کر اسے کر سکتا تھا۔ اس سے
و قاسمہ حمد اور خرام جان کا جو مادیہ تعاد کیا ہے وہ جس درجہ بلند، عقلی، اپنے چمک اور عالمگیریت کہ انسانی ایمان کا
کوئی بھی گوشہ اس سے باہر نہیں رہ سکتا۔ وہ دیکھتا ہے کہ فرد برا جانتا ہے، توفیق مساوات ہوں یا سیاسی عزتیں ہوں یا
ہیں، یہ قوم و مذہب ہوں یا غیر ہر قوم و مذہب و دولت ہوں یا دشمن اس کی حالت پر یا جنگ کی، لیکن کسی بھی
حال میں شکستنی ہائز نہیں، وہ ویران میں جو رہے، مصیبت ہے۔ اللہ کے ساتھ ایک بات کر کے اسے توڑ دینا ہے۔
جذاب علم کا اپنے کو تعلق نہایت کرنا ہے۔

قرآنی ارشادات
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے ہر ایماندار سے حمد پر زور دیا ہے اور جہاں کہیں مومن کے
دیانہ فطرت کی تصویر کھینچی ہے، وہ وصف سب سے زیادہ اہم و بڑا نظر آتا ہے۔

۱۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُبْشِرْ لِمَنْ يَكْفُرُ بِهِ غِلْمًا - وہ جب قوت و قرا کر بیٹھیں تو اس کا پاس کرتے ہیں۔

(مجموعہ ۱۱۰۰)

۲۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُبْشِرْ لِمَنْ يَكْفُرُ بِهِ غِلْمًا - وہ جب قوت و قرا کر بیٹھیں تو اس کا پاس کرتے ہیں۔

(مجموعہ ۱۱۰۰)

امام ربیع میں متفق کی یہ پیمان بکلی گئی ہے:

وَأَمَّا الْخُلَفَاءُ -

جب وہ کہتے گام راز گئے گا

سورۃ نمل آیت ۹۲ میں فرمایا:

ثُمَّ يَأْتِيهِمْ كُوزٌ مِنْ سِجِّينَ إِنَّ كُوزَهُمْ كَانَ مِنْ لَدُنْهِ يَشْرَبُونَ - پھر آئے گا ان کے پاس ایک کوزہ جس سے وہ پیتے ہیں۔ یہ کوزہ ان کے پاس سے آئے گا۔ ان کے پاس سے پیتے ہیں۔

اس آیت میں (کوزہ) کا ذکر ہے۔ اس آیت میں (کوزہ) کا ذکر ہے۔

پھر اس آیت کی مثال یہ ہے: فرمایا: کائناتی خلقت غرضاً من بعد قوتہ (کائنات) اس صورت کی کہ جس سے ہر چیز ہوا کائنات سے نکلے گا۔ پھر خود ہی اسے کھڑے کر کے برپا کر دیا یعنی مہیا کیا۔ شخص یا ایک گروہ کوئی ساہوکار ہے تو اس کی پہچان کے لیے بڑی باتیں کرتا ہے۔ ہر طرف دوسرے کو جیتسیں دلاتا ہے۔ پھر ایک بات اسی کو شش کے بعد پتہ کی گئی ہے تو گروہ کو برپا کر دیتا ہے کہ جس سے کل پتہ کی تھی۔ وہی آئی اسے اپنے ذہنوں سے ڈاکر نہ دے۔

سورۃ قہ کہ کہ فرمایا: وَاخْرَجْنَاهُ مِنْ حَرْبٍ اِلَى اس نسل سے خلافت پر اس وقت قاضی تھی۔ فرمایا: اللہ کا رسول تم میں آگیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رافت و رحمت

تھا کہ اس کا رسول آگیا ہے تو ہم میں سے ہے۔ ہماری دلی گفتگو میں ہے، اس پر بہت شاقی کرتا ہے۔ وہ ہماری بہانہ لگا کر ہی ہر شے کہہ دیتا ہے۔ وہ ہماری دلی گفتگو اور رحمت دیکھنے والا ہے اگر اس پر بھی یہ دلی شوق ہے تو اس کے ہر دے میں میرے لیے دعا سنا دے کہ تاج کوئی صبر و عزم کی بات کہہ دے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَلِقَ مَا يَشَاءُ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا شَيْءٌ يَسْتَوِي عَلَى عَرْشٍ مُبِينٍ يَدْرُسُ مَا يَشَاءُ خَلِقَ مَا يَشَاءُ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا شَيْءٌ يَسْتَوِي عَلَى عَرْشٍ مُبِينٍ يَدْرُسُ مَا يَشَاءُ خَلِقَ مَا يَشَاءُ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا شَيْءٌ يَسْتَوِي عَلَى عَرْشٍ مُبِينٍ

(۱۱۰ - ۲۰۰)

اس لئے اپنا قرین رسالت اگر کر دیا تو کسی دوسری جگہ سے نہیں آ سکتا تھا۔ سنت اہل کے مطابق خود تمہیں میں پیدا ہوا، اور چونکہ تمہیں میں سے ہے، اس لئے اول سے آخر تک اس کی ساری باتیں تمہاری نگاہوں سے ہوتی ہیں جس کو وہ کسی بھی نام میں گزرا۔ اس کی حافی کے منہ میں بھی تم میں ہر حرف سے پھر اس سے نہرت کا مومن کیا تو اس لئے تم سے نہیں چھپ کر زندگی بسر نہیں کی۔ اس کی ساری باتیں تمہاری آنکھوں سے دیکھتے رہتے پھر اچانک گزرا تھا، گزرا نہ تم نے مظلومی و عیسٰی کے احاطہ میں ہی رہے۔ فتح و کامرانی میں ان کی تصدیق بھی کر لی تھیں جو غلط نہیں جو اس کی سبب داشت زندگی کی شام نہ ہو اور کوئی نہیں مہر نے اس کی ایک ایک بات کی سپائی آزمائی ہو۔

پھر رسول مسلم کو، ایک ایسے وقت پر ضرور دیا، انصہیب رسالت کے پہلے اور ہم انہیں انسان کے پہلے جو قوم کی رہنمائی و قیادت کا مقام رکھتا ہے، اسب سے نیا اور غزوری ہے، اس کی اپنا سبب جس کے یہ شفقت و رحمت، قربان، اس سے زیادہ کوئی بات تمہارے یہ یقینی نہیں ہو سکتی کہ وہ سزا یا شفقت و رحمت ہے۔ وہ تمہارا دکھ بڑاشت نہیں کر سکتا، تمہاری شریف خواہ میر کے پہلے ہو، خواہ اس کے پہلے، اس کے دلی کا درد و غم میں جاتی ہے، وہ تمہاری جہان کی خواہش سے لبریز ہے، وہ اس کے پہلے ایسا مصلوب ملک و گتہ بندہ کر اس کی منہ پر آتی تو جہالت و رسالت کی ماری پائیگا پیسے ہی دن کھرٹ جا کر پھاوینا، پھر اس کی شفقت و رحمت تمہارے ہی پہلے نہیں دو تو نسب و عزتوں کے یہ خواہ میر کے بعد و اہل کے "دوٹ دیج" ہے۔

"دوٹ کر ختم سے ہے وہ اس کا، اطلاق ایسی راست پر جو ثابت ہو کسی کی گزری اور سبب پر عرض میں گئے، میں رافت و رحمت کی ایک خاص صورت ہے، وہ رحمت نام ہے۔ اور اس کے جین کر دینے سے رحمت کا مفہم زیادہ وقت و تاثیر کے ساتھ واضح ہو گیا۔

لہذا یہ دونوں رحمت جابجا اپنے پہلے فرمائے ہیں اور یہاں اپنے رسول کے پہلے ہی فرمائے۔

پیام موعظت کی ضرورت | اس کے بعد مجمع حاضرین پر سب کچھ دیکھو اپنے اور تجھ پر کر لینے کے بعد بھی انو اسے فرمیں سے: عواصن کرے تو اسے بغیر تم آخری اعلان کر دو کہ میر سے جیسے اللہ پس کرنا تھا اور اب بھی پس کرنا ہے وہ اپنے کو اس کا محافظ ہے اور اس کی شہادت نے ہر فیصلہ کر دیا ہے، ہر حال ہو کر رہنے والا ہے۔ اس کا قیام و عروج کسی غامض ملک اور قوم کی پشت پناہی پر موقوف نہیں۔ میرا بھروسہ اللہ ہی پر تھا، اسی پر ہے، اس نے اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا۔

یہ پیام موعظت یہاں کیوں ضروری ہوا؟ اس کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ باتیں سامنے رکھ لی جائیں سورہہ (یعنی سورہہ نورا) کے نوزائے کا وقت اور سورہہ کے مطالبہ۔ یہ سورہہ اسی وقت نازل ہوئی جب تمام عرب میں کلاسن سر بلند ہو چکا تھا اور جو قرآن کی مانگیر فرزندوں کی خبر رسد ہی تھی تاہم ان لوگوں کے پہلے جو کلاسن

خودت و یکجہ کی قربانی مصیبتوں میں رو چکے تھے۔ تمام عرب کا مسلمان ہو جانا بڑی سے بڑی کامرانی تھی اور اس لیے ناگزیر تھا کہ ایک طرح کی غارتگری الہامی اور بے پردہ انی طبیعتوں میں پیدا ہو جائے۔ بغیر وہ نہ کہ کی تیار ہو رہی تھیں سے ہر قسم کی ہواؤں کی تڑپیں ہواؤں کی جھلک ممانہ دکھائی دے رہی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس صورت میں اس تفصیل اور شدت کے ساتھ استدعاؤں اور درخواستوں کی تعمیل کی گئی ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسری صورت میں نہیں ملتی۔

تاریخ انسانیت کے فواد] چند واقعات ہیں، جو واضح و قطعی ہیں کہ ان سے انکار کیا جاسکے۔ ان کی وجہ یہ کہ جو با حقین پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت تھیں، ان کے نام کامیابی سے آخر تک ہم دیکھ رہے ہیں اور دنیا و قریب اور دُشمن و دشمن پر مبنی رہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم دوران کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا اس کا ایک ایک غلہ ابرہہ تحمل۔ راستگی و پائنت اور دشمنی و کشش کا اعلیٰ سے اعلیٰ فوز تھا۔

۱۔ مظلومی میں میر

۲۔ مقابلے میں غلام

۳۔ معاملے میں دایمیتبندی

۴۔ طاقت و اختیار میں ورگرو

تاریخ انسانیت کے وہ فواد ہیں، جو کسی ایک نوع کی کے اندر اس طرح کبھی جمع نہیں ہوتے (جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باہر کائنات کے اندر جمع ہوئے اور یہ واحد ہوا کہ نبوت ان نورانی درخشاں نور سے جگمگا رہا ہے۔ گریبا ہر وہ طبع کا جو قریبی ہے جو حقیقت میں انسانیت کا یہ انسانی کا مددگار بنتی ہے)

تذکرہ و تبصیر | انسان کی ایک ناظر نگار ہی یہ ہے کہ جب کوئی انسان روحانی عظمت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ اسے انسانیت و بندگی کی سطح سے بلند کر کے دیکھیں، لیکن قرآن نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت معارف اور قطعی شخص میں واضح کر دی کہ ہمیشہ کے لیے اس کو ہر ہی کا زوال چرچا، موت ہی ایک بات نہ ہو کہ صداقت کے اثبات کے لیے کفایت کرتی ہے۔

پھر دنیا پیغمبروں کو خدا اور خدا کا بیٹا بنانے کی عوامی تہذیبی اسلام کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے متناہی نہ پانا کہ انہوں کی طرح مجھ غریب و ان تسلیم کرو۔ زیادہ سے زیادہ اپنی نسبت جو بات سناؤ، یہ تھی کہ میں انکار و بدعتی کے نتائج سے بھر کر دینے والا ہوں، لہذا ایمان و شک علی کی برکتوں کی بشارت دینے والا (جیسا کہ) ایک بندہ ہوں اگر غریب ہوں ہوتا تو زندگی کا کوئی گمراہ مجھے نہ پہنچاتا

کیا ایسے انسان کی قربانی سے پہنائی کے سرا کوئی ات مل سکتی ہے ؟

چرغیت دارہ امی یا سب نہیں اس عظیم الشان
 کردہ اتی عیدہ " محمد بن عباس سے قول " سبحانی "

سورۃ فاتحہ کی تعلیمی روح | سورۃ فاتحہ " ہم اقرآن کرتے " اعلیٰ مرتبہ " اساس اقرآن ہے " اسے
 انسانی شعائر کی تمام سرور میں وہی حق کے جو مقاصد بہ تفصیل بیان کیے
 گئے ہیں سورۃ فاتحہ میں اعلیٰ کا پہلا کلمہ ایمان پر موجد ہے۔ اس کا پہلا یہ دعائیہ ہے اور اسے دوزخ و جہنم (نار و جہنم)
 کا ایک لازمی جز قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کی تعلیمی روح کا آغاز خود قرآن ہے۔

۱۔ وہ خدا کی حمد و شائیں تر از سب سے ہے، لیکن اس خدا کی حمد یعنی جنہیں جو شکون، اقویٰ اور مذہبی کی
 گردہ بندی کا انداز ہے۔ سب اعلیٰ کی حمد میں جو کائنات خلقت کا پروردگار ہے اور تمام
 ذبح انسانی کے لیے کیسا ملوث پروردگار کی درعت دکھاتا ہے۔

۲۔ پھر وہ است (خدا کو) اس کی معجزوں کے ساتھ کاربائتا ہے لیکن اس کی تمام معجزوں میں سے صرف
 " رحمت " و " عدالت " ہی کی معجزوں سے (خدا و شاکر نے واسطے کر) یاد رکھی ہیں۔ گویا خدا کی رحمت کی خود
 اس کے لیے سب تر از رحمت و عدالت کی خود ہے۔

۳۔ وہ اپنا سرخاؤ چھٹا کا اور اس کی جو رحمت کا اقرار کرتا ہے۔ کتا ہے صرف تیری ہی ایک ذات ہے جس
 کے آگے ہر شے کی ذلت و کسر و شکست سکتا ہے اور عدالت تو ہی ہے جو ہر ساری دریا و زمین اور آسمان و
 میں ہر شے کی کامیابی کا سبب ہے۔ وہ اپنی جہات اور استقامت و دوزخ کو رحمت کی ایک ہی ذات کے ساتھ
 عالمیت کرتا ہے۔ دنیا کی ساری قوتیں اور ہر طرح انسانی فرما و آئینوں سے بے پروا ہوتا ہے۔

۴۔ پھر وہ خدا سے سیدھی راہ چنے کی قونی طلب کرتا ہے۔ یہی ایک دہانہ میں سے زبان اختیار کرنا
 برقی ہے لیکن کوئی سیدھی راہ؟ کسی خاص نسل، خاص قوم یا خاص مذہب کی سیدھی راہ؟ نہیں
 وہ ہمہ دنیا کے تمام مذہب و مذاہب اور تمام راستہ و انسانوں کی شفعہ راہ ہے۔

۵۔ اسی طرح وہ محرومی اور غریبی کی راہوں سے پناہ مانگتا ہے۔ یہاں میں اس راہوں سے پناہ مانگتا ہے
 جو دنیا کے تمام محروم اور گمراہ انسانوں کی راہیں وہ چکے ہیں۔

۶۔ گویا میں بات کا مطلب ہے، وہی طرح انسانی کی عالمگیر چھائی ہے اور جس بات سے پناہ مانگتا ہے
 وہ بھی طرح انسانی کی عالمگیر مانی ہے۔ نسل، قوم، ملک یا مذہب کی گردہ بندی کے غرض و امتیاز کی
 کوئی پرچہ نہیں اس کے دل و دماغ پر نظر نہیں آتی۔

۷۔ غرض کہ مذہب و قوم کی رحمت انسانی کے ذہن و عدالت کے لیے کس طرح کا سانچہ بنا کرتی ہے؟

میں انسان کا دل دودماغ ایسے سانچے میں داخل کر رکھے گا کہ اس قسم کا انسان ہو گا جو کم از کم دو باتوں سے
 تم کا رشتہ کر سکتے، اولیٰ، اس کی دعا پرستی خدا کی نامائیر دست وہاں کے تصور کی خبر پرستی سرگئی۔
 دوسری یہ کہ کسی مضمین میں وہ نسل، قوم یا گروہ ہندوؤں کا انسان نہ ہو گا۔ نہ انگیزائیت کا انسان
 ہو گا۔ دعوت قرآنی کی اصل روش یہی ہے۔ (۱۔ فرقہ وارانہ جہاں موقوفہ)

ہجرتِ حبش، مقاطعہ اور سری

قریش کا جوہر و ستم اور ہجرت حبش

قریش کی سنگدلی | وحوت اسلام کے ساتھ ہی قریش کی آتش مرادت ایک دم بھڑک اٹھی اور ہجرت جوہر و ستم کا آغاز ہو گیا، حالانکہ وحوت کا ہر مخلص ہم لوہ پشیم کر چکے ہیں، ان میں کون سی چیز ایسی ہے جس پر گروہ یا فرشتہ میں کچا کسی مدی شرافت کے لیے کسی بھی اعتبار سے فرما یا جڑا ملنا خدا کا ایک ہے، وہی پرہیزگار کی بیگناہی اور بے چارہ، تار سے و شجر، جرات و غیرہ کسی کو کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے، دین میں دیانت، وعدے سے کام لینا، افتخار میں اسراف اور غرور کی کج خبر گیری، آپس میں مل جل کر دھما، بڑائیوں سے بچنا، اچانکوں کی پروا نہ کرنا، یہی خاص باتیں تھیں کہیں قریش اسے بروہشت نہ کر سکے جس کے اسباب یہ سیرت کی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں مثلاً مساکین کو خوفناک اذیتیں، خصوصاً ان مساکین کو نہایت خوفناک اذیتیں پہنچانی گئیں، جو غلام تھے یا بن کا کوئی بارود و گارہ تھا شلوا،

۱۔ حضرت بلالؓ کی گردن میں دستی ڈالی کہ کہہ کر مر کی پہاڑیوں میں رو پہر کے وقت گرم زمین پر ناکو گرم پتھر پڑھائی پر رکھ دیتے، جنگیں باہر کر کرنا ہی سے چلتے، اور یہ میں چٹان سے دھکتے، مغرت اور بکڑنے والے کو غریہ کر خدا کے لیے آواز کو دیا۔

۲۔ حضرت طاہرؓ نیز ان کے والدین، یا ستم، اور سیرت، کو اور بھی ستم کرتا تھا، عذاب پہنچانے، مٹی کو حضرت سیرت ایک شدید زخم کے باعث شہادت پا گئیں۔

۳۔ شباب میں اللہ تعالیٰ کو ایک روز دیکھتے ہوئے کوٹوں پر لٹا کر ایک شخص چھاتی پر پاؤں دیکھ کر دانا کر دنا بدل سکے، یہاں تک کہ کوٹے ٹھٹھ سے پڑ گئے۔

حضرت ابو بکرؓ نے ان مساکین میں سے بلالؓ کے علاوہ ان کی والدہ، امیہ، حاسر بن ثمر، ابو عبیدہ، زبیرؓ، اس کی بیٹی اور لیلیٰ کو بھاری دامن پر غریہ اور آواز کو دیا۔

حضرت عثمانؓ کو ان کا چاچا صحت میں حدیث کرنا دیتا اور نیچے سے دھواں چھوڑتا، حضرت مصعبؓ بن عمیرؓ کو

ان کی امان سے تحریک نکال دیا۔ بعض کو کھائے اور انٹ وینڈ کے چکر سے میں نصیحت کروا دوں۔ میں چوڑا دیتے ،
بعض کو سبے کی زبردستی پنا کر دھوپ میں جلتے پتھروں پر گرادیتے۔

عجب قریش کے علم و قہر کا ڈول ہم برس کر بھی نہ سکھاتا تو روت غامد ہوا
خدا کی راہ میں پہلی ہجرت | نے جاں نثاران اسلام کو ہدایت فرمائی کہ حبش ہجرت کر جائیں جو قریش
کی تیرہ ہجرت گاہ تھی۔

حبش کے ساتھ قریش کے تمہادق رہا اور پشتوں سے چلے کر رہے تھے۔ آنحضرت رحمہم کے پروردگار
داشر نے قیصر روم سے تجارت کا پیمانہ حاصل کیا تھا تو قیصر نے اپنے ہم مذہب مکران شاہ حبش کے نام بھی
ایک سفارشی لکھ کر دیا تھا کہ: اہل مکہ کے تمہادق قافلے اپنے ملک میں آئے ہوتے۔ سیرت انہی میں ہے کہ ہاشم
نے شاہ حبش سے قریش کے تمہادق اہل پٹیکس دینے کا فرمان حاصل کر لیا تھا۔ اس وقت سے قریش بڑی
تعداد میں حبش جاتے آتے تھے۔

حبش کے بادشاہ کو عرب نباشن کہتے تھے جو حبشی زبان کے لفظ برس دیا بیگنوں کی تعریف ہے اور
اس کے معنی بادشاہ کے ہیں۔ وقت کے تماشائی کا نام احمد تھا اور اس کے بدل دو انسان کی شہرت تھی۔

ہجرت سے ایک برس بھی غامد تو یہ تھا کہ مظلومین کے لیے ماس میا بیہانا، دوسرا درابہ تر غامد و یہ تھا
کہ طرقت حق کے پیروچاں جاتے وہاں اسلام کی روشنی خود بخود چھیلنے کا سرور سامان ہو جاتا۔ وہ زبان سے بھی
اسلام کی دعوت دیتے۔ اپنے حسن عمل، دلفناقی و اتفاق کی بدولت بدولت خدا میں ایک مرکز عمل دعوت اسلام بنے۔

مہاجرین اولین | شروع میں گیارہ دوسرا اور پناہ و عورتوں سے ہجرت کی۔ ان میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
حضرت زید بن ابیہاشم، حضرت زید بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف
حضرت معاذ بن جبر، حضرت ابوسلمہ خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسلمہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ابیہاشم، حضرت زید بن العوام، حضرت عبدالرحمن بن عوف
ایک ایک ایک ایک پہنچ گئی (ترسی مراد اور غامد و عورتیں)۔ بعد کے دنوں میں تیرہ اشہم شخصیتیں گئیں ان میں
ایک حضرت معاذ بن ابی طالب تھے، جو آگے چل کر دیا۔ تماشائی میں ہمارے حبش کے ترجمان بنے۔

قریش کے لیے پناہ عداوت | اس زمانے میں اہل مکہ کے لیے ہند گاہ شعیب تھی، جہاں سے جان و حبش

میں سیرت انہی مداول میں ۱۰۰۰ تک سیرت انہی مداول میں ۱۵۵ تک حضرت ام سلمہ کی وفات کے بعد دسواں شہر معلوم کے
نکاح میں آئیں وہ ام المومنین بنیں۔

لیکھ جاتے اور پھر تاثیر تقریر فرمائی، میں میں مسموم کے ہر اوجہ بھی آگئے تھے۔ یہ اسلام سے تیل حروں کی حالت ملاحظہ میں لکھنے دیا تھا، یہی دیکھ کر کانٹھڑا تھا۔ حضرت جعفر نے کہا:

”اسے بادشاہ! ہر گز جاہلیت میں مبتلا تھے۔ تیرن کو پرچتے تھے، بے حیائی کے کام کرتے تھے، اقربا کے حقوق سے قطع نظر یکے بیٹھے تھے، بے باک و پتلا ڈھچکا تھا۔ ہر میں سے طاقتور، کمزوروں کو کھانکھتے تھے، یہ عانت تھی، عیب اللہ نے ہم میں سے ایک دوسرے مبرٹ کیا، جس کے صوبہ و نسب، عدالت و دیانت، تقریب و پرہیزگاری سے ہم خربہ و افسوس لگتا ہے، اس نے ہمیں وحید کی دعوت دی۔ مسجد کو دیکھ کر عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ پتھروں اور تیرن کی بے باک چوڑو، جھینسا ہر اوجہ ہمارے کو باہر اہر پرچتے تھے، سچ پروردگار نہیں دیکھتے رہو، اقربا کے حقوق کا خیال نہ کرو، بے باکوں سے اچھا بڑا کر۔ حرام باتوں اور غریبوں سے دور رہو، اس نے ہمیں تاکید کی کہ بنے بیانی سے بچو۔ جھوٹ نہ دو۔ تیرن کا مال نہ کھاؤ۔ پاک، مس عورتوں پر چٹائی کے داغ نہ لگاؤ۔ دوسرے پر ہاتھ نہ لگاؤ۔ اس سے دور رہو۔ حکم دیا کہ ہر ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو۔ روزے رکھو۔ اس نے ہمیں چیز کو حرام بتایا، ہم نے حرام جانا۔ میں چیز کو حلال بتایا، ہم نے حلال مانا۔ ہم اس پر ایمان آئے۔ شرک اور بت پرستی چھوڑ دی۔ ہر سے کاموں سے باز آئے۔ اس پر ہماری قوم چائی دشمن ہو گئی ہے۔ مجبور کر دی ہے کہ ہم جہاد و شریک کی عبادت چھوڑ دیں، گھڑی اور چتر کی عورتیں پر ہیں۔ ہم نے قوم کے احقوں پر ہتھ لگائے۔ مجبور ہو کر پناہ لینے کے لیے تہہ بہ تہہ جگہ میں آئے ہیں۔“

خدا کی طرف سے یہ تقریریں کو کہا، جو کلام الہی تھا اسے بغیر ہر آنے سے چھوڑ دو۔ حضرت جعفر نے سوتے سوتے کہیں آجیرو سنا، انہیں سنتے ہی غاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، دوسرے نے کہا، خدا کی قسم، یہ کلام اور نبیوں کے وحیوں کی طرح ہے، تو ہیں۔

قریش کے سفیروں کو اس سے دیا کہ تم چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو بڑا دلچسپ ذکر کرنا لگا۔

حضرت عیسیٰ کے متعلق سوال | دوسرے روز فرما، میں اس نے ہر رات میں دینی حاکم کی اور نباشی سے کہا، اسے بادشاہ! آپ کو رسمی مسموم ہے کہ حضرت عیسیٰ کے متعلق ان لوگوں کا عقیدہ کیا ہے، چنانچہ سلطان دوم دربار میں بلانے گئے۔ انہیں بھی تذکرہ کیا نباشی بیٹا ہے۔ ان سے کہہ دو سلطان کا عقیدہ سن کر ناراض ہو جائے۔ حضرت جعفر نے فرمایا: ”کچھ بھی ہو، یہ سچا کنا چاہیے۔ ہم دیکھ لیں گے جو ہمارے خدا اور ہمارے رسول مسموم نے فرمایا۔“ دربار میں حضرت عیسیٰ کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت جعفر نے

صحابہؓ یہاں وہاں کے بندے، اس کے رسولؐ، اس کی روح اور اس کا گھر تھے، جو ہر جہان پر انکسائی گیا، ہماشی نے
 یہ سنتے ہی ٹکا دیں سے اٹھایا اور کہا: ”مجھ کو تم نے تیار، خدا کی قسم! اچھٹی اس تشنگی کے برابر ہیں، اس سے زیادہ نہیں!“
 حقیقت یہ ہے کہ ہماشیؓ کی روحانی سیسوں میں سے تھا، جو حضرت عیسیٰؑ کی وصیتِ فطرت کے قابل تھے۔ حقیقت کے
 تانوں کی لہریں یہ نہیں اٹھتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ میں، وہ فطرتیں جمع تھیں، ایک جہیزیت کی اور دوسری اہمیت کی۔ لہذا اس کے
 مسلمانوں کے ساتھ اس کی تصدیق کی۔

نہماشی کی خدمت | وہاں اچھٹی ہر دم نہ کھا ہے کہ اس اٹھائی کسی دشمن نے نہماشی کے ملک پر حملہ کیا جس کے
 منہ پلے کے لیے اڈاؤ کو خود چھوڑا۔ معاویہؓ نے شہرہ کیا اور قتل پاپا کر دیں میں سے بھی ایک
 نفسی مادی جانے اور غیر سیدھا رہے کہ اگر عزت ہو تو ہم بھی نہماشی کی مدد کے لیے نکلیں۔ حضرت زبیرؓ نے انعام سے دم سنبھلے
 زیادہ کم فرمے، اپنے آپ کو اس خدمت کے لیے پیش کیا۔ مشک کے سارے مرا سے تیل کر کر دیا گواہ میں پہنچے۔ باقی
 معاویہؓ نہماشی کی فتح کے لیے خدا سے دعا مانگتے رہے۔ چند روز کے بعد حضرت زبیرؓ نے وہاں آکر خوشخبری سنائی کہ
 نہماشی کو خدا نے فتح دی۔

ہماجرین کی واپسی | ایک روایت ہے کہ حبش میں غیر مشہور ہوئی، قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ سن کر
 اکثر معاویہؓ نے مذکورہ کاروائی کیا۔ شہر کے قریب پہنچے تو صلح ہوا کہ قریش نے، اس لیے بعض
 لوگ واپس پہنچے تھے، اکثر چھپ چھپ کر لوگوں میں پہنچ گئے۔ بعض ہماجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد
 حبش سے مدینہ منورہ گئے۔ لیکن حبش میں مقیم رہے۔ حبش میں قریش کے ساتھ دس سال کے لیے صلح ہو گئی تو رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ہماجرین کو بھی بلا دیا۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اس وقت مدینہ منورہ پہنچے جب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم فرما رہے تھے: ”چنانچہ فطرت جعفرؓ خود غیر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات سے مشرف ہوئے۔“
 اس صحنہ میں سرفرازی کی تحریر بہت شگفتہ ہے، یہی اس میں کوئی فردی امر
 خدا کی راہ میں گھر چھوڑنے والے | نظر انداز نہیں ہوا۔ میں نے مسافر اور اپنی تحریر میں بیان کر دیے ہیں تاکہ

لے کر اس دور Arius کے خلاف کیا پایا، یہ تھا جس نے یہ حق سہی سہی کے اوائل میں حضرت مسیحؑ کی وصیتِ فطرت کا عقیدہ
 بڑھایا، جس نے حضرت عورت کی اور ہی فطرت سے انحراف کے لیے ذہن برابر کر دیا، جس نے پہلی مہینہ دہائی سے کوہنہ میں غصہ
 برپا کیا، جس میں اس کے عقیدے کو داخل کر دیا گیا، تاہم ابلیس میں نیز شرعی سیسوں اور لائقوں کی خامی و سبب ہماجرین دستِ ملک
 کر اس کے عقیدے سے چھٹا کر دیا۔ یہ اب، جو ہجرت حبش کے اسباب اور بہنِ عقیدت پر مشتمل ہے، یہاں تک کہ اس کا رتبہ کر رہا ہے
 اور اس کے تحریر یہ لکھ دیں، وہ حضرت نورنا کی ہیں۔

بنی ہاشم سے مقاطعہ اور سفر طائف

قریش کا غیظ و غضب | قریش مسلمان مہاجرین کو حبش سے نکالنے میں بری طرح کامیاب ہو چکے تھے۔ اہل حبشہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت حمزہؓ اسلام لے آئے تھے۔ اس بنا پر قریش کے غیظ و غضب کی آگ لاد رہی تھی۔ سب یہ تعبیر سوچ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے قاتلان کو کھردر کر کے تباہ کیا جائے۔ پناہ پر قریش کے تمام کلبیوں نے ایک عہدہ مرتب کیا جس کا مسنون یہ تھا کہ خاندان بنی ہاشم سے کوئی شخص شہید نہ ہو گا۔ حاران سے کوئی چڑھائی جائے گی، اذان کے بعد کوئی چیز بیچی جائے گی، انھیں کھانے پینے کا سامان دیا جائے گا۔ یہ عہدہ اس وقت تک قائم رہے گا، جب تک بنی ہاشم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لیے حراسے نہ کر دیں گے، بنسور میں مکر نہ ہو، یہ عہدہ مکہ اور مکہ کو گزر کے اردو اڑے پر اٹکا دیا گیا۔

اگرچہ تمام بنی ہاشم مسلمان نہیں ہوئے تھے، تاہم ان سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی سمجھا جاتا تھا اس لیے سب کے مقاطعے کا جو بنی ہاشم پر لایا گیا۔ بغیر ذکر تمام بنی ہاشم شعب، بنی طالب میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ دونوں قبائل موروثی تھا۔ کم و بیش تیس سال انھیں وہیں محصور رہے۔ صرف چار کے لہائے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر تبسلیف فرماتے تھے۔

سنگ لاندہ تشدد | بنی ہاشم نے مصدقہ کا یہ زمانہ بڑی تکلیفوں میں بسر کیا۔ مدینہ میں صحابہ کی زبان سے سنگ لاندہ تشدد کے گورہے کہہ رہے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ ایک اندر دانت کو سونکا بڑا چوڑا باندھا گیا۔ اسی کو پانی سے دھویا، آگ پر جھٹکا اندھنی میں ڈر کر کھایا۔

ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ بچہ جبرک سے دھرتے تھے جو حصار کے باہر ان کی کولہ آتی تھی۔ قریش پر سن کر

بڑھ مولا ۱۳

نہیں اور یہاں چھ مہینے ان کی تعظیم کے لئے لائے جہاں ہر ایک کی حق پر رشا، جہاد، حبیبہ و کعبہ بنی ہاشم کے لئے سلام طاقی بہت آجکے ان کے سر گریں سے بچنے کے ہیں۔ سونہر کی آفت میں کہ ان کی ہنگام سے جینے کے لئے تھے۔ یہ قانون قرآن کے وقت کی حالت تھی کہ ان کے ہر ایک مسیحہ ان کے سر پر رکھتے ہیں، یہی کیفیت یہاں بھی ہو رہی تھی۔

تو متش ہوئے تھے۔

جنگ دہلی میں کافر بھی دشمن سے لڑنا حرام ہانتے تھے۔ رسول اللہ، ہمام، ابن ابی بن کھانی صحابہ علی کرگن کو نہ اپرا ایمان لانے کے دفعہ سنا پا کرتے تھے۔ جرات کے سینوں میں عرب کے سفر دستور کے مطابق کوئی کسی پر اہم نہیں اٹھا سکتا تھا۔

ابو اسب کا کام یہی تھا کہ جس سے شام تک دس دن صلہ کے پیچھا پیچھے چر کر تازہ روگوں سے لگا، دیکھ کر ایسا ہے۔ اس کی بات نہ سنو، برتنے کا اور دانے کا، دو تیار ہو جائے گا۔

محمودی کا خاتمہ | اسی زمانے میں ایک روز حکیم بن حاتم نے ابو حضرت خلیفہ لا بنیہا تھا، کچھ گیسوں اپنے آپ سے ملائے تھے۔ اندر چوہوں کے بیٹے بیٹھے، راستے میں ابو جہل نے دیکھ لیا اور غیروں میں سے پناہ۔ اتفاق سے ابو بنیہ کی بیٹی، گھر پر لاؤ تھا، لیکن وہ بھی بنا پر اس سے گناہ ایک شہر چوہوں کو کچھ کھانے کے لیے بھیجتا ہے۔ اگر یہ نہ دیکھتا ہے آخر مختلف اصحاب نے، کئی بکر صاب سے کو پا کر دیکھنے کا لیسہ کر لیا، ابو جہل اور بعض دوسرے معاذوں نے شدید مخالفت کی، لیکن سرور مند ہوئی۔ اس اثنا میں دیکھ لیا تو وہ خود ایک پاٹ لٹکا مختلف لوگ مبتلا، یاد دہانہ کر کے انہم سے پاس پیچے ہوئے نہیں گھاتی سے نکال لانے، اس وقت مصائب کا یہ دور انتقام کا پہنچا۔

عام الحزن | مصودی سے ابھی کچھ کے بعد ابو اسب اور حضرت خلیفہ نے پڑا، روز کے تقدم و تاخر سے وفات پائی یہ مسئلہ نبی کا واقعہ ہے۔ ابو اسب کی وفات، مصعب کی حفاظت کا سب سے بڑا دور ہے۔ حضرت خلیفہ مصعب کی انتہائی فخر اور فلسفہ، دقیق تھیں، ان بعد وہ ان کی وفات سے رسول اللہ صلہ کو جنازہ راج و طلق جہا کہ اس سال کا نام عام الحزن پڑ گیا، یعنی دینی دفعہ کا سال۔

سفر خلافت | اہل مکہ کی مشہور مخالفت کے پیش نظر رسول اللہ صلہ نے حاضر کا قصد فرمایا، جو مکہ مکرم سے پہچاس ماہہ یمن شرق میں جاؤ، دسواں شہر تھا، وہاں بڑے بڑے امرا اور ادبا اب، شہر و صوبہ دیکھتے تھے، خیال تھا کہ اگر وہ نہ راست پر آیا میں تو دعوت حق کی حمایت و تائید کے لیے بہت صورتیں پیدا ہو جائیں گی، اس سفر میں حضرت زید بن حارثہ بھی رسول اللہ صلہ کے ہمراہ تھے۔ یہ سفر شمال مشرقی (مشرق) میں ہوا۔

صنوبر صلہ، راستے کے تغیر میں دھکا دھاتے جسے شہزادہ سوزی پیاو پیاو طاقت پہنچے، وہاں یمن جہاں بہت سوزانات مانتے تھے یمن مہیا علی، مسعود اور صیب، یہ تینوں عربوں میں ہی عرفت شفق کے بیٹے تھے، صنوبر صلہ نے کچھ بددیگ سے شہزاد سے طاقت کی دھمکا دیا، تمام پہنچا، اگر بددیگ سے تینوں نے نہایت تلخ و جھوٹو شکر جو اب دیکھ ایک نے کہا میں کہنے کے سامنے (اوصی مناد دوسرے، اگر کچھ اللہ نے رسولی پایا جو نہ دوسرا ہوا، کیا نہ کر

کچھ پروا نہیں کیے گو تیری حفاظت و رعایت میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے
قد کی گتیاہ میں آتا ہوں جس سے تمام اذہ میرے اجاسے ہی جاستے ہیں۔ دنیا اور آخرت کے
تمام کام سنبھال سکتے ہیں۔ تیری ناراضگی یا غصہ مجھ پر نہ ہو، مجھے تیری ہی رضا مندی اور خوشنودی
ورکنا ہے۔ نیکی کر سنے اور وحی سے ملنا دلہنے کی طاقت تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

اے سچے سچے اور خوب خود کریں، آری خدا اسے سچی محبت کی ایسی پاک اور روح و قلب کو درخشن کر دینے والی
کوئی ایسی مثال سوری اور پانڈو کی آنگوں نے دیکھی ہے، اسی کا ایک عجیب و غریب نمونہ میں وہاں افراد میں ملتا ہے
مخلوق پر شفقت کا بہترین مظاہرہ | بھگت اور میں مسلمانوں کو سنت پریشانیوں اٹھانی پڑتی تھیں۔ ان کی
حضرت مانتے نہ تھے پچھا، کیا آپ پر اس سے بھی زیادہ طاقت زیادہ مقرر ہے! لڑکیا، عائشہ اتھری قوم کی طرف سے
بچے جنت گھر میں دیکھنی پڑی ہیں، چراسی سلسلے میں حالت کسے دتے کا ذکر فرماتے ہوئے لاشاؤ ہوا۔
میرے پاس پہاڑوں کا خوشہ تھا اور بلا اور بلا، آؤ پہلو کے دوران پہاڑوں اور گرن پر اٹھا
اور وہ پیسے جانیں، میں نے کہا، نہیں، امید ہے، بڑھائی اٹھیں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے
جو بہت ایک خدا کی عبادت کریں گے۔

یہ تھی حضور کی شانِ ولایت، یہ تھی حق خدا پر قائم رہی شفقت، صبر و استقامت کی حیرت انگیز شانِ انصاف
کی سیر کے لیے جگہ بنا کر تہذیب و تمدن کی صداقت پر انسانی نفس اور اس پیغام کو دنیا تک پہنچانے کا جو انداز
میں اور شاہ میر فانی ہے۔ سرگشت عالم میں اس کی کوئی دوسری نظیر نظر نہیں آتی۔ عالم انسانیت میں سے کسی دوسرے
بزرگ پر جو اسے خدا سے ہمارے شفقت ہی انھیں کچھ ملے نہ تھیں عقلمند تک پہنچے۔

واقعہ طائف کی اہمیت | دیکھیے، حضورؐ وہ پیغام کے کہ طاقت پہنچے تھے، میں میں انسانوں کے لیے دنیا اور
آخرت کی سزاؤں و عافیت تھی۔ اس دستہ و اعلیٰ سے بڑھ کر کوئی دوسرا دستور و اصول
انسانوں کے کارن تک نہیں پہنچا تھا، وہ پیغام ان طاقت کی بتری کے لیے تھا، اس سلسلے میں کسی نوع کی فراقی
غرض و منفعت کا کوئی سوال نہ تھا، لیکن یہ فیصلوں نے نہ صرف اس پیغام کو ٹھکرایا بلکہ حضورؐ پر جتنے علم و کونکھے تھے،
وہ بیان کیے، حضورؐ کی زبان ہمارے سے چھ بھی ان کے عذرت کوئی گز نہ تھا، تمام مخاطب انسانی عقل اور ہر باہر سے
جھیل دیکھیں ان لوگوں کے لیے کسی قسم کی آفت یا سببیت گوارا نہ فرمائی، پیغام حق کے پہنچانے میں سفر طاقت
پر پیمانہ حیثیت حاصل، جتنے کسی راہی حق کا قدم، حق خدا تک نہ پہنچے سکا، اس وجہ سے سفر طاقت حضورؐ کی طاقت و کونکھے
نہایت اہم واقعہ بنی نہیں بلکہ ایک بڑا انقلابی موڑ بھی ہے، گویا کہ کمر اور طاقت دونوں حضورؐ کے پیغام حق سے

مذہب پر چلے گئے اور اسی پر بہت پر عمل کیا۔ کادہ وادہ کھنے والا تھا، میں نے بہت جلد حد پر بند ہو کر کیسی زندگی بسر کی اور اس
 بہادر و سچے دور کا آغاز ہوا میں نے تیس یا بیس سال کے اندر کر کے اس کا بہت بڑا حصہ و عورت حق سے محرومی اٹھائی۔
 سفرِ فائنل حقیقتاً ہجرت کا اویسی مقدمہ تھا جیسا کہ مجھے (موت)۔

ملنے پہ آپ بھی عاجز و کمزور ہی کا تجربہ ہے۔ کچھ اسی مسئلے میں مولانا کی کوئی تشریح مل سکی لیکن میری طبیعت کے دو اہم واقعے ہیں جن سے
 متاثر اور سوزا فتنہ چھڑے میں جاسکتے تھے۔ میں نے صاحبِ سب سے کہا کہ تم میرا دوسرا اہم واقعہ ہی غور سے مطالعہ فرم کر دیکھو ہائیں کیا کتاب ہے
 تسلی ہو جائیں گے۔

مختلفہ دنیا سے کرم کی سیر کھت، مزارعِ برحق، اس کا وقت، تاریخ اور تعداد وقوع ایچہ وہ پیش، واقعہ کی کیفیت، ملک کی ملکیت، کیا ہی معلوم ہوتے خدا کو کیا مزارعِ جہانی تھا یا روحانی؟ خواب تھا یا بیداری؟ اس کے بعد پڑے سرورِ بنی اسرائیل کو راتہ رات پر پہنچ کر دیا ہے۔ مثلاً آنحضرت معلوم نہیں انقبضیں ہر سے۔ بنی اسرائیل کی مدتِ تولدیت ختم ہو گئی۔ لکن ان کے شوقِ آخری اعلان کر دیا گیا۔ سورج کے احکام وہ عایدِ ہجرت اور عذاب، آغازِ بیگانگی، فرضیت، ہجرت کی، مآںِ نبوت، قرآن، قیامت، مزارع اور ہجرات، حضرت موسیٰ کے واقعات سے استنباط، مزارع کے افادات اور اس کا پرامر از نظر

ان تمام حضرات کا مفصل بحث نہیں کی جا سکتی، لیکن صحیح روایات کی بنا پر اصل واقعہ کی سلسل کی کیفیت اختصاراً بیان کر دینا ضروری ہے۔

صحیح روایات

مولانا سید سلیمان فرماتے ہیں،

امامیہ و سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو کثیر اقتدا و صحابیوں نے بیان کیا ہے۔ علامہ ذوقانی نے پہلی مرتبہ صحیح صحابہ کو نام بنام لکھا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابنِ اسرائیل میں اکثر روایات کو بیان کر دیا ہے۔ ان میں صحیح، اقویٰ، ضعیف، موقوف، مخری، مکر، صحیح قسم کی روایتیں ہیں۔ صحاحِ مسند میں سے صحاح کا رتہ مستند صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ذکر ہے۔ ترمذی، ابوداؤد، دیلمی، مسند میں مشافہہ و اقوال مختلف امام ہیں کہیں کہیں آگئے ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اسے حضرت ابوذرؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت عبداللہؓ، حضرت مسد و سات اکابر صحابہ سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک صحابیوں نے حرمِ مقدس شرفِ زیارت بیان کیے ہیں۔

مولانا سید سلیمان فرماتے ہیں، "حبیبِ اسلام کی مفت اور پر خطر زندگی کا باب ختم ہونے کو تھا کہ ہجرت اصل واقعہ کے بعد ایمان و مسکن کے ایک نئے دو کا آغاز ہونے والا تھا تو وہ شبِ بیاہ کی لہر و صاحت جاوید کافی و جرو لیں تھا میں سرورِ عالمِ مسلم کی سرکھت کے لیے مقرر تھی۔ دوئے الامین وہ عمارتِ اجماعی سے زیادہ عزیز مقام اور روشنی سے زیادہ ایک غرام حق و حقیقت کی جوت کے مسافروں کے لیے تھوڑی ہے، حرمِ کعبہ میں ملے کر حاضر ہوئے۔

حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے، حضرت جبریلؑ ذوقِ بر سے انھوں نے آپؐ کا سینہ باریک چاک کیا، ہر اسے آپؐ فرماتے دھوا، سولے ایک وقت ایمان و محبت سے بھر کر دئے۔ سینہ باریک میں نواں کر بڑا کر دیا، پھر آپؐ کا تہہ بھونکا، سولہ پہلے گئے وہاں حضرت صالحؑ، حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ

ست حیات ہوئی، حضرت جبریل آپ کو اور اورے گئے۔ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں تم (موت) اس کے پہلے کی یاد دلاؤ گی کہ اسی موقع پر اس کے پہلے چھ وقت کی نافرمانی ہوئی پھر آپ کو سداۃ العلیٰ کی میرکائی گئی۔ حضرت جبریل آپ کو جنت میں لے گئے۔

بعض دوسری روایوں میں بتایا گیا ہے کہ آپ پرانی پر سوار ہو کر گئے، خواب دیداری کی اور اپنی حالت میں تھے اور آپ پر غم نہ تھا۔ حضرت ابراہیم کے تعلق بتایا گیا ہے کہ بیت سر سے پشت ٹکائے بیٹھے تھے۔ سر و اعضاء پر نشان و بانی کا پرتھلا سلی سے اڑا کر آنحضرت مسلم ترین پرتو جہاں سے لائے اور بیت المقدس میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام کا مجمع ہے، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیمؑ نمازیں پڑھ رہے ہیں، اس کے نشان نماز و نماز کا بھیجے کی ناز کا وقت آگیا۔ سرور انبیاء علیہم السلام منصب ماست سے سرفراز ہوئے۔

حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: انا میں لکھا ہے، حضرت عائشہؓ، حضرت صدیقہ اور حضرت حسن بصریؒ سے یہ قول ابن اصفیٰ نے نقل کیا ہے کہ صبح میں آپ کی روت سے ہائی گئی اور آپ کا ہم گھوڑا نہیں گیا، میں وہ اس دنیا میں پہنچے بغیر و متاثر ہو کر صبح نماز پڑھ کر آپ سے تھک گیا کہ نہ پیر روح کے تھی، جس کے ساتھ تھی۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ سونے والا جو کہ دیکھتا ہے، اس کی سوس سو میں ماننے لگتا ہے، اس لیے اسی سے مراد ہے کہ روح مبارک کو ان ملائکہ کی میرکائی گئی، خواب میں یہ بات نہیں ہوتی۔ یہ دوم ائمہ اہل شریعت و اہل سنت، جو کوا قویٰ ہے کہ اس میں جرم دونوں کے ساتھ تھا۔

آنحضرت مسلم کو شب بھر میں جو کچھ ماضی ہوا، وہاں سے بھی زیادہ کا حامل تھا، حروف و کلمات و جہم کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق وادیت کے تمام میں تھے یہ میں لکھا کہ آپ کا سینہ پاک کی یاد اور زندہ ہونے کے اوج، آپ کا خلقت نہیں ہوئی اسی طرح خود روح مبارک کو پرتو جہاں لکھی نہیں ہے کہ آپ پر موت ملائی کی ماننے، آپ کے سر اسی کی روح کو موت اور عاقبت کی سب سے بڑی روح نصیب دیا۔ انبیاء کی روحیں، جو وہاں طہری پرتو تھیں، وہ عاقبت جہم کے بعد تھیں، لیکن آنحضرت مسلم کی روح پاک زندگی کے عالم میں وہاں جلی حد واپس آئی۔

شاہد صاحب فرماتے ہیں

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: آپ کو سداۃ العلیٰ سے ہایا گیا، پھر سداۃ العلیٰ اور جہاں ندائے ہلا۔ یہ سب کچھ جسم مبارک کے لیے جہاد کی حالت میں ہوا، لیکن اس مقام میں اجماع عالم شمال اور عالم خاں کے دو بیان ہوا اور اس عالم کے احکام کا پاس ہے۔ اس لیے جسم پرتو کے احکام خاں پر ہے اور روح پر مصاحبت و روحانی جہم کی پرتو میں نمایاں ہوئے۔ ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک تصویر ہے۔

فرماتے ہیں۔

۱۔ سینہ چرخہ لہر سے ایم وی سے مہر کے کی حقیقت یہ ہے کہ حکیت کے انوار کا لغیر حوالہ دینا طبیعت بشری کا مشعل ہو گیا۔

یہ۔ براق پر سوار ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے نفس ناقص نے اس روح جبرانی پر اسٹیج حاصل کر لیا۔ یہ گناہ چھ الی پہنچے ہیں آپ کی روح بشری کے احکام و روح جبرانی پر غالب آگئے۔

۲۔ میرا اصلی اس لیے ہے کہ یہ تمام شمار، انہی کا مظہر، ظاہر کے انواروں کی تسلسلہ کاروائی ہے۔ میرا مدغم کی نظر کا ہے۔ جو وہ دراصل کی طرف ایک روشنہ ایستہ، جہاں سے روشنی چین چین کر کر کے انسانی پر نائنس برقی ہے۔

۳۔ انبیا، ائمہ و صلحہ سے ملاقات اور امت کی پیشرفت یہ ہے کہ وہ سب ایک ہی رشتے میں خفیہ القدس سے مرہوم ہیں اور آپ کی حیثیات کمالی کا نمونہ ہے جو ان تمام پتھروں میں آپ کی ذات سے منور ہیں۔

۴۔ انبیا و ائمہ پر درجہ و درجہ چلنے اور کچھ کو بخش لینی ملک پہنچنے کی حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان پر جو فرشتے متعین ہیں اور کامل انسان میں سے کچھ ہیں وہ آپ پر پہنچ کر ان سے مل گیا ہے۔ ان کے حالات سے، نیز اس قدر سے، جو ہر انسان میں شامل ہے وہی کہ ان میں جانتے سے وہی کہ ان میں فرشتوں کی جماعت میں ہر ایک اس سے انکسار حاصل ہے۔

۵۔ مددہ المظنی و کوا درخت ہے۔ اس کا ایک اور سر سے پرترتیب ہے ناچر تہ پر اور اس میں متعین ہر سب سے ذیل میں درخت شافری کے اخلاق کے اور کوا ایک اور سر سے پرترتیب ہے پھر سب کا سب کوٹ غازیہ اور قوت نامید کی تہیز میں خود جمع ہوتا ہے۔

۶۔ جو افراد اس درخت کو کوا جانکے ہر سے تھے وہ تہذیب و تمدن کے تہذیب و تمدن ہیں۔ اس عالم ظاہر میں ان چمکتی ہیں، جہاں ان کے کوئی کی استعداد برقی ہے۔

۷۔ خدوی کا سرقی میں وہی فکر و تاملت، مہات اور نشو و نما کا منبع ہے جو عالم حکمت میں اسی طرح جاری ہے۔ اسی طرح عالم ظاہر میں۔

۸۔ بیت اسرار کی حقیقت وہ تہذیب و تمدن ہے جس کی طرف انسانوں کے تمام سجدے اور بندگیوں تہذیب ہوتی ہیں۔ وہ کوا سوت ہے اس لیے نمایاں ہر کوا ان قبیلوں کی طرح ہر انسانوں کے درمیان کبر اور بیت القدر کی تہذیب ہیں۔

۹۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انوری صفت صالحین کا مقصد وہی اسٹیج کی جہات میں روشن بیان

سلف صالحین کا عقیدہ فرماتے ہیں۔

۱۰۔ آپ کے اس سفر شہداء اور کچھ اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے، اس میں انکسار، کافر و کوس کی

تیر خدا کی خدمت اور مملکت میں سے کوئی لٹی نشان ہے اور اس میں اہل قتل کے لیے جہت ہے جو اہل
پر ایمان لایا اور نصیحت کی۔ خدا کے کاموں پر یقین رکھتا ہے، اس کے لیے اس میں واپست اور
ثابت قدمی ہے، اس کو ایمان اپنے بند سے کرات کے وقت سے لیا، اس طرح پایا اور جیسے جیسے پایا
سما کر اسے اپنی نشانوں میں سے ہر پاسے دو گنا سنہ یہاں تک کہ آپ کے خدا کی نشان اور اس کی
علیم اللہ قدرت کے ساتھ دیکھے، جو دیکھے، اس قدرت کو دیکھا، میں سے وہ جو کچھ چاہتا ہے، کرتا ہے،

سورہ بنی اسرائیل اور واقعہ معراج | سید سلمان رحمہ فرماتے ہیں:

”معدنہ سبحان آپ کے ذکر ان بعد میں معراج کا بیان سورہ بنی اسرائیل کی صحت ابتدائی تین پارہ آیتوں
میں ہے لیکن ہم نے بنی اسرائیل کو خراج سے آخر تک پارہ چار اور پارہ اس میں یقین کے ساتھ خراج کیا
کہ ہر پارہ صحت معراج کے ارادہ متعلق، تاریخی و غیر اور احکام و احکامات سے مشور ہے؟
یہ ہر پارہ جو اس صورت کے اہل فوائد سمجھتے ہیں، جو خدا عزوجل میں پیش کیے جاتے ہیں،

۱۔ حضرت مسلم کا قریشی بنی بنی اسرائیل (۱)

۲۔ بنی اسرائیل کی امت تولیت کا اتمام (بنی اسرائیل ۲۰-۲۱)

۳۔ قریشی کے نام آخری دن بنی اسرائیل (۲۱-۲۲)

۴۔ معراج کے احکام و احکام (بنی اسرائیل ۲۲-۲۹)

۵۔ جہت و مذہب (بنی اسرائیل ۳۰-۳۹)

۶۔ نماز چنگا کی قریشی (بنی اسرائیل ۴۰-۴۱)

۷۔ جہت کی دعا (بنی اسرائیل ۴۱-۴۲)

۸۔ نعمت و قرون قیامت، معراج اور معجزات (بنی اسرائیل ۴۳-۱۰۰)

۹۔ حضرت موسیٰ کے واقعات سے استشاد (بنی اسرائیل ۱۰۱-۱۲۵)

معراج کے خاص انعامات | سید سلمان لکھتے ہیں کہ معراج میں اکثریت مغرب کو (۱) خاص علیہ صافیت برتے
اولیٰ و بلاست کہ اس وقت کہ جس سے ہر شخص شرک کا مگر گنہ نہ چکا، داسی مغرب کی
- ایسے میں سے بنا دل سکے گی۔ اور سورہ فرقہ کا آفاقی رکوع اسی راگ و میں فرمان خاص کے معراج پر صحت ہو۔ اس

ملہ سیرۃ النبی مطبوعہ ۱۹۰۹ء - ۲۰۰۰ء شہ ولی اللہ، حافظہ اہل قریب کے اقتباسات میں اسی کتاب سے لکھنا چاہئے لکھے ہیں۔

اسری کے متعلق مولانا کے افادات

مولانا کا حکم نامہ موجود و مفقود نے واقعات اسری پر جو کچھ تحریر فرمایا، وہ گہرے حقائق پر
 وفاق حقیقت کا مشاہدہ
 نہیں بہت مختصر ہے۔ اسی لیے مجھے قیدیوں مختلف علی سے کلام کے افادات نقل کر سکے ہیں۔
 مولانا فرماتے ہیں:

بریت دینے سے تقریباً ایک سال بعد میں پتہ اسلام علی اللہ علیہ وسلم کو اسری کا معاملہ پیش آیا، جو عام طور پر
 صرمان کے ام سے مشہور ہے۔ اسی صورت اور وہ بنی اسرائیل کی ابتدا اسی وقت کے ذکر سے کی گئی ہے اور واضح کیا
 کہ اس معاملے سے مقصود کیا تھا، تعلیمات میں اینٹا، پتہ اللہ کی نشان دہی، ان کے شاہد سے میں کہا نہیں، یعنی دلائل
 عقیدت لا یعنی شاہد کریں، اس سے معلوم ہوتا ہے یہ معاملہ وہی کی گئی تھا۔ چنانچہ میں وہ دیکھ کر، اس کے بعد فرمایا،
 ایسا موسیٰ (سورہ النعام، ۱۵۵) اسی طرح حضرت موسیٰ کا معاملہ وہی بھی کو طور کے امکانات میں کئی
 برافرا۔ ولما جاء موسىٰ فجدنا لسنار وعلیہ (سورہ العنکبوت، ۱۶) اور انھیں کتاب شریفیت دی گئی تھی۔
 یہاں سب سے اہم سے مقصود کہ اللہ سب سے افضل ہے بیت اللہ کے کا پیش ہے۔ اسے اقصیٰ اس میں سے فرمایا کہ عرب
 کے لیے قریب ترین جہاد کا موقع نہ کہو تھی اور دور کی جہاد کا وہ بیکل۔

واقعہ
 واقعہ اسری کی ذہنیت کیا تھی؟ یہ عالم یہاں کی دنیا میں پیش کیا یا عالم غیب میں؟ صرف روح پر
 طاری ہوا تھا یا جسم بھی اس میں شریک تھا؟ اس بارے میں صحابہ و سنت کا اختلاف معلوم ہے۔
 اکثر صحابہ و تابعین اس وقت گئے کہ روح و جسم دونوں پر طاری ہوا لیکن حضرت عائشہؓ، حذیفہؓ بن یمان، ومن، معاویہؓ
 وہی اصحیٰ و غیر ہم سے مروی ہے کہ یہ ایک روحانی معاملہ تھا۔ اصل یہ ہے کہ انیسار کے کلام میں اللہ کے احوال و دولت
 ایک ایسے عالم سے تعلق رکھتے ہیں، جن کے لیے جہادی کام تیسرے کام نہیں دیکھ سکتے۔ جہادی پر تیسرے کسی ایسی حالت کا
 تصور پیدا کر دے گی کہ عام طور پر ہمیں پیش آتی رہتی ہیں۔ لیکن انیسار کے کلام کو جو حالات پیش آتے ہیں، ان کی ذہنیت
 ہی دور مری ہے۔ وہ ہمارے کمزوریاں و مضبوطی کے دائرے سے باہر کے معاملات ہیں۔

حقیقت نبوت
 خود نبوت کی حقیقت کیا ہے؟ وہی کا معاملہ کہ اگر کلام بناتا ہے و گیا اس سے اسے میں جہادی
 کوئی بھی قریب حقیقت عالم کی کاملی نہیں ہو سکتی ہے۔ صحیحین کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگرچہ

واقعہ اسریٰؑ مراد ہے۔ دریا عین ارسیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مبارکی) اکھن سے دیکھ کر بولی دیا
 جہانلہ آلا سرئیؑ میں کہتے کہ کھانی گئی تھی۔ اگر حضرت ابن عباسؓ کو اس آیت کی اس تفسیر ہی کوئی وقت
 پیش نہ آتی تو اس مذہب کے سب سے بڑے فاضل تھے تو پھر اور کوئی کو کیوں دے گا تو جیوں کی عزت پیش آئے
 نہ یہ جو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ دریا عین ارسیاؑ اس سے مراد مسئلہ حل کر دیا اور دو حقیقت آشکارا
 ہو گئی جس کی طرف اسی ہم اشارہ کر چکے ہیں یعنی جو کچھ پیش آیا تھا وہ یہ ہی، لیکن کہیں رو دیا، دیکھیں ہی دویا جیسی نام پر
 میں ہم رکھا کرتے ہیں (میں) دریا عین۔ اسی دویا جیسی کہیں فاضل نہیں ہوئیں پیدا ہوتی ہیں، جو کہ رکھنا ہے
 وہ ایسا ہوتا ہے جیسا اکھن سے دیکھا جا رہا ہو۔

ناراع انبصر و نما صلیؑ و تعذرائی صلیؑ
 انبصر و تبصر انکیزی۔ (فتح: ۱۰۰)

لیکن میں غلام اور دوسرے آگے بڑھی نہ صرف دیکھے اس
 اپنے آپ کے بڑے نئے

مذہب کے لئے جو کچھ دیکھا ہو سکتا تھا ان سے کہنا۔ دنیا و دیر میں جو کہ دیکھا یا سنا یا اپنے پیچ میں نہ، مقصد اس ہے
 تہاؤر کے لئے نہیں۔ میں اسی پر ہوں۔ یہی میرا کہنا، اللہ تعالیٰ کو شکر تھا۔

ہجرت

مقام ہجرت

عام کیفیت | اہل تہذیب و تمدن کا مقام ہجرت میں شریب مذکور سے کم درجہ اور سراسر بی شال و تنہا۔ یہی شہرست میں نے مزید مذکور کئے تھیں تاہم استظہار و تکرار عالم کے یہی دانی ہو گا۔ لہذا اور دنیا مشرق و مغرب کا شرف بنایا۔ یہ ہندوؤں کے "برہمن" ایک اور مستقل میدان ہے، جس کا طوفانی بارہ میں اور دینی کسی قدر کمر بستہ۔ اس کے نزدیک میں جہل میں ہے جو مسلمانوں سے اور شمالی مدینہ پر ہے۔ اس کا نام جہل خود ہے۔ "وہیں" شمالی مشرقی شرفاً ۱۵۰ سالہ کی اور اسی میں "جہنم" "لہجہ" یا "حقائق" لکھے ہیں، شمالی جانب "حرہ" و "افسار" اور "عراق" جانب "حرہ" و "جہنم"۔ میدان کے جزلی و خرقی سے کی طرح کسی نہ ہندوستان اس سے یہ عالمی باعری کہلائے۔ یہ پھر بھی سے شمالی جانب ہندوستان میں کسی حد تک ہے یا ہوا، جہاں جاتی ہے۔ میدان کے پہاڑ میں بھی جوئے ہندوستان میں مسلمان "جہل" سے "جہل" و "حرہ" سے قریب شمالی جانب ہے۔ اس سے آگے "جہل" و "حرہ" اور "حرہ" آگے ہندوستان کی قوت کے مغربی کنارے پر جہل "جہنم" یا "جہل" و "حرہ" ہے۔ اس "وادی" کے شمال میں "جہنم" و "حرہ" کے ساتھ "جہنم" ہے۔ جو خاصہ یا نہ اور طویل شہر ہے۔

ولویاں | میدان میں چوں کے عمارت و دیواریں ہیں، میں میں انشاء کے وقت پانی نہ ملتا ہے۔ لہذا کھل س کی کیفیت یہ ہے۔

- ۱۔ وادی "مارونا" جہل میں سے کل کر شمالی جانب جاتی ہے۔
- ۲۔ حرہ و اقم سے ایک وادی نکلتی ہے جس کا نام حرہ ہے۔ ایک اور وادی میں کوئی نہ خیریت کرنی سات میل سے آتی ہے۔ یہ دونوں وادیوں میں مل جاتی ہیں اور حرہ وادی کا نام "بلقان" ہے۔
- ۳۔ تبا سے حرہ کی وادی کے درمیان وادی وادی بلقان میں مل جاتی ہے، پھر یہ وادی جس کا نام "بلقان" ہے۔
- ۴۔ ہوا تبا سے، شہر و بڑے کے جہلی و مغربی سے گزرتی جہلی شمالی جانب مل جاتی ہے۔
- ۵۔ حرہ و حرہ سے قریب جہلی شمالی میں ایک وادی مشرقی جانب سے آتی اور جہلی اور کے ساتھ سے گزرتی ہے۔

۱۔ یہ اب عمارت و دیواریں، وقت سے خستہ و خراب ہیں، تو کتبہ ہندوستانی پر نہیں ہر بائیں لگے۔

مہوت پرستہ دار ہے۔ یہ وہ کہہ سکتے تھے کہ ہر اس نبی کے ساتھ جو کثرت پرستی کا قلعہ بن کر دیں گے۔
 غزوت کی نئے دوریت اور آئیں میں کو ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہر ایک کو بازو کو بازو کے ہاتھ کا موقع دے
 دینا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ یہی چوٹوں کی خبیث فوج تھی جس کے قوال اسلام نہ صرف
 کے لیے دیکر اسلام چلنے کا راستہ ہوا کہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت سے وہ دینداروں میں مشہور ہو کر قائم
 رہی ہیں جن کی علامت ایک انعام، قبائل میں غریب کا وصال کی گواہی کہتے ہیں جسے کیا خوب فرماتے ہیں:

تمہیں۔ سنت اس شہداء مسلم کرمل
 میں کے دوسرے میں مان و قوام کرمل
 ہم ہر اس کے شہداء عالم کے جو سے
 جانشین قیام کے دور میں مسند پر کے جسے
 کو شہداء میں ہے سلم کا قوامی ہے تو
 نقلہ یا بہ تاثیر کی شہادوں کا ہے تو
 میں تک باقی ہے دنیا میں باقی ہم میں ہیں
 میں سے تو اس میں ہیں اور مسلم میں ہیں

یعنی: مساب اسے مسیت محترمہ اولیٰ قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک غلبہ میں ہیں جیسی جیسی۔ یعنی کے
 نزدیک غلبہ میں جو ہیں اور جیسی جیسی۔ ایک مسئلہ نبی کے ہے اور دوسری مسئلہ نبی کے ہے پھر ان کا ذکر آگے
 آئے گا۔

ان کو شہداء نصیبوں کے ساتھ کراہی رہیں:

- ۱۔ اور امام اسلمین قرار دو
- ۲۔ غزوت میں حادث
- ۳۔ رانی میں مامک
- ۴۔ غزوت میں مامک
- ۵۔ غزوت میں مامک
- ۶۔ غزوت میں مامک
- ۷۔ غزوت میں مامک
- ۸۔ غزوت میں مامک
- ۹۔ غزوت میں مامک
- ۱۰۔ غزوت میں مامک

لے دوسرے مسلمانوں کے لئے ۱۔ یہ اللہ کی ہر جہتی اور نہایت ہی ۱۔ یہ اللہ کی ہر جہتی اور نہایت ہی ۱۔ یہ اللہ کی ہر جہتی اور نہایت ہی
 شریعہ ہر جہتی اور نہایت ہی ۱۔ یہ اللہ کی ہر جہتی اور نہایت ہی ۱۔ یہ اللہ کی ہر جہتی اور نہایت ہی ۱۔ یہ اللہ کی ہر جہتی اور نہایت ہی
 جیسے جیسے۔

۶۔ جابر بن عبد اللہ بن زبیر

ابن عبید خزرجی

بعیت مختصہ اولیٰ
 ان میں جو شخصیں کی بدولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اوس دن سے منع کیا، مسئلہ نبوی کے موسم حج کے لئے اوس دن غزوات میں سے ہے۔ وہ اصحاب کہ مکہ میں آئے اور اسی گھاٹی (مخلفہ) پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کی، جہاں گوشت کھانے پر حرامی بنے تھے۔ ان بارہویں سے پانچویں تھے پھر گزشتہ سال آئے تھے۔ جابر بن عبد اللہ نے وہاں کسی وجہ سے نہیں آ سکے تھے۔ باقی سات اصحاب کے نام یہ ہیں:

- ۱۔ ساقی بن عمارش
- ۲۔ ذکوان بن جلدیس
- ۳۔ حارثہ بن سامت
- ۴۔ ابو عبد الرحمن بن جریہ بن قطیبہ
- ۵۔ عباس بن یزید بن ابی سلمہ
- ۶۔ ابو العیثم الکنتی بن شہان
- ۷۔ خویم بن سادہ
- ۸۔ بنی خزاعہ و خزرج
- ۹۔ بنی بقیع
- ۱۰۔ بنی عوف
- ۱۱۔ بنی جلیعہ خزرج
- ۱۲۔ بنی سالم - خزرج
- ۱۳۔ بنی عبد منافشیں - اوس
- ۱۴۔ بنی غزوان عوف

شرائط بعیت

من اصحاب نے مندرجہ ذیل باتوں پر بیعت کی تھی،

- ۱۔ ہم ہندسے واحد کی بیعت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ قرار نہیں دیں گے۔
 - ۲۔ ہر دوسری اور نہ تاسے ڈال دیں گے۔
 - ۳۔ اپنی اولاد (وراثت) کو قتل نہیں کریں گے۔
 - ۴۔ کسی پر چھوٹا ہتھیار نہیں لگائیں گے اور کسی کی چوٹی کا نہیں گے۔
 - ۵۔ تمام اربعی باتوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر اداریں گے۔
- روایات میں اسے بیعت افساء کہا گیا ہے کہ اگر اکثریت مسلم عورتوں سے اعلیٰ امور پر بیعت یہ تھے۔ اس وقت تک قتل کی اجازت نہیں پڑتی تھی۔

ابن شریک نے یہ درخواست کی کہ ہمارے ساتھ مسلم بھی دیکھو، جو یہی بات کی تعلیم دیں۔ چنانچہ حضرت مسیح

نے بھی روایتیں میں سے ذکر کیا کہ ساقی، ابویزید، عمرو بن ابی العیثم، ابی العیثم، ابی بن شہان، یزید بن ابی سلمہ، ابو حنیفہ، ابو عامر بن عتبہ کے پاس سے چٹا شمار کیا ہے۔

ہی مجیز کو ساتھ بھیج دیا گیا، حضرت مصعبؓ، عبداللہ کے گھرانے کے دولت مند جوان تھے، اسلام سے پیشتر غزوہ سے پر
 سرد ہو کر گئے تو قحطی پر شاکیاں کر رہے تھے اور آگے پیچھے نہ رہتے تھے۔ اسلام لائے تو تمام ڈرائیسیں ترک کر دیں، ایک کل
 کانٹن سے انکا کرتیں پریشی کر رہے تھے۔ اکی غریب انیسویں "المقری" یعنی پڑھانے والے بڑے استاد گئے تھے اور اس وقت
 تبلیغ بھی زیادہ تر قرآن مجید سناتے ہی پر موقوف تھی تاہنا بعد میں حضرت عبداللہؓ نے ان کو حکیم کر بھی تسلیم و مسلم ہی کے لیے
 بھیج دیا گیا تھا۔ (محدث)

بیعت عقبہ ثانیہ

احزاب مصطفیٰ بن عبد اللہؐ و اسعد بن زرارہؓ کے ہاں فزول بدست اور ان کا بیعت سے شریب میں اسلام) کہ فرما اسلام کا چرچا ہو گیا وہاں کس کا دوس کا قبیلہ بنی عبد الوہیل ایک دن جی سون ہو گیا۔ مشرکین منافق اور کفریہ اس قبیلے کے سردار تھے، سہ کو پسند نہ تھا کہ اسلام ان کے قبیلے میں پھیلے کہ اسعد بن زرارہ سے قرینی دشمن تھا یہی دونوں مارا جاتے تھے۔ سی سے زیادہ راست حضرت مصعبؓ کو روکنے کی کوشش کیا کہ ہمارا اسعد سے تعلقات بگڑ جائیں، یہ رسول اسلامؐ کے ساتھ ہمارے ہوتے۔ پتا چلا اسعد نے انہیں یہ نصیحت کا کہ آپؐ جاکر حضرتؐ کو روک دیں، اسعد بن زرارہ نے انہیں روک دیا کہ آپؐ سے کہا کہ تمہیں کامروار تو رہا ہے خدا کو روک دے وہ آپؐ کی بات مان جائے۔ اسنے میں انہیں آپؐ سے ملو کہ آپؐ سے کلمہ سنت گئے تھے، یہ بھی کہا کہ تم سارے لوگ ان لوگوں کو جیسا کہ ہے ہو۔ مصعبؓ نے جسے کلمہ سے کام لیتے ہوئے کہا، آپؐ بیٹھ جائیں میری باتیں سن لیں، پھر کوئی دے گا کہ آپؐ کو روکیں، چنانچہ انہیں اس درخواست کو معقول سمجھ کر بیٹھ گئے، مصعبؓ نے بڑی نرمی سے اسلامی تعلیم پر مشرک اور قرینی قبیلے کی سنا دیا، انہیں سن کر بہت سے یہ بتا دی کہ تمہارے دین میں داخل ہو کر رہتے ہیں، کہا، تمہارا کچھ کیا ہے پتا نہ کر سکا، تمہارا کچھ کیا ہے، پھر وہ کلمہ سن کر بہت خوش ہوئے، انہیں یہ شرطیں پڑی کہ کہ اسلام لائے اور کہا کہ میرے بعد ایک اور شخص آئے گا، اگر وہ تمہارا پیروں گیا تو کوئی غصہ نہ پالے گا۔

پھر انہوں نے اسعد کو اسعد بن زرارہ کے مکان پر بھیجا وہ ان کے تعلق میں بھی وہی کیفیت پیش آئی، پھر انہیں کہہ دیا کہ تمہاری جگہ میں پتا چڑھ جائے، وہاں سے تمہارے قبیلے کو پکار کر کہا، بنی عبد الوہیل! میرے بارے میں تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ سب بالاتفاق بولے، آپؐ ہمارے سردار ہیں اور میں آپؐ پر چڑھا افتادہ ہے۔ اسعد نے کہا، اسنو قبیلے کا کوئی فرد مدعو کرنا عورت، صبیہ بچہ وہ اللہ ہر اس کے رسول پر ایمان نہ رکھ سکتے ہیں اس سے بات کرنا ناممکن ہے، پتا چڑھ کر پھر قبیلہ ایک ہی دن میں اسلام لے گیا۔

غرض حضرت مصعبؓ فرماتے ہیں اس عرق پر انہیں ہم سے کہہ کر کہہ کر لوٹ آئے اور تمام حالات رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کر دیے۔

صحبت عقیدہ ثنائیہ

مستند غریب کے ی میں شریب سندہ فخر معاصیہ کا کمر آئے ان ہیں دو دوزخ میں تھیں۔
 غریب کے معاصیہ نے ان دوزخ سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ رسول و مصلو کو اپنے ہاں
 تشریف لائے کہ رحمت پیش کریں۔ مثلاً میں دانت کے دانت ایک ایک ٹکٹھاگ تمام پر ان سے حفاظت فرمائی۔ اس
 موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بھی سادہ تھے اُنہی کے دانت ایک ایک ٹکٹھاگ تمام پر ان سے حفاظت فرمائی تھے۔
 عباس نے ان شریب سے کہا: اے مصلو! اپنے خاندان میں مستند و محترم ہیں۔ جو دشمنوں کے مقابلے میں
 ہمارے ہی کی حفاظت کرتے رہے۔ اب دوزخ سے پاس جانا یا اپنے تھے۔ اگر جس کے دشمن سے حفاظت دے سکے تو بہتر
 دوزخ بھی تو اس دوزخ سے دور۔

خدا ایل شریب میں سے بھی ایک صاحب نے اپنے ہم قوموں سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو وعدہ کیا
 کہ: جسے جو میری لڑائیوں اور سیماؤں کی مرادوات دینا ہے۔ اگر اس وعدہ کو بیان و مال کا نقصان برداشت
 کرنے جو اسے دے گا کہ تو دنیا اور دوزخ کی سرخروئی حاصل کر دے۔ اگر پرانہ کہہ کے تو دنیا اور دوزخ کی رسولی
 جسے میں آئے گی۔

ایل شریب صاحب نے کہا: ہم پہلوؤں پر خود و خود کے بعد غریبیوں کے آئے تھے۔ دوزخ کوئی خطرہ
 انہیں پر اس نہیں کر سکتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحمت کے جواب میں رحمت دے دیا:

۱۔ کیا آپ نے ان کی شہادت میں میری پوری مدد کریں گے؟

۲۔ کیا آپ اپنے شہادت میں میری دوزخ سے ساتھیوں کی مدد سے حفاظت اپنے اہل و عیال کی مانند کرتے رہیں گے؟
 انہوں نے پوچھا: ہیں وہ کاموں کا جو کیا ہے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جو نجات اور نجات کی خوشنودی کو جس سے ہے؟

ایک صاحب نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ دوزخ سے ہمارے دواہلیوں اور دختر جو جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ
 حبیب آپ کو رحمت و اقتدار حاصل ہو جائے تو ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن تشریف لے آئیں۔

فرمایا: انہیں تمہارا وطن و میرا وطن ہے۔ تم میرے ہوا۔ میں تمہارا ہوں۔

ملہ مرتبہ لڑائیں سے مراد ہے تشریف لائیں، صبیحہ لڑائیں کا مطلب ہے دوزخ یا انہی کا انجام اسو سنایا کہ اند

ناخوشگوار ہو۔ مثلاً دوزخ میں صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۰۰

۱۰۰ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۰۰

ایک روایت ہے کہ فرمایا، میرا جیسا اور میرا تمہارے ساتھ ہو گا۔

اس تیرو سال تک نہایت عہد آزما ایذاؤں اور دشمنیوں جھیل لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسہل کر کے اپنے ایک اسم میں عیا کر دیا جہاں اس دین حق کا نظام، اجتماعی شکل میں دنیا کے ایسے بہترین برکتوں دار مسادقوں کا سرچشمہ بننے والا تھا۔ مگر مکر اور مخالفت دوزخ کے بھڑکا کر اس پاک دین اور مقدس تعلیم کو ٹھکرانے لگے تھے اور اس دغا و فریب نے اسے اپنی آنکھوں کا سرسہ بنالیا۔ دین حق کی نفرت کے باعث وہ انصاف کھلائے اور دائمی سعادت کا نذرانی عطا ان کے اور کر دیا۔

رسول اللہ معلوم ہے اہل شرب میں سے بارہ مصلوب کو قلیب مقرر فرمایا کہ وہ اپنے لوگوں
نقیبوں کا تقریر میں دین کی اشاعت کریں۔ سیرۃ النبی کا بیان ہے کہ یہ نام نہاد اہل شرب منہ و پیش کے تھے۔
 ان میں سے نو خراجی تھے اور تین اور کس میں سے تھے،

۱۔ اسد بن ارادہ (جو نام نہاد)

۲۔ عبد اللہ بن رواحہ

۳۔ اسد بن ابی معیر

۴۔ ابو ایوب انکب بن سہیل

۵۔ اسد بن جلدو

۶۔ برزخ بن معرور

۷۔ اسد بن علی

۸۔ اسد بن علی

۹۔ اسد بن علی

۱۰۔ اسد بن علی

۱۱۔ اسد بن علی

۱۲۔ اسد بن علی

۱۳۔ اسد بن علی

۱۴۔ اسد بن علی

۱۵۔ اسد بن علی

۱۶۔ اسد بن علی

۱۷۔ اسد بن علی

۱۸۔ اسد بن علی

۱۹۔ اسد بن علی

۲۰۔ اسد بن علی

۴۔ سعد بن زید

بنی سہلہ، خزرج، جنگ، حدیبیہ، شہادت پائی۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجا،
 فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم کو دوسرے تھے۔ فرمایا مجھے
 اب۔ وہی کلمہ۔ رسول اللہ کی خدمت میں میرا سدا
 پہنچا کہ میں کرتا، اللہ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے
 تو رہے کن، حبیب ملک ایک بھی چھپکے والی اکھڑ
 میں باقی رہے، اگر دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا
 تو غلام کے حضور کوئی بھی نہ دیکھیں نہ کر سکیں گے۔

۵۔ حبابہ بن صامت

بنی حوث، خزرج، عالم صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔
 ان سے حدیبیہ بھی مروی ہیں، غزوہ بدر میں شہادت پائی۔
 بنی حوث، خزرج، جنگ، حدیبیہ، شہادت پائی۔

۶۔ رافع بن مالک

۷۔ جہاد بن عمرو

بنی سہلہ، خزرج، جنگ، حدیبیہ، شہادت پائی۔
 صلوات ان کے سواجزار سے سے فرمایا، تمہارے
 بہت سے غلام تھے، اسے میرے بندے مانتا تھا
 مالک سے۔ حوث کیا، میرے قاصد ایک ہی روز وہاں
 نہ دیکھا جانے لگا۔ پھر اسے کہی، میں جانوں
 بنی حوث، اسے جنگ بدر کے لیے لکھتے تھے تو
 ان کے اہل خانہ نے کہا کہ میرا بھی حصہ ہے، تحریک کو
 غمزدہ رہنا چاہیے۔ قرآن پڑھا تو غمزدہ کے سر پر کھ
 اللہ ارحم الراحمین، جنگ میں شہادت پائی۔

۸۔ سعد بن خنیس

۹۔ منذر بن مسعود

بنی ساعدہ، خزرج، میرے مولا میں شہادت پائی۔

اس کے بعد صحابہ کے بیٹے بنی حوث کی قربت کی وجہ سے ان کا تعلق ان کے
 تہجرت کی اجازت

و شامت کا ایک نہایت اہم جزو تھا، مذہب اور کج رفتاری سے ان کا تعلق ان کے
 تھے نہ کہ ما۔ اس سے مذہب اور کج رفتاری سے ان کا تعلق ان کے

بڑے ہنات نہ کر سکیں گے۔ اس نگریز پر سب نے سادہ کر دیا۔

قرآن مجید سے بھی اس منصوبے کی تصدیق ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے،

قرآن مجید کا بیان | وَاذْكُرْ بَيْتَ الْاَيْمَنِ الَّذِي كَفَرُوا
اِسْتَشْرَكَوْا اَوْ اِغْتَفَرُوْا اَوْ يَخْرُجُوْا رِيْحًا مُّكْرَدًا
وَيَسْكُرُ اللّٰهُ وَاَلْفُ غَيْرِ الْحَكِيْمِ۔

اور اسے چتر سے اس وقت کیا کہ جب کہ کفر میں لاغر
تیرے سے غافل تھی تو ہر روز میں مصروف تھے تاکہ تجھے گرفتار
کر لیں یا توں کوڑا لیں یا بھڑھائی کریں۔ وہ اپنی توہین
میں تجھے ہر سہ سے اور اللہ اپنی نفی توہین میں کر رہا تھا۔
(الانفال ۲۰-۲۱)

مکروں اور سادوں کی تمام توہینیں پوری طرح ناکام رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو فیصلہ کر رکھا تھا، وہ منصوبے کا ناکارہ
پودہ بھڑھائی اور دزدانوں کی طرح حقیقت ثابت کر دینا کرنا اور ہو گیا۔

صحابہ کرام | اے اہل جہل و غریب ہشام !
مجھ کو ملے مسکن ہمارے کہ جسے صحابہ کے لیے چنے گئے تھے ان کے نام فضائل ہیں سدا کے مطابق یہ ہیں۔

۱۔ عتبہ بن ابی لہب

۲۔ عمر بن الخطاب

۳۔ امیر بن شعیب

۴۔ ابی بن شعیب

۵۔ زبیر بن الاسود

۶۔ عبید بن الجراح

۷۔ سہیل بن امیہ

۸۔ قیس بن سعد

۹۔ حکم بن ابی العاص

۱۰۔ ہر سب

۱۱۔ ابن ابی العاص

ان میں سے پہلے آٹھ ان سادوں میں سے تھے جو غزوہ بدر میں مسلمانوں کے اقامت سے مارے گئے۔

فیصلہ دوا لگی | اے اہل جہل و غریب ہشام !
میں نے ہر سب سے دامن لے کر ان کے لیے عذر نہ دیا کہ وہ کچھ کو بھرت کی اجازت۔
میں نے ہر سب سے دامن لے کر ان کے لیے عذر نہ دیا۔

مجھے بخلائی میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے کہ تم فیک واپس کے وقت تمہیں بیٹھے تھے کوئی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کا سر اٹکا ہوا تھا۔ رات تشریف کے مناجات وہ وقت چار سے ان آٹھ کا تھا۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا، میرے پاس باپ اپنے پرقرآن ہوں، اللہ کی قسم یہ تشریف کہہ دی برسی نہیں۔ کوئی اہم معاملہ ہے۔ آپ اہل بیت کے گھر اندر آئے اور فرمایا: جو بھی آپ کے پاس جواسے پاؤں کرے، ابوبکرؓ نے عرض کیا: عوفؓ آپ کے گھر والے ہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اچھے ہجرت کی امانت ہو گئی ہے۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا: میرا باپ آپ پر قرآن پڑھا دے گا اور وہ طاقت و محبت کا آئندہ رہے گا۔ فرمایا: "اے" یعنی طاقت ہوگی۔ ایک اور روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے خوشی میں کسی کو دوسے نہیں دیکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے "اے" نکلا تو حضرت ابوبکرؓ کی آنکھوں سے جاری ہو گئے۔

یہ خوشی کے سبب سے ہو رہا تھا اس سے بعد کفر غرضی کا منہ نام کوں سا ہو سکتا تھا کہ ایسے اہم سفر میں رہو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دکائی کی سعادت نصیب ہوئی: حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: میں نے وہ مسائل تیار ہوئی کی تیاں کھلا کھلا کر اسی طرح سے پالی ہیں ان میں سے ایک آپ لے لیں۔ فرمایا: قیمت سے ان گا۔

یہ نیدر فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم واپس تشریف لے گئے۔
امانتوں کا معاملہ اور حضرت علیؓ
 اگرچہ قریش آپؐ کی جان کے دشمن تھے مگر کوہ کے کٹر لوگ اپنی واپس آپؐ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ آپؐ نے تمام امانتوں کا معاملہ حضرت علیؓ کو سونپا دیا اور فرمایا کہ میں کے ہاتھ کو ہوا کہ خرب چلے گا نہ نڈر فرمایا۔ چنانچہ میرے ہاتھ پر لپٹ جاؤ۔ خیل میں کوئی گزرتے نہیں پہنچے گا۔

ان تمام اتفاقات سے ناسخ پڑے تو ہمیں سننے والے کا شاکہ ہوا کہ کوئی میرے میں سے لیا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اولیٰ شب ہی میں گھر سے نکل گئے تھے جو لوگ وہاں سے پریشانی تھے، انھیں ہر گز نہ ہر سکی۔ ابوہریرہؓ کے ایک بھائی کے ان حضرت عائشہؓ اور حضرت اسمائہؓ نے بلو عبد سحر کا سامان درست کر دیا یعنی کھانا تیار کر کے ہجرت کے ایک قبیلہ میں دیا۔ جب قبیلہ کا سفر باندھنے کے لیے کوئی جدید عمل تو حضرت اسمائہؓ نے اپنے گھر سے ایک کھانا چھاؤ کر منہ بانجھ دیا۔ اس وقت سے "فاتحہ انظالمین" مشہور ہوئی یعنی دو گرجہ بدوں والی۔ ایک روایت ہے کہ کوہ کے رہنما نے آپؐ کے ایک سے کھانے کے قلعے کا اور دوسرے سے پانی کے ٹھیکیز سے کھانا باندھا تھا۔

مگر ان کا رسم قلعہ گشت کے آخری ان تھے بعد پندرہ وقت تھا۔ آفتاب چھوٹ چکا تھا۔ ایک کھانا کھا کر اور دوسرا پانی پیا۔ علیؓ نے آپؐ کو اہل بیت حضرت عائشہؓ کی جانب سے دیا اور بعد (حضرت اسماءؓ) رو لیا۔

کاٹنا، بہار کے محل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر کے ساتھ، جی کا مکان کو گھر کے نزدیک چھ
خدا رتور میں نماز شہر سے غزنی سمت میں چڑھے۔ چوہل کے ذریعے پر دروازہ ہوا تھا، جس کے اندر ایک بڑا خانقاہ
 راستہ سنت پھر لیا تھا۔ حضرت ابو بکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھے یہاں سے غزنی و درنگ کو حوں پر بٹھالیا،
 چلتے وقت دو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے، کبھی پیچھے، کبھی دائیں، کبھی بائیں ہوجاتے۔ اگرچہ چاہتے تھے کہ ہرست سے حضور
 کی حفاظت میں، اپنی جان قربان کر دیں، مگر ان کے ہاتھ پر سچ کو حضرت ابو بکر نے خرد و اہل غم سے اور خدا کو خوب صاف
 کیا۔ اپنے کپڑے پہنا چھا کر تمام سوراخ بند کیے پھر دھون اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ اس قادی، رسول اکرم
 اور حضرت ابو بکر نے تین دن و تین راتیں گزار دیں۔

حضرت درویش مقامات | ملاقات حقیقی موت خدا تھا، جس نے ہر قدم پر دشمنی کے منصوبے نکال دیے اور اپنے
 رسول کو کئی کئی خطرے سے محفوظ رکھا، لیکن مجھے یقین ہے کہ جب سے جبریت کا فیصلہ ہو چکا تھا
 اسی وقت سے جھگڑنے کی تمام تدبیریں سب سے پہلی ہی ہو گئی تھیں۔

۱۔ حضرت ابو بکر نے پہلے سے دو سائے پان سفر جوت کے لیے تیار کر لی تھیں۔
 ۲۔ کو کھڑے سے جہز کی جانب سفر اس لیے اختیار کیا کہ شہر شہر میں تھا، اس کی طرف جانے والے تمام راستے
 شمال کی طرف جاتے تھے لہذا قاتل کے ہاتھ سے کوئی انہیں راستوں کے دوس پاس سرگرم تلاش ہو سکتے۔
 ضرب کی طرف لاش کا انہیں خیال ہی نہ ہوتا۔

۳۔ انہیں بہت غارتی میں بند دینے کا فیصلہ ہی پہلے سے کر لیا ہوا۔ فیصلہ کوئی چاہا کہ اب دیر اور گھر
 ۴۔ پھر حضرت ابو بکر نے اپنے پیٹے بھرا کر اس کام پر مامور کر دیا تھا کہ ان جبروتی کی باقی میں کو کچھ فراموشی
 دانت کے وقت قادی میں مستحباب کرے۔

۵۔ اسی طرح حضرت اسائنات کی تاریکی میں کھانا چھپا جایا کرتی تھیں
 ۶۔ عامر بن ثنیہ حضرت ابو بکر کے ڈاکو، دشمن تھے، اور آپ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ انہیں تاکہ کر دی گئی تھی کہ
 دودھ والی بکریاں روک دیکیں اور رات کے وقت انہیں نادر کے دھنکے سے بیا کریں۔ اس طرح تارو داروہ
 لیا جاتا تھا۔

۷۔ جب کے وقت عامر بن ثنیہ روڈ پر بازار کے پاس سے دو جنگ کو کھڑے کی طرف سے چلتے تھے تاکہ کسی آتے جانے
 والے کے پاؤں کا نشان باقی رہے۔

۸۔ جب غشی جہاد بنی کر ایضا کو گہری کے لیے پہلے سے معزز کر دیا تھا تو ہم یہ انداز میں وقت تک مسلمان نہیں
 ہو سکتا، مگر اس پر ہوا، خدا تھا۔

مولانا کی تصریحات

ان نصیحت کے بموجب آپ مولانا کے اذکار و استعاذات میں جیسے ایک نقل و کتب کی شکل دے دی گئی ہے اگر وہ بہت تھوڑی ہے۔

جب کہ یہ چیز اسلام کی دعوت کا غور و تہققی طور پر درگزر دینا چاہیے گئے ایک ایسا دن و گن کا تھا، جس نے دعوت قبول کی۔ اس طرح کی قوم، دو دن کے بعد ہی کا، اس کے اٹھتے تھے۔ خود گردان دونوں میں ہمارے نزاع کیلئے اور ان دعوت کئے تھے کہ انہیں جی ہے۔ ہم بات کو درست سمجھیں، امتیاز کریں۔ ناصت کئے تھے: انہیں یہ حق حاصل نہیں میں وہ انسان کے مفید و اعتقاد کی نادہی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ بڑے مشیر مسلمانوں کو ان کے اعتقاد سے بھرا دیں۔

پھر اسلام نے تیسری ایک ہر طرح کے مفاد پر دشت کیجے۔ آخر میں میں زندہ رہنا دشوار ہو گیا تو دینے چلے گئے لیکن قریش نے وہاں بھی نہیں سے نہ بچنے دیا، پہلے وہ پہلے شروع کر دینے۔

سورہ انفال کی آیت ۱۰۱ میں جو کہ لکھا ہے۔ اذکار ہر ماہ ہے، اسے پیچھے روکتا یا کر، جب کہ میں کاغذ پر سے نکالتا بھی مجھوں میں گئے تھے کہ جو کچھ گشتا، کھیں یا نقل کر دہیں یا جتا دہیں کریں اور وہ معنی تو یہ ہیں کہ دینے تھے اور اللہ اپنے معنی میں کہ لکھا تھا اور اللہ ہر چیز میں کہ لکھا تھا ہے۔

اور یہ جہ کہ لکھا ہے میں کیا تم میں میں کوئی ایسا نہ کی کہ لکھا ہے کہ بری کاغذ کا نام و

نام اور یہ معنی میں اللہ علی اللہ علیہ وسلم اللہ کی خدائت میں شریک ہیں جیسے گئے

سورہ تہ کی آیت ۱۱ میں کہ جو ہونے کی لڑت اذکار کیا جہ جب کہ میں اللہ سے حق سے نصیر کرنا

کو نام و تہ کی کے لئے کی کہ ایک وقت پیچھے لکھا ہے کہ کوئی آپ کو بہت کہ لکھا ہے۔ آپ

لکھا ہے کہ آیت ۱۱ میں ہے۔

لَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ حَتَّى تَغْتَسِلَ مِنْ مَاءٍ طَيِّبٍ لَقَدْ نَزَّلَ الْقُرْآنَ فِي لَيْلٍ مُبَارَكَةٍ

لَقَدْ نَزَّلَ الْقُرْآنَ فِي لَيْلٍ مُبَارَكَةٍ لَقَدْ نَزَّلَ الْقُرْآنَ فِي لَيْلٍ مُبَارَكَةٍ لَقَدْ نَزَّلَ الْقُرْآنَ فِي لَيْلٍ مُبَارَكَةٍ

وَلَقَدْ نَزَّلَ الْقُرْآنَ فِي لَيْلٍ مُبَارَكَةٍ

پانچ گز کہ وہ خدا کے بندوں کو اس کی عبادت گاہ سے ہر روز کتنے گلے میں لٹکائی وہ نہیں کہ پاداشِ علی کی نوا میں تاجِ ہونہ
 چنانچہ وہ کا ہر جہتی اور تہ پیش کی کے ہماستی انہاں کا پیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

منازل شیر

یہ شیر کی طرف رواں گئی | انہی راتیں نہ ٹھہریں نہ سو، جان گرم صومراں اپنے دھڑکیاں دوانہ ہو گئی، غصہ ہے
یہ غصہ پہلے سے گرم کیا ہو۔ بڑے کڑکھڑ میں خاص حالات میں سو پانے کی بنا پر اس میں
تغیر و تبدل کا امکان ضرور ہو گا، وقت پر دو سالہ بچیاں مار کے پاس پہنچ گئیں جنہیں مہینوں سے بون کی پتیاں کھلا کھار
اس طرح کے پہلے تیار کیا ہوا تھا اور جن میں سے ایک کی قیمت رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے خرید لی تھی۔ شاید ہی ساتھی
کا نام نہ تھوڑی تھا۔

بہن روایات کے مطابق یہ عورتاں کہ شروین ہوا، صدمت کا تعاف نہیں تھا، انہیں سے بہت بڑے
رواں ہو گئے جن ناگوں لکھنے سے پہلے کھڑکے قریب دروازہ کھول دیا جیسے چھوڑا جائے، ایک ساتھی پر آگے
دھون اکرم مسلم سوار ہوئے، حضرت ابو بکرؓ آپ کے پیچھے بیٹھے، دوسری ساتھی نے بعد ازاں اپنے اہل بیت
نہیں سوار کیے تھے

خاندان سے علی گڑھ راستہ اختیار کیا گیا جس پر سے عام آمد و رفت تھی، اسی طرح مغربی و شمالی رخ
پہنچتے تھے، سندھ کے نزدیک پہنچ گئے، پھر لاہور سے یہ وہ راستہ ہو گا، جو جڑ سے راہیں جاتا ہے۔

مغنیہ کے روز درپہر ہو گئی تو حضرت ابو بکرؓ نے ایک سو شان کے پاس سایہ دیکھا، ان میں صاف کر کے اس
جگہ چادر بچا پائی، اگر رسول اکرمؐ مسلم استراحت فرمائیں، اور دھو دیکھا تو ایک چادر اٹھ گیا، اس کے ساتھ میں بکری
تھی، عرب صاف کر کے دھو دیکھا، بکری کا سونہا لنگ لپکا، اگر دھو کر دھو دیکھا تو وہاں سے مٹھو رہے، اس میں پانی
گالی کر خدمت اقدس میں پیش کیا، آپؐ خوش فرما چکے تو رواں ہو گئے۔

لہذا روایت کے وقت رسول اکرمؐ منیٰ اندھیرے میں گریہ و رنج کی نفروں اور فرمایا، اسے کہہ دو پھر تمام عبادات سے
لیا، اور جہے، اگر کیا کروا تیرے ہاں شہد سے مجھے بیان دینے نہیں دیتے، لہذا یہ راستہ خاص ہو کر ساتھ ساتھ ہے، ... زانو
بھی ایک تیرا اس راستے رائے سے جو کیا تھا، تو وہاں اسی رشتے کا ایک حامل تمام ہے جہاں شہد میں بکری کی جہازوں نے شہرین کو
کے لیے ساند سامان جھگ دیا تھا اور جن طریق کے لیے صنعت و فن کے عبادت گزار تھے ہم پہنچا تھا۔

اسی بنا پر نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود سے اچھے طریقہ انٹاری سے شریب پیچھے تھے۔

یہ وہی گڑب گڑب انٹاری کی طرحانی توہیننا تھا جس میں اوست کا باعث ہوئی کہ کئی کئی لوگوں سے ذکر پیدل چلا۔ لیکن اس راستے کی خطرات کے مستحق اور جو مستحق تھے انہیں وہ بالکل بے اصل ثابت ہو گیا۔

راہیج سے آگے سڑاؤں تک یہی مختصر فاصلہ چلیں گے۔ اس کا فائدہ نہ رہے ہی پڑنا بھل گیا۔

سڑاؤ کا واقعہ

مکتبہ خیریتیں و سرائے صوفیہ کو یاد کیے تو علان کو یاد بخیر معلوم ہوا کہ کچھ بھی نہ ہو یا ٹھوکرے کے ٹکے کا۔ اسے ایک سرائے اندام میں دے دیے جائیں گے۔ سڑاؤ کو یہ خبری بھی تھی۔ وہ مجلس میں بیٹھا تھا تب اس کے بھائی کا معاملہ ہو کر کی طرف ہندو سائے سے تفرقہ آئے ہیں۔ شاید وہ محمد و مسیح اور آپ کے ساتھی ہوں۔ سڑاؤ کو کو جتنی ہو گیا کہ وہی یہ نہیں کہی کہ کون سا دھارم دھرموں میں اور ابھی بیان سے گزر رہے ہیں۔ وہ اصل وہ تھا۔ خاصہ لینا چاہتے تھے کہ اس کا میں شریک ہوجاؤں اور انعام مل جائے۔

سڑاؤ چپ چاپ انعام دہشی سے گیا کہ میرا کھڑا ایلے کے پرستے یا کہ حضرت محمد پرستے کہ پرستے وہاں پہنچا اور سوائے کہ تعاقب میں چلے۔ قریب پہنچا تو یقین ہو گیا کہ سوائے اسکو جارت ہیں۔ تیر کمال کر ڈال دیں تو خود غلطی، لیکن ایک سرائے کے انعام کو نہ چاہیے۔ انکار کمال غلطی پر اندوہ نہ کر دیا جاتا۔

اور خود کہتا ہے کہ میں نے نال کے غلام علی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلطی سے وہاں سے قرآن مجید کی امان نامہ۔ غلامت فرما دیے تھے اور اس پر نہیں دیکھتے تھے۔ اگر کوئی چکس تھے۔ وہ ان کی تعریف پر طے تھی۔ سڑاؤ قریب پہنچ گیا اور اب بڑھنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصرار کی تو آپ سے فرمایا اے اسی کے شریعت میں پہنچا نہادی سڑاؤ کے گھر سے کہ پانی کشتوں تک نہیں میں دھنس گئے اور دو گر پڑا۔ اسی اور دھو دھو سے پانی پر شکل نہیں سے کھالے تو مرقہ کہتا ہے کہ ایسی گروانی جو دھنسیں کی جڑ آفاق تک پہنچ گئی۔

سڑاؤ کو یقین ہو گیا کہ یہ معاملہ دھرم ہے۔ اور اوست کے سارے سارے شہر انہیں ذرا دھو دھنسیں لگتے ہیں۔ وہاں سے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ہمارے گھر سے سڑاؤ نے جو بھی کیا کہ اب میں ہر تعاقب کنے کو چاہیے ہی وہ گناہ ہیں گا۔ دھنسیں ہوتے تھے سڑاؤ نے اللہ کے لیے درخواست کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہمارے قریب خیریتیں کے ایک ایک سے پر ایمان نامہ کو کہ سڑاؤ کے حواسے کر دیا۔ جگہ اس کے بنے سڑاؤ ایمان پر۔ اور خیریت کے سارے ایمان پر سڑاؤ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

کسمرئی کے گنگن | مستیابہ میں ہے کہ سڑاؤ اب اس پرستے کا حضرت مسیح موعود سے فرمایا۔

سڑاؤ اس وقت تیری شان کیا رہا گی، جب تیرے اہل حق میں کسمرئی کے شایع ہوئے۔

ہجرت اور سندھ ہجری کا آغاز

وعدتہی با سعد مٹا . نزدیکی

جہاں غزنی میں ہو چکے یا سعد :

— (۱) —

واقعہ ہجرت کی عظمت | آج جب کہ ساری کہ رہا ہیں، مغرب کی ترسری تاویلا ہے، پورے خیر و دل اس واقعہ پر
سزا پہنچے ہیں کہ پچاس ہجری سال ختم ہو چکا اور نیا سال شروع ہو چکا ہے لیکن ہزاروں لاکھوں
مسلمانوں میں شاید ایک شخص ہی ایسا نہ ہو گا جس نے خود کیا پر لگا کر اس سادہ اختتام و کارخانہ میں تاریخ عالم کے کیسے
عظیم اور انقلاب انگیزہ آئنے کی یاد پر شہید ہے؟ وہ عظیم واقعہ جس کی یاد آوری سے ہر کہتا دیکھتا : اسلام کے کسی بھی واقعہ
میں جاسے یہ ہجرت کی عظمت اور عظمت کی سچائی نہیں ملے گی، خاص واقعہ سے بڑھ کر تاریخ اسلام کا کوئی بھی واقعہ
جاری یا واقعہ اشقت سے دور اور ہوا سے دل کی اثر پذیریں سے مہر نہیں ہو گیا۔

جماعتی حافظہ اور اس کا مزاج | انگریزی زندگی میں جو دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کے حقوق اور سیر و گریز کا
ادوارہ اس کے حافظے کی رفتار سے کر لیا جاسکتا ہے۔ ایک ایک صورت آدمی کے
حافظہ میں بڑھ چڑھ رہی ہے تو ان کی یادداشت کے لیے کوئی تیر نہیں مل سکتی، چھپے ہوئے اور چھپا ہوا ہیں وہ کسی قسم میں
مہول ملتا۔ جہاں اس کے ایک واقعہ کوئی کوئی ہی کارآمد اور چھپا ہوا نہیں ملتا، لیکن اس کے حافظے میں اس کے لیے
کوئی جگہ نہیں ملے گی۔ وہ صرف بیکار اور بے باتیں ہی یاد رکھ سکتا ہے۔

یہی حال جماعتوں اور قوموں کے واقعہ کا بھی ہے۔ ان کے ادوار و تیز کی ایک بہت بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ
جماعتی حافظہ کا مزاج یا عقل الٹ جاتا ہے۔ جماعتیں یاد رکھتی چاہئیں، وہ اس طرح بھلائی جاتی ہیں کہ بار بار یاد دہا کر
میں یاد نہیں آتیں اور جو باتیں بھلا رہی چاہئیں، وہ نہ صرف یاد رکھی جاتی ہیں بلکہ ان کی یاد اور یوں کا ایسا اظہار کیا جاتا ہے
کہ بھلائے کی کتنی ہی پوشیدگی کی جائیں، کبھی بھلائی نہیں جاسکتی!

شہد کرم مستقرہ (دروغی شہنشاہ)

کہ ہجرت سے سست کا قصد نہ ہو۔

ان روایات کی مزید تشریح امام خمینی کی روایت سے ہوتی ہے جو مسجد طبری کے نقل کی ہے۔ خدا صمد

اس کا ہے کہ

جو موسیٰ شوقی نے حضرت ابو جعفر کا آپ کی جانب سے
بارہ سال تک طوطا آئے ہیں مگر ان پر کوئی ناز نہ نہیں کرتی
اور یہ دشت وہ تھا کہ حضرت حضرت علیؑ کے متعلق آثار
تاکید کر دیتے تھے۔ حضرت علیؑ کے حرم و قرآن سے پائے گئے تھے
اور اس سے محرم کر رہے تھے کہ شہداء اوقات سے لینے تک
خاص مایہ کا قرار نہ ہائے۔ ہائی مایہ نہیں مروجہ تھیں وہ
پہلے نہیں کرتے تھے کہ انھیں قیاد کریں۔ جو موسیٰ شوقی نے
کچھ تو انھیں زیادہ تو جو کچھ مایہ کوئی کر کے ضرور کیا۔
مشہور ہیں۔ یہ کہ اسے ہی کہ ہجرت کا واسطہ
ہو اور کہ سست ہجرت مایہ کیا جائے۔

انہ ابو موسیٰ الشافعی کتب ہی عمر اسے
ثانیین اساتذہ کتب عیسو شہا تاریہ وند کار
عمر و بن الادویہ و دہم الاخریہ و احیاء
لی ناریہ و لم حسب الماریہاٹ: نقد یسہ
نجم علیہ عند فائدہ استار اسامہ
ناشقاوا علی بن کون الضبہ: من الشافعیہ.

در احوال: طبرستان

ابو جعفر اس کی نے "ادویہ" میں اور مقررین نے تالیف میں حضرت سعید بن المسیب سے
حضرت علیؑ کی رائے

نقل کیا ہے کہ وہ آخر ہجرت سے سست شروع کرنے کی واسطے حضرت علیؑ سے سست ہجرت سے
دی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ:

جس ہجرت فرشتہ سماج سے مشہور کیا کہ اس دن سے تالیف
کا صاحب شروع کیا جائے اور حضرت علیؑ سے فرمایا: اس
دن سے میں اس کی خدمت سے ہجرت کی اور کہ سے سست
کرتے۔

جس عمر الدین نے بھی اس کی عدم بکتاب
الاسامیہ: فکرت علی بن ابی طالب من یوم
ہاجر رسولہ: نہ و نزل ملک ففعلہ معروہ
و کتاب الادویہ: مقررین میں مایہ: سفر: ۲۰

مقررین نے بھی اسے مقررین اور کہ قرار دیا ہے حضرت علیؑ کی رائے سے استقام پائے۔ سست کے واسطے
ہی لکھا ہے۔

اسی زمانے میں حضرت علیؑ نے مایہ کیا کہ خطبات کیلئے
لیکھا: کہ کیا قرار دے دی جائے۔ پتہ انھیں خیالی ہو
آخرت کی وزارت سے شروع کریں پھر خیالی کیا آپ کی

و فیہ اسامہ عمر الدین بکتاب و ارادہ البکتاب الاسامیہ
منہ و لہ رسول اللہ شرف ال من الضبہ
قائما علی علی ابن ابی طالب ان بکتابہ

یہ طرقت فرقہ فاضلین کے جسکی کہ مصابہ کرانم حص قومی منصب اور ملک دلی کی بنا پر کشادہ دلی کی روشنی میں لیں۔

دوسری قوس کی ایسی اور گاہ آدہ باتوں سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ اور اس بارے میں خود مسدود ہوا کہ حال یہ کہ گراؤٹ کی نگریج ترقی ہی تھی جسے بنے شمار و تقاب موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کے تعصبات کو اس وقت کے مسلمانوں کی ذاتیت میں کوئی بگڑ نہیں ہے، وہ وہیں کے تمام ملی و تعلقی و غیرت کو خود کسی قوم اور ملک سے تعلق نہ لگا جو اپنا قومی درجہ سمجھتے تھے، غور اس علم میں ضرورت فرماتے ہیں کہ تمام حالات میں غیر قوس کے ملی اور تعلقی امر کی معلوم کیے ہیں اور ان میں جو باتیں گراؤٹ اور قوس کی نظر آتی ہیں، جو کافی افسوس دہانی ہیں، بہت کچھ کوئی ایسا مسئلہ نہیں آتا، وہ دیرانی، وہ یوں خود میں کوہ ہزار منصب کو اسے اور اسے مشرور دیتے۔ ان کے حکمت کی تسمیہ و خراج و حصول کا تھیں، اور اس کی پیدائش ہزار تھیں، ان کے کا قیام، حساب و کتاب کے اصول و قواعد اور اس طرح کے بہت مسائل ہیں جن میں ابھی اور دلی قواعد کا قیام کیا گیا، ان کے کا ایک، ہم باب فرائض سے یعنی، ان کی تفسیر کے اصول، قواعد، جو ان کے اس کا تعلق قوس سے ہے، اس میں مطہرت فرماتے ہیں، ان کے قواعد کی ترتیب و ترتیب کے لیے ایک ماہر صاحب سے مدد لی جاتے۔ روین سے تعریج کی کہ اس میں جو تہ سے ایک، وہی سبکی دینے میں صاحب کیا گیا تھا، ملی کے لڑان میں دلی شام کو، مذاکرے تھے وہ یہ ہیں، ابھی لڑا بروی فیض، ان صاحب فرائض، ایک وہی کو بھیج دو گراؤٹ، ان سے فرائض کا حساب، استخراج کے لیے، صاحب حضرت قوس کو فرائض جیسے شرعی مسئلے کے صاحب میں ایک، دلی جیسا ہی ہے، دینا، ان کو اور جو، قوس سے کہ ایرانی یا دلی سند کے، لیا، کہ دینے میں قومی تعصب کریں، مانع، ان کے اس حق میں حساب و تاریخ سے ہے، ان کے نہیں لے، ان، اور دلی میں جیسے حدوں و رائج سند چھوڑ دیے، اور ایک یا سند اور نہ تمام کیا۔

صحابہ کرام کے و مانع کا سا بننا | اصل یہ ہے کہ، اسلام کی تعلیم اور تربیت مثلاً صحابہ کرام و اہل حق میں مانع ہے، اصل یہ تھا کہ وہاں وہاں ایسا مانع تھا جس میں دوسرے درجے کا کوئی خیال نہ تھا، ان میں نہیں نکلتا تھا، وہ صرف اہل دوسرے کی باتوں کے لیے تھا، بہت کچھ ہے دنیا کے تعلیمی علوم و فنون کے مانع نہ ہونے کی وجہ سے وہ کوئی بات ملی یا قوس اور مسطور منہ میں اور ان کو نکلتے ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ ان اوقات وہ ایک یا سند کی علت اس شکل و صورت میں نہ دیکھتے، ان میں صورت میں کوئی دنیا و دنیا پرستی جتنی بھی ان کی طبیعت کی افتاد اور طبیعت کی روشنی کو اس عین کی ہی تھی کہ جب کبھی کسی مسئلے پر سوچنا پکا کرتے تھے، تو خود غرضت و موجب پر نہیں، نہ کہ کہیں نہیں، مانع یا مانع اس حرف تھا جو علم و حکمت کے لیے بہتر سے بہتر اور فائدہ سے فائدہ پہنچا رہے تھے، یہی سنی تھا انہماک کے کرام

شہادہ مستقیم، مانع ان میں نہیں۔

کے مقام "تزکیہ" کے کرتہ وریز کیجیے۔ دیکھ لیں! کتاب و النکحۃ فیہ (۲) یعنی دل و دماغ کی اس طرح تربیت کروں چاہتی ہے کہ ایک سو کروڑوں مسرتیں سامنے نہ ملے یا تا جہد اب سب کسی کوئی فیضی میز اس میں دیکھ جائے گی وہ قبول نہیں کرے گا اور مردوں میں ہی اس میں سہا سکتی ہیں۔

لہذا یہ کہ افغانی کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و سنت کی باتیں سکھاتا ہے۔

ہجرت اور سندہ ہجری کا آغاز

— (۶) —

قوی زندگی کی بنیادی اینٹ

اسلام کی عمر بیسٹھ سنے صبا کے ولی و مباح میں قوی عرف و خود دہادی کی دوسرا چوکی
 دی تھی۔ قوی زندگی کی بنیادیں جن انشور پر استوار ہوئی تھیں، ان میں سے
 ایک ایک اینٹ کے پیچھے ان کے اندر پہچان اور نگار تھا اگرچہ وہ صفوں اور قیروں میں غصیں بیان کر سکیں۔ یہی عزت
 عزتہ سندہ اور تاریخ کی عزت محسوس کی تو اگرچہ تمدن اقوام کے سنہن رائج و متسل تھے لیکن ان کی طبیعت ان کی طرف
 مائل نہ ہو سکی۔ اس لیے اگر ایسا کر کا نہ ہو قوی عرف و خود دہادی کے خلاف تھا۔ بلکہ قوی زندگی کی بنیادیں انہوں میں سے
 ایک اینٹ کھو جاتی تھیں۔

قوی زندگی کے بنیادی صفات میں سے ایک نہایت اہم چیز سندہ اور تاریخ ہے جو قوم ایسا قوی سنہ نہیں
 رکھتی، وہ گرد اپنی بنیاد کی ایک اینٹ نہیں رکھتی۔ قوم کا سندہ اس کی پیدائش اور تمدن کی تاریخ ہوتا ہے۔ یہ اس کی قوی
 زندگی کی روایات قائم رکھتا اور سفر عام پر اس کے اقبال و عروج کا متنوع ثبت کرتا ہے۔ یہ قوی زندگی کے نمود و عروج کی
 ایک بادی و قائم یاد نگار ہے۔ ہر چیز کی یاد دہی مٹ سکتی ہے۔ لیکن یہ جس مٹ سکتی، کیونکہ کس طرح سکہ طبع و غریب
 ہو جائے گی غیر متغیر و گراں قدر۔ اس کا ادھی بندہ جاتا ہے اور دنیا کی حرکت ساتھ ساتھ اس کی طبعی خصوصیت بھی ہے۔ آقا
 کریمؐ، یکما جیت، جمال الدین ملک شاہ اور دیگر بزرگ عالم کے نام ان کے سین کے اندر پرواز پڑے سے سانسے آتے ہیں
 اور ہمارا لفظ ان سے گروہ نہیں کر سکتا۔

سندہ اپنا ضروری تھا

لیکن نہ تھا کہ قوی زندگی کا ایک ایسا اہم سا حصہ ہے جو قوم کو سانسے آتا اور ان کا
 دماغ غلا فیصلہ کرتا اگر ایسا ہو تو اسلام کی داخلی تربیت قطعاً ہر جاتی، کچھ طواری میں نہیں
 کر سکتی۔ اس لیے اس اہم اس کی کوئی وجہ و قبیل بھی نہ ہو۔ تاہم شیراز و قیصریل سے نہیں بلکہ فضل صبح سے پیدا ہوئی ہیں
 لیکن تمدن و سب سے کہہ اپنے اندر اس کے طبیعت بیان پیدا کر سکتے۔ وہ باوجود غیر قوم کی برطانیہ کی علمی و تمدنی سیر میں
 قبول کی گئی تھی کہ ان کا سندہ قبول نہ کر سکتے۔ جو خود ان کی طبیعت کا قیصر ہے جو کہ قوی سندہ سب سے ملے اور ایسا ہونا چاہتا
 جس کی بنیاد اپنی تاریخ کے کسی قوی وقت پر ہو۔ اس لیے اس نے اپنے وقتوں کے لیے اپنا دیوں اور دیوں کی نہان سے ہی
 اس کے حساب و کتاب کے قواعد قبول کر لیے۔ ان کے حساب کی مصلحتات اور مشاوریات سے بھی انکار نہیں کیا۔ یہی

گزشتہ قریب پچیس سال تک ایک دن کی پیش کردہی گئی ہے اور چونکہ اسلام نے "نفس" سے دو کلمات اور کبیرہ "نفسی" کا مشبہ پر مستثنیٰ کیا ہے۔ یہ مناسب تھا کہ ایک ایسا حریز اختیار کیا جاتا۔

موسس اسلام کو، اور ان کا وہ قریبی ہی اس سے کرتی پڑی کہ کوئی تقویم کی ضرورت و اہمیت کے لیے ان کے ذہن میں کوئی بگڑا فنی دور چمک کوئی اور متعلق نہیں سمجھیں گے۔ اس لیے ان کا نام "نفسی" کی شرعی ممانعت کی راہی میں پہنچنے کے لئے ان کا کوئی اعتبار نہ ہی پر تعلیل دینی اذنا نہیں۔ اس کو ان روایات کے خلاف جسے جہاد پر گروہیں کیوں گمان ہیں تمام قدیم تقویم کی تائید نہ کی جا سکتی ہے۔ نہ کہ کسی خاص تقویم کا۔ "نفسی" اصطلاحاً جاریہ اور کبیرہ اصطلاحاً حساب کھلا دو مختلف چیزیں ہیں۔ جس "نفسی" کو اسلام نے دو کا اور قرآن نے کھڑکی زیادتی سے تعبیر کیا۔ دو یعنی تقریبی مہینوں کی یعنی ترتیب کا اس طرح درجہ درجہ کر کے کیا تھا کہ کبھی شعبان و محرم میں جاتا تھا اور کبھی رمضان و ذوالحجہ اور دیا جاتا تھا۔ اس کا نتیجہ تھا کہ اہل اوقات کے عین اوقات اہل ہفت پر جانے تھے۔ اور ان کے تقویم و عین کی اہمیت و عظمت باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن کبیرہ یا کل یکسہ اور سری چیز ہے۔ اس کا مقصد اور وجہ یہ ہے کہ اس کے نتائج و دستور ہیں۔ اس کا کوئی اثر اس طرح کا ترتیب نہیں جتنا وہ اصل اس لیے ہے کہ مثال کے لیے میں سو سالوں کے قراءت سے دینے کے بعد چکر دہا باقی ہے۔ اس کے لیے چکر کے بعد چکر دہا باقی ہے۔ تاکہ نہ تو بدعت گزار نہ کے بعد مہینوں اور برسوں کا فرق نہ ہو۔ پس کسی طرح بھی یہ بات تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ حضرت محمد اور ان کا "نفسی" کی حقیقت سے اس وجہ سے منہ پر تھے کہ تقویم کے کبیرہ کو "نفسی" سمجھتے یا انہیں کبیرہ پر "نفسی" کا مشبہ پر لگتا۔

۱۷ویں صدی کی ابتدا میں لیکن سو برس کے بعد یعنی چھارویں صدی کے اوائل میں ہی ماحفظ سیوہی کا نظریہ ایک دوسرا باب اختیار کر لیا ہے۔ ماحفظ ممالی امیرین سیوہی نے تقویم و مہینوں کے متعلق ایک سوال کیا تھا۔ اس کے جواب میں انہوں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ حضرت محمد اور ان کے اصحاب کو "نفسی" اور اپنی سزا اختیار کرنے سے اس لیے اجتناب کیا کہ یہ جیسا کہ ان کے پیروں کا سنت تھا اور اسلام نے انہیں دیکھا تھا کہ ان کا وہ حریز اختیار کر کے اس کے دوران و قیامت کا باعث نہ ہوں۔ اب جو کہ وہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ لکھا تھا کہ اس طرح سے اجتناب کا سہارا دیا گیا یہ معاملہ جو حساب و کتاب کے ایک عمل اور قراءت کا سہارا ہے۔ ماحفظ سمجھتے ہیں کہ جس سے حد قراءت کی "نفسی" تاہم قراءت کو "نفسی" اگر اس قسم کے معاملات میں لیر قیام سے غدار مستعد ہوا نہ ہوتا تو حضرت محمد سے شمار معاملات میں ایران و روم کے قدیم انتظامات اور قدیم طریقوں سے غدار انتظامات کی جائز دیکھتے؟ یہ سچ ہے کہ اصحاب کو "نفسی" کی بہت سی باتوں سے اجتناب تھا۔ یہ بھی وہ تھے کہ وہ انہیں اصل طریقہ کے بہت سی باتوں کو دیکھا اور عدم اتیان و مشتبہ پر زور دیا۔ مگر وہ باقی اہل عرب میں اپنی اصل دوسرا ہے اس معاملے سے متعلق کیا تھی؟

اسی جہد و جدوجہد نے بہت لمبی کھینچا۔ بہر حال اس مسئلہ میں پہلی بات جو تقابلی غور تھی،
واقعہ ہجرت کا اختصار وہ قومی مسئلہ کا تعقید رہا۔ اس کی اہمیت کا احساس تھا۔ بغیر کسی دُور دراز توجیہ کے ہندو

کیسے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ حضرت مولانا کا برسرِ پائی اس پہلو پر غور تھی۔ وہ سمجھیں کہ جسے کہ قومی زندگی کی تقویم
 کے لیے قومی مسئلہ ضروری ہے اور اسی جیسے چاہیہ کہ یہ اہمیت نہ لیا جائے۔ اندوہی چلا کر کیا جاسکتا۔

اس کے بعد دوسرا اہم نقطہ نظر واقعہ ہجرت کا اختصار ہے۔ اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہیے کہ جس کی ابتدا ضرور دینے
 کے لیے جس میں خود بھی سامنے کی چیزیں ہو سکتی تھیں، اسی میں سے کسی چیز کی طرف ان کی نگاہ نہ لگنی۔ ہجرت بڑی کڑا واقعہ اور آقا
 و اسلام کی بنیے سرو سامانیوں اور کہ وہ یوں کی یاد تازہ کرنا تھا اور متباد کیا گیا، آخر اس کی مست کیا تھی؟

مسلمانوں کا قومی مسئلہ قرار دینے کے لیے خود قومی طور پر چیزیں سامنے کی تھیں، وہ اسلام کا طور تھا۔ داعی اسلام
 کی پیداوار تھی۔ نزولِ وحی کی ابتدا تھی۔ جد کی تاریکی میں قیامت کا نور نہ داخل تھا۔ آخر اہلِ کفر و کجی کا اتحاد تھا اور اسلام کی
 نظا پر ہی ہونے کی تکمیل، فتح کا آغاز ہی اعلان تھا، لیکن ان تمام واقعات میں سے کوئی واحد بھی اختیار نہیں کیا گیا۔ ہجرت
 مدینہ کی طرف تھی۔ یہ وہ قومی پیداوار تھی کہ جس سے وہ کسی خود کی شرکت۔ نہ کسی جنگ کی فتح ہے۔ نہ کسی غلبہ و تسلط کا
 شعلہ پانہ۔ بلکہ اس زمانے کی یاد تازہ کرنا ہے جب آقا و اسلام کی بنیے سرو سامانیوں اور نظا میان اس میں ایک پہنچ گئی تھیں کہ
 داعی اسلام کے لیے اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا بھی ممکن ہو گیا تھا۔ بپارگی اور مصلحتیت کی انتہا تھی کہ اپنا وطن، اپنا
 گھر، اپنے عزیز و اقارب اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر حضرت ایک رفیقِ فلک اس کے ساتھ وفات کی تاریکی میں، وہ سپردِ شہادت ہو گیا۔
 ہوا تھا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کے سماعت میں خود قومی طور پر دوسری قومن کے غور کرنے سامنے آیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا
 اور مسلمانوں کے سامنے بھی یہ غور تھا کہ جو جیسے ممکن وہ ان کی تخلیق پر آنا وہ نہ ہو سکے اور انھوں نے اپنی ایک دوسری مذہب و تہذیب

قومی مسئلہ پر اصل قومی کی پیداوار تھی۔ وہ وجود و اقبالی کی تاریکی ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے
دنیا کے قومی سنہیں سے قریب اپنی تاریکی کا سب سے نرا چہا اہم اور زیادہ واقف یا درک کرنا چاہتی ہیں، اس کا

دورم باندھنے کے بعد نظم ہوتا اور اس پر شروع ہوتا ہے۔ اس طرزِ سالانہ کی صورتوں سے ساتھ اس کی تاریکی دیکھنا
 کی شکار نہیں بھی تازہ ہو جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جس قدر مسئلہ تاریکی سے سب کی دنیا کسی ایسے دیکھ پر
 نظر آتی ہے، جس سے کسی قومی فتح و اقبالی کا آغاز ہوتا ہے۔ چونکہ اس طرح کا آغاز عموماً کسی بڑے انسان کی پیداوار سے
 ہوتا ہے یا کسی بڑے بادشاہ کی قسمت نشین سے یا کسی بڑی جنگ کی فتح کا کسی نئی سرزمین کے قبضہ و تسلط سے۔ اس لیے
 دنیا کے اکثر سفر کی ابتدا مشاہیر و اکاہ کی پیداوار تھی اور قسمت نشین ہی سے جاتی ہے۔ یہی وہی "سنے" کا زمانہ تھا۔ انہی
 کتابِ نعت سنہیں وہ قومی تاریخ کے موضوع پر لکھی ہے اور اس "درجہ کی تھی ہے کہ آج بھی اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی جاسکتی۔

جہاں تک تمام شہس کا مستحق کر کے رکھا ہے۔

”قروں کا طریقہ اس بار سے میرا ہے کہ باہن حکومت و مذاہب کی بیواؤں پر شاہوں کی تحفہ نشینی، اپنا ہر ایک پشت و گھون کی فتح و تسلی، صنعت کے انقلاب و اشتغال اور عورتوں کی تعلیم اور غیر سے تواریخ شہس کی ابتداء کو کرتے ہیں۔“

تو ہم سنیں ہیں باہن، میری اور میری ”سیسی“، جہاں دستان اور ایرانی شہس سب سے زیادہ مشہور و مستعمل ہے ہیں۔ ان سب کی ابتداء کسی ایسے ہی واقعے سے ہوئی ہے۔ ابلی سسٹل بنیاد بہت نیرافق کی بیواؤں پر رکھی گئی تھی تو ان کے عہد سے ان کی عظمت کا آثار تھا۔ یہودیوں نے پہلے عہد سے شروع کے واقعے پسند کی بیکار رکھی تھی، لیکن اس واقعے سے ان کی قومی آزادی کا دور شروع ہوتا تھا اس لیے اس کی یاد دہی کے جذبہ نے تاریخی دست کی صورت اختیار کر لی۔ رومیوں کا سب سے زیادہ مشہور دست ”کنندہ وی سنہ“ ہے جو سکندر فاتح کی بیواؤں سے شروع ہوتا ہے۔ پھر گیس کی بیواؤں سے تیار سنہ شروع ہوا، انہی کا فتح منورس نے رومی عظمت کا نیا دور شروع کر دیا تھا۔ یہی سنہ تمام ہی بیواؤں کی سب سے پہلی ابتداء حضرت مسیح علیہ السلام کی بیواؤں کے واقعے پر رکھی ہے۔

جہاں دستان میں جہاں ہر دور کے بیواؤں کے ملک زمان اور ملک ایک بیواؤں کی تھیں وہاں مختلف عہدوں کے لیے مختلف سسٹل بھی قرار پائے تھے۔ جو قریبوں نے اپنے صاحب کے لیے خاص ہی قریب سنہ قرار دیا تھا۔ عوام اپنی اور اہل کے لیے ایک ملک سنہ دیکھتے تھے۔ حکومتوں اور بادشاہوں کے لیے خاص ہی قریب سنہ قرار دیا تھا۔ عوام کی زیادہ کسی کسی ایسے ہی واقعے پر تھی۔ آخری سسٹل سب سے زیادہ مشہور ہے اور آج تک مستعمل ہے۔ لیکن یہی سسٹل اور یہ بادشاہ کی حیثیت کی بیواؤں سے شروع ہوتا ہے۔ ایرانیوں کی بھی یہی تہذیب سنہ مانجی ہے۔ سب کے لیے ابتداء بیواؤں کی تحفہ نشینی اور کسی ایک فادان سے دوسرے زمانوں میں انتقال کی صورت قرار دیا ہے۔ اس رسم کی کوہر بادشاہ پہلا سسٹل عہد کو کے اپنی تحفہ نشینی کا نیا سسٹل جاری کر کے اور اسے سسٹل جس کی جہاں کے بادشاہوں نے ہی زیادہ زور دیا۔ اندازاً انہوں نے جب جنگ ہوئی ہے تو ایران کا سرکاری سسٹل بڑا اور آخری زمانہ اسے ایران کا سسٹل قرار دیا تھا۔

ان عداوت کے بڑے بڑے قریبوں میں دو ہیں۔ منور ہوتا ہے کہ حضرت قرآن کو بھی حضرت عہد کا قریب ابتداء میں یہ خیال ہوا تھا کہ حضرت اسلام کی بیواؤں کی اہلیت کے وقت سے سسٹل کی ابتداء کی جائے۔ سب سے پہلی اور صحیح کی اوریت میں ہے کہ آپ نے جب حضرت علی سے مشورہ کیا تو ان کی رائے یہ ہوئی کہ واقعہ ہجرت سے ابتداء کرنی چاہیے۔ یہ بات آپ کے دل میں اثر گئی اور صابر بھی اس سے متفق ہو گئے۔ یہی عنوان کن دواہت میں ہے کہ سسٹل تاریک کے باد سے علی حسب صومل صابر نے مشورہ کیا تھا۔ مختلف

والہی لوگوں سے یہی۔ بالآخر سب اس پر متفق ہو گئے کہ وہ حق تعالیٰ سے اپنے کی باتے خالصتاً علی ان یکن اسباب
 من الطبیعت۔ ان تعریجات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس منہ سے ہر اچھی چیز ظور و فکر کیا گیا تھا اور ہر برائی چیز
 چونکہ اس لئے کی صاف بات ہی تھی کہ آنحضرت کی وحدتِ ابدیت سے تاریخِ شریعت کی جاننے، اور ظور و مسلک کی اصل بنیاد
 اس پہلے حضرت کا انبیاء و ائمہ میں اسی طرف گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ بات اس میں ایسی تھی کہ آپ کی حیثیت کو اس
 پر انشراح نہیں ہر ماحول۔ حدود تھے بات قربا کی تھی لیکن وہ میں نہیں دیتی۔ بالآخر یہ ظور و فکر کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
 سے اسے دی کہ وہ حق تعالیٰ سے اپنے کرنی چاہیے۔ یہ وہ تھی بہتر اپنی تھی کہ قرآن حضرت فرماتے دل میں اتر گئی اور
 تمام اکابر صحابہ میں اس پر متفق ہو گئے۔ تو یہ ایک اصول بنی بات تھی کہ سب کے مابین تازہ ہو گئی۔ اب سلام کرنا چاہیے
 خود اتر چرتے کہ وہ کون سی شائستگی تھی جس سے حضرت علی کو کہ دینِ علم نبوت کے باب اور مکات و سنت و رعایت کے
 زہر اس پر تھے اس طرف توجہ دانی اور لوگوں میں ایسی شہور و علم خاصیت تھی جس کی وجہ سے انہی دور کی بات تمام
 ائمہ و صحابہ کے فہم میں قرار آئی اور اس طرح تسلیم کر لی گئی۔ جیسے ایکسٹر اور شہادہ بات یہ ہے

یہ تھا کہ ان کو قویٰ تائیکہ اسی وقت سے شروع ہو جب ان کی تاریخ کا سب سے بڑا انسان پیدا ہوا۔ اس نے
 ہنگامہ و قتال کے بعد ان میں نئے ماحول کی دیکھیں ان کا فیصلہ یہ تھا کہ قویٰ تائیکہ کی ابتدا اسی دن سے ہو جس سے سب سے بڑا
 انسان کی نہیں بلکہ سب سے بڑے مل کی پیداواری ہوئی اور جگہ کے میدانوں میں نہیں بلکہ وہاں امتداد سے پیداواری
 میں فتح حاصل ہوئی۔ نیکی کی تمام قوس کا بچپن تھا کہ ان کی طاقت و شوکت کی بنا پر اس وقت پڑی جب انھوں نے
 غلبہ خود مسلمانوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کا پیش یہ تھا کہ طاقت و شوکت کا دورہ وہاں سے نکلا اس لیے انھوں پر انھوں نے
 قبضہ نہیں کیا بلکہ اپنا ملک وہاں بھی ترک کر دیا۔ بلاشبہ ان کی یہ کج دنیا کی ساری قوموں سے اعلیٰ تھی۔ لیکن اس کو جوتہ
 نہیں ملتا تھی جو اسلام کی تربیت سے ان کے اندر پیدا کر دی تھی۔ وہ اپنی امتحان زندگی کی تحریر قوس کی قید سے نہیں
 بلکہ اسلام کی روح فکر و عمل سے کوئی پابستہ تھے۔

مسیحیت یہ تھی کہ ریاضی سے دنیا کی حدود سے قریب ہر قسم کی پرستار ہے۔ وہ پہلے دھرم و فطرت سے لے کر
 حکم کی بہتر نہیں کرتی۔ وہ سادہ و محراب کی بنیادیں اور خوشنویاں لکھتی ہے لیکن وہ زمین دنیا و دن کے لیے نکلا نہیں
 لکھتی۔ صحابہ کرام نے مسیح پر ایمان و بشت کے واقعات لکھے کہ کہہ بھرت کا وہاں انتخاب کیا تو ان کی نظر بھی پڑی
 و غور و فح و تباہی و تخریب کا امراتی ہی پڑی تھی۔ وہ کچھ نکالی و نہ مبراہی کے طے کاٹتے تھے۔ البتہ وہ فتح و اقبال کی صورت
 میں لگ و بار نہیں دیکھتے تھے۔ حقیقت اور کرم و اساس پر نظر رکھتے تھے۔ ان پر یہ حقیقت کھل چکی تھی کہ اسلام کی پیدائش
 ضرور تاریخ و اقبال کی اصلی بنیاد و واقعات میں نہیں ہو بلکہ برعکس تھی۔ ہجرت مزہ ہوا اس کے افعال و تعلقات پر
 اس لیے ہر اہمیت و نیکی نکالیں یہ ایمان بشت و دور اور فتح لکھ کر دیتی تھیں۔ وہ ان کی نظروں میں ہجرت کا سب سے بڑا
 عامل تھی۔

لیکن واضح ہجرت کیا تھا؟ وہ ایک ہی واقعہ تھا کہ شہر اہل و عیال کا مجموعہ تھا۔
ہجرت مرثیہ کی حقیقت ایک لمحے کے لیے اس کی حقیقت پر بھی غور کر دینا چاہیے۔

اسلام کے غور کی تاریخ کا اصل دور جسے اہل اصولی حدود میں منقسم ہے۔ ایک حصہ، لکھ کر زندگی اور
 افعال کا ہے۔ دوسرا حصہ کے قیام و افعال کا۔ پہلا کائنات مسلم کی بشت سے شروع ہوتا ہے اور ہجرت پر ختم ہوتا ہے
 اس کی ابتدا مازحہ کے افعال سے ہوتی ہے اور تکمیل مازحہ کے افعال پر۔ دوسرا ہجرت سے شروع ہوتا ہے اور
 جزا و عطا پر ختم ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا مازحہ کی فتح سے ہوتی ہے اور تکمیل مازحہ کی فتح پر۔

دنیا کی نظروں میں اسلام کے غور و اقبال کا اصلی دور، دوسرا دور تھا لیکن اس دور میں اسلام کی پہلی
 تربیت ختم ہوئی اور دوسری طاقت و شوکت کا سروسامان شروع ہوا۔ مگر کی بجلی فتح ہستیا میں کی پہلی فتح تھی۔ لکھ کر
 فتح و شہر کی فتح کا اعلان عام تھی لیکن خود اسلام کی نظروں میں اس کی زندگی کا اصلی دور، دوسرا دور نہیں پہلا تھا

اور ان ہی وہی ہم دہتے جو پہلے خود اپنی جہتی کے اندر تخلیق و تکمیل کی منزل میں ملے کر چکا ہے۔ اگر اس کی، اعلیٰ استعداد کا اندازہ
 صحت اور قوت کے ساتھ ہم دہتے ہو گا تو اس کی خارجی استعداد کا یہ دور وجود ہی میں نہ ہوگا۔ وہ پہلے شکم اور میں جن میں کچھ ابتدائی
 اور متاخر انداز ہی اندر، پڑھنے اور پھینکنے، تھوڑی کچھ حقیقت و تسویر کی مختلف منزلیں درج ہیں ان میں۔ پہلے جو کچھ اس نے
 کھڑے تھے جنہوں نے ایک ایک کی شکل اختیار کر لی۔ پھر جو کچھ بڑھتے بڑھتے حرکت کا ایک اور عجز ہی گئی، رقتوں
 میں ڈھلے گا اٹھا اٹھا کر اپنا شروع ہو اور وہ جانے پر حرکت پرست کا غلات چلا گیا۔ پھر حرکت اور پھر ان کا یہ ٹھوس جسم و
 تناسب کے ایک ایسے سانچے میں داخل کیا کہ شکل و ہیئت کی تمام باتیں اور غائی و عقل کی ساری دقتوں پر ان کی کل باتیں
 پھر جب اندر ہی اندر تکمیل و آسیر کے یہ تمام مراتب ملے ہو گئے تو یہ وجود اس قابل ہو کر نیکم ہدایت باہر نمودار گئے اور
 تہہ کے یہ کھار غفلت اور ہستی کا ایک زندہ اور مستعد وجود نمودار سے سامنے ہے، اللہ انشاء اللہ تعالیٰ آمین و فہما رب اللہ
 احسن الخالقین علیہ السلام (مستون، ص ۱)

بہر حال دنیا میں ہر چیز کی تخلیق و تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ اس میں کوئی دفعہ فیضانِ غفلت سے و کتبہ فیض کی
 صحت استعداد پیدا ہو اور اس استعداد کے نمودار کا پہلا عمل اندر ہی ہے، اور سزا بیونی، حقیقت تک کوئی چیز پہلے اس پہلے
 اور میں یہ استعداد پیدا نہیں کر سکتی گی، اور سزا دور کی استعداد پیدا نہیں کر سکتی، غارت کے نمودار کے لیے دراصل کا
 نشو و نما، جزا و سبب و علت ہے۔ جب تک سبب موجود نہ ہو گا۔ تا کی غرض میں نہیں آئیں گے۔

انفرادی جماعت و فرد کا ایک ہی سال ہے۔ یہ افراد اشیا کی شاخیں ہیں۔ ان کی
 جماعتوں اور قوس پر کسی تعلق کو۔ اشیا و افراد کی طرح "جماعت" بھی پیدا ہوا کرتا ہے
 اس کی تخلیق، نشو و نما اور ترقی و تکمیل کے لیے جس بیونہ و بنی قوانین میں، جو اشیا و افراد کے لیے ہیں، جس طرح غرضاتی
 کی درابیت نے غفلت کی زندگی اور نشو و نما کے لیے اپنی بخششوں کے باطنی زمین پر پھیلا دیے ہیں۔ ہر شے زندگی
 دیتے والی، ہر شے پرورش کرنے والی اور ہر شے وجود و کمال تک سے جاننے والی ہے غیب اسی طرح "جماعت" در
 امت کے نمودار نشو و نما کے لیے بھی ہر چیز کی بخششوں اور ہر طرح کی فیض رسانوں کا ماحول مہیا کر دیا ہے۔ درابیت
 ان کے نمودار کا اعتبار کرتی اور بخشش غفلت اس کے قدم اٹھانے کی راہ گئی ہے، لیکن جس طرح افراد اشیا کے لیے
 غفلت کا لازم مانع نہیں صرف اسی جماعت میں تنید ہو سکتا ہے وہی کہ خود ان کے اندر هیچ و صالح استعداد لا جو ہو۔
 اسی طرح "جماعت" کا خود بھی وقت کے فیضان اور قوی و مرقوری ماحول کی بخششوں سے اسی حالت میں صفا شدہ

ملے کسی طرح ہے: اعلیٰ ایک دوسری چیز کی ملوثی بنا کر نمودار کیا تو کیا ہی برکات والی ہستی ہے اللہ کی پیرا کرنے والوں کی ہستی
 بترتیب کرنے والی۔

دعا کرتا ہے جب کہ وہ اس کے اندر کشمکش، تضاد کی سطح پر موجود ہو۔ مستند اور غیر مستند اور اس کے مابین کا پہلو اور
داخلی ہے اور باہری۔ اسی طرح جماعتوں اور قوموں کے درمیان مستند کے لیے بھی پہلا مرحلہ داخل ہے اور دوسرا
خارج۔ کوئی جماعت، کوئی قوم، انسان کی کوئی حیثیت ایسا غیر کشمکش حیات کی کامیابیوں حاصل نہیں کر سکتی، اگرچہ
ایک قوم اور دوسری کی طرح اپنی داخلی استعداد کی منزل طے نہیں کر سکتی۔ اس کی داخلی تفریق و کشمکش کو باہر کی ایک سطح پر
وقت کی سطح پر منظر آتا ہے۔ اگر ایک جماعت، اگر وہ کمال کا طور اور درجہ حاصل کر چکا ہے تو بالآخر وہ کوہ طے و حاصل
استعداد کی تکمیل کا وقت بسر کرے۔ اس کے بعد خارج کے داخلی و فطری کا دور اندازہ خود بخود اس پر عمل جاسکے گا۔ اگر کو
خاص کی تمام کامیابیوں اس کی داخلی استعداد کی تکمیل کا نتیجہ ضرور ہوتی ہیں۔

قرآن حکیم کی اصلاح، تزکیہ | جس طرح اشیاء و افراد کے جسم کی داخلی استعداد کا ادوار ان کے اندر ہی ہوتا
نظروں سے چھپا ہوا ہے اور اندر ہی اندر چھپے ہوئے ہے۔ اسی طرح فرد اور جماعت کی داخلی
استعداد کا ادوار ان کی ابتدائی تعبیر و تربیت پر ہے جسے قرآن حکیم ملے ہوئی: اصلاح میں "تزکیہ" کے مفہوم
تعبیر کیا ہے۔ "تزکیہ لغوی معنی ہے" سے تصدیق ہے کہ ایک جماعت کو بر حیثیت ایک جماعت کے جس طرح سکھائی و تربیت
کی ضرورت ہے۔ وہ اس کے ایک ایک فرد کے اندر پیدا کر دیا جائے اور اس رسوم و فطرت کے ساتھ پیدا کر دیا جائے۔ گویا
ایک، اپنی سانچہ کے کرہ فرد کا دل و دماغ اس میں احوال و اکیلا ہے جس طرح عالم اجسام میں جسم کی برتر خلقت، بہتر
نشر و نفاذ حاصل کرتا اور برتری کا باعث ہوتی ہے۔ یہی "لغات" جماعت کی زندگی کی داخلی استعداد ہے۔ اسی استعداد
سے وہ سب کچھ پاتی ہیں جو بغیر اس استعداد کے کچھ ہی نہیں کر سکتیں۔ "تزکیہ نفس کا عمل ہی استعداد پیدا کرتا ہے۔ اس کی
تولید و تکمیل جماعتوں اور قوموں کی داخلی استعداد ہے۔

جماعتی ذہن و اخلاق | "جماعت کی داخلی استعداد کے لیے جس تہذیب و اخلاقی تربیت کی ضرورت پڑتی ہے۔
وہ اگرچہ فرد، فرد اور جماعت سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس کا سارا اذہر جماعتی
ذہن و اخلاق کی طرف ہوتا ہے۔ یعنی وہ جماعت کے لیے ذہن و اخلاق کا ایک خاص مزاج پیدا کر دینا چاہتی ہے جو لوگوں
پر مزاج پیدا نہیں کر سکتا۔ جماعت کا مزاج و اپنا انفرادی ذہن و اخلاق منظم کر کے جماعتی مزاج پیدا کر سکتا ہے۔
اس لیے وہ ذہن و اخلاق کا ایک خاص سانچہ وضع کرتی ہے۔ چرچہ کم از کم کا ذہن و اخلاقی اسی ہے جو اخلاقی ضرورت کو پوری
پہنچ کر تمام افراد کے ذہن و اخلاقی خصوصیات ایک ہی انداز اور روش کی قربانی میں لے کر اپنا منظم شمار و انفرادی
اختلافات رکھنے پر بھی ذہن و اخلاق کی حیثیت میں ایک نظم و تقاضا اور تشابہ پیدا کر جاتا ہے۔ ان کی خواہشیں یکساں نہیں
ہر یکساں انداز میں نہیں ہوتیں۔ ان کی طبیعتوں کی عام روش ایک طرح کی نہیں ہو سکتی اور ایک طرف کی نہیں ہو سکتی۔
وہ اپنی سمجھ، اپنی راست میں، اپنی زندگی و معیشت کے تمام معاملات میں ایک نہیں ہو سکتے اور ایک نہیں ہو سکتا۔

نہیں وہ فنی دہلی کی ان ساری باتوں میں جو جماعتی زندگی کی بنیادیں اور اخلاق و سیرت کی منفیت کا معیار ہیں۔ اس طرف کیساں اور ایک نگاہ و دہلی پر جاتے ہیں کہ اسلام ہوتا ہے۔ سب کے اندر ایک ہی راغ کا ہم کر رہا ہے اور سب کے اندر ایک ہی راغ ہوتا ہے۔

یہ موقع نہیں ہے کہ انساب سے کام لیا جائے۔ ورنہ طرز سے فنی ان واقعات و خصائص میں سے ایک ایک چیز کی شرح و تفصیل کی جاتی اور واضح کیا جاتا کہ قرآن و سنت نے جو جماعتی طبیعت کے کیا کیا بنیادی اور صاف تفسیریں اور اس کی داخلی استعداد کے اندر ان کی رہائی کیا کیا ہیں۔

یہ حال و مشیہ افراد کی طرح جماعت و اقوام میں بھی زندگی کی داخلی سرچشموں ان کی داخلی استعداد میں پنہاں ہوتی ہے نہ کہ خارجی اعمال میں۔ کیونکہ تمام کے اعمال اس سے پیدا نہیں ہیں کہ داخلی استعداد کے داخلی نتائج و ثمرات ہیں۔

انہوں نے اسلام کا پسہ اور جو بیعت سے شروع ہو کر جبریت پر ختم ہوا اور اس کا نقطہ تکمیل و داخلی استعداد کا دور | جو کہ اسلام تھا اور اصل جماعت کی داخلی استعداد کا دور تھا اور اسی سے خود تمام کی تمام فنی زندگی اور کامزائیں کا مبدائی دور تھا کہ فنی زندگی کا دور شروع ہوا مشیہ دنیا کی تمام چیزیں ان میں ہیں یہ مصیبت کا دور اور یہی چار گویں اور رہا زندگی کا تفصیل سے لیکن یہاں امت مسلمہ کے ہر شخص کے والی فتنہ دہلی اسی کی مصیبتوں و کھٹکوں کے اندر نشو و نما پا رہی تھی۔ یہی مصیبتیں تھیں جو جماعت کے ذہن و اخلاق کے لیے تعلیم و تربیت کا درجہ اور فیکر نفس و اندام کی استقامت تھا۔ یہی تمام فنی زندگی کے اندر سب سے پہلے تھے۔ فنی کے کاروبار اسی کے اندر ہیں اور اصل وجہ تھے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ ہر ملک اور تمام صوبہ کی پیدائش بھی اسی کی آزمائشوں اور خود فتنہ ہیں جو یہی تھی وہی وجہ کہ قرآن شریف نے اس دنیا کو تو مٹا دیا اور دنیا کی زندگی میں سلو جیت کر لایا تھا۔ لیکن نفس و فنی کے تڑکے و تربیت کا یہ تمام اس سے پہلے دور میں ہوا تھا اسے جماعت کے لیے لایا گیا کہ ان کی امتیاز پڑا بنا دینا تھا۔ فلا تعلیم انصارین و یہاں ہم مل جہاد کا کبیرا قرآن ۲۱ھ

الافتاق سرور و فتنان کی وجہ کی زندگی میں جسے جسے جہاد کا کھڑا دیا گیا تھا۔ اتنا پہلے کہ وہ قتال کا ہوا نہ تھا۔ جہاد استعداد و تربیت و دنیا کا جہاد تھا اور نفسی اور صاف میں پیدائش کی داخلی استعداد کی داخلی

نیز یہ تھیں۔
تعمیل کار کا اعلان | جو کہ تمام اس دور کی مصیبتوں کی نشا تھا اس لیے اس کی ہر باتوں اور مسائل میں تعمیل کار کا اعلان کی جاتی تھی۔ جماعت کو ہمیں حقیقت سے بے خبر نہ کرنا کہ ہم نہ تھے اور نہ تھے جو کہ تھے
 ملے ہم مل کے کی بات یہی تھی۔ جہاد میں جسے قرآن کے ساتھ جہاد۔

جب کہ ان کی ماضی تربیت کی اصلی روح اسی معاملہ میں مضمحل ہو گئی! پس سب یہ سوال سامنے آتا کہ اسلامی نسبت کی ابتدا کس وقت سے کی جائے اور انہیں کسی ایسے واقعہ کی سبوت پر ہی جو امت کے قیام و اقبال کا اصلی سرچشمہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا واقعہ قیثا سب سے بڑا واقعہ تھا لیکن اس کے نزاکہ میں شخصیت سامنے آتی تھی شخصیت کامل سامنے نہیں آتا تھا۔ پشت کا واقعہ بھی سب سے بڑا واقعہ تھا لیکن وہ مساعی کی ابتدا تھی، ابتدا تو نکلی تھی۔ بدر کی جنگ اور مکہ کی فتح عظیم واقعات تھے لیکن اسلام کی فتح و اقبال کی بنیاد تھے کسی دوسری بنیاد کے نالغ و فکرات تھے یہ تمام واقعات ہی کے سامنے آتے دیکھیں ان میں سے کسی پر بھی حقیقی معنی میں جو سکیں۔

باز اگر سب ہجرت کا واقعہ سامنے آگیا تو سب کے دلوں نے قبول کر لیا، کیونکہ انہیں یاد آگیا، اسلام کے علم و دعوے کا عبادت گاہ بننے کا واقعہ ہی پر مشید ہے نہ کہ اس لیے ہی، واقعہ ہے جسے اسلامی تاریخ کا مسند بنانا چاہیے۔

مہاجر کی فتنہ | پھر یہ حقیقت کسی دوجہ واضح ہو جاتی ہے۔ جب اس پہلو پر نظر ڈال جائے کہ خود اسلام کی تمام فتح مندوں میں سب سے پہلی فتح مدینہ کی فتح تھی اور اس کی تکمیل ہجرت ہی کے واقعہ سے ہوئی تھی، مدینہ کے ساتھ "فتح" کا لفظ کسی کر تعجب نہ آئے گا کیونکہ تم مہاجر اس فتح کے مشتاق اور جو جنگ کے میدان میں حاصل کی جاتی ہے، لیکن تمہیں معلوم نہیں کہ میدان جنگ کی فتح سے بھی جو کہ دلوں کی آباؤ اجداد اور دینی کی اطمینان کی فتح ہے اور اس فتح سے میدان جنگ کی فتح مندوں بھی حاصل ہوئی ہیں۔ مگر اس وقت جب کہ اسلام کا دعوای اپنے اصل اور اہل وطن کی خدمت و توسیع سے باوجود چل رہا تھا، با مشن گاہی غریب کی ایک جماعت چھٹی ہوئی تھی اور دات کی تازگی میں پڑھ رہے تھے کہ اپنی دین کا ایمان اور ان کی اخلاقی پرورش کرتے تھے۔ اس وقت دینی جاو و طمان کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ بیعت و مسلمان کی بیعت و ہجرت کا دعوای بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مگر اس غربت و فاقہ کی وجہ سے مسلمانوں نے خود میدان جنگ و دین کی مسانگاریاں کرتی ہیں۔ ایں ہر غریب کی پوری آباؤ اجداد کے سامنے ایک جائے ہونے اور ایمان کے ایسے خوش اور خوشی و اخلاقی کی ایسی عورت و شہید کے ساتھ اس کے استقبال کے لیے جبار ہر باقی ہونے جو تاریخ کا عالم کے کسی دوسرے سے جیسے نالغ اور شمشاد کو بھی تیسرہ آتی ہوگی۔

دو اور دعوای کی اس فتح و فتح سے جو کہ کسی اور کوئی فتح ہو سکتی تھی دیکھیں یہ فتح کیونکر ہوئی ہو اور ہجرت کے آثار و دین میں اس کا آثار ہو اور ہجرت کے اس فتح کی تکمیل کر دی۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید و واقعہ ہجرت کا ذکر اس طریقہ پر کیا ہے | **واقعہ ہجرت اور فتح و نصرت الہی** | جس سے ماں مسلم ہوتا ہے کہیے سرور ملامتی و غربت کے اسس مل ہی ہیں فتح و نصرت الہی کی سب سے بڑی معنویت پر مشید و تھی۔

ثَانِيًا اشْفِئُوا دُعَاءُ فِي الْمَغَارَةِ اِذَا قِيلَ لَكَ
 لِصَاحِبِهِ لَا تُعْزِرْ يَا مَنْ لَمْ تَعْنَا عَاثِرًا
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَآلِهِ وَاجْعَلْهُ لَمْ تَرَوْهَا
 وَحَبْلُ حَكِيْمَةٍ الْبُزْنَ كَفَرُوا سَلُّوا حَكِيْمَةً
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ وَآلِهِ وَاجْعَلْهُ لَمْ تَرَوْهَا

(ترجمہ: ۱۵)

خدا کے دو ساتھیوں میں سے جب ایک نے دوسرے سے
 کہا و تم نہ دینی کرو جیسا خدا جہا سے ساتھ ہے اور اس کی
 مشیت و حکمت جہا سے بیسے نفع دھرت کی راہ باز
 کرے والی ہے ہر پہاڑ کو خدا سے لڑتی لڑکیوں و علاتیت
 اس پر آمادی اور قیغ و نصرت کے ایسے لشکروں سے
 اس کی مدد کی نہیں دنیا کی قہا ہر جہا اور جیتش آ آشت
 ہنکھیں نہیں دیکھ سکتے تھیں۔ نتیجہ نکلا کر ان سرکشوں کی بات
 جو نکلا کرتے تھے، پیشہ کے ایسے بہت برائی اور کھتی
 کہ سر ہندی اور کایا مل ماضی نہ تھی۔

یہ ایت سورہ برآۃ کی ہے۔ سورہ برآۃ بالاتفاق اس وقت نازل ہوئی جب اسلام کی غلہ ہری فتح مندرجہ مکی
 پہنچا پہنچا تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی تمام فتح مندرجہ مکی کے ظہور کے بعد بھی اس کی سرور و آئی تھی کہ وہ
 ہجرت کی منوی فتح مندی یاد دلائی جائے۔

قیاس سے مدینہ منورہ

قیاس میں ورود | حبیب الرحمن کیا جا چکا ہے، رسول اللہ ﷺ، ربیع الاول ۱۰ھ میں مدینہ منورہ پہنچے اور ایک دن کعبہ کے سامنے میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ انھوں نے ایک اتفاقاً کر کے وہاں جا چکے تھے۔ ایک یہودی اپنے لٹیر پر سوار ہو کر پہاڑ کی کھدائی میں چلا گیا۔ ساتھ ہی ایک لڑکا لگا کر اسے ازواج میں سے کسی شامیہ سے ملا تھا۔ وہاں آئی۔ یہ سنا ہی نہ رہا۔ وہ کھوسا نہ نکلیا۔ اسی صبح میں وہاں سے ایک شامیہ نکلی ہوئی۔ ہر لڑکا زبان پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، لہذا وہاں تشریف سے آئے۔ یہ کہتا ہوا بار بار آتے جاتے تھے۔ یہ کہتا کہ وہاں کی عین کیفیت ہی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے دور میں ایک سے بڑا قدرہ دیکھا ہو سکتا تھا۔

صدقہ کا انداز تھا | احوال سب سے پہلے آپ کی خدمت سے شرف حاصل تھے۔ ان میں سے قایم کوئی نہیں تھا۔ ان میں سے ایک شخص، اس وقت تک آپ کے نکال جانے، وزارت میں سرکار میں، مسلمانوں کے لیے، رسول اللہ ﷺ کو پہنچانے میں پیشانی سے سابقہ پڑا۔ ادب کا تقاضا یہ تھا کہ وہاں پہنچتے۔ حضرت ابو بکر صدیق کی حوت بار بار، سب کی نظریں اٹھتی تھیں۔ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے گھر سے نکلتے تھے اور ان کے بالوں پر دیا وہ منہ پر لگے تھے۔ جو بظاہر حسن و بھیرہ لگاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی کیفیت جانی نہیں لی۔ ان وقت تک وہ صاحب منورہ مسلم کے فرق ہمارے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جہاں تھا مسیحاؑ فرمایا تھے اور آپؑ پر اپنی چادر ڈال کر دیا۔ تفاوت کی یہ حالت اس پر ہو کر نہایت پرہیزی اور دینی آویزاں تھی۔ سب پر آشکارا یہ کیا کہ منورہ کا گھر سب پر آ کر کھینچا جاتا ہے۔

قیام مبارک | رسول اللہ ﷺ نے جہاں تک ممکن ہو سکے وہاں فرود میں حوت میں سے تھے۔ مہاجرین کی قیامی تعداد میں غمخیز ہوئی تھی۔ خلا و جدید، حمد، غلبہ، صلوات، جہاں احوال میں انہوں نے، صاحب بن سعد، مہاجرین میں حوت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ نے مدینہ منورہ

میں تکمیل ہی اہم بہت سے عہدہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے خود اہم و پر وفات پائی۔

مطابق یہی روایتی ہے کہ اس کوئی ایسی جگہ گنت قیام ہارو روزہ تھی۔

ظاہر ہے کہ اس کا تعلق قرین قیام معلوم ہوتا ہے، کیونکہ مستقل قیام گاہ کا فیصلہ طہر و معہ پہلے ہی فرما چکے تھے اور ۲۶ سہ پہر گنت اوقات کے مسئلے میں کوئی اختلاف ضروری تھے۔ پھر قیام کی آبادی اس مقام سے دور تھی و جہاں مستقل قیام ہونے والا تھا۔ مگر معلوم ہے چاہے وہ کسائی آگے تھے اور باقی تھے نہ رہتے۔

مستقل قیام گاہ

انہار کے ہر قبیلے کو ہر تہہ نمان کا دل آواز تھی کہ انہار میں رہائی کا خیرت بٹھا داسے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ان قبیلوں اور نادانوں میں سے کچھ کی بنیادیں سٹون ہونے کے اعتبار سے بددیہی کسی کو چاہے جو ترجیح دینا چاہے نہ تھا کہ مصلحت میں رہنے کی شگافی تھی، لہذا اور دیہی اندھنوں نے پہلے ہی سے فیصلہ فرما دیا تھا کہ آپ اپنے ہوا جو وہ مطلب کے خیال میں ضروری تھے۔ اس دشت کے چوتھے طرف سے یہ قیام گاہ مقرر ہوئی تھی۔

یہ ایک بات ہے کہ مختلف قبیلوں میں اس قیام گاہ کو گزرا کر ان کی بنیادیں حاصل تھیں یہاں مقرر ہونے کا ادارہ مقرر معلوم فرمایا تھا کہ اس کا نام آگے پہلے گزرا کر انہار یا "دیر" اور "سوت" مشہور ہو گیا اور تمام زبانوں پر "دیر" ہو گیا۔

اس میں فریب کا وہ کیا تھا کہ اس قیام گاہ کو چوتھے چوتھے قبیلوں اور آبادیوں نے مختلف شہر میں جم ہوتے گئے۔ جہاں آبادی اور سٹون ڈانڈیل پر تھیں، ان کی مستقل بنیادیں ہر قرار ہو گئی۔ مثلاً قبہ میں کا نام ملکہ دیش میں مل گیا۔

دوسری قیام گاہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔ ان کی بکرت کے مسجد کی بنیاد

قرآن مجید کا ارشاد ہے،

مسجد ائیس علی الصلوٰۃ من اقل یوم	میں مسجد کی بنیاد روزہ اول سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ ۱۰
ا حق اللہ تعالیٰ فیہ، فیہ رجاء یا جعون	اس کی شہادت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دلدادہ گاہ
ان یظہروا اللہ یحب اللہ یحب اللہ یحب	انہی آپ کے پیچھے غار میں، وہ جو بکرت کرتے ہیں کہ آپ کی بات
(قرآن ۱۰۳)	اپنی دعا میں، اللہ، اللہ اللہ بھی پاک، صاف دہنے والی کو

پہلو کرنا ہے۔

اس مسجد کی عمارت اہل مکہ سادہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس فقیہ اس کی تعمیر میں شریک نہ رہے تھے۔ حضرت عثمان غنی کے عہد خلافت میں عمارت مسجد کی تجدید ہوئی اور اس میں توسیع کر دی گئی۔ وہ بعد میں ہندو لکھنؤ کے جسوی حضرت خیر علی جوہر نے عہد خلافت کے گورنر تھے۔ انہی نے نئی عمارت جو انی عہد تک کرنے میں، اور تعمیر کر لیا۔ موجودہ عمارت مشہور (مصلیٰ) میں بنی تھی یہ لکھنؤ کے گورنر کا محل حکومت تھا۔ واضح رہے کہ اس آیت کے منہم میں

مسجد النبیؐ بھی شامل ہے: ”چشمہ جان“ والی حدیث میں مسجد حرام، اور مسجد اقصیٰ کے بعد تیسری مسجد ہے۔

نماز جمعہ | ایک اور مسئلہ (۲۰۰) سترہ مشفقین (۱۶) روز جمعہ کو پہلے دو پہر کی بات و روز چوبیس۔ مسلم، جو تیسرا رجب بارگاہ کی رفتار تیز و تھکی ہو کہ انعام اور ذکر سے جوق و جوق ہجر راستے کے دروں جانب گھڑے ہوتے بارگاہ تھے۔ بنی سامیہ کی عورت کے جلد میں پیچھے تو نماز فجر کا وقت ہو گیا تھا۔ دسویں، خد مسلم نے وہیں جمعہ پڑھا۔ کچھ دیر بعد وہیں جمعہ پڑھنے سے چھٹا ہوا تھا، لیکن یہاں حضور مسلم کی یہ بھی نماز ہو چکی۔

اسی موقع پر آپؐ نے ایک خطبہ بھی پڑھا فرمایا جس کے مکتب مختصر سے یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

الحمد لله اجمعہ و دستغنیہ و استغفرہ
و استغنیہ و اوصیہ و لا افرہ و
اعلیٰ من یکتوہ و یشہد ان لا اله الا
ہو و لا شریک لہ و ان محمدا
عبدہ و رسولہ امسلہ بالہدیٰ والفر
و السو حلقہ علی فرقہ من الرسل
و قلہ من المسلم و ضلائقہ من
اناس و اقطاع من الزمان و دنیوی
من الصاعقہ و قرب من الاحل.

ہم ستائش و تحسین خدا کے لیے ہیں۔ میں اسی کی حمد کرتا ہوں
اسی عباد اٹھتا ہوں۔ اسی کے کیش و ہدایت کا پیچھا کرتا ہوں
یہ الہام اس پر ہے۔ اس کی نافرمانی کرنے والوں سے عداوت
رکھتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہ کوئی اس سے کوئی عبادت کے
حق نہیں ہے نہ کوئی اس کا شریک نہیں۔ محمد اس کا
بعثہ رسول ہے۔ افرہ نہ کوئی ہدایت اور خود غیبت کے
ناقد ایسے نہیں ہیں میرا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی رسول دنیا
میں نہیں آیا تھا۔ ہم گمشدہ گمراہی کو راستہ دکھائی دیتی۔ جسے خودی
نہانے میں قیامت کے قرب ہر اہل ہدیٰ کی زندگی میں
بچا دیتا

بہترین نصیحت بہترین ذکر

میں نے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کی، اور اپنے
میں نے ان انسانی کی اور اللہ سے بھلائی تصور و فکر
اور محنت کر لی تاکہ میں جانتا ہوں کہ میں اللہ کی رحمت
کرتا ہوں۔ سترہ نصیحت جو مسلمان مسلمان کو کر سکتا ہے یہی
چند کہ اسے آخرت پر کامیاب کر سکا اور اللہ سے توفیق کیلئے
کچھ۔ اگر آج آپ اس سے خائف اور بے لگن نہ رہتے تو
پھر اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت اور بڑھ کر کوئی ذکر نہ

من یحکم اللہ و رسالہ عقد سترہ
و من یصعبہا نفخ خوی و فوطہ
ضلیٰ خلا لا بعدہ ۱۔ اور یہی حکم بنفوی
لہ فنانہ تعیرا لوصی بہ السلم اسم ان یحصد
حی الامت و ان پھر بنفوی اللہ فنانہ و احاطہ و
المن منہ ہوا فصل من زمانہ نصیحتہ و لا
بنفوی من ذلک ذکر ۲۔

تقویٰ

اور آخرت میں جس قسم کی کمالی نجات سے محروم ہو گا
اس کے بدلے بہتوں کو عذاب و عذابت کا گار عیب کافی نہیں
ظہورِ نبوت سے بعد اور اپنے ہاں یہاں معاملت ظہور
یا ظاہر اور دست کرنے کا ترایہ اور اس کے بدلے اپنا میں
ذکر اور موت کے بعد ذخیرہ کا کام دے گا۔ جب وہاں
کو اعمال کی جزوات پیش آئے گی۔

و ان تقویٰ اللہ من عمل بمع
و علی و مخالفتہ من تہتیم عین صدق
حق ما تیغون من امر الآخرة و من
جہاد الذی یبینه و یجہد اللہ من
امور فی امرہ و الملائیکہ لا یستہی
بذلک إلا دعیہ اللہ یکن لہ قہقرا
قد عاجل امرہ و آخراً فیما یلہ
عین یفتقر العبر الی ما تقدم.....
و ان تقویٰ اللہ یؤتی مہتہ لہ
یؤتی مہتہ و یؤتی مہتہ و امت
تقویٰ اللہ تبیح اوجہ و یبیح لوت
و یوفی القربہ.

تقویٰ ہی ہے جو ان کی بڑائی، عذاب اور فتنے کو دور کرتا
تقویٰ ہی ہے جس سے چرسے و فتنوں سے بچتے ہیں
خدا کی رضا منی ہے و روح بلند ہوتا ہے۔

پتے اور جھوٹے میں امتیاز

خط و طاء حقوق اللہ میں تو گراشت نہ ہر سند پائے
اس نے تمہیں اپنی کتاب لکھائی، اپنا راستہ دکھایا
نکارتے اور جھوٹے رنگ ہر جائیں، اللہ نے تمہارے
ساتھ اچھا برتاؤ کیا ہے، تم بھی لوگوں سے اچھا برتاؤ کرو۔

خذوا بعقلکم و لا تغفلوا فی حبس
اللہ و قد حثکم اللہ کتابہ و نہج
محکم سبلہ لیسئلکم انذین منہم و یعلمہ
انکادہم۔ لاکھنوا حکم الحسن اللہ
نیکلہ.....

نیکوں، ان کی مدد سے ہیں۔ ان کا ذکر و طاعت سے کیا کروا رہا
دن کی کے بدلے کہہ کر کہو..... خدا سب سے بڑا اللہ
نیک کرنے کی قوت جس سے جس سے عفت و عافیت و ان کی

لا قوت انہ لاکھنوا لاکھنوا لاکھنوا
اعلموا انہ بعد الیوم..... اللہ
اکبر و لا حواء الا باللہ تعالیٰ اعظم

نہ یہ ہر جس کے حوائج سے اپنی کفایت کی نفی کیا ہے اور نہ ہی سب سے بڑا ہے۔
نہ یہ ہر جس کے حوائج سے اپنی کفایت کی نفی کیا ہے اور نہ ہی سب سے بڑا ہے۔

میں مقام پر مسجد کی تعمیر ہوئی۔ یہ ایک مسجد بطور یادگار تعمیر ہو گئی۔ وہ ادب بھی دینی و ملی و اخراج کے کار
دریغ نذر اور باکے واسطے پر درج ہے۔

انصار کی شان خدا کا رسی | نثار سے نہ دیکھو توین سالم بن عوف (خوارزم) میں سے متیان بن
انکب اور جاسشی بن جواد میں نثار سے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں میرا بی
کا شرف عطا فرمائیے، ہم تم اور مردمانِ اہل بیت میں نہاؤں ہیں، آپ نے نثار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، میں
کا درمستہ چھوڑ دیجیے۔ یہ خدا کی طرف سے مامور ہے، اسے ترسے تو نبی پر نثار (خوارزم) کا اعلان کیا، وہاں سے نہاؤں
اور قرآن مجید نے بھی شانِ خدا کا دسی سے بڑائی کی انتہا کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی تو نبی فرمایا جو نبی عالم سے
نواپکے تھے۔ آج کے نبی مامور کی طرف سے مسند میں جواد اور نثار بن عمرو، یعنی مامور کی طرف سے مسند میں دیت،
خوارزمی فرمایا، اور محمد بن نثار سے بھی پوچھ کر یہاں نثار کا انداز میں دوسری سہیں پیش کریں۔ حضرت مسلم کی نبی
مبارک سے پہلے نثار و نثار کا اعلان، بتا رہا۔

مشترک مقصود | آخر فرمایا، یا نثار کا اعلان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، بعد اعلیٰ کی و امرو با بعدہ اس
مشترک مقصود | نثار کا ان سے تمہیں، یہاں بھی مسند مسلم کے قیام کا واسطہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا، چنانچہ
نبی مدی میں سے نہاؤں بن تیس اور ابو سلیمان بن خادج حاضر ہوئے، کہا ہم آپ کے فضائل میں، مسند مسلم نے ان
سے بھی نبی فرمایا، نثار کا درمستہ چھوڑ دیجیے، یہ خدا کی طرف سے مامور ہے، آخر نثار، نبی، بعد بن انصار کے واسطے
جس پر آپ کا مسند قائم ہو چکا تھا، یہاں بعد میں، بعد انہی کا مشرقی دروازہ بنا کر آپ کے اترے تیس اور جواد نثار کی
گروں پر ڈال دی، وہ انہی، خدا کے چل کر چلی، وہ بلادہ اس مقام پر بیٹھ گئی، یہاں پہلے بیٹھیں تھی، اب کہہ جمع
ہوایا اور انہی نثار میں پر کر بیٹھ گئی، جیسے ساڈا نیاں اور اوٹ مستقل نشست کے وقت بیٹھتے ہیں، ساتھ ہی گون
نہیں پر دیکھ دی، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترے، یاں حضرت ابو جہشہ خالد بن زید انصاری کا مکان تھا، انہوں نے
نثار کا پاؤں نثار پر لایا اور حضور مسلم ان ہی کے پاؤں ٹھہر گئے، اس پر کسی کو بھی دلی نہ ہوایا کہ اللہ تعالیٰ نے نثار کے
دوسرے سے فیصلہ فرمایا تھا، چنانچہ جب تک مسجد کے ساتھ حضور مسلم کے لیے حیرت نہیں گئے، آپ ابو جہشہ ہی کے
نثار پر نشریت فرمایا ہے۔

ابو جہشہ کی کہہ تو تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالائی منزل میں قیام فرمائیں، انہوں نے عرض میں کیا، میں اسے
میں اولیٰ جھٹکتا ہوں کہ آپ نہیں منزل میں ہوں، میں آپ پر دوسرے فرمایا، ہمارے لیے اللہ ان لوگوں کے لیے ہے جو چاہتے
ہو اس آئے جاتے دیں گے، سورت اسی میں ہے کہ ہم پہلے جھٹکتے ہیں وہیں، ایک روز اتفاق سے بالائی منزل میں
پانی کا برتن ٹوٹ گیا، حضرت ابو جہشہ اور ان کی وہاں سے مہارانی لاف میں مذہب کر دیا تاکہ کوئی قلمو چست کے

بھیجے چکے ہائے، جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوبؓ کی انتہا قبول فرما کر بالائی منزل میں منتقل ہو گئے۔

حضرت ابو ایوبؓ کا شہرت

حضرت ابو ایوبؓ انصار ہی پرستے بغیر اہل قہد صحابی تھے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیانی نے ان کا شرف اتنا بڑھا دیا کہ ان کا جب وہ حضرت علیؓ کے ہمدردی میں ہو جاتے اور حضرت ابن عباسؓ کے بیٹھنے والے ہوتے تو انہوں نے اپنا مکان پورے مسلمانوں کے ساتھ حضرت ابو ایوبؓ کے بیٹھنے والے کر دیا اور خود دوسری جگہ جا رہے۔ جب حضرت ابو ایوبؓ نے وہی کا قصد فرمایا تو حضرت ابن عباسؓ نے میں بڑا اشرافیاں اور مہاسین غلام بطور ہدیہ پیش کیے۔

جب امیر مہاجر کے عدیں مسافروں نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو حضرت ابو ایوبؓ بھی اس فوج میں شامل تھے۔ آپ نے ہمارے قسطنطنیہ کے دوران میں افغان پانی کا روایت کی کہ ان کی میت قبیل سے قریب آئے جاکر دھن کی بجائے اسی پر عمل پیرا۔ ۱۰۰ سالہ میں سلطان کو نجات دینے قسطنطنیہ پر قبضہ کیا تو حضرت ابو ایوبؓ کے مہر تہ مبارک کا سراغ نکال کر ان مقبرہ تعمیر کرایا اور ساتھ ہی مالی شان مسجد بڑائی۔ عثمانی سلاطین کے عیسوی کی رسم تبرکات مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔ حضرت ابو ایوبؓ کا یہ مکان مغربی میں مہاراشٹریں کن عمارت بن شام نے ایک ہزار دینار میں خریدا۔ اسے دست کر دیا اور فقراؤں کے لیے وقف کر دیا۔

آیات شریفہ ۱۰۰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سزاؤں میں انصار کی مصیبتیں

ترانہ ۱۰۰ سے خیر محمدؐ یہ ترانہ گائی دین۔

عظم العید وعلینا	۱۰۰ لای کا طلع ہوا
من شجرات الوداع	کوہ وادع کی ٹھانیں سے
رجب التکو علیہنا	ہم پر جہد کا شکر و اعینہ
ما دھن لہ وادع	میت تک دعا مانگنے لائے دعا مانگیں۔

۱۰۰ عاتقہ سلیمان مرحوم مشہور ہے۔ ۱۰۰ عظم البدر کی جگہ۔ اشرف البدر تھا ہے یزید مشہور میں مندرجہ اولیٰ شکر کا غما کیا ہے۔

ابو المصعب و فہینا	۱۰۰ سے خدا کے بھیجے ہرستہ قوم میں
جنت بالامرا اسطفا	واجب الامامت کے حکم سے آیا

۱۰۰ شجرات الوداع سے مراد تھا کہ جو جی جانہ کا پناہ ہے جس کی گمانوں کو حکم کو گناہ کے لیے جا یا کرتے تھے۔
ایسا ہی ایک عظم درند کے شہابی مہاجر بھی تھا۔ ۱۰۰ مشہور مرحوم فرماتے ہیں

جو شخص کا یہ نام تھا کہ وہ فوجیں نہ تو نہیں جیتوں پر تلے آئیں وہ ۱۰۰ شہر، گناہ گیں ۱۰۰ سیرۃ الصبیحہ جلد اول ص ۲۵۰

بنی نہاد کی بیویوں کا قرآنہ یہ تھا :

نہیں جوار من مینہی نہیار ہم بنی نہاد کی بیویوں ہیں

یا حبیبہ! احسن کن من جابر ہم کی عرض نصیب ہیں کہ تمہ (سہلی اور علیہ) ہمارا ہے جیسے تمہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بیویوں سے پوچھا : تم کو کچا جی ہو؟ "ہوئیں" "ہاں" "فریاد" "ہیں" "جی تمہیں پاتا ہوں" "اے

مسئلہ ہجری

مسئلہ ہجری کے معارف پر مبنی ہر نیا کوئی تفصیل سے بحث کی جگہ ہیں۔ مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں اسلامی سنہ کے تعیین کا سوال اٹھا تو اس کی ابتدا از ہجرت ہی سے طرہائی گئی۔
 عہد اسلام کی تاریخ کا ارتقائی موڑ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت ۱۱ھ میں مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ یہ ہجرت کے تیسرے سال کا آخری دن تھا۔ ۱۔ ہجرت الذیل سے چودھواں سال شروع ہوا۔ اسی دن سے سنہ ہجری کی ابتدا ہوئی۔ گویا ہجرت کے پہلے سال میں دو مہینے اور دو دن کی روٹ گئی۔ لیکن عام حسابہ کے لیے سن کی ابتدا عہدِ نبوی سے لینی جاتی ہے۔ اگرچہ بعض اصحاب نے عام حسابہ زیادہ سے زیادہ صبح روٹنے کے پہلے عہدِ صلوات کے پہنچنے ہی کے دن سے شمار شروع ہی سمجھا لیا۔ مگر اے کنی تعلقات پر اس کا ذکر آئے گا۔ دو ملاحظہ!

مدنی زندگی

مدنی زندگی کا ابتدائی دور

مسجد النبوی

مستحقِ تہنم گام پر پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جن کی حیرت مسکراہٹ پیدا ہوئی، یہ کہ تمہارے پیغمبر اور ایک بندوں کے لیے سرگودھی میں قدم سی عمارت کو ماحول ہے، یہاں وہ اپنے خالق و مالک کی عبادت کر سکیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے مکان کے سامنے ایک گڑھائی پڑی تھی، جس میں جانیان، کچرہ کے چند دھنڈے، مشرکوں کی چند قبریں یا کھنڈر تھے۔ ان اڈنٹ بھی ہٹائے جاتے تھے، کچرہیں بھی خشک کی جاتی تھیں۔ یہاں ہی مکانوں کے دیواریں خالی جگہ پر تو جھانپنے میں سے وقتی غلام سے اٹھاتے دہتے ہیں۔ یہ بنی ہزار کے دو بیویوں، سہل اور سہیل اپنا سہلے ہود کی نیست تھی جو حضرت اسدؓ بن زہراءؓ کی نگرانی میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ گڑھ مسکراہٹ کے دردوں تلوار کی پتھر پر ٹپٹ سے اسے سر قریب نے کی خواہش کی، بنی ہزار ہی نہیں زمین کے مالک ہیں اسے یہ حیرت خاطر ہو کر بیٹھ کر آواز دے، لیکن حضور ﷺ نے اسے اس وقت لاد فرمائی۔ پھر اسے صاف اور جوان کر کے مسجد خشک کی داغ بیل ڈال دی۔ اس کی تعمیر میں خود بنفس نفیس براہ شریک رہے۔

بچی دھنوں اور ان گھڑ بہنوں کی آواز میں تھیں۔ کچرہ کی شاخوں کے چھپرے ہانک چست پر ڈالی کر اور مٹی پکھاؤ لگائی تھی۔ مسندوں کا نام کچرہ کے ترس سے لیا گیا۔ فرش عمارت تھا۔ نیز برشا اور چست سے پانی پکاتا تو شیشی کی شکل اختیار کر گیا۔ ان سطرہ میں جہاں کوئی نہ سی یا لاد رہتے تھے۔ زمین کے درختے ہائیک اور ٹرینٹ رنگت نہایت دلنمائی جبری عمل آتی تھے، اس کی جبری ابھی مسجد بڑا کر کے میں میں بچھن ہوئی تھے۔ صبا بکر میں مگر ہی جو میں ہی جو جو کر کے آئے، اس عمارت میں روز و رات کی ایک کو چست چکھنے پکھانے کی شکل اختیار کرتا۔ مسجد فارغ رہت، اندر کی رات رکھا گیا، مگر کوئی اس وقت تک نہ کہہ کر قید نہیں فرما پایا تھا۔

بج کے تعمیرات

الطاف صدیق میں مسجد کی عمارت خراب ہو گئی تو ایک پتلے سیسی لاد، تھوڑے روزوں میں مٹی۔ عمارت لادو قی میں قریب کی عمارت میں کس برقی تو ایسی ہی عمارت عمارت و عمارت ہو کر حضرت عثمانؓ نے عمارت میں چھروں کی دیواریں چڑھائے تھے، ان کی نہیں اور سٹون کی کڑھی پوت کے لیے استعمال ہوئی، رات و رات عمارت بڑھتے تھے، بعد میں عمارت کے مٹی شان عمارت بنائی، ہاٹیوں کے عمارت تو ہیں ہوئی و ایک عمارت بھی عمارت میں مگر ہی سے حصہ لیا، عثمانی سلطنت کے عمارت میں عمارت بنی اس میں غنی بہ عمارت

اگرچہ جری عکس دیکھنے والوں کو عمارت کی کیانی میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا تھا تاہم سنہ ۱۹۵۷ء میں اسے بنائے گئے تھے کہ عمارت کی مسجد کے بعد کے حصہ کا انوائٹمنٹ پر ہونا تھا۔ آخری وسیع آن سروس کے بعد میں بروقی میں سے شمالی جانب عمارت کے طول و عرض میں خاصا اضافہ ہو گیا۔

خاندان کے عہد میں مسجد کے باغیچے دور دورے تھے، باب جریٹل اور باب انشا شرقی جانب اور باب اسلام اور باب امر مری جانب اور باب میری شمالی جانب۔ اب وہی دروازے ہیں و مشرقی جانب باب عبدالمعز کا اضافہ ہوا۔ شمالی جانب باب لکھنؤ اور باب عربی القلاب کا، مری جانب باب صدیق اور باب سوسا۔

مسجد احمدیہ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کے لیے کمرے ازواجِ مطہرات کے حجرے تعمیر کرائے۔ تیسرے حجرے کے وقت آپ کے بھائی میں موت حضرت سہیل اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد کی مشرقی سمت صرف دو حجرے بنے جو خود ہی اس وقت چھوڑے اور پندرہ سو پندرہ وقت لیے گئے۔ کچھ دیر میں اور کچھ کے بعد ان کی چھت بچائی اور کئی تکیہ لگا دیں۔ پندرہ سو پندرہ وقت شروع میں کچھ بڑا رہتا تھا۔ ہر ایک ایک کمرے کے دروازے مل گئے تھے۔ رات کو وہ باوراء میں رہتا تھا۔

پھر جیسے جیسے ازواجِ آتی گئیں ان کے لیے الگ حجرے بننے لگے۔ مسجد کے مشرقی جانب چار دروازے تھے ان کا سلسلہ شمالی جانب شروع ہو گیا۔ کچھ حجرے مسجد کی جری جانب بھی تھے۔ مشرقی جانب غالباً حضرت عائشہؓ اور حضرت سہیلؓ کے حجرے کے درمیان ایک کمرہ حضرت عائشہؓ کا بھی تھا۔ ان سب کی حالت فی الجملہ کیسا ہی یا کچھ اور اسی تھیں۔ یا کچھ کی ٹھکان لکڑی کر کے ان پر مٹی لپی۔ دی گئی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مکان مسجد کی مشرقی جانب اس مقام پر تھا، جہاں اب باب صدیق ہے۔

حفاظت النبیہ اب ان حجرے میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ ابید بن جراحؓ اور اسی کے عہد میں قریش مسجد کے لیے ازواجِ مطہرات کے حجرے توڑے گئے تو ان میں عیزہؓ زہراءؓ اور حبیبہؓ کے کوکاشی ان حجرے کو اصلی حالت میں بھرتا دیکھا جاتا تھا کہ وہ بنائے گئے۔ ہمارے رسولؐ ایک صلہ کے حیات طیبہ کس اور ہمارے رسولؐ میں ہر ذراتی۔ البتہ حضرت عائشہؓ کے حجرے کا صرف وہ حصہ محفوظ رہا جہاں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صدیقؓ اور خدیجہؓ کے مرتبہ ہاں ہوا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کے حجرے کے اسی حصہ سے ایک کمرہ بنایا گیا تھا جہاں آپؐ رہتی تھیں۔ جب تک حضرت عائشہؓ زندہ رہیں کسی کو وہاں اندر نہیں لے کر آئے۔ دیکھو کہ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم عہد میں اس کے لیے اندر جانے پر سخت شوق ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے یہاں سے لے کر وہاں لوگ باہر اسی سے سلام عرض کر کے چلے جاتے۔

۱۱۔ رمضان ۱۱۳۰ (۱۳۰۰) کو عائشہؓ کا انتقال ہو گیا تو حجرے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

خمسہ و شمسہ: میں حضرت عمرؓ بن عبدالمعزؓ بن عبدالمعزؓ کے گھر تھے۔ انہوں نے حجرے کے اندر کچھ گھر

روایہ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔

سورہ عالم، فرما کہ جو لوگ آدم کا کچا جڑ مبارک لب تک اصل صورت اور اصل مانت میں قائم رہیں وہ دنیا میں کسی اور دنیا یا دوسرے گھر اور ترقی و ترقی و ترقی سے ایسی نہیں ہوں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو کھانا دیا۔ اس عمارت میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔

کے لیے طائے کے سطح پر برومی اور بیانیہ کی پڑی ہیں۔ تاہم یا مغلزہ بھانے کی جوڑی میں سب سے حقین کی کسی پر بصیرت جتنی تھی۔ حدیث عزت سے ترجمہ پر پیش کی کہ کسی آدمی کو مقرر کر دیا جائے جو بلند کواڑ سے لوہات نماز کا اعلان کرے یا کسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی جو پہلے قربانی، پھر چھ اہل بیت علیہم السلام نے سونے کی کھچے قراب میں اذان کے لیے پندرہ گات کی جڑیت پڑی ہے، تھیک اسی قسم کا نواب حضرت عبدالکحیی آیا۔ دوسرا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا پانچ کی آواز دے ہے۔ اسے یہ حکمت بتائے گا اس کی نوا، دو تھک سائی دے گی۔

۱۔ نادر حضرت فریق پڑی تھی، لیکن مغرب کے سوا جس کی میں رکھیں، ابتدا سے مقرر فریق رکعات نماز میں اضافہ باقی نمازوں میں دو رکعتیں پڑھی جاتی تھیں، پھر ظہر، عصر، عشاء میں دو رکعتوں کی جگہ چار چار رکعتیں مقرر ہو گئیں۔ صبح اور مغرب کی نماز میں پانچ رکعات پر قائم رہیں۔ مغرب میں مغرب کے سوا تمام نمازوں کی رکعتیں ۱۱ دو رکعتیں تھیں۔

دیکھیں جاحی زندگی کی صورت پیدا ہوتے ہی کس طرح ایک ایک سانس کی گھیل بننے لگی۔

۱۔ ابتدا میں سے نماز بیت المقدس کی طرف منکر کے اوپر گئے کا حکم قادیانیت المقدس کو کھڑے شہابی تکوین قیلم جہاں تھہر سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز افراسے تو ایسے تمام پر قیام کرتے، جہاں سے دو قبیلے بیت المقدس اور بیت المقدس، سانس رہیں۔ حدیث منورہ میں تشریف فرما پڑے تو دونوں قبیلوں کو سانس دینے کی صورت باقی اور اپنی کہ کعبہ بیت المقدس ویز منورہ سے جانب شمال، دو بیت المقدس (کعبہ کبریا) جانب مغرب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد تھی کہ قبیلہ بنی قریظہ کو جہاں سے جہاں میں خدا کی عبادت کا پھل تھا اور جسے حدیث ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعمیر سے شرف و عمام حاصل تھا تھا۔ طوق ویز منورہ کے ابتدائی سورہ شریف صبح بیت المقدس ہی تہذیب۔ شہان مستند فروری (مکتبہ) میں اس سے کسی خود پہلے کہہ کر تہذیب منورہ ہو گیا اور امام نے ابراہیم پر پڑا پر دستہ دی اختیار کر لی۔ اس وقت سے تمام مسجدوں کا رخ کعبہ کو رو کی طرف پھیر دیا گیا۔ حدیث منورہ میں اب تک ایک مسجد جو ہے، جس میں حاضری تھیں (بیت المقدس) اور مستقبل تھیں (کعبہ کبریا) دونوں کے نشان موجود ہیں۔ لہذا یہ کہہ جاتیں کہتے ہیں۔

۱۔ ہجرت کے دسویں سال غزوہ بدر سے پہلے، رمضان شریف کے روز سے فریق پڑے۔ اسی فرضیت رمضان اور ہمارے میں نزول قرآن کی ابتدا ہوئی تھی (اللہ شہد رمضان الذی نزول فیہ القرآن) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے ہیں دو دن سے غزوہ مکہ تھی۔ حدیث منورہ میں یہ دونوں کا حاشیہ سے کا روزہ دیکھنے کا فرمایا، اس میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل کو فرمائی کہ تم جو جسے نماز حاصل ہوئی تھی اس میں یہ ہم پر عبادت دیکھنے کے زیادہ حقدار ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روز سے فریق قرار دے دیے۔ ان کے

مذہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دھتے تھے اور آپ کے اتباع میں مساب بھی نقلی روئے رکھتے رہتے تھے۔۔۔۔۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ہمارے قیام کی کے کاموں میں اعتدال اور
 میزان دوی عمر کے ہمارے زندگی کے تمام دلیلیں ہمارے اور ہوتے ہیں۔ نیکی کے پہلے دل سے رشتہ کا جذبہ فروغ
 پائے۔ کسی بھی ہمارے کوئی امر یا مسوس نہ ہو۔ خواہ آپ کا مساب سے ملگ تھا۔

و عظیم القدر مستغیروں کی وفات | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب شہر تشریف لائے تو سے تم کو اپنی عمر و عمر و رات کا کہ
 پہلے کلمہ میں اللہ نے وفات پائی، جنہیں تباہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کا
 شرف حاصل ہوا تھا۔ وہ بہت سن رسیدہ تھے۔ پھر اسٹیشن دروازہ کا انتہائی ہو گیا، جو اضافہ کے ان چار تدریسوں
 میں بھی شریک تھے جن کے ساتھ مدینہ شریف میں تین اسلام کا اور بی بی تھا۔ چہرہ نشین، فی اور عقیدہ تائید دوس
 میں موجود تھے اور عقیدہ تائید میں بڑا تکیہ، قزویر سے تھے۔ ان میں سے ایک اسلام نے زادہ بھی تھے۔ انہی کے
 ہاں حضرت مصطفیٰ بن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں ہمارے تھے۔ انہی کی کوششوں سے شریک میں اسلام پیدا تھا۔
 انہی کے ہاں عمر کی نماز ہوتی تھی۔

یہ دوسری تہیں جو دین اور دوسرے مسلمانوں کی آزمائش کا سبب بن گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 لا املک لنفسی ولا لخاصہی منکم لیسے نہا کی مشیت کے خلاف اپنی ذات کے لیے یا اپنے
 اللہ شہداء۔ کسی وجہ کے لیے کوئی اختیار حاصل نہیں۔

حضرت اسٹیشن کی وفات پر اپنی ہمارے عمر کی کیا کر ان کی ہمارے کوئی تکیہ مقرر نہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ
 لوگ میرے فضائل میں اور آپ کے تمام معاملات کی اصلاح کے لیے میں خود ہمارے اور میں ہی آپ کا تکیہ ہوں۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینہ کو پانچ سو روپے کے کوڑے کا کمرہ بھیج دیا تھا تاکہ ام المومنین
اہل بیت کی آمد | حضرت سہیلہ اور صاحبزادیوں کو لے آئے۔ بڑی صاحبزادی حضرت زینہ بنت جحش کا نکاح ان کے
 خاوند زادہ جعفر بن ابی طالب سے یہ اتفاق ہوا اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھا کہ اس نے حضرت زینہ بنت جحش
 روکی رکھا تھا۔ دوسری صاحبزادی وحیہ کی شادی حضرت عثمان سے ہو گئی تھی۔ وہ اس وقت شوہر کے ساتھ حبش
 میں تھیں، حضرت عذیرہ سے نکاح ہو چکا تھا لیکن شخصی نہیں ہوئی تھی۔ زینہ کو کوڑے پہنچے۔ حضرت سہیلہ۔ حضرت
 ہم کو شہر دار حضرت فاطمہ کو لے آئے۔ حضرت عایشہ اپنے بھائی عبد اللہ اور دوسرے افراد خاندانی کے ساتھ
 مدینہ منورہ آ گئیں۔

عبداللہ بن سلام | عبد اللہ بن سلام حبش کا اصل نام تھیں تھا مدینہ منورہ کا ایک نوی علم اور دولت مند
 یہودی تھا۔ سیدہ انصاریت ہونے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہی اسلام کی طرف

قال یرگیا۔ تمہاری ضرورت مسلم کی زیارت کے لیے پہنچا تو ائمہ فاضلہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ وہ چاہتا تھا کہ تمام یہودی
معتزہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ عرض کیا، یا رسول اللہ آپ باخلف میرا اسلام ظاہر فرمائیں۔ میں چپ جانا ہوں
تو آپ یہودی سے میرے متعلق پوچھیں۔ اگر دیر سے متعلق ابھی دے دے تو قرآن میں کہ اگر وہ اسلام قبول کرے تو کامیاب
سب اسلام قبول کر سکتے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اسلام کی تمغین کی۔ ساتھ ہی مفسرین (عبد اللہ) کے متعلق پوچھا۔ یہودی
برائے، وہ چار مرد اور آپ، سردار کا بیٹا ہے۔ اسی کے علم و فضل کی بھی ترجمت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اگر وہ
اسلام قبول کرے تو کیا آپ لوگ بھی اس کی پیروی کریں گے؟ انھوں نے جواب دیا، نعم، واللہ ایسا جو سکتا ہے کہ انھیں
اسلام قبول کرے۔ اس پر انھیں باہر نکل کر باور اچھے جو قوموں کو سمجھایا کہ کہہ مسلم وہی ہیں جن کا ذکر جہاد کی کتابوں میں
آیا ہے۔ انھار کی طرف تمام عرض فرماؤ۔ یہودی یہ سن کر ہسرت وہ گئے۔ پھر اسے اس کی بات ہم نہیں مانتے۔ یہ
جبر تھا ہے۔ یہ وہاں تھا یہودیوں میں سے تیسریں نے بے تکلف اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام
ہمدانہ رکھا۔

تخیرین کا اسلام | تخیرین میں ایک نماز اور رات مندر یہودی تھا۔ وہ بھی ابتدا ہی میں مسلمان ہو چکا تھا۔ غزوہ
آخر کے موقع پر اس سے اپنے ہم قوموں سے کہا کہ کہہ وسلم، کے لیے ۱۰ ہمارے فرائض
میں داخل ہے۔ یہودی ہم سے کئی سبب سے میں فتنے یا جھگڑے کا رشتہ ہے۔ تخیرین کو اس ۱۰ اب پر سخت غصہ کیا تو
بتیار داغدار ڈائی کے لیے نکل پڑا اور وصیت کر دی کہ اگر میں مارا جائوں تو میری ملکیت میں جو کچھ ہے وہ سب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں دیا جائے۔

حبیب اتفاقی بیت / تخیرین نے جنگ اُحد میں شہادت پائی اور چمکے گا تھا اس پر اپنے خون سے ہر تین ٹیٹ
کر دی۔

بنی النضیرین میرے دل سے تو اے خدا کا حکم دے
اللہ علیہ فیہم منہم من فضلی علیہ و
بہم من ینبئین و ساء لکوا شہیدین۔
یہاں دونوں میں سے کتنے مردوں کو چمک کر اُحد یا جس بات کا
مرد کیا تھا شہید ہے۔ چمک کر تو مارا چکا پنازہ اور کوئی ہے
دار و یکہ مالہ۔ چار ٹیٹ ایک آدم۔

۱۰۱۱ باب ۱۲

یہ جنگ اُحد اور شمال مشرق ۳۱۰-۳۱۱ء میں ہوئی تھی۔ اس روز لشکر تمام یہودیوں کا بہت تھا یعنی یوم تسلیم۔ لیکن وہ
میں ان کو ہذا اور مائے کے طور پر استعمال کرتے رہتے تھے۔

حضرت سلطان کا اسطفا

حضرت سلطان بھی وسوسہ کے سنے، جلد فوجی تھے، قتالی مشقتیں اٹھا کر کامیابی حاصل کرنے کا یہ عجیب واقعہ ہے۔ آپ کا اہل دھواؤں کے شہر مرکزی شہر اصفہان کے ۳۱ ہجری تھا۔ اصفہان سے ۷۵ میل دور تھے اور پہلے کوہ دروغا فوجیت محبت کے باعث گھر ہی میں بند رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ سلطان باہر نکلے، نغزانیوں کے ایک کھین کے پاس سے گزرتے آئے وہیں کا فوجی جہاد مست آتش پرستوں کے فوجی جہاد سے بہتر نظر آیا۔ دھواؤں کا ذکر دانت سے بھی کر رہا تھا اس نے پیٹھ کے پاؤں میں پڑا لہذا وہیں سلطان نے نغزانیوں سے رعب ضعیف پیدا کر کے شام چائے کا قصد کر لیا۔ نغزانیوں میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ نغزانیہ گھر باہر گھر کو تلک لگے اور شام میں ایک استغوث کے پاس رہے، پھر رومل، انجیلین اور حریریہ پہنچے۔ آخری مقام کے ایک دہلی نغزانی کے دھیت کی گویاں اراہی کے معانی ایک نبی کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آگیا ہے لہذا عرب تنہا، مدینہ منورہ کی بعض نشانیاں بھی بتا دیں۔ چنانچہ سلطان نے وہاں کا قصد کر لیا۔ جس خانے کے ساتھ وہ آئے تھے، اسی کے کافر دواؤں نے سلطان کو غلام مار کر فروخت کر دیا۔ پھر دہلی فریاد میں سے ایک یوٹی سلطان کو مدینہ منورہ لے آیا۔ رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے کوکب سے حیرت فرمائی، مدینہ پہنچے تو حضرت سلطان بھی زیارت سے مشرف ہوئے، پھر مدینہ معظمہ ہی کے اہل خانہ کے مطابق اپنے مالک سے آزاد کی شہر میں لے گئے اور صاحب کو نہایت حق و صلح کی ادائیگی سے وہ شہر میں جاری کر کے آزاد ہوئے۔ انہوں نے خدق دھواؤں میں حضرت سلطان شریک تھے۔ وہ مدینہ کی حفاظت کے لیے خدق کھودنے کی توجہ حضرت سلطان ہی نے پیش کی تھی۔ (دولت)

لہذا وہاں کا مشہور شہر ہے جو بعد کے کاروبار میں واقع ہے۔ بلکہ جزیرہ یعنی شمالی عربی کا ایک چھوٹا سا دارالخلافہ ہے جو شمالی جانب سے ہندو بحر، آگیا ہے اور اسے فرات میں مل جاتا ہے۔ اس کے آبدانی حصے پانچویں واقع ہے گویا یہ بھی عراقی ہی کا ایک شہر ہے۔
بلکہ حریریہ، اراہی کے کوکب، کا قیام شہر میں مستقر ہوا ہے جس کے مدینہ میں مسلمانوں نے فتح کیا تھا۔

مواعظ مہاجرین انصاف

تعمیر ملت کا سنگ بنیاد

لَوْ اَنْقَضَتْ مَا فِي الْاَسْرَافِ حَسْبُنَا مَا اَنْقَضَتْ سَبْعَ مَقُورِيهِمْ وَتَكَرَّرَ اَعْلَانُهُمْ بِمَقْتُلِهِمْ

(احکام ۶۲)

ترکیہ اخلاق کا پیغمبرِ رحیم سرکارِ فراتے ہیں :

”بنیادیں کوئی کام انسانی کے لیے اسی سے لیا، وہ مشکل نہیں کہ بھرے ہوئے انسانوں کو ایک دُشٹ ملت میں پر دوسے درجہ کام تقریباً ناممکن جو چاہا ہے، حبیبِ صالحہ ایسے انسانوں کا جو اچے صلیب سے باہمی ہنگ و جمل کی آہ و ہوا میں پرورش پاتے رہے ہوں اور جن کے خلیاتی سانچوں میں باہمی آویزش و امتزاج کا کوئی ڈھنگ باقی نہ رہا ہو۔“

”پیغمبرِ مہتمم و صلح، کاظم و صلح، ہی لوگوں میں ہوا تھا، مگر ابھی ان کی دعوت پر دوس بارہ ہی برس گزرنے کے لئے کہ عرب میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا، جو اس اعتبار سے بالکل ایک نئی قسم کی فترت تھا۔ وہ حبیبِ ملک سلطان نہیں بڑے تھے، باہمی کینہ و انتقام کے مجسمے تھے، لیکن جو نئی مسلمات پرست ہوتے مازخادوں کی ایسی پاک و مقدسیت و ہجرت کی کہ ان کا ہر فرد دوسرے کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔“

”فی الحقیقت یہ وہ ترکیہ اخلاق کا اصل ہے، جو ایک پیغمبرِ رحیم تھا اور جو پیغمبرِ اسلام کی تعلیم و تربیت نے انجام دیا۔ اس سے منقسم ہوا کہ مسلمانوں کی باہمی امتزاج ایک ایسی نعمت ہے جسے خدا نے پرہیزگاری و انعام قرار دیا ہے۔“ فرسوس ان پر، جو اس نعمت سے محرومی پر تڑپتے ہوئے تھے اور اس کے لیے اپنے اندر کوئی جہنمیں نہیں گئی۔ آج باہمی امتزاج کی جگہ باہمی محاسنت و مسامحت کی ریت پڑی ہو چکی ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کھنکھائی : ”اور جانِ بلند دوم میں ۱۹۷۰ء“

”اسلام کی اہمیت نے باہمی امتزاج و سازگاری کی جو روح نچوڑ لی ہے، اسی تھی اس کا ایک حبیب و وزیرِ متعزیز پرچا نے آج تک محفوظ رکھا

فرسوسوں کا بھائی چارہ

دی ہے۔ یہ زسلسل کا بیانیہ ہے۔ تھا۔ جسے اپنی بین الاقوامیات کہتے ہیں یعنی اسلام کے رشتے سے ایک زسلسلہ اور دوسرے زسلسل کا بھائی ہو جاتا تھا۔ پھر ماضی ماقول میں وہ ان ایک دو حصے کی شرکت انیمیت کے دیئے ہیں بقدر ہو جاتے۔ جیسے یقینی برائی ہو سکتے ہیں، حتیٰ کو ایک اگر مر جاتا تو دوسرا اسی کو وارث ہو جاتا تھا۔

شیر موصافات اور تجربہ کوئی ایک دلو کر میں اور یہ صوفیہ و ماجر میں سکے در میان ہوئی تھی، دوسری مرتبہ حضرت میں اور یہ ماجر میں واقعات کے درمیان برائی تھی، ایسی کہ کے ہر لوگ ہجرت کر کے آئے ہیں اور میر کے فاضل میں ایک قول کے مطابق یہ قسمے آئی تھے اور پھر قول کے معانی میں جو لوگ وینا میں آئے، اپنا گھر بار چھوڑا، جان و مال سے وابہ تھی میں بنا، کیا تو خواہ وہ کسی قبیلے اور کسی طبقے کے ہوں ایک ہی برادری کے ادا ہو گئے جی جی جی جی کی برادری کے۔ ان کا ہر فرد دوسرے کو لڑکا لڑا دینی ہے اور ماضی و ماضی و ماضی پر سماعتی جاری کیا ہیں کا دوسرا

(تو جان بہرہ دور میں ۱۷۶۰ء)

مواخات کی ضرورت | اندلی پر ماضی مدت گزری تھی، وہ مواخات کے ان عرفان کو غافلوں میں نہ لگ

کے کسی سال کو لڑکے تھے، ان کا ایک صوفی عالم، افسانوں کو زیادہ سے زیادہ بڑے جہت اور بڑے عالم، ایسے کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے۔ دوسرے اور دوسرے وقت کے۔ جسے ملک بوس، عزائم ملک، مقام کی قدریت پر اہل ایمان، ایسے لوگوں کے سامنے زندگی کا کوئی بھی نقشہ نہ جاتا، انہیں اپنے سینہ مناسبت مقام پیدا کر لینے میں کوئی وقت نہیں آتی۔ انہیں یہ بھی یقین تھا کہ افسانہ زندگی کا ہر نظام وہ بڑے کا۔ مہا چاہت ہیں، اسے ہر عمل میں کامیاب جاتا ہے اور عالم۔ انسانیت کے یہی میرات و ہفتات کی بناءوں کے ایک ایسے بڑے دور کا گناہ ہو جاتا ہے کہ ان کی کوئی مثال و سن وقت کی یادیں یاد و اشتیاق میں نہیں پہنچی تھی۔ ان کی ذاتی زندگی اس دور قلیل و مختصر نہیں کہ کوئی بھی حاکم و شریک آجاتی، انہیں قلعہ پریشان سے مابعدہ پر تھا۔ وہ اس غرض سے کھرابہ انداز میں یاد رکھیں کہ تھے کوئی مرتضیٰ میں پہنچے ہی، انہیں ویسی ہی ادا کی جاتی گی۔ بہرہ ہر طبقے کے آدمیوں کو جلد سے جلد یقینی شان بننے دیکھنے کے لیے یقیناً مضطرب و بہتہ واد تھے اور اسد کا اصل مقصد میں تھا اس کے م۔ کچھ تھا۔

اگرچہ اخبار کو اس مسم سے رابطہ کی ابتدا دیکھ کر اسے مختصر سن مدت گزری تھی لیکن وہ کسی بھی خصوصیت میں مہاجر میں سے کچھ نہ بکھڑا کی۔ مدت، بڑا، و قریب نے بے ۱۳ جن جن شکلوں میں ظہور کیا۔ اس سے ذائقہ ہر

آتشکارا بریٹیکہ انداز کی کرنی نظردان سے پیشتر کی کسی خبر یا دہی میں دیکھی گئی، اس کے بعد کسی خط میں دیکھا گئی۔
تو وہی گروہ نظر کیا۔ شاید یہی روت ویشار، تعداد کی بڑھ چکی کا اصل سبب ٹھہری اودھ میں مسلمان دہلیوں کی پناہگار
ہونے کا اونی شرت حاصل ہوا۔

مسلم ہونا ہے کہ انسان، حقوق و درمانی ارتقا کے مراحل طے کرتے ہوئے کتنی ہی بدھ کی پرستش جائیں تاہم
وہ غرضی و بگاڑی کے سینوں سے ہر دور سے ہمیشہ کے لیے بے تعلق اپنے نیا نہیں ہو سکتے۔ کسی نہ کسی وقت روح کی
کھربوں سے اتنا ہر کسی وٹھ کر مسل پر آجاتی ہیں جنہیں ہم اپنا رت کے احساس کے سوا اور کسی چیز سے تعبیر نہیں
کر سکتے۔ ٹانبا، روح، شاعری کی یہاں نظری پراسی تھی جس کی تسکین کے لیے سرافات کا انتظام کیا گیا۔

چند یہ بھی حقائق پر ہر حال اس طرح

- ۱۔ صاحبزادے کے دل میں یہ اطمینانی اور پریشانی پیدا ہونے کا ہر امکان تھا، اس کے والد کے لیے جس طرح
کے اذیت سے بہرہ بردہ تھا اسے ہر امن چار کر دیا گیا۔ نتیجے پر نظر دیکھی جائے تو اذیت کے فضل سے وابستہ
ابداً فریاد نہ ہوا۔
- ۲۔ حقیقی جہانوں اور قریب، بیوقوف ہیں بھی مختلف اسباب کی بنا پر پریشانی میں آسکتے ہیں اور باقی ہیں لیکن وہ اذیت
میں جس موافقت کا انتظام ہوا تھا، اس میں ایسا کوئی امکان سامنے نہ کیا اور دیکھا جاسکتا تھا کہ اذیت کے جنی کر
اس کے دور کو اثرات ملنا ختم کیے گئے۔
- ۳۔ جہان پیدائش کے رشتے حقیقی اور غرضی رشتوں کے مقابلے میں آزمائش کی ہر منزل پر بدرجہا زیادہ کا لیا جاتا ہے۔
- ۴۔ صاحبزادے والد کے درمیان بڑھاپے سے زیادہ کچھ ہی پیدا کرنے اور باہمی اتحاد کو مستحکم بنانے کے قریب اثرات
بالہتمام ہمیشہ نظر دینے پائیں۔

اس سبب یہی کی تعمیر کل پر کچھ قریب حضرت انس بن مالک کے طرز میں رسولی اذیت مسلم نے
اجتماع اور موافقت

میں سے نصف صاحبزادے اور نصف، تعداد تھے، حضور معلم نے لڑایا،

تاخوئی اللہ انھوں نے انھوں نے۔ اذیت کے روبرو ہی بھائی بھائی بن جائیں۔

پوری فہرست اسما کیوں سے ذیل سبکی جہان مختلف روایتوں سے معلوم ہو سکتے۔ دو درون لکھ لیا

کے ان علویوں کو اپنا سمجھنے لگے تھے۔ جتنی کراہی ایک سرہانہ اور ششہ روغانت کا بھائی اس کا وارث سمجھا جاتا۔
 انھوں نے سارے پرانے رشتے چھوڑ دیئے تھے، مرث و یکسہ ہی، ششہ کی ٹہنی باقی رہ گئی تھی۔ یہی سبب
 دھڑکے رسول کے بھائی اور سب اسی گھٹے میں جن کو اوپر سب کچھ ٹھکانا کر دینے والے ہیں
 تو خفی فرشتے ٹر گئے کہ باغ و بہن
 ہر دو ٹھیکیں پر نہ دو، تو پرستند

آفرینہ انھالی ہیں حکم صادر ہوا

وَأَدْنُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ
 واد باقی ہے: قرابت اور اقوامان کے مگر میں ایک روخت
 کی مرث کے برابر حقد میں زمین ابھی بھائی پار سے
 ان کے حق فراموش کیے جائیں

روغانت ہر کچھ قرمز خدائی کے اپٹ برابر بھائی کو ساتھ سے ہا کر لہری ایک ایک سرہکا
 افساد کی سٹاپن ایشاد | جاؤ اسے دیا اور کہ دیا کہ اس میں نعمت آپ کا اور نعمت ہمارا ہے۔ شفا عید الرحمن
 بن حرفت: سسٹاپن دیج کے بھائی قرمز پاسنے تھے: ج افساد میں سب سے زیادہ دولت مند کیے جاتے تھے انھوں نے
 اپنے ہمارے بھائی سے یہ بھی کہ دیا دیری او پر یاں ہیں، ان میں سے جسے آپ پسند کریں طلاق اسے دیا جائے گا
 گزرا جانے کے بعد اس سے شادی کر لینا، لیکن عید الرحمن ششہ سے ہوا کے کام کی یاد کرتے تھے بڑے کچھ یسے۔ اسے انکار
 کر دیا اور کہا کہ بے معرفت ہاؤر کار سسٹاپن ایکسے چنانچہ افسانے سے جو فیضان کے باڑھیں لگی اور پیر سے نہایت کی
 پیدا کی۔

فرشتوں کی تہادت کی یہ ترقی برقی کو خود یہ کاتوں تھا کہ ٹاک پر ہاؤر اٹھا ہوں تو سمان جاتی ہے۔ اس کا
 اسباب تہادت سات سات حروف تہوی پر دگ اٹھا اور انہیں ان حروف میں پتچا تھا: تمام شہر میں، مہم پر جاتی تھی
 افساد کے کمان ٹھٹھٹھ سے اور یکیت تھے۔ انھوں نے ساری اٹھ صلوات روئے اسٹ کے کہ یہ چیزیں ہمارے ہمارے
 بھائیوں میں تقسیم کر دی جائیں، جسے صلوات کو مل تھا کہ، جوں کا پیشہ صرف تہادت ہے۔ وہ کہتی تھیں: ہاؤر اٹھا جانے کے حق
 باکھچ ہاؤر ششہ ہیں۔ لہذا اپنے شہر، غرضت تو ان کے خیال۔ ہوا افساد کے بھائی کیا کہ اسے کام پر کریں گے۔ ہا
 پر ہوا ہاؤر اس میں سے نعمت صلوات پر کریں گے۔

یہ واقعہ واقعی دور کے پیر جی مروت تھے، رنگا ہر کے جد عادت بالعموم میں صورت اختیار کرنے لگے تو پیر معمولی

مہاجرین کی تحفیف شروع ہو گئی، اس لیے کہ مستقل نظام کو نافذ کرنا ہی ہو گا۔

مہاجرین کے اعراف پر ان کی زمینیں اور باغ قبضہ نہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایہ دے کر مہاجرین میں تقسیم کر دیے۔ مہاجرین اور انصار کے عقیقات کا وہ پہلا بیان تھا کہ انصار نے عرض کیا کہ ہمارے کھیت اور غنیمت میں مہاجرین بھی کے پاس رہیں، اور غنیمت کی ملک بھی انھی پر تقسیم کر دی جائے۔

غیر فتح ہو گیا تو غیر مسلم کی کئی خصوصیات باقی رہیں اور انصار کے عقیقات انہیں واپس کر دیے گئے۔

اور ان مشعلی مرحوم فرماتے ہیں:

”انصار نے مہاجرین کی جوانی اور ہرادی کا جو حق ادا کیا، دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملے گی۔“

مہاجرین یہ فتح ہو تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلا کر فرمانہ میں اس کو انصار میں تقسیم کر دیا جاتا ہوں، انھوں

نے عرض کیا پہلے ہمارے ہائی مہاجر دو کہ اتنی سی زمین عداوت فرما بھیجے، تب ہم مینا منظور کریں گے۔

مہاجرین نے بھی مہاجرین کا یہ کام شروع کر دیا، حضرت ابو بکرؓ نے کہ جسے کا یہ پادہ منہا لیا۔

مہاجرین کی خودداری

حضرت شریک جعفرؓ کے ہاں مہاجرین کی خیر و فخرت کرتے تھے۔ حضرت قرظیؓ کی حالت

دست پا کر ان تک مہاجرین تھے۔ وہ حضرت مہاجرؓ بھی جو مشقت اپنے لیے مناسب سمجھا اختیار کر لیا۔ شاہد بہشت

ہی خود دہرا دے مہاجرین کی ہو گی انھیں ابتدائی دور میں ایسا کام نہ مل سکا، جس سے وہ اپنی ضرورت میں ہر سہولت

پوری کر سکتے۔

مہاجرین کے لیے خلافت کا نظام جو انھوں نے اپنی مختلف آبادیوں اور صوبوں میں اقتدار نہایت

مہاجر مہاجر کے تحت کر دیا، تاکہ ان میں مہاجریت کے مطابق مکان بنا لیں، یعنی نئے پتے پر یہ مکانات

خالی کر دیے گئے۔ یہ ایسی ضرورت تھی کہ مہاجرین کو ان کے لیے خاص پتہ دیا گیا۔ کسی انصار کی رہائی پر زیادہ

وجہ نہ دیا گیا تاکہ کسی بھی مہاجر کے لیے مناسب رہا۔ انصار کے ساتھ وہ عطا کا جذبہ برابر قائم رہا۔

افزائش رہا اور اس وجہ سے مہاجرین کی خودداری، عداوت، مشقت اور کسب مسافرت میں انھوں نے ہر گز پر

کوئی اثر نہ پڑا۔ ہر چیز جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سروسامان کا وقت کیا اور مہاجرین نے اس میں فراخ دلی سے تعاون کیا۔

مہاجرین کی حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر سال آتا۔

یہ **شرکان علی انفسہم** آپ نے ان دنوں مہاجر کی طرف کسی کو بھیجا۔ مسلم، یزیدان کے پاس گمانے کو

یکہ تھا۔ معرفت پائی تھا اور اس سے مہاجر کی خدمت میں نہ آئیں، نہ مسکتا تھا۔ مہاجر آپ نے فرمایا کہ ان میں سے

ساتھ سے جانے کا اور مہاجر کی خدمت میں نہ آئیں، نہ مسکتا تھا۔ مہاجر آپ نے فرمایا کہ ان میں سے

لے بہتہ انہی جلد کر لیں ۲۰۔

استحکام امن و دفاع مدینہ

مدینہ منورہ کی کیفیت | اہل بیت کا مشق برتے مسلمان مہاجرین و انصار سے تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت پر

۱۔ وہ عرب اور غیر عرب، جس وقت تک ملتو اسلام ہیں، اہل نبیوں کے لئے اور اختلاف انہیں
مشق ہی سمجھا دیا تھا۔ بعد میں لوگ بڑی سے گھٹنے گئے یہاں تک کہ بظاہر بالکل ختم ہو گئے۔

۲۔ متفقین اور لوگ جو مسلمان سمجھے جاتے تھے، لیکن ایمان کے دلوں میں داخل نہیں ہوئے، انہوں سے نہ
- جوانوں کے ساتھ تھے اور دشمنی میں داخل تھے۔ ہر ملحد میں اتنی ذاتی مصلحتیں نہ ہو سکتی تھیں۔

جماعت سمجھیں کہ ان سے گزراؤ اور بیعتاؤ! غلطی نہ ہو پھر ان کے اوصاف اسلام کو نہ نہیں کیا
جاسکتا تھا۔ وہ میر کر بھی دکھا دیتے تو کہیں کہ پناہ مل سکتا تھا کہ وہ حقیقت مسلمان ہیں۔ یہ ہر حال ان پر کسی
جس مال میں اعتماد نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ان کی تعداد بھی بظاہر خاصی تھی۔ شہزادوں اور اس کے ساتھ پورے اہل بیت
میدان بن ابی کے ساتھ بڑی سو افراد مسلمانوں سے ایک ہر کر رہے تھے۔ وہ بظاہر ایمان
ہی تھے۔

۳۔ یہودیوں کے تھے کہ وہ بھی کی تعداد چار پانچ ہزار سے کم نہ ہوگی۔ سنی بدعتی تمام و برزخیہ اور بنو قریظہ۔
لوگ نہ بچا ہی نہیں، نہ بچا بھی مہاجرین و انصار سے ملنے تھے۔

حالات کا تقاضا | جب تک ان تمام آبادیوں کو اس زمانہ کے شہر کے مقاصد کے لئے متحد و متفق نہ کر دیا جاتا
تو اہل بیت نے وہاں مشکلات سے عہدہ بردہ نہ کی کیا امید رکھی جاسکتی تھی، اسی کا زیادہ سے

زیادہ سمجھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، باہر کات ہی کو تھا، اگر وہ مشکلات صبح و شام، ہر شے کی وجہ سے
پیدا ہوتیں اور کم از کم چھ سال کے شب و روز صرف ایسی مشکلات کی آغوش میں پرورش پائے دے دے
سے مقابلے کے لئے وقف ہو گئے۔ پھر بھی لسل و نہ ہب کے اعتبار سے جو مشرق و مغرب آبادیاں ہلو بہ ہلو
میشیں تھیں، ان سے کہہ کر توقع رکھی جاسکتی تھی کہ وہ ایک وحدت کی حیثیت میں شہر ہی ہو، کے بچے کوئی قسم
انہیں کی گئی

یہی غلام جتہ کو انیس سو تتر کو مفقود کا غلط روکش پرورش ملی بدو بد کے لیے آمادہ و مستعد کر دینے کی حرب
 ایک صورت تھی اور دیکھ کر ان میں سے ہر ایک کو اپنے شہری دشمنی اور تقاضائی حقوق کے نقطہ کا یقین کافی دلایا جاتا
 ان کو غصے و رسول جٹہ علم سے جو دستور اعلیٰ میں ان بطور مرتب فرمایا نہ وہ فعل میں نہیں کہ چودہ سو سال پہلے کی ایک
 غلام نے اپنا دستور ہی اختیار کر لیا ہے ایک فلسفہ و معیت کے اقتیاد سے بھی اس کی مثال ملنی مشکل ہے یہ حقیقت ہے کہ
 کہ مختلف گروہوں میں "دوسری تہ کی حیثیتوں اور درجوں کا صحیح اندازہ کرتے ہوئے اشتراک کا ایسا سامع اور تمام
 بیرونی پروردی طرز پر تیار کر دینا جیسے خود ایک غیر معمولی معجزہ تھا۔

مستتر کر نظام کا نو چنانچہ اس پروردی مہاشے پر رسولی مفقود کی توجہ کرائی سب سے پہلے مزدوں کو برقی جوت
 حتیٰ کی دولت کا سلسلہ جاری تھا تاہم اس کا اختیار و قبول پروردہ اور ہر گروہ کی مرضی پر
 موقوف تھا۔ نو کہ ہر دارو اسلام میں نہایت بڑا اصول تھا۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد وہ فعال مفقود و
 مطلوب تھے۔ ان کا صدور صحیح و قیامت کے رات یقین ہونے ہی پر موقوف و مشترک تھا۔ کسی کو گرفت یا طبع کی بنا پر
 ہم دانا یا بے سے نہ وہ تفریق مسلمانوں کے ساتھ تھی۔ اس سے وہ انسان مرزد ہونے کی امید رکھ سکتی تھی۔ یہی
 دشمنی و مسلم تھا۔ ان پر احکام کیا جاسکتا تھا کہ گرفت و طبع کے اسباب زائل ہوتے ہی وہ پہلی حالت پر
 واپس جاتا۔ یہی ضمنی ہر گروہ میں "سرسے و مرکز سے زیادہ خوب و زیادہ طبع کے اسباب فراہم کر دیے جاتے تھے کہ وہ اور
 دھک جاتا۔

یہ نظام کار عملی ہی اقتیاد سے عامی توجہ پروردہ خاص۔ الٰہی کی راستی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ بدو بد ہوتا
 سب کی یا بین و متاد و جن کا وہ بدو تک نہ تھا اور جن دور کے لیے وضع ہوا تھا اس میں غلامی صورت تک کا ایک
 رہا۔ اس اقتیاد سے بھی صدور ہر زمانہ نہایت گزرتا تھا۔ سب کے چھٹی نظروں میں کام ہوتے ہیں وہ عقل و سب عقل
 حالات میں ہی زیادہ سے زیادہ اشتراک کے اصول مرتب کر سکتے ہیں۔ یہ مشق غلاموں و حسن نیت کے ساتھ ہر
 گروہ کے طبعی حقوق کا ذاتی احترام مفقود پروردہ کی گروہ کو مفقود سیر پر کے ذریعے سے چند سب میں جمانے یا خال
 دہر ہر گروہ کے طبعی حقوق کو مشق کے ساتھ ان پیسے میں کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ حق پرست اور صالح ہر امت
 ان حالات میں بھی خود بہا سب سے اس کے عمل پر مانتے گی۔ ان اقتیاد کے پیروی پرست سے ہر شرع نقطہ کے ساتھ
 بھی چند ترمیم کئے جاسکتے ہیں کہ اسباب نہیں ہر سکتے اور کبھی نہیں ہر سکتے۔

پیداوی مقاصد رسولی اور غلام نے ہر گروہ کی مفقود آہاروں کے مطابق اشتراک و تعاون کے لیے جو
 نظام مرتب فرمایا اس کے بنیادی مقاصد کسی خاص توجہ کے خلاف نہیں۔ مثلاً
 اور ہر آبادی فی الجملہ پر سکون زندگی ہر کرنے کی خواہش پر توجہ نہ کر دے کہ وہ برقی اور دہی کے ساتھ کسب

معاشری میں مصروف رہے۔ زیادہ سے زیادہ کاسے، ادواہ کی، بحرت، بتر حیرت کوست اور معاشرے کے حلقوں میں جردی و نباتات و جمادات انجاسم سے۔ جہانی جہان کسی بھی قسم، لغت، انسان کے ذریعہ پسند و ناپسند کیا جائے۔

۲۔ ہر فرد و فرد کے چرچا و دراز میں ان پر کوئی نام نہ سب پابندی مائدہ ہو۔

۳۔ عقیدہ نامہ کے برسرِ حق کاوند نہ کیا جائے۔

۴۔ ایرانی شخص اور پرورش کی، کوئی تمام اس سے طوری ہے کہ اس سے ذہن و دماغ، امن ہی پر یاد کرتا ہے۔ بلکہ لوگوں کے، سیاسی مسائل، تاریخی اور نہ، کوئی مال و جان اور اس سے وہ نباتات معاشرہ کو ہر ایک مروجہ و پریم ہو گیا ہے۔ وہ لوگوں کی پوری فضا بشقی کے طوائف کی جو لاں گام بنی ماتی ہے۔ جب تک انسان کی فطرت سے زیادہ بنائے وہ یہی صورت حال پیدا کرنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ یہ عقائد اس حق پر بار بار تکرار کرنے سے آپ پر بنے ٹھکانا ہو گئے جائیں گے۔

اصل دستورِ اصل | اصل دستورِ اصل کہ تہذیب و روحِ فیل ہے۔ اس سے "عقیدہ" کے نام سے تہذیب پائی۔ آپ اس سے "تہذیب" کا چرچا "اندر نامہ" کہہ سکتے ہیں۔ "اندر نامہ" ہے۔

میراثہ الرقن الرقن، یہ محمد و علی و حسن و حسین علیہ السلام ہیں۔ ایک نعتیہ و معادہ ہے، قریش دور، بلکہ شریعت میں یہاں لائے و ان کے تابع کے لیے، جہان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہر ایک جنگ میں حصہ لیں۔

۱۔ یہ سب، ان لوگوں کے متعلق ہیں ایک حق (سیاسی وحدت) منظور ہوں گے، جو اس نوشتے کہ پابندی میں شریعت میں۔

۲۔ اگر کسی میں سے جو کہ ہجرت کر کے آئے وہ چیز کے دستور کے مطابق خون باطل کر دیا کریں گے اور اپنے قیدی خود غیریہ کے کہ چیز میں گئے، تاکہ ایمان و امن کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۳۔ جو صورت حسب سابق اپنا دوسرا حسب الوداعی، ہوا خود ملی کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود غیریہ واداک کے چرچا کے گا، تاکہ ایمان و امن کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۴۔ جو عادت بن کر حسب سابق اپنا دوسرا حسب الوداعی، ہوا خود ملی کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود غیریہ واداک کے چرچا کے گا، تاکہ ایمان و امن کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۵۔ جو معاہدہ حسب سابق اپنا دوسرا حسب الوداعی، ہوا خود ملی کر دیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود غیریہ واداک کے

۱۔ یہودیوں میں سے جو چاہنا انتخاب کرے گا، مستعد اور سادات حاصل ہوگی، ان میں سے کسی پر ظہر کیا جائے گا اور زبان کے خلاف کسی کو دوسری جہانے گی۔

۲۔ ایمان والوں کی صلہ یکساں ہی ہوگی۔ راد خدا میں جنگ ہو تو کوئی ایمان والا دوسرے ایمان والے کو چھڑ کر دشمن سے صلہ نہیں کرے گا۔ یہ صلہ سب ایمان والوں کے لیے برابر اور یکساں ہونی چاہیے۔

۳۔ ان تمام گروہوں کو جو چاہدے ساتھ ہو کر نذر گئے، قریب بہ قربت آرام کا موقع دیا جائے گا۔

۴۔ ایمان والوں کو خدا کی راہ میں جو نقصان جان اٹھانا پڑے، اس کا بدلہ دہلی کر لیں گے۔

۵۔ بلاشبہ ہر بزرگ و ایمان دست سب سے اچھے اور سب سے پیوستہ دست پر ہیں۔

۱۰۔ کوئی مشرک و جو اس معاد سے میں شریک ہے، تو بیشک کے الی ایمان کو پناہ
قریش پناہ سے مشتق [دستے گا اور نہ اس سے ملے گی کسی ایمان والے کے آگے نہ آئے گا۔

۱۱۔ جو شخص کسی زبان و دست کو ملے گا اور اس کا شرت بھی ملے گا تو اس سے تقاضا ملے گا۔
جو وہی صورت کے کو متعالیٰ بن جائے پڑھائی ہو جائے۔ تمام ایمان والوں پر لازم ہے کہ کسی کی تعین کے لیے انھیں۔ اسی کے سامان کے لیے کوئی صورت جائز نہ ہوگی۔

۱۲۔ کسی ایمان والے کے لیے جو اس دستور اصل کے سندر جات کا، قرآن مجید کا جو بیڑہ خدا و رب م آخرت پر ایمان رکھتا ہو، ہر خداوند ہو گا کہ کوئی نئی بات نکال کر فتنہ انگیزی کے ذمہ دار کی حمایت کرے یا اسے پناہ دے۔ جو اس کی حمایت کرے گا یا پناہ دے گا، وہ تباہت کے دن اللہ کی لعنت اور غضب کا مستحق ٹھہرے گا ایمان کوئی تویر یا جلا قبول نہ کیا جائے گا۔

۱۳۔ اگر اس دستور اصل کی پابندی کرنے والوں میں کسی صحت کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو اسی مسئلے میں اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۴۔ یہودی جب تک ایمان لائے والوں کے ساتھ ہو کہ دشمن کے خلاف جنگ
یہودیوں کے حقوق کرتے رہیں گے، اپنے معاد بھی خود ہی برداشت کرتے جائیں گے۔

۱۵۔ جو عورت کے یہودی ایمان والوں کے ساتھ نیک امت (سیاسی وحدت) مشہور ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے بجائے ایمان مسلمان اپنے دین پر خواہ موائی ہوں یا اصل۔ ایہہ بزرگ ظہر یا زیادتی کے درجہ پر ہوں گے وہ اپنی ذات اور گھرانے کے سوا کسی کو معیت میں نہیں لڑائیں گے۔

۱۶۔ ہر گناہ کے یہودیوں کے بھی وہی قصویٰ ہوں گے جو یہودیوں کو ملے گے۔

(یہی جہ کا ذکر و فہرست میں آچکا ہے)

اسے نقصان پہنچایا جائے گا، ضرورہ عہد شکنی کرے گا۔

۴۵۔ کسی صورت کو اس کے کچے دامن کی مہارت کے بغیر بناد نہیں دی جائے گی۔

۴۶۔ شرکائے معاہدہ کے درمیان کوئی نئی بات برائے کسی معاملے میں نزاع رونما ہو جائے جس سے فساد کا اندیشہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اس دستور العمل میں جو کچھ دستِ خدا کو پسند ہے کو اس کی پابندی زیادہ سے زیادہ اختیار اور وفا شعارانہ سے کی جائے گی۔

۴۷۔ شریعت کو چار دیواری میں لپیٹ کر اسے کسی اور مذہبی شخص کو براہِ حق کا معادین ہو۔

۴۸۔ اگر کوئی شریک پر عمل آور جو توحید و رس اللہ (صلوات اللہ علیہ) پر ایک دوسرے کی احوال لازم ہوگی۔

۴۹۔ اگر بیوروں کو صلح کر لینے اور محسن میں شریک ہونے کی دعوت دی جائے گی

تعاون اور مذہبی جنگ | تو وہ اسے قبول کریں گے، اور یہ وہی کسی سے صلح کریں گے اور مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیں گے تو ان کے بدلے میں اسے قبول کر لینا لازم ہوگا۔ بجز اسی صورت کے کہ کوئی دین کے سلسلے میں جنگ کرے (یعنی مذہبی جنگ میں کسی فرقہ پر تعاون کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی)

۵۰۔ ہر گز وہ کے جتنے میں اسی دین کی مخالفت کرنے کی اس کے باقی قابل ہو۔

۵۱۔ اس کے یہودیوں کو غزوہ ہالی ہوں یا اصل، وہی حقوق حاصل ہوں گے جو یہ معاہدہ مستحقین کرنے والوں کو حاصل ہیں۔

۵۲۔ یہ فوراً ستر یا مبادیہ کسی کفار یا غیر مسلم کے آگے نہ آئے گا۔ ہر جنگ کے بعد نئے دین بھی اور جو کچھ

پیشا ہے وہ بھی اسی کا اقتدار ہوگا۔ حجت وہ لوگ مستحق ہوں گے جو ظلم یا ظلم کے مرتکب ہوں۔

۵۳۔ خدا اس کا حامی اور نگہبان ہے جو حدود اقدار میں وہ شعار اور پابندی لگا دے اور خدا کے رسولی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے حامی اور نگہبان ہیں۔

ڈاکٹر عبد اللہ کا تبصرہ | ڈاکٹر عبد اللہ اس معاہدے یا دستور العمل کو جتنے "مذاہم" کا نام دیا ہے، دیکھ کر سب سے پہلا تجربہ ہی دستور قرار دیتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد واد میں کہ ایک منظم شہری ریاست تھا، وہ ان مذاہم کے بدلے کہ دینیس کبھی سرکاری

ہوتے تھے، اس کے بدلے شریعت میں جس نے آگے چل کر دین مذہب کا نام پایا اس وقت نزاع کی کیفیت تھی۔ پس کوئی منظم حکومت تھی عرب (اسی وقت)، اور قبیلوں میں جتنے جتنے تھے، جو دین میں قبیلوں میں منقسم تھے۔

سچا "مذہبی" میں نظام مگرانی (۱۰۰۰)

ہر قبیلے کا ایک ایک راج تھا۔ وہ اپنے اپنے شیخ یا ساجھیں میں اپنے امور سے یکساں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ دھڑ میں نہیں۔ جنہیں پڑا ایک ہزار ہوا تھا تھا۔

۱۔ اپنے اور تمام باشندوں کے حقوق و فرائض کا نہیں۔

۲۔ عمارتیں کے قریب اور بے پروا کا انتظام۔

۳۔ شہر کے غیر مسلم عربوں، خصوصاً یہودیوں سے محبت۔

۴۔ شہر کی سب سے بڑی عمارت کا انتظام۔

۵۔ استرواحن یعنی بزرگوں کو پڑاؤ گاہ کے بیٹے مرشد جو تھا۔

۶۔ دستور اعلیٰ میں صورت میں ہر ایک پناہ میں سے سرسری تحریریں بھی فائدہ جہاں ہے کہ اگرچہ اس کے بنیادی اصول اپنے سے ملے کر دیے گئے ہیں۔ تاہم اس کی تکمیل میں کچھ دقت تھانہ ہونی کی ضرورت واضح ہوتا ہے کہ مختلف قبیلوں اور گروہوں سے ایک ایک بات چیت کر کے دقتات ایسے انداز میں بھی نہیں ہو سکتے تھے۔

۷۔ دفعہ میں ذکر ہے کہ یہودی مذہب کے مسلمانوں کے ساتھ جو کرکڑتے دیئے گئے، اپنے مصداق خود ہر وقت کریں گے۔ دوسرے میں اس کا اعادہ ہے کہ وہ سے بدویر یا اتفاقی نہیں سمجھا جاسکتا۔

۸۔ یہودیوں کے حقوق کا مسئلہ تعدد وادوں شاندار وادوں سے دفعہ میں مذکور ہے لیکن یہودیوں کے حقوق کا مسئلہ یہودیوں کے ساتھ کیا ہے۔ عداوت کے دفعہ میں مذکور ہے کہ ان کا کوئی بچا تھا۔

۹۔ اختلاف کی صورت میں پل دفعہ میں مذکور ہے کہ ان کی کیا ہے کہ خود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جاسکے گا۔ پھر دفعہ میں مذکور کیا ہے۔

۱۰۔ اس میں ہر سب سے بڑا کہ آہر ہونی چاہیے۔ یہ ہے کہ ہر گروہ کے جائز حقوق کی حفاظت میں تعدد وادوں کی کیا ہے اور شہر کی مل کی ایک نوٹنگ اور صورت پیدا کر لی گئی۔ اگرچہ یہودیوں نے اپنی اہمیت و عداوت کے مطابق بعد ہی جملہ شکست اور جملہ حاجی کے لیے باقاعدہ مدارس شرعیہ کرایے۔ کبھی مسلمانوں کی تعلیم ان سکولوں میں

۱۱۔ یہ تصور ناہیا مقید بنی سادہ پرستی ہے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر غلامی میں ہر مسئلے سے حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے ہر حصے میں۔ یہودیوں کی ساری ساری بات کے لیے کوئی کوئی شہر کا حکم بنا رہی ہے۔ مثلاً شہر، یا دوسرا دوسرا۔ اس کو فاطمہ بنی سادہ تھا۔ اغلب یہ ہے کہ یہ سکول شہر کے ہر آبادی میں ہوں، اگرچہ ان کے ذرا کی فرت نہیں تھی۔ مثلاً یہودی یا تمام سکولوں میں (۱۰-۱۱)

برائے۔ یہی قریش کی اذیت تھی۔ جہ عہدی پر آمادہ ہو کر کہیں تائی منانے اور رعب و اقتدار میں کمی و کمیں پریشان کرنے لگی۔ آخر ان کے نام مقداد و مطہر ارض کی بڑ کالی ہوئی۔ آگ میں جل کر خاکستر ہو گئے۔ حسن نیت، حسن سیاست اور عفا سے عہد کے متعلقہ ہیں۔ برائی، بر عمل اور جہ عہدی کا انجام ہمیشہ بری ہو اور بری ہوگا۔

غزوات

www.besturdubooks.wordpress.com

اذنِ قتال

اذن ملایو، یف ستون یا شہسہ غلامو!

گنہگار تشریف کے لئے چاہا غلام | اچھا دورا غلام رہے کہ سواران کو قتال کی اجازت کی حالت میں دل ایسا
دعوت سے انھیں چاکھی مڑا لیں پیش رہیں۔ ان کا جہل نشہ یہ ہے۔

۱۔ اذن ملایو کے ساتھ ہی سواران میں ہر وہ غلام کا لڑنا ہی سکھ شروع ہو گیا۔ خود رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے انار پتے چلے

تھیں مایہ زان جن کے پسندوسی گروہ پر انسانی سزا سنسکا رہوں گے کوئی کسر جی الاموات اٹھانے لگی تھی

یہ عجیب و غریب اور بے باور و دغا دہانہ تھے۔ وہ جس سے کہ وہ نہادہ جی کی پرستش کرنے سے، بری قیاد و بجا ہے اور کوئی نہ

شوکید نہیں۔ ان کی دعوت دیتے تھے، ملکی کسی کو ہر دم تیسہ نہیں دانتے تھے۔

۲۔ یہ وہ ان جن کی حالت زیادہ دلی افزا رہی تو وہ سواروں کے، اٹھاؤ گے مطابق جوت کے لئے چلے گئے۔ شہر کھڑ

توڑنے انھیں جوش سے حملانے کے لئے ایک دھکم پور کے ساتھ دربار میں ہیں جیو۔

۳۔ حالت میں ادا طرح کے سواروں پر چھوڑ دیا۔ جس سے پیشانی جہاں کو جوت ہا ہے۔ یہ کہ کس طرح گیا

میں یہ وہ سال تک ہر قسم کی سختیوں میں سے بد شکست کوئی نہیں۔ جب ان کا نام نہ ہوتا تھا تو کلمہ بار چھوڑ کر کہ کوئی

سے مدد مانگتا تھا۔ ان کی گھیسٹائی میں چلے گئے اور رسول کو دھکے دینے لگے۔ انھیں میں جوت فرمائی وہ

اچھا پڑوسی پکے ہیں۔

۴۔ اتنی دور جہان کے باوجود تشریف سے ہرگز نہ گئے۔ یہ دور سے سالانہ کی۔ انھیں انھیں بد اللہ ہی انی ہی

سوار اور اس کے ساتھیوں کو کما کر تو ان کی جوت ہمارے آدمی و رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم، کو پناہ دی۔ یہ تو خواہی کے

خلاف چلے کہ اور اسے ٹھان ۱۰۰ روز خدا کی قسم ہم لاؤ شکر کے ساتھ تم پر حملہ کریں گے۔ انھارے مردوں کو

ادویں گے اور تمھاری عورتوں کو پٹے لیے جانے لگیں گے۔

۵۔ یہ نہ سواروں میں سواروں کا ابتدائی دور۔ اس حالت میں گرا کہ وہ ہر وقت جیتا رہتے تھے کہ خدا جانے کس

وقت ہر جہاں گئے۔ انوں کو چہرے دیتے اور رسولی سا کرتا بھی جتنا تو دیکھ جہاں کے لئے غل پڑتے۔

تھابت مسطوری میں میر کا دور گزرا تھا اور اب مقابلی میں غلام کی منزل
پیش آگئی تھی۔ یہ نہ خدا کی اجازت دے دی تھی، جس پر سواران کی اور قسریں

دار و صرف دوزی کی۔ پھر صلح حدیبیہ کے آخری عہد بھی خلافت طریقی پر پامال کیا۔ اب زہی کا عہد مکرر عہد سبھا جلا گیا ہے نہ؟
 ان جوں کی توئی اس عہد پر تسلیم دے تو یقیناً اس کا عہد ہی جگہ فراہم ہے۔ اسلام کس حال میں بھی بد عہدی ہوا کہ نہیں
 رکھ سکتا۔

فرمایا، ان کی دل عذرت کا یہ حال ہے کہ اگر اُسبہ بھی تاویز بنیں تو ایک سوئی کو تود نہ چھوڑیں گے۔ لوگوں کے
 خدات ایسی ہیگ۔ دیکھا جاؤ تو نہیں یہ لکھا کہ سلطان و امیر غفلت ہی چھوڑ دینے جانتے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ قرآنی کا جو مکر و باغی، کس کا قصہ ہیں سورت ان مشرک جاحلوں سے تھا جو عرب میں وراثت اسلام
 کی پامال کے لیے سازشیں تھیں، مکر و باغی ان کے مشرکوں کے ساتھ نہ تھا۔ پھر ان دنوں سے اگر ایک غلامہ نامی جاحلوں
 سے ہے۔

پھر خود کو قرآن میں پیکر اس ہیگ کا مقصد کیا کرتا دیتا ہے جس کی
 انتقام و اضطلاح سے کامل برأت

ذبیحہ عاشقینہ (۲۵۸)

وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ يُؤْتِكُمُ الشَّيْطَانُ فَيَكْفُرْ بِمَا هُوَ مُسْلِمٌ بِهِ ۚ وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِكَ

مومن کے سوا کسی کو پناہ و شیعہ دوست بنا ہے۔ جیسے
 کچھ بھی تمہارے افعال ہیں۔ خدا ان سب کی خبر رکھنے والا ہے
 مشرکوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ خدا کی صہنہ اس مالیت میں
 آباد کریں جیسا وہ چاہتے تھے کہ اس سے رہنے ہوں۔ کچھ
 سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ وہ مذہب مشرکوں پر ہیستے ہوئے ہیں۔

اللہ انکار دے اس کو اسے کی طرف

كَيْفَ يُكْفِرُ الْكَافِرُ بِمَا هُوَ مُسْلِمٌ بِهِ ۚ وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ
 وَصَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (توبہ ۶)

یہ مشرکوں کا عہد مکرر عہد ہو سکتا ہے جب ان کا یہ
 حال کچھ آج تو پر غصہ یا جانی تو نہ تھا۔ یہی قرآن میں

کیوں نہ عہد بیان کا۔ (توبہ ۱۰)

مکے اجماعی یا کسی دوسرے مشرکوں اور مخالفین کے گرد و حوت و سہم کی پامال کے لیے ایسی ہی صورت اختیار کریں جیسی
 مشرکوں میں تھے۔ حقیقتاً ان کی ہی تو مسلمانوں کے لیے ایسی ہی گمراہی پر اجازت کے سوا اجازت دے گا۔

ب ۱۱ اعلیٰ مسلمانوں کے ماحول میں جو عیسائیوں تک مشرکوں کے علم نشہ رہے تھے۔ ان کی قوت کا خاتمہ ہوا۔

۱۲۱ ان کی رسوائی اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ انہوں نے سفالت پر بیٹھ کے یہ ہت ہو گئی۔

۱۲۲ پھر مسلمانوں کے دلوں کو مظلومیت و بے پناہی کے سادے دھنوں سے کیسی شگافاں بن گئی کہ عیسائیوں کے

اندر وہ کوفہ نہیں کی سب سے اثرات اور بہتر مخلوق تسلیم کیے گئے۔

مصالحتی اور دفاعی ہمیں
(ہجرت سے غزوہ بدر تک)

دوسری بات مسلم نے ہجرت کے بعد مختلف سطحوں پر چمچائی چمچائی نہیں جیسے کہ اسلام فراموش کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی ایسا ہے جسے نفس نہیں فرمائی۔ ان میں سے سب کو سر کرنے اور بعض کو سزا دینے کا حکم ہے۔ جو تفسیر کے مطابق ہے۔ جو چکر ان کی بنیاد ہی ہمیشہ سے ہے۔ خداوندی کی حق میں ہے۔ ان کو ان کے کہہ سہم انھوں نے کہہ سہم کیا ہے۔ ان کے حقوق اور واقعات کی طرف اشارہ دے سکتے ہیں۔

اسی، مذکورہ سفر میں درگاہت مسکنہ میں عید منیٰ سے روزِ اربعہ سے سفرِ حج جاری کیا۔
غزوہٴ ابراء - حواریوں نے اذان کا قصد کیا، جو ابراہیم کے پاس ہے۔ وہ وہی مقامِ شعلِ قرعہ میں واقع ہیں اور
 دو دن کے درمیان پہنچا۔ ابراہیم کا معاملہ ہے۔ اسی لیے حضورِ مسلم کے اسی غزوہ سے کہ غزوہٴ ابراہیم کہتے ہیں اور
 "غزوہٴ اذان" بھی۔ ابراہیم ہی مقامِ حبشہ میں مستند روایت کے مطابق حضورِ مسلم کی والدہ ماجدہ سے شریک۔ یہ روایت
 پر دلائل مافیٰ قیاس اور اسباب وہیں دفن ہوئی تھیں۔

یہاں ہم نے حضرت بن عبد شمسؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک عظیم اور جلیل القدر شخصیت تھے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک عظیم اور جلیل القدر شخصیت تھے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک عظیم اور جلیل القدر شخصیت تھے۔

حضرت علیہ السلام کی مصیبتیں

گھٹے کر اگرچہ کچھ ریاضات یا ریاضت شدہ مقامات پر یہاں سے شمال کی جانب چھوٹو "۱۰" پہنچ جائیں گے، واپس سے شمال میں رہاں ستورہ مقامات میں چھوٹے ہوں گے۔ اس کے بعد اگر وہاں ہے۔ ویرانہ سے اس کا نام ملاشی ایک سو میل پر گلاٹھ ٹیڑھ لڑو دیکھ، چار سو میل پر گلاٹھ ٹیڑھ لڑو دیکھ، چار سو میل پر گلاٹھ ٹیڑھ لڑو دیکھ، چار سو میل پر گلاٹھ ٹیڑھ لڑو دیکھ۔ سب کے لڑو چھوٹے ہوں گے۔ ان کے لڑو چھوٹے ہوں گے۔ ان کے لڑو چھوٹے ہوں گے۔ ان کے لڑو چھوٹے ہوں گے۔

جہاں ہمیں شامل تھے، ایک تیر چار۔ اسلام کی راہ میں یہ پہلا تیر تھا۔ قریش کے ساتھ مقدادؓ بھی عہد اور عبید بن جراحؓ بھی تھے۔ وہ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ان کے لیے دوسرا اندھ علم کے پاس پہنچنے کی کوئی صورت نہیں ملتی تھی۔ اس سے ناگوار اٹھا کہ وہ دونوں صحابہؓ کے پاس پہنچ گئے۔ عبید بن جراحؓ وہ ایک لڑکا جنہوں نے آگے چل کر حضرت عمرؓ کے مدد خلافت میں بہرہ کی بنیاد رکھی تھی۔

حضرت حمزہؓ کی ہجر | حضور مسلم نے عیدہ بن الحارث کو بیعت کے بعد حضرت حمزہؓ کو تین سو اوروں کے ساتھ یمن کی جانب ساحل بحرہ بھیجا۔ ان کی ذہیز قریش کو کہے تیس سو اوروں سے ہجرت پر اور ہمسائیہ کی قیادت میں تھے۔ لیکن روانہ نہ ہوئے، بلکہ کوئٹہ کی طرف واپس آئے۔ وہاں انہوں نے دعائیہ کیا۔ ہجرت کے تعلقات دونوں سے بہت اچھے تھے۔ عیدہ یا حمزہؓ کی ہجرت کے تمام مشرکاء، صحابہؓ تھے۔ انھوں نے کوئی نہ تھا۔

دعوتِ انصار | دیکھ کر حضرت امیرؓ میں غم و اندھ علم نہ نہ تھا۔ پر سائب بن عثمان بن مظعون کو تمام مقام غزوہ بدر | پاکو روادے گئے جو دعویٰ کا ایک مقام ہے۔ لادوٹ آئے۔ اس میں سے کوئی نہ ہوئی۔ بلکہ ۱۰

دعوتِ انصار | انیس کے ساتھ لایا گیا ہے جس کی وہ جگہ چلیاں ہیں۔ اس وجہ سے اسے "الحاق" بھی کہتے ہیں۔

غزوہ بدر | ہجرتِ اولیٰ مسرت (مطابق غیر شریعت) میں حضور مسلم نے انصار میں عیدہ اور غزوہ بدر کو تمام باکر مٹی پر کا سفر تیار کیا جو اہل بیت میں بہت و آپ سے ہجرتِ اولیٰ کے باقی تمام اور ہجرتِ اولیٰ کے بعد کچھ دنوں میں گزرا۔ اس زمانہ میں غزوہ بدر سے مصالحت کی جو غزوہ کے طبعیت تھی۔ غزوہ کے بعد غزوہ بدر سے مصالحت میں کوئی وقت پیش نہ ہوئی۔ مگر وہاں مشعلی مرحوم نے روایت کی کہ وہ غزوہ بدر سے مصالحت کا جواز نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد اہل بیت اور انصار کے اہل بیت ہیں۔

۱۔ قبائلی قبائل اور ان کے غزوہ بدر کا۔

۲۔ جہاں پر غزوہ بدر کا اس کے خلاف ہیں۔ ان کی مدد کی جائے گی۔ اس وقت اس صورت کے کوئی نہ اندھ کے ہیں کے خلاف لڑیں۔

۳۔ رسول اللہ مسلم حبیب انھیں مدد کے لیے بلائیں گے تو وہ مدد کو نہیں آئیں گے۔

خلاصہ یہ کہ اس قسم کے معاملہ میں کامیاب نہیں رہتا کہ قبائلی مسلمانوں کی طرف سے اس کی طرف سے اور قریش کو جہاد کا اندھانہ ہیں ان سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ اس کے بعد غزوہ بدر سے۔

۱۔ مسلمانوں کے لیے مدد نہ ہونے کے لیے چھوٹے مسلمانوں کی طرف سے قریش کے غزوہ بدر سے رہتے تھے۔ اس مصالحت کا مسودہ مسلمانوں کے سامنے ہو گیا۔

۲۔ غزوہ بدر کے بعد مسلمانوں کو یہ کام نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ ختم ہو گیا۔

غزوه بدر

غزوہ بدر

وَقَدْ نَصَحَ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ لَا يُقَاتِلَ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ (۱۲)

—(۱۲)—

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان مکہ مکرمہ کو چھڑ کر اذہانی سربل شام میں چلے گئے تھے تاکہ اہلیناں سے جوں جوں کی پہنچ کر سکیں لیکن قریش کی مددوں نے ۹۰۰ بھی بچا نہ چھوڑا۔

قریش نے سب سے پہلے جواہرہ بن ابی ہداس کے چہ اذان کو سنا یاڑ کے پتہ پر پہنچا۔ **ابن ابی سے سنا یاڑ** لوگ مدینہ منورہ کے نزدیک حبشہ میں ۳۰۰۰ فوجوں میں سے تھے اور اس وقت تک انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ قریش نے انہیں کہا کہ تم نے ہمارے حق آدمی کو اپنے اہل شرابیہ سے اس سے لڑو ہد کمال دیا ہم سب یکا دو تو پر حملہ کریں گے۔ تمہارے ۵۰۰ فوج کو قتل کریں گے اور عورتوں کو اپنے پیٹھوں سے لے لیں گے۔

ابن ابی ہداس کے ساتھیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کا اور کیا۔ آپ کو احادیث کی توجہ نہیں تھی ان لوگوں کے پاس قریش سے گئے ہوئے تھا کہ قریش نے تم سے داؤد کیا ہے۔ اگر وہ گئے تو اپنے فرزندوں اور بہنوں سے لڑ گئے تو مسلمان ہونے کے ہیں۔ وہ فوج و فوج لڑنا ہی پر تھاکے لیکن اگر تمہیں قریش سے (۱۲) پڑا تو یہ فیروں سے تھکا ہوگا۔ منورہ کا یہ ارشاد اس پر رد و انہیں تھا کہ وہ اذان کے وارے سے دست بردار ہو گئے۔

اسی کے بعد قریش نے مدینہ منورہ کے یہودیوں سے سازش کی۔ یہودیوں کو اپنے **یہودیوں سے جوڑو** ساتھ لے چکے، ساتھ ساتھ اس وقت مدینہ منورہ میں ایک شکیکہ ہو چکا ہے۔ تو یہودیوں کو لکھا گیا کہ اگر تم سے حاکم بن جائے پھر وہ نہ ہو جائے، ہر ایک بھی کہیں یہودیوں کے نہیں۔

ساتھ ہی پھر یہودیوں کو کہی۔ (۱۲) یہودیوں نے (۱۲) میں ایک قریشی مرد و زنی کو ہار دیا۔ یہودیوں نے یہودیوں کو کہی۔ (۱۲) یہودیوں نے (۱۲) میں ایک قریشی مرد و زنی کو ہار دیا۔ یہودیوں نے یہودیوں کو کہی۔ (۱۲) یہودیوں نے (۱۲) میں ایک قریشی مرد و زنی کو ہار دیا۔

لے اور اذہ جہ کے یہودیوں تک ہیں یہیں فتح نہ کیا تھا۔ (۱۲) یہودیوں کی مدد سے یہودیوں نے۔

صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جانگ نہال کر گرا کر کہتے تھے۔ بیماری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: آج کوئی چپہرائی نہ کرے، چپہرائی چھوڑ کر مسدئیں الیٰی افنامیں نے دانت پھر چرایا، تب آپ نے فرمایا:

ارسل اللہ منی شیعہ مسلم نے بھی حدیث کی صداقت کے لیے دوسرے تجویزیں سوچیں:
دوسرے جراحاتی تجویزیں: | اول کریش کی شامی تجارت کا۔ مسٹر محدثی بتاتے کہ فیصلہ دوم حدیث منورہ کے اس پر

جو جیسے رہتے تھے، ان سے اس زمانہ کے مساجد ان کے لیے مندرگشتش نہ بنا پڑا۔ اس دوران کے مساجد ان کے سسر
 برابر جاری رہا۔

قریش جنگ پر گئے بیٹھے تھے، ان کے لیے مسدات کی تجویز: مسدات کی کہ اس پر مسرہ یہ قیام
 ثابت رہا۔ اسے ثلاث کے واسطے کر دیا جائے اور اسے تجارت میں جتنا منافع ہو وہ کرے گا۔ مسلمانوں کے خلاف
 سرسامان جنگ کی بنیاد میں بھیجا جائے۔ ان تمام فیصلوں کے علاوہ ان کے پیش نظر تھا اور سوار
 انفال میں "فدویٰ الفتنہ" سے لے کر اس میں بھی قیام سمجھا گیا۔ جس میں ایک ہزار واٹ تھے اور یہ اس پر اور دینا
 کا زمانہ تجارت تھا۔

اس باب میں مذکور کتب کا کتب تسلیم کرنے سے گریزاں ہونا مسرہ کا کتب ہے
تجارتی قافلے پر حملے کا مسئلہ: | قریش نے مسلمانوں کے درمیان حالت جنگ قائم تھی اور حالت جنگ میں
 دشمنی کے انداز میں چہانے کی کوشش کرنا قطعاً مستحب نہیں ہو سکتا۔ جسے اگر ان کے اس باب میں تکلفات
 فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے حقیقی صورت حال میں نظر نہیں رکھی۔ صرف اس خیال سے شام پر گئے کہ ان
 مسلمانوں پر نارت گری کا الزام طے نہ رہا۔ انھیں پیش قدمی کے طور پر دشمن کو نقصان پہنچا اور اسے جنگ کے
 سامنے میں بے دست و پا بنا رہا۔ اقبال سے ورمٹ اور جان کو بنے ان سے سب کے نزدیک نہاد پر جنگ میں سے ایک
 سرگزشت ہے۔ "الفتنۃ اشد من القتل" و الفتنۃ اشد من القتل کا مطلب بھی یہی ہے۔

نہد جائے اس درمیانی حقیقت سے غور کریں مناسب سمجھا گیا ہے و قادت گری نہ تھی۔ ایک ہائی دشمن کے
 لیرن ہمارے منصوبوں کو، دوسرا ہمارے جانے کی کوشش تھی۔ کیا یہ حقیقت دشمنی کو قریش کے ان ادوار پر قابض کر گئے تھے جو ہماری
 جہز کر گئے تھے۔ قریش کے ملے اور چھاپے جاری تھے ملاکہ مسلمان قریش سے لڑنے کے غواہاں تھے، دشمنی اور
 سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ ہمارے ہمارے حرکت دشمنی بکریا سراسر دفاعی اقدام تھا جو حالت جنگ کے دوران
 میں کیا گیا۔ یہ ایک بات ہے کہ شہیت ایزدی نے قیام قافلے پر حملے کے بجائے جنگ پر کارروایاں کر دیا، جسے
 قرآن مجید باسم الفرقان سے تعبیر کرتا ہے یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلے کا دن۔

معدنہ آئینہ اندازگیوں: | اس میں کسی بھی سامنے کے حلقی معدنہ آئینہ انداز اختیار کرنا منصف و حق کے

۱۔ مکہ مکرمہ اور خنسان کے درمیان ہر چلنے والے سے شکر کے لیے دس اونٹ فرما کیے۔

۲۔ خنسان میں یہ تعلق سے فراموش فرما کیے۔

۳۔ خنجر میں ہر دھڑکنے والی اونٹ فرما کیے۔

۴۔ خنجر سے قریشی مندر کی طرف پہنچے جہاں میٹھا پانی تھا وہاں کے قیام پر مشیرین یہ سن کر خوف فرما کر گئے۔

۵۔ خنجر میں یہ تعلق سے فراموش فرما کیے۔

۶۔ خنجر میں یہ تعلق سے فراموش فرما کیے۔

۷۔ خنجر میں یہ تعلق سے فراموش فرما کیے۔

۸۔ خنجر میں یہ تعلق سے فراموش فرما کیے۔

خوفرائی کی مجلس | قریش کی کچھ کے مشق و معائنہ پاتے ہیں، رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا، کریمؐ نے جسے متفق ان کی رائے معلوم کرنا ہے۔ سب سے پہلے ابو بکرؓ نے کوثر غفری کی پھر عمرؓ نے، پھر علیؓ نے، پھر عثمانؓ نے۔

یہ رسول اللہؐ کو جو کچھ فرمائیے وہ نہ پہنچے، ہر آپ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم، ہم کو دیکھیں گے
جو بنی ہاشمؓ نے اس سے دعا کی کہ: اے اللہ! اس کو دین و دنیا میں نصیب دے، اے اللہ! اس کو دنیا کی
تسکین دے، جس نے حق کے ساتھ آپ کو سمجھا دیا، اگر آپ کو ان کا شکوکہ ہو، پہلے جانیں تو ہم آپ کو سنا
ہیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں۔

مسند مسلم نے اس کو تحریف و تراویح کر دیا کہ: لیکن وہ کراہ، فراموش اور غلط بیانی میں سے تھے، جس پر
انصار کی رائے منسلک ہے جسے کراہ کرنا خیال تھا، انصار نے مخالفت کی، اور اسی صوفیہ وینٹو کے لیے اطمینان تھا،
چنانچہ آپ نے پھر فرمایا، اے اللہ! اس کو دین و دنیا میں نصیب دے، اے اللہ! اس کو دنیا کی

تسکین دے، رسول اللہؐ کو جو کچھ فرمایا، ہر آپ کے ساتھ ہیں، خدا کی قسم، ہم کو دیکھیں گے
جو بنی ہاشمؓ نے اس سے دعا کی کہ: اے اللہ! اس کو دین و دنیا میں نصیب دے، اے اللہ! اس کو دنیا کی
تسکین دے، جس نے حق کے ساتھ آپ کو سمجھا دیا، اگر آپ کو ان کا شکوکہ ہو، پہلے جانیں تو ہم آپ کو سنا
ہیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں۔

میں نے پہلے یہ لکھا تھا کہ انصار نے اس سے دعا کی کہ: اے اللہ! اس کو دین و دنیا میں نصیب دے، اے اللہ! اس کو دنیا کی
تسکین دے، جس نے حق کے ساتھ آپ کو سمجھا دیا، اگر آپ کو ان کا شکوکہ ہو، پہلے جانیں تو ہم آپ کو سنا
ہیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں۔

باقی کے ساتھ سہوٹ کیا۔ کہ آپ سبھی جماعت سامنے سے گزریں اور میں داخل ہوں تو ہم سبھی
 مجھے ساتھ داخل کرنا نہیں گئے، ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہا۔ ہم سے آپس میں کھینچ کر آگے
 بڑھنے کے کوششوں سے مقابل ہوئی۔ ہم جگہ میں سترارہ کھانے میں چلے گئے۔ یہ بہت فداکاری
 بڑی ہی عزت تھی۔ ایسے فرائض کو کھانے کا نہیں ہے آپ کی انہی کھانوں میں آپ ان کی رکت سے ہیں
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری سیر سے بہت قریب آج سے اسی قبیلہ

پہلو اور ریش ہوا کہ انہوں نے میرے ساتھ وہاں کو ہونا میں سے ایک کا اور درویشا بہت عورتوں کو
 اس وقت قریش کے پھرنے کے مقامات دیکھ چکے ہیں۔

قریش سے مدد مل رہی تھی۔ وہ مددگاروں میں سے گزرتے تھے ان گھبراہٹوں میں سے گزرتے تھے انہیں ادا ہوا کرتے تھے۔ پھر وہ وہاں ہمیشہ
 میں تیار ہو گیا۔ یہ انسان۔ انان کو انہیں ہانپ چھوڑا یہ ایک سیلاب تھا کہ ہم سے پہلو کی مانند تھے اور کھینچنے سے وہ کھینچ
 لڑو لڑو کر رہا تھا۔ ہم نے قحطی کے لیے وہاں سے گزرتے تھے۔ انہوں نے انہیں کھانے کی مانند کھینچنے کی مانند۔ وہاں قریش کو
 پھرنے سے نہیں۔ وہ وہاں سے گزرتے تھے۔ انہوں نے انہیں کھانے کی مانند کھینچنے کی مانند۔ وہاں قریش کو
 نئے سبب پر پیدا تواریخ میں کچھ سنہم نہیں۔ پھر انہیں زکوٰۃ کی فرائضوں سے بھرنا کہ کیا ہم ہم سبھی ان کے ہاتھ ہیں۔ ہم
 انہیں پھر لیا۔

درویش اور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا۔ سب ہم پھر توڑا کہ سب انہوں سے چلے گئے تو ہم نے ادا کیا۔ یہ بہت فداکاری
 پھر آپ ہر نفس نفیس غائب ہوئے۔ لڑا، اچھے قریش کے شہنشاہ۔

قریش، انہیں کھینچنے کے لیے ہیں۔ جو وہاں آ رہا ہے
 اس سے ان کے ساتھ انہیں کھینچنے کی طرف تھا۔ جس کا نام نقص ہے اور اس عروں کے ناکے کو وہاں سے لے کر
 کہتے ہیں۔

پھر فرمایا: وہ لوگ کتنے تھے؟

نہیں، بہت ہیں۔

فرمایا: کھانے کے لیے روزانہ کتنے اونٹ لے کر لے جاتے ہیں؟

تو ہم کہیں روزانہ، لیکن روز و سب

میں جواب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں قریش کی تعداد تو سوا ایک ہزار کے درمیان ہے اور یہ انہوں
 باقی۔ اس سے تمہارے کوشش کی تعداد ساڑھے نو سو بیان کی گئی ہے۔

فرمایا: قریش کے ساتھ آدھ لوگوں میں سے کون کون ہیں؟

نظم و قہر میں دیر، شعیب میں دیر، ابو انجری میں ہشام، حکیم میں نزام، فزعل میں فزید، عمارت میں عمار، طہر میں
معدی، نضر میں نمار، ازہر میں اوسو، ام جلی میں ہشام، اسیر میں خلعت، سیل میں طر، طر میں عودہ۔
پرسن کر رسولی اللہ معظم نے اپنے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تم نے اپنے بھوکے لکڑے تمہارے مقابلے کیے
تو دل پیسے ہیں۔

صنوبر معمر جو پہنچ کر پہلے قید خانے پہنچے، پھر کھنڈر مجاہدین میں مندر سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مقام ہوا ہے جہاں
اللہ نے آپ کو قاتل ماریا؟ فرمایا: نہیں۔ یہ ایک راستہ ہے۔ مجاہد نے گڑھ دشمن کی کربا چھانٹنا نہیں۔ اے کئے شریفین
سرخ پیے، ہم اس چٹنے کے پاس تہریں گئے جو قریش سے قریب ہے۔ اس کے پیچھے چٹے چٹے ہیں، انہیں لٹا دو بناؤں گے
"چٹنے کے پاس حوض بنا کر اس میں پانی جریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صغیر مجاہد کی داسے کو بھیج کر دے رہے تھے
آگے بڑھے اللہ قریش کے قریب جو چتر تھا، اس کے پاس تو دل فرمایا۔ (روایت)

غزوہ بدر

— (۲) —

موقع و محل بدر | چرمہ یہ سترہ سے قریب اسی میل مغرب مائل برزخہ اس شاہراہ پر واقع ہے جو انارک قلعہ سے شام اور کوکر کے درمیان تہا قی قلعوں کی جولاں گاہ۔ یہی ہے۔ مہرہ سترہ سے کوکر جانے کے دوران تہا جی جی، جی جی سے جی کلا سلسلہ کمرہ نہ گروگ، یہ چکر جی آگے جاتے۔ تھے اور مال میں ہر چکر شرک موشوں کے پستہ میں شریض کے درمیان پائی گئی ہے۔ وہ بدر سے جاتی ہوئی گئی ہے۔ بیکرہ اعر کے ساحل سے اس مقام کا نام سترہس اور میل سے زیادہ نہ ہوگا۔

یہ بیسوی شکل کے ایک میدان میں واقع ہے جسے چاروں طرف سے پہاڑوں نے گیر رکھا ہے۔ اس میدان کا طرز ماٹے پانچ میل اور طرز چار میل کے قریب ہے۔ اور گرد کے پہاڑوں کے ہم رنگ ایک ہیں۔ مشرق جانب کے پہاڑوں یا ٹیلوں کے نام صغر نہیں ہر یکے شان و تہا میں دو سیدھی فانی پٹے ہیں اور وہ سے ریت کے جھڑوں سے طرز ہر تہا ہیں۔ ان میں سے شمالی ٹیلے کا نام "حدودہ انزلیا" اور قریب کا نام "انارک" اور جنوبی ٹیلے کا نام "حدودہ انصوری" اور "انارک" ہے۔ آخری ٹیلے کے پاس جو اونچا ٹیلہ ہے اسے "مستقل" کہا جاتا ہے۔ مغربی جانب کا ٹیلہ "جلی" اور "مستقل" کہلاتے ہیں۔ ان سے سترہ رسات لگتا ہے۔ سترہ افعال میں پسند نظر آتا ہے اور سترہس کو کے ٹیلے کی گلیوں کا ذکر یوں کیا جاتا ہے:

و ان اسلم بالعدوۃ الذین اذہم بالعدوۃ
انقصوی والفریب اسلم منکم
اور کے ان کے پوتا اور اہل قریب سے بچے تھے میں دیکھتی
(آیت ۱۴۱) سترہ کے نزدیک انارک تھا۔

قرآن چلتا اور نام تو نہ لایا قرآن سے پیشتر موجود تھے یا پھر تو ان میں ذکر نام آگئے تھے۔ روایت میں اسفل "انارک" یا "انزلی" طرز و زون قرآن کے بعد رکھا گیا مشہور ہو گیا۔ قرآن میں "اسفل" کا تعلق پہاڑ سے نہیں، انبار قی قلعے کے محل یا ٹیلے کی سمت و بہت سے ہے۔ کہ وہ پہاڑ کے نام کا جزو یا ٹیلے میں لیا ہے۔ سترہ کو شرقی جانب کے پہاڑ زیادہ بلند ہیں۔ لیکن جس درجہ سے مغربی جانب کے پہاڑ کے پستہ "جلی" یا "انارک" نام موشوں کو بانی ہر بیگی جوشہرہ یا انارک سمجھا جاتا ہے۔

آبادی کی کیفیت | آبادی بلدیہ خاصی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر محمد انور فرماتے ہیں کہ کوئی سو مکان پتھر کے بنے ہوئے ہیں جن میں خدایا مسلمانوں میں قصر (یعنی قصور) کہتے ہیں۔ دو سو ہیں عام نازوں میں یہ بھی

سید جانیہاں مذکور ہوتی ہے اس مقام پر ہے جہاں غصہ بد کے دور رسولی انصاف کے لیے سویشہ میں سالانہ بنایا گیا تھا۔ یہ بندہ تمام تھا اس لیے وہاں سے پڑوے میدان کا ہر حصہ صاف نظر آتا تھا۔ اس سبب کہ مسجد اعریش بھی کہتے ہیں۔ در مسجد انعامہ بھی۔ آخری نام کی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ اس نام کی ایک مسجد عربہ نزدیکی بھی ہے۔ کچھ کے مطابق یہ مسجد عرضی قوم کے زیر انتظام ۲۰۰ ریتہ اذنی مشرق (۱۰۰ اکوڑ مشرق) میں بنی تھی۔ یہ سالی ہے، جب مصر کے کچھ لوگ عراق میں سے اشرفیہ کا قصد فرمادیں، انہوں نے اس کو اس میں سے ایک آخری مکان چھاننا چاہیے۔ پھر لوگ مسلمانوں اور جاسوسی خلافت دوران عثمانی مسلمانوں کے خلاف برائیاں اور لوگوں کے دروغوں کا آغاز ہوا۔ "موشی قوم" مصر کے لوگوں سے سرکاری تہذیب کا منہ تھا۔

لوگوں کے ہر قسمت میں شریف و غلبہ سے ہند میں ایک مستحکم قلعہ بنایا تھا کہ جس میں دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث دوزخ پھرتی تھی۔ چونکہ وہ ایک بڑا تھا تو قریب مرکز اور مشرق شاہراہ تجارت کا نہایت اہم مقام تھا، اس لیے وہاں آمد و حرکت میں بھی ہر سال بڑھتی تھی۔ قلعہ کو کسے کہا تھا۔ ڈاکٹر محمد انور فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ہر چھ کریمیاں بازار لگاتے تھے۔ اس میں لوگ دو روئے سے اشیاء خریدیں فروخت کئے آتے ہیں مثلاً گھی، چڑا یا چڑے کی بی بی ہوتی تھیں چیرے اور دھن، مائل، جوائیں، ادنیٰ، بھج، کیریاں وغیرہ بعض اوقات گائیں بھی دھن بازار میں جاتی ہیں۔

میدان اور زمین | میدان سنگلاخ ہے، یعنی سنگریزے یا چھوٹے چھوٹے گول پتھر ہلکا بکھڑے ہر سے ملے ہیں۔ زمین جزوی وغیرہ تھکی زمین کو ہم نے زمین ایک روایں انھی جاتی تھیں۔ غزوہ ہند کے موقع پر بھی زمین انھی ہو گئی ہوگی۔ اسی لیے وزارت میں ہے کہ یہ زمین دھن دھن جاتے تھے۔ روائی میدان کے ایسی صفیں ہوتی تھیں۔ سورہ انفال میں اس موقع پر انصاف باری تعالیٰ میں سے زمین کا ذکر میں کیا گیا ہے:

اِنَّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّكُمْ لَتَجٰوِزُوْنَ
عَلٰى حُدُوْبِ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّكُمْ لَتَجٰوِزُوْنَ
اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّكُمْ لَتَجٰوِزُوْنَ
عَلٰى حُدُوْبِ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّكُمْ لَتَجٰوِزُوْنَ

پاکستان کے تمام آسمان سے ترپ پانی برسا دیا تھا کہ زمینیں

دوسروں کی لپاکی ہو کر رہے۔ غزوہ ہند کے دنوں کی روایت

پہلے ایشیائی گار بنایا۔ حق کو خرابی و مسائل و اسباب کی فزولگی کے باوجود کامرانی و فزولہ مندی سے سرفراز کیا اور اور باطل کو سارو سامان کی فزولہ منی، نیز قدرہ و کی کثرت کچھ نامور نہ پہنچا سکی۔ وہ سر کے بل شکست فاشی کے غامریں کر گیا اور اس کی پیشانی پر دشت و نامرادی کی آسانی کی سرک ملک لیں۔ سزاوارتہ سے باطل کی باطنی کاؤ و خرواں پر ۱۰۰ چ سال کے بعد قریش کی کوئی ناخون پر اسی درخت سلسلہ و سرک (یعنی انڈیلہ و سلسلہ) کی کمری و جہی کے خزانہ جاری تھے، اس میں کی دولت حق کو روکنے کے لیے وہ لوگ بہ زعم حق و عزت و درگاہ تنگ کر بیٹے کے منسوبے باوجود رہتے تھے۔

فریقین کی کیفیت اصل جنگ زیادہ تفصیل کی محتاج نہیں، لیکن فریقین کی قوت کا موازنہ اور حرب و حرب کا نام مشعرین تباہی پیش کر رہا ماردی ہے کہ کو کو کو تانتہ و جھپہ پر صرف سرسری تبصرہ فرمایا ہے سب سے پہلے فریقین کے درمیان جنگ کا نقشہ سامنے دیتے۔

(۱) رسولی اور صلح کے صحابہ کرام کی تعداد میں سو سے کسی قدر زیادہ تھی۔ یہ تعداد مختلف اور اختلاف میں ہو چکی تھی۔ سوائس کو انیس ہجرت تھی۔ ان میں سے تاجریں جو ہجرت یا جہیز تھے باقی سب انصار تھے۔ بیک ساتھ وہ محمدؐ سے اور حشر و دشت تھے۔ محمدؐ میں سے ایک تعداد میں قریش کا شمار سراسر مشرکین اور مشرکۃ العنصری کا تھا۔ اس مسئلے میں مؤرخین نے انعام کو صاحب بن علیؓ کے نام بھی رکھے ہیں۔ ہر اوٹ کی سواری میں تین تین افراد شریک تھے اور بادی بادی سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلح کے ٹریک مرکب ایک حضرت علیؓ تھے اور کوششہ ابوبکرؓ جنہیں الرواحات میں بیڑہ سواروں کے قاتل نام کی حیثیت میں واپس کر آیا گیا تھا۔ دوسری کے معزومہ کی خدمت میں بعض کیا کہ ہم خوشی سے بیڑہ چلیں گے، آپؐ سواری فرمائیں۔ فرمایا: اتم دونوں پیادہ ہی ہیں مجھ سے زیادہ طاقت و درجہ اور ہیں، وہ اب حاصل کرنے سے بے نیاز ہیں۔ یہی پیدل چلنے کا ثواب لیا اور آپؐ تو مسرت ہو کر چھوٹے اور بڑے نئی قیادت اور بڑی مسافرت۔ سلطان لیڈران جیاد ہی امر سے باطل قائل ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنی برتری کے لیے سیکڑوں روپے سامنے تلاش کر لیے ہیں۔ جو بہت فکر و فکر کے قریب ہیں۔

یہاں پر یہ کہ اس کی خود اہم اہم نتائج و سرخشی اور ان کے ساتھ ایک سرگھڑے تھے۔ لائنوں کی کثرت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ہر منزل پر دو نو یا سو سو ہونٹ و بچ کرتے پھرتے تھے۔ زور میں اور باقی سارو سامان جنگ بھی ان کے پاس ہی دشت زیادہ تھا لیکن دشت کی دور میں اس اعتبار سے کہ ہر توجہ امدادی سارو سامان کی بنیاد و باطل کو کو کرنا کہ ایک قافلہ و دستور کو کو کر سکتی ہے، جس کی فطرت ہی نیست و نابود ہونا اور جہاں کی جگہ از جہاں ہے۔ اس کے بعد پانچے کا کیا سوالی ہے؟ البتہ حق کو اپنے اثبات کے لیے آزمائش کی مختلف محروم سے گزرنے پر مجبور ہیں۔

سورج سناؤ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یکسوئی پر سالانہ سنا دیا تھا۔ اب کوڑا مقررہ مسلم کے سامنے
و غائب ہیں | تھے۔ ہندو سناؤ اور وہ سناؤ پر پہرہ سے پہنہ تھے۔ چارے سات اداؤں میں گراؤ دی۔ ہونا نہیں
 دھرم کے گھاہے۔

پر عجیب سفر تھا۔ اتنی بڑی مسیح و پناہیں توجہ کی قسمت مہمند ہواؤں پر منحصر تھی۔۔۔۔۔ غمگین علم
 پر سخت غصہ کی حالت تھی۔ اور ان بات پہلا کر دیتے تھے۔ "خدا! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے
 اسے آج بڑا کر غمگین اور سب خودی کے عالم میں چارہ کدے سے گر کر پڑتی تھی اور آپ کو غیر تک
 نہ ہو جی تھی۔ کبھی سہوے میں گھسے تھے، اور فرات تھے کہ خدا! اگر یہ قدر تو اس آج مل گئے تو پھر قیامت
 تک تو بڑا دیا جائے گا۔"

ایسی ہی جیسے آپ نے صوف ہندی کی۔ تہذیب ہمارا کہ میں تھا۔ جس سے صوفی سیدھی کرتے ہوئے
صوف ہندی | ایک سو سے دوسرے سو تک پہنچے تھے۔ جو آگے تھا اسے پیچھے کرتے اور پیچھے تھا اسے آگے
 بڑھنے کا حکم دیتے۔ اسی وجہ پر سوائے ہی مزید کہ اور پیش کیا۔ سوائے صوفیہ کے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم ان کے طبع کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ وہ بڑے بڑے ہیں۔ یاد رکھی کہ آپ نے آگے
 صوفیہ ہی، آپ کو اللہ نے حق و عدل کے ساتھ صوفیہ فرمایا ہے۔ اچھے بدلو دیئے۔ آپ نے اپنی ہمارا کہ سے کپڑا
 اٹھا دیا اور فرمایا، سوائے وہ لے لے۔ سوائے چھتا ہاں میں ہمارا کہ فرم ہا۔ پر چھتا ہاں کیا، حق کیا، جنگ کا سامنا ہے
 شاید یہ آخری ملاقات ہو۔ میں چاہا کہ آپ کی جگہ ہمارا کہ سے میری جگہ میں گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سے میری
 صوف ہندی کے بعد یہ سالانہ صوفیہ میں جا کر صوفیہ دیا ہو گئے۔

تو پیش نے بھی صوف ہندی کوئی تو غیر روح و حب کو مسلمان کی تھا اور صوفیہ کرنے کے لیے میرا۔ اس نے گھر سے
 پر ہر طرف پر گزرا۔ یہ بھی دیکھا کہ اسلامی ملک کوئی صوفیہ ہوا تو نہیں۔ ہر جگہ ایک سو سو ہی ہیں تو ایسے
 ہیں کہ ان میں سے کوئی اس وقت تک دوسرے کا صوفیہ نہیں ہے کہ کسی کو مار دے گا۔ پھر بتاؤ اس کے بعد
 تھا۔ سے پہلے زندگی میں کیا تلف ہو گا؟

ایک بن حوام بن صوفیہ سے کہا صوفیہ کے متعلق کیا ہے۔ سب کچھ کیا جاتا ہے۔
ایرہیل کی فتنہ انگیزی | اس کا خون ہمارے دیکھو۔ صوفیہ ہمارے گلا۔ تھوڑا ہوا گیا۔ اور جمل نے سنا
 تو ایک طرف متہ کر کے جی کا لہر دیا۔ دوسری طرف صوفیہ کے جہاں کو آگیا۔ اس نے کپڑے پر ہاتھ سے اور جہاں کو

ہم شہرہ مگر دیکھیں کہ جسے بھی ابو جہل نے ٹھوکر مار دیا تھا مگر وہ کھانچے کھانچے کی اطلاع پا کر وہ واپس جا رہے تھے۔ اب جنگ روکنے کے لیے سنا کہ اوصیت عالی پیدا ہو رہی تھی اسے میں براہ کمرنے کا زور دار ابو جہل بن شمرہ - معلوم ہوتا ہے کہ شہیت ایزہ بن ابی قحیص کا یہ سب سے بڑا دشمن تھا کہ قصاص پر نہ ضمن لگا سکتے ، لہذا اسے قتلین بنا دے۔ جنگ کی آگ بڑھنے لگی اس کا اندام ہی خود بھی بیٹے اور دوسرے بڑے بڑے ساتھیوں کو بھی بنائے ۔

جنگ

جنگ کی تعمیر کیفیت یہ ہے کہ دستور کے مطابق پہلے قبیلہ ، محس کا بیٹا یا قبیلہ اور اس کا بیٹا یا قبیلہ یا ان میں سے کسی مسلمانوں کی طرف سے حوث اور سبوتا ، اپنا ، حضرت اور عبد اللہ بن رواحہ تھا جس کے لیے اس نے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا اور اپنے غلام ان میں سے عروہ ، حنی اور عبید بن جراح کو سیدھا ، عبدالمطلب اور عبید بن اسد سے لے کر ایک عیدہ بھی شہت دینی ہے ۔ عزت علی انہیں کدے پر اٹھا کر لائے ۔ عین ضرورت میں ہوتے ہوئے دشمنوں سے وفات دانی - قریش میں سے عبیدہ بن سیدہ بن عامر جو ہے میں خود بڑا بھلا ، مروت و نکمہیں نظر آتی تھیں ۔ نیز بن اسامہ کے سوا کسی کو بڑا کھنکھو میں مارا ۔ عبیدہ گرا اور قتل ہو گیا ۔

پھر عام لڑائی شروع ہو گئی - قریش کو کسی کامیابی سے روکے دے گئے ۔ سناٹا اور ٹھنڈا ہوتا ہے حضرت نے ہذا لڑائی میں عورت سے پڑھا کہ ابو جہل کو مار دیا ہے ، جب معلوم ہو گیا تو دونوں فرما دیں کہ ان کی طرف سے بچھڑے اور صفوں کو چیرنے ہے ابو جہل کو سبھا سبھا پتھر پھینکے جاتے ہیں ایسا سخت لڑا گیا کہ ابو جہل گر گیا ۔ اس کے بیٹے کمرے میں چلے گئے سناٹے کے بازو پر تھوڑا ماری میں سے ہاتھ نکال لیا لیکن قتل ہو گیا ۔ فرحان معاذ نے لڑا ہوا تھا پناؤں تھے ، باکرہ تھیں اٹک کو یا کر کمرہ دو جنگ میں مائل ہو رہا تھا ۔ پھر وہ ان دونوں میں سے ابو جہل کا سر کاٹا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکہ فرادی تھی کہ میں لوگ بادل انوار سے ساتھ آئے ہیں لہذا انہیں قتل نہ کیا جائے ۔ ان میں جاس اور ابو بکر بنی شامی تھے ۔ صحابہ نے ان احکام کی پوری تعمیل کی ۔ ابو بکر بنی شامی اس لیے مارا گیا کہ وہ تنہا جان بخشی پر راضی نہ ہوا اور اپنے رفیق کو بھی پھانسیا پھانسیا ۔ اس کے بیٹے اہلادت لازم تھی ۔ اس پر حضرت کو عبد اللہ بن مسعود نے پھانسیا پھانسیا کی کہ اس سے دیکھ کر فخر خوش نہ ہو سکے ۔ انصار کو غزوہ بدر پہنچا دیا اور اس کا بیٹا دونوں مارے گئے ۔

فریق قریش کو کے شہر آدمی مارے گئے ۔ ان میں بڑے بڑے مرد شامل تھے ۔ مثلاً شعیبہ ، ابو جہل ، دھرمی ، شام ، ابو بکر بنی شامی بن شام ، زمر بن الاسود ، امیر بن خلف ، غنیمہ بن الحجاج وغیرہ ۔ سترہ آدمی اس وقت بھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار چار ہوا ، وہاں ابو اسامہ بن ابی اسامہ بنی شامی کے چار بھی قتل ہو گئے ۔

شہداء کے بارے میں ہے کہ ان میں سے چھ ماہرین میں سے اور آٹھ انصار میں سے تھے ۔

امانت و بطور مکافہ ترقی میں یہ حصہ و ما جعلہ اللہ آقا بشری و الصلوة بہ تلوکم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کئی مابین مذکور ہیں مثلاً: ہر کی طاعت تخریم فرمائی کے وقت ایک مقام چلاؤ گا
فرمائی آیا اللہ لوگ زمین صحابہ کرام و پیغمبر کے ہیں، انہیں میرے گرج و گزین و انہیں ہر سس ملاؤ گا۔ یہ چولہا مل رہے ہیں
ان کے لیے سواری کا قطعہ کر دے گا۔

دیکھیے اللہ دنیا کے لیے خود و مسلم کی ماحصل کائنات تک حدود و ہی کسے نہیں دیتی۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں میدان جنگ سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے آتا تھا: آپت جو سے میں گوسے
پر سے تھے۔ اور ایسا ہی باقی تمام "خود" رہے تھے۔ آگے کوئی نکلا مٹنے میں نہیں آتا تھا۔

جنگ میں فتح پائی اور اب جیل کا مرکز حضور مسلم کے پاس آیا قرآن مجید فرمایا اللہ الذی لا الہ الاہو و الذی ہے
جس کے سوا کوئی سید نہیں، پھر کہ اللہ اعلم، اللہ الذی صدق وعدہ و قد وعدہ و ہم اذہاب
وحدہ۔ اللہ کے لیے عمدہ شکوہ جس کے اپنا مدد و نصرت پہنچ کر گیا۔ اپنے بندے کی مدد کو تمام گرجوں کو ایسا
دیکھنا نہ شکست دے دی۔

دیکھا یہاں بھی اپنے دفعوں کی کھڑا گادی، شان عرویت و استقامت، بے غل و باروری، قاصد حق کے لیے
جسے روئے جانا تو یہ ایسا کسی چیز کا ذکر کیا جا سکے ان میں سے ہر سادہ روز و شمس کی طرح آفتاب تھا۔ بندہ کی عمدہ
ستائش کی جس کے فتح ملا فرمائی، و ما النصر الا من عند اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روز و رات تمام فرما رہے۔ ہر قیدیوں اور اہل طبیعت کے ساتھ منزل بہ منزل ہر حالت
فرمائی۔ ایسا قرآن میں سے وہ ہیں کے ہر سے دشمن تھے اور ان سے مسلمانوں کو بے حد نصرت
پہنچا ہی تھی انہیں نقل و حرکت میں پہنچے تو اہل طبیعت ہر سادہ و قیہ فرمایا اپنا حصہ ہی سہا کے برابر تھا۔ اس میں ہی اسی شمشیر کا
ذکر فرمادی ہے جس نے خود اللہ کے نام سے ہی شہرت پائی۔ یہ اسی جنگ میں آتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لیے لکھی گئی۔ اور ان میں سے ایک انہی اہل کی سبکست میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جس کی ناک عہد چاندی
کا منہ تھا یہ انہی میں سے وہ روز و رات وقت قرآن کے بار آور میں شامل کر لیا گیا تھا اور صحابہ میرے کے ہوتے تو یہ
کہا گیا۔ مزار میں غزویں حادثہ کے بعد کہ مزار سے موت لی۔ حرق و کھجور میں پہنچے آفتاب میں پہلا کو قتل کی شہادی۔

قاصد ان میں سے ایک اللہ ہی سہا کو، نیکو بن سادہ و رات میں میرے پہنچے آفتاب تھا اور دوسرے کو نصرت و قیہ کی
نہ نہیں۔ فارغ ہو چکے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرٹ روزانہ اپنے حضور کی ماحول میں نصرت و قیہ و اہل شہادت، سخت یاد تھیں۔ ایسی

ہو سے ٹھکانے کو ایسے کا تیرہ روزہ کی سزا دی گئی تھی۔ اسی لیے شہنشاہ کا حکم دیا گیا کہ اسی عورت
میں سے دو نمبر پر اس کا واسطہ خاص پر مامور تھے، ان کا حکم بھی طاعتِ بد کے ساتھ تھا۔ حضرت دینار کی وفات میں
جنگ کے بعد ایک روز بد ہوئی۔

دیگر روز بد ہوئے ہی اسیرانہ جنگ کو مختلف اصحاب میں تقسیم کر دیا گیا کہ کون کونسی خاص چیز
تیرہوں سے حسن سلوک۔ تو تمنا نہیں جیسا نہیں رکھا جاتا۔ وہیں سے ہرگز نہیں گھبراہٹ ہوئی۔ ہر روز صبح
کا بیان ہوتا ہے کہ اس کے حوالے کیا گیا وہ لاشیں ہاتھوں کے وقت کوئی برے حوالے کر دیتے تھے اور اگر مرد
کھاتے۔ مجھے حرمِ محرمس دئی، دوئی دایں کو تاروہ پر جو سے حوالے کر دیتے۔
یہ رسول اللہ صلوٰۃ کی تائید و تربیت اور شانہِ مخصوص کا کرشمہ تھا۔

پھر ایک اور خطرہ لکھیے۔ ایک روز صبح میں کمر بھائی کے پاس سے گزرتا تو اس کے ۱۰۰ لے دوہوں سے
کہا اسے خوب گرفت میں رکھو۔ اس کی ان ہڈیے ساڑو ساڑو دانی ہے۔ شاید وہ اس کا لہجہ دے کر چھڑا ہے
اور عزیز ہوا۔ بھائی صاحب ایسا آپ کو میرے متعلق میں وصیت ہوئی ہے؟ وہ بڑے بڑے و ترمیر اچائی میں
یہ ایک ہیہ ہوائی ہیں۔

اور اس کی وادہ لے کر صبح میں بھی وادہ دینی پچھا کر کسی تیرہ کی زیادہ سے زیادہ غریب لکھا ہو گیا ہے؛ تو یا یار
بادہزادہ! اس نے پانچ روزہ دہم دے کر بیٹے کو دیا کر دیا۔

خود مشورہ کے بعد فرمایا:

تیرہ کی مختلف صورتیں۔ ۱۔ اسیرانہ سے تیرہ لے کر انہیں دہم کر دیا جائے۔

۲۔ تیرہ کی زیادہ سے زیادہ تیرہ روزہ دہم کی کہ دیکھ کئی جہ لیکن اتنی استقامت صرف تیرہ سے ہی ہوگی جس میں

۳۔ اس بڑی دہم کے بعد میں کے بیٹے تیرہ روزہ، جن کے بیٹے دو ہزار دہم میں کے بیٹے ایک ہزار دہم ہو سکے۔

۴۔ جن کی استقامت اتنی ہی جتنی تیرہ روزہ، اگر وہ پڑے نکلے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ مسلمان، بچوں کو کھانا کھائیں تو
دبا کر دیے جائیں، ذیہ نہیں ثابت لے، جس طرح کھانا سیکھا تھا۔

۵۔ جو کچھ بھی نہیں دے سکتے تھے، انہیں معنی انسان دیکھ کر چھڑا دیا۔

یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور سے معافی دانی افزا سے بھی یاد دہانہ ہو گیا۔ وہ اللہ میں دیت
اور رسول اللہ صلوٰۃ کے والدین حضرت زینب کے شوہر ابی شامل تھے، اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ انہوں
نے حضرت زینب کو تیرہ کی دہم کے بیٹے کھلایا، اس پر تیرہ حضرت زینب کا نہ دہم کیا تھا جو بعد میں نے کوشاں
کے مرتبہ پہنچا دیا تھا۔ رسول اللہ صلوٰۃ کی نظر مبارک سے یہ ہار گزارا کہ اس سے بڑا بیانیہ سازدہ نہیں۔ یہی اللہ

سے مبارک سے اُس پر ملے۔ فرمایا

تھری رچی ہو تھی کو ان کی پاؤں واپس کر دو۔

چنانچہ ۹ رچے تامل واپس کر دیا گیا، روس کی قیمت بڑھ، خاص کے اندر سے میں صوبہ ہو گئی۔

اب خاص پھر سامان تمامات سے کر شلے گئے۔ اس وقت حکومت نے نینت مرد مزدور بھی تھیں۔ واپس کے وقت

ان کا کٹاؤ لٹ گیا ایک ایک ایک چھٹو لاری، اور خاص مرد مزدور پہنچ کر نینت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جسے
وہاں کی برہنہ واپس کر دی گئی، تو کو کو گئے، سب کی ایک ایک چھٹو لاری واپس کر دیا گیا۔

اب چھٹو لاری کا مسئلہ رہا تا بہ چھٹو لاری کے مسئلہ کا یا مٹ ہے۔ نو یا دو نوں جسے
مسئلہ تارک خضر وہ بتایا گئی، دو تارک خضر وہ، رمضان ستر، اور وہ، رمضان کو دست تسلیم کر دیا جاتا تو

یہاں کی کتبہ تہذیب کے مطابق وہی شکل کا ثابت ہوتا ہے۔ ستر کے جن بورڈن سے دن بدلی گھر کے، ہمارے شکل دیکھا

کو دیکھتے۔ میرے نزدیک دن میں چھٹو لاری کا نشان کم ہوتا ہے، یہاں سے دھاتی سے طہات ابن سعد میں ۱۰ ایوٹ

دعا، یہ ایک بیان مل گیا تو رمضان کے ستر ورنہ کر دیکھے ستر ورنہ ورنہ یا تہی ستر یا گیارہ دن یا تہی ستر اور انیس

دن یا تہی کے ستر یا تہی کے مطابق رمضان ستر کی ابتدا ۶۲۔ فردی ستر سے پڑی، اس روز یک تہی تھا لہذا ۱۰۔ کو

چھٹو اور ۱۹۔ کو مہرات ہو گئی۔ روریت کی بنا پر یکسہ روز کا تقدیم و تاخیر ممکن ہے، ذکر چار روز کا۔ نیز ۱۱۔ لہذا وہ ستر کے

تھا ۱۹۔ واپس داریت ہی درست ہو۔ راتۃ احسن بالحواب (مؤلف)

کرے گا۔

۲۔ اس کی حالت برباد لانی، بلکہ غلوں کو بے حد کسب و سفائی کے ساتھ دینا چاہیے۔

۳۔ ہر سال میں قدری اور اطاعت سے پہلے صبح - ۱۰ بجے تک سیر کرنے کا یہ اندک بھی نہیں۔

۴۔ چنانچہ اس وقت ہے جس کی شان خدا پرستی سے نمودار تھی۔ جس کا ایمان کھٹے کی بندہ پرانے پرانے۔

خدا کا نام لکھتا ہے، خدا کی یاد میں تپ کرے سے کہیں نہیں ملے گا۔

۵۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہے کہ قرآن کے نزدیک ایمان کی ہر حالت کی ساق میں۔ دو کھٹا ہے۔ اور اس کا

میں ہے، جس کی صورت کے عبادت سے ہر چیز کی کیفیت و تقیین میں تفاوت ہے۔

۶۔ عرب ہاجیت میں دستور تھا کہ اگر ان میں جو مانیں گے، تو کھ جائے اور اس کا سہا جائے تھا۔ اور یہ وہی

میں ایسا ہی دستور تھا کہ اگر ان میں جو مانیں گے، تو کھ جائے اور اس کا سہا جائے تھا۔ اور یہ وہی

فوج ہلاک کے کھ گئے تھے۔ ایک خاص وقت تک۔ سے لے کر کھ گئے۔ یہاں پر ہندوستان۔

انگریزی فوج نے نہ تو کھ گئے، یہاں پر اور چھوڑا ہوا دستور کو بے درت والا اور خود ششہ میں جب وہی

فوج نے نہ تو کھ گئے، یہاں پر اور چھوڑا ہوا دستور کو بے درت والا اور خود ششہ میں جب وہی

نیت ہو کر کھ گئے، یہاں پر اور چھوڑا ہوا دستور کو بے درت والا اور خود ششہ میں جب وہی

کی ذاتی مل و جس کے اہل بے کی یاد رکھ دی۔ چنانچہ ان کی قسم کی تھی تھی، اس لیے مانکر تھا کہ اگر اس پر

شاک کرے۔ یہ پہلے تھی اور اطاعت کی تھی کہ پہلے کھ گئے کی شان تھی۔

اسی حالت میں نصرت کو بھی دیکھا جیسا بنگلہ پر در میں پیش کیا تھا۔ وہی

مختلف معارف کی خواہش اور یہ تھی۔ اللہ کے رسول کا قیام اور اس کا خدشہ لے کر کھ گیا

جہاں بات دی تھی جو اللہ کے رسول نے چاہی تھی۔

ملہ سورۃ انفال کی آیت ۲۰

رَبَّنَا انْفِرْ بِهٖمْ جُنُودًا مِّنَ السَّمَاءِ وَثَبِّتْ لَهُمُ الرُّسُلَ

يُحَارِبُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَعَلَّہُمْ يَرْجِعُوْنَ اِلَیْہِمْ

اِنْ سَاقَا وَخَلَّ سَرِیْحِمُ یَتَوَخَّوْا

ہماری شان تو ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے

آج کے وہی وہی ہوتے ہیں اور جب اس کی باتیں

پر نہ کہ سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو نہ لپکا کر دیتی

ہیں اور نہ تو یہ حال میں پسند نہ آئے گا کہ یہ ہر دس

کرے ہیں۔

وعلیٰ بن ابی طالبؑ تھیں یہ حدیث اسی طرف گئے ہیں کہ فرشتوں کا نزول مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط رکھنے کے لیے ہوا تھا۔ ۱۱۱؎ میں ان کی شرکت ثابت نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت پیش آتی تھی نہ آیت ۱۱۰ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَاغْوِیْہٗ) کا خطاب مسلمانوں سے ہے۔ ذکر فرشتوں سے۔

مسلمانوں کے دلوں کو تھامے رکھنے کے لیے جن فرشتوں کا نزول ہوا، اس کی حقیقت کیا تھی؟ تو یہ سادہ میں عالم غیب کے حقائق سے متعلق رکھتا ہے۔ ہم اپنے فرائض و ادوار کے اس کی حقیقت معلوم نہیں کر سکتے۔

ہر ایک لڑائی میں مسلمانوں کی حالت جیسی ہی رہے یہی اور کمرہ کی کچی تین سو تیرہ آدمی مارنے کے قابل تھے اور ان کا یہی یہ حال تھا کہ ایک آدمی کے سوا کسی سکھڑا نہ تھا پس تدریج طور پر لوگ ہرزاسی ہو گئے اور جہول کے پکڑے گئے انہیں ملت جرت کے دھونسے دیتے تھے۔ پھر جیسی عیسیت پر پانی کی بگڑ بگڑی تھی اس پر دشمن تاجیں برکھا۔ خدا ہمیں زمین دیتی تھی۔ پاؤں دھنسنے جاتے تھے۔ دشمن سوار تھے ان کا کچھ نہ بڑھتا۔ مسلمان پیدل تھے ان کے پاؤں نہ تھکتے۔

اہل حق کا اطمینان طلب آیت ۱۱۰ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ فَاغْوِیْہٗ) خود کردہ خدا کی کامیابی سے کس طرح یہ سادہ مشکل حل کروں؟ اس نے دلوں کو چھین دینے کے لیے تہہ سب پر بند غالب کر دی۔ اٹھے، قرآن کا سارا خوف و ہراس دور ہو چکا تھا پھر پانچ حدیث علیؑ فرماتے ہیں، ہر ایک پہلی رات کو انیٰ خدا جو آرام سے سو رہا ہے۔ اس شخص کو مسلم رات بھر جانتے رہے کہ وہ لڑائی اور صلہ ہے۔ جس کے دل میں خوف و خطر ہو وہ کبھی آرام سے نہیں سکتا۔ پس اس نیند کا غباری ہوا تاکہ غفلت کا اتفاق نہ ہو۔ پھر یہ سن کر پڑھیں کہ اے اللہ! اس شخص کو پانی میرا لگا۔ پھر یہ سن کر لوگ خدا کو کلمات منتر سے بڑھنے لگے نہ تعابیر جست و دیاقہ اور تار و دم نہ ہو گیا۔ ہوا دھن کی وجہ سے ریت بھی جم کر سخت ہو گئی۔ پاؤں کے دھنسنے دھنسنے سے پانی کا اپنی کامیابی کی طرف سے بے انتہی واپسی جو دراصل شیطانی دھونسے کی ناپاکی تھی اب کسی کے

(تقریباً ۲۸۸)

جَعَلَهُ اللّٰهُ اِمَامًا بَشَرِيًّا مَّا يَنْفَعُنِيْ بِہٖ اَنْفُوْہُمْ جَعَلَهُ
وَمَا اَنْفُوْہُمْ اِمَامًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ
بَصِيْرٌ۔
ایک بڑا فرشتہ ان سے کہہ چکا ہے کہ اگر آپ کے انہیں لگے تواری
وہ کہیں لگا اور اللہ نے جو یہ جانتا ہے، اس کا تصور نہیں
ہو سکتا کہ خدا کو (تھا کہ یہ) خوشخبری ہو سکتا ہے
منظرب دل تو پھر پانچ حدیث و تار و دم ہر حال میں اللہ ہی کی
طرف سے ہے جو شہید سب پر قاضی کہے والا اور اپنے
کلام کلموں میں حکمت رکھنے والا ہے۔

ہم سوچ مشورہ کیا۔ یہ بھی خود مسئلہ ذہنی مسئلہ کا واقعہ ہے۔

غزوہ ذی امر | غزوہ سورج سے واپس آکر خدا معلم نے اسی کو مسئلہ اور علم مسئلہ کے بیٹے دینے شروع ہی میں فرمایا۔ پھر اطلاع ملی کہ اسی نام میں جو میدان غلغلہ میں چھٹکے سرور پر گیل کے بیٹے تباہ ہیں گلا تڑپ رہے ہیں۔

پانچ سو مسئلہ دانستہ مسئلہ ہیں آپ نے اس وقت ۲۰۱۰ء اگست ۲۰۱۰ء ۱۱ ستمبر ۲۰۱۰ء کا تصور فرمایا۔ اور غلو پادشاہینا غلیب گزرا لیکن کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ اس لیے کہ رسول اللہ معلم کی شریعت انار کی اللہ رحیم ہستہ ہی قذافی ونگ پادشوں میں پھاگت باقت نے اس غزائے کی گاہ گاہ سے ۱۱ سال مسئلہ گھی ہے۔

غزوہ بحر ان | معلم نے دریچہ انارال مسئلہ کا میدان پد سوزہ گزرا۔ پھر قریش مکہ سے جنگ کا مدد و فرما کر مدد سوزہ سے روانہ ہوئے۔ اس نام معلم کو تھا تمام مقررہ قریا۔ بحر ان پینے جو فرما کے قطع ہیں جہاں کان جی، اس کے قاعدہ مدد سوزہ سے کوئی ایک سر میل کے قریب رہا۔ دریچہ اللہ غلو پادشاہینا انارال مسئلہ کے بیٹے آپ نے اور صریح کردہ سے بچ گئیں ۱۱ سال کی قربت زانی۔

قریش بن حارثہ کی مصم | رسول اللہ معلم نے قریش بن حارثہ کو ایک پیش کا سر مسکر بنا کر قریب بھیجا۔ و تقریب ہے کہ غزوہ بدر کے بعد قریش نے شام کی تھام کے نام دانستہ ترک کر کے دوبارہ اختیار کر لیا تھا جو مدد سوزہ کے شرعی جانب تھا اور اسے طریق حراق کہتے ہیں۔ جی بکر بن وائل میں سے قریش بن میان۔ ہم ایک شخص کو دینائی کے لیے مقرر کیا تھا قریش مدد ہی مدد کر رہا تھا کہ اس قائلہ کو دیا جائے تاکہ قریشی راستے کی طرف قریشی مشرقی راستے سے بھی تھامتی مال نہ لے جائیں۔ قریشی حارثہ کو تو پہلے کا تھامتی قائلہ مل گیا۔ جس میں سفر بن ابیہ اور قائلہ باہر سفیان بھی تھا اس قائلہ کے گویا بن زیاد تو چاندھی تھی۔ نوید سے چاندھی اور دوسرا مال میں لیا لیکن اب قائلہ ان کے قبضے میں آئے۔ مال لے کر قریش مدد سوزہ پہنچ گئے۔

یہ بھی تباہی پانچ سالہ کرتا لے کر قریش بن حارثہ کے لیے لکھ کر بھیجی۔ فیہ بن مسعود غلفانی اپنے بیوی و دست گاہان ابی القیس قریشی سے ملے۔ یہاں فیہ بن وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس سے قائلہ قریشی کے ذکر گناہ سے کیا۔ وہاں اپنے مسلمان بھی جمع و تمامیں خود قریشی بن حارثہ کے یہ تھا۔ یہ جہاں ابیہ انارال مسئلہ اور قریشی مسئلہ کا واقعہ ہے۔ قریش بن حارثہ کے ساتھ ایک سو شتر سوار تھے۔ (ابوہنہ)

ملہ و باغ غلفانی میں جو مدد سوزہ سے لٹائی جانب ہے ایک مقام۔ قائلہ۔ یہ سکتے ہیں قریشی قریشی زچا میں مل۔ لے لے کر اعلان ہو۔ اس میں ۱۱ سالہ دریچہ قائلہ مسئلہ کا قائلہ ۱۱ ستمبر ۱۱ ستمبر سے ہوا اور جہاں ابیہ انارال مسئلہ اور قریشی مسئلہ کا واقعہ ہے۔ قریش بن حارثہ کے ساتھ ایک سو شتر سوار تھے۔ (ابوہنہ)

غزوة أحد

[illegible]

سعدی حماد اور سعدی حماد مرکب ہمارے کے آگے آگے دوڑ رہے تھے۔ باقی لشکر و اہل و عیال انہیں پیچھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرقی جانب کے قوسے یعنی تہذیب کے دائیں کا راستہ اختیار فرمایا۔ بدھ صری مجدائے شمس کی سمتی تھی۔ جب آپ مقام شولہ میں پہنچے تو عبد اللہ بن ابی اسد نے ان کو روک دیا کہ آگے بڑھنا۔ مگر یہ پیش کیا کہ میری داس کے مطابق دینے کے اندر وہ کو قتل نہیں کیا گیا۔ لہذا اس کی ہلکے کے افراد و مرنے والے سہلے گئے۔ ساتھ وہ گھوڑے تھے۔

حکایت ابی سعید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہب بائیں طرف سے تھوڑے عرصے کے بعد پہلے کو عباس بن علی کے ساتھ پروردگار پر نام لڑایا گیا۔ یہ اصحاب دین ہر شکر کے گروہ تھے کہ تھے رہے۔ بات کے پہلے سے میں ابو جہل حماد کی گردن بٹا دیا اور اس کی جانب روانہ ہوئے۔ "انتظروا" پہنچے تو نواز کا وقت ہو گیا۔ وہیں آپ سے بولنے کو ان کا حکم دیا اور نواز پر حائل۔ پھر جہل اس کے پاس اس مقام پر پہنچے گئے جسے بظاہر پہلے سے لڑنے کی تربیت کے لیے تھیں لڑا کر کھاتا تھا۔

جہل اسد

جہل اسد دینے کے شمال میں عربیہ تھیں میں پرستہ تھا تو پہلے مستقیم چل کر پہنچے۔ اسی کی جہل کی جانب وسط میں نعل فاطمہ ہے جو نہلا میں ہے یعنی جہاں سے پہلے پہنچنے کی طرف دیکھا ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے ابن ہشام میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل الشہب من احدى قی عداۃ الفدادی الی جبل۔ (یعنی پہلے ایک گھاٹی میں اترے۔ یہ مقام وادی ثقات سے پہاڑ کی جانب اور پانی میں واقع ہے) جہاں سے یہ لڑا یا جنگا شروع ہوا تھا وہاں سے جہل اسد کے ساتھ ساتھ وادی ثقات گزرتی ہے جہاں میں بارش کے ساتھ غامسا پانی بھرنے لگا ہے۔ بارش جو تریہ کو ٹانگہ مرقی ہے جو ثقات کا بہاؤ مشرق سے جنوب کی طرف ہے۔ غلام کی زمین ثقات سے لڑنے میں اس کے پیر۔ اس کے وادی کے بڑی تعداد ہے ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ جسے جہل میں کہتے ہیں یعنی دو چشمی (دو تیل) کیونکہ اس سے دو چشمے نکلے ہیں۔ جہل اسد کے بعد اسے جہل الزاۃ بھی کہتے تھے۔ یعنی وہ پہلا جہل تریہ تریہ تریہ کا سر پہ تھا

سعدی حماد اور یہ کہ وہ بیان زیادہ تھا تو وہیں زمانہ سعدی ہے۔ اس میں کیا میری لڑائی یا وہاں یا اسے۔ ایک مقام "شہ" بھی تھا جو پہلے کے قتال مشرق میں تھا۔ اسے جہل اسد کہتے تھے۔ اس جہل اسد پر مشرق میں جہل اسد تھا اس سے آگے کی عمارت کی تہذیب تھی۔ اسے حکایت ابی سعید کا بیان ہے کہ وہ لڑائی میں نہیں پہنچے کہ اس مقام سے وہ ۱۳ ام "قطیفہ شکر" تھا، جہل دوم (۱۳) کے بعد دوم (۱۳) معلوم ہے کہ یہاں پہلے دو گڑھیاں تھیں۔ جہل دوم دو گڑھیاں تھیں۔ جہل دوم (۱۳) کے بعد دوم (۱۳) معلوم ہے کہ یہاں پہلے دو گڑھیاں تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے اسی جگہ کو صحن بنادی کے لیے شقیب خرلیا، پشت پر چھا، تھا، صلح جمل یعنی پہنچا کسی تیر انداز مقرر نہ دے جس کی صلاحی عیدہ نہ تھی جبر کو سوچی اور تگید لڑائی کر میں فتح ہو چکے تھے تیر اندازوں کو کسی بھی حالت میں جگہ نہ چھوڑنی چاہیے۔ دو بیٹے پر چستہ، بے زین اور مقربہ مردے سے اوھر اوھر نہ ہوں۔

قریش مغربی جانب سے صحت بند کرنا ان کے پیچھے آسکتے تھے، تیر اندازوں کے محو رہنے کی اہمیت یہ کہ ان کے لشکر کا مضبوطی کی ہاتھ تھی مسلمانوں کے لیے فعلی نا ظاہر صحت بند ہو کر دشمن کے مقابلے کے لیے مزید ہتھیار کا ڈنک کرنا ناگزیر تھا۔ صحت ایک خطرہ تھا کہ جب کھواروں پر سے قریبا، کوئی فوج مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دے۔ اس طرح وہ دو لشکروں کے درمیان ٹھہرائیں جہل مدین کے تیر اندازوں کا اولین و فیضی قرار دیا گیا تھا کہ عقب سے حملہ کر کے ان پر فوج کو روکیں اور اس کا رخ مٹا دیں۔ مسلمان مغربی جانب دشمن کو پیچھے جانتے ہوئے کئی ہی دور تک چلتے، اگر ان کا عقب محفوظ رہتا تو کوئی خطرہ ان کے پیچھے پریشانی کا باعث نہیں ہو سکتا تھا، اگر خدا خواہہ قریش، کثرت تعداد کی بنا پر مسلمانوں کو دیکھتے بہت جگہ کی طرف آتے تو قبل عین کے تیر انداز بھی قادر بخدا سے توفیق کے شکاری بھی آواز تیر انداز لے سکتے تھے اور اپنے بھائیوں سے دشمن کا ہوا بھل کر گئے تھے۔

خزیرہ بنو نضیر کے دو بیٹے تھے اور دونوں کو جنگ میں اتھانی بہت حاصل تھی،

۱۔ مسلمانوں کے عقب کو ہر جگہ آؤسے محفوظ رکھا۔

۲۔ توفیق کا ہوا، جسے تو اس کی قوت کو ہر پرہیزگار کے لیے نداء دینا۔

۳۔ دونوں بیٹے اصل سر پہنے پر نام و استوا، بھٹے بھٹے چلے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تگید قریبی تھی کہ ان کے ہاتھم خواہ کچھ ہر تیر انداز اس میں حالت میں جگہ نہ چھوڑیں۔ جنگات کے بیان کے مطابق ان سے کہہ دیا گیا تھا،

انکم ایکو کہ میں مال قیمت فی، اے خدا، ساتھ ٹیپک ہو تا اور انکم دیکھو کہ ہر قسم

ہو، یہ میں تو ہادی ہو دکر ا

طبع یہ کہ اپنے سپہ پر سے ہر گز نہ سکو کرت رہتا، لیکن وہ چھوڑ کر نا، لشکروں میں نہ تھا،

قریش کی صحت آزمائی قریش کی صحت آزمائی کے متعلق جو تفصیلات، آیات میں ملتی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

ہلا وہ سرگرمیوں پر مشغول تھا۔ ایک سرگرمیوں کے بیڑے پر تھے اور ایک سو میرو پر۔ سینہ پر خالد بن ولیدؓ
 اور بڑے سے وہیں وقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔ مسو لکھن میں لڑی جیل کے خواستے کو پا گیا۔ ایک سو تیرا تھا
 کی کان ہدا اعلیٰ و پید کو سوچی گئی۔ طلب کی فوج آگے بڑھی تو اسی کے پیچھے عورتیں دفیں بجا رہی کہ اور اشاد کا گلو
 مردوں کو چھین و زنی عین۔ یہ رجزہ انھوں نے افکار ہر کتاب میں درج ہے :

منہن بنات طاری منشی علی النہما ساق
 ہر آسائے کے اندھ کی بنیا میں ہم تائیں پر پلتے ہیں
 ان تھیلو نہا منق اند جردا نفسا رقا
 اگلے پر کو تیرا کر کے آگے آگے لکھنا لگی
 چنے پیرو کے تو تر سے ہر جان کی

فراق غیب و اسحق

مہائی ایسی مکی جو نفرت کرنے والی ہو

قریب کے غم غم ہی الی غم کو دیا۔ جو عہد امداد کے خاندان سے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شاخ و اسلامی
 علم و صنعت میں لے کرے خواستے کر دیا۔ وہ بھی عہد امداد کے خاندان سے تھے۔

جنگ کی ابتدا "عاصم غاصق" سے ہوئی۔ وہ قبیلہ اوس میں سے تھا۔ نہ اہل نے اسے کیوں
 یہ خیال ہو گیا تھا کہ میرے ہم قوم مجھے دیکھتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اس کے
 ساتھ مغربی آدمیوں کا ایک گروہ تھا۔ امداد نے اسے دیکھتے ہی کہا، "وفاقی اندازے بنائی سے غروم کر دے"
 اس نے اور اس کے ساتھیوں نے پتھر بھی پھینکے۔ پھر یہ گستاخ اٹھ گیا کہ میرے ساتھ اور ہر جانے کے باعث
 میری قوم کے کیا بات بگڑ گئے ہیں۔

اس خیال نے غم غم ہی الی غم سے کہا کہ یہ وہی ہیں ہمارا بھٹا عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس تھا۔ وہاں ہم پر یہ مہینہ
 آئی اس کا زور بڑھ رہا تھا۔ لوگ جھڑپیں دیکھ کر میدان جنگ میں ثابت قدم رہتے ہیں۔ جہاں جگہ ت اسٹیٹ
 نوسب کے پاؤں اکٹرا جاتے ہیں۔ اسے برا بھلا نہ بولنا۔ عینان دلو کر عینس کو ہر حال میں دھوکے دے دے
 پھوڑا دے تاکہ ہم خود سنبھال لیں۔ برا بھلا نہ بولنے جھڑپے کی جگہ اس کے متعلقہ۔ المینان دلو اور اس قریب
 کی کیا آوری یہ خاندان کے پیشہ افراد کرتا رہے۔

مسلمان ہزار ہوں نے قبیلہ ہوازن کاٹنے پھرنے یا تو غم غم ہی الی غم (علم و ترقی)
 بنو عہد امداد کی تباہی
 ستر برس کے مابین کیا کوئی سبب جو ہم سے جنگ کر دے؟ علی بن ابی طالبؓ آگے
 بڑھے اور ایسی ضرب لگائی کہ لڑنے کی کھوپڑی پٹ لگی اور وہ گر گیا۔ اس کے بعد جھڑپ کی طاقت میں بوجہ ہوا

نہرو، جانی نقاشان، خانا پڑا، جو کہ کے جانی نقاشان میں ابلی خلق کو عزت دے اور ابو سید بن ابی ظہر کو سزا دینے والے دناس کے
 حمل کیا۔ خلق کے تیرے بیٹے سے صلح، خواب اور نکاح سے۔ بکے بعد دو گسٹہ مارے گئے۔ پھر خانہ ذی عبداللہ میں
 ارعاقہ میں عید شدہ جیل اور خانہ سدر شریک نیر خانہ ان کا ایک خاتم، صواب، موت کے لحاظ آئے۔ مگر اس
 خانہ ان نے جیل سے کی مخالفت میں باری باری تو بائیں اور۔ قریشی عزت افشا کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں کے
 تھاقب کیا اور انھیں سید بنک سے نکال دیا۔ ساتھ ہی ال قیمت میں کر کے گئے۔

میں اس موقع پر جیل میں تھاقب کے تیراخانوں نے مورچہ چھڑ دیا۔

تیراخانوں کی غلطی | تیراخانوں کے سر حکم عبداللہ بن جبر اپنے ساتھیوں کو بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنا
 یاد دلاتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تجاوز نہ کروں گا۔ باقی سب کو
 بھی اس فرمان کا پکا پکاس تھا لیکن وہ کہتے تھے کہ میں فرمان کا مطلب یہ نہیں کہ میں میدان جنگ میں چھڑ دے تو
 ہستہ و ہویہ سے بچے رہ جاؤں گا۔ پھر تیراخانہ اور جیل میں سے ان کے ذی قیمت تیسے میں مشغول ہو گئے اور صرف دس
 اپنے سر حکم کے ساتھ مورچے پر خانہ و راستہ روکتے۔ اسی غلطی نے دشمن کو ایک ایسی تدبیر میں پڑائی کا موقع مل گیا
 جس سے مسلمانوں کی بریں خیر و شہید جانی نقاشان میں بدل گئی۔

خالد بن ولید کا حملہ | خالد بن ولید خود تیراخانوں کے وقت سے فرعون بنی صلیب میں ملا ہوئی تھیں، انھوں نے خود جانی
 کر اپنی خلعت کی کلائی کا بہترین نو دیو کیا تھا۔ چنانچہ فوراً اپنا ہاتھ سے کر جیل آمد کی
 شالی جانب سے ہوتے ہوئے شریعت آگے، جیل میں اور امد کے درمیان سے ان مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس کا
 رنج بھاگنے والے تیراخانوں کے تھاقب میں مغربی جانب تھا، نیزہ ال قیمت بھٹنے میں سرور ہوئے۔ تیراخانوں کی جیل بھی
 خانہ کے ساتھ ہو گیا۔

ایسے ہی حملہ کی روک تھام کے لیے تیراخانہ اور جیل میں پڑھائے گئے تھے۔ یعنی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 تاکید کی مگر تیراخانہ جیل میں دعوت کے پیش نظر ایسے انداز میں کر لی، جس سے ان کی بیعت پر تو کوئی اثر نہیں پڑا تو قہراً تمام
 اس نقاشان کا اندازہ کن کر سکتا ہے جو میں تیراخانہ کے اسلامی فکر، ملت اسلامیہ اور خود متا صلیب اسلام کو پہنچا، پھر
 جو تیراخانہ کی عزت کو ختم کر کے میں موہبہ پہنچا رہی، جو اسلام اور عربوں کے درمیان ایک درہ کی حیثیت میں
 کھڑے ہوئے تھے۔

خانہ کا ہراسہ وہ چاہتا تھا کہ اگر ایک ایک پہلی مسلمانوں کے طرہ سے شکم و قویہ پر انگریز اور ان کی شہاد
 فتح شدہ یہ تھا جس میں بدل گئی۔ میں چاہتا تھا کہ تیراخانوں نے مورچہ چھڑ دے کی غلطی کی تھی، لہذا میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کا
 انجام کیا ہو۔ لیکن میں دس ایک کہتی ہوں کہ عبداللہ بن جبر کی مراد وہی ہے جو میں چھڑا تھا، میں غلبہ میں چھڑا تھا
 نے تیراخانہ کے ساتھ اس طرح کی گئی تھی کہ میں نے دس ایک کہتی ہوں کہ عبداللہ بن جبر کی مراد وہی ہے جو میں چھڑا تھا، میں غلبہ میں چھڑا تھا

ابوہریرہؓ پہلے یمنین کا مہاجر تھا، مسلمان جس طرف ہوتے تھے، گروہ پیش موت کھینچے جاتے تھے۔
نزولِ آفاست | خالد کے لئے، نے صورت عادت بالکل متغیر کر ڈالی۔

ہو رہی عبدالطلب اور عاتق بن عبدالمطلب کو قتل کرنے مسبار بن عبدالمطلب کی طرف توجہ رہے۔ یمن میں واپس
 واپس گئے تھے۔ یہاں اشد و افراتفری کی طرح پہلے یمنین کے پاس سے عرب سرحد کی طرف چھٹکا، جو کائنات سے اوپر ان کے
 پیش میں گھسا اور لٹاؤں کے رچ میں سے نکل گیا، وہ دھڑکنا سے ان کے سے اور جہاں تک ہو سکے۔

معموٰی بن جریجہؓ کی فوج کے طوارق تھے ان کا اور باقی کثرت گنا تو عرب بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ وہ بھی تغیر
 ہو گیا تو عرب کو پیچھے سے نکالیا۔ اسی حالت میں انھیں عرب میں قیام نے شہید کر دیا۔ سب سے پہلے شکل اور وضع قطع میں رسول اللہؐ
 سے ملتا تھا۔ اچھا بنا پر ان قیام سے عربی بکاتا تھا کہ وہ خدا صمد، کو قتل کر رہا ہے۔

ابو عامرؓ نے کفر و شرک کی حمایت میں عربوں کو جگہ و درجہ دیا لیکن اس کے زمانہ اور زمانہ حلفہؓ بیان پہ
 رکھے۔ وہ اسی میں سرگرم ہوا رہے۔ اتفاقاً حلفہؓ کی مدد پر ابو سفیانؓ سے ہو گئی۔ قریب تھا ابو سفیانؓ کا تادم حلفہؓ کے
 مقدمہ سے انھیں سے ہو جانا کہ سرنگین میں سے خدا وین ۱۱ سو سے حلفہؓ کو شہید کر ڈالا۔ (محدث)

و بقیہ حاشیہ ص ۳۰۶) ۱۹۰۸ء سے ۱۹۰۹ء تک رہا کہ انہیں کئے تھے۔ اسی لیے انھیں بنہ و مشرق کرانے کے ساتھ ساتھ
 پہلا لایکھا مصر ہو کر مشرق چھ سال میں آئی نہ، ڈیالکھا تھا کہ ہو۔

ابن عبد اللہ شعل میں سے عورتیں بہت ہیں و قس امیرم کو کر کے مشہور تھے۔ وہ تھوڑے اسلام پر آمادہ
اعلیٰ نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لیے گئے تو امیرم نے نہ دیکھی اور قبول کر لیا اور مسلمان
 میں شامل ہو کر کشتے کرتے زخموں سے ہر روز ہرگز گئے۔ جب الاٹس کے آدمی یہاں جنگ میں اپنے مقتولین کو مرنے
 رہے تھے۔ امیرم کو سخت زخمی دیکھا تو حیرت ہوئی کہ انھیں کیا چیز یہاں لائی۔ خود امیرم سے پوچھا انھوں نے
 کہا، میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہوا۔ پھر خود اسے مگر زار و آزار اب جو میری حالت ہے وہ آپ لوگوں
 کے سامنے ہے۔ یہ کہہ کر غالت پانچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات سنے تر فرمایا، انہ من اہل الجنت۔
 وہ جنتیوں میں سے ہے۔

عمر بن الخطابؓ | عورتیں الجرح فکرتے تھے۔ آپ کے چار بھادر فرزند غزوہ بدر میں شریک تھے اللہ
 والہ کو روکتے تھے۔ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ میرے بیٹے دو ک
 رہے ہیں لیکن خدا کی قسم میری کتاب ہے کہ کھڑے ہیں ہماری حالت میں جنت کی مرزبانوں دوزخ تا چروں۔ حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم نے انھیں اللہ کے حضور لڑا دیا ہے تم پر جہاد و فتنہ نہیں، بیٹوں سے فرمایا کہ تم والد کو منع نہ کرو چنانچہ
 عورتیں الجرح جنگ میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ آپ کے ساتھ ایک فرزند نقاد، دو غلاموں —
 حسین و رومانی — نیز عبد اللہ بن عمرو بن حرام (برادر ابیہ عروہ بن الجرح) بھی شہید ہوئے۔ عورتوں کی امیر
 جنت عروہ بن حرام شوہر بیٹے اور بھائی کی نعشیں میدانِ احد سے اترنے پہلا دو گریزے لاد رہی تھی؛ راستے
 میں ہنٹ بیٹھ گیا اور پلا۔ آخر تمام نعشیں پھر میدانِ احد میں پہنچائی گئیں جہاں عورتوں الجرح اور عبد اللہ بن
 عروہ بن حرام کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

سعد بن ابی وقص | سعد بن ابی وقص کے دو ماں سے تھے۔ انھیں عبدالرحمن بن عوف کا بھائی بنایا گیا تھا۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بن ابی وقص کی شہرہ لاؤ۔ ایک انصاری یہاں میں گئے۔ ہر طرف
 کھانڈیں دیں، کوئی نہ اسے دلا۔ پھر خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ کر پکارنا چاہیے۔ یہ کہہ کر سعد کے کان
 میں پڑے تو شاید جواب دیں پھر انہی انصاری بھائی کے پکار کر سعد بن ابی وقص کی طرح کہاں میں، مجھے رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہیے۔ یہ سنتے ہی سعد کے حق نیم مراد ہو گیا کہ ہر دوڑ گئی اور میری آواز میں جواب دیا، میں
 یہاں ہوں۔

انصاری بھائی نے سعد کو مقتولین میں پایا۔ بن پر نزاع کی حالت طاری تھی۔ ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ
 نے آپ کی حالت دریافت کی ہے۔ سعد بڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا لکھا کہ
 خدا مجھے، سورن کو ان کے پیروں کی قزاقی اور انصاری کی دہر سے خوشاب مل کر تا ہے، آپ کو خوشی تمام میرے

بڑھ چڑھ کر گئے۔ قوم سے کہنا کہ تم میں زندگی کا ماضی بہتستہ بڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نخواستہ کوئی تکلیف پہنچانی
آئندہ کو مت دہنا جس کے قابل ذرا ہو گئے۔ کہہ کر کہ تم نے صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نخواستہ کی بیعت کی تھی۔
یہ کہتے ہیں مام قاکا سو حمار سے۔ یہ بڑا بڑا بیڑے کے پار وہ قلم تھے۔

ابن ابی غلفہ [رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھ گئے تو انہی کی نصیحت کی کہ کچھ لڑائی نہ کریں کہ اگر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیچ گئے تو میں زندہ نہ رہوں، مسلمان مانتے تھے کہ انہیں انہی سے لانے کی اجازت ہو جس قدر
نے فرمایا، اس نے دو۔ دو تو جب کیا تو آپ نے نیزہ سے کہ اس کی گردن پر مارا۔ وہ گھوڑے سے لڑکھڑا کر گیا۔
انہی پر ہلکا بڑا زخم سمیٹا، معلوم ہوتا تھا کہ انہی پر پکار کر کہہ: یا قاتلین! واللہ! محض خدا کی قسم! اچھے لہو صلی اللہ علیہ وسلم
نے قتل کر دیا۔ یہ چنانچہ وہ پسند و پیغام شرف میں مر گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار [اسی غزوہ سے کہ ایک ہم واقعہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑایا، یہ اپنی تلوار،
اسے دوں گا جو اس کا حق ادا کرے۔ دوسرے اصحاب کے علاوہ نہ بیچیں، انہی میں سے
کو اس تلوار کی نمائندگی ضروریت سے تھی، لیکن وہ ابراہیم بن عبد اللہ کے پاس گئی۔

ابو ہبہؓ کے پاس ایک شریف بیٹی تھی، وہ جب اسے نکال کر سر پر باندھ بیٹے تھے تو ان میں ایک خاص فرشتہ
پیدا ہو جاتا تھا اور کوئی ان کے مقابلے پر سہمت نہ ہو سکتا تھا۔ تلوار سے کہ انہوں نے شریف بیٹی سر پر باندھ لی اور حکم
نہایت گاتے بڑے بیرونی جنگ میں نکل پڑے۔ یہ سرخ کرتے تھے اگر آخری پر جاتی تھی، تو یہ کہ ہلکا خاص خیال تھا
کہ وہ کہیں اترے ہمارے کوئی سے کا دانے انہماک دیتے ہیں۔ ابو ہبہؓ معقول کر چیتے بڑے بڑے قرابہ سفیان کی اخیہ
ہندوستان سے آگئی جو مردوں کو جیش دلا دیتی تھی۔ ابو ہبہؓ نے ہندو تلوار، عاتق تو اس سے چھڑا دی اور مردوں کو اوار
کے لیے بلایا، مگر کوئی نہ آیا۔ اس وقت ابیہ ابو ہبہؓ نے خود تلوار بچی کر لی۔ بعد میں تو یہ بڑے ابو ہبہؓ سے بڑھا کر
پہلے تلوار اٹھائی، پھر بیٹی کی بوی کر لی۔ جو اس بلا، میرا دل اس پر راضی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عورت پر
چھوئی اور عورت بھی وہ جس کا حق کوئی مرد نہ ہو۔

زبیرؓ کہتے ہیں اسی وقت میں سمجھا کہ ابو ہبہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا حق میں طرف ادا کیا، شاید میں نہ
کر سکتا۔

اللہ اعلیٰ واجل [ابو سفیان اور اس کے ساتھی میدان میں پھر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو ہبہؓ اور عورت
کی نشیں تلاش کرتے رہے، پھر ابو سفیان پہاڑ پر چڑھ کر اس مقام کے قریب پہنچا،

ملہ یہ بتا رہا کہ کمر سے چھ یا آٹھ میل کے فاصلے پہنچے:

جہاں پہلی فوج ٹپک رہی کی کوڑا جاسکتی تھی۔ اس نے چٹھوے چھا مسلمانوں (تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بڑا سپاہی ہوا جائے۔ پھر اسی ہی کی ایک کڑی اور بڑی ششوار کے مشق چڑھا۔ پھر جب سپاہی تواریسٹان بنے گا کہ سب اسے ملے۔ زندہ ہوتے تو خود درجہ دیتے۔ سزا پہنچ دے اور بے دشمنی خدا اور جنت ملتا ہے۔ ہم سب زندہ ہیں۔ یہ سب کہنا پھر اس کی توجہ دیتا تھا کہ یہ کہہ کر میں نہیں اس سے زیادہ بچا سمجھتا ہوں۔

پھر ابو سنیان نے اپنے خاص بہت میل کا نام لے کر کہا: تیرے بیٹے سر فندی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگا کر مسلمانوں نے نعرہ اٹھایا: اللہ اعلیٰ واجل! ابو سنیان نے کہا: لا عزلی ولا عزلی فکم (ہمارے بیٹے عزلی ہیں تمہارے بیٹے کوئی عزلی نہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو۔ اللہ مولانا ولا مولانا بحکم! اللہ بھلا! وہ کہتا ہے تمہارا رہ گارہ کوئی نہیں ہاں۔

پھر وہ بگڑتا ہوا رخصت ہو گیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان آجندہ سال انھی دفعوں میں یہ تمام درجہ لگ کا

وعدہ ہے۔

اولاد کی ملاقات ہر گز بیگانہ نہیں کہ شہادت دے دے وہی سے باز رہے۔ انھوں نے تمہاری اسلامی شہادت کی تصدیق کی۔ **شہادت کی تصدیق** شہادت کی تصدیق کی جاتی ہے۔ اس میں سب سے پیش پیش ابو سنیان کی امیر ہند تھی۔ حرۃ کی امیر حضرت صفیہ کو بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو وہ فحش دیکھنے کے بیٹے تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فحش کی حالت کے پیش نظر انھیں روکا۔ وہ جو ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بھائی کو وہ ہیں یہ کوئی شری قرآنی نہیں۔ چنانچہ بھائی کی لاش کے ٹکڑے دیکھے اور ان اللہ و اللہ تبارک و تعالیٰ کے معصیت کرتی ہوئی فوت ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شہداء کو قہر کے واسطے میں دیکھ کر دیا۔ بعض قہروں میں دودھ شہیدوں کو دکھایا گیا۔ بعض غصے میں نہ لایا اور اس وقت نماز جنازہ بھی نہ پڑھی تھی۔ سلام شعلی فرماتے ہیں:

اگر ہر کس کے بعد۔۔۔۔۔ جب آپ اور میرے قہر سے قہر اختیار آپ پر وقت ملاری ہوئی۔

اس طرح آپ کے ہر درہ کلمات غراٹے جیسے کوئی زندہ اور مردوں سے رخصت ہوا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے کا سر دکھانے تو پاؤں کھل جاتے۔ پاؤں دکھانے تو سر کھل جاتا۔ آخر پاؤں کو آخر کی محاسن لائی کر چھپایا گیا۔

بعد میں ایک مرتبہ عبدالرحمن بن عوف کے سامنے انھاری کے بیٹے کا کانا آیا تو شہیدانہ بڑبڑکتا رہا۔ یہ دیکھتے

غزوہ اُحد

— (۲) —

(مولاؑ کے اثناءؑ)

صبر و تقویٰ جنگ دہرہ اُحد کے نالغی نے ثابت کر دیا تھا کہ صبر و تقویٰ کے بغیر کسی نصرت کا مرانی ناممکن ہے۔

میرے مقصد یہ ہے کہ شکلات و مسائب کا مقابلہ بہت و ثابتِ حق کے ساتھ کیا جائے۔ تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ اہلِ طہارہ و پیرِ گاہ کی مدد سے پیدا ہو۔ جنگِ بدر کے موقع پر دو دنوں قیامِ حویر تھیں، اس لیے مسلمانوں کی شخصی ہجرتِ تعداد لے و دشمن کی بہت بڑی تعدادِ کثافت سے دی لیکن اُحد کے میدان میں ایک گروہ نے گزندِ دی و گمانی دہرہ و تقویٰ کی آزمائش میں پُرور انداز کیا۔ شہید ہوا کہ نقصان نہ ہوا۔

سورۃ آلِ عمران میں (جہاں اُحد کا ذکر آیا ہے) متعدد دہلی ہمت و شجاعت کی گئی ہیں،

اصولی ہمت جنگِ اُحد کے موقع پر کثرتِ داسے سے باتِ قرآنِ ہائمی حق کو شہر سے علیٰ کرمی کا حکم دیا گیا ہے۔

پانچ فرسٹان ملے، حاتمی نے لوگوں کو ہلکا کر دیا۔ شہید ہوا کہ دو قبیلہ بدول ہو گئے، اس صورتِ اجتہاد سے صبر و تقویٰ کی روح کو کراد چھوئی، اس کا نتیجہ وہی ہونا تھا جو آخر میں آیا۔

۲۔ فرقہٴ اُحد حقیقت کی طرف اشارہ کر کلمہ کو کر کے دعووں کی بدلیاں کتنی ہی سخت ہیں نہ ہوں، لیکن وہی د مسلح کو ان کی ہدایت سے واسطی نہیں ہونا چاہیے اور نہ وقت و کثرت کی طلب کے سرا کوئی اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے۔ بڑھنا یا نہ بڑھنا خدا کا کام ہے اور کلمہ چھوڑنا یا نہیں۔

جنگِ اُحد میں خود بخیر مسلم پر دشمنوں کے پہلے اور پہلے سے لڑے اور انھیں ہار کر ڈالنا چاہا۔ "اچھ خدا نے پسند نہیں کیا کہ دشمنوں کی ہدایت و کثرت کی طلب کے سرا کوئی بدکارانہ سے طلبِ طہرہ میں پیدا ہو دھلی نہ طہرہ ہو۔"

۳۔ اسے پیر دین و دعت حق اور حاکم تھیں، مدد ملی گئی ہے، اگر چاہتے ہر اس سے صبر پکڑ دیا ہے کہ ان کو اور لوگوں

سے پاک و صاف ہو جائے جو تعداد سے دعوں میں کو رو دی کا وہ گ پیدا کر کے دانی ہیں۔ تاہم اہلِ و دعت کی ترقی ہے

جیت لے، لوگ وہی ہیں جو وہ ہے، اہلِ خدائی کی ہمتی روح پر نہیں ہو سکتی۔

کہ پیغمبر اسلام (صلی) نے ایک خاص گمان پر جو نقشہ جنگ میں بڑی اہمیت رکھتی تھی ایک جماعت متیس کرہہ صحابہ (مزار) پر جلے بغیر پر) اور کہ یہاں تا کر اسے جنگ سے واپس لیکن جب مسلمانوں کے فتح معجزہ قحط نے دشمنوں کے پاؤں دکھائی دیے تو یہ جماعت (بجز کسی آدمیوں کے) ان نیست فوٹے کی طرح میں بے قرار ہو گئی اور خود چہ چہرہ کوٹ اور شروع کر دی۔ دشمنوں نے جب یہ حال دیکھا تو فوراً پشت پرستہ اور بے خبری میں منکر کیا۔ یہی حادثہ ہے جس نے مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل دی تھی۔

۵۔ چونکہ وہ چھوڑنے والوں کی فزائش کا اصل سبب مالی و دولت کی کمی تھی اور دولت کی کمی کا ایک بڑا آدمہ ہو گا بھی دین تھا، اس لیے خصوصیت کے ساتھ یہاں اس کا ذکر کیا گیا۔ شہر و روستا کی وجہ سے بڑی بڑی ایسی قرضداروں کے سر پر گئی تھیں۔ خود قیصر پران کا چھوڑاؤ گان پر شائق گروہ تھا۔ یہ حکم افی کو آہ تھوڑے دنوں کے ترنگے کے لیے اس بات میں سب سے بڑی آگاہی ہے۔ خود و روستا کی وجہ سے کسی بھی قرضداروں پر کیوں نہ چڑھتی ہو، امت ایک نظم چھوڑ دو۔

۶۔ ۳۰ برس جنگ اُحد کی شکست کا اصلی سبب نہ تھا کہ نظام و جماعت یعنی دوسری کی دُعا بڑی طرح پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے خودی تھا کہ وہ کسی ایسی بات پر نہ دبا جائے جس کی خودی قیصل میں اجماعت و فراخ اندازی کی پوری پوری آگاہی ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ آگاہی شہر پہنے کی طاقت سے زیادہ اور کسی بات میں نہیں ہو سکتی تھی۔ خودی کی حرکت سے قرضداروں کو ایک ایسی بات چھوڑ دینی پڑتی تھی جسے خودی سے اپنا جائز حق سمجھتے آئے تھے اور ان کے مال و دولت کی افزائش کا سب سے بڑا ذریعہ تھا چنانچہ یہ وہ ہے کہ فرمایا: و طبعوا اللہ و الرسول و ما رحمہم ففقدتم۔

اس مسئلے میں پیغمبر اسلام (صلی) سے خطاب، اہمیت اور منصب اجماعت کی

اجماعت کے بعض مہمات

بعض احوال اجماعت

لے خود تھے غالباً، عقائد کے خلاف سے معاملہ کرنا کرنا نہ کیا۔ فعل اُحد کے واسطے یہی تھی۔ قریش کا رخ شرق کی طرف تھا اور مسلمانوں کا رخ غرب کی طرف۔ اُحد کے ساتھ ایک چھوٹا سا ٹیلہ تھا جس پر رسول اللہ (صلی) نے قزاقاؤں کو رکھا، یہ تھے تاکہ دشمن غریب مسلمانوں پر حملہ نہ کر سکیں۔ مسلمانوں نے قریشیوں کو شکست دے دی تو ان تیراندازوں کی اکثریت نے خودت باہر سے چھوڑ دی۔ یہ ایک قحط و بوندی نے جو اسی وقت تک مسلمان تھے تھے، سواروں کے ساتھ اُحد کی شامی چاہیہ سے جڑے ہوئے غلبہ سے ہو گیا۔ اسی میں مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ نیز، یعنی مالی اجتماع کی زیادتی کو شکست قرار دینا مناسب نہیں۔

۱۔ یہ اشد کی ہی کی رحمت ہے کہ کھانہ دل میں نہی اور خزان میں رہتا نہ شفقت ہے۔ اگر ایسا نہ تھا تو کھانے کے لئے تمام ہی قوت بنے اختیار نہ کھنے میں قرباں اب کھنے سے ہیں۔
 ۲۔ جب۔ جبکہ یہ ہیں ایک۔ اگر وہ کی کوشش نہ ہی سنت مغربی تھی پہنچ کھانہ کی شفقت کا مقتضایا ہے کہ غلو اور کڑ سے کام و

ج۔ تمام داخل کا یہ ہر پانچ سے کہ صلح جنگ کا کوئی معاملہ غیر مشورے کے بغیر نہ ہائے۔

۳۔ اس بارے میں دستور اس پر ہے کہ پہلے جماعت سے مشورہ کہ پھر مشورے کے بعد کوئی ایک بات عثمان اور حبیب ایک بات عثمان کی تو اس پر مضامین کے ساتھ ہم جاؤ۔ خود ہی اپنے عمل اور وقت میں ضروری ہے عزم اپنے عمل اور وقت میں۔ جب تک مشورہ میں کیا ہے، قیود و عزم کا سہارا نہیں دیتا لیکن جب مشورے کے بعد عزم کو لایا گیا تو وہ عزم ہے۔ کوئی مانے، کوئی گفتہ چینی اور کوئی منافقت اسے تیز لڑ نہیں کر سکتی۔

اسام کے لیے ضروری ہے کہ جماعت سے مشورہ کرے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ صاحب عزم ہوں۔
مناقصوں کا معاملہ ایک فیصلہ کن آراء پیش تھا اس موقع پر ان کا حقائق پوری طرح کھل گیا۔ جنگ کے ابتدائی مشورے سے ملے کہ جنگ کے بعد جنگ کرنی توجی رہا نہیں کیا کہ تہذیبی سے باز رہے ہیں۔ جب کثرت رائے سے بات تو رہی کہ شہر سے باہر نکل کر متبادل کرنا چاہیے تو ان کو بہکانے لگے کہ باہر نکل کر کڑا سوت کے ت میں جانا۔ یہ بات کوئی گویا کہ اپنا شہر کی مافقت کر دو گئے فرنگی طرح کے پہلے ہمارے کرنے لگے تھے ہیں اسے نہیں کر لائی کی نوبت آئے۔ اگر یہ جوتی تو عذر دینا ہی کرتے۔ پھر حبیب و گارہ کی گزندہ اور انفرانی سے شکست سہی تو انہیں فخر شہر سے کوئی ماحول ہمارے لایا کبھی کتے یہ سب کچھ اسی سے ہوا کہ وہ دیانت نہیں دانی تھی کبھی کتے۔ اور وہ کی لڑائی سے لیکر فائدہ نہ جانتے اسی میں ہے کہ دشمنوں کو راضی کر دیا ہائے۔ مقصود یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے درمیان میں ملے اور ہر اس پیدا کریں اور ان کی کوئی بات بھی ٹھیک طور پر نہ بن پائے۔

دھوکے میدان سے جاسند ہوئے دشمن کہہ گئے تھے کہ تیز دھوکہ سالہم جو کہیں گئے اور آخری فیصلہ کر کے پائیں گے۔ اور سب سال جب وہ وقت آیا کہ مسلمان یا دھوکہ پائیں لیکن دشمنوں کا کوئی پناہ تھا۔ انہیں نہ مٹنے کی برکت تھی۔ اور ہی مسلمان چند دن انتظار کے غرضی اور کلا صاحب راہیں آئے لیکن کسی رقع پر بھی مانتھانے دشمن سے جو کہ جرح کی شہادتیں کیسے دشمنی پابست تھے کہ لڑ پائے کی مدت ان کے حصے میں نہ آئے مسلمانوں کے حصے میں آتے اور ہمیں ہر سختی کا مسلمان جنگ کے پہلے آمادہ نہ ہیں۔ یہ تو مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کے لیے خوفزدہ بننے لگے اور بہت سی شہر کی خرابیاں شہر کر دی گئیں۔ خرابی انہیں پیدائش اور مسلمانوں کو مر گئے تھے اور

دیکھنا چاہیے۔ یہاں انی تمام باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور منافقوں کو جو غریب مسرت دے گی ہے کو اپنی منافقانہ روش سے باز نہ جانیں اور بد وقت آگیا ہے کہ اللہ ان کے چہروں پر سے نقائی کا پردہ اٹھا دے گا۔

ان آیات میں منافقوں کی جو نفسیاتی حالت دکھائی گئی ہے وہ کوئی قصور صورت مالی نہیں۔ اگر خود کو دیکھ کر مسلم ہو جائے گا کہ جو حالت کے کوہ اور غیب افزا پیشہ انہی ہی صورت پیدا کر دیا کرتے ہیں۔

ایک غمزدہ کی شکستہ صورت میں طرح طرح کی فحش مندی سے مسلمانوں کی تربیت نہ نظر تھی، اسی طرح جنگ آدمی کی عارضی شکستہ صورت میں بھی تربیت کا پہلو پوشیدہ تھا۔ ایک دوڑنے والے کی مشقت کے لیے صبر کی کمی نہیں چلتا کہ بے درد کی دوڑنا چلا جائے بلکہ اسی کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک دوڑنا پر لگا کر گرتے نہ دیکھنے لگے۔ یہی صورت ہے۔ بد کی فحش مندی نے استہوار رسمی کی برکتیں دکھا دی تھیں۔ ضرورت تھی کہ اب کمزوری و کمزوری کے نتائج کا بھی تجربہ ہو جائے چنانچہ اللہ کے ہمارے لئے یہ متعدد پورا کر دیا۔

بد کی فحش اور تائید انہی کی بدلتوں نے بہت سے مسلمانوں میں ایک چراغ کی جہنہ پروانی اور غفلت پیدا کر دی تھی۔ وہی وہی وہی کہ لا دھن سے ہے میں ہو گئے تھے اور دیکھنے لگے تھے کہ ہم کوشش کریں یا نہ کریں ہر حال میں ہمارے لیے فتح ہی فتح ہے۔ اس طرح کی ناپم دنیا یاں ابتدائی فحش مندیوں کے بعد پیدا ہو گیا کہ فحش منی یہ ایک غلو کی حالت تھی اس کا غیر غفلت و غرور تھا اور غرور ہی تھا کہ اسی کی نشوونما ہو کر دی جائے۔ یہی اہم کے جوہر تھے مسلمانوں کو بتلا دیا کہ خدا کی تائید و نصرت کا وعدہ ہر جتنی جھٹلیں اسی کے تمام کاموں کی طرح اسی کی تائید و نصرت کے بھیجے ہوئے قوانین میں اور غرور ہی ہے کہ انہی کے مطابق نتائج بھی غمزدہ میں آئیں جو حاضرت کرمی اور غفلت میں مبتلا ہو جائے گی صبر و ثبات میں پڑے ہیں نہیں مگر سے گی اور جو الامت و نظام میں آتے ہوں وہ خدا کی تائید و نصرت کی منتظر نہیں ہو سکتے۔

فتح و نصرت کے حشر اور جہاں نمازوں کے صدق میں کھڑے نہ ہوتے تھے۔ انی عباد اللہ! انی عباد اللہ: خدا کے بعد ہر جہاں طرف توجہ میری طرف توجہ آؤ۔ تم کون سا گے جا رہے ہو۔ ان آیات میں اسی واضح کی غرض اشارہ ہے۔

ہو گئی وہاں و انصار میں چکے تھے اور غرض صورت غالی کے نوری اثرات انہیں لکھوا دیتا۔ اور چہرہ اسلام کی آواز بجھتی ہی چمک اٹھتے۔ انہیں ایسا محسوس ہوتا جیسے وہاں ایک ایک درویش کی کسی عافیت داری ہو گئی اور انہیں ہر جہاں میں سارا غفلت، براں فراخوش ہو گیا۔ چنانچہ وہ خود اپنے لئے اور دوسرے قوموں کو بدن جنگ سے ہٹا کر دیا۔ بلکہ وہ اللہ کی تمام کتب جو دین سے انہیں کے فائدے پر ہے۔ ان کے توحید میں جڑے ہوئے لیکن ہر جہاں کے

کچھ بے ساختہ تھے، انہیں اپنی باتوں ہی کی کمر لگی رہی۔ وہ کہتے تھے کہ کچھ بڑا آدمی میں بننا چاہتا تھا تو یہ کہہ کر گند
 خ و فطرت دیتا تو ایسی حالت پیش ہی کیوں آتی؟ قرآن کما تبت۔ یہ وہ جہالت ہے جس کا عرب کے قبل از اسلام
 زمانے کے سے بچاوت ہیں اور ان دونوں میں نیو گزرتے، جو اسلام کی تعلیم سے دوشیں ہرچکے ہیں۔ بلاشبہ فتح
 نصرت اٹھ ہی کے ساتھ ہے لیکن وہ فتح و نصرت اٹھی کو دیتا ہے جو بروقتی میں چٹکے ہوئے ہیں۔

اور اسے حق اس موقع سے ناکھڑا ٹٹا کر تمہیں ایسی راہ پر لٹکانا چاہتے ہیں کہ راہ حق سے ہیل ہر جاؤ۔
اصل کام | وہ تمہیں دھمسنی کی کثرت و طاقت کے انسانی ستاروں کو برباد کرنا چاہتے ہیں لیکن قرآن مجید میں ثابت
 قدم و سہلہ اور فضا کی طاقتوں کی جگہ ان کی کارساز و طاقت پر غور کیا گیا اور وہ وقت و دور میں جب تمہاری ہیست
 ان کے دل کا نپ اٹھیں گے۔

اس اصل تعلیم کی طرف اشارہ کر رہی ہیں لوگوں کے سامنے اختصار و پختگی کی کوئی دوشی ہو نہ ثابت حقیقت نہیں
 ہوتی لہذا کو کچھ ذکر اختصار و پختگی کے بہت سے شکائے بتاتے ہیں۔ ان کے اندر عزم و یقین کی وہ دوسرا پیدا
 نہیں ہو سکتی جو دل حق و ایمان کے لیے فخرس ہے۔ وہ جب کبھی کسی ایسی جماعت کے مقابلے میں نکلیں گے جو
 ایمانی یقین کی تدریس سے سزا ہوگی تو خواہ کتنی ہی طاقت و ثروت رکھتے ہوں لیکن کبھی اسے دھوب نہیں کر سکیں گے
 خود ہی قرآن کے وقت مسلمانوں کی جو ہماقت پر ایمان لے کر آئے۔ سب سے مقابلے میں مشرکین عرب کا یہ حال تھا کہ
 تعداد میں بہت اور مرد و سالان میں طاقت ور تھے، مگر ایمانی یقین کی تدریس سے عزم تھے۔ مسلمان تعداد میں کم تھے
 اور مرد سالان سے عزم تھے مگر ایمانی یقین کی تدریس سے عزم تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کثرت کی وجہ سے کثرت کے دل
 کا نپ اٹھے اور دشمنی بھرا انسانوں نے عرب کی پڑوسی کی شکست دے دی۔

مناقض نہیں جنگ اسی کی شکست پر دلا کر دے رہے ہیں تاکہ آئندہ دشمنوں کے مقابلے کی جرأت نہ کریں کہ
 اپنی عزت بیلنے ہو کہ اُن کے میدان میں جو کچھ پیش آیا تھا اس کی حقیقت یہ کہ ہے۔ خدا کا وعدہ نصرت اس موقع پر
 بھی پورا ہوا۔ تعداد دشمنوں کے قدم اکھڑ گئے تھے لیکن سب تم نے یہی حالت جنگ میں حکم رسول کی نافرمانی کی اور
 ایک گروہ الٹیمٹ ٹوٹ کے حق میں ہو کر چل کر بڑھ کر گیا تو میدان جنگ کی ہر پلٹ گئی اور فتح ہو گئی۔ ہوس
 شکست ہو گئی۔ پس یہ جو کچھ پورا دشمنوں کی طاقت و کثرت سے نہیں ہوا جس سے منافق تمہیں ڈرا رہے ہیں کہ
 تمہاری نافرمانی نہ رہے جتنی سے ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نہیں ہوا چاہیے کہ دشمنوں کی طاقت و کثرت سے مرعوب ہو
 بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ اپنی قدم بروقتی کی نیکی و کرم پیداکرو۔

تمہیں جنگ اور میدان میں شمول کرنا ہے تو چاہیے کہ اس سے جہت پھر لو اور آئندہ کے لیے اپنے
مصلحتیں اور شکستیں | اعمال کی نگہداشت کرو۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس کی گرفت میں آجیے کہو جاؤ کہ آئندہ

مجھے بے حسّت اور مہملہ۔ یہ جنگ کا میدان ہے کبھی ایک فریق جیتا ہے کبھی دوسرے کی ہاری آتی ہے۔ بدترین
تصاوی پرٹ دن پر گئی تھی، آمد میں ان کی جہ شہر پر ملک گئی ایک جماعتوں کی کلکیشن کی تاریخ میں ایک دوسرا
کی با حیات کیا اہمیت رکھتی ہے؟ وہ صلیب پر جس جتنے کی ہے وہ تمہارے دونوں کی ایمانی قوت ہے۔ اگر تمہارے
اندر ایمان کی کچی دودھ موجود ہے تو پھر دنیا میں قسمت دوسرے ہی صفت تمہارے ہی لیے ہے۔

معلوم ہو رہی ہے حادثہ اگرچہ بظاہر شکست ہے لیکن وہ ایمان چند دہندہ صلیب اور جھنڈی رکھنا ہے۔ انہی پر
کھڑے کھڑے کی کڑا پیش پوچھتی۔ جو منافق اور کچے دل کے آدمی اسماعیلی حیات میں ملے ہوئے تھے ان کے
چہرے بے نقاب ہو گئے اور انہیں یہ کہو گئی کہ جنگ کے نازک اور فیصلہ کن مسلمان کا ذاتی تجربہ ہو گیا۔ تجو ہے اور
شاہدے کے بعد اس کے تھم زیادہ متاثر ہو جائیں گے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں کڑوا
پیدا ہو گئی تھیں، وہ اسی شوکر کے گھٹنے سے دودھ ہو گئیں اور ان کا عزم دایمان زیادہ مضبوط ہو گیا۔
(موصفت)

ہر صبح غزوہ اندھیریں زخمی ہو جاتے تھے۔ سر ہم بٹوں سے زخم مندلیں پیر جی تھیں۔ اس صبح میں جنگ دود اور موت بھینٹ کے ہاتھ نہ چر رہا ہو گیا اور میرا اس تازہ جامہ اسلام کی موت کا باعث ہوا۔ اب سلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنی بہائی ہیں تھے۔

عبداللہ بن اُنس کا کارنامہ | قبیلہ بنو لہیان کا رئیس سفیان بن خالد بن ابی قحطہ انیس ہندسہ شخص تھا۔ اس سے ہجرت کے اور خدا سے عائدہ پہنچے پھر انہوں نے بھی عتہ طرہ پہنچنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ آخر صرف اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کر اس قدر کسی دیکھی طرح تم کو کہے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کا دین غزوہ تھا جو کہ سے زیادہ دار و دار تھا اور قریش سے اس کے تعلقات بڑے خشتہ اور تھے۔

اس مقصد کے لیے عبداللہ بن اُنس کو بچا گیا، جو سفیان بن خالد کا علیہ وسلم کو پہنچنے کے بعد ۵۰ عزم سترہ دینا جن سترہ کو دینہ ضرور سے ملانے ہو گئے۔ وہ خود فرما سترہ ہیں کہ میں نے تمہاری ہور دینی عتہ دینی پہنچ کر سفیان بن خالد کو دیکھا مختلف قبیلوں کے لوگ اس کے ساتھ تھے۔ مجھ سے غالب ہوا تو میں نے کہا کہ قبیلہ خزاعہ سے ہیں۔ سنا تھا کہ تم خود و سلم اس کے خلاف تھا تا کہ کہہ رہے ہو۔ میں نے سوچا کہ میں بھی تمہارے ساتھ ہو جاؤں۔ سفیان نے کہا کہ جنگ میں تیار کر رہا ہوں۔ میں خود اس کی زبان سے تصدیق ہو گئی کہ وہ مجھے کا منصوبہ تیار کر چکا ہے۔

عبداللہ بن اُنس کہتے ہیں کہ میں اس کے ساتھ باتیں کرتا گیا۔ میری باتیں اسے شیریں معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا غیر کو گیا۔ ساتھی ایک برس گئے۔ سب سو گئے تو میں نے اسے قتل کر کے سر اٹھایا اور ہاتھ کے غار میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے مجھے بہت ڈھونڈا، مگر ہر جگہ نہ پہنچ سکے اور واپس چلے گئے۔ پھر میں رات کو چھتہ اور دوں کو چھپ رہا تھا۔ اسی طرح میرے پہنچ گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد میں ۵۰ گئے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا: تمہارا چہرہ نکل چکا ہے۔ میں نے بھی عرض کیا کہ رسول اللہ آپ کا چہرہ نکل چکا ہے۔ پھر میں نے چوری سرگزشت سنا دی۔ اس وقت آپ کے دست ہتھک ہیں مصافحہ میں مجھے جھکا کرتے ہوئے فرمایا: اسے پکڑ کر جنت میں پٹے ہاؤ۔

یہ مصافحہ عبداللہ بن اُنس کے پاس ہوا۔ وفات کا وقت قریب آیا تو گھر والوں کو وصیت کی کہ مصافحہ میں رکھ دیا جائے۔ عبداللہ بن اُنس اس صبح سے اٹھارہ روز کے بعد ۱۰ عزم سترہ ۱۰۰ جوفی شہداء بنکر ہینہ صحت واپس آئے تھے۔

واقہ درج | اس دردناک واقعے کی ابتداء میرے اعزاء کے مطابق بنو لہیان کے رئیس سفیان بن خالد واقعہ درج سے ہوئی، جب اس نے مسلمان قریش کو دین کا یہاں ہو کر آنے ہیں تو وہ ہلاک باد دیتے

لکڑیاں کاٹ کر بیچ کر لائے اور انھیں بیچ کر کھانے پینے کی مزدوریں پوری کرتے۔ ابن حزم نے انہیں سے شکایت کی ہے۔
 ابن حزم۔ حاتم بن عثمان اسود بن اسحاق، حماد بن عمار، متھذذ بن عمرو، غامری، عبیدہ و حضرت ابو یوسف کے آزاد کردہ
 غلام، سفر بھرت میں حسن، مسلم کے بھائی تھے، و غیرہ کا ذکر بغور خالی کیا ہے۔ علامہ کو ایک شخص سے بے یزہ دار تھا، جو
 جسم کے دوسری طرف پانچواں۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ”قوت و جذب الکعبۃ“ خدا سے کہہ کی قسم میں تو مراد
 پہنچ گیا، یہ اضافہ ایسے پرکاش کرنے کو کافی ہے۔ عربی مورخ پہنچ کر مسلمان ہو گیا۔ (مجلد)

حضرت بنو علیان | باقی غزوات میں سے ایک بنو لیحان کے خلاف تھا جو ناقہ دینے کے ذریعہ ہرجے مروجہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا۔ دو سو آدمی اور بیس گھوڑے ساتھ تھے۔ رات کو چلتے ہوئے ایک کچھوڑے سے آپ بھی غزوان میں پہنچے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے درمیان پانچ میل کا فاصلہ تھا۔ علی غزوان میں اسباب دینے کو غزوان کی مصیبت سے عاجز پڑا تھا۔ بنو لیحان غزوان کے دوسرے پہاڑ کی چوٹیوں پر جا کر بیٹھے۔ حضرت مسلم مسلمانوں کے لئے سواروں کو ایک جگہ پر گرا دیں تاکہ آپ بھی پہنچیں۔ پھر آپ واپس آئے۔

غزوہ غامہ | غامہ جو مدینہ منورہ سے آٹھ میل کے قریب شمال میں ہے وہاں پر انکار میں حضرت مسلم کی اڑتیاں چوڑا کرتی تھیں۔ ایک غنڈہ گرد و جھڑپ ان کے گھرانے تھے۔ اپنا کھانا پیسہ بنو لیحان کے سامنے کے سامنے ان پر چھاپا مارا۔ بنو لیحان کو مار کر اڑتیاں ہٹا دیں۔ مسلمانوں نے ان کو خیر سب سے پہلے ہی انہوں نے تہا قہ کیا۔ پھر تارہ انداز تھے۔ تاکہ کوئی تارہ نہ دیکھیں کہ اس کو دیکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک چوٹی سے کھینچ گئے لیکن غزوہ غامہ میں سب سے بڑا انکار نامہ مسلمانوں کے لئے تھا۔

غزوہ ذی قرد | سے غزوہ ذی قرد بھی کہتے ہیں کہ یہ چھاپا مارنے والوں نے چھڑکی قرد پر پانی پیا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر ایک دن اور ایک رات قیام فرمایا۔ اس میں وہ صحابہ نے شہادت پائی۔ ایک کھڑکی بنی فسطاط انہوں نے حملہ کرنے کا نام لیا تھا تو قاصد تھا۔

شمارہ بن اشمال | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی بڑی ایک بغاوت تھی کہ ان کی طرف سے بنو حنیظہ کے ایک رئیس شمار بن اشمال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک ستون سے بندھا دیا۔ جب ان طرف سے حضرت مسلم کا چہرہ برآ تو یہ چھاپا مارا گیا حال یہ کہ شمار نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل کر دو تو ایک ستون کو قتل کر دو گے۔ چھڑو گئے تو ایک لنگڑا کو چھڑو گئے۔ وہ چھاپا بوتا ہوا دھمکتا رہا۔ دوسرے آدمیوں نے دوا بھی کی بات جوتی۔ تیسرے دوا آپ نے شمار کو چھڑو دیا۔ شمار ایک دست کے پاس گئے۔ قتل کیا اور واپس آکر مسلمان ہو گئے۔ پھر ملنے لگے۔

خدا کی قسم! جتنی آپ کے چہرے سے عزت تھی اتنی کسی چہرے سے نہ تھی۔ آج جتنی آپ کے چہرے سے محبت ہے اتنی کسی چہرے سے نہیں کوئی یہ میری نظر میں تھا جتنا تھا جتنا آپ کا اور میں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمانوں کو جو حق طائفہ سے شروع ہوئی۔

پھر اجازت ملے کہ شمارے نے عہد ادو گیا اور وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ کوہیں فلم کیا مہرہی سے آتا تھا
 شمارے نے کہ دیا کہ اسے اہل کہ اسد رسول اللہ صلم کی اجازت کے بغیر کیسہ وہ اند بھی نہ گئے گا تاخر اہل مکہ تھے
 رسول اللہ صلم سے عرض کہ اسے فلم حاصل کرنے کا انتظام کیا۔ (مواقت)

غزوہٴ حند

دکن کا اشتقاق | حبیب دوسالہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طہر کر کے وادہ لوت کی گفتگو اور پھر رشتہ نہیں برہنہ سے
 مدینہ کی طرف بڑھنے والے قوافل کی تدبیروں پر متوجہ ہو گئے۔ شہر کی مشرق، جنوبی اور مغربی
 جانب سے حملے کا امکان بہت کم تھا۔ ان قوافل میں کھنے بانگات تھے جن میں سے کوئی بڑی فوج گزر کر شہر تک نہیں
 پہنچ سکتی تھی۔ مختلف آدمی ایک ایک کی تعداد یا دو کر لے جاتے تھے اور انہیں ہاتھ بندھ کر بنا شکل نہ تھا۔ صرف
 شمال سمت میں دشمن کی روک تھام کا کوئی سامان نہ تھا۔ اس جیسے کی حفاظت کے لیے حضرت سلمان فارسی نے خندق
 کھودنے کی کوہنچشیں کی جس کا دستہ ایران میں تھا۔

یہ تجربہ منظور کر لیا گیا کہ اس دور کے وسائل اور حربہ کے پیش نظر خندق کھانا اور روک تھام کا ایک موثر ذریعہ تھا۔
 بلاشبہ کھوداؤں میں سے کچھ آدمی ٹھونسے کو خندق سے جوڑتے ہوئے اندر آکھینے تھے اور انے اور انہیں ساقی
 مورت کے ٹھنڈا پانی دیا جاتا تھا۔ سب سے بڑا اور بدو خاص قابل توجہ امر یہ ہے کہ خندق کھانے کی وجہ
 شہر پر مشرکوں کا غلبہ بالکل ختم ہو گیا تھا۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر میں بھی خاصہ
 قیام کیا تھا۔

خندق | جس وقت یہ طریقہ لکھی جا رہی ہیں اور میرزا غلام احمد خندق پر ایک ہزار تین سو یا تین سو سال گزر چکے ہیں۔
 انہی لمبی مدت میں اس خندق کے بارے میں نام آئیں باقی رہ جائے کی کوئی سی صورت تھی؟ اس لیے یہی
 علم یہ کہ شہر کے ماسک کہ کوئی بھی کھنڈی چھڑی نہ کوئی گہری تھی۔ اس بارے میں مختلف اندازے کیے گئے ہیں مثلاً
 اور اس کو بیرون کی ہر گڑھی کے فاصلے پائیس و راع یعنی ساڑھے نو فٹ یا جس کو خندق لگائی تھی۔ یہیں ہزار آدمی
 اس کے سرانجام میں شریک تھے اور چند روز میں خندق تیار ہو گئی تھی۔

۱۔ ہر ماسک آدمیوں کے فاصلے میں گڑھا دینے کی بنا پر اکثر عید اللہ کا اندازہ یہ ہے کہ خندق چھ ہزار گڑھی تھی یعنی
 قریباً ساڑھے تین میل۔ چونکہ دشمن کے سوار گھوڑے لگا کر خندق عبور کر سکیں مگر ان کا کام رہے تھے اور ایک مرتبہ
 ایک سوار خندق کے اندر ہی گر گیا تھا اس وجہ سے اندازہ کر لیا گیا کہ یہ ماسک گڑھی اور ماسک گڑھی ہر گڑھی

۲۔ ایک تازہ اندازہ یہ ہے کہ خندق پانچ ہزار و راع (۱۴ فٹ) لمبی تھی یعنی ساڑھے سات ہزار فٹ یا ایک میل اور
 سات سو پائیس گڑھی اس کی گڑھی کا اندازہ سات و راع یا ساڑھے دس فٹ اور پھر پانی کا اندازہ نو و راع یا ساڑھے تیر فٹ

ملے چری اند میں دوسری روایتیں۔ فاکٹر عید اللہ راستے میں کراچی یا ان کے حلقہ کھائی تین ہفتوں تک مدنی رہی دوسری کے
 مدنی ہفتہ میں ۲۹ میل یا پانچ سو گڑھی کے کھائی اصل خندق کی نہ ہوگی بلکہ انہی خندق کی کوئی جو شہر میں سے اپنے مومن یا کھانہ کی حفاظت
 کے لیے کھودی تھیں۔ عید اللہ کے مدنی ہفتہ میں ۲۹ میل

یعنی تھیں کہ یہ بھی حقیقت کتابوں میں بھی ملتی ہیں مثلاً

۱۔ قریش نے ابی ان کے عینے یہ چار ہزار تھے، سارا اعلیٰ و اوسطیان بنی حرب تھا، ان کے ساتھیوں کو گھوڑے اور ڈھیر بڑا اونٹ تھے۔

۲۔ ہر سلیم و انھوں (موجودہ وی نامہ) بنی قریش سے ملے، ان کی تعداد سات سو تھی، سارا بنی ہاشم تھا۔

۳۔ خزیرہ و عطفان، پورے قبیلے کے قابل جنگ آدمی شامل تھے۔ سارا بنی ہاشم بنی عیین بنی کے ساتھ ایک ہزار اونٹ تھے۔

۴۔ بنو مزہر چار سو، سارا انعام بنی حوث۔

۵۔ وشمیہ، چار سو، سارا ہاشم بنی زکریہ۔

۶۔ بنو اسد، سارا عمرو بن نفیلہ ان سے ہی ملے

اور قبیلے بھی شامل تھے جن کی تقبیل نہیں ملتی، اگرچہ پورے سے تمام گزرجوں کے تین قبیلے بنائے گئے تھے۔

۷۔ قریش اور ان کے عینے، سارا اوسطیان بنی حرب۔

۸۔ عطفان، سارا بنی ہاشم بنی عیین بنی ہاشم۔

۹۔ بنو اسد، عمرو بن نفیلہ۔

ابو سفیان کو ساہوکار کی سی مان لیا گیا تھا۔

تقسیم کی قیام لگائیں | اتنے بڑے محکم کے لیے ایک جگہ بائیں نہ تھا۔ لہذا اود قیام گاہیں مجوز ہوئیں۔ قریش کا لشکر بڑا دھرم کے شامل ہیں اس مقام پر ٹہرنا تھا، جہاں وادی تھات لہذا وہی قبیلے کا انتظام برپا ہوگا۔ اس میں بھی قریش نے اسی جگہ قیام کیا تھا، عطفان اور ان کے عینے ملے، ان کی مغربی جانب اس جگہ ٹھہرے تھے جہاں وادی تھات اور وادی سلطان ملتی ہیں، اس تمام کا نام "نائب قحی" تھا۔ اس طرف وادیوں میں قریب بھی گئے کہ باجم مشورہ کر سکیں اور ملک ملک میں۔

۱۔ خنزیرہ سے لڑنے کے لیے ایک جگہ جاتے تو معلوم ہوا کہ اس جگہ کا سطر یہ مدتہا کہ تمام قبیلوں نے بائیں، میں سے دو ہینیاں خنزیرہ سے باہر ہو گئی تھیں، ایک وادی میں جسے متاثر بنی حارث کہتے تھے۔ یہ جگہ شہر کی پڑاؤ قبیل کے شمال میں تھی۔ اور یہی سینی پڑیہ تھی جس کی خبر ہے، اس علاقے کی تمام آبادیوں کو باہر کے لوگ پڑیہ کہتے تھے، یہ جہاں ملے کے شمال مغرب میں تھی جو اب بھی وہیں ہے۔ یہاں بھی گئے باغ تھے اور اب بھی ہیں، اس جہاں کے شمال میں وادی تھات اور مغرب میں

لکھو جسے کہ اگر اندر پہنچ جائیں۔

پانچویں بجے روٹنگھوسن ای میل، ٹوئیل بن بعد اللہ، غلام بن انقلاب لہری، بیرو بن ای وکیٹ
 عکرم بن عبدہ، دو کا قس [اور دو بن خبر و تھن فیور نوٹس، خبر لگے، عداوی بعد و سٹے لڑائی سکھ بیٹے کا را۔ دو
 عرب کے شہر۔ اور اس میں سے تھا اور تہ ایکس یہ اور اس کے برہن جا، تھا، اور پھر فوسہ پس کی لڑ بڑیل تھی تاہم یہ
 اس سے غلٹ نکالتے تھے، حضرت جی متعلقہ کے بیٹے تھے۔

بن جہر و نکاح اول تھا کہ کوئی شخص جو سند میں یا تو کی درخواست کر سکا کہ جو بہت ضروری اور حق ہے، حضرت علیؑ نے
 اس قرآن کی تصدیق اس سے نہ کی، یہی درخواست یہ کی کہ اسلام قبول کرے، یہی بعد خوف کما یہ ہیں بر سکا۔
 حضرت علیؑ نے دوسری درخواست یہ کی کہ مراد لائی سے واپس چر جائے، یہی سنو، نہ کہ کوئی تیسری درخواست اس کے سوا
 اور یہ نہیں تھی کہ کوئی زانیہ بیٹے تیار ہو جا، بن بعد آواز سے ہشتے ہوئے تھا کہ مجھے ایسا نہ تھی، اس آسمان کے بیٹے
 کوئی شخص جو ہے، درخواست بھی کر سکتا۔

ان بعد وہ لکھو جس سے ان کا یہ اور بھی، ان کو بن ہو، عرب حضرت علیؑ نے اللہ بنایا تو وہ ہا کو بن کر سے نہیں
 لڑ پاتا، نہ کہ علیؑ سے، میں لڑا ہا پاتا، بن چنا بن بن بعد و انھے تھیں بن اگر یہ تو وہ لکھا اور کی، حضرت علیؑ نے
 اور بن، کا عکرم بن بعد و کی عرب یہ کہ کوئی تھی، کوئی حضرت علیؑ کی بیٹائی نہ نشان ہو نہ تھی
 نہ نہ ناشی ملی مراد فرماتے ہیں۔

تاہم اس میں سب کا حضرت علیؑ کا وہ آخر نہیں بھی کتھہ تھے، میں کی جہر، جی کہ آپ کی بیٹائی لڑ و اور کوئی
 نشان تھے، یکسر وہ بن بعد و کے مات کا اور ایک ای بیٹ کا۔
 یہ حضرت علیؑ نے واد کیا تو بن کی تھو وہ بن بعد و کا شاد لاتی تھی، میں نے ان کوئی اور کوئی، ساتھ ہی حضرت علیؑ نے
 واد کیا کہ انور لکھا۔

مراد اور جہر نے خد کیا لگی یہ وہ واد کا واد ات برضا تو بھی پتا چڑا، فعل ہا تھے تو سے خلق بن لگا،
 صحابہ نے یہاں سے شروع کیے، اس نے کہا، ملازم میں شرف خدمت پاتا ہوں، حضرت علیؑ نے اس کی
 درخواست منظور کی، ہر خلق میں اتار کر عداوت سے ادا کر فرمیں گے شاید ان تھا، مجھو رعت،

اور ایک دم کے لیے یہ بارش تھکنے نہ پاتی تھی۔ یہی دن ہے جس کا ذکر عادت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

فصل پانچواں میں تھا۔ متعلق ہر روز کی اور سبکیاوی کے باعث بگڑتے پڑنا اعلیٰ تھا۔

آخر شام تک وہ شخص و خوش بادی رہا۔ یہی قریش ہی تمام گلوں کی طرف پلٹ گئے اور مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کی طرف واپس چلے گئے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے ساتھ خندق پر موجود رہتے۔ غامدین و عیدہ کی طرح آوی جا کر پلٹ آئے اور ان کے لڑائی شوق کو دیکھا۔ یہی موقع ہے جب اسٹی (دعائے سیدنا عیسیٰ) نے اپنا جہیز انیز و حکیم کو عیسیٰ بن النعمان کے لہجہ عربی میں سننے سے ملے اور عیسیٰ شہید کر دیا۔ پھر وہ پلٹ گئے۔

حضرت سعد بن معاذ کا مجروح ہونا
 غزوہ فلق کا ایک نہایت افسوسناک اور دلچیز واقعہ ہے کہ سعد بن معاذ
 جو قبیلہ اوس کے سردار اور انصار غزوہ کا قوری بازو تھے۔ زخمی ہو گئے اور
 یہی زخم ان کی وفات کا باعث بنا۔

حضرت عائشہؓ میں قطعاً نعمات میں تھیں اس میں حضرت سعدؓ کی آمد و آمد بھی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے سعدؓ کو
 میدان جنگ میں ہارنے نہ دے دیا تو اسے دیکھا کہ اس نے چھوٹی سی کان کے اوپر ہاتھ باہر تھے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ دیکھ کر سوچا
 کہ اللہ سے کہا کاش وہ بھی ہوتی جس سے ہاتھ بھی صاف ہو جاتے۔ رسول تعالیٰ دیکھ کر جان ہی تیس صوفت یہ ابن ابی العزیز
 نے مال کر سٹھ کی کل ہی میں تیرا جس سے لگ اٹھ کر گئی۔

زخمی ہوتے ہی حضرت سعدؓ نے دعا کی کہ باری تعالیٰ اگر چار سے اور قریش کے درمیان لڑائیاں باقی ہیں تو مجھے زندہ رکھ
 کہ کہ مجھے قریش ہی کے قتل کے بعد اس سے بڑھ کر پسند ہے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنائی۔ اگر قریش کے
 ساتھ لڑائی ختم ہو گئیں تو مجھے شہادت دے دو اور میرے سے پیشتر ہرگز لڑنے کی جانب سے میری آنکھوں کو بند نہ کرنا۔
 سعدؓ کی دعا بارگاہ باری تعالیٰ میں منظور ہوئی۔ قریش ہر کوئی لڑائی دیکھ کر سعدؓ کی زندگی ہی میں بگڑان کی غامضی سے
 ہرگز فیض کا فائدہ نہ لے سکا۔ پھر اس زخم کے باعث سعدؓ نے شہادت پائی۔

غطفان سے تھپنے کا معاملہ
 معلوم اس واقعہ اضطراب افزا تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقب مبارک میں خیال ہوا اور
 انھوں کے لیے یہ بہت بڑی مصیبت ہے اور اس میں تعقیب کی کوئی صورت نکالی جاتی تھی۔

شہید الخیر جلد ۱ ص ۳۹۷۔ روایتیں نے مدینہ میں کھا ہے۔ اس امر میں محدثین کا سخت اختلاف ہے کہ چار ماہوں تک تھا یا نہیں یا
 ایک اور چار ماہوں تک یا ایک ہی دن یا دو دن کی فکر نہ تھی بلکہ یہ بہت مفصل ہے۔ یہ جملہات ابن سعد جلد ۱ ص ۷۰۷ سے لے کر قرآن کی
 ان قریب کا نام تھا۔ تاہم ان کے عقب سے مصروف تھی اور چاروں کو کہ نسبت سے ابن ابی العزیز لے گیا۔ مکمل ہو گیا۔ جسے بہت اہم سمجھتے
 کیونکہ اس کی خدمت سے مراد سیدائش اور لڑائی انھوں نے اور ان کے لڑنے کا قریبی جہاد ہی جہاد کہتے تھے۔ جملہات میں یہ نام چار ماہ کے لیے

پتا خیر محمد بن مسلم نے خلفائے کے ساتھ اس شراب رسا پہ کر دیا چاہا کہ مراد سے روکی ہو اور ایک ٹیٹ انھیں اسے پہنچا دے اور وہ
 پہنچے جائیں۔ سوڑی سادہ سوڑی میں جاوے تہ جو خدا کے نہیں تھے شہرہ دیکھا تو انھوں نے عرض کیا کہ اگر یہ خدا کا حکم ہے تو
 میں ہمارے کمال نہیں۔ نہیں اگر یہ ہمارے ہے تو حیب ہم حالت کفر میں تھے، اس وقت بھی کسی کو ہم سے نواہ طلب کرنے کی
 جرأت نہ ہو سکتی۔ اب تو اسلام نے جا لیا یہ بہت بڑا کام ہے۔ اب ہم اس حالت کو کہ قبول کر سکتے ہیں؟
 حضرت بن مسلم نے اس کا مستقل الجھ کر یہ سلسلہ منبانی روک دی۔

معاشرے میں خاصہ دن گزر چکے تھے کہ خزانہ خدائی کا خلیفہ نازک دور آگیا، اس کے پہلے سادہ باز
 بنو قریظہ کی بدگامدی | قایم آتا، یہی سہ خلیفہ شریعہ ہو چکا تھا۔ خدائی کی حیرت سے دانش مام کے لیے کوئی کتابت
 آتی نہیں رہی تھی۔ سرف و دانش مام ہی کے سلسلے میں غم کو کثرت تھا دیکھ دیکھ عالمہ، پتہ ناسکی تھی۔ متبادل صورت یہ تھی کہ جو
 یہودی آکاہ تشریف لے جاتے تھے ان سے کہا جاتا کہ اب دین کے یہودی ان کے اٹھاؤ۔ اور اسے جنگ
 شروع کر دی اور مسلمان اور مشرکوں تو لشکر اور اب کسی بدکسی مقام خفہ کاٹ کر اندر آہلے سے طرح مسلمانوں کو ختم
 کر دیا جائے۔

چنانچہ بنی بنی اعظم بنی بنو قریظہ کے پاس پہنچا۔ بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد نے جب سنا کہ بنی بنی اعظم
 آ رہا ہے اپنے قلعے کا دروازہ بند کر لیا اور پیچھے کھانسنے کے باوجود (کھانا) بنی حجاب دیا کہ میں خود (مسلم) سے مدد
 کرنا چاہوں۔ اسے قوت دینے کے لیے ہرگز تیار نہیں اور میں نے ان سے صداقت اور وفائے وعدہ کے مراکچ نہیں دیکھا۔

آخر بنی بنی اعظم نے سادہ بنی بنی کل کا قلعہ دے کر وہ اندر کھلایا اور کہا کہ میں تیرے لیے دھانے کی عزت اور
 اسد بن کا سعد و اشوا یا ہوں۔ قریظہ اور خلفائے اپنے سرداروں اور رئیسوں کے ساتھ آگئے ہیں۔ کعب نے جواب دیا کہ تو
 میرے لیے دھانے کی ذات لایا ہے اور ایسا بال میں کا پانی تم پر چکا ہے۔ وہ گرتا رہتا سرداروں سے۔ لگائی میں چہ کچھ نہیں
 اسے ہی الجھے میری حالت پر چمڑے۔ آخر بنی بنی اعظم نے یہ حجاب کے کعب کو چاہی شگنی پر ڈال دیا کہ اگر قریظہ اور
 خلفائے تمہیں (کھانا) دیکھنے نہیں دے گئے تو میں تیرے لیے ہی آجیوں گا اور جہالت پر پکڑے گی۔ وہی کہ پھر بھی گڑبگ
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو سعد بن مساد بنی اسد اور سوڑی بنی جادہ نے نہیں خزانہ کو

بشارت فتح و نصرت | تحقیق احوال کے لیے سبھا۔ عبد اللہ بن رواحہ اور قریظہ بن جبریل ساتھ گئے۔ وہیں انہوں نے
 خدائی کے کہ دی کہ کب تک وہ لوگوں کو کھانا دے گا؟ اس سے بات کرنا کہ مسلمانوں کی ملی شگنی ہو جو۔ چاروں صاحبوں نے کعب بن
 اسد بنی قریظہ سے بات کی لیکن اس کا جواب دیا کہ کھانا اور کعب نہیں دے گا جو بنی بنی اعظم سے کہ چکا تھا کہ میں نے
 خود دسم سے صداقت اور وفائے وعدہ کے حاکم نہیں دیکھا۔ سوڑی بنی اسد نے اسے تڑپا دیا بھی کہ۔ انہماک بہت ہی ڈرایا
 تھا کہ وہاں انہوں نے کھانا غلاب دیکھنے کا تھا کہ اس سے جو بیماری لشکر آ رہا ہے وہ مسلمانوں کو نہ کر دے گا۔ چاروں

یہودی تیسرے درجہ سمجھے ہیں آزاد ہو جائیں گے، اور عوامی کا اقتدار حاصل کریں گے۔

پہلا باب میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موت، انا دینی کیا کہ عقل و قیادہ اپنی عقل و قیادہ کی طرح غور و فکر کرنے والے جن خدا پرستوں کے لیے قدم اٹھایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر مسلمانوں کو داند کی فقع و غنیمت کی بشارت سنائی، حقیقت یہ ہے کہ اللہ رسول کو دیکھ رہے تھے اس کا اندازہ دوسرے کیونکر کر سکتے تھے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ بذریعہ کی خدای سے قریش و خلفاء کو کچھ فائدہ نہ پہنچا اور ان کی اپنی تقدیر کے تحت جو تار کی چھانکتی۔

میں اس وقت پر نہیں ہی مسعود اشعری، بارگاہ رسالت میں بیٹھا اور عرض کیا کہ میں مسلمان بن چکا ہوں، **تعمیم بن مسعود اشعری** نے اس پر ہنس دیا کہ میں نے تو تم کو اس کی خبر دی تھی، اگر میں کوئی خدمت انجام دے سکوں تو تمہاریوں، ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انیم کو حسن زبیر سے کام کے کہ دشمنوں میں بھڑک ڈالنے کیلئے فرمایا اور مسعودی کہا، "اگر اسیا نہ تو دوسرے پر بھی داند اس کی کوئی وجہ نہیں، میدان جنگ میں دشمن کو شکست دینے کی کوئی بھی ہر شے دیر نہیں، جو اس دشمن کا نفس بھگ کے اہم مقصد میں داخل ہے، وہ اس کے نقصان میں نقصان پہنچا کر ان کو اس نامناسب سمجھا جائے، اگرچہ ایک گروہ سے روایت کے اس شے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ صحیح ہیں مسعودی کا کہ یہ کہ تعمیم نے یہ کام خود انجام دیا۔"

اس کی سب سے بڑی اور قوی ترین دلیل یہ ہے کہ تعمیم خود کیا، اسے بلا انہیں کیا تھا اور ان کو معلوم بھی نہیں تھا کہ مسلمان بن چکا ہے، اس پر سے اسلام اور مسلمانوں کا کوئی گوارا انجام دینے کے لیے کیا گیا۔ دوسرے جہات میں اس وقت میں نہ تھا جب تک کہ تعمیم ہی اس میں اصل کام کا اندازہ نہ لے سکتے تھے کہ یہاں بھی سب شہر کے بہرے ہیں تعمیم کے ساتھ شہر کے اندر سے بھی ایک نوکی گروہ مخالفت کے لیے تیار ہو گیا تھا تو اس صورت میں عکس مسلمان یا مسلمانوں کے حدود کے لیے دہائی اس کے سوا کیا ہو سکتی تھی کہ دروغ گوہوں میں تفرقہ ڈال دے؟ تعمیم نے یہی کیا۔

دشمنوں میں تفرقہ | تعمیم بہت دانشور، دور اندیش، ضابطہ اور عقل مند آدمی تھا، اس نے عموماً وہ فکر کے بعد اسلام قبول کیا، کسی کو اس حقیقت سے آگاہ دیکھا، خود ہی داند کو دیا کہ دشمن میں تفرقہ ڈالنے کے لیے کیا کیا کرنا چاہیے اور انہیں پہلے پہل پر ہوا۔ پہلے وہ ذریعہ کے پاس پہنچانے سے قطعاً بہت دیر متاخر تھے، اس سے کہا، میں نے سنا ہے تم نے جلد ہی کی اور قریش و خلفاء سے مل گئے، میرے نزدیک تو یہ اچھا نہیں کیا، قریش و خلفاء باہر سے آئے ہیں، ان کے ہاں دیال گوشہ ہیں، یہاں سے انہیں گئے تو امیران سے مگروں میں بائیں گئے، تم لوگوں کو یہاں کہہ دو، اور مسلمانوں کے ساتھ رہنا ہے، تمہارے ہاں چلے اور اداک برس ہیں، یہ باہر کے لوگ تمہیں اپنے دشمنوں سے کیا دوسرے سکیں گے، نیز اس امر کی کیا اطمینان ہے کہ یہ محمد و مسلم، کا عقلی فیصلہ کیسے لیتے ہیں؟ یہاں سے بہتر ہے کہ ان سے کچھ دلی بغور و خیال طلب کرو، جو اس بات کے خاص ہیں کہ سب تک محمد و مسلم کا فیصلہ ہو گا۔

’ہاں ہے مومن میں جوٹ گئے۔ غالباً انہیں خیالی بھی ہو گا کہ ایک نازک وقت میں جو دوسری کئی تھی، اس کے بارے میں پوچھیں۔

اس مسلمان اہل کا ذکر قرآن مجید میں بھی جہش کے لیے مضمودہ کیا گیا کہ مسلمان دینی دنیا ملک سے باہر کے محدود مسئلہ میں مہموز ہو سکتے ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا اذکروا نعمت اللہ علیکم
و اذجللکم جنودہ و کرمنا علیکم و ربحنا
و جعدنا من قردھا دکات اللہ بہا تعلون بصیرا۔
اسے ایمان دے لو کہ اس کے اس مسلمان کو اگر کچھ نہ ہو
لشکر آپسے قوم کے اس پر آئے ہیں لہذا اسے فکر و تعین
دکاتی نہیں دیتے اسے اور کچھ تم کرتے ہو اللہ سے وکتہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی | ہماری یہ ہے کہ جواب دہا روئے تراوٹ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مغزوہ حند و لا یغزوہ منہ تار
اب ہم ان پر بھی ترقی پڑ جائیگی کہیں گئے وہ ہر ہر جماعتی نہیں
کرسکیں گے

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ پیشگوئی فرمائی کہ فرما کر ہی گوری، اس کے بعد ترقی کا ہر قدم آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے
ہٹا گیا، ان کے صوبے ہتھیاری آہ میں سے اس قوم کو کر لیا شوقاظرین، یہ وہ ترقی ہے انسانی، جو کسکے پیل کو قوت، اس کے
شہرہ آفاق سپہ سالاروں میں گئے۔ غلبہ تھی اسے تاریخ عرب میں دستورات کیا ہے:

علاء الدین ابولہ اور قرط، ابن العباس کو عراق، ایران، شام اور مصر میں، بنی قریصی صوم سے ساتھ پڑا انہیں
غایت شہساز ارغون نے پائیدگی پر پتہ پائیگا، ان کا مقابلہ پڑھیں، انہی اہل اور سکندریہ کی قوموں سے کیا جائے گا
وہ زمانہ اور قریب میں، اکثر نہیں بہتر ثابت ہوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوی فراست نے حقیقت حال کا اندازہ اس وقت فرمایا تھا جب اسل ارشاد کی قریش کے آثار
میں سے کوئی بھی نووارد نہ تھا۔ یہ غارتہ بہت تھا۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ قریش جتنی زیادہ سے زیادہ قوت فراہم کر سکتے تھے
وہ فراہم کر چکے تھے، ان میں سے بڑا حصہ غریبوں کی معاشی کا تھا۔ اس قوت و فراہم نہیں ہو سکتی تھی،
کیونکہ ان کی بے باغت ترقی کی ہر اکھڑ تھی۔ ان کی سادہ ترالی پر کچھ تھی پھر ان کے لیے چڑھائی کا کون سا مکان تھا،
پڑھائی کا مکان ہی نہیں تھیں عربی سفارتوں کے لیے تھا اور ایک ہی سال کے بعد تاریخ کے صفحات نے اس کا دشمن
شہرت مینا کر دیا تھا۔

نہ ہماری کتاب انسانی، اب تو وہ متفق تھے تاریخ عرب مغزوہ غلبہ تھی، اگرچہ یہ سنو ۱۰۰

یہودیہ کی سدرگشت

—(۱)—

یہودیہ پہلے یمن کی بادشاہی سے مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ ان میں سے بنو قینقاع کے کچھ شاخاوات تھے۔ یا قورہ تہادت کرستہ تھے یا ذورہ۔ ان کی آبادی بھی بنو نضیر یا بنو قریظہ کی طرح۔ کچھ تھی۔ خوب ہی گناہ بازوں میں وہ بھی دہتے تھے۔ غلبہ ہنہ و نفہ تہادت پر ان کے کئی غلامان اکٹھے بیٹھے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ سندھک مقام پر لکھا ہے۔ یہ لوگ مدینے میں اسلامی آبادی کے دور میں دہتے تھے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ قینقاع کی بستی تو آج کل یعنی میدان میں اس سے یہ قریب نکلا۔ کچھ گناہاں ساڑھے تیر سو سال پیش بنو قینقاع کے کھانا تھے۔ ان پھر مکان شہرے اور دھند میدان کی شکل میں باقی رہ گیا۔

باقی » نوی یہودی قبیلوں کے باغات میں تھے اور کھیت بھی۔ بنو نضیر کی بستی جنوبی سوسے پر تھی اور اداری بنو نضیر کے درون کا۔ سے اس آبادی مت مزین تھے اور اس بستی کے پاس ہی جنوبی جانب ایک جیسے پر کعب بن اشرف کا قبر تھا۔ جس کے کھنڈہ اب تک باقی ہیں۔

بنو قریظہ کی بستی بنو نضیر کے شمال میں عراقی سے مشرقی جانب اداری اور کے جنوبی کنارے پر واقع تھی۔ عام یہودیوں کی طرح عربیہ منورہ کے یہودی بھی غلبہ سے ڈاڑھے۔ یہودیوں کی بشتیاں انصاف و عمل حالت شمالی جانب دور دور کچھ نام نہاد تھیں۔ بنو نضیر پر موجود نہیں۔ ان میں باجم شہادت کے ساتھ تمام تھے۔ و سہ قوم کے یہودی ان دور کے کم و بیش نام نہاد و امانتے تھے۔ کچھ کہا جا سکتا ہے کہ اس زمانے کے عرب و شام میں عربیہ اور یمن کی تمام تہادت پر کلا یہودیوں ہی کا تہاد تھا۔ ساتھ ہی وہ تمام غلامی اور غلامی بنو نضیر و شام میں عربیہ و شامی گناہوں کے لیے طاعون اور جینے کی دیاؤں کی مانند تھے۔ شہادت و تہادت اہمیت ہونا، ماز میں گناہ، اس اعظام میں اولیٰ ثلوث کے سینے روبرو کر لینا۔ عہدہ، فضل و غیرہ۔ ہجرت تک جو چاہے گناہ میں ان سے تہادت یہودیوں سے دہتے ہوئے تھے، کچھ گناہ

اور یہ دونوں کے تفریق دہتے تھے، اور قرآن کے سلسلے میں عورتوں، بچوں تک کو یہی دیکھ دیتے تھے۔ دوم یہودی اہل کتاب تھے اور دوسرے گروہوں کے تعلق میں اصحاب علم و ہنر نہ جاتے تھے، جن عروہ کے پیچھے نہ وہ نہیں لہتے تھے، اور سنت میں لیتے تھے کہ رب پر پیدا ہوگا فراسے یہودی ہمارے گئے۔ دس قسم کا سلسلہ یہودیوں کی کے کہنے پر شریعت پر اور حلال دینے کی پہلے تھے جو شام عرب سے تھے، اگرچہ دین کے ضعف تھا، اور حق شناسی کی بنا پر یہودی بن گئے۔

کھنران نصرت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید منہ نہ بچھتے ہی آبادی کے تمام گروہوں کے درمیان، صلیب کے نام سے ایک معاہدہ کر دیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ شہر کے داخلہ سے وہیں کوئی حمل نہ کر سکا جائے اور باہر سے کوئی غزوہ نہ کرے اور جو تمام گروہوں کو اس کا مقابلہ کرے۔ اس معاہدے میں یہودیوں کی مساوی حیثیت قائم رکھی گئی تھی اور ان کے تمام شہری و دیہی حقوق کی حفاظت کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ ایسے معاہدے کی غلط فہمی دینا گروہوں کو سکھاتا تھا یعنی اور پشیمان ہونے کی ہمارے تمام کاموں میں صلیب نہ ہوتا اور باہم تواریزی و برائی کا بڑی ہونا پختہ ہونا یہودی و مشرکوں کی عداوت برائی اور نفرت و فحشری کو زیادہ قوت پہنچاتا اور اپنا نصب و تعین یقیناً تمام یہودیوں کی غلط فہمی سے کہ گروہ ہر مذمت، بغاوت و بغاوت اور غم و غم کی سے کہیں باز نہیں رہ سکتے۔ کلیہ ہے، شرعاً ہی نہیں خیالی ہو کہ مسلمانوں کے پیشے میں مذہب مزہب ہیں تمام ہمارے لئے لاکھوں مسلمان ہیں۔ قرآن ان کے کتاب میں نہیں ہے اور حق و صداقت کی ان کیوں کو کھنکھنے سے پیشتر ہی معلوم کر دیں گئے۔ غالباً اسی وجہ سے انھیں دوسری مقامی کاروں کے ساتھ ساز و سامان و تاج میں شریک ہر وقت تمام ذہن و قریش کی طرف سے یہودیوں اور منافقوں کے پاس تھے یہ کہ یہ چیز پناہت ہی کہنے لگے تھے کہ مسلمانوں کو بد مذہب کہہ دو وہ سنت مزاحم کے مستوجب شہر کے ان کی پریشانی میں شروع ہو گئی تھیں۔ جنگ ہر میں شکوہ ساز و سامان کی کثرت کے باوجود قریش کی شکست نے یہودیوں کو صلیب اب انھیں نظر کرنے لگا کہ اگر مسلمان تنگی سے بے غش ہوں، تو وہ مستقل متحدہ فاکہ میں مل جائیگا جو پشت و پشت سے ان کی قوم کو اوس و خورج پر حاصل تھا۔ وہ حقیقتاً اپنے آپ کو وہاں کے حکمران و فرمانروا سمجھتے تھے اور اوس و خورج ان کے حلال و کار گزار تھے۔

مسلمان مشرکین اور شرارتیں | ہر حال انھوں نے شرارتوں، ایذا سازوں اور سازشوں کا ایک منظم سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

پھر اوس و خورج میں تفرقہ ڈال کر فساد بکلی کی وہی آگ بھڑکانے کی کوشش کی چند سال پیشتر تک وہیں گروہوں کی تعداد کا باعث بن چکی تھی اور وہ یہودیوں کے دست و پائی کر رہ گئے تھے۔

پھر اسلام کے خلاف عداوت کے جنوں نے انھیں انتہائی پستی میں گرا دیا تھا۔ یہاں تک اہل کتاب جوتے کے

کراس اندھ سناں دلقے کی اطلاع ملی تو بڑ قینقاں کے دڑساوا اکابر کو بھیج کر کہے نری سے سمجھا کر آپ لوگوں نے جو طریقہ اختیار کر دکھا ہے، یہ اچھا نہیں، شرارتیں چھوڑ دو اور خدا سے ڈرو۔ وہ لوگ اپنے کامیوں کی حرکت پر انکار نہ است کے رہنا سے، جو شرارت کاہر میں تھا مٹا تھا، خود دیکر پروا نہ کئے اور برسے، جو کی فقیہ سردار زبوجا، جس سے ساجد پڑ سے گا تو مسلم رہ جانے لگا کر دینے والے کیسے ہوتے ہیں۔

یقیناً یہ کہ بڑ قینقاں نے یہ، وحشی بڑ خنیز، جو قریبہ اور منافقین مدینہ کی شب پر دنیا کی برگی اور انہیں پھر سا بولاکر مسلمانوں نے جنگ کی تمام بیروں اور منافقوں کی حرکت سے چوری اطلاع ملے گی، آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دینا پڑا کہ بڑ قینقاں کے قتلوں کا صلہ دیا جائے انجام کار ان لوگوں کے کیز و شہادت کا۔ مارا نہ ہوا، ہو گیا ایک انجیل کی حالت میں نہ اٹھ سکی اور وہ دس پچھائی ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ ان کے امین منظور ہو گا۔ عید النہر الی نے جو بظاہر مسلمان اور دلی سے بیرون کا مافی تھا درخواست کی کہ انہیں جلا وطن کر دیا جائے۔ یہ درخواست منظور ہو گئی اور بڑ قینقاں مدینہ منورہ سے نکل کر جا رہا تھا کہ ایک تمام ازاد فاطمہ میں بیٹے۔ وہ تاجر یا دیگر تھے جہاں بھی جاتے اپنا کاروبار جاری رکھتے تھے۔ ان میں سات سو گھوڑے تھے اور تین سو کے پاس فداوی زیریں تھیں۔ یہ اندر جنگ بد سے ہندو دھرم ایک عینا بد پیش کیا اور غیب القاف سے کہ بد کے بعد میرے کو کو بڑی جنگیں پیش آئیں اولی آدم، دوم خدق، بد کے بعد بڑ قینقاں تھے، اُس کے بعد بڑ خنیز کو جلا وطن کیا گیا اور خدق کے بعد بڑ خنیز کا فیصلہ ہو گیا۔

کعب بن اشرف کعب بن اشرف بھی ابتدائی اسلامی دور میں مدینہ منورہ کا ایک بہت بڑا فتنہ خیز شرو تھا۔ میرے نے میں تھا ایک ہنسے گرد اور کثیر الاغفار قبیلے سے کم نہ تھا، اس کا باپ قبیلہ بنو قینقا میں تھا جس نے بڑ خنیز کے رئیس اور ارفع سفیم ابن الحقیق کی بیٹی سے شادی کر لی تھی۔ اسی نضری یہودی حررت کا بیٹا کعب تھا جس نے بڑ خنیز کی آبادی سے جو بیٹی چاہی ایک بیٹے پر قلعہ بنا لیا تھا، وہ دولت تھا۔ باپ کی وجہ سے عربوں میں دارا کی وجہ سے یہودی میں اسے وسیع اثر و رسوخ حاصل تھا، سب سے آخر میں یہ کہ مشہور شاعر تھا اور اس نے زمانے میں بنو قینقا کو کو با سب لوگ خود و عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ زمانہ کی خلا بری اسباب کی ساز گاری کے ساتھ بہت بے اعتنائی، خود پسند، دلجو اور استقامت و شہنشاہ تھا۔ یہودی علماء کے لیے اس نے دیکھنے مقرر کر رکھے تھے۔ ایک موقع پر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں، میں کہنے کے لیے کہ یہودیوں کے صحیفوں میں وہی لکھی ہے کہ کعب نے ان کے دیکھنے بند کر دیے، جب ان علماء نے اپنی غلطی کا اثر کیا تو دیکھنے جاری کیے، اگرچہ وہ بھی مدینہ منورہ کے

ابتدائی حمد نامہ صلح و امن میں شریک تھا، مگر شروع ہی سے اس نے قریش کو اور دوسرے اسلام دشمن عناصر سے مل کر وہ اہل بیت پر گئے تھے۔ قریش کے ہمدرد جنگ بدر میں مارے گئے تھے، ان کے مرثیہ گو گھامیس آدھوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ مرثیہ پڑھ کر وہ بھی دوا داد، قریش کو بھی زلایا۔ ساتھ ہی قریش سے ہمدردی کا دھوکہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعویں اٹھا کر کے، شہر کربہ کو لوگوں کو آپ کے خلاف بلے گا۔ اپنے قیدیوں کی تشبیہ میں مسلم خاندین کا ذکر نہایت نامیاد لڑائی پر کرتا۔ دولت مند اور بااقتصاد شخص کی جس صفاتی مر جائے اور غوث خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آفت کا یہ کاربن جاتا ہے۔ یہ وہ ناخوشی مروج تاریخ یعقوبی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے قتل کرنا پناہ اختیار

اس روایت کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو ما نظر میں قریش نے فتح انباری میں (ذکر کعب بن اشرف) میں مکر کی سسٹم سے قتل کی ہے کہ کعب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت میں دیکھا اور لوگوں کو متعین کر دیا کہ جب آپ قریش میں آئیں تو رسول کے سے آپ کو ہلاک کر دیں

اس نکتہ حیران کن اور تلخ پر گیا تو کعب بن سلمہ نے اس نکتہ کا بڑا اٹھایا۔ وہ ناکارہ سلطان بن سوار کعب کا قتل بن قریش و تہاد بن ہنتر بن قریش، حادثہ بن اس بن معاویہ بن امیہ بن ہنتر بن سوار کے وقت کعب بن سلمہ اور ابو نازک بن سلطان بن سوار کعب کے رضائی بھائی تھے۔ معلوم ہوتا ہے سب سے پہلے وہی دن کے وقت کعب بن سلمہ اور کاکہ بن سوار کے صاحب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم سے مدد مانگے ہیں اور ہم تنگ دست ہیں۔ نمرائی فرما کر ہمیں کھانے کے لیے دو سو صدقہ دے دو۔ کعب بن سلمہ کو خوشی سے اچھل پڑا اور بلا، اسی کی ہر سب سے وہ دن اور نہیں بہت کم ہزار ہا کے چور ہو گئے۔

ابو نازک، حیران تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کی ہے۔ لیکن اب یہ کہہ کر اس مسئلے کا انہدام کیا جاتا ہے یا تم یہ بتاؤ کہ قریش، اسے مانتے یا نہیں؟

کعب، اسے دوں گا بشرطیکہ کوئی بیڑہ بن دیکھو۔

ابو نازک، کیا پیڑ؟

کعب، اپنی قوم کے بن دیکھو۔

یہ سیرت نامہ ص ۲۰۰ سے اس سے ظہر ہے کہ اولی کعب مدد پر ہوا پیش دہار تھا، وہم اس دن کے الی دیر کے نزدیک کھڑے ہوئے، وہ بد شہرت تھے، میں ضرورت کی کسی شخص کے لیے کہ وہ میرے ہیں کسی کو آواز نہ دیا۔ لیکن رواج عام یہ تھا کہ کعب کو امیں بات نہ دیا، یہ اس کے کی جرأت نہ ہوئی۔

ایواناؤں، چھائے صند و جمالی کے سبب سے ہیں اپنی عورتوں پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔
کسب پھر پختہ ہو چکا۔

ایواناؤں اس سے ترمیم ہو رہا تھا کہ کوئی دوسری خلیق کے لیے چنے دیں کہ یہ۔ اپنے ہتھیار ہیں
دیکھ سکتے ہیں۔ مالا کو ہیں آج کل ان کی بہت عزت ہے۔

کسب اس پر راجہ ہو گیا، ایواناؤں نے واپس باکرہ فیتوں کو سب کچھ بتا دیا۔ چاندنی رات میں یہ سب نکل کر
کسب کے قلعے کے پاس پہنچے۔ اسے آواز دی۔ چوری نے دو کا کواٹ کو گمان ہاڑت ہو۔ لیکن کسب نے کہا کہ
میرا ایمانی ایواناؤں اور کچھ کچھ ہے۔ قلعہ سے باہر نکل کر تمام رنج کسب کے ساتھ لیتے رہے۔ کسب نے خطر لگا دیا تھا
میں کی پیشین گوئیوں کو ہمارا ہی تھیں۔ کھدین مسئلہ نے کہا، تم اسے سر سے بڑی قہر کو شہر آ رہی ہے۔ ہاڑت دو
تو دماغ کو توں۔ کسب نے کہا مگر توں۔ بس اس کا سر کچل دے گی مانتیوں سے کہا کہ اب اسے ختم کر دو۔ چنانچہ
تھوڑی دیر میں اس پر چڑی اور وہ ختم ہو گیا۔ مانتیوں نے اس کا سر کاٹ لیا۔ سرتے وقت کسب نے اسی زور سے
چینا ماری کہ اور گرو کے سردار تھوں میں آگے روٹیں ہو گئی۔ اسی وقت ایواناؤں، کھدین مسئلہ اور دوسرے ساتھی لہا
پڑ گئے تو اسے حیرت پہنچے اور مسلہ اللہ مسلم کی خدمت میں ہم کے کامیاب انجام کی کیفیت پیش کر دی۔

یہ دوسری دوسرے روز کسب کے پاس جانے کی شکایت سے کہرا اور ساتھی مانتیوں سے رسول اللہ
نیا صابرہ | مسلم نے کسب کی تمام فتوہ گیزیاں ایک ایک کر کے گنا دیں۔ چنانچہ وہ چپ چاپ ٹوٹ گئے۔ یہ
سبی وانیہ تھا کہ کسب کو کھلم کھلا قتل کرنے کی کوشش کی جاتی تو جنگ چھڑ جاتی اور وہاں اس میں کتنی جانیں
خف ہوتیں۔ پھر کسب اسی طرح ہار گیا، جس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کے منصوبے بنا
رہا تھا۔

مذہب کے زکوٰۃ گروہ کا سردار ہی تھا۔ ایواناؤں نے مسلہ کی عداوت اب تک ہی بتا دی۔ نیز جس لینے کی غرض سے اسے کچلے گیا
ساتھ جانے کے خط میں کسب کی رضامندی بھی ملے۔ یہ خدا ساز تہ تیغی۔ ملہ راجہ میں ہے کہ کسب کی موت "موتی"
سے ہوئی۔ جو اس کے پیش میں گم گئی کہ وہ دشمنی میں لڑ گئی۔ "موتی" کے متعلق مزاج میں ہے، سید کا، کو وہ بیان نہ دیکھا اور
اور میں اسے غائب نہیں سمجھتا ہوں۔ میں وہ ایک تہہ جو رستی چڑی میں چھپی ہوئی ہے۔ یہ بھی عرض کروں کہ کسب سے ابتدائی گفتگو
عقبات میں مسلہ کے مددگار ہو ناؤں نے کی تھی، اس کے رضامندی جان تھے اور میں میں مسلم ہوتا ہے۔ کچھ نہیں
سیرت چھ دوں مگر یہ گفتگو کوئی مسئلہ سے خبر نہا کی ہے۔ مگر ہے ابتدائی گفتگو میں ایواناؤں نے کوشش مسلہ کے ذریعہ
تخلیہ ہوئی۔

یہود مدینہ کی سرگزشت

—۴۲۳—

یہودیہ کی سرکشی اور فساد و عداوت کا مظاہرہ کسی اہم وقت پر اسباب سلاخی کو جنگ اندھ میں شیعہ بنو نضیر نے لڑا تھا۔ نیز ہرمز اور رجب کے شہادت و دھماکے ماوشے پیش کیے تھے، جس میں بہت سے سناہ کرام و ہذا ائمہ کی بیرونی سے شہید کیے گئے تھے۔ مسلم ہوتا ہے ان حرمت سے مدینہ منورہ کے تمام شہنشاہ اسلام، جن پر کیا تھا کہ اسب مسلمانوں میں پہلے میسارہم ختم باقی نہیں رہا۔ کشمکش کی دنیا کے متعلق دو روایتیں ہیں :

پہلی روایت : ایک یہ ہے کہ عربوں امیر عمریہ ہرمز کے ماوشے سے بچ کر اوسے تھے تو دستہ میں انھیں تعبد ہرمز مار کے دوڑی تھے۔ یہ تعبد رسول اللہ صم سے بھی ممانہ کہ بکا تھا اور بنو نضیر کا بھی ممانہ تھا۔ عربوں امیر اس حقیقت سے آگاہ نہ تھے، انھوں نے سمجھا، یہ وہی لوگ ہیں جو میرے بھائیوں کو شہید کر چکے ہیں۔ سزا موتی پاتے ہی دونوں کو مار ڈالا اور مدینہ منورہ میں گھر و زوہد ہانگوا۔ رسالت میں پیش کر دیا جس طرح نفاہ سے کہ وہ لوگ تو ہمارے ممانہ تھے۔ ان کا دھیس مار میں طفیل تو یقیناً ہرمز کے واقعہ جنگ کی ذمہ داری میں شریک تھا، لیکن اس کے قبیلے نے اس طرح انحراف حرکت میں کوئی اتہ نہیں پایا تھا، اللہ انہیں مسعود نے قربان گوئی کا ثواب دیا چاہیے جس میں بنو نضیر کے لیے عتہ و تانہ دہی تھا۔ چنانچہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم کے لیے بنو نضیر میں بنو نضیر کی سستی میں تشریف لے گئے۔ ان لوگوں نے بظاہر رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم کا غیر مقدم کیا، ایک ہواد کے واسطے میں بظاہر اندوہ کر اسی وقم کا انتقام کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی بے کر لیا کہ آپ کو نکارہ سپنا سے یا قتل کرنے کا اس سے بشر روح کوئی نہیں ہو سکتا۔ ایک آدمی بھاری پھرے کر کھیت پر چڑھ جاتا اور اوپر سے آپ پر پتھر گرا دیتا۔

عربوں جاشی نصری نے ہرمز سے پتھر گرانے کی ندامت دیکھنے سے قتل رسالت میں شکرت سے دو کو کو اولیٰ جو اس عداوت کے خلاف نصیحت کر رہے تھے اسلئے ہرمز بچا ہے۔ دوم قرآن میں ہوا دیا کہ اس کی خبر انھیں : رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم کی مسلمان میں سلمیٰ دوسے درست ثابت ہوئی۔ اور پتھر گرانے کی ناپاہیاں جو وہی نہیں اور رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم دیکھا اٹھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ کوئی خاص امر اس کا باعث ہوا۔ تو یہ مدینہ منورہ پہلے آئے۔ جو ممانہ کرام ساتھ لے گئے تھے وہ بھی کچھ ہرمز اعتقاد کر کے لوٹ آئے۔ حضور مسلم سے تشریف لے آئے کے متعلق پوچھا تو فرمایا :

یہاں پہلے محمدی کا ارادہ کیا تھا، اللہ نے مجھے خبر سے دی اور میں اس پر عمل کر چکا تھا۔

دوسری روایت | دوسری روایت یہ ہے کہ قریش کو سنہ ۶۰ھ میں یہ خبر پہنچی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو ورنہ ہم تمہارے خلاف جنگ کریں گے۔ اس دھمکی کو جان کر پیغمبر نے اپنے بڑے خیر کے لیے بڑے غصے سے ایک خاص منصوبہ بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ چنے لہجی ملا، ماکا، تازہ نیلا لٹ آپ سے کرانا چاہتے ہیں۔ اگر عدالت جہر پر واضح ہوگئی تو معلوم کر لیں کریں گے، ورنہ آپ بھی آپس کے ساتھ تشریف لے جائیں۔ بار سے بھی تیس ملا، سوچو، چوں گے جو ذرا بھی خوشتر کریں گے۔

منصور یہ تھا کہ اپنے ملا کو یہ مشیدہ طور پر خبروں سے مسلح کر دیں تاکہ مناسب وقت دیکھتے ہی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں۔ ایک عاقبت سے اپنے افسار پر بھائی کو خفیہ خبر دی کہ اس خفیہ منصوبے سے بگڑا کر دیا۔

نکل جانے کا حکم | اس دو دہائی میں زندہ عین، روزوں اپنی جگہ دست ہو سکتی ہیں، لیکن اپنے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خون ہانک کر قتل کے سلسلے میں بڑے خیر کے پاس گئے ہوں اور ان کے دلوں پر سے بڑے رحیمہ وحی

اگر وہ ہر کہ چاہتے ہوں۔ پہلا منصوبہ ناکام رہ گیا تو بڑے خیر نے دوسرا منصوبہ بنایا کہ کیا جس کا قبول کرنا ماننا زیادہ ترین آیا تھا۔ جو صاف بڑے سوز و غم میں شہید ہونے تھے وہ بھی تو تبلیغ و تعلیم اسلام ہی کے لیے گئے تھے۔ پھر چوں کہ ان کے بعد بھی قتل اسلام پر آئی، ان ہر کی تو ہمت قبول کیوں نہ کیا جاتا؟ لیکن پہلی بددی کے بعد دوسری بددی کی اطلاع بھی قبول از وقت مل گئی تو یہ منصوبہ بھی ناکام ہو گیا۔ دوسری اسے معلوم نہ کیا جیسا کہ جیسے مستم سجادہ ترکہ، وہیں تم پر اقتدار نہیں کر سکتا۔ لیکن بڑے خیر راضی نہ ہوئے۔ سزا و سزا بھی درج فرماتے ہیں۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ روزہ قرآن کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے تجویز سجادہ کی درخواست کی۔ انہوں نے تعمیل کر دی۔ بڑے خیر کے لیے یہ فکیر موجود تھی کہ ان کے برادران دینی نے سجادہ کو دیا ہے لیکن وہ کسی طرح سجادہ کو سنہ ۶۰ھ پر راضی نہ ہو سکے۔

سولانا مشعل فرماتے ہیں کہ یہ تمام تفصیل سنسن آہی واڈ میں سننے تعجب ہے کہ ارباب سیرت، اس روایت سے بے خبر ہیں۔

میرزا انیس کے حلق بڑے خیر نے آخر پیغام بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آؤں گے کہ آئیں۔ یہودی بھی تین ہی ملا کر آئیں گے۔ ساتھ ہی کہا کہ اگر یہ ملا ایمان سے آئیں گے تو ہم بھی اسلام اختیار کریں گے۔ آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے منظور فرمایا لیکن ادا میں آپ کو ایک مہینے کے لیے سے معلوم ہو کر یہ بتلایا۔

سن ۶۰ھ میں سیرۃ النبی جلد دوم ص ۶۴۰۔ سیرۃ النبی جلد اول حاشیہ ص ۶۴۰

کوئی حد و پیمان نہیں۔ سید میں سزا جس طرح دے دے گی اور پھر وہ خوش گو بہا اشتہار کرے گی اور انہیں بڑا جسد
کئے فرستے ہوئے۔

ان حقائق کے بعد دورِ حقیقت کی پیش نظر بھی پابندی کے ساتھ چند افراد کا نہیں، ایک
قطعی فیصلے کی سادگت بہت جی رہی آبادی اور تو کم کھانا چاہوں وقت سے دشمنوں میں گھری ہوئی تھی اور اس کا
 مستقبل جو صریح ہو گا نہیں تھا۔ نیز عام بیرونیوں کی طرف جو قبیلہ کی جی پرانست تھی کہ وہ اسی وقت تک رہائی کا راستہ
 چاہا سے کہ نہ بندہ رہے، جب تک حالات گرا، پیش ان کے متعلق خواہ کے صحابی ساز کا نام معلوم نہ رہا۔ جی رہی رہے
 و مسلمانوں پر نہ بے غائی کا اچھا موقع نظر آیا ہے، انسانی دشمنی کے پیش نظر یہ رہا ہے۔ مالا لگہ حول اللہ مسلم کی طرف سے
 دغا سے دور رہا نہ وقت کی خواہی اور اللہ نے علی انہ لادن اور ایسے دانا آستانہ اور معاشرہ کو دوسروں کے پیچوں
 رہنے دیا جاتا تو شیروں جو کہ کورین انورہ کی آبادی کا انہیں مستقل طور پر نظر سے رہیں پڑا رہا۔ اسلئے یہ صوبہ ہی کہیں کا کوہ
 جسک لئے رہے باہر نکلتے۔ ان کے وہاں دیماں کے رہے بیرونیوں کی جانب سے جوں کا کھٹکا مستقل طور پر ملتا رہتا۔ چنانچہ
 بیرونیوں کے انہیں رہے اور آفری گروہ کے قطعی فیصلے کی سادگت بھی آفری و مسودت

کفایت سے لاپرواہ معروف ہیں۔ انھیں بنی مرقون ہفت سہ رشتہ آخرت تھا۔ جو عروین ہفت قبیلہ دوس کے طبعیت اور اوس بنو قریظہ کے طبعیت تھے۔ اس طبعی کے علاوہ ان کا بڑے کے دو اولاد بنو قریظہ سے بہت زیادہ جن گئے کہ انھیں بلا گیا۔ وہ بنو قریظہ کے پاس پہنچے تو مرد اور عورتیں اور بچے ان کے گرد بیٹھ کر دوسلے گئے اور پوچھا: کیا ہم بلا شرط امانت قبول کریں؟ اور ہوا بڑے کھانا شام میں حباب دیا۔ ساندھی اچھی سے گئے کی طرف اشارہ کر دیا۔ میں کا مطلب یہ تھا کہ قتلی کیسے جاؤ گے۔ یہ اشارہ ارادہ میں یا اکل نظر لگایا تھا۔ اور ہرجم بذات کے عالم میں انسان سنہ عمر نا ایسے حرکتیں سرزد کر جاتی ہیں۔

یہ بر حال ابرو یا بڑ کو حرکت سرزد ہو جانے کے بعد احساس بڑا کر یہ خیانت تھی۔ یعنی بے وجہ ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دی۔ اس پر دوا تھے تاہم مجھے کہیں چاہیے دینہ منورہ پہنچ کر اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک سنگ سے بڑھ کر بندھ دیا اور محمد کر یا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے ساتھ نہ رہیں گے، برابر بندھا رہا۔ حضرت رسول کو علم بڑا قورقلا، کاشش اور یا بڑ میر سے پاس دتے تھے، میں ان کے منور کی دوا بارگاہ انہی میں کرنا۔

طرح انہی یا بڑ کی وجہ نماز کے اوقات میں انہیں کھڑی دیتی تھیں۔ اور اسے نماز کے بعد پھر با کھڑ دیتی تھیں۔ پھر دوا اس طرح کر دیتے۔ پھر ان کے پاس سے آیت لارول چوئی اوزان کی توبہ قبول ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نفس نہیں انھیں کھڑ کر دیا کیا۔

بندہ وہ دوا کے بعد بنو قریظہ نے بلا شرط خدا کی قبولی کر لی۔ اس کے بعد روایات میں نفس منور بنو قریظہ کی حوالگی نہیں کر اجمال و تفصیل کا اقتدار ہے۔

۱۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ قریظہ دوس کے ہلکے دوسرے اور سنہ بارگاہ نبوی میں پہنچے تو عرض کیا: یا رسول اللہ بنو قریظہ ہمارے طبعیت ہیں۔ آپ نے ہمارے عروین بھائیوں کے طبعیت (بنو قریظہ) کے ساتھ جو معاملہ کیا، وہ آپ کی نظر میں ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے خوش ہو گے کہ معاملہ تمہارے ہی قبیلہ کے کسی آدمی کو منسوب دیا جائے۔ انھوں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو سنو بھائی سنا سے طو۔ یعنی میرے بھائیوں نے واقعہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

۲۔ مہقات ابن سعد کی روایت ہے کہ بنو قریظہ نے سندھین معاذ کی ثالثی پر عوامی امتیاز کی صلہ صالحی میلان مرحوم فرماتے ہیں کہ بنو قریظہ نے،

تعبیر اس کے مسلمانوں کہیں سے ان کا پہلے سے رابطہ تھا بچہ ہی ڈال اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منوالیا کہ بنو قریظہ کے معاملے میں سندھین معاذ کو..... ملزم درستی اور صنعت تسلیم کیا جائے۔ جو فیصلہ اچھا کرے گا

۳۔ مہقات کبریٰ ص ۱۰۷

ہوا تو میں اسے منگو کر لے آیا

۲۔ یہی کہنا ہی میں جتا

منہ خواہی حکیم ذریۃ الحکم ان سعد

یہ بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکیم و دانشمندیوں سے

۳۔ دوسری روایت میں ہے کہ مشرکوں نے سعد سے کہا،

ان هذا لا، نزولاً علی حکیم۔

یہ رگ اچھا قرینہ تیرے قبیلے پر، یعنی ہرگز تجھے سے علی

آئے ہیں

۵۔ فتح نہادی میں اپنی جہز راستے ہیں

وقع فی حقیقۃ من السید نعم سرخا علی

یہ بزرگ کی انگریزوں میں مذکور ہے کہ جو قرینہ سے پہلے ہی

سید بن سادہ حکم اور ان میں منظر کیا تھا

حکم سعد

منہ خواہی انا پانے کہ جو قرینہ سے شد کہ حکم ان کر دہائی اشیاء کی خواہی نہانا جاسکے کہ ان کے
سعد کا فیصلہ

سعد کے حوالے کر آیا، اس بار سے میں انہی فیصلے کے بعد سعد بن سعد قرینہ سے

سعد صیب سے دشمنی ہونے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا تھا جو مسیحا انہی سے

تہذیب ہی تھا، روک دیا، صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال قادیان میں اور ذہن کا علاج کرتے تھے، اس میں کوئی

ایک غیر انہی تھا۔ پتہ تھا انہی کی حیثیت حاصل تھی، حضرت سعد کو انی تو علاج کی خاطر انی بھرا تھا، وہ مسر

یہ تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عزیز تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھ بھال کا دروازہ پرستی میں

سودت تھی، ان کا حکم اچھا ہوتا تھا۔

قبیلہ اس کے کوئی شہ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ صفوں کے بارے میں اچھا فیصلہ کرنا، پھر انہیں

مرا دنا کے ہی جگہ سے جاں مسلمان بن گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے یہی تشریف فرما تھے، سعد نے دانتے

ہی میں دانتے جم توں کا، اور دیکھ کر کہا تھا،

سعد کے لیے وقت آ گیا ہے کہ وہ، فد کے معاملے میں کسی دانتے کو دانتے کی کچھ پروا نہ کرے۔

۱۰۔ منہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۔ منہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ منہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۔ منہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۔ منہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۔ منہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۔ منہ صلی اللہ علیہ وسلم

سزا کا معاملہ | دسے بھی احوال و ولادت اس وقت ایسے تھے کہ یہی سزا دی جا سکتی تھی۔ جب انھوں نے کم و بیش پانچ سال میں ایک کچھ مسلموں کے خلاف تہذیبی و تمدنی بنیادوں پر عداوت کا اعلان کیا تو ان کی سزا کی مدت میں ان کی بہت شادیوں پر بے تکلف مکی گئے تھے اور حدود بیان کے دور ہی سے انھار کر بیٹھے تھے۔ ان کی سزا کیا ہو سکتی تھی؟ جیسں پہلے ظاہر کیا تھا، ایک مذہبی قہم ہمارے ہندوؤں کا لشکر لراہم کر کے نہیں چڑھا سکتے تھے جس سے حیدر نوردہ کی زمیں دلی تھی؟ جانی دشمن اپنی انسانی سعی و کوشش کے تمام تیر چلا کر ناکام ہو جانے تو اس کے لیے حب دم کا مطلب لازماً یہ ہو گا کہ اس مذہبی سانپ کے لیے پھر نئے کام شروع کیا گیا جائے۔ ہاں! اگر قرآن مامور سے پیشتر ہی اپنے حرام کا احزان کر کے مانی لائے تو مطلب تیار اٹھیں بھی دھست کر دیا جاتا تو کوئی نرم سزا دی جاتی تو انھوں نے دعووں کے جھجک میں بھی تامل نہ کیا۔ جب ہر دائرے میں ناکامی سے مایہ زار تو قتل کی نذر دی غالب پر نہیں، مطلب یہی کہ وہ پر رہتے تھے۔

مشرقیوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض چھ سو اور سات سو کے درمیان بتاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک چھ سو اور بھی سو سے زیادہ تھے۔

سید بن محاذ کی وفات | سید بن محاذ نے وہی ہرستے ہی دعا کی تھی کہ اسے خدا افرقش کے ساتھ اور کوئی جنگ ہونے والی ہے تو مجھے زندہ رکھ کر لو کہ مجھے یہی پسند ہے کہ ان کے خلاف جہاد کروں، مگر نہ تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی، چھٹا یا لادوں سے نکالا۔ اگر کوئی جنگ نہیں تو مجھے شہادت عطا کر لیکن میں وقت تک نہ مروں جب تک مجھے قرآن کے احکام سے حل شدہ اور کون۔

اُن کا زخم دُئیہ خاکوں کے حلق سے اچھا ہوا تھا۔ جنتاں ابن سعد ہیں کہ وہ کراٹ کے بل بیٹھ پڑے تھے ایک بکری اُن پر سے گزری اور اس کے ٹکڑے ذوق کو نہیں بگ گئی۔ وہ پھر کھل گیا اور شکم نہ ہر سکا۔ میں نکات کا باعث ہوں۔ سید کی وفات انصاء کے اس زمین کی وفات تھی جو انصاء سے اسلام سے بخری دم تک اللہ کی راہ میں دُشاور قربانی کا ہے شامل ہو کر بنے رہے تھے۔ جا رہے تھے۔

سیدت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقول اھو
میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے، سید کی
العرضیہ (یعنی شہادت) سید بن محاذ۔
مرت سے دین کا ورثہ لیا گیا۔

ساریخ کا معاملہ | یہ مسلم ہے کہ ۳۴ ہجری قمری میں کوثر بن عبدالمطلب کا معاملہ شروع ہوا اور بعد از دو ہجری ربا۔ گویا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (۲۰-۲۱ اپریل ۶۴۰ء) کوثر بن عبدالمطلب کو آخری فیصلہ پہنچا دیا۔ لیکن ہشام نے ہمارے کے وقت کوثر بن عبدالمطلب کوثر بن عبدالمطلب

فتح مبین

۷۰۔ اور کتنا تھا، نہ کہ جنگ میں الجنا۔ ویسے بھی مسلمانوں کا تہذیبی حق ادا کر لینا کو ہر ملک دینے سے تین، ۵۰ روپے ہزار
پچھن ہزار روپے پر دم ہاک کی نذرانہ کے ساتھ کہ طلب نہیں۔

قریش کا عظیم مزاحمت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امتیازاً بشرین سفیانہ اکیسویں کو قریش کے عوام کی ہر لائے کے لیے
آگے بھیج دیا تھا، حضرت سہم شہان کے قریب پہنچے تو قریش سفیانہ نے وہاں اس کو
اعوان دی کر قریش کو کپ کی تشریف آوردی کی اطلاع دی گئی تھی اور انھوں نے اس پاس کے تمام قبیلوں سے کہہ دیا
کہ آپ کو مار دیا جائے، خود بھی لاہ، شکر کے ساتھ ذی طوی قیس آ بیٹھے ہیں۔ کتنے ہی کوئیٹ کو ہرگز حرم میں داخل نہ
ہونے دیں گے۔ دو سو سالوں کو خالد بن ولید و جبرائیل وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، ان کی سرکردگی میں کراچی
بھی رہا ہے۔

ارشاد رسالت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قریش کا بڑا بڑا نہیں جنگ کھا گئی ہے، اگر وہ اس معاملے کو محو پر درجوں پر چڑھیں تو ان کا
کیا بڑا ہے، اگر وہ بلے خرم کون گئے تو قریش کا مقدود بخود راہ جاتے گا، اگر خدا بلے عربوں پر
خبر ملے کہ گاہہ در گاہہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے، اگر داخل نہ ہوں گے تو جب تک نہ
ہیں قوت ہوگی، جنگ کریں گے، پھر قریش کس دم میں مبتلا ہیں؟ خدا نے مجھے جی کام کے لیے بھیج دیا ہے
نوا کی قسم میں اس کے سینے پر ہوا چڑھا کرتا، ہوں گا یہاں تک کہ خدا اس کو غالب کر دے یہ بلے موت
آجائے۔

ہر لشاد جہاد کوئی ہے جو بلے اس راستے کو چھڑ کر کسی پر قریش ہیں، کسی دوسرے
راستہ بدل کر حد طبرہ | راستے سے چلے آتے ہیں، ایک آدمی نے ہادی ہجری ۱۰۰ گھنٹوں میں سے
ہر آدمی ایک سخت چھریہ راستے سے ملے پہنچے کرتے سخت مشقت کا باعث تھا، یہ راستہ ملے ہو گیا تو حضرت مسلم
نے فرمایا: سب سے خستہ خدا اللہ و ثواب اللہ "وہم اللہ سے کیش کے خواستگار ہیں اور اس کے بعد توبہ کرتے ہیں انکو۔"

تھے یعنی نے اس کام کو کھانے کے حکم کے پاس ایک مقام کے گرواع العظیم ایک وادی ہے، اچھے صفائی سے کھیل
جانب جنوب (یعنی جانب کو کھڑا ہے)، کے دریا ہیں، ہے کہ خاندان ویدیا حکمران ابوبکر کو سولہوں کا افسر بنا دیا تھا
وہ کا عظیم حرم فرماتے ہیں کہ سواروں میں ابوبکر کا بیٹا حکمران تھا (میتروالین ہدلولی ص ۲۱۳) تھے ان پرشام
۱۰۰ سالہ لائی ویز مشافقت و المایہ ص ۲۰۰۔

عہدہ سے بے چارہ کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اس کا حق دو ہجرتوں پر ہوں، اس کا چھ ہجرت
 احسان ہے جس کا ہر لاکھ ایک ہجرت کا نہیں سکا۔ اگر یہ احسان نہ ہوتا تو اس حنت کھانی کا جام بے فروز رہتا۔

گشتِ سرگین میں ان کا نام تمام دہاکا کو شکمِ غائب کی راجی تک پہنچا کر سنا، عہدہ کا نام بھی اسی دستور کے
 مطابق تھا تو قضا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش ہار گئی تک پہنچ رہا تھا۔ نیز وہیں صدر ہر دو کو قریبی رشتہ دار تھا، عہدہ
 نور محمد، بیٹے و مرنے والے کے پیچھے کھڑا تھا۔ اسے وہ کایہ عہدہ سخت ناگوار لگتا تھا، اس لیے تاج بھر کر لایا۔ یہاں تک جہاں
 دروزہ واپس نہ جاسکے گا، اس عہدے کو نیزہ کو نور پیمان جیایا یا جو کو سلور کر لیا۔ پھر کہا، "اے قایم، کیا میں نے
 تیری ماہانہ کی کامیابی درست کرنے کی کوشش نہیں کی اور نہیں کر رہا تھا؟"

سورہ کا تاثر | یہ بیان وہ کہانی ہے جو تو ذکرِ کسا اور غالبہ کی طرف سے بھی نہیں تھا، لیکن دانش مند،
 اور ان پیش اور حقیقت شناس آدمی تھے۔ واپس گیا تو نہ سنا تو نہ کر لیا، ہاتھ پر کریش سے کہیں
 قیام، کسی اور نہایت کے، ہر جیس، دیکھے ہیں، یکے بعد دیگرے، دارِ شکی کے وہ مناظر کہیں نہیں دیکھے، جو محمد رسول اللہ کے
 مساب میں افراسہ، میں نے ایسی حیات، لیگی، نہ کسی بھی قیمت پر محمد و سلم، کو دھجھ بھجھائی، اب جو راستہ چاہو
 تمام کرو۔

قریش کی طرف سے کوئی قصہ اصرار نہیں ملتا تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فراموشی پر امیرِ خزائن کو فیصلہ کی
 جواب دہانے کے لیے بھیجا اور اس کے لیے ایک دن وقت فرمایا جس کا نام "شب" تھا۔ قریشوں نے
 اونٹ کو، ڈالا، خواہش کو بھی قتل کر لیا، پانچ دن سے گزشتہ گروہ نے اسے بھالایا، مختلف عناصر سے راکب تھا
 اور وہ قریش کی امداد کے لیے آیا تھا۔

قریش کے حبش کا معاملہ | اسے پیش کو بربر غیظ و غضب کا انعام کیے جا رہے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے
 ایک لشکر اس مقام کی طرف بھیجا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تھے۔ اس کی
 تعداد پالیس سے اس سے کم تھی، بیان کی جاتی ہے، اور انھیں تاکید کر دی کہ ان کا مسلمان علی بن ابی طالب سے اسے قتل کر دیا۔

سورہ کا تاثر | یہ عہدہ کے لیے ایک نون ہوا تھا جس میں حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہجرتوں پر ہجرت فرمادی تھی۔
 یہ اسی سال کی طرف اشارہ ہے، سارے عہدہ اور عہدہ کے درمیان تین دن تھے۔ ایک دفعہ نیزہ کو کسی وفد کے ساتھ مقوس کے
 پاس بھر جیوا گیا جہاں مقوس نے نیزہ کے پاس سے ساتھیوں کی زیادہ آڑ بٹکتی، اس پر نیزہ کو دھکی بٹھا، دھکے دتے دھکے کی
 جانت میں اس نے اپنے ساتھی کی کو قتل کر دیا۔ بعد میں اس کے مسموم حمل کر لیا، عہدہ کے اس قبیلہ کو خون و پھر دامن کر لیا تھا
 نورغوی بھی بنا دیا تھا۔

کھینچ کر عالم غرور قرار دیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب کرمات فرما دیا اور انہیں وہیں جہنم کے اجازت نامے دے دی۔

سورۃ فتح کی آیت عزوجل میں اسی وقت کی طرف اشارہ ہے :

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ فَلْجَأَهُمْ إِلَىٰ دِيَارِهِمْ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَأْوٰی ۚ
بِئْسَ الْمَصْرَفُ ۚ إِنَّ أَخْلَافَهُمْ خَلِيفَتُهُمْ وَأَسْفَافُ ۚ
اللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ۔

قریش کے اھل یمن روکے کہ وہ پیش میں غزویں سے کیا تھا، اس کے پہلے کچھ ذکر کیا۔ مسلمانوں کے ہاتھ یمن روکے گئے، اس لیے ہاتھ وہاں لوگوں کو رہا ہے وجہ غلے کے گرم تھے اور ملازمین نے خبری کے عالم میں کیا کیا تھا کچھ مزار دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریش کے یہاں ایک اور دشمن نبوت تھا کہ حضورؐ کی آمد کا مستعد وہ عداوتی یا غیر قریشی نہیں مرنے دیا۔ قرآن پر یہ ہے۔

غیر قریشی امیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بھیجا چاہا مگر انھوں نے غصہ کیا کہ مکہ مکرمہ میں میرے قبیلے میں ہی رسولی بن کعب کا کوئی کوئی نہیں میری عداوت کر سکے۔ اس وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ان کے ایک طرف رہا ان ہی سید کے زیرِ عداوت بھیجا گیا ان کے قبیلہ کو اس وقت قریش میں وجہ ریاست و سالاری ماضی تھا۔ مقصد یہ تھا کہ انھیں قریش کو تباہ یا سبوتاژ نہ کیا، انھیں مقصد جنگ نہیں مرنے جو پاک کی زیادت۔ حواصت اور ایمان و انکرام ہے۔

حضرت عثمانؓ نے پیغام پہنچا دیا۔ یمن سے کہا کہ کیا آپ بیت اللہ کا طواف کریں جو حضرت نے تمہارا طواف کرنا منظور کیا تو کیا اس وقت تک حوافؓ کے زکون کا حسیہ تک۔ سوال و مشورہ اور آپ کے ساتھی طواف نہ کریں گے۔ حدیث شریف کو کہہ کہ میں روک گیا یا نہ۔ افراد بزرگ کی کہ عثمانؓ شہید کر دیے گئے۔ اسی وقت وصالِ صلیم ایک وقت کے سامنے میں تقریباً فرما تھے کہ میں ہی فرمایا، اب جو اس مقام سے اس وقت تک نہیں گئے، سب تک قریش سے جنگ نہ کریں گے۔ ساتھ ہی مصابہ کر کہ بیت کی دعوت دی۔ چنانچہ تمام ہاں ہاں۔ انھوں نے ایک ستر سے گئے بڑھ کر بیت کی۔ ایک صاحب نے ایک تزیین پر قیامت ڈکی۔ کچھ تزیین مرتبہ بیت کا شرف حاصل کیا یہ بیت اس بات پر کی تھی کہ وہاں پھر وہاں میں ثابت قدم رہیں گے، حضور معلّمؐ اپنے اپنے جہاں کی عزت و شرف کا دفاع کرنا تھا۔ انھوں نے انھیں قرآن سے بھی بیت کی۔ یہی بیت ہے۔ یہ قرآن کی برکت سے ان کے دواں حاصل ہو۔

دشمن ہوتا ہے،

لَقَدْ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ يَا زَيْدُ بْنُ كَلَبٍ
 خدائے منوں سے ماحول ہوا، سب وہ میرے دشمن پر مدد دے
 كُنْتَ الْفَقِيرَ الضَّلِيلَ نَارِي كُنْ الْوَاهِدَ
 کچھ بچہ بیت کر، ہے تھے سوشل سٹے جانے جا کر کچھ
 كَاتِرُوا السَّيْفِ غَنِيَهُمْ اِنَّا بَعَثْنَا
 ان کے دونوں میں تھا۔ پس ان پر سکون دے دے ان کا
 فَضْلًا قَرِيبًا۔ (سورۃ یوسف، ۱۸) اور نبی کریم ﷺ

اس بیت کی کیفیت چنی نہیں رہ سکتی تھی قریش کو اس کا علم ہوا تو ان پر یقیناً اس عادی ہو گئی ہو گا انھیں
 صلے پر مائل کرنے کے لیے دوست بھی ایک ہو تو حال ثابت ہوئی، اہم اہم

صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان

—(۲۱)—

سید بن عمر و ابوہریرہ **صلح نامہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے کہ قریش میرے ساتھ صلح کریں اور میں اس معاملہ میں اپنا حصہ چھوڑ دوں۔ عرب مجھ پر قبیہ پائیں گے قریش کا مقصد خود کو پناہ دینا نہ تھا۔ اور کچھ اندھالی نذیر لگا کر اسے کاغذ پر کر دیا اور اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اب قریش نے صلح کی سستی لے لی۔ سید بن عمر فرماتا رہا کہ یہ کیا۔ مگر جو ذیل مشعوٹوں پر فیصلہ ہو گیا:

۱۔ دس سال تک رانائی موقوف رہے گی۔ لوگ اس کی زندگی بسر کریں گے اور اس آفتاب میں ایک آدمی سے کئے ہاتھ رکے رہیں گے۔

۲۔ مسلمان اس سال کوٹ جائیں۔ آئندہ سال آئیں اور تین دن کہیں وہ کوٹ نہ دے۔ دعاوت کریں۔ مشعوٹ یہ سن کر دھوکا دینے لگے کہ ان کی جو سیافوں میں ہوں اور یہاں تھیں وہ تو وہیں رہیں:

۳۔ قریش کا کوئی آدمی وہاں کی بھارت کے بیڑ محمد دھم کے پاس پہنچے ہمارے گناہوں سے قریش کی طلب پر واپس کر دیا جائے گا۔ محمد دھم کا کوئی آدمی قریش کے پاس آجائے گا تو اسے واپس دیکھا جائے گا۔

۴۔ قریش میں ایک آدمی سے بڑھ کر باغیانت نہ کریں گے۔ وہ ان کی کہادیں، دونوں ہاتھیں اور چوٹی کی ظاہر کر کے جائیں گے۔

۵۔ جو قریہ یا قبیہ ہمارے محمد دھم سے اسے اور جو پاس سے قریش سے ساہو کر ملے گا۔ گویا وہ لوگ قریش کی طرف سے شامل ساہو کر چکے ہائیں گے۔

تحریریں و کاوشیں **صلح نامہ** دیکھتے وقت بھی کچھ وقتیم پیش آئیں۔ حضرت علیؓ کا بت بہ مامور ہوئے تھے۔ انھوں نے صلح نامہ کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا۔ سید بن عمر نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ کلمہ رسول کا عام قاصد ہے ہاشمیت اللہ تم کہنا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا سہیل! اجمع! کلمہ پھر یہ بھارت گئی کہ ان مشعوٹوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسالمت کی۔ سید بن عمر نے کہا کہ اگر ہم آپ کا رسول نہ ماننے تو پھر کئی کیوں ماننا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے ہی اللہ کا رسول ہیں۔ لیکن یہاں تک کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسالمت کی۔

زیرِ جہد لی کا داتا تھو | غرض سبیل کی دوزخ یا جہنم کی آگ میں نہ جھینے کو کہہ کر ان کی حیثیت میں نزول اور جہنم میں بھی نہیں دیکھا۔ اس مرقعہ پر ایک اور مضروب لکھا ہے: "میں نے سچا کریم بن گیا۔ کہ گوارہ ششانی دیکھ کر! سینہ میں خدا کے فرزند دیکھتے ہو جہنم میں مسلمان ہو چکے تھے۔" انھیں انگریزی پتا کر دیکھ کر دیا گیا تھا۔ "ہو کسی طرح تیرے نکل کر زنجیریں پہنے ہوئے حدیب پہنچ گئے۔ سبیل نے امانداری کو دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا کہ معاہدہ کی شرط کے مطابق اسے انہیں کر دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آنکھیں کھلی نہیں ہوں۔ سبیل نے کہا پھر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات چوری نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے بری خاطر ایذا نہ دے دو۔ مگر یہیں بعض مسلمانوں کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا چاہم ایذا نہ دیتے ہی گھر میں آؤں اور اس نے انکار کر دیا۔ وہ نہ نہ کہہ سکا کہ مسلمان صحابہ! میں اتنی تکلیفیں قبول کیا کرتا ہوں کیا تجھے دشمنی کے سہرہ کر دو گئے۔"

یہ بات سن کر اس کے لیے انتہائی اضطراب کا باعث بنی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نشانہ ہو... اور نہ تو اس پر کوئی جہاد نہ کر کے اس کے پتے نشانہ کشی کی کوئی سبیل نکال دے گا۔

حضرت عمرؓ کا جوش | میں تو سچہ سبب حضرت عمرؓ جو عمر کے عالم میں معرفت ہو کر لکھے یا کسی پہنچے اور وہ سوال و جواب کر رہے۔

فرما دیا: "ہاں، ہاں، اس نے کہہ دیا نہیں؟"

ابو بکرؓ: "کیوں نہیں؟"

فرما دیا: "میں مسلمان نہیں؟"

ابو بکرؓ: "کیوں نہیں؟"

حضرت عمرؓ: "پھر میں کے معاملے میں یہ ذلت کون کوا کی جا رہی ہے؟"

ابو بکرؓ: "خدا رسول اللہ کا دامن خلاصہ میں گرا ہی رہتا ہوں، وہ اللہ کے رسول ہیں۔"

حضرت عمرؓ: "میں بھی گرا ہی رہتا ہوں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔"

پھر میں ہی گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔ آپ نے آخر میں فرمایا: "میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس کے حکم کی اطاعت دینی نہیں کر سکتا۔"

حضرت عمرؓ کو اس گفتگو پر، جو عالم اضطراب میں ان سے ہوئی تھی، منت پیشانی ہوئی۔ امام زہری کے بیان کے مطابق حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میں برابر غازی پرستا، وہ زہرے، کھتا، دھرتے دیتا اور غلام آزاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ امید پیدا ہوئی، میرا خدا میرا انعام پائے گا۔

شرطوں کی حقیقت | اصل معاہدے کے بنیادی دوزخ اس پر پورے مختصر سا تبصرہ آئندہ ملے گا۔ لیکن اکثر مسلمانوں میں

اب قریش پہنچا پہلے کہ ہم سے کیوں عدنا سے میں من ارمانی، اوں کو واپس لینے کی شرط دے کر اقلی پھر اعلیٰ سے لے کر سیکرہ متبرک شخصوں کو شہی من اللہ عبیدہ مسلم کی خدمت میں بھیجا کہ ہم عدنا سے کی اس شرط سے دست بردار ہوتے ہیں، ان فرستوں کو اپنے پاس لایا بیٹھے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ یہ ایک طینت شعلان جو کہ ہر مذہب پہنچ گیا۔ قریش کے دسے واپس لانے کے لیے دو آدمی بھیج دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر صدیق واپس جانا، ہم معاہدے کی ضمانت داری نہیں کر سکتے۔ اس سلفہ عرض کیا کہ کھانا دے کر قریش مجھے تلخ نہیں اور انہیں میں گئے۔ اس کے پرگشتہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو جانا تھا۔ آپ نے فرمایا معاہدے کی پابندی لازم ہے۔ تمہارے لیے خدا کوئی نذرانی راستہ پیدا کرے گا۔ چنانچہ ابو بکر صدیق کو واپس بلانے والا ہوا۔ اس نے راستے میں حوثی پاکر ایک آدمی کو قتل کر لیا اور سر فریاد دے کر رسول اللہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ چپکے ابو بکر بھی حاضر ہو گیا اور عرض کیا کہ آپ نے عدنا کے سلفہ کو اپنی طرف سے مجھے واپس کر دیا۔ میرے لیے خدا نے مجلس کی ایک صورت پیدا کر دی اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ میں اب مدینہ میں نہیں رہتا۔

چنانچہ وہ حضرت یحییٰ بن یحییٰ کو مکرر دو شام کے راستے کا ایک مشہور مقام ساحل بحر کے قریب سب سے اور ڈاکٹر عبد اللہ کے بیان کے مطابق عمر اور در کے درمیان بتلی میں ایک مقام ہے۔ چہرہ جلدی، اور سر سے شعلان بھی، فخر و فتنہ ابو بکر کے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے قریش کے قافلہ کو چھاپے مارنے شروع کر دیے۔ ایک مرتبہ ابو العاصی بن ہریرہ بن عبد شمس کا قافلہ شام سے کہ ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق نے اس کا قافلہ اور اس کا سامان سے لڑائی واقعہ تھے۔ دو گھنٹے کے قافلہ کے قافلہ کا زور تھا اور اس کا نعرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک راہی حضرت زینب سے ہوا تھا۔ اگرچہ اسلام زمانے کی وجہ سے میاں پر ہی یہ منہ مارتے ہوئے تھے۔ چنانچہ انھوں نے ابو العاصی کا سامان تو ہٹ لیا مگر قافلہ کے کسی فرد کو کوئی گزند نہ پہنچائی۔ ابو العاصی نے عربیہ سنوہ پہنچ کر حضرت زینب کے اریسے سے معاہدہ منظور معصوم شمس پہنچا۔ معاہدے کے شروع سے ابو العاصی کا سامان واپس کر دینے کا فیصلہ ہوا۔ ابو بکر صدیق، ابو جندل اور یحییٰ بن یحییٰ کو اطلاع ملی تو انھوں نے ایک ایک چیز ایس کر دی تھی کہ انہوں کی مبارک راہی اور اُچھڑ ہوئی۔ ابو العاصی یہ سب کچھ لے کر کٹر پہنچا۔ ہر فرد کا وہیرا جیسا ہمالہ واپس کیا۔ پھر مدینہ پہنچ کر سلفہ کو بلایا۔ لہذا کہ اگر پہلے اسلام قبول کر لیتا تو سمجھا جاتا کہ میں لوگوں کے مال میں غلبہ و تعزوت کے یہو مسلمان ہو گیا ہوں۔

سلفہ طعنے کو مٹائی | مرفا شہید مرحوم فرماتے ہیں

لے کے مقام مدینہ منورہ سے ہمارا ذات کی مسافت پر ہوتا۔

اسی سفر میں ابو مسلم نے حضرت یحییٰ بن زیدؑ سے ملاش سے بھلائی کیا۔ یہ بھلائی جماعت کی تحریک سے جو اٹھا، ان کی اُمید
 اور انھیں زبردستی کی دشمنی تھی۔

یہی وہ ہے جس میں تاریخ اسلام کے دو ممتاز علماء دوں، خالد و عروہ ابی النضر سے اسلام قبول کیا ان کی جنگ
 مصر کے کھلیب جی سے چڑھیں، اس کے دار اور بھی بال کی جگہ، مسور سے بھی برتر قرار دیا ہے (درویش)

عالمی دعوتِ تبلیغ کا آغاز

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّ مِلَّةٍ إِنَّا كُنَّا رَافِعِيكَ مِنْ رَبِّكَ (مائدہ: ۷۰)
اے پیغمبر! تمام مہم جو، اللہ کی عزت سے تیری طرف اٹھائے ہو، جسے اللہ سے دیر اور
کے بعد اس تک پہنچا اور۔

سلاطین و روسا کو دعوت اسلام

—(۱۱)—

عالمگیر رسالت

رسول اللہ صوم کا پیغام حق مرتبہ نبی کے یہ نہیں، بادشاہی کائنات انسانیت کے لیے تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید کے ارشادات سے واضح ہے:

- ۱۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ خَشِيعَةً۔ (۱۰۸: بقرہ)
- ۲۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ خَشِيعَةً۔ (۱۰۸: بقرہ)
- ۳۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ خَشِيعَةً۔ (۱۰۸: بقرہ)
- ۴۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ خَشِيعَةً۔ (۱۰۸: بقرہ)

اماریت سے اس کی مزید تشریح ہوتی ہے مثلاً رسول اللہ صوم نے دوسرے پیغمبروں کے مقابلے میں پہلا پہنچا ہے کہ وہ دنیا کا پہلا نبی ہے۔ ایک خصوصیت یہ بھی رہی کہ نبی کریم صوم نے پہلی نبی کے طور پر پہنچا ہے۔ اس لیے اس شخص کے لیے یہ الفاظ آئے ہیں: "بَعَثَ إِلَيْنَا خَلْقًا مِثْلَهُ" یعنی جیسے پورے عالم انسانیت کی پرورش کے لیے بھیجا گیا ہے۔

ایک اور پہلو | اس سلسلے پر فرمودہ ایک اور پہلو یہ ہے:

- ۱۔ میں حق میں ہوں، اب اللہ تعالیٰ ہے۔ میں تمہارا نبی کائنات کا پروردگار۔ اس کا وہ نور و ہدایت پوری کائنات کو پہنچا دے گا۔ میں حق میں ہوں، اب اللہ تعالیٰ ہے۔ میں تمہاری ہمتوں اور ہمتوں کا سرسبز ادارہ بھی پیش کرنے سے ہوا، تمہارا ایک نور و ہدایت ہے اور حال میں: "فَلَا تَلْزَمُوا سَفَرًا" جو کہ اب تک سامنے آیا ہے، ان کی روشنی میں تو کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔
- ۲۔ میں حق کا رسول پاک، رسول اللہ صوم، "مِنْكُمْ عَلَیْهِمْ" بہت سے جہانوں یا پوری کائنات کے لیے

مراتب دست کی بنیاد تھی۔

۴۔ دینی تہذیب کی کتاب یعنی قرآن مجید کو مسلمانوں نے سب سے پہلے جہادوں کے لیے دعوہ نصیحت کا سرچشمہ بنا دیا۔

۵۔ دینی حق کا درخشندہ نمونہ کبریا کا دھندلے لفظوں میں تھا۔ یعنی سب کے لیے برکات و احسان کا سرچشمہ۔

خزینہ کائنات میں ناکام بھی بنا دی پھر ویسا نہیں جس کی ایک خطبہ جیسے یا اگر وہ انسانیت تک محدود ہو، ہر پہلو کی حیثیت عالمی و آفاقی ہے اور یہ عالمیت و آفاقیت اصل بیہودہ کے مانگنے و مانگنے کی برکتوں کی روشنی میں نہیں رہتی۔

دوسرا اند مسلم کی حیات میں ایک ایک لمحہ اسی بیہودہ حق کے لیے وقف رہا۔ چونکہ لوگوں کی رسالت اصل و طیفہ | جامع و آفاقی تھی وہی لیے اختلافات، خلیفہ بھی غاصب، اہتمامات کے ششماں تھے، مگر قریش کے پریش عداوت و فساد نے آغاز ہی میں ایسے اندر سناگ عداوت پیدا کر دیے کہ پہلے مسلمانوں کی ایک خاص بڑی جماعت کو، مگر چونکہ سریش میں پیمانہ لین پڑی تاکہ وہ علم و رسم کی اس آگ سے محفوظ رہے جو قریش نے کئے اور اس پانچ کے مطابق میں ہر کھانگی تھی اور اہل یمن سے عداوت و اس کی عداوت کر سکے۔ یعنی مصحاب نے پیش میں کئی سال گزار دیئے اور بعض جہادوں کا آخری قافلہ اس وقت پیش سے وینہ سوار ہو چکا تھا جبکہ ہجرت کا ساتواں سال شروع ہوا تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے قبل کے بیسے اہل یتیم کے دل کھل دیئے اور مسلمانوں کے لیے ایک نیا امن میں سرگیاں اچھوٹے سے اور عالمی سوئیل شمال میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مصحاب اس پہلے گئے تاکہ اپنا اصل وظیفہ برافینت پر مار کر دیں۔ قریش نے دواہی میں یہ پیمانہ ہجرت اور نرم و پیکار کا ایک مسئلہ شروع کر دیا۔ قریش کی عداوت و کجگوہی اور دوسرے قبیلے بھی مسلمانوں کے لئے مرکز امن میں مزید مزید پر دھڑوں کے منصوبے تیار کر گئے تھے، تاکہ مال بھی لے اور قریش کی نظر دوسروں و قبیلاں میں پڑے، جنہیں توہینت کبر کے باعث پیروں اور مرشدوں کی حیثیت حاصل تھی قریش غلامی ایسی ہر حرکت کی حمایت و موصلہ افزائی کے لیے آمادہ ہوتے تھے۔

دوسرا اند مسلم نے مشکلات کے ان موسم میں بھی تبلیغ اور تعلیم و تہذیب کا مسئلہ متروک نہ جاری رکھا، اگرچہ غلامی اور کیموں کی لازم تھی، ماسی کا انتظام سادہ و معین کے بعد ہی ہوا، جس کے مطابق قریش دس سال کے لیے جنگ سے دست بردار ہو چکے تھے۔ گوچہ جنہی ان کی عزت سے نقصان نہ ہوا، چونکہ کھانہ میں گیا، پھر عرب کے بیشتر گروہ پہلے اسے اسلام قبول کر لیا، وہ جہاد کرنے کا تہذیب رکھتے ہوئے اسلام کی مخالفت میں آ گئے۔

مگر نبوی اور دعوت نامے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چکے کے بیٹے میں مل کر گروہ سے دینہ سوار پہنچے تو مختلف مسلمانوں اور دوسرے کے لیے تھانہ بن کر بن کر آئے اور دعوت نامے کھولے۔

ہیں مئے قحط سے پاس پہنچے چوپیس بھائی جعفرؑ کو بھیجا ہے وہیں کے ہمدرد مسلمان بھی یہی ہیں
وہ تیرے پاس آہیں تو ان کی مدد نہ کریں گے۔

یہی ظاہر ہے کہ جرات ہمیشہ کے کتب گراں گاہیں ہر ملکی کی کہ حضرت جعفرؑ اس سے کم و بیش پندہ
مائی پشتر پیش جاپائے تھے۔ حتیٰ کہ جہاد کی ممانعت ہی کے لیے کہ فرمائے گا کہ سامعین قادیان حضرت جعفرؑ اور
دوسرے مداحین صلیح کے متعلق دوسرا اثنا عشر کے پاس برابر اعلانات پہنچتی رہتی ہوں گی۔

پھر حضرت مسلم کے دعویٰ کو مذکور کا جو کس شائع ہو: اب اس میں جرات موجود نہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ حضرت جعفرؑ
ہجرت کے کہ جسٹس ملے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے تم کوئی کتب مذہب فرمایا جو اور اس میں مذکور ہوا اور اس
شائع ہوں۔ نجاشی کے جوابی سرواڑے سے میں اس امر کی توثیق کرتا ہوں۔

نجاشی کا جواب | نجاشی نے جہاں کمال اسلام قبول کر لیا اور اپنے جوابی سرواڑے میں لکھا کہ یا رسول اللہ آپ نے
حضرت میر علیہ السلام کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہیں کہیں آسمان کے پروردگار کی قسم کھا کر
لکھا ہوں کہ وہ حضرت مسیحؑ دعویٰ جبر بھی اس سے زیادہ نہیں۔ آپ کے علاوہ بھائی اور ان کے رفیق جہاد سے متعلق ہیں
میں گاہی رہتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سپنے رسول ہیں۔ میں نے ان تمام باتوں کو لکھ کر بھیجا ہے جو آپؐ نے ہم تک
پہنچائیں۔ اللہ رب العالمین کے پیشہ سلام قبول کیا اللہ آپؐ کے علاوہ بھائی کے ساتھ پرہیز کرتی۔

اوجھو بظاہر قبول اسلام اور بیعت کا یہ سادہ خلوت میں پیش کیا تھا۔ لیکن ایسی غریب چٹھی کی کوئی رو مسکتی ہیں چنانچہ
مختلف اصحاب نے کہا کہ نجاشی کے قبول اسلام پر باری پڑا بیٹے اور بعض نے ایک دوسرے کا عقائد متناہرے کا
انتظام کر دیا۔ لیکن اس وقت نجاشی کو حسینؑ میر سے کام لینا پڑا یعنی اسلام پر وہ قائم و مستحکم رہا مگر باوجود ان اطمینان و ذکر
مظاہرہ ختم کر دیا۔ چونکہ جیش کی کوئی استفادہ غیر مستند تاویر یا پیش نظر نہیں۔ اس لیے قطعاً کہ نجاشی مشکل ہے۔ لیکن یہ یقینی
ہے کہ اس وقت نجاشی کے اسلام کا سب کر تین تھا جس کی تازہ جوازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً ۱۱ افراتی تھی۔

یعنی اہل علم کا بیان ہے کہ قرآن بن ابی ہریرہؓ کے ساتھ حج و عمرت کا اسلام بھیجا گیا تھا وہ
خروجی تصریح | ہم نجاشی کے نام دو تھا بلکہ دوسرے نجاشی کے نام تھا جس نے اسلام قبول کر لیا۔

غضب ہے اس کے کہ غات کے بعد نہ نجاشی کے نام میں دعوت کا اسلام قرآن بن ابی ہریرہؓ ہی کے ساتھ
بھیجا گیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے قبول اسلام سے انکار کر دیا ہو، لیکن اس سے ابھر کے ہم دعوت جاز اسلام
یکجہاں اس کے اسلام ماننے کی نفی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ:

۱۔ اصل دعوت تلکے میں ابھر بن ابی ہریرہؓ کی دعوت نام موجود ہے۔

۲۔ اس کے جواب میں قبول اسلام کا جو وعدہ بھیجا گیا، وہ ابھی ہی کی طرف سے ہے۔

۳۔ یہ صدم ہے کہ امر کی وفات پر غائبانہ غار جانا پڑی تھی جیسا کہ صحیح بخاری کی کتاب الجنازہ میں مذکور ہے وہ شادی میں غازی اسے مشہور یا مشہور کا واقعہ قرار دیتے ہیں۔

لہذا یہ مان لینے میں کوئی امرائی نہیں کہ عرم مشہور کا وصیت نامہ احمدی کے نام تھا۔

ادعت کاثر اسلام کے علو و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دور کہ کتاب میں غازی ایسے غریب کے حوالے کیا تھا جو شاہ حبیبی ہی کے نام تھا۔ اس میں دو مرتبہ ہی باتوں کا ذکر تھا۔

۱۔ ام حبیبہ بنت اوسیناں سے نکاح کا پیغام

۲۔ حاجرین کو واپس بلانے کا انتظام۔

ام حبیبہ بنت اوسیناں کا نکاح عید الفطر کی عشاء امی سے ہوا تھا۔ جو عید الفطر کی عشاء جیسے کوئی اسلام کا بھائی تھا۔ ام حبیبہ اور عید الفطر دونوں نے اسلام کی خاطر حبشہ ہجرت کی۔ حبشہ پہنچ کر عید الفطر نے یہاں تک آ کر لی کہ وہ ام حبیبہ کی سے نکاح ہو گئیں۔ کچھ عرصہ بعد عید الفطر فوت ہو گیا اور ام حبیبہ جو وہاں پر قائم رہا سترہ تھیں۔ بظاہر ہے۔ لیکن وہ کارہ کہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی نباشی کوٹا کو اس نے ایب لڑائی کے لیے لے کر اپنے سے یہ پیغام ام حبیبہ تک پہنچایا۔ اعراس سے خالد بن سیدہ اموی کو کہیں متفرق فرمایا اور پیغام نکاح لانے والی وادی کو پانڈی کے دو کھلے اور انچ ٹھیکان دیں۔ شام کے وقت نباشی نے حضرت ابن ابی طالب اور دوسرے مسلمانوں کو بھی کر کے خود نکاح کا خط لکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نذر کے چار سو دینار اور خالد بن سیدہ کے حوالے کیے تھے جو ام الفطر کے وکیل تھے۔ یہ رقم ام الفطر نے کوئی کو انھوں نے پچاس سو دینار مزید اس وادی کو دیے جو نکاح کا پیغام لے کر آئی تھی۔ نبی و حضرت بنت اوسیناں جو اپنی صاحبزادی کی دوسرے ام حبیبہ کہلاتی ہیں ام الفطر کے ذریعہ سے یہی واقعہ ہو گئیں۔

یعنی اصحاب نے کہا ہے کہ نکاح مشہور میں پچاس سو دینار کا حساب کا اضافہ ہے۔ جس کا کوئی مرنہہ پہنچا ہے۔ لیکن جو لوگ حبشہ ہجرت کا آغاز دیکھتے ہیں وہی ان کے نزدیک یہ واقعہ مشہور ہی کا ہے۔ یہی خط نکاح عام طریق حساب کے مطابق مشہور ہی میں لکھا تھا۔

نکاح کے بعد دعوت و دیگر نکاح انتظام بھی نباشی ہی نے کیا تھا۔

یہ سب باتیں میں فرمودہ کیا کہ وہ ہے۔ یعنی نے چار سو دینار بتائے ہیں۔ اب انہوں نے چار سو دینار عام مشہور میں مذکور ہی کی روایت میں بتائیں اور یہ لاکر ہے۔ تفصیل جیسا کہ بتائی گئی۔ اگر چاہیں اور یہ پانڈی لڑائی کی بات کو کل رقم سو سو روپے کہے گی۔

لیکن یہ روایت چار سو دینار کی ہے ۲ سیو تھیں مجدد دوم ص ۳۱۶۔ حاشیہ ۱

نہایتی نے سماج بن کر داپسی کے لیے بھی کشتیوں کا انتظام کر دیا۔ ام المومنین
سماجین کی داپسی کا انتظام | ام حبیبہ بھی ان کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچی۔ بلکہ چند کشتیوں میں نہایتی نے اپنے

بیٹے اور کچھ بھی بچے مسیحا بیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حرماء ان میں سے بعض فوجیہ تھیں۔ بعض صحیح مسلمان
 منزلی مقصود پر پہنچ گئیں۔ ڈاکٹر امجد اللہ لکھتے ہیں کہ حبیبہ عیسیٰ کی یہ سفارت مدینہ پہنچی تو انھیں کی فوجہ کو ڈھنگت ہوئی،
 یہ منشیہ سماجی معین جنگوں میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے۔ محمودی نے "ادریک" میں بیان کیا کہ
 کھانا کو نہایتی کے بیٹے نے حضرت علیؓ سے عرواات یا ہمالی پارہ اختیار کر لیا اور حبیبہ واپس جا کر
 حضرت فاطمہؓ سے انکار کر دیا۔ "اکتفوت معلوم" نے بھی نہایتی کو کچھ تھکے جیسے مگر اسی طرح میں اس
 نہایتی کا انتقال ہو گیا۔ امام مسلم لکھتے ہیں کہ اس کے ہاں نہایتی کو "مفسدیت" ہے۔ پس نہایتی کو کھانا اس کا
 احکام معلوم نہیں ہے۔

ہی وہ مکتوبہ سبب ہی کا تعلق ہے مسلم کی حدیث و تفسیر سے ہے۔ (موصوفہ)

نے لکھا تھا، "مکہ المکرمہ" اور "مکہ عربیہ" حقیقتات و شقائق کردہ ادارہ توفیق فیہم مسلمانوں کو یاد دلا دیا۔ ۱۔ لکھنؤ
 میں مسلم کی حدیث میں "ایمان" ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت میں کو دعوت نامہ اسلام جیسا کہ اس نے اسلام قبول کیا
 یہ مسلمانوں کو یاد دلا دیا اس کا جائز نہیں تھا۔ حدیث و تفسیر میں اس کا ذکر ہے۔

سلاطین و رؤسا کو دعوت اسلام

— (۲) —

دوسرا دعوت نامہ ہر مقلی قیصر دوم کے نام تھا۔ اس کے لیے دجیرین فیضہ مکیہ کو مامور کیا
 قیصر دوم کے نام | سفر مقرر کیا گیا۔ رسول اللہ مسلم کے عام مناجات گاہ کی طرح یہ مکتوب بھی ہر مکتوب سے
 پاک و ممتاز اور صرف حوت مطلب پر مشتمل تھا۔ ارشاد ہوتا ہے،

اِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدَعَاۃِ الْاِسْلَامِ وَاسْمِہَا
 تَسْلِمٌ اَبْرَہَیْمَہُ مَرْسِیْنِ شَدَیْ
 تَوَلِیْتَ ذٰلِکَ حَیْثُ اَشْمَ الْمَسِیْحِیِّیْنَ
 دِیَا اَہْلَ الْکُتُبِ قَالَا عَلٰی حَکْمَہِ
 سَرَاہِ یُنْظَرُ وَیُنْکَرُ اَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اللّٰہَ
 وَ لَا شَرِکَ لَہٗ شَیْئًا وَ لَا یُخْذَ بِعَصٰثِہِ
 لَعَنَ اللّٰہُ اَسْرَیَآتَہٗ مِنْ دَوْرَہٗ خَالِ تَوَقُّا
 تَقُوْہُ ۙ اَشْہِدُ وَاِیُّنَا مُسْلِمُوْنَ۔

میں تجھے اسلام کی دعوت دینا ہوں اسلام قبول کرے۔ تمام
 آدمیوں سے مقرر ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے دو گنا اہم
 ملامتوں کے ساتھ دو گنا آدمی کی تائید ہو۔ خدا کا مال
 تم ہی گروہ پر ہے گا۔ اسے اہل کتاب: اشدت و دنیا کی
 ساری باتیں چھوڑ کر، اس بات پر آمادہ ہو جاؤ کہ اللہ سے
 وہ بیان یکساں ہو۔ مسلم جہاد کے لئے کھڑے ہو کر اس کی بشارت
 دے گی، کسی مکتوب کو اس کا شریک نہ مقرر کرے۔ ہم جس سے کوئی
 بھی کسی انسان سے ایسے ہٹا کر اور اور نہ ہو گا کہ چھوڑ کر
 اسے پروردگار بنا لیا۔ چھوڑ کر اس سے دو گنا آدمی کو تو گناہ ہوتا
 کہ ہم خدا کے نوازدہ دین سے ہیں یعنی اسی کو ماننے والے ہیں۔

دوسرے ایسے صاحب جہاد کو ایک نور اسلام قبول کرنے کا اجر دوسرے دعا کے ساتھ قبول اسلام کا اور وہ وہ
 کہہ لے دینے کا اجر۔ اور دو گنا آدمی کی حالت میں یہی عروہ کے علاوہ دنیا کے والی سے بھی مفرد ہو گا۔ اسی دعوت میں
 تو میرا شریک مل جائے گا۔ یہ سوائے اہل ایمان کی ہر قسم کی آیت ہے۔

رسول اللہ مسلم نے دجیرین کو تاکید فرمادی تھی کہ مکتوب ماکہ بصری کے ذریعے سے پیش کیا جائے۔ وہ یہ سنے
 اسی باریت پر عمل کیا۔ قیصر ہمس کرتا ہے میں بیت اللہ میں توڑ پڑا تھا۔ دجیرین نے مکتوب گراہی عمارت فتائی حاکم بصری
 کی وساطت سے قیصر کے پاس بھجوا دیا۔ ہر گز اس سے بہت متاثر ہوا۔ جو لوگ عرب کے ممالک سے واقف تھے
 ان سے بھی مختلف باتیں پوچھیں۔ اتفاقی سے وہاں ابو سفیان ایک خانہ کے ساتھ تجارت کے لیے پہنچا ہوا تھا۔

تیسرے اور مہیاں سے گفتگو میں بات سے سزاوت کیے۔ اس وقت تک اہل مسلمان قریش کو کالیڈ تھا۔ اسی کے باوجود اسے کوئی ایسی بات نہ تھی کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جبر الزام پیش کر سکتا۔ قیصر کو بخدا برحقہ و صلح کی سزا کا پتہ پیش نہ کیا۔

پھر اسی نے وہ میرے حکام اور اس وقت صفحہ کے نام ایک خط بھیجا کہ اس کی اسے صلح کر کے صفحہ کے نام ایک کتب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیا تھا۔ صفحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسالت کی تصویر کی۔ یہی قیصر بادین کی مخالفت سے فنا ہو کر وہ اس صلح کو جان کر اسے کا محدود کر گیا۔

صفحہ کے پاس قیصر کی طرف سے کتب، وسالت یا اس کا مضمون پہنچ چکا تھا۔ خود دیکھنے سے صفحہ کی شہادت | یہی صفحہ کے نام کا کتب اس کے حوالے کر دیا۔ وہ راست باز، حق شناس اور حق گو آدمی تھا۔ عدوت کے وقت کھانسی پہنچ کر ایک پڑاؤ تقریر کی میں میں گیا۔

دوسرا چارہ یہ کہ اس احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب آیا ہے جس میں ہیں اللہ تعالیٰ کے دین حق کی دعوت دی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس سلسلے میں اور باتیں بھی کہیں ہیں کہ کسی کتب میں بخود از برسیں اور ہم تک پہنچ سکیں۔ سائیں کو ایک بخش یہ آگئے اور صفحہ کو مار مار کر شہید کر ڈالا۔

خبر پہنچی تو کہ بہک سرباں برتیزم

ظانہ قدیم و از دام چنان بر خیسندہ

خبر پہنچی تو کہ بہک سرباں برتیزم | خبر اور ت ناسراہان کے مشہور شاہنشاہ عمرو پریو کے نام تھا جو قرا و و شیریں کے سلسلے میں چارہ سے فارسی اور اردو ادبیات کی ایک معدن شخصیت بنا ہوا ہے۔ یہ بھی دوسرے دعوت ناس کی طرف نہایت مہار اور محقق تھا۔ جسے قریب میں ہی دیکھا جاتا ہے۔

اللہ کے نام سے جو دعوت دہم ہے۔ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس کی کے نام جو یہاں کا کھڑا ہے۔ سلامتی اور اس پرچہ ہدایت کی چوٹی کہ ہے اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہی اللہ کا رسول ہوں، جسے پورے عالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم - من
حسن رسول اللہ الی محمد بنی عظیم
فارسی۔ سلام علی من اتبع الهدی
و امن باللہ و رسولہ و اشہد
ان لا الہ الا اللہ و انی رسولی

اللہ الی الناس كافة لیقدر منہ
 انہیں بہ فرس کے تاجی سے اداوا ہائے اسلام قبول
 کرتے تمام اکات سے محفوظ رہا نہ گا۔ اگر ان کا رے
 کرم ہی جیسی قوم میں اس وقت کے دلی پیران کا ابالی تری
 کو نہ پر ہوگا۔

یہ دعوت نامہ ملے جانے کے لیے عبد اللہ بن عبد الوہاب مقرر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تاکید فرمادی تھی کہ
 دعوت نامہ حکام کو بھیجئے گئے پاس لے جائیں اور اس کی وسالت سے کسریٰ کے دربار میں پیش کریں۔ عبد اللہ بن
 عبد الوہاب نے اس دہشت پر رونا سنا فطری کیا۔ جب یہ خبر کے دربار میں پیش ہو تو وہ بعض دسوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لڑائی اپنے
 نام سے پیلے دیکھ کر شعل برنیا کر نکدہ سا بیوں کے مترادف آدابہ کے مطابق سانسائی شاہشاہ کا نام ہر حال میں پیلے
 اکہا پیچہ تھا۔ عربوں کے طرح مکتب نگاری کے مطابق کاغذ پر اپنا نام پیلے اور مکتب الیہ کا نام بعد میں مکتب تھا اور
 یہی جیسی دلفری طرح تھا۔

پھر یہ منی شہر کا واقعہ ہے۔ جب یہ دونوں درجوں کا غیر معمولی فتوحات کے بعد پیلے پیلے
 شکستیں کھاتا ہوا اپنی مملکت کے چھانے کے لیے شہر قریبات میں خلافا۔

۱۱۔ درجہ شہر کو پہنچی ہیں آدھی رات کو شکست نے۔ اس پر ان کو دہشت کی کیفیت ملادی کہ دیکھی تھی۔ ظاہر ہے
 کہ ایسے حالات پر فرد کے احساسات میں غیر معمولی کاوش پیدا کر دیتے ہیں۔ خود وہ کسی بھی صحت کو سولت و مرادیتا
 کے رنگ میں دیکھنے کے قابل نہیں رہتا۔ بعد برسات کو اس دہشت کو مکتب ہے۔ اگرچہ کہ اس کے سامنے آ رہا ہے
 وہ اس کی شکستوں و ہزینوں اور جتنوں کے ہجوم میں دل پرچے کے گلانے کے لیے بہ اہتمام خاص تیار کیا
 جاتا ہے۔

پرویز نے بدوش غلط و دشمنی میں نامہ بارگاہی کر ڈالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی تو فرمایا: خدا اس کے
 وقت و مملکت کو پارہ پارہ کرے۔ یہی ہوا۔ چنانچہ وہ کاورق تھڑکڑکے ٹکڑے ہوا۔ پھر وہ جس مملکت کے خود وہ

لے کرین سے مراد وہ ہے۔ یہی تاریخ نامہ میں تواتر الحسا کے دو پہلی صفحہ میں واقع ہیں اور انہیں فتح کی جسرین
 کہتے ہیں۔ ان کا اس سے مراد اس کا وہ علاقہ ہے۔ جو سائل بھیجے گا اس پر وہ فتح تھا۔ ہر مرد صوبہ انحصار اس کا ایک
 حصہ تھا۔ اب یہ نام عربوں کے لیے مخصوص ہو گیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنا۔ کہ میں مسلمانوں کا
 باغ گزار تھا۔

جہاد تہ روکھا ہوں۔

لیکن جہاد اسلام کی دہشت گردی سے جہادِ مذہبی اور معنوی صلہ توغ کے اور مفہوم نہیں و مخالفت سے قارغ ہر کر
جہادِ مذہبی پیشینہ تو اطلاع ملی کہ جہادِ فتنہ برپا کیا ہے۔ اس کی قوم کے ایک وفد کے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا جس کا
ذکر موقع پر آئے گا۔

حارث بن ابی شمر غسانی | چنانچہ حضرت امیر شہناش بن رصب اسلام کی کے ذریعے سے صلہ ملی بن ابی شمر غسانی
کو بھیجا گیا تھا۔ حارث کا رز دشمن تھا۔ مگر یہ شہناش چاہتے تو حارث سے صلہ صلہ صلہ
کی کہ تصویر برقی بیت اللہ میں لڑا تھا اور اس کے بیٹے ہمارا جہاد اور استیصال کے اوقات حارث ہی کے دستے تھے۔
شہناش کے صلہ صلہ کے ایک صاحب سے رونا دھنا استرا کر کے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منسل حالات سنیں کہ
اسلام قبول کر لیا۔ پھر دشمن کے ایک دہرہ میں ناز ب رکھیں۔ جہاد میں فرمایا گیا تھا کہ اللہ پر ایمان لے لے، وہ یگانہ و
یگانہ ہے۔ لیکن کوئی شکر کلمہ نہیں۔ شیر خاک پر سے پاس لھو کا رہے گا۔

حارث نے گو کہ ہر ایک جہاد سے گونج نہیں سکتا ہے، پھر تصویر کو کھانکھانے کے لیے جہاد پر بھیجا گیا حارث دی جانے ریز
گھڑوں کی نقل بند کی کا حکم دے دیا۔ مگر تصویر حارث سے جواب نہ آیا، نقل بے ارادہ ہوئی کہ وہ اور بیت اللہ میں پہنچے۔
پھر حارث نے ایک سرشتاں لے کر شہناش بن ابی شمر کو دے دیا کہ صاحب سے جو فیض تیرے مسلمان ہو چکا تھا۔
ذرا ہمارا اور پارچہ دے دے۔

حارث کی وہ حالت مستحضر میں ہوئی یعنی جس مان کہ کمر لگے ہو۔

مزید مقاصد | عمرِ رسالت میں ایک ہی وقت یہ چار مقاصد پیچھے گئے۔ وہی کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ مثلاً،
۱۔ یہ مذہبی عقائد جو مذہب پر ویز کے نام کا دعوت نامہ کے گئے تھے ان کے ساتھ ایک دعوت نامہ
ہر خزان کے نام بھی پہنچایا گیا تھا اور اس کے نام کا عنوان تھا ہے کہ جو خزانہ مستحق تھے ہیں۔ ۱۰ ہزار سو سو، نام ہر خزان
اور تو یہ ششستر مشہر شہر رہے گا لہذا اسی کو ایک زمانے میں "مہر سہار" کہتے تھے۔ یہ نام گرامی بھی بہت مختصر تھا۔
ہر خزان کے حضرت عمرؓ کے بعد دعوت میں اسلام قبول کر لیا۔

۲۔ ایک دعوت نامہ دعوتِ نبویؐ کے ساتھ دعوتِ نبویؐ کے نام بھیجا گیا تھا۔ یہ فتح مکہ کے بعد کا دعوت نامہ
مذہبِ نبویؐ کے بہت سے ہم قوموں نے اسلام قبول کر لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ نبویؐ کو لکھا اور

لے شمال ساڑھ مارا دے گا ہوا تھا۔ مگر ایک سرشتاں لے کر تو یہ دعوت میں آئے ہر۔
مذہبِ نبویؐ کے بہت سے ہم قوموں نے اسلام قبول کر لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ نبویؐ کو لکھا اور

موتوں اور فسطوں سے جہنم کی تحصیل کے لیے غزوہ لڑاوا۔ ایک سال ہلاکہ جہنم ابھر چکا ہے اور
یہی بھی لگتا تھا۔

۳۔ ایک دعوت نامہ جو بنی امیہ خاندان کو بھیجا گیا تھا۔ اس نے یہ دنیا و دہشت اسلام قبول کر لیا۔ مسکند (دروازہ قسطنطنیہ)
میں رومی کے مرق پر کوکر سر پہنچا۔ طوائف جی جیلر کی ہادر کا ایک گوشہ اتفاقیہ ایک وہی عرب کے پاؤں تلے
دب گیا۔ جیلر کے بے تالی ہادی کے غلام، دسویں گد، ماسٹر حضرت عمر کے پاس پہنچا تو فیصلہ ہو کر جیلر کو یہ رو
دینا پڑا۔ وہ بہت شاکر شکراد سے کی عزت مافی شخص کے متعلق ہے، بہت زیادہ ہوئی۔ سبب مسلم ہو کر کافران
شریعت کی جگہ میں شاہ و گدا کے درمیان کوئی تیز نہیں خود اہل کفر کو چھپ کر رکھو اور شام پہنچا اور وہاں سے
سیکی پر کہ قسطنطنیہ پہنچا گیا تو تمام عرس پر حرکت پر حرکت و انوس کے آئینہ بتا رہا۔

۴۔ ایک دعوت نامہ جو یفرین جلدی حاکم ملان کے نام اسی قدر مسکند (فردی مسکند) میں بھیجا گیا، جو عربی
اسلام کے گئے تھے۔ خیر کا پہاڑی محمد بہت صالح اور نیک تھا۔ پھر وہوں جہانوں نے اسلام قبول کر لیا
اور اس کی اسلام جاری کر دی۔ اس میں نیک اور مسلمان کا زیادہ ترستہ اور عہد ہی تھا۔

۵۔ ایک دعوت نامہ مسود بنی سعد کے ہاتھ فروغ بن عروہ الخزاعی کے نام بھیجا گیا جو تیسرے دم کی طرف مسلمان کا
گورنر تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ ایک گھوڑا، ایک سفید بکر، ایک عربی گد ماسٹر عروہ ہار جانتا ہوا تھوڑا
بھیجے ان میں ایک حسب سلسلہ کی تھی، جس کا ماسٹر مصری تاروں سے مشق تھا۔ اس پر پاؤں لیں ہیں
شور و پا ہوا، قیصر کے فروغ کو اسلام سے شرف کرتا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ لہذا اپنے اس مرحوم کو عید کیا
پھر قسطنطنیہ کے ایک پیشے کے پاس اس کا نام عروہ تھا اسے قتل کر دیا۔ خود اسے مارا جی میں یہ تمام آفتیں
سزاوارہ برداشت کریں۔

وہیں ہی یہ فروغ کے شہادت، دستواری کا اذکار اس سے ہو سکتا ہے کہ مزاسے موت کے وقت یہ مسخر
اس کی زبان پر تھا۔

بلغ سلاۃ المسلمین بالسنی سلطان سرادون تک میری بیانات پہنچا دو

سلمہ فریقہ مختصہ و محافی کہ پورہ دار کی دوا میں میرا مہم اور میری عزت شاد ہیں۔

ان کے علاوہ بہت شمار دعوت نامے تھے، جن کی تفصیل کے لیے دفتر و کار میں، ان کے
تصغیر و دعوت نامے صرف نام لکے جاتے ہیں۔

انہ لال بی امیر؟ بکری کا ایک رئیس؟

۷۔ دیر نگرانی، یہی نام گرامی تھا جسے پستانے کے لیے ما، ش بن غیر تکریم جو سے تھے مگر شجریہ نامی حاکم پورہ سنہ

انہیں واسنئے ہی میں شہید کرادیا، اسی دہرے موت کی جگہ پیش آئی۔

۸۔ اؤکیدو حاکم دوسرا الجندل

۹۔ قبیضہ بنی کلب اور اس کے سردار، اصیغ بن عمرو۔

۱۰۔ نزلہ ع اور دھرد کے قبیلے کا غلام۔

۱۱۔ حکمران حیر کے اقربا و حلقہ۔

۱۲۔ سردارانِ سحرکوت۔

۱۳۔ سسوارانہ اور

۱۴۔ امینت سر راد جبر۔

۱۵۔ بنی حارثہ۔

۱۶۔ بنی غدرہ۔

۱۷۔ شہاء سہامہ۔

۱۸۔ امراسے بنی وائل۔

۱۹۔ بنی زبیر۔

۲۰۔ مختلف سرداران عرب جن کی تعداد چوبیس اور پچاس کے درمیان ہے۔

یہ ان دعوت ناموں کی سرسری کیفیت ہے جسے مختلف روایتوں میں مشورہ ہو سکتے، حقیقی تعداد اور کیفیت کا

صحیح اندازہ کون کر سکتا ہے؟ (مسلک)

غزوہ خيبر

غزوہ خيبر

خبر میرے منورہ کے شمال میں کمر و بیش ایک سو ساٹھ کلومیٹر یا قریباً ایک سو میل کے فاصلے پر ہے۔ جہاں
 خيبر | این سدی میں قاصد کھڑا یا بارہ میل فی ہر کے لڑاکے سے جیسا فاصلے میں بنا یا گیا ہے۔ یہاں و بڑے
 کی بل بوتے پہاڑیوں میں جی کے درمیان سات وادیوں ہیں۔ ان وادیوں میں ایک سو کے قریب چھتے تھے۔ ان کے
 دورہ کنویں بھی تھے۔ یہ درخت نہایت سرسبز و شاداب تھا۔ وہاں کچر، انگور، کشک، لہو اور انجیر کے باغات تھے۔ فصلیں بھی
 خوب بوقت تھیں۔ سطرانہ ۱۰۰ دن اتر آئے ہیں ہے

خبر کی دست در شادابی اس سے کہیں زیادہ تھی جس کا ہم اپنے ذہن میں تصور رکھتے تھے عرب کی
 سرزمین میں نہایت ہے کہ جہاں دوسے کی بل بوتے پہاڑیاں و درخت، زیادہ ہیں۔ ان کی خشکی
 اتنے بھی گھٹے ہیں۔ یہ طریقہ یہی تھا کہ وہاں دوسے کی بل بوتے پہاڑیاں ہیں۔ وہاں کچر کے
 باغ بہ کثرت پائے جاتے ہیں۔

یہ وہی خبر ہے کہ نابھہ کی لڑائی میں اچھے تھے جب انھیں غطفان سے نکال دیا گیا تھا
 قسطنطنیہ کی خبر | ان کی کہانیاں نہ کہ دوسری اعرابی اور تباہیں بھی تھیں۔ جہاں جیلے شرب میں تھے جہاں کی
 مرگشت اور زبان کی ہالکی ہے۔ لیکن ان کی قوت کا سب سے بڑا گواہ یہی تھا۔ یہ غیر بھی سرسبز و سرسبز تھا۔
 خبر ہی میں کیا ہو سکتا۔ انھوں نے وہاں قریب قریب حاکم کو ہی پہلے آئی تھی انھیں کوئی مان لیا جاتا تھا
 وہاں کیا تو اہل انہی کی تھی ان کا نہیں تھا۔ یہی یہودی تھے جنہوں نے مشرق میں غطفان اور پیش قدمی کو بہتر
 کوئے ایک بارہ سو تھوڑے کے ساتھ میر پر ہو کر آیا تھا۔ وہاں کے دورہ ان میں بڑے قریب کو وہودی پر کما، وہاں کے
 نہایت نازک حالت یہ تھی کہ اب وہ وہاں ساڑھان کر کے ایک بڑی راج کے ساتھ میر پر ہریش کی تیاریاں کر رہے
 اس وجہ سے خبر پر اقدام ناگزیر ہو گیا۔

دوسرے غطفان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے مراجعت فرماتے ایک
 غطفان وغیرہ سے ساڑھان کر کے | یہاں سے بھی کہ وہاں نہ تھا کہ یہ وہاں کے عوام کی پیش کاظم سے، جہاں وہ جنگ

مصر میں سے قریباً تمام لوگ شریک ہوئے جو حدیث کی سیرت و خصال میں شریک تھے کچھ غریبوں میں بھی شریک ہوئے تھے۔
مصر میں سے پہلے آدم جس کے حکم سے ادا کر کے ساتھ آئیں، انھوں نے عرض کیا کہ ہم غریبوں کے سینہ ۱۰۰ میں سے ۱۰۰ میں سے
زیادہ عمارتیں بنائی۔ بعد از خیر مال نیست میں دن کو حدیث میں ملایا گیا۔

یہ تمام مردم مشہور ہیں جو اہل فطانت ہیں حدیث میں جاری ۱۱۰۰ آدمی مشہور ذکر کرتے ہیں ایک اختلاف سار کا بھی
میں میں نے کرم مشہور کیا ہے، لیکن جیسا کہ پتہ دیا جاتا ہے یہ اختلاف صرف حساب کا ہے، میں حساب کے
نزدیک مسند جبریت کا آغاز دیتا ہوں سے ۱۰۰۰ ان کے حساب کے مطابق یہ جبریت کا چارٹاں تھا، اوستہ کے
مستقام پر آخر تمام تھا۔ جسے جبریت کی ابتدا کرم سے لگاتے تھے وہ وہ موت حساب کے خیال سے ہیں وہ حساب کیا تھا،
ان کے لئے ایک ہی قانون مان تھا۔

اس باب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ممالک میں مشہور کیا کر اسے اہل عربیہ میں دیا ہے، پتہ چھری جہاں میں
استعمال ہوتی تھیں۔ ان میں سے ایک ممالک بن مذکورہ ممالک میں زیادہ کو اور میرا حضرت علیؓ کو ملتا رہا جس کا
نام میں تھا اور یہ حضرت عائشہؓ کے کچھ درباروں سے تیار ہوا تھا۔

اے اس کے میں میں کسی نے قبیل سے بیان نہیں کیا، ان میں شام میں عرب و مصر میں
مصر میں مقصود میں نزول کا ذکر ہے۔ ایک مصر جا، اور اسکا ممالک کا جو خیر کے قریب تھا، یہاں حد کے
دقت قیام ہوا، رسول میں سب کے لیے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہی کوں کر پتہ، پھر خیر کے خود ایک پہنچ کر
وادی دہشت میں نازل فرمایا جو خیر اور غلغان کی آبادیوں کے درمیان ہے، اسی کا مشفق شکر چلا کر دیا، اس کا
باب یہ ہیں نامور، تاکہ فطانت اور خیر کی مدد کے لیے ملنے سے باز رہے۔ حضرت عثمانؓ کو اسلامی دنیا کے اسی مرکز
کی کا داری سہی گئی۔

سنت نبویؐ یہ بھی تھی کہ وقت کے وقت کسی پر وہ نہیں کیا جاتا تھا، حدیث میں، دعا چھو کر اہل عرب کے سزاوت نظر
نہیں، یہ بہت ہی دراصل کے وقت یہ دیا چھوڑا عادت شریعت میں داخل تھا،

مصر میں مشہور کی ابتدا ۱۱۰۰ آدمی مشہور سے ہوئی، ان کے حدود میں ۱۰۰۰ آدمی مشہور کا آغاز، حدیث میں ہے۔
مصر میں مشہور ۱۱۰۰ کے اس میں بھی کیفیت مسودہ ہو سکتی، اہل شام کے مانتے میں ہے کہ وہ درجہ اور وہ اہل فطانت
کے درمیان کچھ پتا ہے۔ اگر اس سے مشہور وادی قرآن مراد لی جائے کہ یہ باہر خلا ہے، مگر یہ درجہ سے غلطی نہ
جذب مغرب میں ہے، اہل شام میں ہاں تھا، اگر شامی حساب کی کوئی نہ وادی فرما بھی ہے، اس کی درستی میں کام نہیں، ایک
کوئی درجہ ضرور سے قریب چھوڑا مقرر ہے، مانتے میں اسی کو کر رہے۔

[illegible]

فتاویٰ: ابن سید محمد علیؒ کے لئے مذکور ہیں۔ اختلافات: العصب میں مسماۃ، الناعم والزیبر والفی، التواء، التخمض،
الرجیم، السطول۔

[illegible]

اسی سے مراد یہ مسلم ہو سکتا ہے کہ تباری کے جانب شمال جو میدان ہے اس میں تھوڑی سی کیفیت پر مبنی ایک کھدائی کے قلعوں میں اس قلعوں کی حیثیت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ نیز یہ بیان وقاص جنگ کے سلسلے میں حکم ثوابت میں نہیں آیا۔ میرا خیال ہے کہ گروہ یا ان کا جو فصل ہیں تمام فاصلہ کم ہو یا زیادہ۔ اسی طرح ہر وہادی کے کیفیت اور باغات متصل ہیں۔ اس وجہ سے اغلب ہے کہ ہر تباری کی حفاظت کے لیے دیگ لگنے سے بچنے کے لیے ہر وہادی کے لیے یہ مصلح تھا کہ اس وجہ سے اغلب ہے کہ ہر تباری کی حفاظت کے لیے دیگ لگنے سے بچنے کے لیے ہر وہادی کے لیے یہ مصلح تھا۔

ڈاکٹر حمید اللہ کا بیان | ڈاکٹر حمید اللہ نے اسلامک ریویو کے ایک مقالے میں وادی خیر کا نقشہ بھی پیش کیا ہے۔

جس کے کسی بڑی دوست کے گھناؤنا تھا۔ اس میں شہنااز ہوا دوست کے دوپٹے ترسے ہیں۔ پہلی جی ویسٹ ۱۵۱
 ہے۔ اس کی مختلف داریاں نقشے میں وضع ہیں کی گئیں۔ حزب میں دو بار فز کو تصدیق ہے۔ اس سے تھوڑی سا
 فاصلہ ہے۔ سب سے پہلے یہ قلعہ قوس کا مقام جو ہادی سے مشرق ہے۔ فاصلہ ۱۵۱ ہے۔ اگر کمرہ سب سے پہلے
 یہ فاصلہ لکھا جاسکتا ہے تو یہی سب سے پہلے کے فاصلے کی تعبیر ہے۔ پہلے کی فاصلہ ۱۵۱ ہے۔ یہ فاصلہ
 فاصلہ ۱۵۱ ہے۔ یہ فاصلہ ۱۵۱ ہے۔ اس فاصلے میں جو کچھ بھی ہے بائیں دائیں ہے۔ اس کو اس سے
 ایک ہی تصدیق معلوم نہیں ہو سکتی

سب سے پہلے ایک فاصلے کے واسطے پر مبنی ہے۔ جسے آقا کہتے تھے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام
 چنگیز زبیر اور سب سے پہلے کے فاصلے کے واسطے ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 دو فاصلے ہیں۔ ایک فاصلہ ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں

یہودی نام کے فاصلہ ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں

یہودی نام کے فاصلہ ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں
 فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں

یہودی نام کے فاصلہ ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں

یہودی نام کے فاصلہ ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں فاصلہ کے علاوہ نام ہے۔ اس میں

مرحوم تھے ہیں۔

یہ ذات شہادت ائید و انتظار کی حالت تھی۔ صواب نے تمام راستہ اس ہے قراری میں کالی کی دیکھی
یہ تاج فخر کسی کے ہاتھ آتا ہے۔ حضرت عرش نے قناعت پسندی، عدم نظر کی بنا پر حکومت اور سرداری
کی تمنائیں نہیں کی، لیکن جیسا کہ صحیح مسلم باب تغافل میں مذکور ہے، اعلیٰ غر الخرافت ہے اس میں
موتی کی تمنائیں ان کی خود ارادی قائم نہ ہو سکتی۔

میں حضرت علیؑ کو بلا دیا گیا۔ وہ اکثر ہر چشم کے ہاتھ جھٹ سے ملتا رہتے، اس میں ائمہ مسلم نے ان کی آنکھوں پر
لعاب دیکھ لگایا، دُعا کی اور نعم عطا کرتے فرمایا۔ نیز ہر شاد ہوا، نئی سے دن پر اسلام پیش کر دیا، اگر ایک شخص بھی تعدادی
جاہلیت سے اسلام نے اسے تو شروع انگوٹوں سے بہتر ہے۔

میں جنگ کے موقع پر بھی دعوت اسلام ہی کو منظم رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ میں مشعور اسلام اور جاہلیت کی
درجہ جنگ نہ رہ سب دو نہیں چلتے، وہ مہاسے باندھے اور ان پر تلے دیکھے خود طواری مشکل نے اور نیز جیسے رہتے
پر مشاہدہ لکھا۔ اس کا بھائی عمارت پتے ماہاجہ چکا تھا۔ اس لیے وہ خوش انتہام میں دیوانہ ہو رہا تھا۔ حضرت علیؑ نے
نور سے سر پہ لکھی ایسی ضرب لگائی جو سر کا فنی بونی دانوں تک آگئی، پھر جب کا بھائی یا سر شاہی کے لیے
لکھا۔ اسے حضرت زبیرؓ نے قتل کر دیا۔

بہر حال پیش رو کے بعد قمری سفر ہو گیا۔ اسی قمری واسے مساکت پر کھدو ہو گئے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ جودی لڑائی
یہاں کے ساتھ علیؑ نہ لیں۔ مال اذین اور سالانہ حرب میں سے کوئی چیز ساتھ نہیں لے کر کسی نے کوئی چیز چھپائی تو منافقت کا
تعدادی نہ رہے گا۔

کہ انہی ابی العقیق نے دانت کی محال کے قیصر میں پناہ دے دی اور وہ بہت دیر ہو کر اور اسے میں دفن کر دیا تھا۔
میں نے سچ کہا کہ اسے چھپانا مناسب نہیں۔ سات سات بتا دینے مگر وہ انکار کرتا، دیکھ کر وہ کھلی گئی مگر کہ نہ
حکومت کی مزا کوئی سطر کے قتل کی بنا پر ہی گئی۔ یہاں تک میں ہی تعریہ ہے۔ اس نے قمری کو جنگ میں نہیں لکھا اس
حالت میں لڑنے سے بہتر لڑا کہ اسے حب وہ دم لینے کی فرقی سے دیو کے مایے میں بیٹھے تھے۔

صلح کے بعد میں یوں نے وہ فرست کی کہ زمین بار سے اسے گری جائے، پھر یہ اور کو لکھتے جسے ہر بار بیت
وہیں گئے۔ یہ درخواست منظور ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف حصہ وصول کرنے کے لیے بھیجتے تھے۔
وہ پھر اور کہ وہ میں قسیر کے سکے یوں دیں سے کہے کہ جو حضرت عامر، نے اور وہ اسے مدنی پر شیر پر کر لیتے، زمین

اس آستان ایسے ہی محل سے قائم ہیں۔

دو طرز پر یا شمشید | سودا کی خبریں سودوں کی خبریں جست پر نیا کر شدتے۔ دو ایک۔ سودوں اور سود سم
کی خدمت میں بیٹے اور حقوق سے سلام نبوی کیا پھر لڑائی کے پتے نکل پڑے۔ دو بار اور
ذکر شدت پائی۔ قرآن اسلام کے بعد ایک ہی فار کا وقت۔ مرنے پر ہر مسک اور شاؤ کے ساتھ وہ ہست اور پتے
ہست پر غار ہوئے۔ اس طرح ایک سودی اور شاؤ پر ایک تھا۔ اس سال ضیعت میں سے سود یا غارت لینے سے انکار کیا
اور کہا کہ میں تو شہادت کا آئرو سند ہوں۔ اس کے بھی شہادت پائی۔

بعض فقہی احکام | جبکہ تبرع میں فقہی حکم کا پلین فرماتے ہیں۔
۱۔ چیز اور ہند حرام ہوئے۔

۲۔ دوسرے حرام ہوئے۔

۳۔ گناہ اور خیر حرام ہوئے۔

۴۔ غنایوں کے حصے میں قلعے کو استبرائے حیدر کر دیا گیا۔ یعنی مانگ سے دفعہ مل چکے۔ اور زمین ماہک تھے اہلانو
قرور پایا۔

۵۔ چاندی اور سونے کی خرید و حق حاصل حرام ہوئی۔

۶۔ بیس روایات کے مطابق شہر بھی اسی جگہ میں حرام ہوا۔

جانی نقصان | تیرہ کی جنگ میں تہذیب سے سودوں کی ماسے لگے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار شامل تھے۔ چند
مسلمان غمید ہوئے۔ حاضرین ان کو اسے اپنے ہی ہاتھ سے اتفاقی رقم لگنے کے باعث شدت
پائی۔ ایک صابی شہرین براہموردی دہر آکر شہر کھانے کے امٹ لڑتے ہوئے۔

فدک، داوی القرنی اور تہا | غیر کے ہر فدک کے سودوں نے صل نامہ خبر کے مطابق تمام شہر میں منکرو کر لیں۔
بیس روایتوں میں ہے کہ ان سے نفعت زمین سے لے جی اور نفعت انہی کے
قبضہ میں چڑھی گئی۔ چنانچہ جب مغرب ہوئے سودوں کو جہاز سے نکالا تو فدک کے سودوں کو نفعت زمین کی
قیمت دی گئی۔

چہر سلطان داوی القرنی کی طرف چڑھے۔ وہاں معمولی لڑائی ہوئی۔ بعد میں شہر کی مشہرہ لفظ کے مطابق صل
ہو گئی۔ تیسارے سودوں کے واسے بغیر ہی وہ شہر میں قبول کر لیں۔

صلہ شہر و انہی بعد اول سال ۴۱۱ھ

اہم المومنین صغیرہ | جنگ خبر کے قیدیوں میں تھیں انھیں کی صاحبزادی صغیرہ بھی تھیں۔ وحید بھی نے ایک کینڑی کو دوست کی، صغیرہ صغیرہ نے انھیں اختیار دے دیا کہ جو چاہیں سے ہیں۔ انھوں نے صغیرہ کو چنا صحابہؓ عمن کی کہ صغیرہ خیر اور قرینہ کے رئیس کی صاحبزادی ہیں۔ کپٹ کے سوا اور کوئی اس کے ہاتھ نہیں چنانچہ آپ نے وجہ کو دور ہی کینڑی سے دی اور صغیرہ کو آزاد کر کے ان سے غلام نکال کر لیا۔ اسی طرح زیدہ و فیلہ و نفیسہ اور طریفین بن نہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ وہ ناشکی مرہم نے بالکل صحیح کھا سہ۔

حضرت صفیہؓ کے پاس منافع، مختلف مراتب اور نفی غم کے پینے اس کے سوا اور کوئی تحریر نہ تھی۔
سُنن طبرانی، دم وصیبت زود کو پناہ تو نوی کے غلام و سیدی اس اور مذہبی حیثیت سے بھی یہ کاروائی نہایت غزواتی اور بکارتی تھی۔

ایک یہ سویر کا مضمون | مسیح کے بعد سولہ سو برس تک کی جیسی تزیین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کھلنے لگی۔ زور کو رہا۔ زور کو رہا۔ دعوت تہائی زبانی تھی نہ کہ ایک ہی فقرہ کا کرہ دست بنا کر کہیں گیا اور تفرقہ افی کیا۔ بشری برادر دینی ضرور علم کے ساتھ تھے۔ وہ خود ادب سے فرائض کے اور نگلی گئے۔ چنانچہ زہر جسم میں سرایت کر گیا اور تیسرے سویر پہنچے۔ ان وفات پائی۔ تزیین کو بلا کر پوچھا گیا تو اس نے اعتراض کرنے پر سے کہا کہ میرا خیال تھا اگر آپؐ سویر ہیں تو زہر اثر نہیں کئے گا۔ پھر نہیں تو ہیں آپ کے ہاتھ سے نہایت ہی پاست کی۔
بشری زہر کی وفات کے بعد تزیین تھیں ہی تھیں کی گئی۔

تقسیم خیریت | فطرت میں سدا کا بیان ہے کہ سب خیر فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اے پیغمبر! تمھوں پر تقسیم کیا، ہر بھائی ایک سو سو حصے تھے۔ اس کا نصف اپنی اولاد و خلفہ پہنے کے لیے مانجا و طرہ دیا تاکہ یہ ایک ہو کر رہا، نصف کو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا۔ اور دوسرے نصف صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہی اسی نصف میں تھا۔
یہاں اٹھادو حصوں کے اور صلی اللہ علیہ وسلم فی حق اٹھادو سو حصے ہوئے۔ یہاں دس کا ایک سو سو اور سولہ کے دس سو تھے۔ چار سو یہاں دس اور دس سو ہوا تھے۔ چنانچہ اٹھادو سو تھے پانچ سو تھے۔ (مواہف)

غزوة موت

غزوہ موثر

عمل وقوع کہ میں ایک صدی پیشتر کی مغربی تہذیب کے مروجی سر و شہ کا ایک مشہور مقام تھا یہی وجہ ہے کہ ہمارے تاریخی مسلمانوں کا اور انگریزی میں کتب سیرت میں جو چار چار سو سال پیشتر کی تاریخ اور مغربیائی کی کتابوں کی بنا پر مرتب ہوئی۔ اسے شام کا مقام بتایا گیا ہے لیکن گزشتہ پچاس سال میں یورپی دستکار کے کاغذ یا شام پر کئی مرتبہ قطعہ دریدہ کی مقررہ پلا یا پلا چکے ہیں، لہذا اس عمل سے شمالی جاز بھی بضر کا نہیں رہا۔ پچھتے فلسطین کو شام سے ملگد کیا گیا، پھر فلسطین کے محکمے ٹرانس کر کے یروشلم کے لیے ایک ریاست پیدا کی گئی جس کی وجہ سے شرقی وسط پر غزوہ شام اور ہاتھ باری و غیر بری کی محکمہ میں سقوط ہیں۔ یہ ہر چھ تو شمالی جاز کے دو علاقے میں قبہ و صمان ایک کر کے اذین کی بنیاد رکھی گئی جس میں تازی شام میں شامل ہوا شیر لہان کو شام سے ایک کیا گیا۔

زادہ اسی میں عرب اور اس داس کے مقامات کو شمشیر سازی میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ یہاں کی بنی ہوئی تعمیریں "مشرقی" کہلاتی تھیں۔ جب عرب و عرب میں غارت و جوا و یادہ سرینے لاکھ آت کا مارا، اچ ہو گیا تو شمشیر سازی کا بھی عمل موثر ہی میں نہیں ہر گز غارت پاوینہ بن گیا اور اب ماہ فوسوں میں موثر کا نام بھی نہیں ملتا۔

موجودہ کیفیت موجودہ حالت میں موثر سلطنت اردن میں شامل ہے۔ اس سلطنت کے ایک علاقے کا نام بقا ہے اور اسے اردن کے مشرقی کنارے کے ساتھ یکجا کر کے جزیری سرے ایکہ کرنا ہے۔ موثر بقا کی جزیری سرے اتنے بڑے تھیں کہ ان میں اسے گریڈ کر کے ناب و مشرقی میں غارت سے فاش کر دینا پاتا ہے۔ یہ امر جو فوسوں پر جو صاف ہے اور اسے اور کر کے برقی بنی ہوئی جاتی ہے اب اس کی اہمیت شمشیر سازی کی وجہ سے ہیں، محمد غوثی کی اس کتاب کے باعث چند ایسے ہی محرمات ہوئی ابی حامد حضرت لڑیں عارڈ، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور ان کے چند رفیقوں نے شہادت پائی تھی۔ یہ اردن میں ایک خوب صورت مزرعہ بن گیا تھا، جو وہاں کے خوب لوگ "الارد" کے نام سے معروف ہیں۔ ان میں سے کوئی ایکہ نہ تھا اور اس علاقے کی زبانوں میں اسے "آب" لکھا ہے۔ "آب" کے خوب لوگ "آب" حضرت اور کچھ زائد ان کا نام تھا۔ ہم سے عام یہ حضرت کو کے اس زائد کی اور اس کی بھینس میں آ رہی تھی۔

زنگ کا سبب اردن کے سنی و مذہبی جوہر نے مختلف حکام و رؤسوں کے نام اسلام کے دعوت کے لیے بھیجے تھے تو

عبداللہ ابن رواحہؓ نے دوا سے غم و غما کیا، وہ بھی مردانگی سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ ان کے دل میں
 عبداللہ ابن رواحہؓ پہلے سے شہر کی شہادت، سایہ خا افتادہ نہیں اور تم نے حاجت بھی بعد ازاں نہیں دوا کی مگر سچی تھی
 میں غریب رہیں مگر تھے۔ کثرت میں عبداللہ ایسے اشعار پڑھتے جانتے تھے، جن سے شہادت کی انتہائی کمزور کا
 شمار ہو جاتا تھا۔ میں نے فرمایا کہ تم یہ اشعار میں کر دو چاہا۔ عبداللہ نے کہا: اشعار کو بکھار دو، کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے شہادت
 نصیب کرے تو اسے خیر میں میرا کیا نقصان ہے۔
 مصحف پر کہ لفظ اسلام کہتے تھے مال جنگ کا شروع ہو گیا، اللہ ہی نے دیا تھا۔

ایک روایت ہے کہ سیر میں کھانے پینے کا انتظام ایمان کے مطابق نہ ہو سکا، عبداللہ کے چچ نے بھائی سے ایک
 گشت والی بی بی پیش کی کہ کچھ کھا کر رہتے ہو مگر میں عبداللہ نے حضورؐ کی شہادت سے کلام پیر دشمنوں کی آواز میں نہیں
 آج بھی چھپک دی ہوں، اپنے آپ سے مخاطب ہو کر یہ کہتے ہوئے کہ میں ایک تو دنیا ہی میں ہے نہ پھر لڑنے والا
 شہادت حاصل کی۔

آخری دور | عبداللہؓ نے دوا کی شہادت کے بعد جنگ کا آخری دور شروع ہوا اور انہیں سے اس جنگ کے تاریخی کا
 اسرار اشراف و عاقل بنا۔ کیسے بدو گرتے ہیں سالادوں کے خوراک فرماؤں تو شور و سول، اللہ سارے فرما چکے تھے
 پاتے سالاد کا فیصلہ لشکر پر ہو کر آیا تھا۔ فطانت ان صدیق ابراہیمؓ کی روایت ہے کہ عبداللہؓ نے دوا کی شہادت کے بعد
 مسلمانوں پر بہت اظہار کبریٰ کرتے جاتے۔ ایسی طاقت کبھی دیکھی نہ تھی، ان میں سے دو بھی کیا کرتے تھے، اس دنیا میں ایک انصافی
 غم اظہار کرتے دوا سے وہ جانتے بڑی مسلمانوں کو جے کے تمام آریس سے اگلے نکل کر علی کا نام دیا۔ پھر کیا کر گیا،
 لوگ اچھبت پاس آؤ۔ یہ سنتے ہی سب ان کے پاس آئے جو تھے، صبر تھا دوا میں بڑی توفیق لائے تھے
 علم و فطانت ان ولید کے پاس سے لے کر خاندان کے کھانہ میں ایک سے علم نہیں لے سکتا آپ اس کے زیادہ
 مستحق ہیں۔ انصافی نے کہا کہ اللہ میں نہ تھا اسے ہی ہے لیا ہے۔
 آپ اس کے خاندان سے علم تمام لیا۔ پھر دشمن پر لڑ دیا۔ وہ نہ دشمن کو ایسی شکست دی کہ کسی ایسی رکھی نہیں گئی۔
 مسلمانوں نے جناس پانچ سو چلائی۔

روحی اور عملی کے تمام قرآن سے اس بنیاد میں تائید ہوتی ہے۔ شہاد
 و دوا کی دشمن کو ماضی کی توفیق کا تعجب کا مقام نہیں کہ جو لشکر و اقتدار تہذیب کا سواں و چالیسواں صد تھا، اسے

لے فطانت ان صدیق پر ہر ہر دوم میں ۲۰۔ ان چار میں علم اظہار کے دوا کی شہادت کی توفیق کا زیادہ دوا سے توفیق
 میں ۲۰۹۔ توفیق کے بعد ان کی توفیق مری ہے۔ ۱۰۰ میں ۲۰۹۔

حقیقتِ مائل | یہ اس وقت کی بات ہے جب کسی شے ایک وسیلہ نہیں ہوتا، جب ثابت بن ارقم انصاری کے صبح تھوڑے دو تین اور مرگئی کی حرکت سے خائف بن دیک کی سادہ دی پر اتنا ہی ہو گیا تو انھوں نے منکر لشکر کو اکٹھا کر کے اپنے صواب رہنے کے مطابق ترتیب کیا جو کہ پھر ایک دم اس زور سے ٹوٹا کہ اگر دشمن کے چنگے چوٹ لگنے اور دیکھے ہٹ کر اور بچے ہٹ کر ہٹنے پر مجبور ہو گیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سائینے سے ایک ایک ہٹ جانے کے بعد زور تو ترتیب عامی کے ساتھ ملتا اور ہٹنے کے ہٹ دشمن نے جو ایسا کر کے کہ لشکر نہیں ہر شکست کھا کر جاگ گیا تھا بلکہ کٹا دم ٹکڑے ہو گئے تھے۔ مثل ایسا ہے۔ ممکن ہے ایسے دور چرخش بھی دھڑلے ہو چکے ہوتے ہوں اور دوسری قسمی خدا بنائے کہ کھٹکے آئیں۔ اسی پر اسی کا سرسبز ہونا اعلیٰ میں تھا تو وہ پکارا کہ بے نیچے ہٹ کر اس پر تھوبہ نہ لیا جیسے۔ جیسے سلطان دشمن کا تعاقب نہ کر سکے کہ کلاں کی قلعہ بہت کم تھی۔ اگر ان کی حقیقی مشیت کا شوق کو لگا، ہو جائے تو یقیناً ایک ہی فراس مجھے سے زخم و زخم نہ آسکتا۔

دارالاسلام میں قتل کے بعد خائف کی غیر معمولی عربی مصنفین کی یہ پہلی بیوہ افزوی تھی۔ آج کے بل کر اس ناخوشگوار سائے ہجرت انگیز کارنامہ و انجام دینے، اہل تاریخ کے لیے سرمایہ فخری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے خائف کو سیف اللہ کا خطاب دینی مصنفین کو آتا۔

سید بخاری میں تو خائف کی روایت ہے کہ ایک لڑکے میں میرے اقدار سے تو تمہاری قبریں اور موت ایک جیسی تھیں جو سے پاس نہ لگے۔

شہداء سے موت | ان مزم کے بیان کے مطابق سندھ قرنی، مہتاب جنگ موت میں شہید ہوئے و

۱۔ نذیر بن عمار بن سہلہ راول

۲۔ حنیف بن ابی طالب سہلہ دوم

۳۔ حوالہ اللہ بن دواؤد سہلہ سوم

۴۔ مسعود بن ابی سہلہ بن عمار بن فضل

۵۔ دہش بن سعد بن ابی مرز

۶۔ عباد بن قیس

۷۔ عمار بن عثمان

ملفوظات کتاب الفارسی باب غزوہ موت

یہودیت، مسیحیت اور اسلام

مولانا کی تصریحات

یہودی اور عیسائی سر تا سر کی آیت ملتا ہے کہ ان یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی تمام معاملات نسخہ گوئی کا حکم رہا ہے۔ انہوں نے کچھ بد و گھبر سے مذاہن کی عداوت اور زبان کی نفیس اور سجادہ کے اس و مانیت کے لئے وہ ایک بہت بڑا قدم بھی اٹھایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اگر ان کی طرف سے عداوت بھی اب اعلان کی جائے تو یہاں اسلام کا تصور ہوا تو چاروں یہودیوں کی مانند بنائیں آیا، متنبہ ہو گئیں عیسائیوں کی کوئی قرب آباہی نہ تھی، گھوڑا یہودی میں تھا، یہاں اور شام کے یہودی بدلتے تھے، یہودی کا یہ غرض تھا کہ اس کی طرف اشتداد لگا دے، کچھ میں یہ عیسائیوں کی حالت یہودیوں سے مختلف تھی، ان کی طبیعت میں کوہمہ اور سختی نہ تھی جو یہودیوں میں طبیعت شامیہ پر مبنی تھی، اس لیے جب اسٹری نے اس امر کو محال سمجھا تو مخالفت کا بخوش پیدائش ہوا، بلکہ اس کی طرف مائل ہوئے تھے جو باطلیچہ کے عیسائیوں میں تھا، ابتدا سے مخالفت اور دشمنی اختیار کی تھی اور اپنی خوشی سننے لگے تھے کہ یہ دنیا قبول کر لیا تھا، پھر اسلام نے خود کو یہودیوں اور عیسائیوں کا قاتل بنا لیا، افسوس کہ مذہب سے مخالفت ہو کر اسے جس طرح آگے بڑھا کر دیکھتے ہیں۔

ملکہ محبت میں تو یہودیوں کا نیک چہرہ

ابن کاتب میں سے میں لوگوں کا یہ حال ہے کہ نہ تو خدا پر
ہوا ایمان رکھتے ہیں اور نہ آخرت کے دن پر۔ ان میں ہر ایک
مقام سمجھتے ہیں جیسے، لہذا اس کے رسول نے ان کی
تخالف میں، اسلام غصہ اور ایسے وہ بچے ہیں، یہی برائی
قرآن سے بھی بچے کر رہے ہیں بلکہ کہ اپنی خوشی سے جو یہودی
قبول کر لیں اور عداوت ایسی ہو جائے کہ ان کی سرکشی خوش
ہو جائے۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ
وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدْعُونَ
دِينَ الْغَيْبِ مِنَ الْكِتَابِ أَفَرَأَى
الْجَاهِلِيَّةَ مِمَّنْ يَبْغِي وَهُمْ صُورَتُهُمْ

ملکہ میرزا، اچھے یہودی، بدعتی تھے۔

تھے یہی میرزا، بظاہر یہودیوں کے عیسائی ہیں، جو اس زمانے میں اپنی کاپی کے صفا دیا کرتا تھا۔

حضرت موسیٰؑ اندر سبب اسلام نہایت عظیم دی تھی اسے ایک تھم چھوڑ چکے ہیں۔

یہاں اہل کتاب سے ایمان کی اسی طرح نفی کی ہے جس طرح سورہ بقرہ کی ہے کہ وہ ان اقسام میں بغیر امتنا ہائے

وَالْقَوْمُ الْأَخْرَجُوا هَذِهِ يَهُودِيَيْنَ (٨١٢) :

ملنے کے لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ مومن نہیں۔

جزیہ

سَيِّدُ يَعْنُو الْاِجْرِيَّةَ غَنِيَّةً يَدِيَّةً وَ حَسْبُ حَنِيفِيَّةً

۱۔ اجزیہ ایک ٹیکس اور وصول تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمر سے بہت پہلے درمی دور دوسرے حکمران ملوث
پیشتر کی حالت: حکوم گزروں اور مقوس سے وصول کرتے تھے اور یہ جی پر لکھا جاتا تھا یقیناً ان کی تہذیب میں مقسوسوں کی
ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ غیر مسلم پیشتر بڑی بڑی نہیں ملاتوں کی خدمت میں پیش کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے مگر انہیں پرستار
نہ تھا کہ اس راجہ کو جزیرہ کہا جاسکے۔ وہ اسلامی حکومت کی مخالفت کو خوشی قبول کر لیتے تھے کہ وہ اس سے اور اس سلسلے میں ملوث رہی
مگر بھی دینے کے لیے راضی تھے مگر جزیرہ گزارا کہہ سکتے تھے اور انہیں گوارا تھا، مخالفت کے سلسلے میں کوئی ٹیکس نہ لگاتا ان کے لیے بار
نہ تھا مگر جزیرہ کو وہ ملتان کا دار الحکومت تھے کیونکہ ساتھ حکومتیں جزیرہ کو بہت دیر نام کر چکی تھیں۔
مسلمان کا مقصد ہرگز نہ تھا کہ کسی قوم پر تہذیب کی فرض سے جزیرہ عائد کریں۔ بلکہ جزیرہ کی اصطلاح اس لیے ملتی تھی
کیونکہ یہ مخالفی قوم کے لیے پیشتر سے یہ اصطلاح قرار پائی تھی اور عربوں سے رائج تھی۔

۲۔ تیمین مقوسین جو ملاتے تھے اور جسے ملے جہاں جہاں اسلامی حکمران کی پیشتر تھی ہاں ہی تھی وہاں ہر مسلمان کے لیے
لیما تین ہزار تین تھیں، جی میں سے وہ کسی ایک کو قبول کر سکتے تھے اور یہی پرانے کے ساتھ برتاؤ کو
انحصار تھا۔

۱۔ وہ اسلام قبول کریں، جی کے بعد ان پر وہ تمام اخلاص عائد ہو جاتے تھے تمام اسلامی حکومتیں اسلاموں کے لیے
وامیب اور شمال تھے۔

۲۔ اسلامی حکومت کی مخالفت قبول کریں اور اس سلسلے میں جو دہی مالیکس وامیب اور جہاد کرتے ہائیں۔ یہ عرفاً
جزیرہ کہہ جاتا تھا۔

۳۔ پہلے وہ دین سمجھتے تھے کہ وہ اس کے دشمنی اور مخالفت کے لیے تیار ہو جائیں اور ان کے ساتھ دشمنوں کا سامنا ہوگا، اگرچہ
ہو جائے۔

۴۔ افسوس سبھا کی تحریک جبکہ ان کی حالت میں آباؤ اجدادوں اور گزروں سے یہ استفسار یہ ہر حال قرین عدل و انصاف
اور تمام اہل دین کے میں مطابق تھا۔ اس کا جواب یہ تھا کہ یہ مخالفین حالت جنگ میں ہیں

حسب و حال کمرت انھی گروہوں تک محدود رکھا جائے جو تدارک و تباہی کے سوا کوئی صورت لینے قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوں مگر مسیحی اصحاب نے اس استفسار پر ایک خاصہ دعوے کی شکل دے کر ایسے لفظوں میں پیش کیا جیسا مسلمان مسیحی جو کچھوں سے ملنے آئے تو غیر مسلم ہر شے میں مل باقاس سے پچھتے، کیوں یعنی اسلام قبول ہے، اگر وہ انکار کرنا تو کچھ اچھا بیڑہ دینا منظور کرو۔ اس سے بھی انکار کرنا تو جسے اللہ تعالیٰ کھلیں کہ اس کی گردن اڑا دینے کے درپے ہوئے تھے۔ بے باق و رانا اذیہ راجعون۔

یہ حقیقی صورت حال کی سرسری نظر اور کاغذ پر بیاد تھری تھی۔ "ایک کارپسٹرو اس کا ذکر کر رہا ہے۔ اس مریض حرمین کا۔ سبب یہ ہے کہ اصل معاملے کو سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی ہو یا نہ دماغ سے ایک ایسی تصویر پیدا کر لی گئی، جسے دین حق سے کوئی وابستہ تھی اسے تار بیا، سمجھ سے اس کی توثیق دتا ہے ہرقی تھی۔

داروہ استفسار اور گروہ کی حقیقت حالی معلوم کیے بغیر دشمن سمجھ گیا سرسری ملاقات انشاء فرار دے کر یہ فکر اختیار کیا گیا تھا کہ سب کے سامنے یہ بیڑہ موزوں پیش کیا جائے۔ ان میں سے کسی ایک کا کہنا کہ کر لینا ان کے رویہ پر منحصر ہو گا۔ دین قبول کر لینے میں ہرگز گھٹائی تھی، اگرچہ دوسری کر لینے کی عرض تھی۔ نہ کسی کو غلام لالہ جگہ میں الجھانے کا شوق تھا۔ تیوں میں سے کوئی ایک صدمت ان بیڑہ منلوں کے اپنے جواب دہ ہو کر فوت تھی۔ قبول یا صدمہ مساوات کی دستانہ تھا تب تک یہ ضابطہ کلہ راز تھا اور قبول جگہ اس بڑا کی سند تھا جو دشمن کے ماتحت ہو کر اختیار کرنا چاہتا تھا۔

حق شناسی اسدی فوجوں کے اس فرقے میں کا تیرہ نکلا کر پیرا دیا ان کے اصل قبول ضابطہ پر آمادہ ہو گئے اور وفتہ و ختام کفر ایم کے باعث لڑنے کے سوا کوئی راستہ نہیں پاتے تھے۔

یہ مسافروں کی حق شناسی تھی، وہ لڑنے کے خواہاں نہ تھے لیکن تدارک و تباہی کے اس عالم کو دینے کے معاملے میں لڑائی ان کے لیے گزیر رہی تھی۔ وہ کسی کارپسٹرو انہیں بنا سکتے تھے نہ گروہ جبروین کے معاملے میں ہائز ہی نہ تھا، ظاہر ہے کہ وہی کوئی لڑائی میں تھا جسے نہ ہر کسی کسی کے حق میں علم نہیں رہا تھا۔ ان کا استعداد تھا کہ انسان کے متاد و اعمال درست ہو جائیں اور وہ صدمہ مستقیم کر لیا جی، اختیار کر لے، یہ قصہ صدمت تھا جس کے بعد یہ غلوں اعمال ہی سے حاصل ہو سکتا تھا۔

قبول اسلام اہلزمین درست ہے کہ جیلز و لڑائی کے مسلمانوں کے حق میں، امن سونگ لڑ میں نصیب حق سے تیار ہو کر خود بخود صدمہ قبول کر لیا۔ کچھ جگہ ایک دست تک مسلمانوں کے دوش پر دوش دنگیاں گزیر رہی تھیں اور اسلام کی حق میں مائل ہو گئے۔ بعض غنیمات دیکھتے ہی تھے اور دعوہ پہلے ڈا صدمہ پر قائم رہتا اور مسلمانوں نے ان کے پہلے ضابطہ کا جو خود کر لیا تھا اسے بے تامل نہ کر لیا گیا۔ کبھی کسی کا کوئی حق شہریت، حقوق مذہب کی بنا پر نہ ہونا، خصوصاً

گاموں سے جزیہ لیا گیا۔

یہاں "جزیہ" یعنی کاروبار کیا گیا ہے، اور اگرچہ یہ روایں اور میاں کے ذکر میں آیا، لیکن اسلام حکم تمام غیر مسلموں کے لیے ہے جو مسلمان حکومت کے ماتحت رہنا منظور کریں۔ یہ تاجیہ صدر اول سے لے کر آخر تک اسوں کو سنوں کا عمل: اس پر اور خود انصافیت مسلم نے جزیہ سے جزیرہ لیا تھا، صحابہ نے صحابہوں سے لیا اور خلفائے بنو امیہ و عباسیہ کا سزا کے چندوں اور یہ روایں جو سے جزیرہ لیا مسلم ہے۔

الجزیرہ کے غیر مسلموں کے بارے میں اختلاف برادر اولہ ام مہنفہ اور تاجیہ ابوہریرہ سے اس طرف لگنے پر کوئی چیز پر مسالحت نہیں دیکھی لیکن اس بارے میں صحیح غریب محمدی کا ہے یعنی عرب و عجم کی کوئی تفریق نہیں کی کہ خود انصافیت مسلم اور صحابہ کا عرب کے غیر مسلموں سے جزیرہ لیا گیا مسلم واقعہ ہے۔

باقی سبب مشرکین عرب اقوام کا سوال غلط فہمی میں ہیں، چونکہ یہ کہہ سہہ براہ کے زوال کے بعد تمام مشرکین عرب مسلمان ہو چکے تھے اور مکہ الہی کا فیصلہ میں تھا کہ باہلیت عرب کا حرکت پھر میں سرخ افشاں ہے۔ قرآن نے غیر مسلموں سے جزیہ لینے کا حکم نہیں دیا: اس لیے کہ قرآن و انسان کا مستحق اس تھا اور اس لیے کہ وہ چاہتا تھا مسلمانوں کے نظام حکومت میں غیر مسلموں پر قاتا جو عذر والا ہائے، جتنا جو مسلمانوں کو افشاں پڑے گا۔

اسلام نے مسلمانوں پر جوئی خدمت فرض کر دی تھی یعنی آج کی اصطلاح میں قومی قانون چری تھا اور اس سے عربوں کا جو غیر مسلم اسلامی حکومت کے ماتحت غرضی زندگی بسر کریں، وہ بھی ملک کی حفاظت کے لیے جنگ میں شریک ہوں ایسی ہی اسلام نے مسلمانوں کے خلاف سمجھا کہ اس بارے میں غیر مسلموں پر جو کیا جائے، اس نے جانتا کہ ان کی مرضی پر جو قادی اور کہا اگر خود اپنی غرض سے چاہے تو جوئی خدمات میں مسلمانوں کی طرف شریک نہ۔ و شریک چاہتا ہے جو قرآن کے بارے میں سبب سہہ دہم لیا کہ اس میں قادی غیر مسلموں کے لیے "جزیہ" ہوئی۔

فی الحقیقت انسان کے متایہ و مذہبات کی آزادی کا یہ ایسا اختراں تھا جس کا اس عہد کا وہ جبذہ کی آزادی عہد میں کوئی دوسری قوم تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ جنگ کے لیے ٹھکانے اپنی جان کو ہتھیلی پر نہ کرنا ہے۔ مسلمان مسلمانوں کو اس کے لیے جبر کر سکتے ہیں لیکن انہیں کیا حق ہے کہ غیر مسلموں کو اس کے لیے جبر کر دیں؟

چنانچہ مسلمہ کو اس کے قادی غیر مسلموں کو جو سزا دی جائے دینے لگے، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تصویر جانتے جہد جو غرض میں شریک ہو گا اس سے جزیرہ نہیں لیا جائے گا: جزیرہ ہر کام سے جزیرہ لیا جائے گا۔ بعض قزاقوں میں یہاں تک سہولت دی ہے کہ اگر تمام اور شریک نہیں ہوتے، صرف ایک جس شریک ہو گئے تو اس برس کی رقم صاف ہو جائے گی۔ طبری نے تاریخ میں اندازہ دیا ہے کہ خلیفہ عبداللہ بن علی نے خلیفہ عباسی کے لیے

مسلمانوں پر یہ ٹیکس | یہ قریشی قبیلہ بنی۔ دوسری غشت کا یہ مالی سہہ کہ مسلمانوں نے مسلمانوں پر کئی طرح کے ٹیکسوں کا بوجھ ڈال دیا تھا۔ ذکر آئے انھیں اور اگر کوئی چاہیے۔ نام حد ذاتہ و غیرت میں، ضیق صدقہ یا پیسہ جنگ پیش آجائے تو ان کے ہاں بوجھ بھی اٹھانا پڑیگا۔ پس ضروری تھا کہ غیر مسلم رعایا پر بھی ایسا ہی بوجھ ڈال دیا جائے کہ یہ ایک آزادی و حقوق کا تعلق نہ ہو ان میں۔ در مسلمانوں میں کوئی اختیار نہیں کیا گیا تھا، لیکن اسلام نے ایسا نہیں کیا۔ غیر مسلموں کے حقوق تو مسلمانوں کی طرح دیتے لیکن انی بوجھ مسلمانوں کی طرح نہیں ڈالا۔ ان تمام ٹیکسوں کے بدلے یہ مسلمانوں پر مانہ کیے تھے، مرنے تک ہر ٹیکس کی ادائیگی ضروری نہ تھی، یعنی مجزیہ کی ذرہ بھی انھیں صاف کر دیا جو طبعی فضا کے لیے تیار رہ جائیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ فی الحقیقت غیر مسلموں کے بدلے بوجھ بھی نہ دیا اور حقوق سب کے سب دیتے یعنی ہر ایک غیر مسلم آدمی جو بدعات سے انکار دے کر سے (جو خود اس کے وطن کی مخالفت کے لیے ہوگی) خود اس کی حکومت میں آزادی و حقوق کی ٹیکہ ویسی ہی دے گی مگر کمرے کا، جیسی ایک مسلمان ہرگز نہ کر سکتا ہے کیس مسلمانوں کی طرح اسے کوئی ٹیکس اور نہیں کرنا چاہئے گا۔ کیا اس طرح ملک کی کوئی دوسری تعمیر تیار نہ کر سکتا ہے؟

موسیٰ یو یسایا کا قول | جہاں ایک غیر مسلموں کے مذہبی، معاشرتی اور شہری حقوق کا تسن ہے۔ موسیٰ یو یسایا کا یہ قول سننا بہت کم ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کے ماتحت غیر مسلم ہیں کوئی سب کے معاملہ خارج کسی قوم کو داخل ہو سکتا ہے، البتہ مرنے تک اس کا حق نہ تھا یعنی وہ غلبہ نہیں ہو سکتے تھے۔ (مورل)

فتح مکہ

بِنَا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا اِنَّ عَوْدَةَ لُحْيٍ

— (۱۰) —

اصح حدیث یہ ہے کہ اس مقام سے بھی فتح میں علیؑ کے مسلمانوں اور مشرکوں کے بل بوتے پر کا اور ولادہ کھلا، مشرکوں کے لیے نیکو کام لائی بننے اور اس کی پاکیزہ تصویر کے دس اور علیؑ نوے قریب سے دیکھنے کے ملاحظہ پیدا ہوئے۔ ان نواف کا وہ نشان تھیں جو ہر ہم ہستوں کی جبری۔ یہود۔ نیر غریبی اور دین و حقیقی کی غلامی و مصلحت کے سر و کچہ دھندہ پر گرنے کو ملنے تھا کہ ان کی کاغذ کا اہواز پر کام نہ کرتا۔ ان میں سے کسی نے اس کے بل بوتے پر فتح مکہ کا راستہ ہموار کر دیا

یہ صلح بجا سے بھی فتح میں تھی کہ مکہ کو بھی اور وہیں غلو و جبر و کثرت و طعن کا سفید خراج کر سکتے تھے اور وہ قریش کے تھے جو انصاروں کے اعتقاد و ضمیر کی کڑاوی کا حق تسلیم نہیں کرتے تھے اور پہلے تھے کہ بنو نضیر کی حکومت کے بل بوتے پر اور دست سے چھڑا دیں۔ یہ وہ اعداء و غلامی کی لڑائیاں صرف اس لیے ہوئی تھیں کہ مسلمانوں کو احوت اس میں پر ایک کئے اور اس پر تمام سہلے کا کوئی حق نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں سے یہ وہ سال ایک برقیہ کے علم و دست مبارک پر داشت کیے۔ جب وہ وہ ہٹا دیا تو وہ گھر بار اور دینی و ملی و قباۃ چھوڑ کر شمال کی ایک کشتی میں جا بیٹے جو کہ تھے اور حافز و سیریل و ارمین۔ مخالفین نے ان میں اعلیٰ حد میں نہ جینے دیا۔ ان کے تبریز کی تلواروں اور ان کی ہتھیاروں و مسلمانوں کے سر اس پر پڑتی دیکھیں۔ ہجرت کے بعد بھی یہ سال ایک مسلمان ہا ہما نون شہادت و جرات میں تڑپتے رہے۔ جو میں میں ہیں مرتبہ قریشی مجبور ہوئے کہ مکہ ان کے سال کے صلح کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلی مرتبہ اپنے موافقت سے دست برداری اختیار کی اور مسلمانوں کو اطمینان سے دعوت دی کہ ان کی اپنی شہادت کا موقع ملے۔ اس معاملے پر غور و فکر کا بنیادی پہلو نہ تھا کہ جو شخص مدینہ میں رہے یا قریب میں رہے جس نے اس سال کی کویری حیثیت کیا تھی؟ بنیادی پہلو تھا کہ انہی اعتقاد و ضمیر کے بارے میں عروقت کس کا موقف تھا؟ کیا ان کو اس موقع سے اجازت تھی کہ وہ اپنی ہی دست برداری

نہ اقلہ صلح مدینہ میں اتار دیتے تھے یا فتح میں تھے

قریش کی عمدہ شہادت اور اصل نشان ایک بہت پہلو سے اس کے تھے جس سے وہ اپنے سے کا کوئی راستہ انھیں سوجھاتا تو

سات سات کہ دیں کہ سابعہ حدیبیہ ٹوٹ گیا۔

قرہ بن عمرو کے قریش کی طرف سے کہہ کر عرب تیسری صورت منسلوبہ تھی۔ یعنی یہ کہ سابعہ حدیبیہ ٹوٹ گیا۔
وقت کا حال | ان دنوں کے لئے تھا تو یہ جو رہے بنیاد کوہِ غوث کی سرکشی میں رہے۔ اتفاقاً کہ بنی اسحاق تھا۔ جب
 ان کے تاجی کا اذانہ پڑھا تو قریش پر غوثِ بقیانی کی حالت طاری ہو گئی۔ کرنی قبیہ حبیبہ
 تیرہ ان کے وہیں میں نہیں آئی تھی۔ طوافِ طہنہ کے بعد وہیں اندر مسلم کی نبوی حیرت سے قریش کے انہی و غاہہ
 وہاں وہ غوث کا اذانہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "الآن نغزوہم و ہم لا یغزوننا" یعنی کا یہ قریش کو ہاوس سے
 غوث پر غوث کا حوصلہ ہو گا۔ ہم ان کے غلات جنگ کے لئے نکلیں گے نہ اس ارشادِ مقدس کی قصد ہی وقت کے
 حال کی برزبان کر دی تھی۔ صبحِ عیدِ قریش کی بے صبری ہوئے عرب پر آشکارا کر دی تھی۔ تو قریش کا بھی فیصلہ
 ہو چکا تھا کہ میرے مزہ میں قریش کے لیے دست و بازو کا کام سے لے سکتے تھے بلکہ میری مسخر ہو چکا تھا۔ وہیں کی
 فتنہ پر ہوا میں آخری کامی مزید لگ چکی تھی۔ جنگِ موت میں وہی سکھن ہزار غازیوں کی تفرسی جماعت۔ یہ مزہ
 سیکڑا ہی میل ٹال میں بیک جا کہ نہ انوں کو یہاں جنگ سے ہٹا ہوا نہ وہ وہاں کی تھی۔ قریش کا اعتراف و اعتراف
 بے وجہ نہ رہے سبب تھا۔

ابنِ قریش نے یہ سفیان کو سابعہ حدیبیہ کی تہذیب کے لیے خیر منور ویکہ دیا۔ ان کے چاہا کہ
 سب سے دلی کی تہذیب کی یہ واقعہ درست تھا۔ اہلِ حنین سب سے پہلے اپنی صاحبزادی ام المومنین ام حبیبہ کے پاس
 پہنچا اور حضورِ مسلم کے ہر مبارک پیشکشنا چاہا۔ ام المومنین نے سنا یہ فرا کر بہتر بنا۔ ک پیٹ دیا کہ آپ سرگرم ہیں اور
 یہ گوارا نہیں کرتا آپ رسولِ اندر مسلم کے ہر پیشکشیں۔ پھر وہ سفیان کے باؤ کا کہی ہیں اپنا مدعا بیان کیا۔ آپ نے
 کہہ کر جواب دیا۔ بعد ازاں دو ایک بعد وہ حضرت سہیلؓ، حضرت فاروقؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے امداد کا
 خواہش کیا۔ وہ سب نے اس معاملے میں مخالفت سے معذوری ظاہر کر دی۔ آخر میں حضرت حسنؓ کو اسلحہ لینا
 چاہا وہیں کی ضرورت پانچ سال کی تھی۔ پھر سہیلؓ میں یہ اسحاق کے کہہ کر مردانہ ہو گیا کہ میں نے معاذ و عذیر کی
 تہذیب کر دی۔ اپنی کہہ کر عادت ہے کہ وہ اس کا ست سنا دیئے ان پر واضح ہو گیا کہ نہ یہ صل ہے میں پر اہلِ حنین سے پہلے
 دیں اور نہ حالت جنگ ہے، اس کے یہ تیاری کر لیں۔

اس وقت انہیں اسلامی لشکر تیار ہو کر ۱۰ رمضان ۳ شہ ۶ ہجری قمری ۶۰۰ کو روانہ ہو گیا۔
حاطب کا واقعہ | انہی رسولِ اندر مسلم کے ہم راہ تمام فرمایا تھا کہ اس لشکر کی کوئی غیر انہی وقت جنگ

شہید نہ ہو گا۔ انہی جہاد میں ہی یہ سہولت کا مشیل عزم نہ تھا کہ وہ واقعہ ان کا ان سے سنائی دینے کا یہی ہے نقل کیا ہے۔

اہل مکہ کو جرح پہنچنے پائے۔ عام مصیبتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اسی وقت بارے میں یہ تعویذ سے مدد فرمادی تھی کہ ہم پاگ میں غور فرمائی نہ ہو اور بعض مشکوک ناہشی ہی اہل مکہ کو ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کرے۔

حادثہ میں اہل قضا جتنے ایک دو تھیں غلبہ ایک عورت کے (خاتون قریش کے پاس بیچ رہا) جس میں منگی تیار ہو کر نکاح دہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح مل گئی۔ آپ نے منیٰ کو بیڑہ اور متواضع کی بھی دیا کہ رات نکاح پہنچ کر عورت سے رخصت ہو جائیں۔ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تھا حادثہ کی اس حرکت پر سب کو رخصت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور انھوں نے گڑبڑ کی۔ یا رسول اللہ میرے محلے میں عیلت نہ فرما رہے۔ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ مرنے میں ہا۔ میرے یہی پتے کو کر رہی ہیں۔ میں (۱) نکاح نہیں، مگر کو آدمی ہوں۔ قریش کا عیلت ہوں۔ اپنے اقربا کی مخالفت کے خیال میں تباہا کا کوئی شہرہ احسان کو دےں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مدد فرمائی ہی مبالغہ کو معافی سے مشرت فرمادیا

حادثہ کو زیادہ طعن صحابی تھے۔ جنگ، بدین شریک رہے تھے۔ پھر انہیں دعوت نامہ اسلام دے کر موقوف کر کے پاس معرہ ہوا گیا تھا۔ حضرت قریش نے ان کی کو کرکے جو کہ معاملہ کی گردن اڑا دی۔ رخت عالم و مالیات نے فرمایا: جزا! تمہیں کیا معلوم، تمہارے اہل و عیال کا غلبہ کر کے کہ دیا ہو کہ تم سے کچھ حوالہ نہیں۔ میں نے فرمودہ میں شرکت نیکی اور خدمت حق کا اس دور حکیم اللہ کا دارا تھا جس کے سامنے ہر قسم کی غلطیوں باطلی بیچ معلوم ہوتی ہیں۔

یہ سننے ہی حالت پر کا خضر رفت میں بدل گیا اور بڑے اللہ لاہ اللہ کا رسول دھرم جتر مانتے ہیں۔

عجائز اور بعض مرد مسکے اقربا | اب حضرت عباس اور بعض دوسرے اقربا پر آشکارا چوچکا تھا کہ آخوندی قبیلے کی مامت، پسنی سے چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عاجزی کا فیصلہ کر لیا، یوسفیان بن حارث بن عبد المطلب اور عبد اللہ بن ابی امیہ کو کرکے کل کرالو۔ میں اسلامی شکر سے مل کے، ابو سفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میںائی تھے اور انھوں نے بھی حضرت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چربا تھا۔ اس وجہ سے آپ کے سلامی جانی بھی تھے۔ عبد اللہ بن ابی امیہ، ام المومنین حضرت ام سلمہ کے بیویے جانی ہو جانے کو پھر بھی مانگے کہ نہ تھے، ان دونوں کو حضرت ام المومنین کی سفارش سے معافی مل گئی۔ ابو سفیان اپنی سالیقہ دوش پر اس درجہ پیشان تھے کہ کہتے تھے، اگر معافی نہ ملتی تو بال بچوں کو نے کو رب کے جیتا فوں میں میں جلاؤں گا اور

شہدائے عالم و دالین (ابو جہاد آبادی) کے نزدیک عیبت خود سے کو کرکے راستے پہلے اور دینے لڑے سے ہادیں ہو گئے۔

مکے ابن سہمی (۱) معصیت میں سے تھے۔ (۲) لڑکے قریب ہے۔ (۳) دھرم۔ (۴) دھرم۔

کئی آدمی کے سامنے پہنچے تو حضرت ضرور دیکھنے کے لیے نکلے اور ابو سفیان کو دیکھ کر بولے، "یہ تو خدا کا انیسواں فرشتہ ہے۔"
اس سے صاحبِ بکر کہا، "اللہ تعالیٰ کو خبر ہو کہ یہ کبھی شہرِ مدینہ کے اپنے قاتل بننے کا موقع مل گیا۔ پھر بخیر سے باؤگاہِ نبویؐ
کی جانب روانہ ہوئے کہ حضورِ معلم سے اجازت لے لیں۔ انیسواں فرشتہ جہاں سے نکلے گا وہاں پہنچے گا۔
حضرت عمرؓ جہاں پہنچے وہاں پہنچے گا۔ ابو سفیان کے تعلق کی اجازت مانگی۔ حضرت جہاں سے نکلے گا
مکہ یا رسول اللہؐ نے ابو سفیان کو پناہ دے دی ہے۔ حضرت عمرؓ کے مزید کہنا شروع کیا تو حضرت جہاں سے
فرزاد اگر بنی ہادی بن کعب و حضرت حمزہؓ کا قبیلہ، میں سے ہوتا تو میرے دیکھتے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا، جہاں سے
آپؐ نے کیا کہا، خدا کی قسم آپ کا اسلام میرے نزدیک اپنے باپِ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب ہے۔ کیونکہ
میں جانتا ہوں کہ آپ کا اسلام رسول اللہؐ کو خطاب کے اسلام سے زیادہ عزیز ہے۔

رسول اللہؐ معلم نے فرمایا، ابو سفیان کو اس وقت سے جاؤ اور مجھ پر سب پاس ہو۔

میں نے جہاں سے ابو سفیان کو لے کر باہر ہوئے تو حضورِ معلم نے فرمایا، ابو سفیان! بڑا افسوس ہے
کیا تجھ پر وہ ایک حقیقت آشکارا نہیں ہوئی کہ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ابو سفیان، انیسویں سال باپ آپؐ پر قرآن، آپؐ کے علم اور کئے کیریم ہیں اور ملکہ دم کا آپؐ کو کس دور خیال ہے
ابو سفیان! میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی معبود ہوتا تو ضرور ہماری دعا کرتا۔

رسول اللہؐ معلم، بڑا افسوس ہے ابو سفیان، کیا ابھی تک وہ حقیقت میرے انیسویں شیعہ بنائی کو میں اللہ کا رسول ہوں۔
ابو سفیان! میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی معبود ہوتا تو ضرور ہماری دعا کرتا۔

اس مسئلے کے متعلق ابھی تک میرے دل میں تردد ہے۔

حضرت جہاں سے ابو سفیان سے کہی کہ اسلام قبول کر لیں اور لوگ ابھی تیری گردن ملا رہے تھے۔
ابو سفیان نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا پھر حضرت جہاں سے عرض کیا، یا رسول اللہ! ابو سفیان فرما
پسند کرتا ہے کہ کسی خاص بات کا انتظام فرما دیکھے۔

حضورِ معلم نے فرمایا، ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے، اسے امن ہے۔ جو اپنے گھر کا دواؤں بنا کر لے

اسے امن ہے۔ جو مسجدِ حرام میں چلا جائے، اسے امن ہے۔ (صحیح)

اس کو بہت کوشش کر کے روک دیا جاتے۔ اور سیناں نے پھر کہا، اس سے کچھ نہ چکا۔ مگر کاغذ پڑھ کر انہیں کم مسئلہ
 جو یہ کہہ کر چلے آجائے گا اسے اس جہاں سے لوگوں سے کیا، سب سے پہلی چیز کو کر سکتے ہیں، بلکہ عین اسی ہے کہ
 جو سید حرام میں داخل ہو جائے اسے اس جہاں سے جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے گتہ کر لیتا ہے۔

اسرائیل اللہ علیہ السلام کی طرف سے مکر کر رہی تھی، اس لیے اسے یہاں سے ہٹا دیا۔ یہاں سے اسے ہٹا دیا۔
 مکر کر رہی تھی وہ اٹھ کر
 اس کے لیے شیعہ نے تعبیر کیا تھا۔ اس لیے اسے ہٹا دیا۔ اسی طرف جنت الملی ہے کہ مکر کر رہا مشورہ قربان ہے
 اس لیے کہ مکر کی طرف سے تعبیر کیا گیا۔ اس لیے اسے ہٹا دیا۔ اسی طرف جنت الملی ہے کہ مکر کر رہا مشورہ قربان ہے
 کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ مگر وہ لوگوں کی طرف سے کوئی طرفہ دار تھا اور دوسرے اندر صبر کی طرف سے
 میں پہنچ گیا تھا۔ مگر وہ لوگوں کی طرف سے کوئی طرفہ دار تھا اور دوسرے اندر صبر کی طرف سے
 شہر میں داخل ہوئی۔ مگر وہ لوگوں کی طرف سے کوئی طرفہ دار تھا اور دوسرے اندر صبر کی طرف سے
 پر قبضہ کر لیا تاکہ خود کوئی کا کوئی اس کے باقی نہ رہے۔ مگر یہ تمام کے گھر کا بھی جیسے اس کو قرار دے دیا گیا۔
 حشر معلوم ہے، اس لیے اس کی کیفیت یہ ہے کہ آپ کا تو پر سوار تھے۔ آپ کے پیچھے زید بن حارثہ کا فرزند اس کا فرزند
 حشر معلوم کا ترقی بہار کی جگہ پر تھا اور حشر کی ترقی بہار کی جگہ پر تھا۔

یہی اسرائیل کے لیے شہر کی ترقی بہار کی جگہ پر تھا اور حشر کی ترقی بہار کی جگہ پر تھا۔
 ۱۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۲۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۳۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۴۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۵۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۶۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۷۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۸۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۹۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۱۰۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ

۱۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۲۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۳۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۴۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۵۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۶۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۷۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۸۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۹۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ
 ۱۰۔ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ وَ اِنْ تَلَا الْقُرْآنَ فَرِحُوا ۚ

”حق کے سنی ہیں، انہی میں گناہوں سے پاک کر دے۔“ اور مائتہ فیصلہ کے اس شہر کا قیام جسے ”مکہ“ اور مکہ کہتے ہیں، یہ وہی اسے اللہ کے مقرر کردہ ہے جو واقع ہے یہی یہودیوں نے اس از شاد کو پس پشت ڈال دیا۔
 آج بھی یہودی کا لفظ حق کا یہی مطلب ہے یہودیوں کے کہہ کر انہی نسبت کی پاداش میں، یہی اللہ خدا ہے۔ اس درمیان
 باری کا کل عمل نور، سوزی، انکم صوم کے حق کے وہی چھٹی کر آیا اور اوشاد باری تعالیٰ پر بھیجے اور کل نمونہ اسوں پاک
 رسول صوم کے سوا کہاں مل سکتا ہے، جن کا اس وقت قیامت تک کے یہ عالم انسانیت کے سامنے ایک الہی
 آئینہ ہے۔

فقتہ انگلیستوں کی غلو کی حرکت | کہ مگر میں رسول اللہ صوم کے واسطے کے وقت آبادی کے مختلف
 حصوں کی کیفیت مختلف تھی۔ بعض لوگ وقت و لہ اس واسے پر
 آگئے تھے کہ رسول اللہ صوم اور آپ کے پیروں سے کشمکش یا غلو یہاں نہ ہو۔ وہ وہی چاہتے تھے کہ زائیاں
 بند رہ جائیں اور تہا نہ کا کاروبار پہلے کی طرح اچھا نہ ہو۔ ہر سہ تھے۔ ایک کہ وہ ان لوگوں پر سخت تھا جو تہا نہ
 مخالفت میں پیش پیش ہوتے تھے۔ مگر مخالفت کا ہر قدم ان کے لیے وہی پیشانی تھا۔ اب یہ صورت حال ان کے لیے
 بڑی ہی کا باعث ہو گئی تھی اور چاہتے تھے کہ کسی طرح ختم ہو جائے۔ لیکن کسوج میں میں آکا تھا کہ کسی طرح ختم ہو نہیں سکتا
 کیونکہ وہ انہی اور حقیقت نا آشنا سوں کا ایک گروہ ایسا ہی تھا جو ہر حال فتنہ گیزی پر تیار تھا۔ اور ختم انجام
 کتنا ہی بڑا ہوتا تھا چنانچہ رسول اللہ صوم کے واسطے کے وقت بھی اس گروہ نے مخالفت نہ چھوڑی۔ صوبہ سے ایک
 وہ گروہ ہاشون کا احتجاج کر آیا اور جبل خند سر پر مایہ تلے جو جبل بوقیس کے مشرقی جانب مگر کہ مگر کا مشہور پہاڑ ہے۔
 انہی میں سے مگر سر بن ابوجبل، صفوان بن امیر اور سہیل بن عمرو اور عباس بن قیس بن خالد کے نام لہو خاص قابل
 ذکر ہیں۔ ان لوگوں نے خالد بن ولید کے لشکر میں سے گزرتے تھے۔ مگر اب انہی اور قیس بن خالد بن ولید کا شہید کر ڈالا
 جو لشکر سے ایک ہر گز کسی اور راستے پر نہ چلے تھے۔ حضرت خالد کو اس واقعے کا طم جو آپ نے اور فتنہ انگلیستوں کو
 قتل کرنے کے لیے تیار کر دیا۔ باقی چاہی گئے۔

عباس بن قیس کا واقعہ ایک علیحدہ بن گیا۔ وہ اپنے ہتھیار دوست کر کے ظاہر ہو چکی تھیں اور اس سے
 لڑنے کا اہتمام ہے۔ ہوا۔ مگر اسلی اور علیہ صوم اور ان کے اصحاب سے۔ یہی نے کہا کہ ان کے سامنے
 کچھ کام نہ رہے سکیں گے۔ اس نے جواب میں ایک فوج شرعیہ کا اندوہانہ ہو گیا۔ جب حضرت خالد کے مقابلے سے
 ہمارے کہہ رہے تھے تو یہی نے پوچھا وہ دھم کیا ہے؟ اپنی کیفیت چند حقوق میں بیان کی جن کا تحریر ہے۔
 کاش تو غلو میں ہوتی تو یہی نہ تھی۔ سب صفوان چاہا کہ اس کو مگر ہوا گیا۔

لہذا اب یہی ہر دو سہیل بن عمرو مستون کا طرح کھڑا ہو گیا۔ متنبہ کے لیے جو تلواریں چکیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ
أَنفُسٍ وَخَلَقْنَاكُمْ مَجْعَعًا وَتَبَارَكُ مَعَادِنَا
إِنَّكُمْ لَكُم مِّنْ أَعْيُنٍ أَنْ تَبْصُرُوا بِهِ
خَيْرًا ۚ (تحریر: ۱۲)

وہ۔ جو نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ تمہارے
تجید اور طمان سے جسے ہر تمہارے وہ جس سے پیدا
ہو گا۔ خدا کے نزدیک زیادہ عزت کا مستحق وہ جس پر
زیادہ پر ہر ہر ہے۔ خدا اور وہ حق طاعت ہے۔

دیکھیے! انسان میں آدم و اہم میں قرابت انسانی مساوات کے درجے کے لیے کل ناسات و سادات ہیں۔
لیکن ان میں وہ سب کچھ ایسا مساوات کے باب میں کیا ہاں کہ جسے ہر مساوات کی بنیادی دلیل بھی پیش کر رہی ہیں
اعتدال کی جرات کسی کو نہیں ہو سکتی۔ میں جب تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں تو وہ کالے ہوں یا تمہارے یا
پہلے و شرقی ہوں یا غربی، کسی قوم کے ہوں، کسی ملک کے ہوں، کسی نسل کے ہوں، سب بھائی ہیں۔ بھائیوں میں
وہ نہ اپنے بچے کا سبب کیا، ان کی حقیت کا اعتبار نہ کیا، نہ اس کا بدلتا ہے۔ اس کا اعتبار صرف
تقریبی ان میں مل رہا ہے۔ انسانی کے لیے مسابقت کا میدان صرف تقریبی ہے۔ ہر مسئلہ میں مسابقت اور رقابت اور
حسد کا باعث بنتی ہے لیکن تقریبی میں ایسی کوئی چیز ہی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ وہ مادی تقریبی ہو گی۔

عقود عام
امیر اپنی قریبی سے مخاطب ہے۔ اچھا تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کچھ تم سے کہہ سکوں کہ تم نے دلا ہوں
سب نے کہا، آپ کی رہیں۔ کریم کی اولاد ہیں۔ آپ سے صرف غیر اور بھائی کی کہہ رہا ہے۔ فرمایا۔ میں
نہا رہی ہوں جو چھوٹے علیہ اسلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ لا شریب علیکم ایوم (آج میری طرف سے
تمہارے کوئی سزا نہیں) انتہی اعلیٰ (جہاں آج تم سب آزاد ہو)۔

تاہم کچھ نام کے اوراق کے خلاف نہ ایسے۔ اس کمالی حسن سلوک کی کوئی مثال نہیں مل سکے گی۔ یہ فرمان ان لوگوں کو کہنا تھا
جو انہیں سال تک سفر و سفر اور آپ کے پیروں کے شہادت الیہم و انہوں نے ان کو اور مصیبتوں کے واقعات طمانی برابر پڑ گئے
وہ تھے جو ان کے ہی میں تھے۔ ان کی تواریس ان کی برائیوں۔ ان کے تیر سلسلے آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر
رہنے دیتے تھے۔ کیا غیب فرمایا مولانا آزاد و جم و سفر و سفر اسلحہ و اسلحہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو۔

مطلوبی میں میرا، مقابلہ میں جرم، مسئلہ میں راست پناہی اور عاقبت و انصاف ہیں و مگر۔ آقا کریم
انسانیت کے دلوں کو اور ان کی دیکھی ایک نہ توئی کے انداز میں طرح بھیجے تھے نہ سہ۔

یہ اسلحہ و راست قیامت تک ہر انسان کے لیے دینا و آخرت میں خود بخود نجات کی ہدیہ و مستور ہے۔

لو کہو میں اس موقع پر آپ و اقرہ پیش کیا جو میں بنا پر بطور خاص قابل ذکر ہے کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت
کرمی کی شان و جود حسن و شہاد ہوتی ہے۔ ایک شخص سفر و سفر سے کوئی بات کرنے کے لیے آیا۔ ساتھ چلنا تو جیت
نہت سے اس پر لڑا ہوا ہی ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا

ہوں حلیٹ غالی است جھٹک اٹھ انا کچھ پروانہ کرو۔ میں بادشاہ نہیں اگر میں کی ایک طریقہ
ایک امرتہ قومیں، تاحطیٰ لغتہید۔

فتح تھمتہ دوسرے روز فراخ راہ نے ذیل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا، حضور صلعم نے پھر مذکورہ
کچھ کی عزمت فرمایا۔

گو: اللہ تعالیٰ نے جس روز زمین و آسمان پیدا کیے، اسی روز کو تمام عزمت قرار دیا۔ اس
وقت سے براہ تمام عزمت چلا کر اسے اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔ جرحیں اللہ اور ہم آخرت
پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لیے جانتے ہیں کہ کلمہ میں کس کا غریب ہائے یا یہاں سے کوئی روشتہ کئے۔
نہ سے پہلے کسی بھی شخص کے لیے کہ طلال نہیں کر اور دوسرے جدا کئے دئے کسی شخص کے لیے طلال لگا
میرے لیے بھی عزمت وقت حد پر اس وجہ سے حال ہوا کہ اہل کربلا علیہ السلام صلعم تھا۔ سی و اس
وقت تک بعد عزمت لک کر طلال ہوا آئی۔ جرحیں یہاں مزید ہے اور میری بات سن رہا ہے، اسے چاہیے
کہ یہ حقیقت ان لوگوں کو کس پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں۔

پھر فراخ راہ سے خطاب کر کر فرمایا کہ قتل ہو چکا۔ اس میں کچھ غلط نہیں۔ تم نے جو قتل کیا، اس کا خون بہا
میں رہا۔ اس کے بعد شہزاد کے وارثوں کو ۱۰۰ ہاتھوں میں سے ایک کا اختیار دیا گا۔ چاہیں قصاص لیں، چاہیں خون ہسا
دھون کر لیں۔

میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، ان کی تعداد یعنی اصحاب نے ستر تک پہنچائی ہے۔
عفو سے مستثنیٰ لوگ
میں میں سے گیا اور دوسرا دو چہ آدمی تھے جو کہ ان کے دست خانی جڑ تھے۔ خدا

۱۔ جد و عمر بنی بنی خلیل، اس نے اس کو قبول کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے ستر تک دھون کر لے سکے لیے
جبراً اور انصاف میں سے ایک مسلمان اس کے ساتھ کر دیا گیا۔ جد و عمر بنی نے دوسرے اور تیز درج آدمی تھا۔ ساتھی
سے دیکھی کہ اس کا نام ہی پڑی۔ جد و عمر بنی نے خلیفہ میں است شہید کر دیا۔ اور ستر تک کے جواز سے کہ بھاگ گیا۔
اس لیے ان جرائم کی بنا پر قتل کی سزا تجویز ہوئی۔

۲۔ صفوان بن امیہ لکھی۔ یہ اسلام و مسلمین کا انت مخالف تھا۔ جلی خنزیر کی کتہ آئینہ میں بھی پیش تھا۔
فتح کر کے بد بھاگ گیا۔ میں کا قصد تھا۔ ہزار پہنچا تو غیرین وہیب نے صفوان صلعم سے صفوان کے نام کی افواکہ

نے بھانپ کر کہ وہ مسلمین جو اس میں ۲۴۰ حرام شدہ طریقہ، لفظ کوشت کو تک مار کر نکال دیتے تھے بارہت تک
استعمال کریں۔ ان انسانوں اور ترکستان میں یہ طریقہ رائج تھا گیا۔ روزنامہ کوشت کما انھیں نصب تھا۔

مصر و مصر کے اس انتہا کو شرف قبول بقلا۔ خیر نے کسی نشان کے لیے درخواست کی، حضرت مسلم نے اپنا عار و عافیت ادا کرنا ضروری سمجھا۔ خیر نے یہ بھی سمجھا اور عرض کیا، خیر کتنے میں کہ جب نے سماعت فرمادیا، کیا یہ ممکن ہے؟ فرمایا، اس میں صحیح ہے۔ مگر ان کے کاؤ بچے، اسلام کے لیے دو چیزیں کی اہمیت دیکھیے۔ فرمایا، انھیں چار بیٹے کی حالت ہے۔ لیکن صفوں میں صفوں جنسی کے وقت، اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس وجہ سے دوسرا اسلام ایک حوزہ ہیں، دائرہ دہی نہیں اس کی پوری فائز بہت دیدہ پہلے سلطان ہو گئی تھی۔

۳۔ مکہ عربی الیٰ جمل، اسلام کے سب سے بڑے دشمن کا قریب تھا۔ فتح مکہ تک پہنچا، خیر نے ایک ہی سرگرمی سے شریک ہوا، پھر جاگ کر گریں ہو گئی۔ اس کی پوری ہم عمر بہت اعانت میں ہشام نے جو اہل کی انتہی تھی، اسلام قبول کر لیا۔ پھر حضرت مسلم سے شہر کے لیے ساری حاصل کی اور نو دہائی جا کر کھڑا کو لائی، بداد گاہ، پوری ہو کر پیش کیا۔ مسلمان ہونے کے بعد مکہ کو اسلام کے قریب کیا پوری میں شامل رہے اور جنگ و محارکہ میں شہادت پائی۔

۴۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، یہ حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا، اسلام قبول کیا، اسی کے کانوں میں شامل رہا، پھر مہاجرین کو لایا اور جو تین کہہ کہ کو لوگوں کو، اسلام سے رغبت کرنے میں معروف رہا۔ اس نے حضرت عثمان کے پاس پہنچا، لی اور حضرت عثمان کی نیک سفاقت سے اسے معافی ملی۔ اس کی باقی زندگی اسلام کی خدمت میں گزری۔

۵۔ حباب بن ابی اسود، یہ وہی شخص تھا جس کے انھوں نے، اس کو اسلام کی جزائی حضرت نہایت کبریا کے وقت صحت کی حالت پہنچی تھی، وہ کسی وجہ سے حضرت نہایت کی صحت مستقل طور پر خراب ہو گئی تھی۔ فتح مکہ کے بعد یہ چھاپا، قریب گاہ، پوری میں حاضر ہو کر اپنے جرائم کے اعوان کے ساتھ تھا، نہایت کی اور سلطان ہو گیا، پھر مسلم کے واسطے میں معافی دے دی۔

۶۔ کعب بن زہیر، فتح مکہ سے ایک سال بعد اپنے بھائی کے ساتھ رسول اللہ مسلم کے پاس آکر اسلام قبول کیا اور اپنا مشہور قصیدہ پڑھا، جس کی ابتلا بہت عداوت سے برقی ہے اور وہ اسی نام سے مشہور ہے، حضور مسلم نے آپ کو یاد و عافیت فرمائی۔

۷۔ وحشی، حضرت حمزہ کا قاتل، حاضر ہو کر سلطان بھا۔ آپ نے ساری دے دی مگر قریب میرے سامنے نہ آیا کر۔

۸۔ عبداللہ بن زہیر، کو بھی معافی ملی تھی۔

تین اور گروہوں کے نام بتلئے، دو ان میں آئے ہیں دو رسول اللہ مسلم کے حضور میں پہنچ گئے، ابی اسود، ابی ہریرہ، باہر مائے گئے۔

مردوں میں سے ابی ہریرہ کی پوری ہندوستان عقیدہ شدید مخالفوں میں سے تھی، یہاں تک کہ جب

مشرک و منافقین نے قریش کو مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا تو ان کی موچی پڑا لی تھی۔ وہ حدوں کے

گھر میری مثال پر کر آئی، قبول و مسلام کے بعد گناہ میں مبتلا ہوں۔ حضور وسلم نے اسے بھی دعوت فرمادی۔
 ہر حال پر امتیاز میں معامہ سے مستثنیٰ نہ کیے گئے تھے اور وہ مسلمانین کے درمیان سے ترکیب ہونے کے تھے، ان میں سے دو
 عربین اور ایک قتل کا قتل و دیر سے ان کے کان پر تھا، بالی در تہی سر و دار کا جو نوجوان میں پہنچنے سے پہلے اسے گئے۔
 حضرت علی کی بطریق حضرت ام ابی "کا شوہر میرہ بن ابی اسبب جہاں گریں چلا گیا تھا اور وہ دعوت کفر و کفر تھا
 لیکن حضرت ام ابی نے وہ گزریوں کو اپنی بناء میں لے لیا تھا۔ ان میں سے ایک حادثہ بن بنشام تھا اور وہ سر از ہر
 ہی میرہ میرہ۔ حضرت علی انھیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ حضرت ام ابی نے یہ معاملہ بارگاہ نبوی میں پہنچایا۔ آپ نے
 فرمایا: جسے تم نے بگاڑا ہی میرے پاس ہی اور جسے تم نے امن دیا میرے امن دیا چنانچہ انھیں میں معافی ملی گئی۔ دراصل

مجاہدین اسلام کا داخلہ مکہ مکرمہ میں

(سورۃ کے ارشادات)

قریش کی بدعہدی | قریش مکہ سے جس طرح غم و غصہ میں تھی کہ ان کی ہر عہدی میں بھی اپنا مثال چمڑا گئے۔ آخری سال صلیح حدیبیہ کا تھا اس میں ایک عہد سلطان احسان کے عہد میں دو عربیوں قریش اور ان کے عہد میں تھے۔

ساتھ قبیلہ خزاعہ و غریک براہ قریش کے ساتھ بنو نجر صلیح کی بنیاد پر شریعت تھی کہ وہیں ہر سال دو دن قریش صلیح و ان کے ساتھ رہیں گے بلکہ ان میں دو برس بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ بنو نجر سے نزاع ہو کر گیا اور قریش نے ان کی مدد کی۔ حتیٰ کہ خود صلیح کی طرف سے بھی قریش کو ان میں سے مسابہ جہیز پر دستبرد دیکھتے تھے۔ بنو نجر نے خود کو یہ حق تسلیم کیا کہ وہ خدا کے نام پر ایمان آئے اس پر بھی جسے روایت نقل کیے گئے۔ چاہیں کہ وہی چاہے کہ وہ بنو نجر اسلام کو اپنا مال زاد بنالیا۔

اب مسابہ کے دوسرے بنو نجر اسلام کا قریش کو گیا کہ قریش کی فکرت کی برادشت درگاہ چنانچہ جس بنو نجر مسلمانوں کے ساتھ انہوں نے کوچ کیا اور بنو نجر کسی قابل ذکر بنو نجر کے کہہ کی فتح میں غصہ میں آ گئی۔

بتدیرج اصلاح | اسلام نے ہجرت کی تدبیرج مسلمان کی ہے۔ قریش بتدیرج حرم نبوی، غار میں بتدیرج خیرات کیے گئے۔ عرب کی قدیم جنگ جو غارت کی و اصلاح بھی اسی اصول پر ہوئی۔ غارتگری عرب کا عام شغل تھی اور صحابہ بھی وفتہ میں قدیم عادت کو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ آنحضرت نے غنیمتوں پر غنیمت غریبوں سے اس طریقہ کا انداز کیا۔ خود بنو نجر میں اس کی تکمیل ہو گئی۔ خود بنو نجر کے ہدف فتح مکہ کا۔ یہ بتدیرج کیا تو اسلام کی تربیت یافتہ قوم اپنے قدیم آباؤ اجداد میں اس سکون و اطمینان کے ساتھ داخل ہوئی کہ تمام عرب کو لغز و فتنہ اسلام نے عرب کی فطرت اعلیٰ انکس بدل دی ہے۔ وہ ان ذی بعث فی الامین رسولاً منهم یتلو علیہم آیاتہم و یزکیہم و یعلیہم۔ کتاب و الحکمتہ ان سلطانوں میں قبیلہ اہل حلالی میں ہے۔

حضرت عاصم کا واقعہ | آنحضرت نے فتح مکہ کی تیاری میں شریعت کی تو حسن اتفاق سے پہلے ہی منزل پر پہنچے۔ اور حال رحمت ربی و ملافت کے انکار کا موقع پیش آیا۔ حال یہ ایک چوک

ملے تھانے ایموں میں انیس میں سے رسول صلیح وہ ان پرندہ کی کواٹ کی فطرت کرتا ہے ان کے خدایا کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی باتیں سکھاتا ہے اور وہ کواٹ میں کھلی نہیں رہتے۔ (سورۃ محمد)

باقی تھے۔ جنہوں نے خفیہ طور پر قریش کو ایک خط لکھا تھا اور اسلامی تیاریوں کی خبر دے دی تھی۔ ان کا خط راستے
تک پہنچ گیا اور آنحضرتؐ نے ان سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا:

”جیسے نواسے میں جلدی دیکھیے، اصل واقعہ یہ ہے۔ میں قبیلہ قریش سے کوئی خانہ دانی قطع نہیں کرتا،
عزت ہی کا وصف ہوں، لیکن بہت سے ساریزیں ان کے ساتھ خانہ دانی تعلقات بھی رکھتے ہیں، حتیٰ کہ
اجر سے اپنے مال پر ان کی ضمانت کر سکتے ہیں۔ میں نے پانچ قریش پر ایک انسان گردن، جس کے
بچے میں شاید میں بھی اسی قسم کی ماحولیت کا مشق سہاواں۔ میرا قصور عورت کا ہے، وہ دس مرتبہ نہیں
بہا ہوں۔“

حضرت محمدؐ معنی ائمہ مہاسین پر اس قدر رحم ہوا کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن اڑا دینے کی اجازت دے دی
لیکن آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت برداری کی غیبت کی بجائے انہیں مکمل سامان کر دیا۔
اس واقعہ سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسلمان ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے
اس کے مقابلہ ماحولیت سے سخت مضامین پہنچ چکے تھے۔

ماہنامہ **الحملین** | ماہنامہ بنی الی جنہوں نے یقیناً بغیر کسی قائلانہ تعدد کے یہ کاروائی کی ہوگی، لیکن حیت کی صفائی
اور اس نقصان عظیم کی کیا تلافی کر سکتی تھی جو اس خط کے پہنچنے سے، سنی طرح پر رادہ ہو سکتا تھا
جنگ کی حالت میں کج بڑی سے بڑی متحدہ قوم بھی جو کچھ کر رہی ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ فوجی رازوں کا افشاء
اور جنگ کی حالت میں دشمن سے خلوت کی بات ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا موت کے سوا اور کچھ نہیں۔ باہمی ہمدرد
مذاہب و ملتیں جو رحمت و واقفیت کے روپ میں ظاہر ہوا تھا، اس کے اگلے انسانی جوارم و ماحول کے
بشمول ہر قسم کے بندوبست بھی چند قہر و اسے آہ سے لہا وہ حقیقت نہیں دیکھتے تھے۔ اس کے نکلنے اگر تم مشتاقا ہو تو
سدا ہی عراسی تذکرے ہیں بربر و سکتی ہے اور ماحولیت بن بشر کی صفائی اس بجز رحمت کا ایک ذوق کرم ہے۔

مفت تمام محنت و ہر چالوں رسید کر

ماہم چنان در لعل و صحت تو مائدہ ایم

سورہ **ممتز کی شان نزول** | پانچ سو ممتز کی شان نزول یہی واقعہ ہے۔ ماحولیت بن الی بشر کا قصور و ماحول
مکر ہوا گیا، لیکن ساتھ ہی آئندہ کے لیے حکم الہی نازل ہوا کہ جنگ کی حالت میں جو
مسلمان دشمنوں سے تعلق رکھنے لگا، وہ اللہ کے نزدیک اسی ہی سے کیا جائے گا۔

بَايُتُكَ اَلَّذِيْنَ اَمَنَّا لَا تُخِيفُكُمُ الْعُذُوْبُ
وَعَذُوْبُهُمْ اَنْ يَّكُوْنُوْا يَاجُحُّمُ الْمُوْدُوْدُوْنَ
فَذَكِّرْهُمْ اِنْ سَا جَعَلَهُمْ يَتَّخِذُوْا
مِثْلَ مَا كُنْتُمْ مِثْلًا ۝۱۱

مسلمان! اللہ کے اور مسلمان کے دشمنوں کو اپنا ایسا
دوست نہ بناؤ کہ ان کے ساتھ بیعت والہی سے پیش
آئے تو تم لوگ ہر پہانی اللہ نے تمہاری طرف بھی ہے وہ
وہی سے ان کا کہہ گئے ہیں اور اس کے دشمن ہیں۔

اس کے بعد مسلمان کو یوں حریفی کے ذہن راہی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام و صلواتہ
اور ان کے متبعین کے اور عہد کی پیروی کی تلقین کی ہے

فَمَا كُنْتُمْ اَنْتُمْ حَسِبْتُمْ اَنْ يَّجْعَلَ
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيَّاهُمْ اَعْدَاؤُكُمْ
وَيُجْعَلَ اِلَٰهِيْكُمْ اِلَٰهًا اٰخَرًا
مِثْلَ مَا كُنْتُمْ اِيَّاهُمْ اَعْدَاؤُكُمْ
۝۱۲

مسلمان! حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھیوں کی زندگی میں
تمہارے لیے خدا دوستی اور حق پرستی کا بہترین نمونہ پیش
کیا کہ انہوں نے اپنی قوم سے نہ کیا کہ یہاں ہیں تو تم سے
اور تمہارے ان میراں باطل سے، انہیں تو پہچانتے ہو کہ ان
سروکاروں سے۔ تم تمہارے کاس سے باطل نکال کر رکھو۔
اب تو میں اور تم میں پیش کے لیے دعوت ہو گئی تاکہ تو
خدا سے وہ پیروی و اطاعت کے آگے سر جکاؤ۔

وَمَنْ اَتَىٰ اِلَٰهًا مِنْ اِلٰهٍ اٰخَرٍ
مِثْلَ مَا كُنْتُمْ اِيَّاهُمْ اَعْدَاؤُكُمْ
۝۱۳

حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لیے وہاں اہل مکہ کو زائد منتخب کیا
جو اللہ تعالیٰ وحییت الہی کو بہترین طور پر سمجھتا تھا۔ تمام وہ ایمان والے
کے لیے صرف فتح مکہ کا انتظار کر رہا تھا، اس لیے آپ نے نہایت اہم کے ساتھ بتا دی۔ اس ہزار نوع کا اجتماع
اور بیعت اللہ کی راہ میں، جو لوگ اور پاس کے عالم ہیں اس سے بڑا کام کیا۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَكُوْنُوْنَ اَعْدَاؤُكُمْ
۝۱۴

سورہ ازلہ قریش
کوکے کے لیے آگے قدمے، جب مقام قرآن مجید میں پہنچے تو ان کو ہر گزئی جہنی لوگ کے
شیطانوں کے، وہ مسلمانوں کے کماؤ پر قور و کی بھی معلوم ہوتی ہے۔ بدیل میں وہ تانے بواب دیا یہ آگ تبدیل ہو کر
نے متفرق مقامات پر جلائی ہوئی، لیکن ہر مسلمان کے خدا اور اسی میں ہیں جسے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کہیں
اور ان تمام سوا ان قریش کو گرتا کر کے، حضرت علیؑ اللہ علیہ وسلم کے سامنے لی گئی، اس طرح ایک دعوت فتح الہی
پڑا ہوا۔

لے یہ علم کو کلی دلی غلام کیا ہے صرف یہ اور انہوں کے قانون کے یہ کو گرتے ہیں۔ یہ سوا کی جہنم کی منزل ہے۔

حکمِ امان

اسی نامِ حسرت اور دوا و سمانہ فقر ہے جو اسلام کے سب سے بڑے سرخرو شخص کی نامزد زبان سے نکلتا تھا ،
دعوتِ گریہیں کے دریا سے گہرے خوش مار اور یہ ملے : امان کا کلمہ دستِ دیا ۔

من دخل دار ابی سفیان فهو آمن ومن
من دخل دار ابی سفيان فهو آمن ومن
من دخل دار ابی سفيان فهو آمن
من دخل دار ابی سفيان فهو آمن

اس نیا نمانہ حکمتِ انشاء کے دل میں برکاتی پیدا ہوئی۔ انھوں نے گناہ گردان کیا کہ کونزادہ کو اپنے پیٹ پر
دھڑکیا : آپ کہ اس کی خبر ہوئی تو سب کو لاکر فرمایا : میں خدا کا ایک بندہ ہوں اور میں کا رسول ہوں۔ میں نے
خدا کے ہر کما کی قربت کی ہے ، میری موت تمہاری موت ہے ، اور میری زندگی تمہاری زندگی ہے ، تم سے بڑھ کر
کی دوسری ہے ، دیکھو ، معذرت بھی تھی ، یہ میں نے مسکری روایت کی ہے ۔

ابو ذر ابی جہل نے حضرت مسیح علیہ السلام میں پہنچے تو اس نے ان کے خوش و غرض
دوسری روایت : کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم میرے لئے سب سے امان طلب دیکھو تو مجھے
سب بلا کر یہ جانیں گے ، اس بیان : وہ خبر پر سواہر کہ ان کے لئے کہ ان کی شخصیت پر پائے تو اہل کو کہ ان کی
کا کہ نہیں ۔ راستہ میں اب سفیان اور بلی بن ورقاء ملے ، حضرت ابی اسحق اپنے ساتھ ملے ، ان سے دوسرے دن
حضرت مسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اب سفیان کو پیش کیا ، جو فوراً اسلام لے کر آیا اور حضرت جاسن نے اس طرح سے تانہ
انشاء کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب سفیان یہ خبر موصول کرنا چاہتا ہے کہ ان کے لئے کہ ان کی نامزد زبان سے نکلتا تھا ،
لے یہ درخواست منظور فرمائی ، لہذا اس نام کا حکم ملے دیا ،

من دخل دار ابی سفیان فهو آمن ومن
من دخل دار ابی سفيان فهو آمن ومن
من دخل دار ابی سفيان فهو آمن
من دخل دار ابی سفيان فهو آمن

اسی ہے

پہلے آپ اس اسی سے اہل کلمہ کے پراثر نامہ اٹھایا ،
تفريق الناس الى مدعوهم والى المستعذب
جب دن پڑا تو لوگ نہ دیکھنے کے لئے مسجد (مسجد الحرام) میں پہنچے اس کے لئے
اور اپنے اپنے گھر و خانے میں گئے ۔

میں مسلم مقدمہ ص ۷۷ - کتاب البیاد ، مکتبہ دار الفکر ، ص ۷۷ ، کتاب البیاد ،

تاکہ ہرگز ان قریش نے غلام نہ کئے، اس میں بنا ہی تھی۔

حضرت ام دانی سے ایک مشرک کہ بنا دہی اور غنم سے مسلم سے کاتہ کر دیا، نبیؐ نے جان و مال کی حفاظت فرما کر ایک شخص کی قصص نہیں کہے جس کو بھی بنا دہی ہے وہ ہمارے دکان میں داخل ہرگز داخل نہیں کے غنم کو ہم نے پورے نکال دیا ہے وہ اس میں چپا دیا اور میں عامتہ جنگل میں بھی کسی نے کسی کے مال و سہاویہ کو ہاتھ نہ لگایا۔ نہ دوزخ میں ہے۔

عن دعب، قالی سالت جابرا علی منعدوا
یرم الغنم شیئا؟ قال لا۔
وہیہ کہے ہیں کہ میں نے جابرا سے پوچھا کہ کیا صحابہ نے غنم کو

کے۔ یا کوئی چیز ہماری قیمت کوٹھتی تھی؟ انہوں نے کہا نہیں۔
انہیں ان غنم سے نور پتہ دستہ بیلاد کے ست عرب کی تمام یادگار اسے
یا دگار اسے ضلالت کی بربادی ضلالت کو برباد کر دیا۔

دخل المنی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ بیوم
الظہر و حل البیت ستون و شعثا شاة
نعب فجعل یطعنہا یحرقہ فی یومہ و یقول
یا اللہ یا اللہ و زعموا علیہ

فما قدم معجزة فی ان یدخل البیت
و یجہ الا لہمة فامر بها فخرجت
فخرجت سورة ابراہیم و اسفیل دانی
ابو یحیٰ الاثر زمرہ فقال قاتلہم و اللہ
قد علمنا ما اسفیلہا قاتلہم و اللہ
البیت فکبر فی تواضی اذیت۔

میں آپؐ کو میں نے تو قاتلہ کہیں اس وقت تک داخل
ہونا کہ اگر انہیں کیا ہیبت تک کہ اس میں ہیبت ہو جائے۔
آپؐ کے حکم سے وہ تھک گئے تو ان میں حضرت ابراہیم
حضرت اسماعیل علیہما السلام کے جیسے ہی تھے اور ان کے
ساتھ وہ آئے گئے تر تھا بیٹے گئے تھے آپؐ نے ان کو
دیکھ کر کہا: خدا کا دیکھا دیکھا کہ اسے وہ خوب بلند تھے کہ ان
دونوں بیٹوں نے کبھی چڑا نہیں کیا۔ پھر آپؐ قاتلہ کہیں
داخل ہوئے وہ اس کے تمام گوشوں میں کھیر کو نصب۔
باندھا دیا!

لہذا ہرگز انہوں نے غلام نہ کئے، اس میں بنا ہی تھی۔
حضرت ام دانی سے ایک مشرک کہ بنا دہی اور غنم سے مسلم سے کاتہ کر دیا، نبیؐ نے جان و مال کی حفاظت فرما کر ایک شخص کی قصص نہیں کہے جس کو بھی بنا دہی ہے وہ ہمارے دکان میں داخل ہرگز داخل نہیں کے غنم کو ہم نے پورے نکال دیا ہے وہ اس میں چپا دیا اور میں عامتہ جنگل میں بھی کسی نے کسی کے مال و سہاویہ کو ہاتھ نہ لگایا۔ نہ دوزخ میں ہے۔

حدیث ایک قتل | اس زمانہ کے بعد موت ایک شخص قتل کیا گیا۔ چنانچہ حدیث کے مطابق ہیں۔
 آیا، رجل نفاقا من غل | ایک شخص نے امر کو اکثریت مسلم کو غیر کی کو ذہن نفاق خدا کو
 متعلق یا اشارہ کعبہ فقال ما قلہ | کہے پروں کو تھا رگہ رگہ ہے، آپ نے فرمایا اسے قتل
 کر دو۔

وہ جس نے چند اشخاص کے نام اور بتائے ہیں۔ اور وہ وہ ہیں اور وہ ہیں، جس سے اہل بیت کے بیان کی تائید
 ہوتی ہے لیکن وہ ہیں سے ایک روایت کے متعلق غلام و نذو نے کہ وہ اپنے کو میرے حسب و نذو ہیں۔

فتاویٰ | کہی طرح میں سادہ و انکسار سے سب اہل فتاویٰ مستفیض ہوتے ہیں۔
 ۱۔ قریش کے رنج کر کے تیار ہی کی خبر دینے پر آنحضرت مسلم سے صاحب بن یحییٰ کو باطل دعائے کوہ، حاکم مروجہ
 قدامین و جنگ کے دوسرے ایسے شخص کو کوئی نادر ہی جانتی ت۔

۲۔ مسلمانین عبادت کے فرائض یا غزوہ اور جنگوں کو غنا نہ کیا، کی بے کرمی کی وجہ سے، تو آنحضرت مسلم نے اس کی تردید فرمائی۔

۳۔ بیخ کن میں آنحضرت مسلم نے ان عام کام کا اہل نہ فرمایا حالانکہ میں لوگ اس کا اہل کے اصل دشمن تھے۔

۴۔ کہیں صحابہ نے کوئی چیز فرمائی۔

۵۔ اسی کے بعد موت ایک شخص کو قتل کیا گیا جو اسباب انتقام تھا، جیہ اشخاص کے قتل کی روایت مشہور ت۔

وہابی قیام و بدعت یا ایک آپ کے مانتے ت۔ آپ اسلامی دنیا کے ساتھ ان کے دوسرے کا موازنہ کریں گے تو معلوم

ہو گا کہ وہ اپنی ہی بدعت اس قسم کے غیاضاء و بغیضات کی نظیر پیش نہیں کر سکتی

حد صابہ میں بھی آنحضرت مسلم کے نام کا ذکر اہل کی تمام تعزیرات تمام ہیں اور متواتر روایت کے ساتھ مزاحمت
 غیاضاء و مرادات کی نہیں ت۔

غزوہ حسنین

غزوہ حنین

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاجِدِ—فَظَهَرَ تَوَكُّلُكُمْ عَلَى اللَّهِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ

—(۱)—

ہوازن و ثقیف | اسلام کی کامیابی پر جان قریش مکہ کے دشمنی اقتدار کے لیے نیر تواریست کعبہ کے سلسلے میں غزوہ حنین کی بنا پر ہوئی تھی۔ اس سے دو سال پہلے پیام مرسل تھی۔ اس دور سے قریش قبیلے نے اٹھ دیا تھی۔ ہوازن یعنی دو درختوں کے درمیان ایک بھڑکے کا یہاں نا قابل برداشت تھی جو کھڑت تھا۔ وادہات فزون جنگ اور قوت و طاقت کی بنا پر ہوازن کے رہائے تھے۔ انھیں بھی خیال ہو گیا تھا کہ یہ غزوہ قوت و کرا حریف ہیں کہ مکہ پر قابض ہو جائے گی تو ان قبائل کی خود رائی منتظر ہیں چاہے گے۔ ان میں سے ہوازن و ثقیف ہوازن کا قبیلہ تھی جو قریش اور اس کے اطراف میں مقیم تھے۔ چنانچہ جب اسلامی قوت کے تذریجی ارتقا سے قریش پر ان کو دیکھا گیا تو اس کی حالت طاری ہو گئی تو ہوازن و ثقیف کے رہائے عرب کا دورہ کر کے مختلف قبیلوں کو مسلمانوں کی حالت پر ابھارا۔ اس وقت میں یہ ایک مکہ مکرمہ اسلام کا قبضہ ہو گیا تو ہوازن و ثقیف معاہدہ کے لیے تیار ہو گئے انھیں یہ خیال بھی ہو گا کہ مسلمانوں کو شکست دے کر وہ اپنی آزادی کی سہیلے ایک اور دست خیر سے کام لے سکیں گے، بلکہ قریش کی پوری میراث و اہلک پر بھی قابض ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کا اعتقاد بڑھ جائے گا۔

جنگ کی تیاری | ہوازن کے رئیس اہم نامک بن حوین انصاری نے جرمیں سال کا پڑ چش جو ان تھا، سب جنگ کی تیاری میں لگا دی۔ سب جنگ کا فیصلہ کر کے تمام قبائل کو گردہوں اور دشمنوں کو شرکت کی دعوت دی۔ چنانچہ ہوازن اور جو قبیلہ سب کے سب شریک ہو گئے۔ ہر سو میں بکریوں بڑھ چلی ہیں سے کہہ لوگ آئے۔ اجرت بڑھ کر اور ہوازن میں سے کوئی قبائل کو شریک شامل نہ ہوا۔ ثقیف کے رئیسوں میں سے تارہ بن ابی اسود بن مسعود خیر نہ ہوا بلکہ انھیں یہ افہام تھا کہ اس کا بھائی امر بن افہام ساتھ تھے اور تمام معاملات میں ان سے مشورہ سے لیے جاتے تھے۔ ریاست ماکہ کا منصب نامک بن حوین ہی کو حاصل تھا۔

ہر قبیلہ کے صورت میں اور عرب کے مشہور شہسوار و زیدیوں کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔ اگرچہ وہ کسی کام کا نہیں رہا تھا کیونکہ ہر سال سے تہذیب کی تھی کہ اس کی جیتا جاتی رہی تھی تاہم اس کی ذاتی و صواب اندیشی اور تجربہ کار کی سب کے نزدیک مسلم تھی۔ نامک بن حوین نے یہ حکم بھی دے دیا تھا کہ تمام لوگ چار

دل ادا نہ کر دیا۔ اپنے حاضر و غائب ہونے کی وجہ سے بیٹھ میں لوگوں کو پامردی کو تفریقیت پہنچنے لگا۔ یہی حال ہے۔
تغیر و انقلاب جیسا کہ آؤٹسٹوٹس میں گورانیہ ہوگا۔ یہ کوئی وادی اور طاس میں پیش آئے۔

نور بدین صمغی | نور بدین صمغی نے آؤٹسٹوٹس میں پرمیہا کے نام کوئی سے مقام پر رہی۔ جواب دہ اور طاس میں۔ اسی سے کہا
نور بدین صمغی کے لئے نور بدین صمغی۔ زمین و قوتانی قوم ہے کہ اس میں لڑنے والوں کے پاؤں
و مٹیں اور اتنی سخت سے کہ ان کو لگاتے۔ پھر اس نے پوچھا، یہ کیا ہے کہ اور طاس چلائے ہیں۔ تم سے شہر
کہ اس سے ہیں، پختہ و دوسرے ہیں اور بریائی یہاں رہی ہیں؟ جواب دہ کہ ایک کے نام سے الی اور اسباب، بال پختہ
ساتھ آئے ہیں۔ پوچھا کیوں؟ لگایا کہ ان کی نسبت لوگوں کو زیادہ جرم کو لگاتے پر آگاہہ کہ اسے لگی اور تمام قہقہے نہ بٹھانے
اسے لگی۔

نور بدین صمغی کے پاؤں اور طاس میں، خطا و پر سب کچھ دیکھتا ہے، کوئی چیز اس کے لیے، دیکھ ہی سکتی ہے؛
جنگ میں صرف تلوار کا نام ورتی ہے۔ شکست ہوئی تو مال و ممال معیشت کا باعث بن جائی ہے۔
پھر زید نے سب کچھ دیکھا، سب کچھ کے متعلق فرمایا، بتایا کہ ان میں سے کوئی نہیں آیا۔ فدیہ نہ کر سکا کہ اگر کسی
عزت و شرف کا دن ہوتا تو کسبہ و کلاب ہوگا غائب۔ ہوتے۔ میرے نو دیکھ تو تم سب کچھ دیکھ ہی کر اچا رہے جو
کسب و کلاب نے کیا۔

نور بدین صمغی کے لگا کر ہوا کی تھکے زب و ڈالو۔ الی و ممال کو کسی منور و مقام پر مقرر ہو۔ حاضر و ممال جو کہ
لاؤ۔ فتح ہوئی تو سب تم سے آہیں لگے، شکست ہوئی تو بچے میں لگے۔ لیکن ایک نے یہ کہہ کر ڈر بہ کی
داسے لٹکوا دی کہ تو میری عزت ہے اور میری عقل باطل ہو چکی ہے۔

حالات کی تحقیق | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہازان و تحقیق کے جرائم اور بھلی تیاریوں کی خبر علی قریبہ اللہ بن محمد و رسول
کو ضرور کیا کہ ان قہقہوں کے اندر پہنچ جائیں۔ ہر سامنے کے متعلق میں اور قہقہوں کے مسائل
کہیں۔ جب تک ایک ایک بات واضح نہ ہو جائے ان کا ساتھ نہ چھوڑیں۔ پھر بھی الی و ممال کو اپنا فرقہ احسن
طریقہ پر پڑا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور پڑی کیفیت عرض کر دی۔

یہ مصیبت اس وجہ سے بھی غمزدہ ہی تھیں کہ اگر عدال و قتال کے وہ کئے اور مناسب طریق پہنچ و ممانعت کر بیٹے
کی کوئی صورت ہو تو اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس وجہ سے بھی ضروری تھیں کہ اگر جنگ نہ لڑیں جو تو موقع و نسل کی
مناسبت سے اس کے لیے انتظامات کیے جائیں۔

تیار دی اور روانگی | یہ یہ ممال و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں میرے کوئی خبر دہی کے لئے کا اعلان نہیں فرما سکتے تھے۔
کیونکہ اس صورت میں حدود حرم کے اندر تو نیریزی ہوتی۔ جو اس مقدمہ میں مقام کی عزت و

حزمت کے متافی تھی۔ ویسے ہی حضور مسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ حتی الامکان اچانکہ ہجڑوں کے سر پر پہنچ جاتے اور ان کی حیثیت و درجہ پر جو کڑا لیتے۔

آپ نے وہاں کے کوٹیلے پر ایذا لہا ہے، عید سے میں بڑا دردم مصادف جنگ کے سبب میں قریشیہ صفوں میں امیر ہوں۔ جسے اچھے قولی، سلام کے لیے ملتے دے بھی تھی، ایک سو تہہ میں ستماء میں۔ قنابہ کی عید کو کوکرہ پر حاکم مقرر فرمایا اور ۹ شوالیہ شہر فتح کیا۔ ۱۰ جون رکتھو کو اس سمت دروازہ کھلے، جہاں ہوازن و ثقیف بھی برسے تھے۔ ۱۱ شوالیہ شہر ۱۰ جون پر فتح کیا۔ کوکرہ پر مقرر ہونے لگے۔

حنین کا موقع اور محل اب سب سے پہلے مقام حنین کا تعین ضروری ہے۔ وہاں یہ ایک بڑی تیار و تر سیرۂ نظاموں نے صرف تیار کیا تھا کہ ایک طرف کے درمیان ایک مقام حنائہ تیار کے وافر شہرہ کی کے درمیان آمد و رفت کے جتنے راستے ہیں ان میں کسی پر حنین واقع نہیں ہیں نے کھاجے کو دور چالیت کا مشورہ، باوجود انہماز و محنت سے نہیں مل سکتا۔ اس کے واسطے میں حنین ہے۔ اور اسے اعلان بھی کئے ہیں۔

پھر یہ مصادف کے مطابق ذاکر حیدر آباد کے محقق ہیں جنہوں نے حنین کو عراق کے علاقے کی کوشش کی۔ اسی کی تحریکات سے معلوم ہوا کہ حنین اس وقت کے میں تھا۔ یہی معلوم کرنے کے لیے بڑی محنت و دھوکا دیا گیا ہے۔ وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ ایک اہم مقام کا تعین فرمایا۔ جسے شمال مشرق کی جنگ کا مقام بھی قرار دیا ہے۔

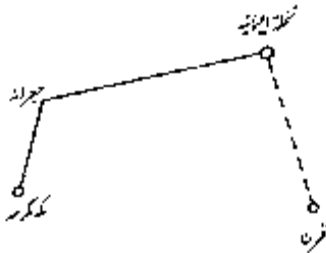
ذاکر کا صاحب نے یہ بھی گمان ہے کہ سلطان عبدالعزیز نے جو یہ مقام دیکھا اس کے لیے جو نقشہ تیار کیا تھا، اس میں ادھاس کا محل حنائہ کے شمالی مشرق میں دکھایا گیا ہے، جس کے وہ نقشہ سامنے دکھ کر کہ اور حنائہ و نیز حنائہ اور ادھاس کا دو مقامی ڈاکٹر پانچواں معلوم ہے کہ دونوں میں ایک اور دو کی نسبت ہے۔ یعنی اگر کہ اور حنائہ کا نام ملتا ہے تو اس کا نام حنائہ کے لیے کہ ادھاس حنائہ سے کہ ادھاس ایک سو میں مل جونا چاہیے۔ قریش یا قریش سے وہ ادھاس حنائہ کا نام ملتا، جس کا ذکر جنگ حنین کی روایتوں میں آیا ہے۔ یا اسی ادھاس کا مقام محل کا درست ہے۔

تبعین کے قرائن میرے نزدیک حنین کے تعین کا ایک اور یہی قرینہ یہ ہے کہ معلوم کیا جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے بعد اس وقت سے حنائہ کے، اس قرینے سے کام لے کر ذکر و تذکرہ کیا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اس وقت حنائہ میں دیکھا، اس وقت حنائہ میں ۲۲۰۰ مسلمان تھے۔

۲۲۰۰ کے "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ" نے فرمایا کہ میں نے ۲۲۰۰

نہو وہ مقام نہیں کر لیا۔ جسے اب تک زیادہ سے زیادہ بھی مانا جاسکتا ہے۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تک
 جنگ کے یوٹھیں سے نکل کر آئے تھے، پھر قرن اور حج پرستے ہوئے وہی یثرب کے مقام پر گئے۔ رہا آیا ہوا،
 میں پہنچے وہاں تک، اور تمام فرمایا۔ ایک مسجد کو کرائی میں بنانے کی بات فرمائی۔ نیز یثرب کے ایک آدمی کو انعام میں
 موت کی سزا دوائی، جس نے غزوہ بدر کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ یثرب میں حضرت امیرؓ نے انہیں قتل کر دیے،
 کا حکم تھا جسے مقدم کر دیا۔ وہاں سے آپؐ اس مائے شغب پہنچے جو اقصیٰ کے نام سے مشہور تھا۔ پھر طائف
 کے قریب نہول فرمایا۔ ڈاکٹر عیسیٰ وہاں سے اسی برسی قریش کے مطابق گو کہ کمر سے تو بن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سفر کا خیر بن بتایا۔



یعنی مشہور معلوم گو کہ یہاں سے حجرات ہوتے
 تھے قریب کے قاصد میں دو دن ہوتے۔
 جنگ جنہیں حجرات اور قرن ایمانیہ کے درمیان ہوئی
 ڈاکٹر صاحب نے جنہیں کا قاصد گو کہ یہاں سے
 تھے اور یہاں سے میل کے درمیان بتایا ہے۔ دوسرے
 افسانوں میں جنہیں گو کہ اور طائف کے واسطے

راستوں پر نہیں بلکہ اسے شمال مشرق اور طائف سے شمال مغرب میں تلاش کرنا چاہیئے، انہیں گو کہ اگر وہاں
 نہ ہو جنہیں جنگ نہ جاسکے وہ نہ زیادہ قریب ہو تو شہر شہر ہوتا ہے۔

ایک قریب اور بھی ہے، اگرچہ اس کی حیثیت زیادہ کم نہ ہو۔ یہی شہر کہ روایت ہے کہ جنہیں کی جانب چلے گئے
 پس لشکر بنو کوہیک بڑا اور سرسبز و بخت لڑ کر کیا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اس میں کفار و نفاق افراد کو
 مانتے ہیں، اسی طرح میں بھی ایک روایت کہ نئے کا موقع دیکھئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا، اللہ اکبر! یہ تم نے ایسی
 بات کہی، جیسی بنی اسرائیل نے کرتی تھی کہ اجعل لنا منہا حصصا لہم آتھمہ ذہاب سے لیے ہیں ایسا
 ہی مہر بنا دیکھئے، جس طرح کافروں کے سپرد ہیں۔ (معارف ۱۴۸) رسولی نے فرمایا، انکم قوم تعجلون۔ (ترمذی
 ۱۰۰۰) مشہور ایک جابن گروہ ہے۔

—

یہ نکل کر ایمانیہ اور قرن مشہور مقامات ہیں۔ قرن اہل یثرب کے یثرب ہے اور وہی مقام ہے جو ایک روایت کے مطابق
 حضرت آدمؑ کی اولاد میں تھا۔ حجرات اور قرن اور طائف بھی طائف سے قریب ہی ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ سفر اور حجرات کے
 بیان کے مطابق، رسولی نے معلوم کہ عہد ہمارے کے طائف اور حجرات اور طائف میں وہاں میل کا فاصلہ تھا۔ یہ ثابت ہوا
 یہ وہ وقت تھا جس میں دو جاہل کے عرب اپنے چچا، چچا یا کھوتے تھے، ان پر ۱۰ شہر تھے، ہزاروں لوگ کرتے۔

مطلب یہ کہ کئی جگہ ہیں جہاں دوست اب تک سرور ہو یہ بھی مزارع کا ذریعہ مسکن ہے۔

جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وصال ہوا۔ غدار و منافقین تھے جو مایہ خوار دے گئے تھے۔ وہ بڑا دلور
ست ساتھ رہے۔ باد ویز کا شعلہ شکر بڑا جلائی شکر غلامیت کو لایا لائی۔ ان کے نکلے کا پیر شکست میں
دست خفا تھا۔ شاید لشکر کی کثرت تھی کہ لوگوں کی زبان پر یہ دعا آئے تھے کہ اب ہم بغیر اللہ و اللہ کے کوئی کم پر غالب
آجائے۔ ان کی جیسے۔ جنی اس کا شاہد ہے۔ وہ اعتدیت گذشتہ۔ اور بتر کثرت تو ایسا اثر لگے تھے۔

انہی کے شعلہ تمام روایات سامنے رکھ کر صیغہ کنیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کو کم ہر کیا تھا
صحابی فوج مس راستے میں آ رہی ہے چنانچہ اس نے اسے گئے جنگ شیب میں اور عہدہ حر ہوا تھا۔ پہلی فوجیں
پاکیزہ نہ بٹھایے تھے۔ میں کی گمانی زلفی نہیں ہوئی تھی۔ جہت پنے کو وقت تھا۔ سہاویں کے وقت تہہ آبیش
میں نہ ٹھیکر اور صفات نہ تھے۔ جو اس وقت تک اسلام بھی نہیں دے تھے۔ یہ کیوں نہیں کی۔ تو میں پہلے تو یکدم
برست سے تیراں کی یاد شکر ارجح تھی۔ ابی ہشام پر ہے۔

”سبب وادی نہیں سامنے آئی تو جہت تھا۔ کی طرف جہت والی وادیوں میں سے ایک نشیمن و حدان

اور حدیث دہی میں قرآن شروع کر دیا۔ ہم اترنے جا۔ پہلے تھے۔ ہم نے آج بھی تم نہیں ہوئی تھی۔ دشمن

ہر سے شک و دہی میں لگے تھے۔ انہوں نے ہر جنگ کا کافی ہر اسے اور بغیر راستے سے ہر رستہ کر دیا۔

یہ ناکارہ ہر سمجھا کر۔ انہوں نے کہا اس کے لیے پڑوسی پڑوسی کر رہی تھی۔

پہلے فریقہ پہلے۔ پھر اس کے لئے وہ فریقہ تھا کہ بعد ازاں امام بڑی جلی تھی۔ نہ کوئی سورت حال کا اندازہ

کرتے کی حیثیت میں دیا اور نہ کوئی چپے مرکز دیکھا تھا۔ قرآن مجید نے اثناء کا شعلہ نہایت مدلی سے کہنے دیا ہے۔

ویم حنین اذا جیتکم کثرتکم فلم تغن
عنکم شینا و صفاقت علیکم الامم عرب

بعد ازاں حنین تھے و کثرت مدد پر ہے۔

دست پر بھی تھا۔ سے تک جنگ ہو گئی۔ ہاں فرقہ بڑھ چلا کر

جنگ تھے۔ (تحریر ۲۵)

اہتری کے اسباب مولانا شبلی رحیم نے ہجری کے ہشت سے اسباب بیان کیے ہیں مثلاً:

۱۔ مقدّمہ الجیش میں زیادہ ترکہ کے جدیدہ اسلام فوجان تھے اور وہ بڑا خطا تھے جو اس وقت اسلام بھی نہیں

ملے وہی ہشام القاسم الثانی بن ۳۳۲۔

لائے تھے۔

- ۲۔ برادری تیز انداز میں باب کے اندر جواب نہیں دیکھتے تھے۔
- ۳۔ دشمن کے سرور کا وہیں پہنچے پہنچ کر تمام مناسبہ نظامہ طرہ اختیار کر لیا تھا اور ڈیڑ گھنٹہ کے رستے پہاڑ کی گھاٹیوں، گھوڑوں اور وہیں سے باہر بھاڑیے تھے۔
- ۴۔ یہاں جہاں اس قدر تشبیہ ہیں تھا کہ ہاؤں جم نہیں دیکھتے تھے۔
- ۵۔ قدرتشاہی میں تابلو ہو کر ایڑی کے ساتھ پیچھے بٹا کر چلے، چلنے کے تمام اہلکار گئے۔ (موصوف)

غزوہ حنین

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَنِي سُورٍ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَلَيْهِمْ قُوَّةٌ وَبَنِي قُضَيْبٍ إِذْ يَخِيبُوا فُجْرَةً

— (۲) —

شہادت قدم اصحاب | ہر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ جو اس نے قہر سے، بے کمان کے نام و دین میں موعظہ کرتے تھے یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، جاسق، فضل بن جاش، عثم بن حیان، اسامہ بن زید، ابی بن جہل، ام ایمن کے بڑے ساجزہ اور... یزید بن عمار، شدی جہد، مطلب، وہی کے وزیر جعفر اور دہریت۔ اگر ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ ثابت قدم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ ہی تھے۔ اساتذہ اور ابی بن حنیہ میں شامل تھے جہاں یزید بن عمار نے حصہ و صلہ کے سید فخر کی قربی کا کچھ حصہ پکڑ لیا تھا اور چھپ چاپ ساتھ چل رہے تھے۔ جہاں کے انہوں نے کی نگاہ تھی۔

حضرت انسؓ کی والدہ ام سلمہؓ بھی شہادت قدم اصحاب میں شامل تھیں۔ وہ اپنے شوہر ابو طلحہؓ کے ساتھ آئی تھیں۔ کرباؤں سے کسی کربانہ دیکھی تھی اور دشمن کی کھلی کھینچ کر اس کے قتل میں اپنے ہاتھ کی دھجیاں دے دیکھی تھیں تاکہ بے قیادہ دوسرے واسلے۔ آخر کار کسی تھاکہ کوئی قریب آئے تو اس کا بیٹہ جا کر گرا رہا تھا۔ قرآن مجید میں

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَنِي سُورٍ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَلَيْهِمْ قُوَّةٌ وَبَنِي قُضَيْبٍ إِذْ يَخِيبُوا فُجْرَةً
 خَلَّى السُّيُوفَ فِي دُونِ الْحَمْدِ
 تَرَوْهَا وَتَنْتَظِبُ أَلَيْسَ كَقَوْلِهِمْ
 خَوَّاهُ أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ
 بھرا ہے اپنے رسول اور مومن پر اپنی عزت سے کون
 فرماؤں اور اور میں فوج اور میں
 آئی تھیں وہ دن کوں کہ قادیانوں نے کفر کا نام
 بھرا کی اور کفر کی جی رہا ہے۔

دشمن کا فرار | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑا کہ دور سے پکارا: "یا معاشرہ لا تفر" یا معاشرہ! صحت اسلحہ! اسے گواہ تھا۔ اسے جو یہ بھی یہ سب وقت بھٹ کر گئے والے یہ ابن ہشام کی روایت ہے۔ الباقی وہ بتا رہے ہیں کہ: "یا اصحاب الفجور" یہ گواہ جس میں نے مٹی اور ٹھیک ٹھیک کہہ کر ایک دم ہٹا۔ جن کا دانت زہر کا وہ دھماکا دے گا اسے کھٹ سے گور دے گا اور وہ کچھ نہیں۔ اسی طرح آقاؐ نے انہیں شام کی کج گدہ سے صبح کے پاس بھی ہو گیا۔ انہوں نے اس قدر سے ملک کا دشمن کے پاؤں

ہی تھے۔ جسکے مطلوبہ دشمنیں یعنی اوقاتِ طاقت حتیٰ کی بنا پر مجبور ہی کی حالت میں اسے قبول کرنا پڑتا تھا۔ تاہم اس کی معذرتوں اور یہ رویوں کا دائرہ میں حد تک بھی محدود کر دیا گیا تھا، اس کے لیے دشمنان کی کشش کی کمی۔ مختلف مذاہب کے مدعی و پیشواؤں مثلاً زاہریوں، زیدوں، یحییٰ بن عیسیٰ کی کشش کو روک دیا، جو ہتھیار کاٹ کر مقابلے پر آمادہ تھے، میں اپنے اصلی دائرہ مشغولیت سے باہر نکل کر دائرہ حریت میں رہا جاسکے۔

سشیما بنت حارث | اور مکی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حبیہہ در اس کے شہر حارث میں عبید اللہ بن ابی سہل کی شہریت کے لیے اس کے لیے ایک وکیل کے ساتھ ایک سے کام لیا تھا۔ زہرا بنت ابی قحافہ سوشل مسیحین مرحوم لڑا کرتے ہیں۔ فرطِ محبت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو پھیر آتے۔ ان کے بیٹے کے لیے وہ اسے مبارک بچپانی بہت کہلاتی تھیں۔ چند شہر اور گریبانِ طاقت فرمائیں: خود ایشاء کیا کریں پانچے وزیر سے عمر میں چلی کر وہ انکھ جانا چاہتا تھا وہ ان پہنچا دیا جاسکے۔ انھوں نے تادمِ اسی کی محبت سے وطن چھوڑ دیا۔ چنانچہ عزت و احترام سے پہنچا دی گئیں۔

محاصرہ طائف | جبکہ حنین کے بعد طاقت کا تمام ہوا کر لیا گیا، جو سب سے دوڑ ہادی دہ۔ اسے مزید طاقت دینے کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور اس کے ساتھ محاصرہ کیا گیا۔

انہم اہل تہذیب و امت بہم - وہ اللہ تعالیٰ کو + دینے ملا فراہم و توفیق دے کر مرست پاسن ماحرہ رہا ہیں۔

یہ دعا منظور ہوئی یعنی تعینت بھی بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر اسلام کی دولت لایزال سے مشرف ہوئے اور اس کے نام پر ان کے اوراق پر انہوں نے تعینت کے کاغذ لکھے بھی جاریا دیے جاتے ہیں۔

شہداء اسے طائف | محاصرہ طائف کے شہداء کی لہرست یہ ہے۔

۱۔ عبید بن سیدہ بن الحصاص
۲۔ عوف بن حنیفہ

ملکِ حبشہ کا نام ایں ہشام میں ملتا ہے، الامام ہیں "ہشام" اور حکمت زہرا ہیں "ہشام"۔ سلفِ حبشہ انہی کے لئے لکھی گئی۔ ۴۹ - لکھ ایں ہشام میں "ہشام" ہے۔

۳۔ عبداللہ بن ابی سہبہ: وہ ابوحنیفہ ام سلمہ سے بھائی

۴۔ عبداللہ بن عامر

۵۔ سائب بن ناریث

۶۔ عبداللہ بن عمارت: قاضی کا بھائی

۷۔ یحییٰ بن عبداللہ

۸۔ ثمال بن ابی العزیز

۹۔ عمارت بن مسلم

۱۰۔ الحسن بن عبداللہ

۱۱۔ یحییٰ بن ثابت

۱۲۔ یحییٰ بن زبیر

مال تغیر مت اور امیر: جنگ مین کے امیروں اور مال فقہیت کی عمری کیفیت درج فرماتا ہے۔

مردمیں اور سپکے چھ ہزار

اورش چھ ہزار

بغیر کربلاں پالیس ہزار

چاندی چار ہزار دویس

مردمیں اور امیر: جنگ مین کے امیروں اور مال فقہیت کی عمری کیفیت درج فرماتا ہے۔

کی رضائی والدہ علیہ السلام تھیں۔ ہمیں وہ لوگ دناہت ہی کے دشمنے کا حمار دیتے ہوئے کہا کہ میرے نوں، میں آپ کے چہرہ پیاں اور غلامیں بی بی ہیں۔ اگر مسلمین عرب سے کسی نے ہمارے کسی غلامان کا دودھ پیا یا کھانے کی بھی بہت امیر ہیں تو ہمیں۔ آپ سے بہت زیادہ امیر ہیں۔

مردمیں اور امیر: جنگ مین کے امیروں اور مال فقہیت کی عمری کیفیت درج فرماتا ہے۔

بنا دیا کہ جسے جو۔ زرا اسنے پہلی برائی تو حسنہ علم نے فرمایا مجھے صورت اپنے غلامان پر اختیار ہے لیکن میں عام مسلمانوں سے ان سے ملنے سے نہیں کرتا ہوں۔ یہ سن کر وہاں کے امیروں نے اپنے حقے چھوڑ دیے۔

تمام عورتیں ہر چنگ رہا ہو گئے۔

تقسیم غنیمت | غنیمت کی تقسیم میں رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے جویں، مسلمانوں کے ساتھ، عین اللہ بک کے خاں
 زیادہ غنیمت فرمائی، چنانچہ یوسفیان اور مسکن کے دو دو تین سو اونٹ، بیچم بن حزام کو دو سو
 ان کے دو سو ایک سو دہشت سے وگوں کو پچاس پچاس اونٹ دیئے۔ فوج میں سے ہر ایک کو فی کس
 پانچ اونٹ، دھالیس گھوڑاں ہیں، سو اور کھجور کا دانہ تھا۔

انصار سے خطاب | اہل کھربلا کی جانب میں نے ان، انصار کے بیٹے سر حبیبہ، الاحقر بن کیا اور، ہوش کی شکایتیں
 رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن پڑھنے کے لیے بھیج دیئے۔
 کہہ دیجئے کہ تم گروہ تھے اور انصار نے میرے لیے میرے لیے تھے، انہیں جاہل کی، تم منکر و پروردگار تھے،
 انہوں نے میرے لیے میرے لیے تم میں اتفاق پیدا کیا، تم مفاسد تھے، انہوں نے میرے لیے میرے لیے تھے،
 دولت ملے بلایا۔

انصار پر انشا پر کتنے عاشقوں نے ایک خدا اور رسول کے پرچار احسان کیا، حضور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم
 تم اس کے خراج میں ہیں نہیں کہتے کہ اسے محمد حبیب سب لوگوں نے تمہیں جنتیہ تو میرے
 تیری نصرت کی، جب مجھے گمراہی سے نکال دیا تو تم نے مجھے ہمارے ہی، جب تم نے ہمارے
 تیری مدد کی، میں انسا ہوں گا تم نے کتنے برو سے انصار، تم نے ہمارے شمار پر دوسرے لوگ انسا میں
 سے انصار پر دم کرنا، انصار کی اولاد پر دم کرنا، ان کی اولاد کی اور پر دم کرنا۔
 "انصار پر میرے لیے اس کو کہتے ہیں ہر قسم سے لاہر اور "انصار" اور پر دم کرنا کہتے ہیں۔ آخر میں فرمایا
 اسے انصار کیا تمہیں پسند نہیں کہ دوسرے لوگ اونٹ اور گھوڑاں سے ہائیں اور تم محمد صلوٰۃ
 اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر جاؤ۔

انصار خراج اس کے ہیں عین محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم رکھا رہیں۔

اور اصل انصار میں بعض کو خیال بریگا تھا کہ اب رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم شاید میرے سہرا نہ جائیں
رسول اللہ کی صحبت | ہرگز نہ کہ میری میں تمام فرما رہیں۔ اسی تا قرآن ان میں شروع پریشانی اور دل شکستگی
 ہوا کہ ان کی زبان پر ایک ایسی بات آئی جسے ان کی فطری دل نے انہوں سے کوئی مناسبت نہ تھی۔ دو تو اپنے پاس
 سب کچھ دے کر کوشش کرتے تھے۔ پھر اہل کھانہ دوسروں کو زیادہ ملنے پر کہہ کر منجید و یا شاکر کر سکتے تھے یا جب
 عشق و محبت میں ناکامی کی بناء سے حبیب کشاکش عجز ماحول پر چٹائی نظر آتی تے تو دل درمناغ کی طبع کار فرمائی
 میں بھی ملال آ جاتا ہے۔ اسی پر غمگین کی کوئی وجہ نہیں۔ ہر سادہ تو اس فوج و مقدس دمر کی سے عشق و محبت کا تھا،

ہیں کہ اہمالِ عبادی کا رقبہ وردی کے بے روزمرہ اور ایمان و یقین کے بے ذریعہ جہود سمیت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 غلبہ ہمارا کریں، انصار کے ساتھ جانے کا ذکر شخصیت سے اسی بے قراری کے لئے کیا گیا کہ تمام پریشان خیالوں اور پریشان
 کا اصل مصدر و منشأ حضور مسلم کی معیت سے عروسی کے سوا کچھ نہ تھا۔

پھر حق کو دینے میں کمال کی کڑی وجہ نہ تھی کہ جبراً ہی تقسیمِ غنیمت کے مسئلے میں جن لوگوں پر جبر حق کا یکتا
 زیادہ قہر بند ولی پڑی، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے برکات و احسانات کا صحیح اندازہ کیا جاسکتا تھا اور انصار
 بدینہ سزاؤں میں جا پائے ورنہ ہمارے بچے گشتا۔

سارے درد و کشاں سرفیاں چری واند

راشید و راستے سنبھلے راہِ چرخِ نصیب

چنانچہ حضور مسلم کے حرفت اسی ارشاد نے کہ آپ انصار کے ساتھ جائیں گے، ان کے دامنِ قلب سے
 تمام بے چینیوں اور پریشانیوں اور اضطرابِ فرائض کو دھو ڈال دیا اور وہ کافی اُسودہ اطمینان ہو گئے۔ (صحت)

ایلا و تخمیر

یہ سادہ سرفہ کے لوازمیہ اور پہلی منتظر، میں خزانہ جو کہ سے پہلے پیش کیا۔ اس سلسلے میں مکی، اعمات میں
 ہر گھنٹے سے کیا کہہ دیا تھے اصل منتظر میں، ضمانت سے، بیان فرما رہا ہے ہر پہلو سے کے انکار سے کی خزانہ میں
 میں نے اصل منتظر میں سے ایک طویل روایت کا ذکر، حق میں کر، یا کہ کہہ رہا تھا جسے خود اس کا خود منہ مطالب
 ایک بیان فرما دیا ہے۔ اس سر میں، علی میں، کا اندہ و اج مہروری زرد، اندہ خزانہ کا ایک کلام کی سہر منہ، معاملہ کے
 پیش نظر کیا جانا، علی مہر و زرد کا اندہ کر، یہ ہے۔ یہ شمار منتظر کے اندہ، کے پانچ ہر و زرد، شانت، ہر، اقرار

ایلا و تنخیر

— (۱) —

انکار حدیث و مصلحین متفرجین

استفسار (۱) علامہ سید شاہ حضرت مولانا، السلام علیکم، میرے ایک فرم ان دوست زمین کا نام لکھنا دوسری کتاب میں بہت اہم غلطیوں کے غلطان سے جانب بھی فرود واقف ہیں) آج کل عیسائی مشنریوں کے دہم میں پھنس گئے ہیں اور روز روزہ فتنیں اسلام کی جانب سے بھین کیا جا رہا ہے۔ وہ ملحد اپنے ملحدانہ عیسائی و فتنوں کے بیان سے کوئی د کوئی اعتراض نہ کر سکتے ہیں اور ہم لوگوں سے جواب طلب کرتے ہیں۔ ایک کتاب اور وہ کی کتاب میں ملحدان کی چھٹی چھٹی بھی انہیں دی گئی ہے جسے وہ ملحدانہ زبان کے پرستہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور اس میں بھی اسی طرح کے اعتراضات ہیں کیسے غلط ہیں۔ انہوں نے کہ آج جس ان کے ہر اعتراض کا جواب ملے سکتا ہے اب دیا اور اس کا جواب وہاں سے وہ کوئی نہ کر سکے۔ اب ایک واقعہ عرض کرنے پر بیان کیا، جس کے متعلق بڑے دم سے اور کیفیت میں پڑی حیرت انگیز بات لکھا، لیکن چونکہ اس کا شمار احادیث کی بنا پر دیا گیا تھا اس لیے میں نے صاف کر دیا کہ ہم صرف انہیں اعتراضات کے جواب دہ ہیں جو قرآن کریم کی ہستیا پر کیے جائیں، مرنے والی حقیقت اور ایک ہی نمبر ہمارے تمام اعتقادات و عقائد کا ہے۔ عرض کو کوئی غیبی درجہ حاصل نہیں اور اس لیے اس کے برعکس نہ ہیں۔ یہی باتیں اصولی و عقیدہ ہمارے لیے نہایت اہم ہیں اور متضادین "تذریب الاخلاق" میں قائل کیا ہے، اس پر ان کے عیسائی دوست نے جواب میں لکھا، گو قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

انہوں نے حضرت سید کا ثبات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بیان کیا ہے کہ ایک معری حیرت منور کے ہاں آئی تھی کہ اسے بطور دھڑی کے آپ نے لکھ دیا تھا۔ ایک ایسی آپ اس کے ساتھ حیرت میں تھے کہ ایک چپ کی پرہیز میں سے ایک پیڑی چلی نہیں ہو، کیونکہ کہ سخت حیرت کی، اس پر آپ نے صاف بت کی کہ انہوں نے اس واقعہ کا ذکر نہ معری پر بیان سے کرنا لگو۔ انہوں نے ذکر کیا اور آپ لکھ چکے تھے اپنی تمام چیزوں سے

اذا حق پر کراہی جگہ ہے اور میں خود اس کا مدبر ہوں کہ میں نے میرے ایک بھائی کو ٹھہری سے بائبل دیکھی۔ وہ کتاب ہے کہ یہ واقعہ کتب میں موجود ہے اور اس بار اجرائی کرنا ہے کہ کیا ایسا اخلاق دنیا کا پرستگار؟ میں نے پہلے ہی اس کے صحن نما سے دریافت کیا تو بعض نے کہا کہ اس نے شک یہ واقعہ کتب معتبر میں آیا ہے پھر جواب..... کو کھانچا اس نے بھی اس کی تصدیق کی۔ اب یہ کتاب سے مشہور ہے کہ یہ خود ادا رہا مگر اس وقت موت کو کہنے لگے واقعہ کی حقیقت سے متعلق فرمائیں، بیکر الہا لیں، وہ کہیں اگر تمام مسلمانوں کے لیے قدری عام حوالہ رہا ہوں کہ وہ تمام سے بھی۔ پھر اس کی نسبت یہ تحریر فرمائیں کہ کیا یہ حدیث کے متعلق اس اصول کو آپ تسلیم کرتے ہیں کہ میں نے مخالفین کے سامنے پیش کیا؟

جواب

۱۔ آپ نے جی کتاب کو اپنے قابل دہم و دست کے ہاتھ میں دیکھا ہے، وہ غالباً **اصل بیان کی حقیقت** پادری ہارالڈین کی میزبان "انٹی و فیرو ہوگی جو سلطان میں چھپی تھی۔" اور احوال و نام، "استعداد"، "صان الصدق"، "انبار الحق" وغیرہ انہی کتابوں کا جواب ہے لیکن میں دیکھنے کا آپ نے ذکر کیا ہے اسے اسی کتابوں سے کوئی تعلق نہیں۔

۲۔ میں نفوس اور میں صورت میں آپ کے دوست نے یہ واقعہ بیان کیا ہے وہ تعجب ہے اصل اور حقا کتب واقف آپ پر سے ورنہ حدیث کے ساتھ انکار کریں اور غرضت طلب کریں۔ میں حضرات علما سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ اصل ہے اس واقعہ کی تصدیق کی، ان کی نسبت پھر اس کے کیا کہوں کہ اللہ ان پر رحم کرے۔ ایسے اچھے کا وجود دشمنوں سے زیادہ ممکن ہے۔ *منعوتہ بالافق من قنتر العجل والہاہلین*۔

۳۔ اجترہ پہلے کہ صورت واقعہ سے قطع نظر کر دیا جائے تو یہ دراصل واقعہ وظا و تعمیر کی معنی و آیات کی ایک مسیح شدہ صورت ہے اور میں ہماری روشنی کی طرف اشارہ کیا ہے، اس سے قصور وادیہ قلیہ میں۔ چنانچہ کتب میر و تقاضیر میں صبیحہ روایت ایسی موجود ہے وہیں سے منہم برتابت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیل ازواج کی حاضر و باہر تہذیب اپنے اہل حرام کر لیا تھا، وہ حضرت حضرت زینبہ سے کہا تھا کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ انہوں نے حضرت عائشہ سے ذکر کر دیا اور اس پر سورہ تحریم کی آیات نازل ہوئیں۔

لیکن اول تو آپ کے دوست کے سبھی علم کلمہ گناہیہ واقعہ قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔ بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم میں کوئی ایسا واقعہ بیان نہیں کیا گیا بلکہ مرتب ایک ناز کا ذکر کیا گیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ازواج پر لکھا تھا اور اس کا ذکر وہ مردوں سے کر لیا تھا۔ پھر وہ روایتیں اس بار سے ہیں کہ وہ ہیں۔ ان کا کتب معتبر صورت میں کہیں ذکر نہیں ہوا کہ تمام اہل کماح و طلاق و ایلا و تہذیب سے قابل ہیں اور طہری و نجیہ میں ان کا ہر نا کوئی دلیل صحت نہیں۔ عین ممکنہ کہ

اصول متقدمین کے مطابق ثابت نہ ہو سکتے۔ علاوہ بری تعدد و جرح ایسے موجود ہیں جن سے یہ تمام روایات منسوخ اور ہائے تمہارے ساقط ثابت برقی ہیں اور تحقیقی فن کی بھی بنیاد ہے۔ کہ سنیاتی ان شاء اللہ۔

لیکن آپ نے سادہ ہی ایک حنا سیدہ ام و دراصلی منسوخ بھی چھڑا دیا ہے شیعیان احادیث کے کلام و تعلیم کا سوال بغیر ایک مستقل و مسودہ مسنون کے اس کا نشیخ نہیں جواب تو ممکن نہیں، البتہ اصل سوالیہ کتب اب سے پہلے منبر پر طرہ پر کچھ اس کی نسبت بھی عرض کر دیتا ہوں۔

محققین اسلام کی اصولی تقسیم | علمائے دہ اس نے اسلام میں تہذیب و اطراعات اسلام اور حضرت دانی اسلام پر کے متنبی کرتے ہیں غرض کہ آج پادری و عمار الدین اپنا وہی دستور، سر و پر، اور گوشت و خوراک کے ہوں یا اب سے صد سال پہلے ان مسرتین نے اس کے کجایات ابن سزم و اصل و اصل میں، وغیرہ نے "تہذیب لادیب" میں، اسی تہذیب نے "الجراب" میں، اور ابن قیم نے "نظام العبادۃ" وغیرہ میں دیے ہیں و مگر اللہ! اگر موصوفان کی دو کتابیں ہیں۔

۱۔ وہ اطراعات جو بعض منقسم یا راستہ فیس و اعراض من الحق لا تہید ہیں شفا قرآن کریم کے احکام و احادیث و فرقہ کے مشق جن تہذیب و اطراعات کیے جاتے ہیں یا اعتدالات، یا غایت قرآن و کتب مقدسہ کی بنا پر جو کچھ کیا جاتا ہے، ان کی بنیاد ایک صحیح اور دائمی تعلیم پر ہے اور یقیناً وہ احکام قرآن کریم میں موجود ہیں لیکن یا قرآن کی نسبت متعصبہ جن سے غلط فہم پیدا ہو گئی ہیں یا راستہ ان کے وہ اعلان کی کوشش کی گئی ہے یا سب سے اس اصل کو قضاہیں اعراض قرار دے دیا ہے جس پر وہ تمام تعلقات و احکام متعلق ہیں۔ فرضی اسلام کو ان باتوں کے لیے لازم و واجب بنائے ہیں کہ وہ، سے قرآن منقسم لیکن جن دعوہ و دلائل کی بنا پر ازام دیا گیا ہے ان کا شک و شبہ مل ہے۔

ب۔ یا پھر وہ اطراعات ہیں جن کی بناء انکی اسلام کی تعلیم پر ہے اور اسلام کے کسی مسئلہ و احادیث پر۔ شر و غور قرآن کریم میں ان کا جو وہی اور نہ احادیث و مسودہ متبرون میں، ان کا اور مدار و عین ان باتوں پر ہے۔ روایات پر ہے جو بعض مسلمان مسنون نے اپنی کتابوں میں کسی دوسری کیفیت سے مدد کر دی یا یا عام طور پر مسلمانوں میں بیان کی جاتی ہیں اور افراد عوام پر چڑھ گئی ہیں شفا "تہذیب لادیب" وغیرہ یا شفا یا واقعہ مارے قبطیہ جو آپ کے دوست کو ایک عبارت کلمہ و محرف صورت میں دکھلایا گیا ہے۔

ان دو قسموں کے علاوہ بہ شمار اطراعات ویسے بھی ہیں جو اقوام و بستان ہیں۔ جیسے صلیبی لائبروں کے دہانے میں مشرقی پادریوں نے مسافروں کی بہت پرستی کے اکابر بہ شہرہ کر دیے تھے اور ان کو عیسوی کاتھولک نے اسلام اور باقی اسلام میں منسلک بیان کیا ہے یا آج بھی ایسی صد باقیہ اسلام کی طرف متعصب کر دی جاتی ہیں جن کی کوئی ادنیٰ اور ضعیف اصلیت میں نہایت اسلامی میں نہیں ملتی۔ یہ تمام اطراعات یکہ برداشت و تعصب اور جن و فساد کا

نتیجہ ہیں، جنہیں مولانا صاحب نظر مفسرین بھی تسلیم نہیں کرتے لہذا یہاں مقصد صرف تعالیٰ تعجب و اعترافات ہیں۔ انکو اقتدار
محض و جتنا صرف۔

سب سے زیادہ خطرناک قسم | اسی فرقوں نے منافقین و مفسدین کے استاد و کاتب سے واقفیت حاصل کی ہے، اور
تسلیم کریں گے کہ اعترافات کا سب سے زیادہ معد دراصل دوسری ہی قسم پر مشتمل ہے
اور پہلی قسم کے اعترافات کو مٹا دیا وہ اہم ہیں لیکن اسی کی تعداد بہت کم ہے اور اعدائے اسلام کو اسلام کی تفسیر
حقیر میں بھی ان سے بہت کم مدد ملتی ہے۔ یہ عداوتیں جو اسلام کی مخالفت میں لگتی تھیں یا پھر لگتی جا رہی ہیں، انہیں
اشکار دیکھ لیں اور ان تمام اعترافات پر نظر ڈالیں جو ان میں پیش کیے گئے ہیں، ان میں بہت عروق و تصانیف اعترافات کا
برکار ہو رہا ہے، قرآن کریم کی تعلیمات یا احادیث مقبولہ و مسنونہ کی بنا پر کیے گئے ہیں اور تمام جملہ ذاتیں کھرا بنی ملاح،
مسائب سے لرز رہی ہیں، جو کچھ قرآن و آیات تفسیری و کتب سیرۃ و سنن اہل بیت کے لئے ہیں اور جن میں خفا یا مقدر
تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اسلام و پیروان اسلام کے لئے ہر سلطان مصلحت کا دیان نہایت برا ہے۔

سب سے زیادہ جیسی و میلدار اعدائے اسلام کے پاس یہ ہے کہ حضرت داعی اسلام علیہ السلام کے واسطے و انتقام کی حیات
غیرہ و مقدر کو دنیا کے سامنے ایسی کھنکھ و میوہ و شکر و شکر پیش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کچھ ہی طوائف میں نفرت و کراہت پیدا
کر جائے اور اسلام کے متعلق کسی قسم کی شک و شبہ پیدا کرنے کا موقع ہی ملے۔

یہ مقصد پہلی قسم کے اعترافات سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں جہاد کا حکم ہے، تعدد ازواج کی امانت ہے۔
علاقہ کو جانور بنالیا ہے۔ قوم مادی و فساد کے تاریکی مقامات کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا
خاندان کعبہ بنانا بیان کیا گیا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو شکم میں ڈالنے کا ذکر ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو شکم میں ڈالنے کا ذکر ہے۔
مفسرین ان پر کچھ بھی کہتے ہیں۔ احکام جہاد کو خالی و بے اثر کرتے ہیں۔ تعدد ازواج اور علاقہ کو اعتدالاً مع سب
کہتے ہیں۔ قوم مادی و فساد کے متعلق تاریکی و فساد کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم کی بنا سے کعبہ کا ثبوت قرآن سے
مانگتے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کو شکم میں ڈالنے کا ذکر ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کو شکم میں ڈالنے کا ذکر ہے۔
خاص و فصاحت پر باطل پروردہ نہیں پڑھا سکتا اور مسئلہ داسے کے پیشے یہ باقی رہ جاتا ہے کہ وہ اس کے دیگر احکام و
تعلیمات کے متعلق حسن حق قائم کرے یا مصلحت و غیر شرعی سے۔ قادیان کے تفسیر حاصل کر لے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس
کام لیا، حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام پر ایمان رکھیں۔ اگر مخالف ان الزامات کو سمجھ لیں تو ان میں سے جیسا بھی زیادہ
سے زیادہ ہو یہ نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم اور کتب مقدسہ حق کو کچھ رو نہیں دیکھتا ہے۔

دوسری قسم کی حالت | لیکن یہ غلط ہے اس کے دوسری قسم کے اعترافات و ملاحضات اپنی صاف مزاحمت
تصور میں ان اعترافات سے بالکل مختلف ہیں۔ ان میں اس زندگی کی تعبیر

دکھائی دیتی ہے جو قیامت اسلام کا مخالف ہے اور میں کی رسالت و نبوت کی صداقت پر ترکان و اسلام کی حقانیت و حقانیت ہے، تصویر ثابت کرنا ہوتی ہے اور شیطان کفر و فساد ادا اسے اسلام کے اندر حمل کر کے اس کے حال و خط و دست کرنا ہے خود اللہ، انسانی ماضی و معاشی کے تمام حقائق میں جس کے ہاتھ میں ادا دیتے ایسے تمام حقائق و نتائج کو کسی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو انسانی جو عقل کی وراثت ہیں اور وہ جو حقیقت و رسالت تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے ایک قرین و یک احوال شخص کی زندگی میں ان سے ثابت نہیں ہو سکتی، کَبُفْلُکَ یُؤْتِکَ الْمَدِیْنَةَ صَافً اَوْ اَمَّا اَنْتَ فَبِغْضَکَ ذُو۔ (درمن، ۶۵) اللہ

کتاب و ادب اور ادب میں عام طور پر جو خوش و خوش و مسخرہ اسلام کی طرف سے پھیلا ہوا ہے وہ زیادہ تر ایسی تلبیس و طغیان کا نتیجہ ہے ان مغزبات کو جس کو ایک سادہ ذہن صاحب اس دور اسلام سے متروک ہو جاگا ہے کہ اس کے کسی صحت و حقیقت کا اسے تصور بھی نہیں ہو سکتا، اور ہمیشہ کے لیے صحت ہی و تلاش حقیقت کا سوا باب ہو جاتا ہے۔ میں فی الحقیقت قسم ال کے اعترافات اس دور اسلام کے لیے مضر نہیں، میں تو دوسری قسم کے ہیں کہ ان ادا اسے اسلام کے باطن میں سب سے زیادہ خطرناک حرب بھی مغزبات ہیں، کسی مذہب کے متعلق یہ کتاب و ادب و شمشیر جیسا، سختہ و لدن کو اس دور متاثر نہیں کر سکتا، جس قدر اس افواکیشن کرنا کہ (نور باللہ) اس کا باطن اپنے جہنم کی بیرونی برہمن کو کہہ کر فریفتہ ہو گیا اور باکفر اس سے طلاق دلا کر خدا اپنے خلاف میں ملے آیا۔ یہ ایک طوالت دقیق کو کہہ رہے ہیں اور اس وقت تک کہ دست کم اس پر توجہ کی گئی ہے۔

ان مطالعین کا مشترکہ | اس قسم کے تمام مطالعین و مسائل میں جو افادات بیان کیے جاتے ہیں، ان کا ایک بڑا اہم مطالعین کا مشترکہ | اہم مطالعین کے افادات کو مصلحت کا نتیجہ ہوتا ہے، جس کی کوئی اصلیت نہیں، البتہ مواد و صحت و اعجاز اور تحریف و تکلیف کو انکے کہہ دینے کے بعد دیکھنا ہوتا ہے تو اس کی بنیاد میں کوئی بات وہی ضرور غلط آتی ہے جو اس کی مطالعین صفت کا بیان ہو، یا کوئی روایت اور فقرہ یا کچھ کوئی فقرہ ہے جو مطالعین کی زبانوں پر چڑھا گیا ہے۔

مشرقیہ پر آئے کرتے ہیں کہ اسلامی تصنیفات کے متعلق ایک علمی اور سرسری واقفیت حاصل کر کے چند مقام پر تبصرہ اور سر تو یا قصص و قصائد کی اپنے مانتے دیکھتے ہیں اور حق میں میں قدر وہ ہیں اس قسم کی باتیں میں جن کی بنا پر اسلام کی رسالت اور انسانی اسلام کی زندگی پر حق و قدح کیا جاسکتا ہے، ان میں کافی و زیادہ ہوشیاری اور پوری مغزیارہ چالاک کی مانتی کیا جاسکتی ہے، پھر اپنے افکار و نظریات کا ان پر افکار کرتے ہیں اور مفید مطلب و توجیر و تحیل کے ساتھ

لے اس میں ہر سہ یا تھے وہ و کرم اللہ ان آیات سے نکلے۔

قریب اسی کے اس فرما پیش کر دیتے ہیں کہ ناواقف اللہ کے اسناد میں روایت ہے کہ وہ مولا کا بن کا اور دوسرے میں اور بعض اوقات ان روایات کے نقل بھی کر دیتے ہیں، جن سے ان کا استدلال ہوتا ہے۔ اور کئی شخص کے عربی زبان میں ایک کتاب بذمہ شام کے بیٹے شام کی تھی، اور ہاؤنٹیم پلورن میں خرمی ہے اور جس کا نام "الفہرست" ہے، اس میں اہل سنت کے لئے کہ، خزیمہ ہر اعراس کے ساتھ کوئی کوئی روایت بھی پیش کی ہے خبروں کے علاوہ خود ناواقف مسلمانوں پر بھی ان حوالوں کا رجوع، خرچہ کرتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ سب خود اس روایات میں یہ روایات اور وہ ہیں تو اس سے کچھ کرنا، کیا جاسکتا ہے؟

اسی قسم کی روایات زیادہ تر فقہاء اور عام کتب میں نہ پائی جاتی ہیں یا حضرت شاہ ولی اللہ کی تفسیر وادع نسبت حدیث سے مطابقت، یا تفسیر یا چوتھے دہائی کی کتابوں سے لی جاتی ہیں۔

یہ ایک غلطی ہے، ہم خود اصول بحث ہے کہ اس قسم کے خرافات و مطالب کے لئے میں نے **نقد اصلاح و اجتہاد** اور تحقیقی خرفی جواب درو کا کیا ہے۔

ہمارے زمانے میں ایک نیا گروہ متعلمین و تفسیر کا پیدا ہوا ہے، جنہوں نے اپنی قابل تعریف بیداری و باخبری کے باعث پہلے پہل ان اعتراضات سے واقفیت حاصل کی اور چاہا کہ ان مطالب کی، اور ان کے اسناد کے واسطے کی تزیین و تفسیر نہایت کرے۔ اس کی سند ہی سستی و غرات ہے۔ اور اس کی نیت دوسری قابل تحسین، لیکن افسوس ہے کہ میں کام کر رہا ہوں چاہتا تھا اس کے لئے سفیدی اور کڑائی تو اس کے پاس ضرورتی پر اسباب و وسائل یکسر مفقود تھے اس کا مانع کا کہی اور اس کا نام طالب اجتہاد تھا، لیکن نہ تو اس کے پاس نظر علم پر اتنی بڑھ چکی تھی جتنی وہ نہی فکر تھا کہ اس کا جواب دیا گیا۔ نہ تو اسے علم اسناد کی خبر تھی، نہ فقہ حدیث و اثر پر ترقی تھی۔ نہ اصول فقہ سے اس نے واقفیت حاصل کی اور دروغ و معضات متفقین و ائمہ کو مبرا نظر آئی۔ جس طرح اسلام کے حریفوں نے اس پر طعن کرتے ہوئے اپنے حمل پر اکتفا کیا، اسی طرح اسلام کے ان حامیوں نے ان کا جواب دیتے ہوئے صرف اپنے لئے نیرنگ اجتہاد ہی کو کافی سمجھا، جو کچھ انھیں اپنی قوت کی خبر نہ تھی اور معرفت اپنی فکر و ماسے ہی پر اکتفا تھا، اس لئے وہ حریفوں کی محبت سے مرعوب ہو گئے اور قابل اعتراض روایات و بیانات کا انبار دیکھ کر اس طرح گھبرا گئے کہ ان میں دو تحقیق کے لئے کوئی قوت قنال باقی نہ رہی اور ان کا رشتہ ملاوحتوں کی قوت اور استدلال سے ہٹ کر اسناد میں چلا گیا۔

اس گھبراہٹ میں انھوں نے اپنے تئیں باطل مجرب پر یا اور اس کے ساتھ کوئی چارہ نہ دیکھا کہ اپنے کسی بیدار خود ساختہ اصول کی بنیاد عادیستہ روایات کی محبت ہی سے قطعی انکار کریں اور اس طرح ان کے جواب کی ضرورت ہی نہ کہسانی سبک دوش ہو جائیں۔ پس بھاسے اس کے کہ وہ ان روایات کی حقیقت و اصلیت کو واضح کرتے، انھوں نے

”سروں کے لیے چھڑ دیا تھا۔

چنانچہ اس کا سب سے بڑا واضح ثبوت یہ ہے کہ معتقین فی حدیث نے ہمیشہ اپنی تصنیفات میں ان کی جگہ کو مدثرین کو ہی وقت قبول کیا، جب وہ اصولی مقررہ حدیث کے مطلق

جارج کی گئیں اور ہمیشہ ان پر اپنے اپنے اصول کے تحت رد و قدح اور نقد و جرح کرتے رہے۔ سب سے بڑا ذخیرہ حدیث اس قسم کا نام ابن جریر مزی کی تفسیر ہے جنہوں نے قرآن کریم کی ہر آیت کے نیچے دو آیات کے جمع کر کے انکرام کیلئے اور اہل قبیلہ کے متعلق جو روایات آپ کے دوست نے نسخہ و اضافہ کے بعد پیش کی ہیں وہ بھی امام سحر ہی نے صورت تحریم کی تفسیر میں درج کی ہیں یا پھر عراقی کے معاجم ہیں اور مالک کی مستدرک، ابی حیدر و دارقطنی کی مسانید اور ابی نعیم و دیگر کی تصنیفات ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہیں کہ مطلقاً اپنی جرح و مستطافی اور مطلقاً وہی جیسے مسلم جمع نہیں اپنی تصنیفات میں جایگا ہی کی مراد پر جرح و دفع کرتے ہیں اور کسی روایت کو بحث و نظر کے بعد قبول کر دے کسی کو مردود قرار دیتے ہیں۔ صرف فتح الباری درمختصر ہی اٹھارہ جگہ دیکھ لیجئے کہ اس رد و قبول کا کیا حال ہے :

امام ابن کثیر سے بڑھ کر نہ صرف مالک اور کنعانی و قرطبی بڑھا، جنہوں نے اس رد میں ابن تیمیہ اور ابن حجر رحمہ اللہ کے ساتھ روایت و قدح اور جرح و مستطافی کے اہتمام برداشت کیے مگر ابن خلیل و ابن کثیر کے تصنیفات کے ساتھ کرنے کی تحریف ہی ہے، وہ انکار کر سکیں گے کہ ابن کثیر نے ”ابن جریر“ سے مناجارہ فرمائی اور جرح و مستطافی کے اہتمام کے ساتھ روایت کو اہل حق کے ساتھ ساتھ رد کر دیا ہے۔

یہ ہمارے پاس علامہ ابن تیمیہ کی ”اداء العباد“ اور ”اعظام الحرمین“ وغیرہ مصنفات شہرہ و معروف ہیں۔ ایک ایسی مستند و مقامات پر موصوت ابن کثیر کی بیان کردہ احادیث کو بلا تکلف رد کر دیتے ہیں۔ مرنے والا ہی نہیں بلکہ کتب صحاح کی روایات پر ہی روایت و حدیث کے مقررہ اصول کے بموجب نظر اشتداد ڈالتے ہیں اور کسی سے استدلال کرتے ہیں اور کسی کو اعتماد کے لیے نظر مفید نکالتے ہیں پھر فقہائے حنفیہ کا لازم عمل اس بارے میں ایک صاف شدہ ہے جو احادیث میں جس جگہ بلا تکلف اپنے قیاس و روایت کے مقابلے میں تسلیم نہیں کرتے۔

میں یہ ایک حرج اور مسل بان ہے کہ احادیث کے تسلیم کر کے کے لیے قرطبی نقد و نظر سے کام لیتا ضروری اور ناگزیر ہے اور اس بارے میں ہمیشہ کا یہی حکم ہے کہ ایک یا کئی اصولی مقررہ مل رہا ہے۔ اس امر کے لیے کسی شہادت کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی، میں نے اس لیے دور و یا ناگزیر غافلین و مسلمہ یہ دیکھیں کہ ان کے اعتراضات سے بچنے کے لیے یہ کوئی نیا اصول قرار دیا جا رہا ہے یہ اصول ہمیشہ سے موجود ہے اور جس طرح ہم اس سے اکثر سب سے پہلے مرنے والی احادیث کو تسلیم کرتے تھے جو قواعد مقررہ فی سے ثابت ہو جائیں، اسی طرح ہم ہم مرنے والی روایت کو تسلیم کریں گے جو قواعد ان روایات کے لیے کر کے و ان کے مقررہ اصول کے مطابق ثابت

دسویں روح الفی اور دیگر صفات و ہائی کی نفاذ اس بنا کاروانی اور مٹی پر مقلد، جس کی اسے آرزو اور منہج ہوئی۔
اس کا سبب غفلت و غلامی و ان پر کشا تھا جس کے لیے جسم کی تشنگی آب و زون اور معدہ کی جھوک نفاذ اسے حیات ہے کہ
اعتدال حد مٹی، بطعنی دلیقنی۔ (زورہ، ایتھاری) میں اپنے ہر روز کار کے ان شبہ انفس جو تاجوں و ہج
لیکھ کھتا ہے اور میرا بکرتا ہے۔

ابتدائی فزونات اسطرح کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا گیا تھا اور مال غنیمت اس کثرت اور فراغت سے گھٹا تھا کہ
اس کا صرف ایک مقررہ کام مسلمان غرضتوں و صاحب مال میں بٹا ہے جسے محمدؐ، اس سلطان کو نبیؐ اور محبوب و عاشق
ایک فقیر افغانی زندگی کی بھی ضروریات و مایحتاج حاصل نہ تھیں۔

ان حالات کو صاف کرکے دیکھتے تھے چند بخش محبت و جان نثاری سے بے قراہ ہو جاتے تھے۔
اندراج مطہرات سب سے زیادہ اس کا اثر آپ کی اندراج مطہرات پر پڑتا تھا، جنہوں نے گوشت و زہی و باد و بدل
پر اس محبوب و بے تعلیق کے جو غرق و فدا کر توجہ دی تھی، تاہم وہ، انسان تھیں انسانی خواہشیں اور ضروریات کو بھی
میش و آرام کے سادہ سامان دیکھ کر ایک فقیر سے فقر زندگی کے لیے بھی کچھ دیکھ کر سادہ حیات و منزل کی ضرورت
ہوتی ہے، اس کا خیال قرائن ضروری ملتا تھا، ان میں سے اکثری بیان ایسی تھیں جو اہل سنت کے گھروں میں
پرورش پانچ تھیں اور ان کے ہاں باہر اہل سنت و اہل سنت کے گھروں میں
ساجزادی تھیں، جو ایک طرح کا شادی اقتدار تھا حضرت ام حبیبہؓ کی صاحبزادی تھیں جو اپنے صہ
و عہد پر محبت و محبت کا پیرایہ نہ تھا اور قریش کی پوری دیانت و کثرت تھا، اسی طرح حضرت حمیرہؓ ایک بڑے قبیلے کے
نشین و قوت کی بیٹی تھیں، جس کا نام نہ تھا اس وقت شہید یاد نہیں، وہ چوبیس، پندرہ، اسی تھیں، حضرت عائشہؓ
اور حضرت حفصہؓ بھی رشتہ عروہ میں پرورش پائی تھیں، مصلوں نے گواہی دی کہ ان کے نام محبت و اہل میں ملا یا ہر
محمد صاحب مال و جاہ اور راست شہوت و اشتیاق مقررہ تھے، یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غرق و روقی نہ تھی، لہذا۔

ترسیع انتھہ کا مطالعہ کیا تاہم تین محرمات حضرت مسلمؓ کے گھر میں تھیں اور قدیمی شان و شکوہ و زہی کے
فلک و سورت و مٹی کے آگے بڑھتی تھیں تاہم وہ بشر تھیں اور ضروریات کو بھی
پریمی کی گود میں پریمی کے مقابلے میں انتھہ سے غنیمت نہ لیتے تھے، اپنی مائت کی بھرتی و نعمت کا بھی خیال نہ تھا۔
عام مسلمانوں اور صحابہ کے زان و مٹ غنیمت سے محو و حال انھیں تھیں، اور مال غنیمت میں اپنے لیے کچھ بٹاتی تھیں۔
ان تمام مائت کا نقداتی کیوں تھا انھیں اپنی جنگ و کشتی اور غربت و فقر کا احساس ہوتا اور جو شہنشاہ تمام دنیا کو

ملے اس کا نام نہ تھا، میں غرا تھا اور وہ بڑا اعلیٰ کو نہیں تھا

اور سب باتوں کو جانتے دلاوا۔ ان کی گفتگوں پر غصہ رکھتے دلاوتے۔

ان روایات کو یہ سے صوم ہر بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسی بات کہنے سے روک دیا کہ جس کو اللہ کی عورت سے طلاق تھی اور اس کے بچے کوئی قسم بھی کھال تھی۔ نیز یہ کہ صرف ان لوگوں کی خوشی کے لیے، یہاں کیا تھا۔
 روایات بھی کہیں بات کے لیے قسم کھانی تھی اور ان کی خوشی کو اس سے کیا تعلق تھا؟ یہ روایات اصل و اقل کے جو بات احادیث سے ملتی ہیں اور اسی کے متعلق وہ بعض روایات کتب تفسیر و پیروں میں ملتی ہیں۔
 ہمیں ایک نسخہ دہرنا شک میں اس سے اسلام کے بیان کیا ہے اور اس کی نسبت آپ ﷺ پر یافت فرمایا ہے۔
 تفصیل بہت ہے۔ روایات مختلفہ آگے آئے گی۔ یہاں صرف اصل اور اقل روایت کو بیان کر دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ مسلم کے وہ اب کلام الحق و تفسیر میں یہ واقعہ باطل صاف اور غیر مجید و موم رہے۔

ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فائدہ تھا۔ صبر کے بعد ان لوگوں مطہرات کے ان غرضی تشریف لے کر کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ ان تک حضرت زینب کے با محمول سے زیادہ بیٹھے حضرت عائشہؓ نے اس کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ آپ کو شہداء و خیرین بہت پسند ہے۔ حضرت زینب کے پاس کہیں سے شہداء آتے ہیں، وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہیں اس کے تبادل فرماتے ہیں محمول سے زیادہ دیر پہنچاتی ہیں۔
 شنگ اور حضرت زینبؓ میں ان کا وہ فطری جذبہ ہے جس کے آگے کسی جذبہ کی نہیں ملتی۔ حضرت عائشہؓ کو یہ معلوم کر کے، آپ نے حضرت زینبؓ کو شنگ پر لے کر آجائیں کہ حضرت زینبؓ سے یہ توبہ و تضرع معلوم کر لیا اور اس سے ایک شرط لے لی گئی ہے۔ پس کوئی نہ کوئی نہ میرا اس کے توبہ کی ہی کوئی چاہی ہے۔

اسی لئے ایک توبہ پر سچی اور حضرت عائشہؓ ہی اس میں شریک ہو گئیں۔ فرما پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتحاد وہاں سے اٹھ کر جاسے یہاں نہیں آگے لایا جائے کہ آپ کے منہ سے منافیہ کی ہو گئی ہے۔ منافیہ ایک قسم کا بدعت ہے جس کے بعد ان سے عرب کی کیا اس جس کو شہداء دے گئی ہیں۔ اس کا پس دل کا نئے ہوئی مگر اس کی توبہ نہیں ہوئی۔

اس کے بعد اس حدیث کی اور دینی یوں کہ بھی خبر سے وہی گئی اور وہ بھی اس میں شریک ہو گئیں۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب معمولی جیسے حضرت عائشہؓ کے ان تشریف لائے کہ قاضی نے کہا، کیا آپ نے منافیہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ اس پر انھوں نے کہا کہ آپ کے منہ سے تو منافیہ کی توبہ ہو چکی ہے۔ یہی منافیہ کی توبہ کا نفاذ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے قسم کھانی کہ نہ شہداء نہ کھانا نہ شہداء ایک طلاق تھا اسی سے کہ نہ کھانے کی قسم کھانا ایک مسئلہ ہے کہ اپنے لہر حرام کرنا تھا۔ پس سورہ تحریم کی آیت نازل ہوئی کہ ہم تحریم ما احل اللہ لک۔

آپ اس شے کو گریں اپنے ہر عوام کو کہے ہیں، جو خدا نے آپ کے لیے حلال کر دی ہے! حضرت عائشہ کی روایت

(سورہ تحریم) میں درج کیا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يشرب حلالا حنه زينب ابنته جعش ويملك حنهها فوطا مات انا و عتصة حر آتيناه نخل مليحا فنتقل اكله منافير؛ انا و اجد زبيبة منافير؛ قال لا و لعلني كسفت اشرب حلالا حنه زينب ابنته جعش منهن اموه له وقد حافظت ولا تبصرى هذا لك اعد الله

حضرت عائشہ کہتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش کے لیے حلال شے نوش فرمائی اور وہ اس شے کو شہر سے اس پر میں نے اور غصہ سے یہ قرعہ دی کہ سب آنحضرت ہم میں سے کسی کے بیان، احکام، انہیں کو کہیں کہ کیا آپ کے ملائکہ کیا ہے؟ اس کی بے آپ کے منہ سے آدمی پہنچے۔ چنانچہ ابنا ہی کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافیر میں نے شہر کیا، اہل زینب کے اسی شہر کیا ہے۔ ابھی قسم کا ہمیں آئندہ بھی نہ کاؤں گا، مگر ہم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔

انہیں بخاری کے باب: اطلاق میں، بشامی حودہ میں اور ابن عباس کی روایت سے ایک دوسری حدیث بھی موجود ہے جس سے زیادہ مفصل اور میں جزئیات میں مختلف ہے مثلاً حضرت زینب کی بیکار شدہ کا نام اور حضرت غصہ کے ان بیان کیا ہے کہ حضرت سودہ کی نسبت کہا ہے کہ صعب سے پہلے انہوں نے منافیر کی بیکار شدہ کو اٹھا۔ روایت بالا میں صحت و صحت عائشہ اور غصہ کا ذکر ہے لیکن اس میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ بنی جری کو بنی ان کی تہ و سہ دی گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ان سے منہ سے روایات کہ منافیر کی آقا صحت۔ ابنا جہاد اور ابنا بھی فراموشی معلوم ہوتا ہے۔ لکھنوی میں نے فرمایا فرمایا ہوا، جس میں آپ نے قسم کا علی و نہ صرف ایک ہی نام کے منہ سے تم کہا کہ اس سبب معلوم ہوتا ہے، ہم نے بعض مسندوں میں روایات ہیں، روایت سے بھی ملے لیکن ہر سبب کا اشتراک حاصل بیان کر رہا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح بغداد میں اس اختلاف پر تائید حدیث کے ساتھ اور احمد و طبرانی بیان کر رہے ہیں، ان حوالہ سے ہم نقل نہیں کر سکتے، دیگر فتح ابنا، بی بی، صفحہ ۶ (۲۶) معلوم ہو گا۔

واقعه واؤا اسسور النبی

اسی کتاب میں ایک اور واقعہ پیش آیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جعش زینب سے

کے بعض روایتوں میں بعض اختلافات ہیں لیکن ان سے صحت پر کچھ اثر نہیں پڑا۔

کوئی مذکور بات فرمائی اور تاکید کو ہی کر۔ اس کا ذکر اور کسی سے ذکر نہ ہو لیکن اس سے ضبط نہ ہو سکا اور ایک اور ہی پر یہ
 ذکر آیا۔ اسی کے متعلق سورہ تحریم کی روایت مابین نزل،

وَمَا يَنْبَغِي لَكَ فِي رِغَابٍ أَنْ يَطْعَمَ مِنْ دُونِهِمْ سَوَاءٌ مَا كُنَّا
 نَبْنِي لَهُمْ مِنْ دُونِهِمْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَذَابٌ مُبِينٌ وَكَانَ مِنْ
 عَمَلِهِمْ نَفَقًا فَنُفِقُوا بِهِ ثُمَّ إِنَّهُمْ كَانُوا
 حَذًا قَالُوا مَنَّا فِي تَحْلِيلِهِمْ أَنْفُسِهِمْ

فرمایا کہ اس خدا نے میں کے طرہ اور غیرہ سے کوئی راست
 پر شیعہ نہیں۔

بھاری و سہولت کے لیے کسے سے واضح ہوتا ہے کہ بعض ادوار سے یہاں متفقہ حضرت خلیفہ
 انصاری نے حضرت عائشہ سے رابطہ و اتمام میں میں جڑی اختلاف بھی ہیں پر ملاحظہ میں کرنے سے مفہوم بحث کی ہے
 کیسی مشق و ادراج میں ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت عائشہ ہی سے اس کا تعلق ہے۔ میں معززت کی بحث تفصیل سے لکھا
 وہ فتح البیہ جلد ۱۰ شرح کتاب الطلاق صفحہ ۳۹۹ کو ملاحظہ فرمائیں۔ ہم اقتصاد کے لیے مجبور ہیں۔ البتہ اس
 واقعہ کے معنی ہم تعلقات و بہار کے آگے آئیں گے۔

آخر میں فرمائیے فقہ کے لیے تمام اذواج نے خلق ہو کر ہوا کیا اور شرع کیا۔ حضرت عائشہ کے استغفار
 کسی دوزخ و عذاب کی
 اور عائشہ پر یہ دیا علی بن عبد شام کی گزری کہ آپ نے ہمد کو لیا ایک ماہ تک تمام بیروں سے
 تعلق نہ رکھیں گے۔

جب کہ زمانہ اس علم کی پر گزریا تو سواہ کرام کو سنت تشریف فرما ہوئی۔ ان میں سے اکثر خیال ہو کر عجیب نہیں اپنے
 تمام اذواج کو طلاق سے دی کہ اگر بیعت نہ ہو و ملت رسالت اباحت میں رقی تھی کہ اس ادارے میں آپ سے
 مرانی کیا جائے۔ سخی کہ خواہی ساری و تقریبی باوجود رسالت بھی دم لرا اور خانہ کوش تھے۔
 سزا اتفاقیہ کہ کسی قلم سے میرا آپ کو گودے سے گرا پڑے اور سابق مبارک پر زخم آگیا۔ اسی کی تکلیف چلنے پر نہ سے
 مانع تھی اس لیے کئی روز تک آپ بلا خانے سے اور مسجد میں بھی تقریبین نہ ہو سکے۔ سواہ دریا انت عالی کو گودے
 میں میرا گزرا نہ پڑھا۔

جب ایک مہینے کے قریب فوت اسی حالت میں گزری تو سواہ کی تشویش اور زیادہ بڑھ گئی اور ان حالات کی یاد کو
 ہمیشہ کہتے ہیں کہ اگر آپ نے طلاق دے دی ہے اور اب اذواج مطہرات سے نہیں ہیں گے۔

حدیث عمر فاروق ارحمت کی کوثر ہوئی کہ اس کی برأت صحبت و نیاز نے اس تشویش کا خاتمہ کیا اور کہ عفویت

تحریک نالہوئی کی: ان تمام سہولوں کا حصول جواب اسی مشرب و مطول روایت میں ہے جو حضرت علامہ رضی اللہ عنہ سے ہیں
 میں مشرب ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں مختلف طریقوں سے مروی ہے اور مختلف امامان میں اس سے اختلاف قیامی ہے
 معارف کا کیا ہے۔ امام مسلم نے بھی چار مختلف طریقوں سے کتاب اللہ کی اس کے بارے میں روایت کی ہے۔
 حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں اور ان سے صدیقین، مہاجرین و انصار کے روایت کی ہے اور ان سے روایت کی ہے۔ ان
 روایات میں ایک مشفق طبع و روایت صحیحہ کی ہے جو حضرت حذیفہؓ کے خلاف تھے۔

اسی وقت کے کو نام بخاری سے کتاب اللہ میں عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے بھی روایت کیا ہے۔ جو روایات
 بیان میں زیادہ مشرب و مفصل ہے۔ علم النفس میں حضرت عرفہؓ اور آنحضرتؐ کے بارے میں زیادہ تفصیل سے اس میں بیان کیا گیا ہے۔
 امام مسلم کی روایات میں بھی بعض زیادہ تفصیل سے ہیں۔ ہم یہ خوف ملامت کتاب اللہ والی روایت کو نہیں نقل کر سکتے مگر
 ان تمام روایات کو سامنے رکھ کر ان کا مشرب اور مراد و مرتب ملاحظہ با حقیقہ روایت کرتے ہیں۔ بہ نسبت ایک ہی روایت
 کے فرق کر دینے کے یہ زیادہ مزید ہو گا۔ وہ وہ اصل روایت کے اس روایت سے آنحضرتؐ کی سیرت مجیدہ و فخر و استغناء
 مردوں کے حقوق، اسلام کی حمایت، زبان عربی کی حالت میں انقلاب، عبادہ کا عشق و رسول، عزت و شرف کے واسطے
 اور ولایت رسول میں ہے جو وہاں مشرب اور اسی طرح کے بے شمار امور و مسائل پر جو فضیلت و شرف پڑتی ہے، اس کے
 لحاظ سے بھی اس کا مصلحہ جامع خلاصہ روایت کرنا بہت ضروری تھا۔

مفصل اور جامع خلاصہ مطالب | حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی یہ کہ یہ سال بھر تک ارادہ کرتا ہوں کہ حضرت علامہ

میری بہت بہت برجاتی تھی اور پوچھنے کی فہم نہیں آتی تھی۔ ایک مرتبہ دیکھا کہ اگر حضرت عرفہؓ کے لیے نیکے دروں میں
 ان کے بہادر واد تھا۔ جب حج سے فارغ ہو کر ہم لوگ واپس آ رہے تھے تو راستے میں ایک ایسا موقع گفتگو کا ملا تھا
 اور میں نے اس سلسلہ کی نسبت سمجھ کر اپنے بھائی، دادا سے کو پوچھا کہ کیا آپ اس میں نے عرض کیا کہ ایسا فراموش نہیں ہے؟ آنحضرتؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کی دو گانہ بی بیائیں تھیں جنہوں نے اپنے مطالبات کے لیے ایسا کہہ کے آنحضرتؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر زور لگایا تھا اور انہوں نے کہا کہ
 خدا تعالیٰ نے ان تمام اہل بیت میں کیا ہے۔

حضرت عرفہؓ نے فرمایا: علامہؓ اور حضرتؓ اس پر اس نے کہا کہ اللہ نے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا کہ اس بارے
 میں آپ سے پوچھوں، مگر آپ کے دھب سے میری زبان نہیں کھلتی تھی۔

| حضرت عرفہؓ نے کہا کہ اس کا کوئی خیالی ذکر و بات مجھے معلوم ہے، یہی بیان کرنے کے لیے ہے اور
حضرت عرفہؓ کا بیان | جنہوں نے:

اس کے بعد حضرت عرفہؓ نے اس وقت کے ایک مفصل و مشرب تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ ان تمام حمایت میں ہم لوگوں کا

موتوں کے ساتھ یہ سزا کی تھی کہ کسی طرح کے حقوق انھیں حاصل نہ تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ موت میں کوئی چیز نہیں، لیکن سبب واضح ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق کے شعلے کی بات ازل کی ازل میں اور ان کا حق جبرہ قرہ پایا تو بڑی عورتوں کی حالت بالکل بدل گئی اور اپنا حق مانگنے میں وہ شہادت جری ہو گئیں۔

ایک مرتبہ کاؤتھر سے کوئی بات پر حسب عادت قدیم میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا اور پھر کمراد سی بریٹی، اس نے اس کے یہاں ہی جواب دیا اور سختی سے بات کی۔ میں نے کہلاتیں کیا جو گیات، میری بات کا اس طرح جواب دیتی جو وہ بولی کہ سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہی ہو؟ تمہارا بیوی حضرت تو خود، سوال اللہ صلیم کو براہ کا جواب دیتی۔ سختی کو ان دن پھر ان سے دوہلی جیتی ہے۔

یہ ہی کہیں نے اپنے دل میں کہا، یہ تو عجیب بات تھی، فوراً اٹھ کر حضرت عروہ
حضرت حضرت سے گفتگو
 کی سامعہ زیدی اور آنحضرت صلیم کی زود جو صلہ اس کے پاس پہنچا اور پھر کمراد سی بریٹی سے کہہ کر آنحضرت صلیم سے سوال کیا کہ اب کتنی بولہ اور ان دن جبرہ قرہ پائی رہتی ہو اور کیا دہلی یاد میں ایسا ہی کہتی ہو؟ حضرت نے کہا کہ اس میں شک ہے ایسا کہتے ہیں۔ مجھے سنت مفتہ آیا اور میں نے کہا، تجھے اللہ کی سزا اور اس کے رسول کے غضب سے ڈر رہا ہے۔ رسول اللہ کی ناراضی میں خدا کی ناراضی ہے۔ یہ کیا ہے جو تم اس طرح انہیں ناراض کرتی ہو؟ انہیں محبت ماننے کی کوئی نظیر دیکھ کر بحول رہا ناچا یہی ہے میں سے آنحضرت صلیم بہت محبت فرماتے ہیں۔ واللہ اگر انھیں یہ خیال نہ ہوتا تو وہ تمہیں حلاق اسے چکے ہوتے، جو کچھ مانگا جو تم سے مانگا، آنحضرت کو کون تکلیف دیتی ہے؟

اس کے بعد میں ام سلمہؓ اور آنحضرتؐ کی دوسری زود جو صلہ اس کے ذرا دیر کے قریب
حضرت ام سلمہ کا جواب
 کی کہ جس سے مجھے زیادہ سوتیہ دیا نہ تھا حال اور ملاقات کا مناسب تھا، میں نے ان سے بھی وہ تمام باتیں کہیں جو اپنی بیوی سے کہی تھیں لیکن انھوں نے سنتے ہی جواب دیا کہ اسے ابن خطاب انہا ہی حالت توڑی عجیب ہے۔ تو ہر صلہ میں دشمنی جو گئے اور اب یہ فوریت مانگنی کہ رسول اللہ صلیم نے اسی کی بیوی کے ساتھ میں بھی عقل دینے لگے ہو۔ انھوں نے یہ بات اس زود سے کہی کہ مجھ سے کوئی جواب نہ دیا گیا اور میں خاموش اٹھ کر چلا آیا۔

اسی زمانے کا وہ کہتے ہیں کہ میرے یہاں سے میں ایک انصاری دیتا تھا۔ ہم لوگوں
ایک انصاری کی اطلاع
 اور ان ایسی بڑی ایک دن دو بیان اسے کہ آنحضرت صلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہتے تھے اور ایک دوسرے کو اپنی عاجزیوں کے حالات سن رہے تھے۔ یہ وہ وقت تھا کہ درمیان دشمنوں کے محلوں کی ہر وقت توجہ کی باقی تھی اور خود مجھے طرح فتنان میں سے ایک پادشاہ کی طرف کھٹا تھا کہ وہ مہم کرنے والا ہے۔ ایک دن بات کو میرے انصاری یہاں سے نے بالکل ناوقت و دروازہ سے ہر دستک دی اور پکارا کہ وہ وازو کھڑا وہاں کھڑا رہیں گھر پر اپنا اور پھر اپنا میرے کیا فتنان درمیان چلا آئے، اس نے کہا کہ نہیں، مگر اس سے بھی بڑھ کر

حادثہ ہوا، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو حلاق دے دی۔

دارگاہ نبوی میں حاضری | میں نے کہا کہ سب کچھ حضرت عائشہؓ ہی کی من باتوں سے ہوا جو کچھ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔ میں سن کر بڑے پختہ اور وسیعہ حامیہ پہنچا۔ کہ آنحضرتؐ علمِ غائب کے بہ بلاخانہ پر تشریف لے گئے، مسجد میں لوگ بیٹھے تھے اور غلین تھے، محبتِ محمدؐ ہوا، الاحاقانے کے نیچے آیا اور آنحضرتؐ کے مشی عدم سے کہا کہ میری اصلاح دو، مگر اپاریانی کی اجازت نہ دئی، کہہ دیتے تھے کہ بعد دوبارہ آیا اور کلام سے کہا کہ میری حاضری کے لیے اجازت طلب کرو، سب کچھ جب نہ آیا تو تم سے محمدؐ ہو سکا، بے اختیارانہ بکار اٹھا کہ شاید رسول اللہؐ خیال فرماتے ہیں کہ میں اپنی بیٹے منصف کی سفارش کرنے آیا ہوں نہ کہ کسی قسم! میں نہ صرف رسول اللہؐ کی رضا کا بندہ ہوں بلکہ وہ حکم میں خود اپنے ہاتھ سے حضرت کی گردن اڑا دوں۔

قیصر و کسریٰ اور حسن و قبح | خرمی اس بار بھی لی گیا اور میں بلاخانہ کے اوپر پہنچا، کیا دیکھا یوں کہ سردکانات ایک کھتری چارپائی پر بیٹھے ہیں، وہ آپ کے ہمراہ قس پر باؤں کے نشان پر گئے ہیں، گھر کے ساتھ سامان کا وہ حال ہے کہ ایک عربین ٹھکانے پر گئے ہیں، ایک کو سن میں کسی باندہ کی کمال رکھی ہے۔ دوسری کمال ایک طرف ٹھک رہی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میرا دل بے تاب ہو گیا اور انہوں سے بے اختیار آسودہ ہی ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم دو متے لیں، برہمن کی کردہ منے کی کسی سے زیادہ بات کیا ہوگی، آج قیصر و کسریٰ میں قیصر و کسریٰ کے منے نوٹ رہتے ہیں، حاکمِ خدا کی بندگی سے قاضی ہیں مگر آپ سرور و وجہ جو کہ اس حالت میں ہیں کہ ٹھہریں ایک نیز ہیں قیصر کی قیصر ہیں، کھتری چارپائی کے نشان ہم ہمارے پر نمایاں ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ میں ایک ہے، لیکن کیا تم اس پر ماضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا میں اور میں آخرت نصیب ہوا میں نے پوچھا کہ کیا حضرت نے اللہ کے حلاق دے دی اور فرمایا: نہیں، یہ منصف ہی میں اس قدر خوش ہو کر میری زبان سے اللہ بکر کا نحو نکل گیا۔ پھر میں نے آپ کی تخریبِ خلوت کے لیے حرمِ قریبی کے لوگ حودقوں پر غائب تھے، لیکن یہاں اگر دیکھا کہ رنگ دوسرا ہے، اس پر آپ شہم ہوئے، پھر میں نے اپنی دوسر گشتِ عربین کی برافضہ اور ام سلمہؓ کے ساتھ پیش کی تھی۔ اس پر آپ دوبارہ شہم ہوئے، آفریں نے عربین کی کرسد میں لوگ منہم بیٹھے ہیں۔ اجازت سے تو انہیں بھی جا کر تیر دے دن کو حلاق کا خیال نکلتا ہے۔

اس کے بعد آپ حضرت عائشہؓ کے ان تخریب لے گئے، انہوں نے عربی کیا کہ آپ نے ایک بیٹے ملک ۱۰۱ کر کے کاہ کیا تھا۔ اب میں ایک دن باقی ہے، آپ نے کہا کہ انہیں دن کا بھی دینا ہوتا ہے، نہ۔

۷۔ اس سے پرند بھی نکلتا ہے کہ باپ کا بڑا بیٹی کے مکان میں جو مہانت شہم جانا درست ہے، مغرب قرآن مجید سننے کے دن بلا دن ان اکفرت مسلم کے تشریف لے گئے۔

ایک بڑا ہم نگر یہ مٹی ہوتا ہے کہ اس وقت مدینہ کی طرح دشمنوں کے ٹیٹے میں تھا: اور ہر
 دینہ مقررہ کی حالت | وقت معلوم کا مقرر تھا، جس کو جب اخباری بمبائی کے کمانڈر ورنہ کو کو تو صوبہ عرب
 ہالی اسٹے کر کیا، جس دینے پر چارہ اسٹے ہیں اور پھر وہ گئے ہیں کہ اکفرت مسلم نے قیام مدینہ کے زمانے میں نو اٹھ
 بجے، ان کا یہ کتنا کسی قدر غلط اور غلط واقعہ ہے۔

۸۔ اکفرت مسلم کی عزائی زندگی کی شفقت و نرمی، تحمل و درگزر، فنی و دینیت اور بیرون کے ساتھ ہر دورداشت کا
 مسو کہ، اس سے جہاں اس خلقِ عظیم کی زندگی ساٹھ آتی ہے وہاں ان کا سہ مسند پر سے عطا یہ بھی کرتا ہے
 کہ اپنی بیویوں سے محبت و نرمی کریں اور ہمیشہ شفقت و مسو کہ اور درگزر و نرمی سے پیش آئیں کہ یہ آجیجہ بہت
 ہی نازک ہے۔

اس شخص کے ذہن میں فی الحقیقت بہت سی تعلیم افغان مصنفین پر مشتمل تھیں۔ یہ ان کا چھوٹا
 حلقہ صالح و حکم تکمیل کے لیے بہت بڑی آزمائش تھی۔ دیکھو کہ کھانا تھا کہیں لوگوں کو خدا کے رسول مسلم سے
 اپنی زندگی میں شریک کیا ہے، ان کے تزکیہ و اخلاقی اور عقائد پرستی کا کیا منہ ہے، اگر اس طرح کے واقعات پیش آتے
 تو اور یہ سفارت کا تزکیہ نفس اور اس کے دلوں کی تربیت تھی کیونکہ دنیا کے سامنے واضح ہوتی؟

چونکہ توسیع نقد کی خواہش میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا۔ اس لیے حضرت
 مسلمؒ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے ان تشریحات کے ذریعہ اس آیت کے حکم سے مطلع کیا۔ ساتھ ہی فرمایا کہ اس
 عائشہؓ میں جندی نہ کرو۔ بہتر جواب کہ: بیٹے والدین سے بھی مطہر و کرو۔ حضرت عائشہؓ نے انکار کیا، بلکہ انہوں نے
 مشورہ کر کے کہا کہ یہاں ہے اس لیے خدا نے درود میں میرے سامنے واضح کر دی ہیں تو اس کا جواب سرِ عال میں صرف
 ایک ہی ہے۔ دینا اور دنیا کی نعمتیں آپ کی طاقت کے سامنے گناشتے ہیں! میں سب کچھ ذکر اللہ اور اس کے رسول
 کی محبت اختیار کرتی ہوں۔ اس کے بعد ان کا تمام بیرونی سے آپ کے درجہ اور سہاگنے ہی جواب دیا۔

اور حضرت عائشہؓ کی روایت سے صحیحین میں مروی ہے، مسلم بن مسروق عن عائشہؓ: اذلت وغیرتہا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشترى الله ورسوله بعد ذلك عیسیٰ شیخاً۔ (بخاری کتاب الاطلاق،
 باب من غیر عائشہؓ)

صراح کی دوسری روایتوں میں حضرت عائشہؓ کا بیان زیادہ تفصیل سے
 حضرت عائشہؓ کا مفصل بیان

مشکوٰۃ امام مسلم و نسائی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ آیت اس سے میں نقل کی ہے اس میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں،
 قیہ انی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فقال انی غاصر
 ملک امرأ فلا حلیۃ من لا تعجل حتی تستامری
 ابوبکر قالت وقد علم ان ابوبکر لا یامرنا فی
 فراقہ۔ ثم قال ان الله قال یا ایہا النبی
 قال لا تداءمک الذنوب فقلت لہ ففی ای حلیۃ
 استامرا ہوتی؟ قال لا ہدیہ اللہ ورسولہ فالدار
 الاخرہ۔

میں انحضرت کے چہرے گفتگو کی اور فرمایا کہ مجھ سے ایک
 امر ابم کا ذکر کرنا چاہوں لیکن کوئی مسئلہ نہیں اگر اس کا جواب
 عین حق ہی بخلائی دیکھوں تو بلا پنے والدین سے میری دماغ پر چڑھیں
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کمر بڑے دھیرے سے لگے ہیں
 دماغ نہیں گئے۔ بہر حال اس کے بعد آیت تحریر آپ نے
 چڑھی اور دنیا و آخرت کی دونوں باتیں پیش کر دیں۔ میں نے
 حور کیونکہ کیا یہ بات حق میں کے لیے ضرور فرماتے تھے کہ اپنے
 حاور سے مجھ پر جو بلا عباد میں فرماتے کہ کون سی بات ہے
 اس کا جواب تو صرف یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول کا
 ساتھ دیتا ہوں اور دنیا کی باتیں کہیں نہیں ہوں۔

(صحیح نسائی کتاب النکاح صفحہ ۱۰۰ - مطبعہ مدنی)

تجیرت کا ایک نکتہ | یہ حکم اگرچہ میراث اندراج مطہرات کے متعلق تھا مگر دراصل اس میں اس بارے کے لئے ایک عام تجیرت بھی پوشیدہ ہے۔ اس واقعے کے ضمن میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ چیزیں ایک دوسرے میں جیسے ہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور مشائخہ کے طالبہ ہیں۔ ان میں سے جو چیزیں پہلی ہیں ان میں دوسری دنیاوی طرف سے دست بردار ہو جائیں۔ یہ نہیں ہر مسکن کو ایک طرف تو خدا کی محبت کا بھی دوسرا ہر دوسری طرف فرط و غری کے دلچسپی میں سرگرداں رہیں۔ واللہ در اعلم۔

مسند محمد و فقہار سے باید کرد

یکساں داریں و کار سے باید کرد

یا حق بردار سے دوستی باید کرد

یا قلیل غنہ زار سے باید کرد

حق و عدالت کی جیسے ہی میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پوشیدہ ہے۔ اس واقعے میں کشمکش پیدا ہوتی ہے اور میں خدا کی طرف مائل ہوں۔ اور میراث کی چیزیں کہ باہر دوسرے دوسری چیزیں سے ایک بار اختیار کرنے کا کوئی تعین نہیں کیا اور نیز اس کے کو ایک کے جوہر سے کاغذ کر کے غور ٹھانیں، دیکھتے ہیں کہ ان میں اگر اندر کھڑے ہوئے ہیں۔

ایسا ہی ملک تو بہت ہے بڑا اور تجیر کا اصل و قدر پانی کو دیا اور اس پر شریک سے ثابت ہے۔
ماریہ قبطیہ اور روایات موصوفہ | اب میں ان روایات کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جن کی کو پیش سے میں صاف دیکھتا ہوں کہ وہ شریک کے لئے کی کوشش کی گئی ہے اور جس کی ایک طرف وسیلہ مشہور صورت آپ کے کسی مسلم نے پیش کی ہے۔
 ان میں روایات سے صحاح ستہ نمای ہیں۔ البتہ ابن سعد، ابن مردودہ، واقفی، ابن جریر جری، مسند ابن باز، انیسیم کی طیب وغیرہ سے دیکھا ہے اور ان سے ماریہ جری اور اب میراث سے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کر دیا ہے۔

ان روایات کا تعلق اقوام سے ہے۔ اگر ان میں قبطیہ بھی کر دیا جائے۔ جب بھی واقفہ و بلاد پر کوئی غیر عربیہ پڑے گا۔ البتہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ تعصوب ماحول ملکہ کا نشان نزول و اقتدار تھا کہ حضرت مسلم نے شہرہ اپنے آپ پر حرام کر دیا تھا، مگر ماریہ قبطیہ سے اس کا تعلق ہے اور آپ نے ان کے ماحول سے اپنے آپ پر حرام کر دیا تھا۔

مجھے بھی روایات کے لئے اہم جری کی تفسیر کو سامنے رکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ ان میں سے سورۃ تحریم کی تفسیریں حسب عادت تمام روایتوں کو یکساں کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

يُطْلِفُ أَهْلَ الْعِلْمِ فِي الْمَلَأَى أَنْذَى سَعَا

عَلَيْهِ أَمْلَهُ لِمُسْوَئِهِ نَعْرَمَهُ حَتَّى تَنْقُصَ ابْتِغَا

مُتَقَدِّمَاتِهِ أَوْ بَعْضُهُمْ كَانَتْ ذُنُوبُهُ مَالِيَةً

مُسْتَرْصِفَةً أَلْبِيحُهُ مَرْمَا عَلَى نَفْسِهِ بِيَهِيهِ ذَنْبُهُ

لَا يَقْرُبُهُ بَعْدَ طَلْبَةِ إِذْ بَاتَ وَضَاعُ مَقْعَةٍ ذَوْقُهُ -

ترجمہ: میری جگہ ۵ صفحہ ۱۱-۱۲

اہل علم نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کن کن سی

بات ہنہ منہ نہ کہنے چاہئے۔ سوال کے لیے طلال کی تعریف

اور انھوں نے اپنی اپنی رائے پیش کی ہے۔ اپنے آپ کو

مرد پر ۱۱۰۱ کی سی سے بعض کا یہ بیان ہے کہ وہ تاریخ میں

نور کی سی تعریف سے آپ نے اپنے اپنے مزاج کو لیا تھا۔ ایک

قسم کا کہہ سکتے ہیں کہ اس کے پاس نہ ہونے کا اور نہ ہونا

تعمد تھا کی تعریف کے لیے کیا تھا۔ ہر آپ کی زور پر ہوتی تھی۔

لیکن امام ہر صورت میں اہل علم کی ہر عام سے تعریف کی ہے، ان کے اثر و بدیرت شکل و ہر باری و دستور کی تعریف

مصنفین کتب صحاح کے مقابلے میں ان کی کیا وقعت ہو سکتی ہے، انھوں نے سر سے اس وقت کو نقل ہی نہیں کیا!

ہر حال اس کے بعد امام ہر صورت میں وہ تمام روایتیں پیش کر دی ہیں جو اس بارے میں ان کے

طریقہ کی گواہی دے گی۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تعریف انصاف و علم کی روشنی میں ہے۔ ایک ہی حدیث

مفسرین آئیں تو انھوں نے دیکھا کہ اہل علم کے مکان میں انصاف و علم کا یہ سب سے زیادہ علم ہے۔ آپ اس پر کہ وہ وہ

خاطر میں ہیں کہ ان کو میرے ہی مکان میں اور میری بارے میں کہ ان آپ نے یہ کیا کیا انصاف و علم کے قریب کہ ان کے

کے لیے تعریف کیا ہے کہ ان کے کوئی تعریف نہ دیکھوں گا، لیکن اس قسم کا کہنا کہ ان کو کسی اور میں ہی سے ذکر کیا۔ انصاف

مفسر اور حضرت عائشہ تمام لواحق علمات میں ہر روز اور ہر وقت میں ان سے ہر روز ہر وقت میں انھوں نے تعریف

و انصاف نہ کھدیا۔ اس پر یہ وہاں تعریفیں مائل ہوئیں کہ ہم تعریف مباحل اللہ حاکم خود ان کے اسرار و انصاف

اور انصاف میں ہر چیز آپ نے اپنے اوپر حرام کر لی تھی، وہ بھی یہ تعریف تھی، چھتہ انداز آپ کے لیے طلال کیا تھا اور

ہر روز بعض دنوں میں حکام کو دیا تھا وہ بھی آپ کا تعریف کیا تھا۔ بعض روایتوں میں اتنا اور زیادہ ہے کہ طلال تعریف کے کہانے

آپ نے حضرت حفصہ سے یہ بھی کہا تھا کہ میرے ہر حضرت ابوبکر اور انھارے والد میرے ہر تعریفیں ہیں سب۔

اور میری سند میں واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ

اور ہر واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ کے متعلق

مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ

مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ

مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ

مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ

مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ

مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ کے متعلق مشہور روایتیں دیکھ کر بھی میں وہاں تک نہ جھجھکتا ہوں، یہی ہر واقعہ

روایات و اسناد میرے سوا دوسرے کو رشود تھا و نہ مارے قطعاً۔ اس پر نہ ہوا نہ چاہے جو بارہویں اس واقعے کو کیا ہے؟
 لیکن کہیں بھی باریقہ کو اپنے لفظ پر رام کر دینے کا دوسرے نظر نہیں آتا۔ پھر ہم اس بارے میں امام بخاری و مسلم اللہ رحمہما علیہما
 کی روایت کو تسلیم کریں یا دوسری ابن سعد، طبرانی اور حاکمی؟

تسلیم نہ کرنا ممکن اصل فن کے لحاظ سے بھی یہ روایات پانچ اقتدار سے ساقط ہیں۔ طبرانی، ابن
 سعد و اصول فن | مردیہ اور ابن جریر وغیرہ نے مختلف طریقوں سے انہیں روایت کیا ہے لیکن ان میں سے
 کسی روایت کی بھی اسناد صحیحہ نہیں۔ آج کل کے متقیین فن کی تحریکات اس بارے میں دور رس ہونی لگی۔

ابن جریر و ایک بہم و محل روایت پہلے میں سے ان روایات کی توثیق کا کام لیا جاتا ہے۔ ان کے دو مختلف
 طریقوں کی پہلی حدیثیں نے توثیق کرنی چاہی ہے اور میں روایت ہے جو قصاص باریقہ میں نسبتاً بہترین اسناد سے
 بھی باقی ہے۔ ہم صرف اسی پر نظر ڈالیں گے اور اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ سبب بہترین اور کوئی روایت کا یہ
 حال ہے تو ان روایتوں اور ان کے اسناد کا کیا مان ہو گا۔ جنہیں خود ان کے حامیوں نے بھی پیش کر کے کے قابل نہ سمجھا؟
 قیاس کن! پاکستان میں ممانہ ۱۰

روایت مسروق و زقاقشی | حافظ ابن جریر عثمانی نے کتاب التفسیر کی شرح میں ان تمام روایتوں پر بحث کی ہے
 اور بقیہ مختلف اسناد سے روایتیں اسب کو پیش نظر رکھا ہے۔

و اسلف فی المراد بتحریرہ خلق حدیث عائشہ
 ثانی حدیثی احباب ان ذہب مہیب شربہ لہم
 اصل عند غریبہ غف جہش و وضع
 عند سبہ بن منصور بہ اسناد صحیحہ اف
 سرور قال اسلف ماسوی اللہ الحفصہ لالعقب
 اسلف و قال ہی حل حرام۔
 دجلہ ۸ صفحہ ۳۰۳ ص ۳۰۳
 میں نے نو آنحضرت نے اپنے اور حرام کرنا اس کے کہیں
 میں اٹھتے ہیں۔ عائشہ کی حدیث میں جو اس باب کی دوسری
 روایت ہے، یہ ہے کہ اس کا سبب آنحضرت کا شہ تاول و لطف
 جو انہیں تہہ ہش کے بیان آپ نے کھلایا تھا۔ لیکن سبب بہین
 منور نے مسیح سے تہہ مسروق کس طرح ہے روایت کیا ہے
 کہ یہ سبب دو قسم تہہ آنحضرت نے مسروق کے لیے رکھا تھا
 اسلانی سے پاس نہ جان کا اور وہ کچھ پر حرام ہے۔

حافظ ابن سعد ان تمام روایات میں سے صرف ایک روایت ہی کو توثیق دے کر سند صحیح سے قرار دیا ہے باقی
 روایتیں جو طبرانی، ابن جریر و ابن سعد چشم و قریہ سے مروی ہیں اور عموماً قرطبی اور ابی حنیفہ نے اپنی تصانیف میں
 درج کر دی ہیں۔ ان کو صرف اس میزان سے نکل گیا ہے کہ جب مسروق والی حدیث مستر قرار دے لی گئی تو ان روایتوں سے

لے چھوڑنے کے لیے عرض میں یہ جہان جہان کے منور ۳۳ ہے۔

اسی کہ نسبت کا کام لیا جا سکتا ہے اگر کسی شہدہ میں سے کسی کی سند صحیح قابل اعتناء ہو اور جائزہ آخر میں کھینچے ہیں:

وهذا طريق معلما يقوى بعضها بعضا فيحصل
ان تكون ادوية عزالت فلا السببين. صحاح
وہذا طریق معلما یقوی بعضہا بعضا فیحصل
ان تكون ادوية عزالت فلا السببين. صحاح
پہل نسبت دونوں واقعوں کے مشق ایک ساتھ تازل کرنا

اس قول میں ملاحظہ فرماتے ہیں کہ دونوں واقعات ہیں باہم تطبیق کی اکثریت کی ہے۔ اس کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہی ہے۔ یہاں عزت اس حد تک کہلائی ہے کہ تمام روایات میں باہم تطبیق ہی عزت مسروق والی روایت ہی سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور دیگر اسنادوں میں اس کی یہ پیش کر سکتے ہیں کہ روایت مسروق کی ان سے تقریرت مزید جرح کی ہے اس بارے میں حرۃ الموثق عزت مسروق ہی کی روایت ہوئی۔

ما نقلہ ابن کثیر کا بیان | اس روایت کے ایک دو مرتبہ عزت کی ملاحظہ کیا گیا ہے اور اس کی تفسیر میں قرین کی ہے۔
اگرچہ وہ خود ہی اس واسطے کا نشان خودی سورہ تحریم پر ہوتا ہے کہ اس کے جیسے کہ آگے نقل کیا جائے گا۔

چنانچہ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ سورہ تحریم کی تفسیر میں حسب ملاحظہ واقعات نقل کر دی ہیں جو امام حری وغیرہ نے اس بارے میں روایت کی ہیں لیکن جو حکماء ان اسناد کا حال ان پر واضح تھا اس لیے کسی حری و سند کی بھی تحقیق نہیں کی۔
البتہ درایت میں یہ سبب ہے اپنی سند میں درج کی ہے اسے نقل کر کے لکھا ہے اس کی سند صحیح ہے:

قال العیثم فی مسنده ثنا ابو ثعلبہ عبد اللہ بن
حمید الزکاشی ثنا سلیمان بن ابراہیم: امر من
عمر قانی قالی الفی صلعم لعقصة لا تخبری
معدادان ام ابراہیم علی حرام فعاتت التحوم
ما اعلی الله ملک و تعالی فر الله لا اقر صبا.....
هذا المسند صحیح و لم یفرجه احد من
اصحاب الکتاب الستة و احادیث العاطل و التبیان
بعضہ۔

اسے روایت نہیں کیا۔ نیز ملاحظہ فرمائیے بعضی نے اپنی مستوفی
ہی اسے لیا ہے۔

درج الحیان جلد ۱۰ ص ۱۸

لے غرض کے پیش کی جگہ کا صفر ۲۰۲۲ء ملازمہ ہے۔

روایت پر روایت ہیں وہی مسروق والی روایت ہے مگر دوسرے طریق سے مروی ہے، پس ان تمام دو باتوں میں بھی نامور قید کا حدیث حضرت کے مکان میں آنحضرت مسلم کے ساتھ چرنا ان کا حجابہ کرنا اور دو جوتا پہنا کر حضرت کا تمکنا تا طیر و یلین کیا گیا ہے اور یہی ایک اور بات ہے جس میں کے ایک طریق کی مخالفت ابی جریر سے اور دوسرے طریق کی مخالفت ابی جریر سے توفیق کی ہے اور کتابت کا مستند صحیح سے مروی ہے لہذا ان کے علاوہ اور بھی تعدد طریق ہیں ان کا ذکر کرنا فضلی پر کا کہ ان کی محنت کے مشق کوئی تعدیق یا دوسرے جانتے نہیں۔

اب آئیے۔ یہی روایت پر نظر ڈالیں کہ اصول کن کے لحاظ سے یہ کون سا روایت مسروق و قفاشی کی حقیقت

بسم اللہ تعالیٰ اقبال و تسلیم ہے اور اس کا اثر اعلیٰ و لائق یہ کہاں تک پڑ سکتا ہے؟

سب سے پہلے اس پر غور کیا جائے کہ اس روایت میں ذکر اور یہ قید کا ذکر ہے اور دونوں کے دو تمام اہم حصے متعلق ہیں جو اہم طبری و دیلمی نے اپنی روایت میں درج کیے ہیں، عرب اس قدر بیان کیا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت حضرت سے فرمایا خدا اپنے کو اپنی طرف سے دیکھو گا۔ اس کے پتے غم کھانا ہوں۔ پس اگر یہ روایت قسیر میں گئی ہوتی تو سبب بھی اس حقیقت کی تصریح کے لیے کیا اس لفظ کے سوا اور کچھ بات نہیں آتا۔

تاہم اس روایت کا یہ حصہ مسروق تک غرض برتا ہے۔ مسروق صوفی تھے مابقی تھے (یعنی اہل علم نے آنحضرت کو دیکھا نہیں تھا، لیکن وہ کچھ نہیں بتاتے کہ انہوں نے یہ واقعہ کس صوفی سے سنا؟ اور جس سے سنا اور کس حقیقت سے بیان کرتا ہے؟) صوفی ان کو بیان کرتے ہیں کہ وہ اس سے روایت کر سکتا ہے، اس کو اصطلاح صوفیہ میں ”تعلیق“ کہتے ہیں، یعنی اس کا حصہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) تک نہیں پہنچتا۔ ایک ایسی متعلق روایت مگر بخاری و مسلم اور کتب صحاح کی متصل اور دیگر اہل حق روایات میں کچھ حجابہ میں گزر کر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ یہ کہنا کہ وہ غور میں تطبیق ممکن ہے، کسی طرح جیسے نہیں۔ تاکہ سب مل کر ہم سے واضح کریں گے۔

اب اس روایت کا دوسرا طریقہ جس کی توثیق حافظ ابی جریر نے کی ہے تو وہ بھی اپنے اندر کوئی ایسی قوت نہیں رکھتا جو اسے اس حالت میں قائم کر سکے کہ سب اہل علم بخاری و مسلم کی یہ روایتیں سرور قیوم کا نشان قبول دوسرا واقعہ بیان کر رہی ہیں لہذا تمام سبب صحت اس کی مرید ہیں۔

اس کے لہذا میں سب سے پہلے جرالدی اور اسے سامنے لگتے ہیں، وہ دو کتاب عبد الملک

رقفاشی کی حیثیت

ہیں اور ان کا قفاشی میں حافظ ابی جریر نے تہذیب میں ان کا ترجمہ کیا ہے، اس میں شک نہیں کہ متعدد ثقات نے ان کی توثیق کی ہے اور ان میں جہاں نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، نیز ان پر جریر و غیرہ کی حفاظت کا احترام کرتے ہیں۔ بالاسی جریر و غیرہ جیسے شخص کی دانتے ان کی اسناد کے مشق پر تھی۔

حفظہ الخطاء فی الاسانید و اسنون کان یہودت من حفظہ تکلیف الادھام فی روزیہ ۔
 و ہدایت کنندہوں میں اور حدیث کے اصل انہاد میں کثرت
 تعلیل کر رہا ہے۔ ان کا قصور تھا کہ فعل اپنے فعل کی

بنا پر حدیث بیان کرتے تھے، اس لیے ان کی روایت میں
 بہت ادھام پیدا ہو گئے۔

پھر اسی تفسیر میں دارقطنی کا وہ سراقول نقل کیا ہے کہ لا یعتجبوا شیخو، یہ آفریں خود حافظ ابن حجر
 لکھتے ہیں۔

یہی عن تیختہ الی مقاسمہ قالہ عندی عن ابی تلابہ عشبہ اجزاء ما احتجاعیت سلم

باتا فی اسناد و اضافی السنن کان یہودت من حفظہ تکلیف الادھام فیہ ۲ تامل۔

ہذا نیز اسی نام بعض محدثین کے اس حدیث سے انکار کر دیا ہے، جو ابو محمد ہر قاضی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے
 کہ ان اہل بیت علیہم السلام کی قوت جسمانی جیسا کہ حافظ مومنان نے تفسیر میں تحریر کی ہے۔

پس ان تمام تحریکات سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو محمدؓ کی اسنادوں میں کثرت غلط ادھام و روایت و انحراف متون کی ادھاب
 جمع و تعدیل نے اسان صاف شکایت کی ہے اور ظاہر ہے کہ راوی کی شخصی ثبات اور مصروف ہائیر و اصلاح پر نا
 (حکایتان الخطیئہ) کی معیہ نہیں ہو سکتا، صاب اس کے حفظ و ثبات اور مصروف ہائیر و اصلاح پر نا
 تحریکات موجود ہوں، اہل بیتؓ ایسے مہر پر کہ مصروف اسناد کی قوت ہی مطلوب ہے اور اگر اسناد مستقیمہ و مستقیمہ کے
 مخالف ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں کوئی روایت بھی صحیح موجود نہیں جو نشان نزول حضرت
 قتادہؓ یا ابو ہریرہؓ کے ہاں لکھا گیا ہے اور جسے بالاتفاق ۲ حدیث و مسلمین نے درج مندر
 مقبول و صحیح کیا ہے، وہی اصل اور صحیح و ترجمہ اور حدیث ابی تلابہؓ کے ہاں ہے۔

ابن حجرؓ نے وہ مال لاہیں کہیں یا ابو ہریرہؓ کی روایت کی تو بخیر کہنے کے، آگے چل کر اس کا احضار کرنے پر
 مجبور ہوئے۔

و الخطیئہ ان ذلک کما فی تفسیرہ و العس
 کما قال البخاری عند ہذا الایۃ۔
 (ابن حجرؓ ج ۲ صفحہ ۱۹)

صرف ما نظر مومنان ہی پر توقف نہیں ہوگا، اب نظر تحقیق نے صاف صاف کہ دیا ہے کہ وہ اپنے قلیل کے اس واقعہ
 کے متعلق کوئی صحیح روایت ثابت نہیں۔ مگر یہی خیر گزار ہی میں ان تمام روایات کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

والصحيح في سبب نزول الآية ۱۸۶ في قصة
والصل لا في قصة ماريه النمردي في غنيو
النهيبة - (بین میر ۱ ص ۵۲۸)

ہیں اسے قاضی دیا میں کی بھی ہے بلکہ بر الفاظ علامہ میں نے لکھے ہیں۔ دراصل قاضی سومرو ہی کے ہیں۔ امام نووی
شرح میں مسلم میں ان کی اسے احنی الفاظ میں نقل کی ہے۔ نو دام مروت کی میں داسے ہیں ہے
دلم ثلث تصد ماریہ من طریق صحیحہ۔ اور اویہ قبیلہ کا تھنہ کسی بھی طریق سے مروی نہیں۔

(نووی ج ۱۰، سلو و مر لانا عملی مروت خود ۲۷۱)

ابھی عرب اور منافق تعزیمات کے بعد گن کر سکتا ہے کہ باریہ قبیلہ کا قحہ میں ہے ۱ اور کہیں کر جائز ہو سکتا ہے
کہ اس کے کیا پڑھیں اسلام اپنی معاذ اور تمہیں اور ایسا قریب کاری کے ساتھ اس دلت کے کو ہمارے سامنے
معلوم عبت اور وہیل کے پیش کریں (مولا)

غزوہ تبرک

تہجد

(از عرف)

غزوہ سے کی اہمیت | غزوہ تبوک رسول اللہ علیہ وسلم کی بیات میرا تاریخی غرور تھا۔ مختلف درجہ سے اسے

فاس: بیت حاصل ہے۔

۱۔ وقت کی دوڑیں شاہنشاہی تھیں، مین روی اور سامانی، اٹھیں نہ نہ سناست جیسا وہی پیشیت حاصل تھی پڑا جس اونچہ اور دوس کو حاصل ہے۔ انہی سے ایک شاہنشاہی کے ساتھ براہ راست کھڑا یہ ہمارا حق تھا۔
۲۔ اس کے لیے تیس ہزار مجاہدین تیار ہوئے۔ ان کے ساتھ اوتوں کے عدد وہاں کی بھی تعداد صورت بہرہ سکی،
سبب عداوت قبائل این حدود میں ہزار گھر سے تھے۔ سرزمین عرب سے مجاہدین کی تھی پڑی تعداد اس سالانہ کے ساتھ چلے گئے فراموش نہیں ہوتی تھی۔

۳۔ تمام مجاہدین رضا کار تھے، ان میں سے تھرا اور ایک بھی نہ تھا، غزوہ کی سالانہ اور زور و کوشش کے علاوہ سزاویاں بھی رضاکارانہ پیشکشوں کی بنا پر میرا برائی تھیں۔

۴۔ ان رضاکاروں کے درجہات عالیہ بھی پیش نظر رہنے چاہئیں، اللہ تعالیٰ کے ان فی گز، در سعادت شمار بندوں نے بیان مالی اور دنیا کی ہر شے اللہ کی راہ میں بدلے دینے قرار کیا کرنے کی توفیق پائی تھی۔

۵۔ انزل متعدد بہت زور تھی، راستہ سخت دشوار گزار اور وحوش و وحوش گرو تھا، لیکن انہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت پر ایک گھنٹے میں ایک ملے کے لیے بھی توفیق پائی نہ ہوا۔

۶۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ولایت و رسالت کا یہ گناہاں (الفرار و بیروت) لکھ کر کھڑے تھے اللہ تعالیٰ کو پاکی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ سال پیشتر کائنات پیدا کی کہ کھڑے سے کھلی کہم نہ ضرور پہنچا تھا اور اس فقری مدت میں غزوات و عداوت کیش کی اتنی بڑی قوت پیدا ہو گئی، جو سیکڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے سرحد پر اس قہر سے ٹکرائے کے لیے تیار تھی جو خود اس سرحد پر پہنچا سامانی شاہنشاہی ہی پر کارائی ضرب لگا چکا تھا۔

کیا سبزی تربیت کے ذریعے مردم گری کے اسی میرا حصول مجوز سے کسی کی بھی بہرہ صحت ممکن و چش و نگار یا اللہ تعالیٰ کی جرات ہو سکتی ہے!

سبک کا مل وقوع | اگرچہ کہ ہمارے ہمارے شمال میں اس شاہراہ پر واقع ہے ہشتام کی قوت سے مزین ضرور یا۔

مغرب کے سیاست میں نہ تو کوئی جیسا تھا کہ محمد اسلم نے اتفاق کیا۔ عرب سنت کے ایک دھڑے نے جو کہ
میں بنا پر مرقی نے پانچ روزہ قیام کیا۔

خداوند کی حمد و ثناء اور ساری برکات کی سعادت ترسیں، انھوں نے کہا کہ اگر وہ سچا ہے تو اس کے لئے ہر چیز
 وہ چیز کے ایمان و حوصلے سے بڑی چیز کا دعویٰ ہے۔ اگر انھوں نے تیسرے کو بھروسہ کرنا ہے تو اس کے لئے ہر چیز
 یہی دلیل ہے کہ اسے تو کسی پر تعجب نہ آجائے۔

میں نہایت گہرے غمزدہ اور غمناک ہوں گے مگر میری مرضی کی خاطر امامِ حق کی اس کی تصدیق و اقرار ہوا۔ اس کے ایک جہیز سے بھی بڑی جتنی عزت و حرمت ہے اس سے یہ ایک انصافی برکت تھی۔ وہ ایک رات گھر سے نکلے آئے اس نے اور حضرت عہد کا دروازہ کھٹکھٹایا اور دروازہ کھٹکھٹا کر کہا: "عزیز چوہا۔" حضرت غم سے یہ سننے ہی پرستہ ہو گئے۔ ان کے غمناکیوں نے چڑھائی کر دی۔ وہ دیکھ کر انصافی کے زہی میں یہ سہ پہلے پہل سے ہونے والی ایک افواہ بھی نہیں سمجھ سکتے تھے کہ یہ دروازہ کھٹکھٹا کر انصافی کے دروازے پر آئے۔ لیکن حضرت عہد کی تو چڑھائی نہیں کہہ کر انصافی کی جانب منتقل ہوئی کیونکہ اس کی کا دروازہ چڑھا تھا۔

سید احمد علی کا فریاد

امید ہفت ارمان سے تیرے عہد پر جس کی تحریق ہوئی تھی وہ بغاوت تک و شہد کا کوئی امکان نہ رہا تو
رحول نے معلوم کر لیا کہ جسکے آئینہ سے تو یہ جنگی شہزادی سرحد پر پہنچا ہے۔ اسی میں کئی
مستقبل تھیں۔

۱۔ بغدادی مریض ہی میں جنگ کمرہ آگے کھسک کر پہنچا یا اس کا قتل ہوا۔ وہیں تک رقص غارت لائے شش بجے تے
نصف نوا دکھا جا سکتا تھا۔

۷۔ مسیکو، ان میں لانا صراطی کر کے (نانا کے) پیسے مستعدی کے ساتھ ہر پہلو پہنچا کر جاننا بجا سے خواہ دشمن کے خوشی و غلامی کو انہماک کر سکتا تھا۔

۱۔ دشمن کو ملک میں آتا ہے تو یاد دہانی کے مختلف عناصر کو گونا گوں خصوصیات سے ماحول کے لیے کوشش کرتا ہے۔
 ۲۔ جہاز کے خلاف حملے کے قبائلی نر سر یا تو فتنے خیز راہروں کے ساتھ ہیں کہ جسے خود بھی دینے پڑے، ان کے ارادوں میں
 راستہ نہیں ہر اس راہروں کے ساتھ ہی کہ وہ ان کے لیے ایک نئے راستے کی تلاش میں ہیں۔
 ۳۔ ملک کا دفاع و معیشتیں۔ سرحد پر کئی کیے زیادہ وقت نہیں گزرتا اور خود بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس کا باعث ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ دشمن کسی کسبیری کہہ کر آپ کے قراقرظوں کے اسیں اور غائبی و مال کے پیچھے غلطو پیدا ہو جاتا ہے اور ہر مہر ماں

کہا جی تو قبر کے وسیع و ساقی جب کی بنا پر چین ہر لاکر سلطان کی مٹی میں تباہ ہو نہ ہیں کے اور قبر کی موت کا یہی ثبوت کہ تھا کہ وہ کچھ ہی عرصہ پیشتر سامانی شاہشاہی پر خونا ک شرب نکال چکا تھا۔

۲۔ وہ شخص اور جہاں شادیاں کی ہیں کے پاس نہ سہادی کا اتمام تھا اور وہ وراثت و زادوار کی استقامت رکھتے تھے۔ وہ اپنی بیواہ کی اور اپنے لایق پر پلے اختیار و دوست تھے۔ اسی وجہ سے "جنگاؤن" گلو نے یہی بہت دوست دئے۔ ان میں بعض کے ہاں کئے کا سبب ہے اختلافی اور بے حدودی کے سوا کچھ نہ تھا۔

۳۔ بعض شخصیں سے بھی سہل انکاد ہی ہوئی رہی "جنگاؤن" کے ہاتھ میں لگ جاتے ہیں، کے نصیب سے بڑھتے رہے جہاں تک کو دولت ملے گی۔ ان کا ہر کئے کئے گا

"یوں کی کوثر"۔ سواروں کی خدمت اور فرادی ساڈا ساڈی کی کی کے ہاتھ تو کچھ ہائے داسے شک کہ "میش حشرت" بھی کتنے نہ کہہ سکتا ہے کی وجہ سے منصفین کا ہر دور ہی طرح قاضی ہو گیا تھا اور ان کی بہت فضیلت ہوئی تھی اس لیے یہ شرط خاص "بھی گلوٹا ہے" اور اسی وجہ سے جہاں سہادی صوفیہ قرہ کو "صوفی خاص" بھی کہتے تھے۔

اخلاص کے ایمان افراد تو غور سے

سفر بہت موٹا تھا، راستے میں کوئی شخص دیکھے نہ تھا اور حضور صم یہ کیفیت دیکھتے تو فرماتے کہ اسے چھوڑ دو اور اس میں کوئی بھٹی ہے تو ہر آدمی سے کہتا گا۔ گلو صم کی حالت یہ اور ہے تو سہ و خدا نے تمہیں اس سے بچایا۔

حضرت ابو زہرا، فی کلاوت راستے میں سست ہو گیا اور دیکھے وہ گئے۔ انہ جٹ گیا اندر رک گئے۔ اور ان کی قوت اور قہار کی بانی سے دیکھی و کئی فرمان خدا پایا اور شک کے نقش کا سے تدم پر پیرا چھنے گئے۔ حضور صم ایک منزل پر قیاد فرما کر سے کسی نے دیکھا کہ کوئی شخص پیرا ہوا ہے۔ حضور صم سے عرض کیا گیا تو فرمایا: "راؤ تو ہوں کے: جناح ہو ہی گئے۔"

حضرت ابو زہرا کلاؤ خدا سے نہیں زیادہ عجیب ہے۔ دوسرے مذہب و دوا ہو چکے تھے۔ اور کلاؤت تھا۔ وہ جیہ تیز و جری سنت تھی۔ حضرت ابو زہرا کی اور جیہوں نے پانی پوچھ پوچھ کر اپنے مکان غلط سے دیکھے۔ گھنا پنا ہو گیا۔ پینے کے لیے ٹھنڈا پانی دیا۔ ابو زہرا نے اسے اور اسے پکھڑے کر گئے۔ جیہوں کے اہتمام پر کھڑا ہی۔ جیہوں نے دوسری شخصیں کو ملو تیز و حرب اور کمر ہا جی ہوں اور ابو زہرا جیہوں کے پاس بیٹھ کر کھانا کھائے: یہ انصاف نہیں۔ خدا کی قسم میں کسی جیہ مکان میں ہرگز نہ داخل ہوں گا یہ تک دوسرے انصاف سے مل نہ پاؤں۔

چنانچہ سہادی کے پلے کوٹن مٹکایا اور اسی وقت روانہ ہو گئے۔ سوس انصاف ہر کچھ پیچ چکے تھے۔ کسی نہ خدا دیکھ کہ وہ کئی سواروں کی رہا ہے۔ حضور صم نے فرمایا: ابو زہرا جیہوں گئے۔ پاس آئے تو یہی نہیں۔ غریب دیکھے: یہ سہادی نیچے میں تھا سیکھ کوں میں کا سامنے کر کے شکر اسام سے جاسے۔

ان سر ادا انداس برزگوں سکھ بیٹے مرث آتا جان لینا کالی قمار سوزہ جسم کا حکم ہر حال پورا ہونا چاہیے، چونکہ ایسی
 کی بھٹی میں کچھ نہ تھا اس بیٹے امرو و تھانہ کی ضرورت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ جذبہ ناس کی پہلی میں جو کچھ ہونا چاہیے تھا،
 اس پر کام بند ہو گئے۔ (دوسرے صفحہ)

کہ ہمارے کے لیے مسلمانوں کے لیے مثالی مسندیں دیجی کہ شخص کا حرم پرورش منسل ہو گیا ہو۔ روتہ کا تجربہ ان کے سامنے تھا۔
میں میں نہیں بڑا رہے کہ، وہم تشبیہ "اعلیٰ" لشکر کو ہر سان کر دیا تھا۔ اب تو تیس ہزار جا یاڑا دیکھا۔ تھے اور ان کی جہالت خود
وہ ان کے سامنے نہیں قرار دیتے تھے۔

وہ اپنی قوم پر مبنی فکریاتوں کی غرار تھیں جو میں میں جاری رہیں چنانچہ حبیب کسبندی داکٹر اور ان کے دربار میں
کے دیکھ رہے تھے اور شان لشکر دہرے کے مشق باز پس جاری تھی تو میں عثمان کا نہ کہتے تھے کہ ام کیا خاصہ ہیں
کھا تھا کہ محمد و سلم: سے تمہاری قوم نہ کی اس لیے میرے پاس پہلے وہ کسب نے اس خود کو ایک اور آزمائش سمجھ کر
پہاڑوں والا قرار دیا تھا۔

ابن اُمیہ کے لیے امان نامہ

میں نے ان کا اقرار کر کے اس سے، ان نامہ حاصل کر لیا جو ان کے مضمون پر تھا
یہ اٹھارہ لائن تھے اور محمد بنی کی طرف سے جو اٹھارہ کے رسول ہیں، پندرہ ہیں دو ہزار اہل دیر لکھے

ان کا نام سید، سند میں ان کی کشتیوں اور ہزاروں "بزرگ" کے دستوں میں ان کے ناموں اور
مسافروں کے لیے ان کا اور ان کے رسول کا ذکر ہے۔ اس نامہ میں اہل شام، انہیں میں یا مسند
میں کشتی ہادی کرنے، اسے دو لاکھ بھی شام میں جو ان کے پاس دہتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی شخص
معاذ سے کے خلاف کسی نئی بات کا مرتکب ہو گا تو اس کا مال اس کی جان بچاؤ میں مال نہ ہو گا۔ وہ اس
کے لیے حال ہو گا جو اس سے سے رہے گا کہ ہو گا کہ جو اپنی ان کے ان جاتا ہے اسے بند کیا جائے یا
لشکر و ترقی میں رہتے رہے گا ہیں۔ یہ وہ نامہ تھا۔

ابن جریر اور اہل افسر

۱۔ اور وہ میں ایک سہارا دے سکتے ہیں۔

۲۔ اگر کسی کو میں سے کوئی فرد کسی چیز پر تنزیل کے خوف سے ان کے اس پہنچ جاتے تو، سے مسئلہ کوئی کے
کا ہے کہ ہیں۔

منہ اور وہ قوم سے چند اشعار لکھتے ہیں اور ان مسند میں سے بندہ کو ہادی جبکہ ہر قبیلے کے پاس سے ملے ہر اور
ان کا تہذیب قریب ہے اور ان مسلمان کے نزدیک ہیں۔ اور ان میں وہم ہے جہاں ملک تھیں کے بہت عزت تھی اور
نہ مسلمان کے دربار میں کسی کی نہیں انتقد کر لی تھی۔

دروغی اور ایسی کی تائید نہیں

تمام دروغ میں ہر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ گئے تھے، تمام دروغ کس کے نہیں تھے، وہ نہ ہجرت کا تعلق ہے۔ مرنے منور رمضان سہ ماہی میں آپس تعریف لائے۔ وہی کی تائید بھی کہیں غلط نہیں گڑھی۔ میں دن ایک دو دن کو زیادہ آپ تبرک میں قیام فرما رہے۔ انھیں ایسی تکرار ہوا کہ وہی جانے آئے ہیں ہجرت ہوسے ہوں گے۔ ہجرت اتنا مسکو ہے کہ سب آپ کی آواز پہنچے، جو مرنے منور سے قریب ہے تو مسجد حجاز کے اندر دو اوراق کے نیچے آوی بیٹھ ایسے، سفر نامہ ارض القرآن سے معلوم ہوا کہ میں ہجرت پر لشکر اسلام ٹھہرا تھا، اس میں بکر بچہ کڑی کی ایک مسجد بنی ہوئی تھی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن قیام میں نماز پڑھتے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ میں ایک ترک آدمی اصرار اپنے غریب سے وہاں چھوڑ کر ایک مسجد بنوا دی تھی، ترک غلامانی خیر اور مرنے منور، دونوں سے زیادہ ہے۔ ہر وقت باغ ٹھکانے کا ہے ہیں۔ میں حضور صلعم کی وہ پیشگوئی پڑی ہوئی ہے جو نماز قیام تبرک میں قرآن مجید کو تم اس جلسے کو بات سے بھرا ہوا پاؤ گے، شہر کی آبادی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ ہجرت پختہ اور جدید ملک کی حالتیں بن رہی ہیں، پچھے ترک کی آبادی دو تین ہزار سے زیادہ تھی، اب کچھ تین ہزار تک ایک داریت کے مطابق پچاس سا تھ ہزار ہے۔

ایک گز ارض سفر نامہ ارض القرآن میں ہے۔

مناظر شیب وہی جگہ ہے جس کا قدیم نام حیات تھا، اور جہاں حضرت شیبہؓ کی قوم بایا تھی، اگرچہ حضرت شیبہؓ کی پشت اس علاقے کے علاوہ علاقہ تبرک کے نیچے بھی تھی۔ بہت سے مفسرین نے تبرک ہی کو ایک علاقہ قرار دیا ہے، جس کے رہنے والوں کا قرآن مجید میں اصحاب الانبیاء کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔

بنا برہ خیال درست معلوم نہیں ہو سکتا، اصحاب الانبیاء کا ذکر قرآن مجید میں چار مقامات پر کیا گیا ہے۔ یعنی سورہ بقرہ سورہ آل عمران سورہ فلق میں، اگرچہ ایک دائمی وہ مقام ہوتا تھا جہاں اصحاب الانبیاء آباد تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی

ملے ہجرت کے نویں سال، جب ان کو ہجرت سے شہوت ہوئی اور ۱۱ھ و ۱۲ھ ہجرت سے کہہ کر پڑھا، ملے ہجرت کے نویں سال

رمضان شریف کا آغاز ۱۲ھ ہجرت سے کہہ کر پڑھا، ملے سفر نامہ ارض القرآن (ص ۲۸-۲۹)

ملے سفر نامہ ارض القرآن ص ۲۱ سفر نامہ میں ہے کہ مناظر شیبہؓ ترکہ سے ایک سو پچاس میل ہے۔

۱۔ اسنہ جگر قیام نہ فرماتے، کیونکہ ”پہ کو“ کا تعلق ہے جس قیام تھا پس نہ تمام ہادی قیام کے منصب کا بدلتا ہوتا ہے۔
 ممکن ہے جو کہ کسی اور کو کسی اور مقام پر ”اصحاب“ لایا گیا ہو، یا کسی اور کو کسی اور مقام پر لایا گیا ہو۔
 بعض اصحاب نے لکھا ہے کہ اگرچہ میں سے قریب تھا۔ غالباً اس میں ہے۔
 (یہاں مولف کی تحریر ختم ہو گئی۔ اس کے بعد جو کہ کے متعلق آگے نہیں آ رہا، وہاں کی تحریر پر مشتمل ہے۔) (مولف)

نہی سکتا ہے۔ اکثر مغلوں میں یہ سہک تھیں، نیز اسلافوں نے بغیر اسلام کے ساتھ کوچ کیا تھا اور انفاق میں کی تعداد میں
 کا یہ معاملہ شکار اور ایک طرف حدیث، شافعی نے سو اوشٹ پیش کر دیے تھے تو دوسری طرف ابو قتیبہؓ انہیں نے
 رات بھر ایک گھنٹہ میں آبپاشی کر کے وہ پھر پورے روزہ میں حاصل کیے تھے۔ وہ دیکر اللہ کے رسول کے قدموں
 میں دھو بیٹھے۔

اسی قرینہ پیری کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اپنا تمام مالی و مناع پیش کر دیا تھا، حتیٰ کہ کونے کی گھنٹیاں
 بھی توڑ کر شالی کر دی تھیں۔ جب اللہ کے رسولؐ نے پوچھا تھا ما ابغیت لاهلک، یہی کہن کے بیٹے کیا جوڑ آئے؟
 تو اس پر مسک دیا۔ وہ نے جواب دیا تھا: اللہ و رسولہ (اللہ اور اس کے رسول)۔

چونکہ اس نوع کی تباہی بڑی ہی تھی، وہ اللہ و اس کی عاصمت میں ہوئی تھی اس لیے یہ حبشہ صریح کے نام سے مشہور ہے۔
 آیت (۱۱۰) میں یہ دیکھا کہ اللہ کے لیے خیر عام ہر کوئی ممکن لوگوں کو سزا دے گا۔ یہاں تک کہ
فرشتہ دقاق فرمایا تانوں کو ہی میں جو لوگ جہانی طور پر مجبور ہیں شہادت ہوئے، اللہ سے اپنا حق و دوسرے بھرا
 تیسرے اپنے کو جس طرح سزا کی لازمی ضروریات کے انتظام کی ضرورت نہ دیکھتے ہیں۔

اس میں دوسرے دو سرکاری لکچر اور زمین کا بھی تھی اور ممالکوں کی کوئی ایک قسم تھی نہ سپاہیوں کے مصارف کیجئے
 حکومت کا کوئی نواز تھا۔ سبھی رضا کار تھے اور سب کے لیے عروسی تھا کہ لڑکا بچہ خود ہی اٹھائی جگہ میں پڑے تو دوسروں
 کے لیے بھی خرید کر ہیں۔ پس فرمایا ہر کوئی فی الحقیقت متہ و دشمن دیکھتے ہو کوئی دوسریں کرانہ پر لازم آئے۔ خصوصاً وہ لوگ
 جن کے یہاں وہ انصاف کا یہ معاملہ تھا کہ سب ان کے لیے عروسی کا انتظام نہ ہر سال دوسرے رسول اللہؐ مسلم ادیب و
 بحرام کے اس کی بھی عادت ہو کر وہ دوسریں قرآن کریم اور کوفت گئے لیکن انھیں جو دوسروں کی فائدہ ہیں،
 نہ خوش زدہ کیں، نہ صریح و غم کے آفرینے انہیں دیکھئے۔

فرمیں آستیں ہوا، و انکم را تماشا کن

الیکالین قرآن کی سب سے زیادہ عظمت دیکھو۔ پہلے سے مقدوروں کا ذکر ہو چکا تھا لیکن خصوصیت کے ساتھ پھر ان کا ذکر کیا
 اللہ کی رحمت اور ان کی تسمیہ کیجئے دی تاکہ انفاق کے تقاضے میں ایمان کا بھی ایک مرقع سامنے آجائے۔

یہ آیت میں ترجمہ فرمائی ہیں اور یہ:

آفریں ان پیادوں پر جو ایسے آفرینہ ہیں جنہیں اللہ کے دین کے لیے یہ عروسی
 کہہ دے۔ انہیں بزرگ مصلحت اس کے کہ وہ ان کی عروسی میں کوئی نہ ہو
 نیکان و گون کہو، انہیں یہ اللہ بزرگ مصلحت والا درہم ہے۔

لَیْسَ لَیْکُمْ اَمْرٌ فَاَوْفَوْا بِالْعَهْدِ الَّذِیْ لَیْکُمْ لَا یُخَفِّدُنَا
 کَیْفَ یَقُولُونَ حَرِّمْنَا اِنَّا نَعْلَمُ بِلَا وَدَّوْنِہِ مَا هَلْیَ اُتِیْنٰہُمْ
 مِنْ شَیْءٍ لَّیْسَ لَیْکُمْ اَمْرٌ فَاَوْفَوْا بِالْعَهْدِ

حالت کی اس تہیہ کرنے کا کہنا ہے کہ ان کے دونوں ہاتھ بٹائی ہوئی ہوتے ہیں۔ ہر صدمہ کے بعد ان کے ہاتھ بٹائی ہوئے ہوتے ہیں۔
 لانا دینی تہیہ ہے۔

اس سے اعلیٰ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے
 جماعتی زندگی کے ساتھ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر مذہب اور ہر رنگ کے
 کی ہر اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے
 کہ ان کی زندگی کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے
 ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ

۱۔ اس میں ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ۲۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ

۱۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ۲۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ

۱۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ۲۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ

۱۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ۲۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ

۱۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ۲۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ

۱۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ
 ۲۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ ہر مذہب اور ہر رنگ کے ساتھ ہر آدمی کو اپنی زندگی کے ساتھ

فرمایا: جب یہ لوگ ایک طرف تو بھرتے مڑ سکتے تھے، دوسری طرف یہ بھی مٹا فتنوں کی خوشنویسیاں | کتے بات تھے کہ جو آپ کا حکم نہ تو بڑھتا کہ تم انہیں پوری آزمائش میں ڈال دیتے مگر کتنے برا حکم تو یہ ہے کہ چنا پڑے۔ نیز یہ حکم کو کھلواتا، کوئی نہ کہنے میں پکے تھے، کوئی ایسا کہ دینے پر بھی نہ بچھڑا دیتے تھے۔

گیت ۴۴ واہ یہ نہیں فرمایا، جس کے دونوں دیوان کی ٹٹن سے بولا، ایک ایسے کام میں کریں حکم ماننے لگے؟ اور کیوں اس کے انتقام میں بیٹھے لگے؟ اس کے لیے تو عمر آتا ہی گا کی ہے کہ ادا سے فرعون کا وراثت ڈالیا اور جسے ایسا عوز ہے، وہ ادا سے فرعون کے لیے مستعد ہو جائے۔ حکم تو دی جاگین گئے، جس کے دونوں سہا ایسا نہیں اور ہم شک کیے ہوگی جو رہے ہیں تاکہ کوئی دکنی وادہ نکل جھاٹنے کی ٹی ہائے۔

چونکہ مقابلہ غیر قطعی شنشانی سے تھا جو مشرق میں روزانہ کھڑی کا محفل کی جانشین تھی اور ابھی ماضی میں ایمان کو شکست دے چکی تھی، اس لیے منافقوں کو یقین تھا، مسلمانوں کے فائدے کے دن آگئے۔ جواثر بن ابی اسولی نے جو منافقوں کا سرخ تھا، دو گون کو یقین دہا تھا کہ غیر اسلام اس سفر سے لوٹنے واسطے نہیں۔

گیت ۴۵ (اتحاد) میں فرمایا: یہ کچھ دیکھ کر مصیبت سے بچے اور اتو یہ ہے کہ ان کا نہ بھلا ہی تھوکتے بڑھ کر گئے تو فتنوں کے گھونسے دھڑاتے اور کچھ دلی کے آدمیوں کو بکاتے دہتے۔ اس سے پہلے گیت میں فرمایا: "مگر اللہ کے حضور ان کا اٹھانا پسند ہوا" یعنی اللہ کے ظہر میں تھا کہ اب کے نہیں نکلیں گے اور اللہ نے تمہارے لیے اسی میں بستی رکھی کہ وہ بھلیں۔

سورۃ توبہ کی گیت ۴۶ (۱) سمات مرا غل میں سکتا اور اس باب میں قطعی ہے حسب ایمانی اور حسب غیر ایمانی | کہ اگر مستعد ایمانی اور حسب غیر ایمانی میں متاد ہو جائے تو عمر میں وہ ہے جس کی

اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہاری برادری، تمہارا مال جو تمہارے گھرا ہے، تمہاری عیادت جس کے خدا پر ہمارے سے لڑے، جو تمہارا دھننے کے ملاقات جو تمہاری اس قدر پسند میں ہے، ساری جزیی تمہیں لڑے، اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جسد کرنے سے تو باوجود بیماری جس تو اشتہار کر رہا ہے کہ جو کچھ خدا کو نہا ہے وہ تمہارے سامنے لئے تھے، اور اللہ نے فتنوں پر کھائی دسارت کی رہ نہیں کھائی۔

عَلَيْكُمْ وَإِنْ سَلَمْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ وَآبَاءُكُمْ وَآبَاءُكُمْ
وَأَزْوَاجُكُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَأَسْرَارُكُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ
وَبَنَاتُكُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ
وَبَنَاتُكُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ
وَبَنَاتُكُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ
وَبَنَاتُكُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ وَخَبَرْتُمْ عَنْهُمْ

صحت ایمانی پر دنیا کی کوئی محبت اور مدد تو بھی نالایک نہ آسکے۔ پہلی آٹھ چیزوں کا ذکر کیا۔ غور کرو گے تو ایک مشن زندگی کے تمام علاقے ان میں آگئے نیز میں تو حسیب سے ذکر کیا ہے صوفی کی چیزوں کی تعداد کی ترتیب یہی ہے۔

قریب انسان کی صوفی زندگی کی انعتوں کے پڑے رشتے میں ہیں اور اپنی غیر صبیہ مغلوب و مژداری میں ایسی کیے اگر صحت ایمانی میں اور ان میں مقابلہ ہو اسے تو میں وہ ہے میں پر ان تمام انعتوں میں سے کسی الفت کا میں ہا درپل نہ دیکھ اور کوئی مدد تو بھی اسے شہاب حق سے روکنے دے سکے۔

غور کرو قرآن نے نصرت انسان کی کروڑوں کامی طرح کو جمع نکالا ہے۔ قرآن تجارت جس کے مندا بہ جانے کا اثر نصیحت نکالا ہے، یعنی غلام و محتادم کی نام میں صبیہ کسی عدم، اخلاص جانے کا تو ناگزیر ہے کہ صورت عالم میں انقلاب ہو اور صبیہ انقلاب ہو گا خواہ چنگ کی صورت میں ہو خواہ کسی دوسری صورت میں تو عارضی طور پر کاروبار ضرور چلے گا مال و ہایہ ادب کے لیے مغرے ضرور پیدا ہوں گے اور میراث مال و دولت کے پرستاروں پر شائق قرار ہے۔ وہ کہتے ہیں ہاں ہاں رو باہر صبیہ ہو جائے گا اور نہیں بندتے کو اگر راجح میں اشتہاست دیکھ نہیں تو جو کچھ قرآنی ہو گا متروک ہو گا۔ پھر جو کچھ ہے گا وہ بہت زیادہ ہو گا۔ ان ائمہ عندہ اجرت عظیم۔

صحت ایمانی کی اس آزمائش میں صحابہ کرام میں طرح پڑے۔ قرآن، اس کی شہادت تاریخ کے مغرور کامل ہے اور صحابہ بیان تھیں۔ ہر شاہد جہان کا جاسکتا ہے کہ دنیا میں انسان کے کسی گناہ سے کسی انسان کے ساتھ نہ پہنچے سادہ سے ولی اور اپنی سادگی روح سے ایسا عشق نہیں کیا ہو گا، صبیہ صحابہ نے اللہ کے رسولی سے راجح میں کیے جنوں نے اس محبت کی راہ میں صبیہ کچھ قربان کر دیا جو اللہ کر سکتا ہے پھر اسی راہ سے وہ سب کچھ بنا یا جو انسان کی کوئی جہانت پائستائی۔

غزوہ تبوک

—۲۳—

پہلے یہ جانتے واسے جن صحابی
کاشقہ پیش آئیا تھا انہیں نہایت جھلس اور جھیل اندھ
صحابی بھی غرت و حق سستی لاکامی کی بنا پر شرکت سے غروم رہ گئے اور انھیں بھی آگاہی کی ایک حلت
منزل سے گزرنا پڑا یہ کہہ دین ایک ایسا نیاں امیر اور مراد بن رہے تھے۔۔۔ ان تینوں کے حرمات ہوئے
میں جان نہ ماننے میں کسی اعانے کی ضرورت نہیں کیونکہ انھوں نے کافر کا کوئی مالی و غیر ملکی فائدہ نہیں کیا گیا۔

آیت ۱۸۱ (ترجمہ) میں ان لوگوں کو تحریریت توہم کی جہات دی گئی ہیں۔ غزوہ تبوک کے لیے یاروں میں کوئی
چوٹی تھی اور جن کی نسبت آیت ۱۸۱ (ترجمہ) میں قرآن کا ذکر ہے، مسرت الہی کا ایسا اور رہنا چاہیے جو کہ قیامت کا
مقتضی ہے تاکہ ان کے دلوں کے زخم و محسوسے نہ ہوں اور محنت و کلام کے سر جوئی سے تسکین پائی اس لیے پر ایہ
پایا ایسا اختیار کیا گیا کہ ان کے سارے دلوں کا حادہ اوجڑا۔ انہوں نے اس سفر میں کی وجہ سے اپنی اصل جسم

ملے وہ آیت میں یہ صحابیوں کی معافی کا ذکر ہے۔ یہ تبوک میں ہوتی تھی ان کے ہمارے شریک نہ رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس
مکرمہ دے کر اپنی گامی کا سامان و عزت کر دیا تھا۔ تفصیل میں مضمون سے واضح ہو جائے گی۔ آیت کا حق سے ترجمہ فرما میں

اور یہ ہے

وَعَلَى الَّذِينَ خَلَقُوا الَّذِينَ خَلَقُوا عَنِ رُءُوسِهِمْ أَعْلَانَتْ عَلَىٰ جِهَتِهِمْ
أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ لَمَّا جَعَلْتُمْ مَلَائِكَةً عَلَيْهِمْ وَأَمَلَتْكُمْ وَأَقْنَبَتْكُمْ
أَن تَقُولُوا سُبْحَانَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تَابُونَ عَلَيْهِمْ فَلْيَتَوَكَّرُوا
رَبَّهُمْ فَكَرِهُوا النَّاسُ أَنْ يُؤْخَذُوا بِرَبِّهِمْ

اور اس طرح ان پر بھی شفعہ پڑھی نہ ان کی مسرت اور آئی تو مسرت
میں پھر توبہ کیے گئے تھے نہیں اپنی مادی و مسرت پر ان کے یہ تنگ
ہوئی تھی کہ وہ نہ توبہ بھی اپنی جگہ سے تنگ آ گئے تھے اور وہ
جان گئے تھے کہ اگر ان سے بھاگ جائیں گے تو انہیں بھی پکڑ لیں گے
میں کے وہ بھی ہیں پس اللہ اپنی رحمت سے ان پر رحم کیا تاکہ وہ
وہ لوگوں میں شک و گمان نہ ہو کہ انہوں نے توبہ کر کے اللہ سے بھاگ لیا
رحمت والا ہے۔

محمدی تھی، میں جن قبروں کے ساتھ ان کا شمار تھا، ان کی صف سے باہر ہو گئے تھے۔ پس قبولیت تو ہر کا ہندوہ
ہستہ چاہتا تو اس ملازم کو پہلے خیر پیرا سونام کا ہم آہم کرنا ہوتا۔ لہذا کچھ مہر مہی کے صحن میں ان لوگوں کا بھی ذکر
کر دیا گیا۔ اور دست دہی کی توبہ یکساں حور پر سب نے بت کی گئی تھاکہ اب کوئی ایسی صف سے باہر نہ ہے، جن سے تصور
ہو جاتا۔ وہ بھی سنسنی کرنے لگیں کہ رحمت و قبولیت کی ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے ہیں۔

گواہوں کا انہیں معنی خوب نیست

کہ سنا جان بامست ہر روز

توبہ کے معنی رحمت ہونے اور مٹنے کے ہیں۔ لہذا اپنی رحمت کے ساتھ فرشتا، اکابر کے لیے بہت کہ مزید رحمت و
اکرام ہر تصور مندوں کے لیے یہ قبولیت و مغفرت ہو۔

اس کے بعد فرمایا، ان تین آدمیوں کی توبہ قبول ہو گئی، جن کا سامعہ متوی کر دیا گیا تھا۔
قبول توبہ کی بشارت میں جن کی نسبت کوئی فیصد نہیں کیا گیا تھا، اور پیرا سونام کے فرمایا تھا، ان کے ان
انتقاد و رد چنانچہ آیت ۱۰۰، اتوبہ، میں اسی کی نسبت گرا چکا ہے کہ مگر اسی کے انتقاد میں آیت ۱۰۱،

یہ نہیں شخص کہہ رہی، ملک، امانت، امیر اور مردانہ میں رہتے تھے۔ کہ نہ ان کے ان تین سابقین انتقاد میں
ہو چکے تھے، نہ عقیدہ تیار میں ہیبت کی تھی، نہ بدولت میں امیر و دربار میں رہتے دو فوس بدی تھے، لیکن ان میں ان تین
میں سے انہوں نے جنگ برہ میں شرکت کی تھی۔

ان تینوں میں سے بھی غزوہ تبوک میں گواہی ہوئی اور شریک نہ ہوئے لیکن یہی مغفرت و اپنی تشریفات ہونے
اور ساتھ دینے والے اپنے اپنے عذر پیش کر کے معافی مانگنے لگے تو انہوں نے کوئی خاص عذر پیش نہیں کیا اور
صاف صاف تسلیم کر لیا کہ یہی قسمی اور کالی تھی کہ اس سادات سے عذر و معذرت، پس کہ آپ نے فرمایا، مگر اسی کا
انتقاد کرو۔ پھر تمام مسلمانوں کو بتایا کہ ان کی جویوں کو بھی حکم ہوا کہ ان سے شے چلنے کے تمام تعذبات منسلک کر دو۔
چنانچہ ایک ایک انہوں نے اپنے آپ کو اس حالت میں پایا کہ حیرت اور اطراف حیرت کی پوری آبادی نے ان کی طرف سے
مٹنے پھیر دیا تھا۔ ان کے حواری و قریب جنگ ان کے سامعہ کا جواب نہیں دیتے تھے۔ آخر یہی پورے پچاس سو دن
اس حالت میں گزار گئے تو یہ آیت ۱۰۱، ان تینوں اور انہیں قبولیت توبہ کی بشارت ملی۔

ان تین صحابہ میں سے حضرت کہنے میں ملک نے خود اپنی سرگزشت تفصیل کے
کعبہ بن مالک کا بیان ساتھ بیان کی ہے۔ وہ کہنے ہیں میں نے تمام جنگوں میں رسول اللہ کے ساتھ
شرکت کی اور اس موقع پر بھی تھے کہ قبیلہ کر لیا تھا لیکن ایک کے بعد ایک دن لکھتے گئے اور میں، اسی خیال میں رہا
کہ اپنے ساتھ چنانچہ تو لکھوں۔

زمانہ کہ کراچی میں رہتے ہوئے بارہ اگست کو گیا اور حضرت خیر لدی کو حضرت سید صاحب دہس کو بتایا۔ تب میری آنکھیں کھلیں لیکن جب گیا تو کہہ تھا: آپ سب میری بیٹے مسند میں تشریف لے گئے اور لوگ کہتا ہے شریک نہیں رہے تھے۔ وہ آکر مسند میں کھٹ گئے اور میں نے کہا کہ میں جہاں کا یقین دلاتے تھے۔ یہ کچھ اور اتنی دہائی تھی۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا حضرت صاحب نے کوئی اور جگہ کا مواظہ اندازہ فرمایا ہے۔ میری طرف توجہ نہ دے رہے تھے۔ یہ کہنا کہ کوئی غرضی حضرت صاحب کو کہتے تھے کہ جی انت صحتی، ماں سات و جی کڑی آپ نے جس کو فرمایا، اچھا عائد ہو رہا۔ کہیں ایک کراٹھ نہیں کر دے۔ میں نے دیکھ کر سے پوچھا اور بھی کسی کو ایسا نظر ہوا ہے، تو ان نے کہا: ان زمانہ میں راجہ دھانی میں یہ کہ

گفتگو کی ممانعت | اس کے جواب میں حضرت کا حکم ہوا کہ جرنیلوں سے کوئی بات نہ ہویت و اس کے قریب
 نہیں رہی تھی۔ میرے دونوں شریک رہ گئے۔ یہ دیکھ کر مجھے سخت ہوا۔ اس حالت میں بھی
 وہ نہ گھر سے نکلتے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ گھر میں سب سے ٹھیک رہتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا
 کہ وہ اس کے بعد قریب ہاڑسہ اور کراچی پہنچنے کی بات کہتا۔ لیکن وہ اس کے جواب میں کہہ دیتا کہ وہ اس کے قریب
 یا نہیں اس کے گھر پہنچنے سے کہی گئی۔ لیکن میں اس کے جواب میں کہہ دیتا کہ وہ اس کے قریب
 ہوا۔ لیکن وہ اس کے جواب میں کہہ دیتا کہ وہ اس کے قریب
 ہوا۔ لیکن وہ اس کے جواب میں کہہ دیتا کہ وہ اس کے قریب

ہر حسین ص نے مکمل ہے قیمت جان کر
 جو وقت نازکچ خیرش ترست بردش ہے

وہ میرے بھائی کا جو اسباب میں تمام عزیزوں میں اسے زیادہ محبوب رکھتا تھا۔ میں نے صبر کیا، مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا: اب مقدمہ! کیا تم نہیں جانتے کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہوں؟ اس پر بھی میں نے میری عزت رٹ نہ کیا لیکن عجب میں نے یہ بات بار بار بولی تو وہ ان کا کہ اللہ و رسولہ اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تب مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میرے غصے نے مجھے دھکے مار دیے۔

ایک اور آزمائش

اواس سے دس روز قراستے میں شام کا ایک خط لک لیا، وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا: کوئی ہے جو کچھ میں لکھ سکے پہچانے؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا: ایک خط لکائی گا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں سلیم ہر ہے اچھا ہے اچھا ہے تم وہ مسکنی ہے تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ تم تمہاری تدوین عزت کریں گے۔ خط پڑھ کر میں نے کہا: یہ ایک نئی مصیبت

آئی، اگر یا پھر ملائین کا زور تھیں۔

بیلوں سے ملنے کی | جب اس حالت پر پاپس مائیں گود چکیں تو آنحضرت مسلم کی جانب سے ایک آواز
آیا اور کہا، حکم ہے تم اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے کہا، اطلاق دسے دوں؟
کہا نہیں، صرف مسلمہ کی کا حکم ہے۔ ہاں اور مراد کو بھی ایسا ہی حکم ہوا ہے۔ اس پر میں نے اپنی بیوی کو بیٹلے
بجھوا دیا۔

جب اس دن اور گزرتے تو پچاسوں داخلہ میں آئی۔ میں اپنے مکان کی چھت پر نماز پڑھ کر بیٹھا تھا اللہ
تعالیٰ شیک وہی حالت تھی جس کی تصویر اللہ کے کان پہنچے تھے وہی ہے۔ زندگی سے تنگ آیا تھا اور خدا کی زمین
اپنی ساری بہتائیں پر پیر سے ایسے تنگ ہو گئی تھی۔

حق و درحق مبارک باد | اچانک کیا سنا، کوئی بھائی کو مصلحی سے پکارا رہا ہے، مسکین بنانا، بڑا شہر
تھوڑی تو بہ قول ہو گئی؟

چوہا کہ حوسے بود چہ در غدا شنبے

اے شنبہ، کد کرانی، تالہ بر اقم و دند

اب لوگ حق و درحق بھے بنا سدا دہینے کے لیے وہاں سے۔ ایک آدمی ٹھوڑا دھڑا آ آیا لیکن بشارت کی کھاز
اس سے میں لڑا، وہ حیرت انگیز تھی۔ میں مسجد میں حاضر ہوا تو آنحضرت مسلم لوگوں کے مندر میں بیٹھے تھے، آنحضرت کا
تمام تھا کہ سب خوش ہوتے چوہا کہ چنگے لقا ایسے چاند کا کھڑا ہو۔ ہر گزوی کہ بات مسلمہ تھی اس لیے بیشک آپ کے
چوسے پر حلاوت رکھتے تھے چنانچہ میں نے دیکھا اس وقت ہی چوہا کہ چنگ رہا تھا۔ فرمایا، کہتا تھے کہ اس دن
مکے درو کی بشارت دیتا ہوں، تو میری زندگی کا سب سے بدترین ہے۔ میں نے عرض کیا، یہ بات آپ کی جانب سے
ہوئی یا اللہ کی وحی ہے۔ فرمایا، اللہ کی وحی ہے۔ (رہمیں)

چند روشن حقیقتیں | اللہ تعالیٰ صلیب کی نسبت متعلق ہے کہ قرآن کی کوئی نیت نہیں، اس دن وہیں رہا تو حق
جس خود یہ آیت اور مسکین بنانا، اس سے مسلم ہو کر،

۱۔ خدمت حق میں تسلی ایک مہر کے لیے سخت جرم ہے کہ ایسے شخص اور مقبول مولیٰ بھی اسی وجہ سرزدش کے
مستحق ہوئے اور تمام مسلمانوں کو ان سے قطع ملائین کا حکم رہا گیا۔

۲۔ مسلمانوں کی اطلاع و اعتدال کا کیا حال تھا کہ جو کسی انتطاع علاقہ کا حکم ہو ۱۰۔ تمام شہر نے ہر ایک دفعہ
مٹ پھیر لیا۔ چوہی چھپے بھی کسی نے اس حکم کی نفوت و رزنی نہیں کی حتیٰ کہ ان کے صوبہ سے صوبہ ملازمین کو
بھی یہ خیال دے گا کہ ایک لمحہ کے لیے اس پر عمل نہ کریں، مگر ان کے تیل میں نرمی و تسلی سے کام لیں۔ اور قادیان

۱۰۔ حضرت کعبہ کی زبان سے شش پچھ کر، سب انھوں نے کہا، تم تو اس سے بے خبر نہیں ہو سکتے کہ سچا مسلمان ہو۔ انہی ار اس کے رسول کریمؐ کو دوست رکھنا جو پھر کو سے دنیا کیوں پھیر لیا ہے؟ تو اب تو اللہ نے صرف یہی کہا کہ اللہ و رسولہ وسلم۔ ان میں سے کعبہ بن اس مہد کے مسلمان کی اہمیت کی پوری تصویر اتر کر آئی ہے۔ یعنی بے صبر نہ سب کچھ ہے، مگر تاہم کو تم پچھ مسلمان ہو لیکن کہنے جانتے کو کیا کروں! جانا تو اللہ اور اس کے رسول و صبر، کچھ اور اس کا حکم ہی ہے کہ تم نے کوئی واسطہ نہ دیکھو۔

۱۱۔ پھر اس اعلیٰ کے لیے ڈنڈا کوئی مادی قوت کو مبنی لائی تھی تھی تاہم حال ملکوت کا ڈنڈا، نہ قانون و نہ عدالت کا صرف ایک شخص کے لیے ہی ہے قوت کی قوت اور اتنی بات سب کو مسلم ہو گئی تھی کہ اس کی مرضی ہی ہے۔ جس اتنی اس کا حکم ہو جائے اس کے لیے کافی تھا کہ سب کے دل ہم الامت و اقبال بن جائیں۔

۱۲۔ پھر یہ تھی دیکھ کر مسلمانوں کی باہمی قوت و محبت کا کیا حال تھا۔ اس سختی کے ساتھ حکم کی تعمیل تو سب نے کی، لیکن ساتھ ہی ان کی مصیبت کے غم سے کوئی دن خالی بھی نہ تھا۔ سب کے دلوں کو قوی تھی کہ ان کی توجہ تو ان پر تھی جو حق توحید کا اعلان ہوا کسی ایک دوزخ سے لگا کر ان صحیح کشان و عشق کو سب سے پہلے میری زبان توحید و توحید نے لے لیا، سب سے پہلے میں نے سب کو سب سے پہلے بشارت سنا دی تھی، حضرت کعبہ نے تو اس کا نام نہیں دیا، لیکن وہ حضرت ابو بکرؓ تھے۔

آیت ۱۲ سے لے کر ۱۶ اتوبہ تک ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اگرچہ اس موقع پر قبولِ عہد نہ کیا تھا، لیکن اس کا سبب اتفاق نہ تھا۔ مستحق و دلالتی تھی۔ پیغمبر اسلامؐ سب سے پہلے سے وہاں آئے تو ان میں سے ہر شخص جہالت کے ساتھ اپنی غلطی پر مشتمل ہوا اور کوئی دغا نہیں کا، صرف وہ غارت کے زخموں سے چمکا ہوا ہوا ہوا۔ انہوں نے ان کی توجہ قبول کر لی کہ اگر اس کی کینٹش و دولت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔ شر و صحت یہ ہے کہ خود ہم اپنے دلوں کا دروازہ اپنے انھوں سے بند نہ کریں، نہ پیشہ ضعف سے لب تک دماغی، ورنہ خدا در قبول تو اس آرزو میں باز ہو !

فرمایا، انھوں نے اپنے تئیں کہا ہوں کہ اعتراف کیا اور ان کا اعتراف دل کا اعتراف ہے۔ پس کوئی دہر نہیں کہ ان کی توجہ نہ ہو۔ اس سے مسلم ہو کر اس باہر سے ہیں۔ اصل کارگاہ ہوں کا سچا اعتراف ہے اور یہ سچا اعتراف و توبہ میں جھک گیا پھر اس کے لیے خود ہی نہیں ہو سکتی۔

گرسختی کو امت غم و گوارا نہ

اس سے پہلے حکم ڈنڈا کی بات کہ مسافروں کی غیرت قبول نہ کر کہ ان کی بخشش کے لیے دعا کرو جہاں فرمایا، ۱۶۔

لوگوں نے اپنی غلطیوں کے اقرار کر لیا اور تائب ہو گئے وہ وہ کچھ ماہ قید میں نکالیں، اسے قبول کر دیا۔ ان کے حق میں دعا سے نیکرہ، تمہاری دعاؤں کے، لوگوں کے لیے جہنم و عذاب سے نفعی ہو رہے ہیں، راحت و سکون کا مرحلہ شہادت ہو گئی۔

یہ فرمایا، تم دس ذریعے سے انھیں معطر اور مزگی کرو گے، یعنی شیراز، دکن کا لکڑا اور اس کا بیوی، تاکہ ایک دوسرا معاملہ ہے جس شخص کی پاکی و تربیت کا باعث ہوتا ہے، (مروانہ)

خطبہ تنوکی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطبے ارشاد فرمائے، ان میں سے ایک مذہب اہم خطبہ ہمارا کہ وہ ہے جو ایک نماز کے بعد نبوک میں ارشاد فرمایا۔ دیکھتے چوتھے چوتھے فقرے ہیں لیکن ہر فقرہ نئی بیانیات اور حکمت کا ایک اور باب ہے جو کہ سنہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ میں نے یہ خطبہ ملاحظہ فرمایا کہ "فرد العباد" (جلد دوم صفحہ ۷۷) سے لیا ہے اور ہر فقرے کو اسی لیے الگ الگ کر دیا ہے کہ اس پر خوب طور و توضیح کیا جاسکے نیز علم نبوت کے ان گہرا پردوں کو یاد کر لینے کی سہولت ہے۔ ہر فقرے کا ترجمہ بالفاظ عربی و فارسی لکھ دیا ہے تاہم سیماں مروجہ مصرعہ پوری نے بھی یہ خطبہ درج کیا ہے "کی جلد اول میں شمالی کی کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تعویذ و دعا کے بعد فرمایا:

- ۱۔ ثلث اصدق الحديث كتاب الله.
- ۲۔ صدق و درستی میں سب سے بڑھا ہوا الحمد للہ کلام اللہ کی کتاب ہے۔
- ۳۔ و اذین العوی سلفہ التقری.
- ۴۔ ہر اسے کی چیز کہ تقری ہے۔
- ۵۔ و غیر السلف ملت ابراہیم.
- ۶۔ تمام مومن سے بہتر ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے و ملت بربر و مینا.
- ۷۔ و غیر اسمنی سنت مستند.
- ۸۔ و انوار المحدث ذکر رتہ.
- ۹۔ و احسن القصص هذا القرآن.
- ۱۰۔ و غیر الامور ہر زمانہ.
- ۱۱۔ و احسن الصدی ہدی الانبیاء.
- ۱۲۔ و شرف اصوات نبل الشہد.
- ۱۳۔ و اقصی العسی العفوۃ بعد العہدی.
- ۱۴۔ سب سے بڑھ کر ہے عبادتی اور کوئی اور کوئی عبادتی ہے جو

انسان جو رشتہ ہارینے کے بعد نشیا کرے۔

بہترین احوال وہ ہیں جس سے، انسان کو اپنی، انحراف اور روحانی
خفگی ماضی پر۔

بہترین بدایت وہ ہے جس کی پیروی کیا ہو سکے

و ترقی نہ ہو جائے دن کا اندھا بن جائے۔

یہ اندھیست (توہستہ) بہتر ہے۔

توہستہ کی چوڑا نواز توں کے چمکے کھانے کر سنا انہ کھڑاں
ست بہتر ہے جو انسان کو فطرت میں آں دے۔

بدترین ضرر طرہی اور توہستہ ہے جو جاگنی کے وقت کی جائے۔

بدترین دوست و دشمن نہ۔ یہ وہ ہے جو تیا ست کے
دن ہوگی۔

بہنی ڈگر جو اسکے لیے آئے ہیں توں کے دن و چمکے
مرے ہیں۔

جس کوئی جیسے ہیں ج۔ نہ کو کبھی کبھی یاد کر سکتے ہیں۔

گناہ جو دنیا میں سے ظلم توہستہ کی تریں ہے۔

بہترین توہستہ کی دل کی توہستہ ہے۔

و انسان کے لیے بہترین آئینہ توہستہ ہے۔

و ناہنس کا تاق نہ اسے جو وہی قانون ہے۔

دن نشانی کے لیے بہترین شے یقین ہے۔

شک و شب کوئی ایک شے ہے۔

عز سے پر توں کو ناہنی ہیں کہ مکے روزنا جاہلیست کو
کام ہے۔

تیا ست و توہستہ کی آہ ہے۔

۱۲۔ و شہر الاموال ما لغرم۔

۱۳۔ و غیر المجدی۔ المجدی۔

۱۴۔ و شوالعصر۔ عسی و القیہ۔

۱۵۔ وید انیشیا غیر من بد و سفی۔

۱۶۔ و ما تلی و حکفی غیر ما کفر الہی۔

۱۷۔ و شوالعصرۃ عین بعضہا۔

۱۸۔ و شوالعصرۃ یوم القیامۃ۔

۱۹۔ و من انفس من لا یاتی الخبیثۃ الا بدیرا۔

۲۰۔ و من لا یدکر انہ ہجر۔

۲۱۔ و من اعصم الخصال المساک الکلاب۔

۲۲۔ و غیر العقی حق النفس۔

۲۳۔ و غیر الخوار و تقویٰ۔

۲۴۔ و اب انہکم مفاہیہ اللہ عزوجل۔

۲۵۔ و غیرہ و ترقی الغوب و یقین۔

۲۶۔ و الالباب۔ من الکفر۔

۲۷۔ الالباب۔ من الہادیۃ۔

۲۸۔ و الخلال من حر جہنم۔

ملے توہستہ کی دل است و نہال و سدنی:

۳۷. من یسبح یرتفع اللہ لہ۔

جو میر کرتا ہے، خدا سے بڑھتا ہے،

۳۸. من یسبح اللہ یغفرہ اللہ۔

جو خدا کی تائید کرتا ہے خدا اس سے غائب
دے گا۔

آخر میں تین مرتبہ کراستغفار فرمایا۔ (مولف)

بقا ہر مسجد ہر باطن دار حرب

یہ عبارت مسجد ہر باطن دار حرب سے جانب شرق تھوڑے خاصے پر بتائی گئی ہے۔ اس زمانے کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیصر روم کے چٹا بے کے بیٹے سفر تروک کی تیاروں میں سعودت تھے کیونکہ اس کی طرف سے اس کی خبریں پہلے وہ پہلے آ رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کہ یہ تھا کہ قیصر سے لڑائی ہوئی ہے تو خود اسی کے ساتھ تھے جس میں ہوتی چاہیے۔ روم کی کے دشمنوں اور اس سے ساز باز رکھنے والے منافقین کو قیصر پر لگا کر قیصر کے متعلقہ ہیں مسلمانوں کا شیرازہ دوہم برہم ہو جائیگا۔ لہذا پہلے ہی ایسا کرنا چاہیے جہاں خلافتِ نبوت کے نظم و جمیت کا کام انجام پانا ہے اور تب تک سے مسجد اور اذان سے ہی حیرت خورد میں اسلام کے پتے کچے آگاہ کیا بیٹھ کر دیکھ جائیں۔ غالباً انہیں عادت کے پیش نظر اسلام کو بڑھانے اس عبارت کو بظاہر مسجد اور ہر باطن دار حرب قرار دیا۔

ہر وہاں عادت ہو چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مسجد چادوں اور خیموں کی ضرورت کے لیے برائی چلی ہے جو آفاقیہ پر واقع مسجد میں نماز کے لیے نہیں پہنچ سکتے اور اس میں نماز پڑھ لیا کریں گے تیز بادِ مشرق اور چالنے کی رفتار میں دوسرے لوگ بھی فریضہ نماز ادا کر سکیں گے۔ آپ تشریف لے گئے اور تیز بادِ فیک نمازوں پر چلا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: فصلِ قسط و سریش جہد واپس پر ان شاء اللہ غافقہ کا حوالہ دیا۔

کھردور ائمہ پر دیا و منافقت کا پردہ اس غرضِ اسلامی سے تھان کیا کہ کسی کو لڑائی نظر میں اس معاملے کی تحقیق و تفتیش کا خیال ہی نہ آیا۔ یہاں تک کہ خود تباہ اسے بھی چل رہا ہے دھڑکتے تھے کوئی بات اور ان پر دھانے۔

نہد و بالا آیات میں سے جو سفر تروک سے واپس پر تھان لیا ہوئی وہ لکھنے کے بلور نامی قیصر کے دستِ بستی ہیں۔

۱۔ لیجملقن ان اردنا والا الحسنی۔

تسین کا کہا کہ تھوڑے گے کہ بار سے ادا سے میں بھائی

کے سوا کچھ نہیں۔

۲۔ ارماد آسن حارب افقہ و رسولہ موت

اس غم کے لیے یز اس کے گروہ کے لیے تباہ گاہ بیا کرنا

جو پہلے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کو چلا ہے۔

تقریبی اشارہ غالباً ابو عامر راہب فقرائی کی طرف ہے۔

یہ شخص تبدیلِ فرزند ہیں سے تھا اور بعد اسلام سے پیشتر ہی خیریت تھوڑے کے رہنے سبب ابو عامر راہب

کیا تھا جو اُسے بھی جانتا تھا کہ وہ اپنی کتاب کے علاوہ ہیں سے ہے مالا کہیں شخص کا علم اسے حقیقت حال تک پہنچا سکے۔ اس میں بھی بعیریت چوڑا ذکر ہے اس کے باطن کی اصلاح کا کام انجام دے سکے۔ اسے علمِ عمیق کی کما جاسکتا ہے اور اصل ابو عامر کا نام تھا و علم اہلِ فائش زہد و تقشف دونوں نفس پر عملیہ اور خود پستی کے چھٹائی سے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے وقار و عظمت کے مقابلے میں کسی کا پس چرخ روشن کر دے۔

یعنی ہر اس حقیقت سے ناراض نہیں رہ سکتا تھا جس نے خود ہند کے شہرہاں کی گہرست اپنی گہر میں دی ہے۔

اسی گہرست کا پتہ شخص راجہ نام بن غا، اور سب میں سنے: پند گہرست زمین کا ایک ٹکڑا اٹک کر کے مسجد کیجیے
را گروا مسجد غزا اس کے گہر سے نقل تھی، ہاں بن غا کے دو بیٹے اصل کام میں شریک تھے مگر بعد میں انھوں نے
خود بخوش کیا کہ وہ جو زمین چھوٹے تھے وہ انھیں کچھ معلوم تھا کہ گیارہ سو ستر سو تھوڑی سی زمین تھی۔ ہند پر کچھ
کڑا، ہر چھوٹا زمین نام بن غا، اس کے ساتھ شامل رہے۔ یہ خط قبیلہ گریڈ کیا، جتنے بن غا یہ مسجد بنانے کا ارادہ تھا کہ
قرآن پڑھا، پھر انھوں نے اس کو یہ قصہ سنا کہ بن غا، نوید بن غا، کہ اس معلوم سے خبر کے مال میں سے حصہ لیا تھا اور
اس نے جس کے زمین میں منبر تھی کا ساتھ دیا تھا۔

مسجد غزا کا انہدام | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر ترک سے واپس تشریف لے گئے تو مندر وہاں پر آگیا
ناراض ہوئے، آپ اسی آواز میں پہنچے جو دینار مندر سے تھوڑے فاصلے پر ہے تو ملک
بن غا، انھوں نے اسی میں دی اس کے بھائی کا نام بن غا، کہ جس کو مسجد غزا کو منہدم کر دینا اور جلادوں کے ہاتھ میں
انہدام اپنے گھر میں اس پر سے دیکھ کر ایک شاعر نے کہ اُن کے گھر میں مسجد غزا، جیسے پہلے سے اُن کے گھر میں اور
اورت و عمارت۔

دراغروہ نے مسجد غزا کے کٹاؤ کو مسجد غزا میں مسجد بنانے کے لئے بنی تھی اور اسے لایا ہے دیکھتے تھے
کہتے تھے اس میں مسجد کا ٹکڑا لایا ہے اور اس کا منہدم کر کے نام سے دیا کی جاتی ہے اور
مختصر لکھتے ہیں،

دینار اسلام جب مرے آئے تو پہلے تمام مقام میں قیام فرمایا، یہاں آپ کے حکم سے ایک مسجد تعمیر ہوئی تھی
جو بعد اسلام کی پہلی مسجد ہے جس میں منافقوں نے جن کی تعداد بعض روایات سے اربابیت ہوئی ہے، اسی مسجد کے
پاس ایک نئی مسجد تعمیر کی اور جب دینار مسجد غزا ترک کے لیے نکل رہے تھے تو آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا
ایکے دن وہاں آکر نماز پڑھا دیجیے۔ آپ نے فرمایا، اچھا سفر و پیش ہے واپس پر دیکھا جائے گا۔ پھر جب آپ
ترک سے واپس برستے اور مدینہ کے محل قریب پہنچ گئے تو یہ روایت نازل ہوئی اور انھوں نے ایمان مسجد کے منافقوں
مقابلہ سے آپ کو مطلع کر دیا۔ آپ نے فوراً حکم دیا کہ یہ مسجد گرا دی جائے چنانچہ قبیلہ اس کے کہ مدینہ پہنچیں مسجد
منہدم کر دی گئی۔

نہ یہاں تک کہ کچھ کھانیاں اور روغن کی طرح سے تھا اور اس کے چاروں طرف کی تھیں۔ اس کے روغن کا بیان ہے، مثلاً یہ
کہتے تھے کہ اب میں میں ترہ لٹکی کی ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا نقصان

اس آیت میں مسجد کے لئے ہر خاصہ بیان کیے ہیں۔

۱۔ "مزارعہ" میں ان کا مقصد ہے کہ تمام کے خاصہ ہوں کہ نقصان پہنچائیں کہ اگر مسجد تباہ کی دہستہ انہیں ایک خاصہ ہوتے مائل ہو گئی ہے۔ یہ حدود مزارعہ چاہتے ہیں ان کی یہ ضرورت ہوتی ہے۔

تشریح کفر

۲۔ "و کفرنا" کفر کے معنی ہیں کہ وہ اپنے اپنے مذہب پر سے ہوں۔ یعنی اپنی ایک مسجد ہو جائے گی تو مسجد تباہیں ہمارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ اس طرح نماز تو کی گئے کہ موقوفہ مل جائے گا کہ اگر کوئی مسجدیں گئے انہیں نے اپنی مسجد میں نماز پڑھ لی۔ یہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ ترک نماز کی حالت ایک ایسی حالت ہے جسے قرآن کفر کی حالت سے تعبیر کرتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ ایک کاموں کا ایک ہونا مقصد نیت پر ضرورت ہے۔ اور مسجد بنانے جیسا ایک کام بھی کفر کے لیے ہو جاسکتا ہے۔

تقریر بازی

۳۔ "و تقریرنا بین المؤمنین" مسلمانوں میں تقریر کرنے کے لیے۔ لیکن کوئی ایک تمام آبادی ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتی تھی۔ اب بالکل اس کے پاس دوسری مسجد بننے کی حرمت رکھ دینی گئی۔ کہ تو کبھی مسجد میں جائیں گے کہ نئی ہیں اور جب ایک جماعت درہی تو مسلمانوں کے یہی اجتماع و تفرات کا وہ مقصد ہی فوت ہو گیا جو قیام جماعت کے ایک اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔

اسی سے معلوم ہوا کہ ایک مسجد اگر موجود ہو تو بلا ضرورت دوسری مسجد اس کے قریب تعمیر کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایسا کرنا تقریرنا بین المؤمنین ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام اند اسلام نے القای کیا۔ ہر شہر میں بعد کی جماعت ایک ہی جگہ ہونی چاہیے اور اگر آبادی اتنی زیادہ ہو جائے کہ ایک جگہ کافی نہ ہو تو پھر بعد ضرورت ایک سے زیادہ مسجدوں میں بعد تمام کیا جائے۔ یہ نہیں کرنا چاہیے کہ بلا ضرورت بہت سی مسجدیں تعمیر کر دی جائیں اور ہر مسجد میں بعد شروع کر دیا جائے۔

صریح حکم قرآن سے اعراض

انہوں نے کہ مسلمانوں نے یہ صریح حکم قرآنی پس پشت ڈال دیا اور بعض دیکھا کہ وہی دور نامہ دلو کے لیے یا کسی مابقی مسجد اور اس کے متعلق کو نقصان پہنچانے کے لیے بہ کثرت مسجدیں ہر شہر و قریہ میں تعمیر کر دیں اور روز بروز تعمیر کرتے جاتے ہیں۔ اگر ان کی تعمیر کے حالات و مقام کا تفصیل کیا جائے تو بڑی تعداد میں ایک ایک مسجد مزارعہ کی مسجدیں ثابت ہوگی۔ مگر کوئی نہیں جو اس ولساء سے لوگوں کو روکے کہ خود مزارعہ مزارع اپنے شخص انقطاع و تفرق کے لیے اس مقصداً فعل کے ترکیب ہوتے رہتے ہیں اور اپنے معتقدوں کو تعمیر مسجد کے لیے جسے عن ثواب سنہ سا کو مزید ترغیبیں دیتے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی تقریر و انتشار کا ایک بڑا باعث مسجدوں کا وجود بھی ہو گیا ہے۔ ایک ہی محلہ میں پانچ پانچ یا پچھتر جگہ متین ہوتی ہیں۔ ایک ہی قریہ میں بلا ضرورت ایک سے زیادہ جگہ مسجدیں بنائے جاتے ہیں۔

تہم افسانہ نہیں رکھتے ہیں کی جانتیں بھی مسجدوں میں بھٹنے لگی ہیں مگر ایسا کہ ہر ایک سنت مستور کے خلاف ہے اور اجتماعِ عید کی کامستند غیر ضائع کر دیتا ہے۔

دشمنوں کے کہیں گاہ "و ارعاد آمن حارب اللہ و رسولہ من قبل" اللہ اور اس کے رسول سے دشمنوں کے کہیں گاہ میں نے جنگ کی اس کے لیے ایک کہیں گاہ پیدا کر دی ہاں یہ اس کے انتہاء و ترقی میں پہلے سے ایکہ گاہ بنادی ہاں ہے یعنی دشمنانِ اسلام کے لیے جن سے یہ گاہ ہمارے رکتے ہیں لکھنے کی جگہ پیدا ہو جائے۔

الوحامہ راہب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں قبیلہ خزرج کا ایک آدمی ابو عامر راہب تھا جو غزوہٴ اسلام سے پہلے عیسائی ہو گیا تھا، جب پیغمبر اسلام مدینہ تشریف لائے تو کرا اسلام کا وجود اس پر شاقی گزرا اور اسلام کے خلاف سازشوں میں سرگرم ہو گیا پہلے قریش کو کرا سا تو دیا۔ پھر شمشاد و قسطنطنیہ کے پاس پہنچا اور اسے مسلمانوں پر حملے کہ ترغیب دی۔ تھا کہ بعض منافقین میں اور اس میں تعلیم سے دم و داتھی۔ یہ انھیں اسلام کے خلاف اکسا تا دیتا اور وہ یوں کے حملے کا یقین دلا تا۔ یہاں "سوء حارب اللہ و رسولہ" میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

حقیقتِ نفاق

جنگِ نبوک اور مسیح مراد کے پہلے میں منافقین کا ذکر بار بار آیا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ حقیقتِ نفاق کے متعلق مولانا نے سورہ قہر کے حواشی میں جو مختصر سی تحریر شاملی کر دی تھی اسے بھی بیان دے کر دیا جائے۔

(ملاحظہ)

تشہیرِ نفاق | قرآن نے "کفر" کی طرح "نفاق" کا بھی ماحولہ ذکر کیا ہے اور منافقوں کے اعمال و خصال کی سب سے زیادہ تفصیل اسی سورت میں ملتی ہے۔ پس فردی ہے کہ خلیفہ طرہ سے لیا جائے نفاق کی حقیقت کیا ہے اور منافقوں کی حالت کس طرح کی حالت تھی؟ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں، مگر وہ عمل کا کوئی گوشہ ہر ایمان طرح کے آدمی دانتے ہیں۔

سندھ اور صاعِ طہیتیں وہ ہر اچھی بات کو سپان یعنی اور تہری کر رہتی ہیں۔ پھر سرگرم مل جوماتی ہیں۔ منہ پھینک دیاں ہر اچھی بات سے نکال دیتا ہے۔ کوئی سیدھی بات ان کے اندر اترتی نہیں۔

دریائی گرد و ہر بات کو پس لینے اور ان لینے کے لیے ہر بات چاہتا ہے، لیکن فی الحقیقت اس کے اندر طہری نہیں ہوتی۔ وہ تہر و خفا و تہر ہے گویا تہر میں اور چٹا ہے تو پہلے ہی قدم میں لا کھڑا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے گرد کی مستعدی نہیں ہوتی کچھ بات مان لی اسے ٹھیک ٹھیک مان لے اور عمل کرے۔ اس میں دستہ گرد کی ہے ہر بات میں نہیں ہوتی کوئی کچھ ہر کھانے صاف انکار کر دے۔ پس گرد ہوتا ہے کہ ایک راہ اختیار کر لی ہے، لیکن فی الحقیقت دونوں راہوں میں سے کسی میں بھی نہیں چڑھا۔ جہاں تک اقرار کا تعلق ہے، قبول کر کے دونوں میں جوتا ہے، جہاں تک اعلان و عمل کا تعلق ہے مگر ان کی کسی حالت میں اذیت دینا نہیں چاہتا۔ (سورہ نساء، ۴۴)

جزم و قہیں اور جرم و عمل پسے گرد کا خاصہ ہے۔ انکار و گرد و سر ہے کا، شک و تہر و ہر اور بے عمل و تعقل

سے مراد ہے سورہ قہر کے آیت سورہ قہر ہی کے کلمہ میں ہے۔ مگر کلمہ ایمان کے درمیان تردد و کھڑے ہیں کہ اور یہ کلمہ ایمان ہے۔ ان کی طرف ہیں اور ان کی طرف۔

میرے کا۔

نبیؐ میں عامل ایمان و عمل کے دائرے کا بھی ہے۔ یہاں بھی طبیعت انسانی کی یہ تینوں عاملین نمود میں آتی ہیں۔ مستعد طبیعتیں تہذیب کو لیتی، ادھیل مٹرتی ہوتی ہیں۔ یہ ممکن ہیں۔ مستعد اعماہ کرتے اور طاقت میں مرگم برہانے ہیں۔ یہ کافر ہیں۔ کچھ لوگ تہذیب کو لیتے ہیں لیکن فی الحقیقت قبولیت کی دوز ان کے اندر نہیں ہوتی۔ یہ منافق ہیں۔

ہمیشہ ظہور میں آنے والی گمراہی | قرآن کے گمراہی طرح خفاق کے اعمال و خصائص میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیے کیونکہ گمراہی طرح خفاق بھی نص حمد نزول میں کی پیداوار تھا۔ ہمیشہ ظہور میں آنے والی گمراہی تھی اور انسان کی گمراہیاں کسی خاص محدود مسئلہ کی نہیں بلکہ نوع انسانی کی گمراہیاں ہوتی ہیں۔

ایک عام لفظ جس پر پہلی بڑی جگہ کرکے رکھتے ہیں منافقوں کا گروہ کافروں کا کوئی خاص سازشی گروہ قیام جاسوسوں کی طرح جیسے بدلی کوسٹھانوں میں بدلتے نکلتے۔ باہر نکلتے تو مسلمان بن جاتا۔ ایکٹروں جوتا تو اپنے اصلی جیس میں لوٹ آگاتا۔ لہذا ایسا سمجھنا قرآن و احادیث کی صاف صاف تصریحات کو جھٹلانا ہے۔ ان لوگوں نے اسلام بطور اپنے دین و اعتقاد کے اسی طرح اختیار کر لیا تھا جس طرح دوسرے مسلمانوں نے۔ چنانچہ اسی صورت کہ کرت (۳۷) میں ہے کہ وہ صرف ا بعد اسلام ہم اسلام لاکر پھر کفر کو اپنی کہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے تھے۔ ان کی پڑائی انھیں مسلمان سمجھتی تھیں۔ ان کے بچے انھیں مسلمان سمجھتے تھے۔ ان کے گھر کا ہر فرد یقین کرتا تھا کہ ہم مسلمان ہیں۔ وہ نماز پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے۔ اسلام کے جو طریقے پرانے لاد کی پرورش کرتے تھے۔ جہاں تک کسی دن کہ بلکہ ایک دین کے اعتبار کو دیکھنے کا تعلق ہے۔ کوئی بات ایسے زعمی جو بغا ہران کے مسلمان ہونے کے ثبوت پر۔ تاہم قرآن نے فیصلہ کیا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلام کا ٹھونٹ قرآنوں نے ہی لیا تھا لیکن حق کے بچے نہیں اترتا تھا۔ کسی تسلیم کو اختیار کر لینے کے بعد یقین و عمل کی جو دوسرا پیدا ہوئی چاہیے اس سے یک کلمہ محروم تھے۔ انھوں نے عدالت کے بیٹے ان کے دونوں میں کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ اپنے کلام شمس تھے، مگر اس سے نہیں کہ عمل کریں، بلکہ اس سے کہہ سکتے ہیں۔ وہ نماز پڑھتے مگر بے دلی کے ساتھ۔ خیرات کرتے مگر بے ہر کہ۔ ان کے دلی یہ دین سے لیا وہ دنیا کا عشق تھا۔ اسلام کے جو احکام ان کے شخص افراد کے خلاف نہ ہوتے وہ ان پر

میں محمد ﷺ نے اپنی منافقت کا راز کھینچا تھا، لیکن اس کا بیٹا منافق نہ تھا، نفس میں تھا۔ اسی طرح تمام مومنوں کی اور وہ عقار مصلحتوں کی حمایت میں۔

نوش خوش محل کرتے، برصاوت ہر شے ان سے نکل جاتا چاہتے۔ سب کہیں خوشامیوں کا روتے رہتا خود سب سے بہت مری تھے۔ سب کی قربانیوں کا روتے آجاتا سب سے مٹری صفوں میں دیکھ دیکھ دیتے۔ جہاد کے تصور سے ان کی دھیرا اڑا جاتیں۔ اتفاقاً لاکھوں کے سینے صحت کا پیغام دیتا۔ اسلام کے دشمنوں سے ساز بازیاں رکھنے پر انہیں لپکے تالی دے دیتا۔ وہ سمجھتے تھے کہ وہاں عربوں نے وہیں ہی میں صحت ہے۔ اگر بازاری دست پڑی اور دشمن کچھ سنبھلے تو ان کے پاس میں اپنی جگہ ہی رہے گی۔

نفاق کی مختلف حالتیں | ایمان و کفر کی حریف نفاق کی تمام حالتیں میں کیساں نہیں برتیں اور نہیں جیتیں۔ چاکر اصل کے جہاد سے یہ حالت میں انکار ہی کی ایک اکر دنا صورت ہے۔ اس لیے سب بڑھتی ہے تو انکار تعلق ہی کی طرف بڑھتی ہے اور کسی کے خلاف رو دنا برے لگتے ہیں۔ کسی میں کہ کسی میں زیادہ۔ چنانچہ اس صدمہ کے متعلقین کی حالت نفاق کی کھاس دشمنی۔ عیسائیوں میں نبی کا نفاق بر منافق کا نفاق نہ تھا۔ خود قرآن نے اسی صورت کی آیت (۱۱۹) میں اس صورت اشارہ کیا ہے: ”و من یؤلفکم من الذمیر“ منافقوں و من اهل المدينة“ و اعلیٰ انتہا۔ کسی کے نفاق کا رخ زیادہ تر اس طرف تھا کہ ہر شے میں چراتے تھے۔ کسی پر اتفاق ان شلق تھا۔ کوئی جہاد سے پہچان جاتے تھا۔ کسی پر نفاق کا پیغام صحت گزرتا تھا۔ کوئی ایسا بھی تھا کہ انکار۔ نبی اور نبیوں قرآن کی نہیں اڑا تھا اور اس تاک میں تھا کہ کفر مسلمانوں پر کوئی آنت آپڑے تو کھوکھلا دشمنوں کے ساتھ رہا۔ تاہم یہ نفاق ہے کہ ان سب نے اسلام بھورا اپنے دہی دھڑکے تین کر جاتا تھا۔ اور مسلمانوں میں یہ سمجھ جاتے تھے۔ یہ بات برحق کہ بعض ایک سازشی گروہ جیسے پول کر مسلمانوں میں آں ہوا اور مسلمانوں میں صدمہ پڑا۔

اسی طرح کہ یہاں منافقوں کے اعمال و خصال کی کیا بیان کیے ہیں۔

- ۱۔ عیب دہان حق میں ہاں وال کی قربانی کا وقت آتا تو طرح طرح کے جیسے ہانے نکالتے اور کہتے: ”جیں مگر مٹا دہنے کی اجازت نہ پاسے۔“
- ۲۔ مسلمانوں میں ہمیشہ فقر پھیلاتے۔ مکر اور ناسمجھ آدمیوں کو قہر کرتے، بددھرمی بات اُدھر نکالتے۔
- ۳۔ عیب کہیں بھارت کے لیے کوئی نازک وقت آجاتا تو اس حربہ کی باٹھیں نکالتے کہ دوسروں کے دل بھی مکرور پڑ جاتے اور کوئی نہ کوئی فقر اٹھ کر ادا ہوتا۔ چنانچہ احمدیوں دشمنوں نے ایسا ہی کیا اور اس موقع پر بھی کی نہیں کی۔

لہذا ان احوال میں جو قصہ اسے کسی پاس پہنچے ہیں کہ نفاق میں اور دھوکے یا مشفقوں میں ہیں جو نفاق میں مشاق جو لگے ہیں۔

۸۔ پیادہ کی بجائے میں اپنا خالق پہچانتے اور کہتے۔ اس کلام میں ہمارے لیے فقر ہے اس لیے شریک نہیں ہو سکتے۔

۹۔ مسلمانوں کی مصیبت ان کے لیے مصیبت نہ ہوتی اور نہ ان کی خوشی ان کے لیے خوشی۔

۱۰۔ جب کوئی جماعتی معاملہ پیش آتا ہے، تو اس کا ساتھ نہ دینے اور طرح طرح کی لڑائی اٹھانے کرتے۔ پھر اگر کوئی معاملہ پیش آیا تو کہتے، ہم نے پہلے ہی یہ بات صدمہ کر لی تھی اسی لیے ساتھ نہیں دیا تھا پھر کہتے اس کے کہ قوم کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھیں، دل میں خوش ہوتے کہ پورا اچھا ہوا، کامیاب نہ ہوئے۔

۱۱۔ ناز بڑھیں گے تو اس بے وفائی سے کہ صدمہ ہو گا، پھر آج پڑا ہے اور چاہتے ہیں کسی نہ کسی طرح شک کر جب ہو جائیگی۔

۱۲۔ نیکی کی راہ میں غرضی سے کبھی فرج نہ کرے گی۔ بخیر ہی ان کی سہمہ سے بڑی سلامت ہے۔

۱۳۔ تمہیں کہا کہ اگر یقین رکھیں گے کہ ہمیں مخالفت نہ کیو، حالانکہ دل میں خفا تھا پھر اٹھا ہے۔

۱۴۔ چکر دوں میں کھٹ ہے، اس لیے ڈسے سے دبتے ہیں اور جست سے کام، دل کی خواہش سے نہیں، بلکہ حق جماعت کے خوف سے کرتے ہیں۔

۱۵۔ بڑے راہنہ کی آزمائشیں پیش آتی رہتی ہیں اور دل میں اخلاص و یقین نہیں ہے، اس لیے ایسا اذیت منظر حال سے ایسے مضطرب ہو جاتے ہیں کہ اگر چہ بیٹے کی کوئی طرف ہمارے آفرزدی ترانہ جہاں کھڑے ہوں۔

۱۶۔ غرضی کے بندے ہیں۔ ان کی خوشنودی اور ناراضی کا مادہ اور ذرا دبا اور دینا کا حصول ہے۔ اگر صداقت کی تقسیم میں انہیں بھی کچھ حصہ دیا جائے تو غرضی نہیں گے، نہ دیا جائے تو غرضی نہیں گے۔

۱۷۔ چونکہ ایمان و راستی سے محروم ہیں، اس لیے حق و ناحق کی کچھ پروا نہیں، جس طرح جی ملے مال و دولت حاصل کر لی جائیے۔ عدالت و غیرت کے سخت نہیں لیکن اس کے معاملے کے خواہشمند رہتے ہیں۔

۱۸۔ اگر ان کی برائے نفس کے خلاف کوئی وجہ نہ ہو، تو فوراً غصہ نہ پاتا کہ ان کی دوسروں کی طرف راہ کی مانتی ہے۔

۱۹۔ پیڑ اسلام نفس کو سزا کا اخلام پہناتے اور انہیں قابلِ رحم و سمجھتے تھے۔ یہ بات منافقوں پر شاہانِ گزشتہ حق کریمین نے کہا، وہ کبھی کے کچھ ہیں، انگوٹھی کی باتوں میں آجاتے ہیں۔

۲۰۔ صیغہ دیکھتے ہیں ان کی مخالفت و دشمنی پر عام ہو جی رہی ہو، تو کہیں کہہ گا کہ لوگوں کو یقین دلاتے اور انہیں پست سے راجی دیکھا جاتے، قرار کہتے ہیں کہ حق آزمائش دیکھو انہیں نہ اکی تو کچھ پروا نہیں کہ بدلیاں کیجے جاتے ہیں لیکن انسانوں کی وحشی برادری ہے کہ جو ان کی نگاہیں بدلی ہوئی نظر نہیں گئے خوشامد کرنے

اور مجھے یقین کھا گیا کہ یقین دلائے۔

فی الحقیقت انسانی نگراں کی ہوا جھپوں میں سے ایک ہوا جھپی ہے کہ وہ خدا پر ایمانی رکھنے کا مدنی مڑتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کے علم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ تاہم ہر طرح کی مصیبتیں یکے جاسے گا اور ایک کے کے بنے بھی اسے خیال و ہوا کہ جس کا کردار ہے۔ لیکن جو جنسی انسانوں کی تقریریں اس کی مصیبتیں ناپاؤں جو میں اس کے ہر شے و حواس کم ہر جہاں گئے اور دنیا و دین کے میں کر سہے گا کہ کہیں وہ اسے نہ بھگتے گیےں۔ اس معلوم ہر کہ فی الحقیقت اسے خدا کی ہستی کا یقین نہیں۔ کیونکہ اگر یقین ہوتا اسی درجہ کا یقین میں درجہ کا یقین انسانوں کی موجودگی پر کتابت اور لیکن یہ تھا کہ اس سے بچے پر وہ ہوا گا۔ قرآن کتابت ہے، اس حالت نفاذ کی حالت ہے۔

۱۷۔ وہاں کے باور میں ان کی زبان میں جھوٹ میں لیکن جب پڑے
منافقت کی غریب آرائیاں
 دی تھی۔ چچ کو تیار رہے مطلب نہ تھا۔ قرآن کتابت ہے یہ ہر گناہ ہر گناہ ہر گناہ ہے کہ کہ اس سے معلوم ہوا
 تر اللہ کی اس کی کہ اس کی، اس کے دوسری کی نہیں اڑا ہے۔

۱۸۔ جس طرح عرصہ مراد اور حمد و ماہ فن میں ایک دوسرے کے رفیق و صادق ہیں، اس طرح منافق و منافق
 میں ایک دوسرے کے رفیق و صادق ہیں۔

۱۹۔ کتب گزنی ان کا شمار ہے۔ ہر ایک بات کہیں گے اور پھر انکا ذکر کریں گے۔

۲۰۔ بعض کا یہ حال ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ خدا یا، اگر تو ہر پر فضل کرے تو ہر بڑی راہ میں بڑا ہوتے کریں گے اور
 لیکن کی نہ کی نہ کریں گے لیکن جب اللہ فضل کرتا ہے تو ہر بڑے قابل قبولی پر اتر آئے ہیں اور کچھ دوسرے کی
 راہ میں نہیں نکالتے۔ اس کی طرف سے نفاذ پھر سے رہتے ہیں۔

۲۱۔ ان کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں لیکن کہنے والوں کے خلاف زمانہ کو سننے میں ہمیشہ
 پہنچا ہوا رہیں گے دشنام، اگر دشنام آدھوں نے بڑی بڑی کہیں راہ حق میں نکالیں تو کہیں گے وہ کھا دے
 کے لیے کسی ونجی غرض کے لیے جیسا کہتے ہیں۔ اگر کوئی غریب ہو وی اپنی محنت مزدوری کی کمائی سے
 چار پیسے نکال کر دے گا تو اس کی فسی اڑا دیں گے کہ وہ اچھی چیزات کی!

۲۲۔ راہ حق میں مفید مشقیں برواشت کرنا، ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ غرضہ تو ان کا حاصل صحت جسمانی میں پیش آیا تھا
 اس لیے لوگوں سے کہتے تھے، اس نگری میں کہیں ہوا ہے؟

۲۳۔ ایمان کے ضعف نے انھیں مردانگی کے احساس و غیرت سے بھی محروم کر دیا۔ جب لوگ تو مروت کی راہ میں

جان نران کرتے ہیں تو وہ عورتوں کے ساتھ گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور روزہ میں نہیں شراعت۔

۵۰۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اتفاق کی حالت میں شہب دراز رہتے رہتے بڑے شائق ہو گئے ہیں۔ وہ سرسہ لہنے شائق نہیں۔ بر شائق ہیں، انرا نہیں مٹا دیتے۔

۵۱۔ بعض لوگ دینداری کے نہیں ہیں اسی میں انہیں غصے کر مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ برزواں کے متصادف

نعمان چنیے مثلاً ایک مسجد بنائی اور پھر مسجد سے حرم کہا، آپ اس میں نماز پڑھاویں تو مارا جئے۔ ایسے برکت و سعادت پر مشغول ہو جاوے کہ اپنے اجتماع کے لیے ایک بنا معلق پیدا کریں۔ اور مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ برزواں۔

۵۲۔ کوئی سال نہیں گزرتا کہ ان کے لیے تفریق و اعتبار کی کوئی ترکہ کی بات نمود میں نہ آجانی ہو لیکن غفلت کا یہ حال کہ روز بروز بڑھتے ہیں۔ و میرت پرستے ہیں۔

اعمال منافقین و دوسری سورتوں میں

سورۃ آل عمران و النساء و الاحزاب و محمد و فتح و مدینہ و احزاب و مدثر میں بھی منافقوں کے اعمال و اوصاف

بیاں کیے گئے ہیں اور ایک پوری سورت منافقوں، انہی کے عادت میں ہے۔ چاہے کہ اس میں جو کچھ ہے نہ غیبت سے دور نہ کر دیا نہ منافقانہ بھی جو کچھ ہے چاہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سورۃ بقرہ کی آیت (۱۰۱) میں فرمایا: ﴿لَا يَجْرِدُ مَا﴾
﴿عَلَّمَ رَسُولُ يَتْلُو﴾ میں اور اس کی بعد آیتوں میں ہیں جو ان کی حرمت اللہ و کیا ہے، اس سے تصور منافقوں کی جماعت نہیں ہے، بلکہ یہ وہ تصاویر ہیں، جو ایمان اللہ کا عری کرتے تھے۔ مگر حقیقت ایمان کی رو سے ان میں باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن حقیقت یہ حالت بھی اتفاق ہی کی حالت ہے جو ایک مدت کے بعد وہ اعراض کے بعد پرانے غائب پر طاری ہو باقی ہے لیکن متعدد اس سے عود کے متعلق نہیں ہیں۔

۵۳۔ یہاں سے جو بات بھی مانجے ہو گئی ہے کہ ان احادیث کا مطلب کیا ہے جن میں تفصیل اتفاق کی حد میں

اتفاق کی حد میں اتفاق، اربعہ، من حسن خیر، صحابہ منافقہ، اخصاص، ریت کانت فیہ خصلۃ منہا کانت فیہ خصلۃ من (المنافقہ بخاری) و وصلی، و صاب، و زعم انہ مسلم، مسلم، یعنی پانچوں میں

جس میں یہ پانچوں میں ہوا جائے وہ پورا منافق ہے اور جس میں کوئی ایک خصلت پائی جائے تو وہ منافق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی۔ مسلم کے عقیدے میں بھی ہے کہ اگرچہ وہ نماز پڑھا، روزہ رکھا، اور اس قسم میں ہے کہ مسلمان ہے، مگر وہ خصلتیں بیان کی ہیں جو پیچھے اوس میں نہیں ہوتی چاہیں مثلاً امامت میں خیانت، اجرت برن

وہ نہ لگتی۔ مجھے میں اگر کہنے کا بہانہ ہو گا، تو معلوم ہوا غلطی کوئی ایسی حالت نہ تھی جو صورتِ آنحضرتؐ کے سامنے
میں غمزدہ نہیں ہوتی ہو اور نہ منافقوں کا گروہ کوئی ایسا گروہ تھا جو جس جیسے کافروں کا ایک سازشی گروہ ہو۔ یہ ایمان و
عمل کی کمزوری کی ایک دیاوارہ صفتِ عامتہ ہے اور جس طرح اس نے اسے ہی، اسی طرح ہر زمانے میں ہو سکتی ہے وہ
ہوتی رہتی ہے۔

مگر آج مسلمانوں کی اکثریت اپنے ایمان و عمل کا اعتبار کرے۔ تو اسے معلوم ہو جائے کہ غلطی کی حقیقت معلوم
کرنے کے لیے اور کسی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے ہی وجود میں اسے دیکھ لے سکتی ہے۔

عقائد و اعمال کی تین حالتیں | یہ جو قرآن نے انسان کے عقائد و اعمال کی تین حالتیں قرار دی ہیں۔ ایمان، کفر
و غفلت۔ تو فی الحقیقت عام ہستی کے تمام گوشوں میں امتلاقیات ہی حالتیں
پائی جاتی ہیں۔ یا تو کمزور کی حالت ہوگی یا انساؤ کی حالت ہوگی یا پھر دونوں کی درمیانی حالت۔ خود اپنے ہی وجود
کو روک دے یا زندگی ہے یا موت ہے یا بیماری۔ بیماری کرنا تو زندگی کی صحیح حالت کہہ سکتے ہیں نہ موت ہی قرار دے
سکتے ہیں۔ دونوں کے ہیں ہیں ہے۔ لیکن رخ اس کا موت ہی کی طرف ہے۔ قلب و دماغ کا بھی یہی حال ہوا۔ ایمان
زندگی ہے، موت کفر ہے اور غلطی بیماری۔

یہ تمام حالت عبادتِ قرآنی میں سے ہے لیکن

قرآنیم شہ آں ہے مد شہ

شہزوی ہندار من کا عند شہ

”رضوا عنہ“ کی شرح

”وہ اللہ سے راضی ہوئے“

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ | سرحد توبہ کی آیت ۱۱ میں ہے۔ یقول ۵۵ لون اور ان کے حبیب کی شہادت فرما۔ رضوا اللہ عنہم ورضوا عنہ | خدا ان سے راضی ہوا جو اللہ سے راضی ہیں۔ تمام کا ایک پہلو تاج غور ہے جس پر لوگوں کی نظر نہیں پڑی یعنی درودِ راضیہ پر کیوں نذر دینا؟ انا کہہ دیتے کہ ان تمام باتوں سے خوشنود ہو کر کہہ گئے کہ وہاں اللہ کی خوشنودی ہی کے لیے تھے۔ یہ بات خصوصیت کے ساتھ کیوں نہ لگی کہ وہ بھی اللہ سے خوشنود ہوئے۔

اس لیے کہ ان کے ایمان و اطمینان کا وسیع مقام فیروز کے نمایاں نہیں ہو سکتا تھا۔

دو حالتیں | مانیں جو تین آئی ہیں کہ وہ بے اقرار اور ہمت ہوتے ہیں۔ وہ بدلتا مل بر طرح کی مصیبتیں جھیس پڑتے ہیں لیکن ان کو جیتنا جیسں جیتنا ہی ہوتا ہے۔ یہ بات نہیں ہوتی کہ مصیبتیں ان کے لیے مصیبتیں نہ رہی ہوں۔ انیش و راست ہو گئی ہوں۔ اگر کسی مصیبت پر مصیبت ہے۔ ہمت آدمی کو وہ گھونٹ جو کسی جھک سکے کہ اس کے اس کی کوڑا ہمت کی بدولت محسوس مزید کر سکتا ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں صرف ہمت ہی نہیں کنا پانچہ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ سمجھنا چاہیے۔ ان میں صرف ہمت و جوا فرد ہی نہیں ہوتی، بلکہ عشق و خشننگ کی حالت پیدا ہو رہی ہے۔ وہ مصیبتوں کو مصیبتوں کی طرح جھٹکتے ہیں لیکن کشن ماحول کی طرح ان سے قنوت۔ درود حاصل کتے ہیں۔ وہ ہمت کی مصیبت ان کے لیے بیش و راست کی ایک نئی قنوت بن جاتی ہے۔ اگر اس راہ میں کاغذ پر ہوتا ہے تو کیا؟ اگر جیسی میں نہیں ایسی راست ملے، ہر کسی کو پھر لوں کی سیک پر دست کو نہیں لی سکتی۔ حتیٰ کہ اس راہ کی مصیبتیں جس قدر بڑھتی جاتی ہیں اتنی ہی زیادہ ان کے دلوں کی خوشحالیوں میں بڑھتی جاتی ہیں۔ ان کے لیے صرف اس بات کا تصور کرنا کہ ہر کسی کی راہ میں پیش آ رہا ہے اور اس کی نگاہیں اسے حال سے بے خبر نہیں، بیش و راست کا ایک ایسا سہ پانچ ہند پر پورا کرتا ہے کہ اس کی مرشادی میں ہم کی کوئی گفت اور نہ کہ کوئی ازیت محسوس ہی نہیں ہوتی۔ یہ بات سننے میں نہیں جیسا معلوم ہوتی ہے لیکن فی الحقیقت مانت میں اتنی عجیب نہیں بلکہ ہنسنا کی زندگی کے امری وادوات میں سے ہے۔ عشق و محبت کا مقام تو بہت بلند ہے۔ اور اس ہی کا نام بھی

اس واردات سے قائل نہیں

حزین کا دلش مرزا خان خورشید شاہ، تاج
ہر دست گورگہ ہائے وفتقر و تناسل

سابقہ کن کی محبت ایمانی | سابقہ کن کی محبت ایمانی کا یہی مان تھا۔ ہر شخص جو ان کی زندگی کے
سراخ کا معاہدہ کرے گا یہی اختیار تعویذ کرے گا کہ انہوں نے راجن کی
سیستیں مرث جلی ہی نہیں بلکہ دل کی تپری عرشیانی اور رات کے کامل سورد کے ساتھ اپنی پوری زندگیوں میں
جبر کو ڈالیں۔ ان میں سے جو لوگ ان و محبت میں ایمان لائے تھے ان پر شب و روز کی جانکائیوں اور قربانیوں کا
پورے تین برس گزر گئے لیکن اس تمام مدت میں کہیں سے بھی یہ بات دکھائی نہیں دی کہ مصیبتوں کی بڑی و بہت
ان کے چہروں پر کبھی کھل پڑی۔ انہوں نے دل اطلاق کی ہر قربانی اس جوش و سرور کے ساتھ کی گویا دنیا جہان کی
خوشیاں اور راتیں ان کے لیے فراہم ہو گئی ہیں اور جہان کی قربانیوں کا وقت ان پر اس طرح غش غمش
نہیں گزرا کہ ان کو یاد نہ آئے کہ سب سے بڑی خوشی زندگی میں نہیں بلکہ مرث میں تھی۔ ان میں ایک بڑی تعداد ایسے
لوگ تھے جنہوں نے اتنی عریں نہیں پائیں کہ مسدوم کی قربت کے ساتھ اسلام کو برون و اقبال بھی دیکھ لیتے اور
جی بے باق کی طرح کہہ سکتے تھے کہ گفت فی من انتم کتوز کسوفی، تاہم سب دنیا سے گئے تو اس عالم میں گئے کہ
ان سے زیادہ پیش و خوشحالی میں شاید ہی کسی نے پایا ہو۔

بد اور احمد کے شہداء | بد اور احمد کے شہداء کے حالات پڑھو۔ ایمان لائے کے بعد جو کچھ بھی
ان کے حصے میں آیا، دو بجز انت دس کی کاشتوں اور حبیبوں کے اور کیا تھا؟
اور پھر قتل اس کے کہ اسلام کے نفع و اقبال کی کامرانی میں شریک ہونے کا موقع ملا، انہوں نے تیغ و سندان سے
چور میدان جنگ میں دم توڑ دیا۔ لیکن پھر بھی غور کرو، ان کے دل کی شد و مایوں کا کیا حال تھا؟ من المینا
و سکن کے ساتھ پیش و نشاط کے بندوں پر کسی نے جان نودی ہوگی، جن طرے انہوں نے میدان جنگ کی دستیں
تیریں پراٹھ کر دی۔ جنگ کے بعد میں مسدوم، یہی کو لوگوں نے دیکھا، انہیں میں پڑے سانس توڑ رہے ہیں

منہ شریعہ علی مرتضیٰ ہے۔ میں میں تاج کی نگاہ نہایت۔ لیکن مولائے تعریف سے حق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ منہ علی میں
حاضر نہ رہی ہے کہ انہیں نے فرمایا تھا صنعتیں کتوز کسوفی، اب فرادہ ہوئے۔ لاہر کہ کسوفی کے فراموشی و غم کو
و گفت فی من انتم کتوز کسوفی، یہ پہلنگان میں نے اپنی آنکھوں سے پوری برتے دیکھ ہی کہو کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں
جنہوں نے کسوفی کا غم دیکھا تھا۔

پھر کوفی وصیت کرنی ہو تو کہہ دو گنا اللہ کے رسول کو میرا حکم پہنچا دیا اور قوم سے کہنا کہ میں نے جو چیزیں چاہیں گے کہتے ہیں، خدا دین زیادہ انھوں سے چاہے گا کہ ان کی موت میں تھے کہ انھیں صرف سراسر پہنچ گئے۔ لہذا کوفی آزاد ہو تو کہہ دو۔ خدا نے اپنا زخمی جگر ٹھیک کر دیا۔ وہ تو قریب کہہ کر دیا اور اپنا سراپا آپ کے قدموں پر رکھ دیا، کہ اگر کوئی آزاد ہو سکتی ہے تو صرف یہی ہے:

مگر وہیں تھا کہ بہ وقت جاں پہنچی

وہ رخ تو جو بد ہاشم، تو دروہی وہ نہ ہاشمی

عورتوں کا حال | عورتوں کو ایک کا یہ حال تھا کہ ہر ایک وقت انھیں ان کے شوہر و بھائی اور آپ کے شہید ہونے کی خبر پہنچانی جاتی تھی اور وہ کسی تھیں، یہ تو ہر انگوٹھا، اللہ کے رسول کا کیا حال ہے! پھر میرے آپ کا حال! ہاں! تو میرے اقتدار، خوش برکت کارائیں، بکھو مصیبت بعد از جلال، تو اگر سلاست ہے، تو پھر دنیا کی مادی مصیبتیں ہمارے لیے شدید و شکر کا گوشہ ہر گز نہیں،

میں وہ لہر تھا مشیرم، چہ باک

غریب اللہ میان سے مست اوست

جنگ صفین کا مالی ختمیت | تاریخ اسلام میں جنگ صفین پہلی جنگ ہے جس میں بہ کثرت مال و نعمت استعمال کیا گیا۔ جو بیس ہزار دولت، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اونٹ چاندی کا ذکر و روایات میں مذکور ہے۔ وقت تھا کہ سابقین، الاصلون، کمان و دولت سے محض واقف تھے، لیکن آنحضرتؐ نے ان پر نازل کیا کہ جو چیز دی۔ جو چیز کہ جسے بدستور مسلمان بڑے ستم اور اندوہ بہت کے حصے میں لگوا دیا ہو تو کہہ دو کہ یہ چیز تو اسلحہ کی تائید طلب تھی، یہ حالت کہ کہ بعض فوجیوں کو خیال ہوا، علیؑ کو ستم سے تو ہم لیکن کچھ اس قیمت کا استعمال نہیں رہا ہے۔ بات آنحضرتؐ تک پہنچی تو آپؐ نے انھار کو جمع کیا اور فرمایا: اے مومن! یہ دنیا میں بائناق و البیعد و تہذیبوں یا ملحقہ الی سہل و کم، کیا تمہاری خوشنودی کے بدلے یہ بات کافی نہیں کہ لوگ یہاں سے مان قیمت کے حصے لے کر جائیں، اور تم اللہ کے جی کو بہت سا تھکے کر دیاؤ! انھار بے اختیار بکا رہ گئے، سر زمین، یا رسول اللہ! زمین! ہر خوشنودی میں! رسول! خدا! ہر خوشنودی میں! (نہیں!)

میں نے بڑے بڑے جوش سے سمجھا دیا، بچہ ہیں

یہاں کا دار، آپ بھی شوہر بھی برادر، عجب نہ

نئے شہر میں تو میرے بچے، جو سے کیا چیزیں ہم (شعری)

اور پھر غرور کی، جو لوگ دالذوق، الجوعوم، بالحصان نہیں داخل ہو سکتے، انھیں بھی کسی درجہ اس مقام سے خافہ حصہ ملتا تھا، دنیا میں شاید کسی حررت کے دل میں اپنے عزیزوں کے لیے ایسی محبت پیدا ہونی ہوگی، جیسی ہدایت کی مشورہ نامہ و خطا کے دل میں تھی، اس کے درمیان اپنے بھائی مگر کے قہر میں کے ہیں تمام مرنے کی تباہی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

یہاں تک طلوع الشمس معصرا

وذاکرہ بکل خرو ب شمس

یہیں ایمان لانے کے بعد اسی ختماء کی نصیاتی حالت ایسی متغلب ہو گئی کہ جو کس نامہ میں اپنے تمام بیٹے ایک ایک کر کے گزرا دیئے اور وہی اکڑی میا بھی شہید ہو چکا تو پکارا علی و الحمد للہ الذی اکرمونی بشہادۃم تکہ پس و وضاعتہ میں اشارہ اسی طرف ہے کہ اللہ اور اس کے کمرق کی ماہ میں جو کچھ پیش آیا انھوں نے اسے چھٹا ہی نہیں، بلکہ کمالی محبت و ایمانی کی وجہ سے اس میں خوش حالی و خوشنود رہے اور اسی مقام ہے جو ان کے میرے کو تمام عروج ایمان و علم میں متناظر کر رہا ہے۔

۱۔ درخون نے رشتہ داری سے ان کی رشتہ داروں کی، چاہی کہ، مگر میرے سرور کا اکلنا معرکہ و کار و کار ہے نور کوئی تمام مجھ جیسی لیں آئی مگر ان کا رشتہ سلسلہ نہ ہو۔ مگر مودت و مہار کے لیے ہے جس نے مجھ، ان چٹن کی شہادت سے تباہی

پیغام حق کے معجزانہ نتائج

۱۵) توحید و تعالیٰ اور دیگر امور پر غیبت میں وحشیانہ برائی کی یہ

پیغام حق کے معجز نتائج

—(۱)—

دائرہ اسلام کی توسیع | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت اور دعوت ناموں اور سفادتوں کا ذکر اور آپ آجکا ہے ان کے علاوہ جس میں دینے کی تکمیل کے لیے یہ تو مختلف قبیلوں اور گروہوں کے خزانے بکھیر دیئے آپ کو پہنچنے کے لیے وقت کر دیا یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف علاقوں کو دور دوروں کے لیے داعی قرار دیا ہے۔ جس طرح کہ اگر عرب میں اسلام جلد سے جلد پھیل گیا، اس کی سرکاری دائرہ بڑی ہو گئی ہے کہ بد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہیز و خوار ہیں سے جہاں شماروں کی تعداد تین سو سے گنت زیادہ تھی۔ اور میں یہ تعداد سات سو پہنچی، خلیفہ ہیں جہاں، جہیز کے موقع پر عرب سرور اور کن مشرق تھا، سمائیہ کوام کی تعداد زیادہ سے زیادہ پندرہ سو تھی، عراق افغانستان کے وقت دو جزیرہ، فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار اور نوک میں تیس ہزار، یہ دائرہ اسلام کی توسیع کے ثمرات برکات و عطا ہے۔

قریش کی وجہ سے رکاوٹ | حقیقت یہ ہے کہ نامہ عربوں کے لیے قیوں اسلام میں سب سے بڑی رکاوٹ قریش کی وجہ سے رکاوٹ آج بھی کہی شہرہ مخالفت کے باعث یہاں جوئی، صیغہ بنامی کی روایت ہے،

كانت العرب تنفّر باسلامهم وانفسهم
قبولون الاصلوة وقومه، فانما ان
ظهر عليهم فيه نسبي هاتق، فلبثا
كانت دقة اهل البغوة باذرعهم
توج باسلامهم۔
عرب اسلام، نسبی فح کر کے انظار کرتے تھے۔
کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی قوم کو باہم فیصلہ
کر دیتے دو، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پر غائب آئے گا تو غیب
داخل ہو جائے گا کہ وہ پسے ہوئی ہیں، پھر انہی عرب فتح کر کے
داخل نہیں، کیا انہی کی برکت نے اسلام قبول کر لیا
یہ بھی کہی کہ۔

نامہ عربوں میں قریش کو انتہائی اثر و سرور حاصل تھا، قریش کہتے تھے ان میں نامی ذبح کا تقدس پیدا کر دیا تھا۔
عرب پشتوں سے ان کی مذہبی قیادت کے معتقد چلے آئے تھے، اور ہمہ اور میں میں انہی کو منصب قیادت کا حامل

لے بخاری، کتاب المغازل، باب نزولہ الفتح۔

سمجھتے تھے۔ لیکن کوسے پر سب سے بڑی دکان درجہ درجہ کر ڈالی۔ حد میں سیما پر دسے نے اسلام کی آسمانی روشنی کو نام لگا ہوں۔ سے اوجھل کر لکھا تھا وہ تار تار ہو گیا۔

چوتھوں اور پورٹن کے باعث بہت سے لوگوں کے دل و راسخ پرش، نظام کے باعث ذات پرستے تھے۔ ان کی عقل اور بصیرت پر تصورات کی تاریکی چھا چکی تھی۔ سادہ مدعیہ کے بعد لفظ عداوت کے گرد خجاستہ پاک برکن۔ یا ہم پہلے بول شروع ہو، قانونی سبب و دوش و پوش و سنا، تھا کہ اسلام کے متعلق بات بہتے ملتا اور اسے بے شک قوی ذکر کرتا۔ اگرچہ سبب مدعیہ دوا، نہ علم کے اصل نشن کے لیے بھی ایک بہت بڑا اور سادہ کار ہو گیا جس کے بعد اسدینہ ہی سے ملتا شروع ہو۔

دایمیں کا انتظام | فتح مکہ تک مختلف قبیلوں اور گروہوں کی طرف سے گناہوں سے بھرے تھے، وجہ اور بزم نہ کے دوران کا مادے پیش آپ کے تھے اور کسی بھی قبیلہ اگر دیا آوری کے متعلق نہیں کیا ہاں تھا تھا کہ وہ کہیں بعد خود یا تو پیش کی اُمت پر ایمان اسدہ سے دی سلوک تو کہے جو، اور وجہ اور بزم نہ میں بیداروں نے، واد کا تھا کہیں فتح مکہ کے بعد ایسی حالت باہم آئی نہیں رہی تھی، چنانچہ رسول، نہ صحنے جہاں رہا مناسب تھا، دایمیں خود فرما دیا، ان کی مخالفت کے لیے سبب عداوت کو ہی مٹے بھی بھیج دیتے تھے کہ جن کا مقصد نہ تھا کہ کسی قبیلے اگر وہ سے جنگ کریں، صرف یہ تھا کہ ایمان، اسلام کی مخالفت کا فریضہ بھار دیں، مثلاً جب حضرت علیؓ کو تینہ خانہ میں تیغ اسلام کے لیے تیار فرما اور حضرت نے اس تیغ کی ایک بجا صحت کو عورت اسلام دی تو وہ دگ بے تال تک، دایمیں دھجک افغان پر، دارہ ہو گئے، حضرت علیؓ نے اپنے رفیقوں کی صحت بندی کو کے مقابلے کا انتظام کیا تو تینہ خانہ کی جمیعت بھاگ بکھڑی ہوئی، مگر سوز و رین کا تعاقب نہ کیا گیا، کیونکہ حضورؐ صرف ذاتی مخالفت تھی نہ کہ جنگ۔ اسی طرح خود دایمیں کا تبلیغ کے لیے قبیلہ بنی میں بھیجا گیا، جہاں ان کی مضیال آئی تھیں ہذا م کے تاہم پر پہنچ کر فرد بن، اہامی کو بھیجے کا غور یہ ہے۔ یہ اصلاح و بار بہت میں پہنچی تو وہ ہر شے جیہ جیہ اظہار ان کو رنج دے کر بھیج دیا گیا، لی، و ہذا م و نیز قبیلہ عرب و شام کے درمیان دہشتے تھے لیکن ایسے واقعات خاز بن پیش تھے، زیادہ تر ہما حوں اور گروہوں نے پر عیب خاطر اسلام قبول کر لیا۔

دایمیں کی ایک فہرست | میرا انجیل دایمیں، اسلام کی ایک فہرست درج ہے اہامی کے مختلف علاقوں دایمیں کی ایک فہرست | نیز حضرت، بحری و غیرہ میں بھیجے گئے۔

۱۔ ہما جڑ بن، ابی امیہ (۱) اور ام المومنین ام سلمہ (۲) صنف (۳) دایمیں

۶۔ زیبا و زیبی	حضرت
۷۔ خالد بن ولید	سنا (دین)
۸۔ عدی بن حاتم	قبیلے (دین)
۹۔ ابو موسیٰ اشعری	زید و عدی (دین)
۱۰۔ سنا بن جلی	جند (دین)
۱۱۔ جریر بن عبداللہ ابی	نور الککاح میری (دین)
۱۲۔ علی بن ابی طالب	قیصر ہوان و جند و نای
۱۳۔ مغیرہ بن شعبہ	بکرین
۱۴۔ خالد بن ولید	اعراف وید
۱۵۔ عطاء بن مضر	بحرین
۱۶۔ عذیر بن العاص	عنان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر فرماتے ہوئے راہوں کی یہ فرست صرف اس حقیقت کے ثبوت کے لیے تھی کہ ان کے
 اسلام کی تین دہائیوں تک مکہ پر بادشاہت نہ ہو سکی۔ یہ امر سب سے اہم ہے۔ خدا ہی ہوتا تھا کہ ایسے
 کئے راہی ہا جا جیسے گئے ہوں گے۔

پھر یہ ممکن نہیں کہ جنس اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وہ ملک پالیتا تھا، وہ خود ایک مستقل راہی ہی نہ تھا۔
 اور وہ غلامی کی زیر نگرانی رہا۔ اس نے اپنی زندگی میں نبی اسلام کے لیے وقف کر دی تھی۔

اور وہ غلامی اور بدلتی دوری میں اسلام کی نعمت لفظی سے شرف، نور ہو گئے تھے اور انہماک اسلام کے
 جوش میں انہوں نے قربانی کر کے لاہور، ابھی مکہ کی حق، وہ اپنے قبیلے میں پہلے تو تبلیغ شروع کر دی اور جند ہی
 نصرت کے قریب قبیلے نے اسلام قبول کر لیا۔ پانی لوگوں نے کیا کہ ہم اس وقت اسلام قبول کریں گے، جب رسول اللہ
 میرے تشریف سے آئیں گے۔ چنانچہ ہجرت کے بعد پانی لوگ بھی ملت، اسلام میں داخل ہو گئے۔ گویا قبیلہ فہار کو
 برکات اسلام سے بہرہ مند کرنے کا شرف حضرت ابو ذر بن کھاسل ہے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قیصر ہوان و جند کے قریب تھا۔ وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ اسی طرح قیصر جند بھی۔ بدلتی دوری میں، نور اسلام
 کے اندر آگیا۔ قیصر آج کے گفر کی حالت میں مسلمان کی، پھر اسلام قبول کر لیا۔ (دعوت)

طیغ بن عمرو دہلوی | باہن کی کیفیت طویل بنی عمرو دہلوی کی ہے۔ وہ نبوت کے وہی سال کو گورہ آئے۔ چھک
ایک قوم کے رئیس ہرے کے علاوہ ریش مند اور شاہجی تھے اس سے اہل کوستہ آبادی
بہر غل کر ان کا استقبال کیا۔ طیف کا پناہ بیان ہے کہ وہ سن اٹھ صوم کا ذکر کرتے ہوئے مستقبل میں نے مجھے جہ
خاص تاکید کی کہ اس کے قریب نہ جاؤ۔ یہ بھائی کو بھائی سے جدا کر دیتا ہے اور ہمارے کاموں میں اس نے اتنی
حوالہ دی ہے۔ ہمارا قصہ۔ ان کے ساری قوم کو بھی میں مان ہوں۔

طیف کہتے ہیں کہ میں نے اس نصیحت پر پورے سے اثر ہونے سے علی گڑھ میں تک کہ جو پاک میں جاؤ۔ تو اپنے کاغذ
میں دوئی دکھاتا ہوں کہ وہی نے صوم کی کاوشیں۔ میں سکوں۔ ایک روز صبح ہی صبح حرم میں گیا تو سونے صوم
پڑھ رہے تھے۔ ان کی آواز میرے کانوں میں پہنچی تو میں پر حسیب اثر ہوں۔ جو کہ میں نے سنا وہ نہایت عجیب و غریب
میں نے اپنے آپ کو حاکم کی کہ اپنے برے کی تیز نگاہوں۔ آخر میں آپ کی بات دسوں اپنا نئے شہر۔ اب جب
دوسرا صوم حرم پاک سے واپس ہونے تو میں بھی پیچھے چلے نہ دلا ہوا۔ پھر لوگوں کے مکان کے کارواں تو حضور
کوستا یا اور عرفین کا کہ مجھے اپنی بات سنائیے۔ دوسرا صوم نے قرآن سنایا۔ طیف اسی وقت مسلمان ہو گئے۔
رضعت ہونے وقت طیف نے اپنی قوم کے بیٹے عباس سے نہایت کی درخواست کی۔ وہیں گھر پہنچے تو ان کے چچا
انرا تو مسلمان ہو چکے لیکن قوم میں پیغام کی انعامتہ و فخر طریق پر کامیاب نہ ہوئی۔ وہ پھر حضور صوم کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ انجیدہ تھے اس لیے وہ دعا کا درخواست کی حضور صوم نے فرمایا "اھم اھم اھم" اسے نہ
قوم دوس کو راہ دیت دکھاوے۔

ساتھ ہی طیف سے فرمایا، لوگوں کو میں کی طرف بلاؤ۔ ان سے نہی اور محبت کا بتاؤ کرو۔
چنانچہ اس پر چڑھ کر کئی مسلمان ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 اِنِّیْ نَسْتَغْفِرُکَ اَللّٰہُ
 پہلے سے اسے کوئی بات کہنے دو اور سے، اسے
 نہیں نکال سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی
 معبود نہیں، یہ گناہوں کا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

یہی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کوئی معبود نہیں۔

خدا پر ان کلمات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ حق کی پھر تہیجے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعادہ کیا، خدا دہلا، ایک مرتبہ ان
 جب تیسرے مرتبہ بھی پڑھا تو کہا، میں نے کہا ہوں کی باتیں، ہمارے گناہوں کے منہ پر شاموں کے عید سے کہتے ہیں
 لیکن ایسے کام سے آج تک سامنے نہ تیر نہیں ہوا، پھر خود بھی بیعت کی اور جس قبیلے کا دشمن تھا اس کی طرف سے
 بھی بیعت کر لی۔

غرض ایسی شائیں بھی ملتی ہیں کہ ایک ہی فرد کا قبول اسلام بہت بڑی مہمت کے لیے حایج کی دستاویز
 بھی گوارہ ایسی شائیں بھی ملتی ہیں گویا دل اور دماغ کی جگہ اسے اور ہر کے گناہوں کے برے تھے، اچھے پر کچھ اثر نہیں
 جاتا تھا۔ لیکن وہ پہلی شائیں فریضہ تیجہ و شام کی طرف سے تسابیل کا باعث بنیں، اور دوسری شاموں نے جنت میں
 السردگی پیدا کی، ہر روز اور ہر حالت میں "بسم اللہ" ایسا ملتا تھا، ایسا لگتا تھا کہ اسے اس سے
 اس میں شائیں سمی و چمکی دوسری حد قرار دے سکتے ہیں۔

کچھ شبہ نہیں کہ چند اور سبب بھی تبلیغ و شاعت کی کامیابی میں معاون و معاون سا گوارہ رہے۔
 سا گوارہ سبب و عوامل

۱۔ انسانی جوش و خروش کے بارے میں ہمیشہ میں ترقی کی نافرمانی سے ان کے ہر جوش اور تہا پر سخت ضرب
 لگتی رہی۔ ان کا ہر نیا قدم بے چارگی اور اضطراب کا مظاہرہ دیتا گیا، اس کے برعکس مسلمانوں کی قوت و توان
 شان آیت اور جذبہ خدا کا، یہ نہ جیسی ضرب کھاکو میں برابر بڑھتا رہا، ترقی کرتا گیا۔

۲۔ معاہدہ حدیبیہ کے بعد سب کوئی جملہ یقین ہو چکا تھا کہ قریش ایسا کہ تو اس میں پہل چٹا ہے، ایسی آپ ہیں جس کا
 گوارہ و تہم ہو چکا ہے، اسلطانان ہیں جس کا وہ ٹوٹا ہو چکا ہے، اس لیے ان کے دوشیز کے، سب سب
 ان خالی ہر چکے تھے، یہ قباہ کی صحت سے پرستان ہیں نہ ہی اور گناہ کا عمل شروع کر رہا تھا، فتح مکہ کے بعد
 ہر طرف گھول کر گناہ کی ہر چکے تھیں، خدا نے ایک دو کے لوگ گناہ و گناہ اور جوش و خروش کے ہر اس کے
 کرنے لگے، ہر طیب ظاہر اسلام کی پناہ کے تھیں جو گئے۔

۱۰۔ مردہ کا میتہ میلان مرحوم پر ہوتا ہے جس کی:

کھینچیں دوم وہاں کسی کی جنگ کے مشن پر پیشین گوئی کہ نہ مرحوم کے لڑائی تھی، وہ
تھیکہ فتح پر دے سکے ہوتے پر پھر ہی اسی اور لڑائی کی پیشین گوئی کے مطابق مسات برس کے بعد
دوسری نے خاکس پر لگی فتح پائی اس عظیم و نشان مجھ سے کوئی نتیجہ نہ ہو کہ ایک مٹی کی پستل نے اسلام کی
صداقت کا اقرار کیا!

عمر العتول مجروح | اس پیشین گوئی کے وہ نشان نتائج کی کچھ ٹھیکیاں آپ کو اس باب میں نظر آئیں گی، جس میں مختلف
نیلوں اور گروہوں کے وہ جھوٹے صلہ کی بارگاہ میں پہنچے۔ مسات صحت پر حرم کر: منصور دین
کہ تہم ذہین صافقت یا تاریخ کے وہ راق پر وایمان حق کی جو سرگزشتیں منوہو ہیں، ان میں کوئی ایسی شان موجود
جس کو کسی دہائی کی حیات میں اس کا لایا ہو، پیغام اس پر مانتے پر اشاعت پذیر ہوا، ہر رسول اللہ مسسم کے
پیغام حق کو سیر کیا۔ پھر یہی ظاہر ہے کہ کسی ملک کی آبادی اپنے انفرادی یا اجتماعی نظم و ضبط کے اقتدار سے اس
وجہ پرست، اجترار و حال تھی، جس وجہ پر ظہور اسلام کے وقت عرب قوم و حال تھی، لیکن آغاز ہجرت سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اس قوم کی حالت میں جو خیر رسولی غلبہ رہا، اس کی نظیر سے تاریخ کے
صفت لہل غالی ہیں۔ کیا دنیا اس میر و متول مجھ سے سے انھار کی جرات کو سکتی ہے!

کہہ ارحم کی بہترین قوم | سورہ الفال میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
سبحان اللہ! اس کے رسول کی پاکیزہ اب واد، حبیب وہ
یاد دہا ہے کہ تمہیں روحانی موت سے نکالی کہ نہ عہد کرے۔
(آیت ۱۳)

مردہ کا آواز مرحوم و منظور فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت انسانیت، جن کے انہار و تقسیم کی
دعوت تھی۔

ظہر کہ اس دعوت سے وقت کی تمام مردہ ہر امتوں کو کسی طرح قیود سے اٹھا کر زندگی کے میدان
میں متحرک کر دیا تھا۔ اس سے ہر کہ مردوں کو جلا تا اور کیا ہر لگا کر حرب کے ساہا قوں میں بدبو، عمر،
مل و حالش، خاندان، دین و نام، این العالمی و دینی، اللہ منہم! جیسے اکابر عالم پیدا ہو گئے اور

ماتہ بیرونی جلد دوم، جی، ندا، مسیو صاحب مرحوم و منظور نے، جی، مسیو میں ترمذی تفسیر سورہ دوم کو حوالہ دیا ہے۔

ہمسایہ برسی کے اندھ حرب کے دشمنی کرنے اور کسی سب سے بڑی قوم تھے۔

آج کی حالت | آپ آئیکل کے عام حالات سے پتہ چلے گا کہ یہ ایک مذہبی تجربہ و سولہ سال میں تعلیم مکمل کر کے تھیں۔ وہ اعلیٰ نمبروں میں پاس کرنا کے خواستہ کیڑی میں تھیں۔ تربیت دی جانے پر اسے کسی کے ساتھ کام کیلئے کی غرض سے نکالا جاتا ہے۔ یہ ساری سترہویں طے ہو جائیں تو کسی شخص میں ضمنی کام پڑھنا کیا جاتا ہے۔ انجیل کی دور میں چھوٹے چھوٹے سطحوں کا کام بھی خاص تربیت و تجربہ حاصل کر لینے کے بعد سونا جاتا تھا اور جو سے انہوں نے کہا جاسکتا ہے کہ یہ شخص انتہائی اعلیٰ کی ذمہ داریوں سے انجیل میں غرضی پر مبنی رہا۔

نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ان کی حالت اس سے بہتر منقسم نہیں ہوتی۔

ابتدائی دور کے مسلمان | ابتدائی دور کے مسلمانوں کی سرگزشت پر ایک نظر ڈالیں۔ وہ زیادہ تر ساری دنیا کی مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ہی نہ امت و تجارت کرتے تھے۔ قرآن مجید سے آشنا ہوئے۔ قرآن مجید کے علاوہ سولہ اسلام کے دشنامات سے مستفید ہوتے رہے۔ پھر اعلیٰ اپنا ایک ایسا ہی روحی سلطنت اور مسلمانوں کی سلطنت سے ہر ایک وقت متاثر ہوا اور ان دونوں سلطنتوں کو اس دور میں وہی حیثیت حاصل تھی جو آج کی دنیا میں رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں ایک بڑا دائرہ نظم و نسق اور ان حالات میں ہوا فریضہ خدمت غنی، کیا کوئی شخص اچھا کر سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے واجبات و فرائض، اس انداز میں پورے کیے کہ ان کے دلہانے سے آج تک نہیں کوئی مثال ملتی ہے اور ان سے پیشتر کا کوئی دور ان کا فہم و فہم نہ چلی کر سکتا ہے، حالانکہ انہوں نے قرآن مجید کے سوا کچھ نہیں پڑھا تھا اور نہ سنت و سرائی پاک کے سوا ان کے سامنے عمل روشنی کوئی نہ تھی۔ انہوں نے کسی شکلی یا انتظامی ایکٹیویٹی میں تعلیم و تربیت نہیں پائی تھی، لیکن وقت کی تمدن ترین سلطنتوں کے نہایت ذریعہ علاقوں کے نظم و ضبط کی ذمہ داری ان پر آ پڑی تھی اس لیے غرضی چ پڑا کہ ان کے دیکھنے والوں کو وہ ایک مجوز نما کارنامہ معلوم ہوتا تھا۔

مخیر و مشر میں آتھیا نہ | سورہ انفعل کا تیسویں آیت میں ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آتُوا زَكَاةً إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَقْرَبُونَ
مساغرا غزتم ہڈتے ڈرتے رہو اور دوسروں کی عافیت سے
پھر جو وہ تمہارے لیے حق و اعلیٰ میں اتھار کی ایک قوت
پیدا کر دے۔

سورہ نازم و موم کی خوشب فرماتے ہیں،

وفود کا ورود

يُخَفِّضُ رُؤُوسَهُمْ لِرُؤُوسِ اللَّهِ اَلَا حَبْطٌ

— (۱) —

مسائل وفود | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ مذہب میں قبولِ اسلام کی غرض سے یا قبولِ اسلام کے بعد افراد اور گروہوں کی ہجرت پہلے شروع ہو چکی تھی۔ شدتِ قبیلہ گزشتہ کے چار سو افراد جب مدینہ اور یثرب و مدینہ عظمیٰ میں آئے۔ تھے۔ لیکن ہجرت کے فوری ہی کثرت سے وفود آئے کہ یہ لوہیدین اسی سال کا مہم ہی سال وفود۔ ہجرتیوں کی پختہ ہو گیا جا چکا ہے، فتح کو کے بعد عرب کی تمام بڑی بڑی چھوٹی قوموں یا قبیلوں اور گروہوں پر آشکارا پہنچا تھا کہ اب ان کے حوالے سے مستقبلِ اسلام سے وابستہ ہو چکا ہے۔ لہذا ان سب کے لیے اب صرف دو راستے رہ گئے تھے۔

۱۔ قبولِ اسلام اور اس کے تمام اوسرو و فراہی کی پابندی۔

۲۔ مکرری اسلامی قوت سے مصالحت اور اس کی مخالفت پر اصرار۔

پہلے سچے تمام گروہوں کے نمایندوں سے یا تو اسلام قبول کر کے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو گئے یا مہم نہ ہو کر ہجرت کر کے اسلام نہیں کیا یا اسے جزیرہ کی ضرورت کے ساتھ اپنے آپ کو اسلامی قوت کی مخالفت میں حصہ دیا۔

تعداد وفود | ان دور کی صحیح تعداد بتانا مشکل ہے، طبعاً اس میں سب سے زیادہ وفود کا ذکر ایک ایک برابر ہے۔ میر تقی میری ہیں یہ تعداد ایک سو چار ایک سو پانچ ہی گنتی ہے، اگرچہ تحقیق کے نزدیک اسی طے ہیں کہیں مشیخ و زائرین سے بھی استفادہ کیا گیا ہو۔ ملک کی وسعت، قبیلوں اور ان کی نسلی و ذیلی شاخوں کی کثرت کے پیش نظر ایک سو چار کی تعداد بھی بہت کم معلوم ہوتی ہے۔ خیالی بھی نہیں ہو سکتا کہ جن قبیلوں یا شاخوں کی وفود کے ذکر کو گروہوں میں کر چکا ہے، ان کے علاوہ چھٹے قبیلے یا گروہ ہوں گے، وہ سب قبیلہ یا گروہ کی کمزوری قوت سے بے نیاز بن جائیں یا مدینہ پر قابض ہو گئے یا غلامِ انسانیت کے میں ہجرت، ہجرتِ انصاف کو اثر ان پر بالکل نہیں پڑا ہوگا۔ میں نے ملی شہادتیں ستر ایک سو چار وفود سے رہے ہیں، علی غائب ہیں جس کے باقی قبیلوں اور گروہوں کے قبولِ اسلام کا کوئی کسی وجہ سے ذکر یا بیان کی طرف سے، وہی جیسے تھے اور قبولِ اسلام کے بعد وہ قبیلے اور گروہ چپ چاپ ان ہم اسلامی مہمات میں شریک ہو گئے، ہر مومن اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ میں رہنے پر مشروع ہو گئے تھے۔

ملکِ شہادتیں ابن سعد جلد اول ص ۵۱ د ملکہ میر تقی میر جلد اول صفحہ دوم ص ۲۲

سائل: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سالِ حج میں اسی پہننے (روضان) کے روضے دیکھیں؟

حضرت عظیم: اللہ گواہ ہے۔ ہاں۔

سائل: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے ہاں (مدائن) اور دولت مندوں سے حد تک زر و کافہ لیں اور ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیں؟

حضرت عظیم: اللہ گواہ ہے۔ ہاں۔

پرسن کہ سائل نے کہا: ایک جو کچھ دے دے، اس پر ایمان دیا۔ میں اپنی قوم کی طرف سے اپنی کئی حیثیت میں آیا ہوں۔ میرا نام مہنام ہے، شیعہ ہیں، ہمارے بزرگ ہیں، بکر ہیں، سے ہوئی ہیں۔

یہ روایت بخاری کے مختلف ابواب میں آئی ہے۔ مہنام بن ثعلبہ نے مزید کہا جو کہ آپ نے لکھا ہے، میں اس میں ایک قزوین کا گروہ تھا اور ذکر۔ وہ جانچنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ شاد فرمایا: اگر یہ سچ کہتا ہے تو اسے فلاح پائی۔

مہنام نے قوم میں پہنچے ہی بکری کی خدمت کی، انھیں قزوین پر ڈکڑ کو دیا اور شام ہونے سے پہلے پہلے بنو سعد کے تمام مرد و زن اسلام لے آئے، مسجد میں تہنہ لکھیں اور نمازوں کے لیے آوازیں کھینے لگے۔

بعض اصحاب نے اسے شک کا واقعہ قرار دیا ہے، لیکن حقائق ہیں سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ مہنام بن ثعلبہ ابیہ مشہور میں عہدِ نبوی پہنچے تھے۔ سوالیہ وجہ اس میں جاکر نہیں آیا، یقیناً اسی لیے کہ حجِ بیت اللہ میں قرنی ۱۱-۱۲ نیز حبیب سچ و غلو سے بخوبی متعارف تھے، اگرچہ قریش نے ان دونوں کی صورت لگا کر دیکھی تھی۔ حجِ قرنیہ ہونے کے بعد سے بھی انہیں قریش میں آباد رہی پر قلعہ کر دیا گیا۔

محمد انیس بکری کا بہت بڑا محدث تھا۔ سیرۃ النبی کا بیان ہے:

جہاں اسلام کا اثر بہت پہلے پہنچ چکا تھا۔ سب سے پہلے اس قبیلے کے تیرہ آدمی

مکہ میں آئے، ان کے آگے پیچھے کے نبی کے ہاتھ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔

حجرات ابن سعد سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بکرین کو قحط فرمایا تھا کہ ان میں سے بیس آدمی ہجرت کر گئے۔ ان کے رئیس عبد اللہ بن عمرو الاشجعی تھے اور وہیں اشجعی کے چاہنے والے تھے۔ یہ تمام آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

نہ بخاری و نہ ابیہ، علم۔ مگر بعد ازاں مکتبہ دوم میں ۱۱۰ھ کے مہنام بن ثعلبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزوین پر ڈکڑ کو دیا اور شام ہونے سے پہلے پہلے بنو سعد کے تمام مرد و زن اسلام لے آئے، مسجد میں تہنہ لکھیں اور نمازوں کے لیے آوازیں کھینے لگے۔

واقعہ ہے کہ شہید بنی حنیان اور جاہلیت میں ہجرت نہ کریں، اسے تہارتی مال شرب لایا کرتے تھے، ہجرت کے بعد وہ مالی حالت سے دور ایک جگہ بیٹھے ٹوٹے تھے۔ پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کون ہو؟ عرض کیا: شہید بنی حنیان۔ ساتھ ہی قبیلے کا ذکر کیا۔ پھر آپؐ نے شرف سے قوم میں سے ایک ایک کو نام لے کر خیریت پوچھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہارتی سفروں میں ہجرت کے شرف سے بڑی وقت بگڑے تھے۔ بعد ازاں شہید کو اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گئے اور قرآن مجید کی سند سونپ دی۔ سبک لیس۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل کے وقت ایک خط بھی شہید کے حوالے فرمایا، جو عبدالقیس کے نام تھا۔ شہید واپس گئے تو غار کا قاعدہ پھرتے تھے مگر اپنا اسلام غنی رکھا۔ ان کی اہل نے جو اشعج کی ماجرا دی تھی، دشوارہ غار کا ذکر والد سے کیا۔ چنانچہ اشعج نے شہید سے ملاقات کی اور ان کے دل میں بھی اسلام سے جنت ہو گئی۔

پھر سال عبدالقیس کا وفد فتح مکہ کے سال دست مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے وہ آپ کے درمیان کفار مضر حاملہ ہیں اور ہم حرمت داسے بیٹنے کے سوا حاضر نہیں ہو سکتے۔ ہذا ہم ان کو واضح اور مفصل احکام فرمادیجئے، جو ہم خود بھی عمل کریں اور قوم کو بھی انہی احکام کی پابندی کے لیے کہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں چاہا باتوں کا حکم دیا جائے گا۔ اگلا پھر سے منع کیا جاتا ہے۔

اور مرد و عورت

- ۱۔ شہدائے یگانہ پر ایمان لاؤ، یعنی شہادت دو کو لے کر اس کے سوا کوئی سمجھ نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔
- ۲۔ نماز پڑھو۔
- ۳۔ روزے رکھو۔
- ۴۔ زکوٰۃ اور مال خیریت میں سے نسیور۔

حاصلت کی بات کیا یہ ہیں

- ۱۔ دنیا میں کفر یا تو ہے۔
- ۲۔ حق پرستی نہ کی ہو۔
- ۳۔ حق پرستی کفر کے برتن۔
- ۴۔ حق پرستی حق پرستی۔

ان طلب ہے وہ شہدائے حق کو دیا جائے جو ہیں جنہوں نے اور ہر شہید میں رہیں جسے ہیں۔

جدا اقیس کے ہاں شراب پانے کے بے چاروں قسم کے برتن استعمال ہوتے تھے۔ حضور مسلم نے ان کی علمی مافقت کو ہی۔ جمرا شراب نوشی سے روکنے کے سبب میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا، جو شراب بنانے کے لیے کام میں لائے جاتے تھے۔

جدا لہدین حرف یا اشج رسول اللہ مسلم نے پرمجاہدہم لوگوں میں سے اشج کوئی ہے؛ جدا اللہ نے حرف نکال دیا۔ دوم وہ۔ پھر فرمایا کہ اسے جدا اللہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں اول علم، دوم وقار۔ حرف نکال دیا، پھر خصلتیں یہ ہیں، بیادہر نکلیں یا میری جنت میں تھیں؛ فرمایا، تمہاری جنت میں تھیں۔ رسول اللہ سلم کی نظر سادہ رنگ ہر فرد کی ایک ایک حرکت پر روتی تھی اور اسی سے انداز طبیعت کو دیکھ کر فرمایا جیتے تھے۔ وہ جدا اقیس ہی جیسے آدمی تھے۔ سب سرداروں سے اقسے ہی خدمت انداز میں حاضر ہونے لگے لیکن جدا اللہ ہی اشج نے بڑے اعلیٰ مقام سے تانہ لگا دیا تھا۔ یا اللہ نہ دھویا، کپڑے درست کیے۔ پھر حضور مسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بعد ازاں بہت کے وقت حضور مسلم نے پوچھا کہ اپنے علاوہ قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتے ہو تو سب نے اثبات میں جواب دیا مگر اشج نے حرف نکال دیا کہ ہم اپنا دھارے سکتے ہیں۔ قوم کو دعوت دی یا سنے گی جو لوگ نہ مانیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے۔ لیکن ان کی طرف سے وعدہ کیوں کر کر سکتے ہیں! حضور مسلم نے فرمایا، درست ہے۔ اس سے انکار فرمایا کہ اشج کی فطرت میں علم لازم تھا ہے۔

انعامات جہاد وہی اصول سے مسیحیت، جہاد کے رسم قبول کر یا۔ معلوم تھا ہے کہ جدا اقیس میں جہاد کے انعامات جہاد نہیں اور لوگ بھی تھے۔ اسی لیے تاحی سیدان مرحوم نے لکھا ہے کہ اور یہ سانی بھی مسلمان ہو گئے ہیں۔

ان لوگوں کو درجہ بہت اعزاز کے ساتھ میں نظر آیا گیا تھا اور یہ کسی روز مقیم رہتے رخصت کے وقت سب کو انعامات دیئے گئے۔ جدا اللہ ان اشج کو سب سے زیادہ انعام دیا۔ یعنی ساڑھے بارہ دو قہر پانہ دی۔ بارہ دو قہر چاندی نصف ہر کے قریب ہوتی ہے۔

یہ سادہ، کہ بھی کر دیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ سلم کی وفات کے بعد عرب کے بعض حصوں میں انکار کی آمد بھی ہوئی تو ان کی قیدیوں کے تو ہم منزل لائی ہو گئے، مگر قیدی جدا اقیس، مسلم پر برابر ظلم و استوار دیا۔ (لکھنؤ)

وقود کا ورود

یہ حدیث فی میں اللہ اذہاجہ

— (۲) —

دوسرے طفیل بن وہاب قیل، اس کا ذکر پیش آچکا ہے۔ طفیل ہی کی وجہ سے یہ قیل و اسماعیل سے منسوب ہوا۔
 ستر میں طفیل اپنی قوم میں سے قریباً ستر قبیلوں کو لے کر عرب منورہ پہنچ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے۔
 حضرت ابو جریہ بھی ان ہی کے ساتھ مدینہ پہنچے تھے۔ گرامان سب کی آمد وہی کو زندگی کا ایک ایک مرحلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت میں بسر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ نبوی کے زیادہ سے زیادہ کاموں کے سرانجام کی سعادت پائی۔ طفیل نے جگہ جگہ میں شہادت پائی، ان ہی میں سیدہ کعبہ اور ان کا فرزند ارقبہ اور ان کی بیٹی طفیل بن جہادہ کی شہادت سے مراد مراد ہوگا۔

ثقیف یا یزید کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت کا عامہ چھڑا تھا تو دعا کی تھی۔

اللهم اهد ثقیفا ذات یوم۔ اسے اللہ! ثقیف کو ہدایت کی راہ دکھا اور انھیں

برسے یا ہی بھیج۔

اسی دعا کے جواب میں حضرت زید نے

سورۃ بن مسعود ثقیف قیل ثقیف کے ایک بڑے رئیس تھے۔ ان ہی کے ذریعے سے صحابہ و صحابیہ ملے ہوئے تھے اور وہی تھے جنھوں نے اپنے فرزند اور چند دیگر لوگوں کی واپسی کے سلسلے میں صحابہ کو روک کر دینے کی دعوت دی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ چھڑا کر جہاد سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو وہاں ہی مسودہ نے حاضر خدمت ہو کر سلام قبول کر لیا۔ ساتھ ہی اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کی اہانت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اور جہاد سے باہر ہونے کا پورا اندھوتہ، قرآن پاک میں وہی تعجبی قیل ذکر کیا، وہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ سے میری قوم کو ایسا محبت سے جیسا دین کو اکٹھے بیٹوں سے ہوتا ہے۔ چنانچہ فرود سے جاتے ہی ہر قوم کو اسلام کی دعوت دی اور اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ ان لوگوں نے اپنے محبوب مراد کو بڑھلا کر ایک روز عروہ کے ہاتھوں پر دے دی تھی۔ پھر جس حالت میں باہر نکلے، بڑا ملک میں سے اس میں ایک شہر آباد اور عروہ کے ہاتھ انہوں میں لگا۔ اس طرح سے عروہ کی بیوی کو قتل کر دیا۔ کچھ دن بعد ایک سے انتہا پہنچنے کے لیے نکل پڑے، مگر عروہ نے ان کی

تو کہنے والے کو خونِ سان کہہ دیا تاکہ تعداد سے رو بیاں ملے ہر پاسے خدا نے ہر اکرام کیا کہ شہادت سے مرزائی بخشی۔ وصیت کردی کہ کچھ دن مسافروں کے پہلو میں دفن کیا جائے جو مامروہ طاقت میں شہید ہو سہ تھے۔

میں اس شخص کا اقدام | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت کا معاملہ کر رکھا ہے تو وہ کچھ سو۔۔۔وں کے ساتھ طاقت رواں رہ گیا۔ اسی کے پیچھے سے چھیڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو باکرہ چاکے تھے۔

مغز نے حد کیا کہ بہت تک اہل طاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت قبولی نہ کریں گے، میں قیلے کا معاملہ :-
دھڑوں کا انجراہل طاقت نے اغامت قبولی کر لی۔ مغز نے نعمتِ نبوی میں اعلان کی تو آپ نے مسجد میں تمام لوگوں کو جمع کیا اور اس کے لیے دس بار دعا فرمائی۔

پندرہ روز بعد اہل طاقت نے باہم مشورہ کیا کہ عرب کے سب قبیلے اسلام قبولی کیجے ہیں۔ ہم تنہا طاقت کرتے ہیں تو اس سے تجربہ کیا ملے گا، آخر فیصلہ کیا کہ چند سفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجے جائیں۔ یہ وفد جن مسعود کے خصوصی کا کثر زبانی تھی کہ ثقیف کے لیے وہ بار دہاالت میں حاضر ہو گا بعد اساتہ انتظام ہو گیا۔ اس خصوصی پر حودو نے اپنے نون شہادت سے شہرت کرو دی تھی۔

وفد | ہر حال یہ وفد جبرائیل کی سرکردگی میں مدینہ منورہ رواں ہوا، ثقیف کا یہ وہی نہیں تھا کہ حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما کر کے بے طاقت پہنچے تھے تو اس کے نہایت دلیرا جواب دیا تھا۔ جوں کے نزدیک وفد میں شہر کا ہی تھے۔
لیکن اگر باہر سے یہ شہر کوئی ایسی افراد تھے۔

مسافر کا نام کا طریقہ یہ تھا کہ مسافر کو ایسا دستہ جاری ہادی چلا کرتے تھے، جس روز وہ نہایت مدینہ منورہ پہنچا۔
میں وہی شہید کے دستہ پر اتنے کن، ایسی قسمی اور دشمن سے باہر اسی راستے پر تھے مگر جوئی جانب سے مدینہ منورہ کی طرف آتا تھا۔ دوسرے پہنچے ہر قسم کو اتنے رکھ کر اتنے خوش ہوئے کہ وہ ٹھہرے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض خبری پہنچائیں۔ راستے میں صحبت الیگزانی تھے، آخر میں کہیں وہ کوئی کہیں خوش خبری بھیجے پہنچائے۔

خبر پہنچنے پہنچے ہر قسم کا ہوا، رسالت میں حاضرین کے غروں کا دلہا نکھانے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان کے لیے مسجد کے کھن میں بھیجے حسب کرنے گئے تاکہ وہ نماز اور خطوں میں قرآن مجید پڑھ سکیں، تاہم یہ سید بنی اہامی کو ان کی ساتھ ادنیٰ سمیٹ لی گئی۔

پہنچا یہ نماز اور خطوں میں قرآن مجید پڑھتے رہے۔ مسافروں کے طریقِ عبادت سے جی دن پر گہرا اثر چکا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نفس نہیں بھی ان سے گنہگار نہ تھے۔ آخر یہ لوگ اسلام لانے پر تیار ہو گئے۔

مشعر طیس | تمام انہوں نے شریعت پیش کی

۱۔ چار سے اکثر لوگ کا دراد تجارت کے سلسلے میں گھبراتے تھے کہ وہ جتنے بھی ان کا اجازت ہو۔

۲۔ چار ہی قوم کا قیام گارہ بار سحر پر پڑتا ہے لہذا سود خور ہی چار سے بچے صوبہ نہ ہو۔

۳۔ چار سے ان کا غور بکھرتا پیدا ہوتا ہے اور شریعت چار ہی خاص میں تجارت ہے، لہذا شریعت سے ہی
حرہ کا پاس ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین فرقہ مشعر طیس، دو گروہ دوسٹون کے خلافت قرآن مجید کی انجانی کو اس وقت ملاقات فرمایا کہ
یہ دوسٹون کا کہاری، یہ دو گروہی ایمنی لائے کے مسئلہ کیا اور شاہد جو کاسے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے توڑ دیا جائے گا
اور اسے اگر چار ہی دیوی کو صلہ پر ہانے کو آپ کا یہ زور ہے تو وہ ہیں تیار کو ڈالے گی۔

حضرت قرآن سے یہ کہ کہ ضبط ہو سکا، جسے یہ کیا تم اتنا نہیں کیجئے کہ لائے ایک چتر ہے؟ وندہ سے یہ بات
کئے والا کیا کیا ہو کر لائے، حرا تم سے بات کرنے نہیں آئے۔

دیکھئے، سب اہل اسلام کے دل دانا پختہ پاتے ہیں تو ہم سب ہر روز میں متبع صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہی دشمن حقیقت اپنی قوم پر واضح کرنے کے لیے تمام بتوں کو راز و راز کیا تھا، قرآن
پڑھتے ہیں کہ چھوڑ دیا تھا، جب حضرت سے پوچھا گیا کہ کون کون کون تھا؟ یہ تو قرآن کریم سے ہے پھر، کیا کتاب ہے
یہ سنتے ہی ہاروں کی گونجیں غم و ناامنی سے جھک گئیں اور بولے تو اچھی طرح جانتا ہے، یہ بات نہیں
گرتے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

اَفَسَفُّ دُونِ يٰۤاِبْرٰهِيْمَ عٰلَمٌ مَّا لَا يَتَفَعَّلُوْنَ
شَيْئًا وَّ لَا يَنْفَعُوْنَ صَٰلِحًا اَمْ لَكُمْ اٰلِهَةٌ
تُعْبَدُوْنَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶
پھر یہ کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر اس چیز کو پوجتے ہو
جو انہیں کوئی شے نہیں پہنچا، نہ نقصان، نہ فائدہ، تم کس
دوسرے کو پوجتے ہو؟ اور اس کی بھی جیسی قرآن کے سما
چاہتے ہو۔ یہ کیا عقل سے بالکل گرتے ہو؟

وہ حقیقت کے لوگ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھیں اسلام بھی ان کے دلوں میں نہیں ترا تھا، چار سے کہ چھوڑ
اپنے ممبر کو توڑ نہیں سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم اپنے کو توڑا رہیں گے، ہر ضابطہ میں شریعت اور
ہر متبع و ہر کام کے لیے ماسود پڑتے۔

نماز، زکوٰۃ اور حجاب اور ختمین نے نماز، زکوٰۃ اور حجاب سے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ نماز کے سلسلے میں تو

سمانی لی ہی نہیں سکتی تھی کہ بات دن میں پانچ مرتبہ باجماعت نماز پڑھی جاتی تھی۔ نہ کہ ایک سال سے جدا کر کے کی قربت آسکتی تھی۔ جماد الثانی فرض کیا ہے۔ اسی کے فرض میں جو سنے کے نوائے خاص ہیں جو روز روز پڑھیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مضافہ نہیں چاہیے۔ یہ لوگ ایسا ہی سے آئیں گے تو کوئی بھی وہیں سے جدا کر کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی محبت پر مبنی تھا کہ بت پرانہ لوگوں کو یہاں سے لے کر ہدیہ نہ دینے گئے۔ جماد الثانی بھی نمایاں حدیثیں ہیں کہ شہداء زینبؓ تاریخ کے صفحات میں منسوخ ہیں۔ شفا میں پاک و ہند میں اسلام کے ورود کا دور و راتہ جس فرمان سالار کے باہرکت و اعتراف سے کھلا وہ یقیناً ہی کا ایک مانع نافرود تھا۔ یسین محمدی تمام اور آج پاک و ہند میں کہ دیشی سوسرہ کہ در کھڑا گمان قند موجود ہیں۔ اعلیٰ حکم بیان کسی بھی دور میں ملک کی طرف سے تبلیغ کا منظم مسئلہ جاری نہ ہو سکا۔

ادکان دفع میں سے عثمانؓ ہی ابو العاصیؓ یا لہذا عرب سے چھوٹے تھے۔ وہ ابتدا ہی سے اسلام کی طرف مائل تھے۔ لہذا اپنے رفیقوں سے الگ ہو کر قرآن مجید اور احکام شریعت سیکھتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوہام مشرور فرمایا۔

دفعہ ثقیف واپس ہوا تو قوم ادکان نے مشرورہ کے ملے کر کیا کہ ان کی قوم کے لوگ بابل، اہل اور حصی تھے۔ اگر انھیں جانتے ہی قرآن و اسلام کی ترویج پناہ دی تھی تو ممکن ہے وہ بڑا کام لیتے اور صورت حال بگڑ جائے۔ خود وہ ان کا محبوب سردار تھا، مگر سے مار دینے میں بھی تامل نہ ہوا۔ اس لیے مناسب یہ سمجھا گیا کہ جانتے ہی اسلام کی ترویج نہ سنا لی جائے بلکہ قوم کو دفعہ آخر اسلام پر دیا جائے۔

چند چار حافظ پہنچے کہ ادکان دندنے قوم کے لوگوں کو بتایا کہ یہیں تو اپنے شخص سے سابقہ پڑا جو انہوں نے باغی کر دیا ہے۔ مثلاً جن کو تارود، حوی، روپیہ چھ تارود، شراب اور لہو کو رام کھو۔ وگنا ہونے کہ ان باتوں کو ہم کیونکر مان سکتے ہیں؟ دندنے کہا کہ پھر تو جنگ کے سوا چارہ نہیں ہے۔ یمن اور قلعوں کی درستی کا انتظام کرو۔ جیسے روز فوجی غوی ہونے کہ ہم کو اس کے بیکار کر لائے۔ سادہ عرب تو ان کا شیخ و قربانہ و صاحب۔ یہ سن کر دند کے ادکان اپنے کو دوسری صورت اسی کے سوا کچھ نہیں کر سکتا جانتا ہے اسے قرآن کریم۔ سابقہ ہی یہ بھی بتایا کہ جس نے خود مسلم کو ثقیفی دھنا وہم اور صدق میں سب سے بڑھ کر پایا اور اسے مغرب سے بھی بڑی برکت حاصل ہوئی۔ چنانچہ پوری قوم مطلقاً اسلام میں داخل ہو گئی۔

ادکان میں لڑتے کو قتل کرنے والے بھی آپہنچے۔ مردان کے مقابلے میں ثقیف کی طرف سے نیا اور **لاہوت کا: نھام** ضیف الخیوہ اور دوسرے تھیں۔ دولات کے فوسٹ پر مردان کا طعنہ دینے لگیں کہ دندنے کے ہاں سے دیوی کو چپ چاپ انھیں کے دوسے کر لیا۔ شاید اس لیے بھی زیادہ فیسے میں آئیں کہ لات سے انھیں

مردی جو نہ کے باعث زیادہ محبت تھی۔

قیامت کی صورتوں ہی نہیں مردوں میں سے بھی اکثر کو قیامت تھا کہ ہاتھ کوڑے والے کو تیار ہوجائیں گے۔ میرزا نے حضرت ہاتھ کو مٹا دیا یا تو آفتاب کی مانند سب کو گھر سے۔ سب کو قیامت میں لگا دیا۔ ہاتھ سے میرزا پہ وار کر دیا۔ لیکن میرزا اسے دھڑکتی میت کو جکڑے کی پڑی عمارت کو توڑ کر کے دیا۔ جو میں نے کہا کہ صید کی جیاد، ان کو نہ سنے وہیں کو ختم کر دے گی۔ میرزا نے یہ سنا تو صید کی جیاد میں کھو ڈالی۔

اسی سند میں چڑھا دوں سے جو ان میں سے خواہ اس میں سے خواہ ہی سودا دار، ان کے بھائی اس کے قریبی واد کر دیے گئے۔ باقی باقی مستحقین میں تقسیم ہو گیا۔

اس کے دو نہیں تھے۔ ایک زید القیر، دوسرے مدی بن حاتم۔ زید القیر پہلے شمس الدی کی وجہ سے قیدی تھے۔ زید القیر شمس تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں 'زید القیر' کا لقب دیا اور یہی فرمایا۔ جو سب کے کسی شخص کو نہ کہ نہیں کیا گیا، جسے یہ اپنے بھائی کو وہ اوصاف سب کے بڑا یا دیکھو زید القیر کے کہ ان میں جتنی غریبوں یا ان کی کنش تھیں اس سے زیادہ ہوتی تھیں۔

خمس دھڑ میں کل پندرہ آدمی تھے۔ اس کے دس زید القیر ہی تھے۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت کے وقت ہر ایک کو پانچ پانچ اہلیے اور زید القیر کو ساٹھ سے بارہ اہلیے چاندی دی۔ انہیں ایک جاگیر میں عطا کی جس کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے۔ زید القیر سے آفریہ پہنچ کر وفات پائی۔

مدی بن حاتم کی کیفیت یہ ہے کہ اس نے مسیحیت قبول کر لی تھی۔ حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دوسروں کے ساتھ اس کے ہاتھ لکس کے اللہ کے لیے بھیجا تو مدی بھاگ کر شام پہنچ گیا۔ اس کی بی بی مدی حاتم کی بیٹی گرفتار ہو کر مدینہ منورہ آئی۔ وہاں سے مسجد نبوی کے دروازے کے پاس ایک سائیل میں رکھا گیا۔ وہ غریبہ تھی، ایشیائی کام تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزرنے تو بڑے عاتق سے فریاد کیا: **هذه الولد وخطب الوافد ولسن علی**۔ دو روایات آتی ہیں۔ پہلے اسے اور غریبہ ہو گیا۔ کپ ہو کر **حق اللہ حلیہ**۔ احسن فرمائیں، اللہ آپ پر احسان فرمائے گا۔

مذہب رسم نے پوچھا، تمہارا بیٹا نے واد کو کون ہے؟ عرض کیا: مدی بن حاتم۔ فرمایا: مدی بن حاتم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تجھے دیکھا، انکو مٹانے کے لیے بھیج دیں۔ مدی بن حاتم کوئی تاقی احسن تھا۔ آدمی اس کے مٹانے کو بھیج دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تجھے دیکھا، انکو مٹانے کے لیے بھیج دیں۔

وہ بڑے عاتق تھے، کپ ہو کر مدینہ منورہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تجھے دیکھا، انکو مٹانے کے لیے بھیج دیں۔

اس کے ساتھ بائے کا قبیلہ کر لیا۔ رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم دسویں چاکر آپ سہ لکھ پچیس پناستہ، سو دسویں کا تمام کر دیا۔ خیریت ہو یہاں، میں جہاں کے پاس شام پہنچ گئی۔

عادت ہو گیا، تلخ و حکمت کے واسطے عالم، تو اپنے ہاں پہنچ کر سو دسویں کے ساتھ
 عدی حضور رسالت میں | آپ کی کائنات حقیقت میں کہ پھر کون کیا دے گی نے اس کو کیا کہ میں نے واقعی وہی کیا
 برقرار رہی ہے۔

پھر عدی نے رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے حلق پر چھا، میں نے کہا کہ میری داسہ ہے تو ابھی باک اس سے مر۔ گھر وہی
 ہیں تو جہاں کی حوت سبقت کرے گا، اسے نصیحت حاصل ہوگی۔ اگر وہ بادشاہ ہیں تو تمہیں صحت کی بارگاہ سلامت کے ساتھ
 کسی دولت و اضافی پسند کی۔ تم جو کچھ چاہو وہی ہو سکے۔

عدی نے یہ راستہ قبول کر لیا، چنانچہ وہ میری چوٹیا اور رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا، پھر چوٹ
 کوں پر عرض کیا، عدی بن ماکر۔ عدی کا بیان ہے، آپ فوراً اٹھے اور مجھے اپنے ساتھ کھڑے چلے۔ راستے میں
 ایک درمیان گئی وہ درجہ تک اپنی ضرورتوں کے متعلق باتیں کرتی رہی۔ آپ شہرت و ستارے جیسے ہو گیا کہ آپ
 بادشاہ نہیں۔

مگر پہنچ کر آپ نے چوٹ کا ایک لمحہ میری عزت بڑھا دیا جس میں چوٹیاں میری بُری تھیں اور فرمایا: اس پر
 بیٹھو خود وہی پر بیٹھ گئے۔ عدی نے ہر چہ عرض کیا کہ آپ گھر سے پتھر لے کر رکھیں۔ فرمایا: ابھی کہ وہ بیٹھ گئے
 پھر آپ نے پچھا: عدی! کیا تو کوئی نہیں؟

عرض کیا، ہاں کل برفریا۔

پھر بادشاہ ہوا، کیا تو اپنی قوم سے چٹھہ نہیں لیتا؟

عرض کیا، جیسا ہوں۔

فرمایا، یہ تمہارے دیہے کے دوسرے قوجا تو نہیں۔

عدی کہتا ہے، بلکہ میں نے کہا کہ آپ واقعی نہیں ہیں۔

آخر میں آپ نے آیتہ کے متعلق پتہ چاہی کہیں۔ شلا،

اور وہ وقت نہ رہیں کہ مسلمانوں میں دہشت کی آنی قرار دی ہوگی، گویا یہ بھی ہی ہر سے گی اور اسے

لیجئے وہاں؟ موشہ سے سے بھی نہ لگا۔

لکھو کہ کسی کے خلاف تھا، جن کا وہ بہت سیریت اور صابریت کے ہیں ہیں تھا۔

۲۔ وہ وقت دور نہیں کہ ایک بڑا بہاؤ مسیح سے اپنی لاقہ سوار ہو کر بیت اللہ کی زیارت کے لیے نکلے گی اور اسے کسی کا خوف نہ ہوگا۔

۳۔ وہ وقت دور، عیسٰی جیسے تم سن کر مسلمانوں کے باطن کے سینہ پہ فتح کرے۔
غرض یہ کہ مسلمان قبول کر لیا اور یہ لاشاۓ اللہ جی کی دعا میں پورے ہو گئے۔

جو حقیقت

برصغیر میں مسلمان کی اشاعت تیار تیار ہیں انہیں جو حقیقت لیا جائے کہ اور اسے سے برقی۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جوش برصغیر میں سے ایک شخص کو گرفتار کر لیا، لیکن کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: یہ تو شام میں آئے ہیں، پھر کہا: انہما کے پاس جیسا، ایک دو دعویٰ اور ان کے لیے مقدمہ فراہم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو اسلام کی دعوت دیتے۔ شام جواب دیتے۔ اس معاملے کو چھوڑنے، اگر آپت فدیہ چاہتے ہیں تو جتنا چاہیں، شک میں نہیں ہے۔ دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: شام کو چھوڑ دو، چنانچہ وہ رہا، پھر کہیں کی قسمت گئے۔ وہاں بنا دھوکہ آئے اور مسلمانوں کو لیا، پھر کہہ کر مہاجر ہو کر آیا: کیا اور قریش سے کہہ کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے پیر فائدہ نہیں پہنچے گا۔ وہی کہہ گا، انہما زیادہ تر یہاں رہیں گے، پھر چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہما کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خدا کا نالہ گا۔

برصغیر میں مسلمان کی اشاعت تیار تیار ہیں کی وجہ سے برقی تھی

دعوت

برصغیر کا دعوت شدہ مسلمان، میں تو اب اور میں ابیسی آدمی تھے جنہیں وہ بہت، امارت کے مکان میں غمہ لایا گیا اور اکثر وہ اسی مکان میں غمہ لائے جاتے تھے۔ جہنم کا ران ہے کہ ان کی ممانہاری میں کہیں خوشی، کہیں دکھ، وہی، کبھی غم، وہی اللہ کہیں کبھی بریں پیش کی جاتی تھیں۔

مسجد بنی العقیب، ایک مذہب، میں اس وفد میں شائق تھا لیکن اہل وفد اسے کیا دوں اور اونٹوں کی چٹائی کے لیے چوڑا جاتے تھے۔ رخصت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو پانچ پانچ اور تیسے ہاتھی دیے۔ اہل وفد نے عرض کیا کہ ہمارا ایک ساتھی کیا دوں اور اونٹوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے لیے بھی پانچ اور تیسے چاندی دیے اور فرمایا، کیا دوں اور اونٹوں کی حفاظت کے باعث اسی کا وہ جو تم لوگوں سے کم نہیں ہوا۔

یہی سب ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا، لیکن تمام انہی اسلام پر برقرار قائم و مستحکم رہے۔ سید حضرت ابو بکر کے بعد خلافت میں بارہوا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمن سے بچ کر اسے پانی کا ایک شیشہ بھر کر دے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ تم اسے اس جگہ جاہل سے توڑ کر بکراؤ اس پانی سے دعوت لانا اور وہاں مسجد تعمیر کر لینا۔ (توحید)

وفود کا دورہ

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَنْهُمْ أَحِبَّاءٌ

—(۲)—

انہ کے دین میں سات گوی تھے رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اور دشمنی اور گفتگو سے بہت پرشور ہوئے۔ فرمایا: تم لوگ کون ہو؟ عرض کیا: ہمیں۔ فرمایا: ہر قرنی کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ تمہارے قول یعنی ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا: پانچ باتیں وہ ہیں دین کے عقائد کا آپ کے پیچھے جو سے ہفتوں نے مکرم کیا۔ اسی طرح پانچ باتوں پر عمل کے پیچھے کیا۔ پانچ باتیں وہ ہیں جو کہ پانچویں سے پہلے سے گزرتے تھے:

۱۔ ایمان و اعتقاد کی باتیں، الشہادۃ ایمان، اللہ کے فرشتوں پر ایمان، اللہ کی کتابوں پر ایمان، اللہ کے رسولوں پر ایمان، عربوں کے بعد بھی اپنے پر ایمان۔

۲۔ عمل کی باتیں، اگر تمہیں کہنا، پانچ اہل اہل اکرام، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا جسے زاد راہ کی استعانت ہو۔

۳۔ جو چیزیں پہلے سے کام نہ ہوتی تھیں، آسمان پر اللہ کا شکر، صیغیت پر صبر، آفتاب سے شمس پر راضی دینا، دشمنان میں آجائے تو راست پانچویں پر استغوا، اللہ کو بڑا بھلا کہنا۔

خود رسول کے فرمایا پانچ باتیں یہاں بتا دینا جو تمام لوگوں کے لیے ہیں نصیحتیں پروری ہو جائیں۔

۴۔ جو چیزیں کہ کما کا نہ ہو، انھیں میں نہ کرو۔

۵۔ وہ مکانیں جہاں میں نہ پناہ ہو۔

۶۔ ایسی باتوں میں مشابہت کہ جنہیں کچھ چڑھتا ہو۔

۷۔ نہایت تقویٰ اختیار کرو جس کی طرف لوٹ جا سکتے اور جس کے صفہ پر پیش ہوتا ہے۔

۸۔ ان چیزوں سے رغبت نہ کرو کہ آخرت میں تمہارے کام آئیں، جہاں تک میں ہمیشہ دہنا ہے۔

شعبہ بنو کندہ کی شاخ تھے اور وہاں حضرت میں رہتے تھے۔ ان کا وہ بھی مسلحہ میں آیا، ہر سال (خود کہتا ہے) اس میں تہوار آدمی تھے اور یہ اپنے صدقات میں ساتھ دے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا: مال واپس لے جاؤ اور اپنے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دو۔ انھوں نے لڑائی کیا یا دسراں اور فقر و مساکین میں تقسیم کے بعد جو کچھ بچا وہاں رہا اسے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ حضرت ابو بکر نے یہ جواب سنا تو کہہ: یا رسول اللہ

اولیٰ ہمدان کا شہر سیل میں رہا اور وہ مہاجر کا عبد اللہ بن مسعود جلیل، اسم بڑا مارٹ بن کعب کا جبار بن قیس۔ ان تینوں نے یاری باری خط پڑھا مگر کوئی راستہ نہ دے سکے۔ استغف نے پوری سی آبادی کو بلایا اور غوطہ سنا کر مشورہ پوچھا۔ خود گھر کے بعد اسے قرآن پائی کر شہر سیل میں رہا اور عبد اللہ بن مسعود جلیل اور جبار بن قیس کو حقدار بنایا کہ دیر منہ یہ چاہا جائے۔ وہ جو فیصلہ بنا سب سمجھیں اور آئیں۔

یہ لوگ مریض منورہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآنی عید کی آیات سنائیں۔ انہوں نے جزیہ سنگہ کر لیا۔ سادہ کی دعوات یہ تھیں۔

۱۔ اہل خیرین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت حاصل ہوگی۔
۲۔ ان کی ہاتھوں، مذہب، زمین، دیار اور حالت اور حقوق میں کوئی تغیر نہیں کیا جائے گا اور یہ دھماکا خود غائب، رزم اور غلام سب پر حاوی تھی۔

۳۔ زبان سے چھا دی جائے گی، نہ کھڑا نہ ان کے علاقے سے کوچ کرے گی۔

پہلا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کے کتب خانوں کا چھپا ہوا تھا اور غوطہ بٹہ میں مہاجر یہ استغف کا وفد
سے کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، راستے ہی سے پٹ کے مریض منورہ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کر کے وہیں رہا۔ کسی ایک جنگ میں شہادت پائی۔

پھر استغف اور کھانوں کے بڑے بڑے مالک، سامان آرمی کا وفد کے مریض منورہ حاضر ہوئے۔ ان میں سے چوبیس مشر اور آدھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں سبھی طریقہ پر مسجد بنائیں۔ یہی ہیں جہاد کر لینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ ان سے مختلف اوقات میں بات چیت بھی ہوئی۔ سورۃ آل عمران کی متعدد آیات کا نزول اسی دور کا ہے۔ تاہم مسلمان حرم و منورہ نے کہا ہے کہ پہلے وفد کو مباہلہ کی دعوت بھی دی گئی تھی۔ لہذا جیسند کا احساس یہ ہے کہ ان لوگوں کو مباہلہ کی دعوت نہیں دی ہوگی، کیونکہ وہ تو عیسائی بھی نہ تھے، اگرچہ عیسائیوں کے مستعد پیشہ تھے۔ استغف اس کے اہل و نہ ہی سے مباہلہ کے لیے کہا گیا ہوگا، لیکن وہ مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے۔ جزیہ قبول کر چکے تھے۔ اب انہوں نے گرجاؤں اور عمارتوں کے متعلق ایک نیا وفد حاصل کیا جس کے اہم مطالب یہ تھے۔

۱۔ استغف اعلیٰ نیز دوسرے استغفوں، کاجوں، راہوں وغیرہ کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت حاصل ہوگی۔

۲۔ گرجا کے چھوٹے بڑے مسجدی اداروں میں سے کسی کو جلا نہ جائے گا اور کسی کے حقوق یا اقتدارات میں مداخلت نہ کی جائے گی نہ ان کی موجودہ حالت میں تغیر ہوگا۔

ج۔ غرہا ہے کہ دور مایا کے بحرِ نرا اور نیر اندیش رہیں۔ نہ غم و غم کریں اور نہ کسی غم کرنے والے کا ساتھ دیں۔

سیرۃ النبیؐ میں ہے کہ نیر ان میں ا

عیسائیوں کا ایک حکمران بھی تھا جس کو وہ کبر گئے تھے اور جرم کبر کا جو یہ جکتے تھے۔ وہی میں بڑے بڑے مذہبی پیشوا رہتے تھے۔..... جو شخص اس کی حدود میں آ جاتا تھا، مامون پر جاتا تھا۔ اس کیجئے کہ اوقات کی آمدنی وہ کا کھساؤ نہ تھی۔

یہ بہت بڑا دانا فیقید تھا جس کی کئی شاخیں تھیں اور ہمہ تن اہلِ اعرب کے بیان کے مطابق یہ نیر اور قبیلے کے ہمایوں میں رہتے تھے۔ یہیں سے حمل کر کے لوگ اجا اگلی پر چلا گئے۔ اس کے بعد حجاز میں کھر گئے۔ اسی قبیلے کے ہمس آدلی ولدین آئے تھے جس میں حضری بن عامر، قرہ بن ابی ذر اور ابیہ بن عبد اور عمرو بن غریب بھی تھے۔ یہ دلاڑیوں کے اداسی میں آتا تھا۔

حضری نے حضورِ منور سے طرہ کی کیا کہم لوگ مسرت نایک و حق اور مسند پر خشک سال میں آئے ہیں۔ حالانکہ آپ نے ہم سے پاس کوئی شکوہ نہیں سمجھا تھا۔ موردِ عزت کی یہ کثرت انہی کے بارے میں قول ہوئی تھی۔

نَبِيَّكُمْ خَلِيفَةُ اَبَا اَسَدٍ اَخْلَى دَا شَكُوْهُ
وہا سے پتھر لوٹ آپ پر احسان بتاتے ہیں کہ مسند
اَخْلَى اَسَدًا بِكُمْ قَبِيْلِيْ مَلِكٌ مُّؤَيَّنٌ خَلِيفَتُهُ
لے آئے ہیں کہ دورِ پیرا مسند دینے کا احسان نہ
اَنْ هَذَا لَكُمْ فَلَاحِيَا بَا اَنْ تَكْتُمُوْا حُدُوْدِيْكُمْ
وہا سے پتھر لوٹا احسان ہے کہ اس نے زبان کی راہ
دیکھی۔ اگر یہ لوگ وہاں سے اسلام میں پہنچے ہیں۔

تھامی سیلوان مرہم مسند و پوری نے شیخ مسند کی کا شوق خوب بر عمل لکھا ہے۔

مسند منہ کہ خدمتِ سلطان چمے کئی

مسند شناسی اور کہ بہ خدمت پر نشینت

یہ لوگ قلعہ یوں کی ایک شاخ تھے، جن کا جدِ اعلیٰ خولان بنی فرو تھا۔ ان کا والد جد اس ازا پر مشتمل تھا، اشعیان مسند میں آیا یہ سلطان بر کر آئے تھے اور اپنی قوم کی طرف سے بھی قابضی کا اختیار لائے تھے۔ ان کے بڑے کا نام 'عمانس' تھا جس کے بیٹے نے دریغ تو بایاں کر سکتے تھے۔ وہ کہے اراکان نے خود بتایا کہ ایک مرتبہ خشک مالی حق سے دور کر کے کے بیٹے جو بنے والے چمے کیا وہ ایک سو بیٹے تھے۔ ان میں سے

نہ جلد اور بعد میں ۴۴ ملکہ طہانت بن عبد جہر اولیٰ سے ۱۰ ملکہ شہان مسند کی ابتدا ۲۰ نومبر مسند سے ہوئی۔

ایک ہی نام ہیں۔ ہم انہیں 'کے' کے قرآن گردا اور غشت بٹ کے پاس ہی درجوں کے لیے چھوڑ آئے۔
 یہ بھی بتا کر ہماری قوم اپنے جلاوطن اور نہ اجماع میں سے ایک مصرہ اللہ کے لیے اور ایک مصرہ 'ہم انہیں' کے لیے
 مقرر کر لی۔ اگر ہر ایک کا سا دلوری کے باعث 'ہم انہیں' وہ مصرہ غریب پر ہمارا قرآنہ روز مصرہ 'ہم انہیں' کے لیے نامزد
 کر دیا جائے لیکن ہم انہیں 'کامہر کھی' اللہ کے لیے نامزد کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کی سند پر ان کی آیت میں: یعنی لوگوں! ایسے ہی دوسرے گردوں کا ذکر ہے۔
 وَحَمَلُوا بِفَرْمِثًا قَدْرًا مِنْ الْغُلُوفِ وَالْفَلَاخِيمِ
 قَبِيضٍ فَقَالُوا هَذَا مِنْ بَرِّهِمْ هَذَا
 بَشَرًا مِثْلَهُمْ لَمَّا كَانَتْ بَشَرًا مِثْلَهُمْ لَمَّا كَانَتْ
 اِنْ مِثْلَهُمْ لَمَّا كَانَتْ بَشَرًا مِثْلَهُمْ اِنْ مِثْلَهُمْ لَمَّا كَانَتْ
 مِثْلَهُمْ لَمَّا كَانَتْ بَشَرًا مِثْلَهُمْ لَمَّا كَانَتْ

خدا کو پہنچا نہیں، لیکن وہ کہنا کے لیے ہے وہ ان کے لیے
 ہوسے شریکوں کو پہنچا جاتا ہے، کیا ہی برا فیصلہ ہے جو یہ
 لوگ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن میں لکھا ہے۔ خصوصیت سے ان باتوں کی تعلیمت قرآنی،

۱۔ رفا سے حمد

۲۔ ۱۰۰ سے بابت

۳۔ ہمارے ساتھ اپنا سلوک

۴۔ کسی پر بھی ظلم نہ کرو کیونکہ قرآن میں اس کے دن کلام کے لیے تہ کی کاباحت ہو گا۔

سنو ہوسے، ستور، شریعت کے مطابق کسی وقت کے ارکان کو بھی نہ لانا دیا۔

ابو عبد اللہ، اب تیس بناموں کی ایک نشان تھا۔ ان کا نام مسئلہ میں تھا جس میں دس افراد شریک تھے۔
 وقد علمنا انہیں بنانے کی صلاح دے پر امر ہو سے۔ ایک وقت لوگ تھرتے تھے کہ وہ ان کے ہاتھوں میں
 حاضر ہوسے، اب انہیں سے ایک کوئی کو خدمت دیکھتے ہوسے۔ پھر فرمایا، میں نے تمہیں کیوں دیکھا ہے۔ اس نے عرض کیا
 یہ جلال اللہ بھلا ایشا ہو، میں نے ان کے ہاتھوں سے بہت سے اعدائیں غشتنگ کی تھی اور آپ کے حکام کو
 میری طرح روکا تھا، اس وقت جو لوگ میرے ساتھ تھے وہ سب مر گئے۔ مجھے خدا نے اپنی رکھا اور میں نے آپ کی
 تصدیق کی کہ انہوں نے سب کو کھل دیا، اب انہوں نے اس کے بعد ان کے لیے میری سفیرت کی ہے۔ اور جو توفیق میں

آپ نے کیا تھا اسے سات کرو سے کر لیا۔ اس قسم ان تمام علما پر ماکر شایانہ ہے، جماعت کفر میں۔
 دوسرے دور میں سے جن کی کیفیت اس طرح ذیل ہے،

مشرق و هند

۱۔ **دندھرا**، یہ تعالیٰ قبیل تھا اس میں سے لیاویں حارث مسلمان ہوا۔ وہی پندہ آدمیوں کا
 دندھ سے کر آیا۔ پھر وہ قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ اسی قبیلے کے کوئیں کے بیٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات
 کلکراں دی تھیں کہ ایک ایک کر کے اللہ اللہ پڑھتے رہ سنے کوئیں میں ذوال وینا۔ پھر اس میں آٹا پانی ہر گیا
 کہ اس کی گہرائی لگاتار ہی نہ تھا۔

۲۔ **اشتر** بھی یہی نام کا معزز قبیل تھا۔ مشقت میں تہذیب اشتری ہجرت کے قصد سے چاند پر سوار ہوئے۔ سوا اتفاق
 سے ہوا کہ ہمارے جہاز کو جہاز پہنچا دیا۔ وہاں سے یہ لوگ حضرت جعفر بن ابی طالب کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ انہوں نے
 اشتری نامی کے ساتھ آئے تھے۔

۳۔ **زبید** سے عربی صوبہ کرب دیں کہ وہاں کے چہرہ آگے، فتنہ اڑا دیں یہ لوگ بھی دھمکا گئے۔ انہوں نے
 اسلام نہ کیا۔

۴۔ ان کے علاوہ **ہمدان**، **اکندہ**، **حضرت**، **دیکلہ**، **مرہ**، **حیر**، **جہنی**، **بابر**، **فتان**، **تعبہ**، **مرہ**، **خوارہ**،
کلاب، **اکانہ**، **حارث بن مسعود**، **انہ** کی مختلف شاخوں، **الشیخ**، **ابو نعلب**، **مشیمان**، **مزار**، **صیوت**، **سعد**
حذیم، **بنی**، **ہبرا**، **اندہ**، **مسلمان**، **کعب**، **نجم**، **سعد**، **قشورہ**، **نفس**، **نحیح**، **خاند**، **نظم**، **ہزام**، **فیرو**
 کی طرف سے دہ آئے۔

مکمل کار انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا تھا وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ
 پر مسلمانوں سے بہت پسند، بہت دینی، بے تعلیق ہو رہے تھے۔ یہاں بیت کی نوناک تار کی چھائی ہوئی تھی،
 مناسبت کے شایہ ہی کوئی نفرت نہ ہو کر بیت دیگر بیادنی راجہ لیا، وہ سے لیا کہ بڑی شکل میں اس سرزمین کے اندر
 موجود تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ترویج کی بدولت صرف تیس سال کی قلیل سی مدت میں وہ نجد میں حق کا جہاد
 ہو گیا۔ اور ایک ایسی قوم تیار ہو گئی، جو اس دین کی قربانی قدم میں لے کر دینی سے کھلی تشریف و غریب ہیں جہاں جان
 پہنچا اسے سراپا قربانی تھی۔ وقت کی دنیا نے جس سال کے اندر اندر زبان حالی سے اعتراف کو دیا کہ وہ کسی سے
 بہتر قوم تیار اور سوج کی ہر گھس لے نہیں دیکھی۔ وہ اپنی ہزاروں میں نہایت ہی دور رس کا نصب العین بنا تھا، انسان
 کو ہر قسم کی غلامی سے نکالتا تھا کہ صرف خدا سے داد کی جو بہت پر دستاورد گنا، ہر صفت کی وہ تعلیم اقیانوس کو شاکر
 جس انسانیت کے لیے وہ ترقی دور غل صالح کو مینا بنا دینا۔ کاسے گور سے، شرقی عربی دور عربی کی ایک
 بروری میں خشک کر دیا کہ نہ سب آدمی کی اولاد تھے۔ سب ایک کھرا بنے کے افراد تھے۔ دونوں اور دماغوں کو

و ماکس و اوہام کی جن کہنی فریکروں سے بکرا رکھا تھا۔ وہ گناہ کیا اور کی بھڑکی سے کلب ٹکٹ سے برٹش اور یوپ کے
 ملا۔ ماؤں سے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی اور اس کی بہترین تہذیب تھی اور اس میں کائنات انسانیت
 کے سرسبز نکل کر رہا۔ دوسرے قبائل نے پروان دسوں کو مصلحت کی والیت کی کا نقشہ کئے اب پذیر اقدام کی
 کھینچا ہے:

مغف کوں دسکار میں سحر د شام چھربے نے توجہ کر کے کر صفت تمام پھرے
 کو میں رشتہ میں کے کرتا پینام پھرے اور معلوم ہے توجہ کو کبھی شکام پھرے
 دشت تو دشت میں اور بھی نہ چھوڑے نہ نے
 بحر ظلمات میں دونا ایسے ٹھوڑے نہ نے
 دھرم:

دو فریقوں کے بیچ ہی میں دیکھنے سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ گزشتہ قروں کے کارناموں کی داستانیں بیتاخصیہ
بائبل اور ایران کی تاریخ و ادراک میں مسماں ہیں۔ جدید دور کے فرقہ پرستانہ عقیدے کا نظریہ اور تاریخ کے بعض کی برتری
پرستہ خیالات کا ہے۔ لیکن تاریخ کی زبان کسی نسل سے ہند نہیں دیتی۔ دورِ قدیم اور جدید کے وسط میں ایک دماغ اور
بہتر گراہی میں ایک مقام پر قوم جو اسے عرب سے اٹھی، یسوع کی طرح برہمن۔ مہم کی طرح کرنہ اور فی پریسل بھی۔۔۔ بنائے
اسی سیلاب کی دہریں جو حکم و درندگی کی انھی صورتوں کو دیکھنا چاہا، جو ہمیشہ طوفان میں اٹھتی رہی ہیں لیکن فوقی نظامہ تا کلاسا
ہو کر گزشتہ پندرہویں صدی میں چھپ گیا۔ خیانتوں دیکھا کہ وہ عفت کا وہ طاقوں سے کھراچی۔ اس کے بعد انھوں نے شرعی، عظیم الشان
پہاڑوں کو ٹھکر لگائی، تہذیب و تمدن کی ہر چیز کو ہوا زار، تہذیب و تمدن کی ہر چیز کو ہوا زار کیا۔ تہذیب و تمدن کی ہر چیز کو ہوا زار کیا اور نہ
تہذیب کے آثار و تہذیب مند کیے۔ وہ قاتلانہ جوش میں سیلاب کی طرح برہمن۔ لیکن یہاں تک کہ تہذیب و تمدن کے داخل ہو گئی تو
گمراہی کی طرح ست گئی۔ بنائے یسوع کی تہذیب و تمدن کی ہر چیز کو ہوا زار کیا۔ تہذیب و تمدن کی ہر چیز کو ہوا زار کیا اور نہ
حکومت خلق باقی رہی۔ وہ اس کے خلاف عوامل و اسباب پر مبنی تھی۔ روحانیت کے دیا میں خلق و خلد دونوں کو
نے کر رکھا جانتے ہیں۔ یہاں سوال باطل کیا ہے۔ تاہم اگر ہم اپنی فلسفہ تاریخ کی خواہش پوری کر سکتے ہیں تو یہی اس کے
بڑے کھنڈی میں درج نہ کرنا چاہیے۔

دیا میں یہ سب کو فی خیر و فائزاد جوش میں یہاں کا شروع کرتی ہے تو اسی کے ولی کو عفت
بہترین انسانی مقاصد | طریقوں سے گریا جاتا ہے۔ قبل و قریب کا ہنگامہ خیر نہ انہی اس کا غیر مقدم کرتی ہیں۔
سب سے پہلے ان کی فصاحت اور درویشی کی اُمتوں باقی اسے گرم جوشی کے ساتھ وضاحت کرتی ہے۔ کم و بیش ہر دور کو
انسانی تہذیب کو چھڑانے ہیں۔ دیکھیں کہ کتنی تمدنیں تعمیر دی جاتی ہیں، قوم پرستی کا عفت اور یہاں تک کہ وہ قدیم
کارنامہ اسے فنا، تہذیب و تمدن کو کھڑا کر دیتے ہیں۔ انہیں چیزوں کا پیدا کیا جو ان کی میدان جنگ میں مسکندگی
پورے دی، قضا و شدد اور خشت و درندگی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ہر سب سے کھڑا ہے تو اسے چور و گور کر دیتا ہے۔
لیکن اس کی تہذیب کی حالت پوری دنیا کے فریقوں سے عفت تھی۔ نہ تو طویل و بلی نے اس کا ال بڑھایا اور

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔

دوس کے سامنے آتش بیانیوں کی سگ بھڑکانی گئی نہ سرجہ و سبز جھنڈیوں کے نیچے اس کی خارش کی گئی نہ اس کے سامنے
دلی پستی کے ترانے گائے گئے۔ دوس کے دل میں قیامت کے یاد تازہ گرائی گئی اور جو بک قیود شہنا مست کی دامت اس
سے اس کا خون گویا آیا۔ دوزخ کی دلیں آتی ہر وقت کے مشق میں دوزخ کا ہم سے کراہی۔ آئیں اور جوں سکھیں شہاد
کی دلی شہدوں کی جگر مرث ایک درحالی مستہ اپنے سامنے رکھو۔

تاکہ اذکار کو حق سمجھ سکے۔

قلک کفہ اللہ ہی اعلیٰ۔

امور ایک اخلاق دستور اعلیٰ کے گرد ان جگہ کی طرف ترقی۔

خدا کے در میں جو یہ کام سے کرانا۔ نیابت ذکرنا۔ برہمنی
ذکرنا اور ملنے کے احوالوں۔ نکاح۔ کائنات کا لانا اور پھر
قلی ذکرنا۔

آجانی یہ کرنا، شہاد کی چیز نہ کرنا، جو کہ ایمان والا
ملو جوں کو دشت توبہ اور غیر ملکی ذکر کرنا۔

وَقَدْ بَاسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نَقِصًا

تَقُولُوا لَا تَقُولُوا وَلَا تَقُولُوا

وَلَا تَقُولُوا وَلَا تَقُولُوا

يَسْتَوِي وَلَا تَقُولُوا وَلَا تَقُولُوا

(صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

جی تمہارے ہیں کہ تمہاری امت کو تمہارے تاج
امالی کو نہ کے سپرد کے تھیں یہ ان جگہ میں جاسے
سکے لیے نصرت کرنا ہوں۔

عمر ۵۷ م کے خدا کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب
سکے پابند ہو کر یہاں جگہ میں ہاں۔ اور جوں کو ۱۰
اور جوں کو اور جوں کو ہرگز قتل ذکرنا۔ نیابت ذکرنا
قابی نصرت کو مستحق طور پر دینے کرنا، اصناف اور امالی کرنا،
قہا اصناف کرنے والوں میں جو نہ دست رکھتا ہے۔

استودع الله دينكم و امائتكم و اخرائكم
ايها الصالحين۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

انظروا باسم الله و بالله و على سيرة

رسول الله لا تقتلوا شيئا حسنا

ولا هفلا ولا صغيرا ولا اضرارا

ولا تقتلوا و اضحوا غنا منكم و

اضحوا و احضروا ان الله يحب

الاحصين۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

ایہ احکام اگرچہ خدا اپنے اندر روحانی طاقت رکھتے ہیں لیکن امیر المسلمین کے احکام
کی پابندی دوسرے طاقت میں اور بھی ملنا ذکر و بیعتی ۱۰ اس لیے اصرار کی

طاقت کے حق کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر حکم دیا۔ اس اعلیٰ طاقت کا مقصد ہمارا خدا کا قائم رکھنا تھا

بعض اس شرط کا طمانناہ ہو کر آئے اور بیٹے سے نہ مانع کی زمین میں پیدا ہوا۔

و من غزا فغزا و دبا و سمعة
و عصی الاسلام و افسد فی الارض
نفسہ یوجع بالکفاح
و جادو کے ترس سے غار کا رخ و پس کیا

(۱۱۰۰، کتاب الجہاد)

اطاعتِ سرِت نیکی میں سہنے | پناہ کی یہ کبھی بے ہوشی نہ تھی
نکباتِ خون کے اکثر تھے سنہ اس کی مہلت کی اور جہادِ سرِت صوم کو
نہ خیر ہوتی تو آپ سے اسے حق بجانب فرمایا۔

ایک مرتبہ ایک امیرِ فوج نے آگ و دشمنی کی اور فوج اس میں ہونے لگا کر دیا۔ فوج کے ایک صف نے اس میں
جاء یابنکی دوستِ فریق نے تیار کیا اور کہا کہ "ہر تو آگ ہی سے بھاگ کر یہاں آئے ہو" آنحضرت صوم کو
برائی فرمایا۔

اگر وہ فوج اسی جہاد کے لئے شعلوں کے درخشاں دیکھے تو بیشک آگ و جہاد ہی کے اندر رہتے۔
احسانتِ خدا کے نام میں نہیں کی جاتی۔ طاعت کا تقاضا صرف ایک کاموں سے ہے اور وہ اور
کتاب الجہاد..... لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

عرب کا ماحول | یہ اخلاقی احکام اور اخلاقی طاعت اگرچہ قومِ ہندو پر مہاجرین کے لیے ڈھیر سی گئی تھی، اس لیے
جس قوم نے وحشت کو عرب میں نشر و نہائی ہو، جس نے صوم اسے عرب ہی میں اپنی شجاعت
کے جہاد کے نام پر دھوکے سے سرگرم کارزار دیا، وہ جو بے مردمان اور فاقہ مست ہو کر گھر
سے نکلی ہو، جو ہر طرف سے بغیر و انتقام کے نہایت مشفقہ سے گھری ہوئی ہو، اور وقتاً اس قدر مضیق و محسوس
اور صلح ہو نہیں سکتی کہ اس کے اخلاقی دامن پر ایک دھبہ بھی نظر نہ آئے، اس لیے اس سے قدرتی طور پر بعض
جزوی توہم و اشتباہیں برپا ہوں، ایسی کبھی ان فرد گزشتہ کی دوسرا افزائی نہیں کی گئی، بلکہ ان سے روکا گیا، ان ظہیوں کی
دو نہیں دی گئی، بلکہ ان پر طاعت کی گئی اور عمدت و خلافت ماحول ان سے بالکل پاک ہے۔

اسوہ جہاد اور احکام | پناہ کی یہ کبھی بے ہوشی نہ تھی تو آنحضرت صوم سے مہاجر توں اور ہجرت
کے خلق کی مہافت کو ہی راہِ مافور، ایک سطر جہاد میں جب مہاجر ہو کر کی شہوت سے
جہاد ہو گئے تو اصرارِ حریت کے بہرہاں مہافت سے اور ناجائز کے ان کا گوشت و جگر میں چرمائی۔ آنحضرت صوم کو
خبر ہوئی تو کمان کے نیچے سے بگلیاں اٹھ دیں اور فرمایا:

اں غنیہ نیست باطل حق نیست
خوش کام و درویشیوں - تکیہ جتن نہیں۔

زاجروانرو۔

فرج سکے لیے غلامی در پر کم تھا کر گزشتے میں دودھ دینے والے مویشی مل جائیں تو ان کے دودھ ادا ہونے کی
کسی کو اجازت نہیں۔ سخت مجبور کی حالت میں جی مانگے ہوئے ہو کر اپنا ہاتھ سے زنی یا چیتے، ورد تین یا دو گنا بوند
پکڑ لیا جائیے۔ دار و آؤ و کتابہ الامداد۔

اسلامی فوجوں کا سیل فتح

اصول مات جنگ

— (۳) —

وقت فوج کی ایک مصلحت

ان احکام اور اس دور کے حالات و مجاہدین اسلام کی خوش اخلاقی کا ایک لازمی سبب تھا۔ فتح حاکم کے چلے جو عین روز کی جاتی ہیں، عوام کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ لڑائی کی طرف پادوں پر اس وقت کے ساتھ پہنچ جاتی ہیں کہ ان کی بڑی تعداد رکھنا بالکل ناممکن رہ جاتا ہے۔ لیکن اسلامی فوج کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی۔ اگر صرف وہی لڑکر اور فوجی دستہ و ایثار و شہادت کے لیے ان کا خود ہر تھا۔ وہی بیٹے ان کا روحانی پدر بن جاتے تھے۔ اسی قدر ان کی اہمیت کا وزن جتنا بھی تھا۔ آنحضرت معلوم سے غزوہ بدر میں مجاہدین کی وہی وقت تدارک کو دیکھ کر اللہ کی غیرت و رحمت کو ان پر حسرت و غم میں جوش دلا تھا۔

تلمع لهم ان تقاتلوا لا تغلبوا — خداوند یکبارگی ہی مرنے والے کو اپنی پاد پیری عبادت

لا یجوز — (اسلم جو دوسری) — کو سند سے چھینا تھا اس حدیث کا ہے:

غزوہ بدر میں مجاہدین کی تعداد صرف تین سو تیر تھی۔ اسلامی فوجوں کا سب سے بڑا اجتماع فتح مکہ میں ہوا تھا۔ لیکن وہ بھی دس ہزار سے تھوڑا (تعداد مسلم)۔ پس وقت تدارک کی وجہ سے ایک محدود فوج کی اخلاقی اگرائی نہایت آسانی کے ساتھ ہو سکتی تھی۔

لوٹ کی ممانعت

اسلامی فوجوں کی ایک عام خصوصیت یہ ہے کہ وہ میدان جنگ میں جس قدر منظم اور مرتب ہو کر دوش بدوش لڑتی ہو کر لڑتی ہیں، اسی قدر منزل پر پہنچ کر غیر منظم طریقے سے منتشر ہو جاتی ہیں۔ یہ وقت عوام کا ہے، ان کے پیچھے نہ چھوڑنے کا ہوتا ہے۔ فوجی اکثر اسی حالت میں غلظت و تعدی اور سلب اور لوٹ مار کرتے ہیں۔ ایک غزوہ بدر میں مجاہدین کا گرد و بر لڑتے ہوئے لڑتے ہوئے چلے گئے اور لوٹنا چاہا۔ آنحضرت معلوم کو معلوم ہوا کہ

مطلب یہ ہے کہ پہلے سب سے بڑا فوجی انتظام وہ تھا جو کہ کہہ کر تین کے وقت ہوا تھا۔ عرب کی سرزمین نے اتنا بڑا منظم فوجی اجتماع پہلے نہیں دیکھا تھا۔ یہی ترک کے لیے تین ہزار مجاہدین تیار ہوئے تھے لیکن اسلامی فوجیوں کے سامنے یہ بڑا فرقہ ابھی نہیں تھا۔ یہی انتظام و تدبیر تھی۔ یہاں یہ اور حد و مسدود کی فتح یہی تھی کہ غنیمت تھی۔

دینتہ لاف ایک بار آپ نے تھائی مکتات کی طرف ایک سر پر ہوا۔ تو اس نے حاکم کے ایک آدمی کو گھیر لیا۔

. وہ کو قید پھینکے تھا لیکن باہرین کی نگرانی سے اس کا بیجو گر رہا۔ بہت کوشش ہوئی تو فریاد کیا کہ "میں اس کو اسرار میں رکھا ہوں"۔ اس پر یہی نہ ہو سکا کہ "وہ حقیقتاً مسلمان نہیں ہو سکا تھا۔" جان بچانے کے لیے گھر چلا گیا تھا۔ آپ نے یہ سب سنا تو فرمایا: "کیا تم نے حسن کا دل چیر کر دیکھا تھا؟"

اسرار تو جیسا کہ اصل میں اس کی وضاحت کے پتہ نہ تھے۔ اس لیے وہ قید کے معمولی دستبند اضافی کو بھی لٹا کر اس کو نہیں کوڑھتے تھے۔ قید کا ایک دستر حیدر خان بن سمر کی نگرانی میں تھا۔ یہ سمر وہ تھا۔ مال نیست میں ایک اسی یا تو یہ شخص نے اپنے قبیلے میں کرنا پڑا۔ انھوں نے یہ حال دیکھا تو ایک طعنہ لگا دیا اور فرمایا: "تم حضرت مسیح سے اس قسم کی عادت گری سے متاثر ہو چکے ہو، چنانچہ سب سے مال نیست کے جیل کے مشرک کو چار تقسیم کیا۔"

اس بات میں ضعیف بزرگ دینے لگے۔ اسے جو عوامی امور کی وضاحتی غلطیوں پر ہیئت و جمالیہ کا اصل اصول | کتبہ میں کرتے تھے عوامی رسوم کی ہیئت اتھا گیا اصل میں ہی امر باعروف و نہی ہے۔ عوامی رسوم میں خاصہ یہ دیکھنے پر یاد رکھنا کہ ان کے عاداتوں اور حکمتوں کو دیکھا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی یاد رکھنا پڑا کہ "میں حضرت مسیح سے اس قسم کے دستبند تعلق سے متاثر ہوا ہوں۔" چنانچہ عبد الرحمن بن خالد نے اس کے ہاتھ پر عوامی کا نام لکھا۔

وہیانت و غیبت اخلاق | اس اخلاقی و حساب و مراقبہ نے مسلمانوں کو جس قدر خوش خلق و امین اور نیاں میں بنا دیا تھا اس کی تعریف متعدد اخلاقیات سے ہوتی ہے۔ حضرت قتادہ ایک ازلفات حاجت کے یہ باہر گئے تو دیکھا کہ ایک چاندنی سے اشراف (ایتنا) عالی خان کو باہر نکالتے ہیں۔ اس طرح وقت و قدر اس نے اٹھا دیا۔ اس نے حضرت قتادہ کو بھی اٹھا لیا اور حضرت مسیح کے حضور پر آگیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ان کے ہاتھ کو دیکھو، خدا تعالیٰ سے اس میں باریک رکت دے گا۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح ہی . حضرت زید بن سمران اور حضرت سیمان میں . پھر ایک ساقی حیدر کی طرف سے روانہ ہوا۔ اس نے ایک کوٹہ پہنچا دیا۔ سمران نے اٹھا لیا۔ دونوں ساقیوں نے فرما دیا۔ لیکن ان سے کہا: میں اس کے مالک تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ "نہی" کا بیان ہو گا تو اس سے خود نادمہ نماز کیا

۱۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۲۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۳۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۴۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۵۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۶۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۷۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۸۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۹۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد . ۱۰۔ ابوہریرہ . ص ۲۰۰ . کتاب التہجد .

حقیقت ثابتہ و حکمہ | چنانچہ ہلک کی میں وہ حقیقت ثابتہ و حکمہ ہے جس کی طرف قرآن مجید نے ہلک مسیحا کی راہی اشارہ فرمایا:

وَمَا أَتَاكَ مِنْ شَيْءٍ فَأَخَذُ مِنْهُ مِمَّا يَخْتَارُ
أَوْ كُفَّ يَدَهُ أَوْ كَفَّلَ بِنَافِلَةٍ يَفْعَلُ
یادنا ہوا کا لالہ ہے کہ عیب وہ کسی آبادی میں نا قرار
داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے اپنی حرکت کو اپیل و خوار کر دیتے ہیں
اور یہی کار شیعہ ہے۔

مسلمانوں کا نمونہ | یہی عیب تم تمام قدیم اقوام کا مشترکہ عیب ہے جو دھند و کھلمچکے پر اور عیب پیروی صدی
کے مشترکہ عیب و رسم کی سب سے بڑی قوم کی نسبت بھی جو کچھ تمہیں مسلمان کیا ہے وہ
تمہارے سامنے ہے تو انہی کہیں: اس قوم کا کیا حال ہے، جس سے آغا و نیا کے مشترکہ و کفر و مالک آباد ہیں،
یہی بھی دنیا کے بگڑے ہوئے پرستہ اسی کے نام نہ سید پرستہ گزارا کرتے رہتے۔



حرہ قیصرہ سے چکا۔ جب اسی سنہ دینا سے وضعت ہوئے تو اسے اپنے خاندان کو بین النہرین کی پیروی کی وصیت کی اور کہا:
 يَا نَبِيَّ! إِنَّ أُمَّةَ السُّلْطَانِ لَمَكْرُؤُ الدِّينِ فَلَا
 تَمُوتَنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ شُعَبُونَ (بقرة ۱۳۱)
 ہنسے لڑا جے، اپنی پیشہ اسی پر تلام رہنا اور دنیا سے
 نہ ہانا، مگر جس حالت میں کرتے مسلمان ہو۔

تو اس نے بھی اسی کو اصرار اور پڑا تھا۔

حضرت یوسفؑ سب تخت گاہ و زوالہ کے ایک قید خانے میں کھانا کے تیری سے بین النہرین کا رخا کھانا دیکھ
 اسی نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ:

يَعْرَجِي وَيَجْعَلُ زُرَّاتٍ مُتَبَرِّقُونَ كَمِثْلِهِ ثُمَّ أَجْزَأُ
 أَفْعَالُهُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَّا أَنْتُمْ لَا
 تَسْمَعُونَ حَاقًّا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ تَأْتُونَ اللَّهَ بِهَا
 مِنْ سُلْطَانٍ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ أَمَّا أَلَّا تُعْبَدُوا
 إِلَّا آيَاتُهُ يُزَكِّي الَّذِينَ يَقِيمُونَ وَيُكَفِّرُ الْفَاسِقِينَ
 النَّاسِ لَا يَقُولُونَ (يوسف ۲۹-۳۰)
 اسے یہاں میں! بہت سے اکابر اور آقا بنا لینا اچھا
 یا ایک ہی خدا سے تمہارے آگے کھڑا؟ تم کو
 تیرے دوسرے معبودوں کی پرستش کو دیکھ رہا تو یہ
 اس کے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں جو تمہارے اور تمہارے
 پیش روؤں کے گھر بیٹے ہیں؟ حالانکہ خدا نے اس کیلئے
 کوئی سند بھی نہیں۔ اسے گرا برداریوں کو دیکھ کر پوری کائنات
 میں حکومت تو صرف اللہ کے ہیے ہے اس نے حکم دیا ہے
 کہ موت اسی کے آگے ہوگی! یہی اسلام کا سیدھا راستہ ہے
 لیکن فاسق و فاسقہ نہیں سمجھتے:

تو اس کی نظریں اسی کی طرف تھیں اور اسی کی تلاش تھی، میں کو وہ سراخ سے دے دیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ اور شاخ وادی میں "اور" بقیہ مبارک" کا مقدس چرواہا، جب کہ سینا کے کنارے "وَاللَّهِ
 سُبْحَانَ الْعَظِيمِ" کہتا رہتا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی
 تھی سے نہایت دلالت کے لیے اس نے یک وقت فرما دیا کہ وہ اس کے سامنے حجاز کھڑے ہو کر پیشانی کی تکی کو
 قَرِئَ الْعِلْمُ بَيْنَ جَارِيَا نَهْدَى مِنْ عَذْوٍ رَحْمَتٍ
 تَعْلَمُ لَكَ سَابِقَةَ الْمَلِكِ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ لِيَقْبَلِ الْعَظِيمُونَ
 (انقص ۱۰۷)
 میں اسے دیکھ کر کہ جھلسا نے ہی بلی و گداز و عذاب
 ہانا ہے کہ کن غنم میں کی قربت سے پہاڑی سے گرایا
 وردہ تر کا کس کے اچھے بچہ کی کامیابی آئے والی ہے؟

سب سے پہلے اللہ کی طرف سے دعا ہے کہ (انقص ۱۰۷)

پیش کر کے تھا کسی ان لوگوں کو خارج نہیں رہتا جو ظالم ہیں۔

تو وہ بھی اسی سلاشر کا اذن کر رہا تھا اور یہی تلاش تھی جس نے اسے جنوں مقصود تک پہنچا دیا تھا۔

حضرت علیؓ | وہ نامہ ملا جو اس اسٹری وجر کھلی کتابوں کی پیشین گوئی کے مطابق آ کر تھا کہ عمر، اسرائیل کے
جاتے اور دور اسماعیلی کے سماز کا سلطان کرے اور جب اس نے چلتے سے پیش یکہ بیخ کے
گرتے ہیں اپنے نادان اور ناکھ ساتھیوں سے کہا تھا کہ۔

يَا سُرَسُوْلِي اَللّٰهُ اَتَيْكُمْ مُّقْعَضُوْنَ اَيْدِيْ نَبِيٍّ يَدْعِيْ
رَمْلًا اَسْوَدًا وَنَبِيْرًا يُّوْحِيْ اِلَيْكَ مِنْ مُّجْعَلِيْ
اَسْمَعُ اُحْسِنُ - (الصّٰفّ ۷۰)

اور ایک آئے والے رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے
بہ آئے گا وہ میں کا نام "عزرا" رکھا ہے۔

تو وہ بھی اسی دواوی سبزو کا ایک کامیاب تھوڑا سا اور یہی گورب مقصود تھا، جس کے پیرے اس نے اپنے بڑے وطن
ساتھیوں کے حبیب و حامی کو بے قرار کر دیا تھا۔

رسول اکرم صلعم | پیروہ خود انسانیت کہہ لے۔ وہ مجر زحمت والیہ طفل اور معلّم قلوب و حکمت اور مژگی لغو مس
انسانیت اور دواوی بی مراد و مستقیم "وہ خا ص" ایک علی نقی عظیم "اور" جو بکثرت
یہ الہی پستی، وہ نقش باب اہم قلوب انسانی، وہ ہم آرزو نگاہ، وہ بی بی فاضلہ تار پیچی اور غزلت نشیں
مشبہات "اصبت عند ربیٰ ہو یطعنونی و یسقینی" یعنی وہ خود و غلام و قدس "میں کے بے و شست جہان میں ابراہیم
خلیل کے اپنے خدا کر کا اور "مرسا و ابحت خیمہ رسولہ مستحضر، یستلوا علیہم ایا ثلث و یعللہم
امکاب و الحکک و یحییہم نوح میں کے خود میں کی چمن فاران کہ چو چوں پر موسیٰ نے دیکھی، جس کے نشیں میں "اور"
نہ خود سرائی کی، جس کے جلال انہی کی تقدیس میں میناں اپنے تخت جلال پر چمک گیا، جس کی حرمت روناٹا ہے وہ بھٹے واس
بے قرار و شاد کیا اور جس کے لیے نامہ کے اسرائیلی نے اپنا جانا بنی بنی بھجھا تا کہ وہ اپنے باپ سے بڑا سامان بنے
مفارش کرے کہ اس کو جو آئے وہ ہے "جہ یحییٰ و سہ" (یوحنا ۱۱: ۸۱)

فرمیں کہ جب وہ آئے وہاں آیا اور خدا کی زمین آخری مرتبہ سنو اور یہی گئی "یا" میں کی ادنیٰ حکومت و جلال کا

لے اے خدا ایسا کہیم کر اس لے کی کہ بھٹے دہی میں تیرا ایک دھن پیہ اور جاملی میں سے بر "وہ تیری آتیں پیر کر انگوں کو
سنائے۔ کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور اپنی پیغمبر از تربیت سے "ان کے دلوں کو پاک کر دے۔" (پترہ ۱۲۸: ۱)

برکبرہ کا مادی کی بادشاہت کا یہ جہر ہوا دیا گیا، فی الحقیقت کسی حقیقت کا ایک اصل ثابت و فرمائی السماء

دنیوی ریاست و ملت۔ اس کے پاس ایک وہ جنگ تھی کہ کوئی شیخ فرج۔ ہندو تو وہاں ایک تھے، جنہوں نے دعوت انہی کا ساتھ دیا۔ انہی کے پادکوسن کو اس کی تلاش میں لگے اور آسمان کے سپہ زمین داؤں سے اپنا رشتہ قطع کر دیا۔ ان کے پاس پرستیت جسم نہ تھے اور نہ فرخوار اسلحہ انگریزوں کے سینوں میں حواقت شمار دل عدان کی آنکھوں میں چھائی تھے انہیں تھے، انہوں نے تعلیم انہی کو اپنا دستور، اعلیٰ بنایا۔ انہوں نے ہر اس نیکو کو جو خدا کے مقدس پیمانہ کی زبان سے نکلے، اپنے اعمال و افعال کے، اور مشورہ کر دیا۔ ان کی تو بائیں خاوشیں تھیں انگریزوں کے، غالی گرا تھے، انہوں نے اسس اسلحہ سے کی زندگی کو اپنا نصب العین بنایا تھا، اگر انہوں نے انگریزوں کے ہندو ایک حشر کا جلاؤ الہی دیکھا تھا وہ دھرم تعلیم کے ایک اعلیٰ غرض سے کر دیا میں ہرے درمیان کہ بادشاہت کا وہ مقدس حق، جس کی مادی شام کے غمزداروں میں برہمن، جہاں کے جیگانوں میں نشوونما لے لگا، غمزدار ہیں نہ دگرز تھا کہ ایک سرسبز شاہ اور دولت نے اپنی نوادیوں سے کونہ اور بھی کر دیا۔ ہر کے پردوں نے اس کی شانوں میں نہیں بنائے اور زمین کی مخلوقات نے اس کے سپہ میں پناہ لی

فَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ فِي الشَّامِ وَتُحْيِي نَفْسَهُ عَلَى رَجُلٍ
يَا بَنِي عَرَبِيَّةَ اللَّهُ وَتُحْيِي نَفْسَهُ عَلَى رَجُلٍ يَحْيِي نَفْسَهُ

یہ وہ خط کا جزا اس کی زمین کے، درستیہ اور جنتیہ انسان
اسکے سپہ میں جیگانوں میں نشوونما لے لگا، غمزدار ہیں نہ دگرز تھا کہ ایک سرسبز شاہ اور دولت نے اپنی نوادیوں میں پناہ لی

کامیابی کا چلن کار ہوتا ہے اور ایک شان ہے جو اند
جہاں کو تائبہ نہ کرے کہ وہ نہیں ہو، غمزدار ہیں۔

تکانش مکان یا تلاش مکان

یاد رکھو، وہ خدا جو مکان و مکان سے منزہ ہے، صیغہ دیکھا میں آتا ہے تو، پتے پتے تکانش مکان یا تلاش مکان کے یہ گھر کا تباہ ہے، زمین کی مشاہدہ کیا دیاں پناہوں کی سرنگوں چرخیوں، حندوں کی پائیدار دھڑکیں، مصراتوں کے وسیع میدان، یہ سب اس کے بیٹے کے ہیں۔ بادشاہوں کے حکمت و عدل، اہل و عوام سے برابر فرماتے، بڑے بڑے گنبدوں اور ستونوں کے عظیم اسیمبلت اعلان، اس کا گھر نہیں بن سکتے، تم اس کے بیٹے ایک گھر چاہو کہ جو اس کے ہمال تھیں انہی کے مہم ازل کا کاشانہ بن سکے۔ تم جو اس کی جیتیں کلن چاہتے ہو بہتر ہے کہ اپنے جیتیں بھلو، تم کہ اس کے تھلے کے شاہ کی ہوا چاہیے کہ پتے اپنی گم گشتی پر قائم کرو! اس کے جرم محبت کا دور زہد ہمیشہ سے بیٹے صاحب ہے۔ اس کے کاشانہ وصال کے باب عشق نواز ہر گھٹنا مسلمان ہیں۔ وہ تو ہر کان و ہر گوشہ گوشہ ان کا منتظر ہے، لیکن ساری عورتی اس میں ہے کہ تمہارے سامنے کوئی مکان ہی نہیں، جو اس کے تمام محبت کا مسکن بن سکے

ہرچ ہست از قامت آساند مہرہ نام مست
ورد تشریف تو بہر بلا سے کس گرفت

(عائشہ)

اس کے بننے کے پہلے چاندی اور سونہ کا کل اور مندری و آئینہ کا تخت مطلوب نہیں، جس میں مصلیٰ والہاں کے گوشے بڑے ہوں، وہ ان کی کاٹا لہ ہے، دین میں اس کے وہ بہت کے زخموں سے خون کے ٹھوکے چسکا رہے ہوں، اس کے پہلے فقروں اور مخالف کشیوں کی ایک ایسی جماعت چاہیے، جس کے دلوں کے ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے اس کے دہنے کے پہلے ابرو میں مل جائیں، اچڑی ہوئی بستیوں میں وہیں گوس نے اپنی کبادی کے پیچھے چھن پائے، وہ کہاریوں کی درختی، صومروں کی لٹھا، پائوں کی بندی، گھٹن، بستر کی کھولنی اسے اپنی طرف متوجہ کر سکی، دلوں کی اچڑی ہوئی بستیوں اور قوی ہوئی کو پٹا کاٹنا، منانی بنانا ہے اور اس گھر کے سرکار کوئی جگر اسے پسند نہیں، لاوسعی ابرہمی و لاسمائی دکن، یسعی قلب عہدی السوم و ایضا قالی، انا عت المتکسرة تو پھر۔

بم سہ لہی امانت آساند مہرہ نام مست
یہ جس کی، لیکن سب سے دسی کے اٹھانے سے انکار دیا اور
اس ہارن کے محل و برکے، لیکن انسان کو گئے بڑھا اور
اس کے ہاتھ لایا، کچلک نہیں کر دینے اور چلتے
نکل کر دے دیا اور سرگشتہ بنا دی ہے۔

(از باب ۷۲)

دکانی مرلہ الہا قی و تہ کس از سر و اسامی

بغیر انسان کشش دکر وہ مستبرل
تاکہ انسان مظلوم ہو و ہرول
ہر وہ کچلک بہت ہی خود را
ساخت قالی بقاسے مسدود
جل اور کچلک ہرچ جمیع حق ہر
مورت آن فرود دلی بہ ہرود
نیک نظری کر میں عدلت است
فخر چلے کر مسخر معرفت مست

لنر سم یکن من شان قوه هذه الظلمية والجهولية ، لما حمل تلك الامانة العظيمة
الالهية۔

دولوں کو بدلو | ہیں، میں تو ہی دعویم کا دنیا میں کوئی گھر نہ سکتا ہے۔ خود عزت ان انسانوں کے، انوں ہی کو دنیا میں
میت ہے۔ جنوں نے اس گھر کو اس کے بیٹے کے لیے پہلے سے تیار رکھا ہے اور اس کی
کوارٹریں، وہیں سے کبھی نہ نکل نہیں جاتے۔ دنیا کے گھروں کی طرح اس گھر کی کوارٹریں کے لیے نہ تو حیرت و حیرت کے پردوں
کی ضرورت ہے نہ بیاہنہ و تفریق کے فرض و تقاضا کی۔ یہی کی کوارٹریں کے لیے عزت ایک ہی چیز مطلوب ہے یعنی رحم و مہمت
کی شونا و منان! اس کی چھاپا ہے اس کی دیواریں بیڑہ نکلا رہیں۔

جو محبت مروجہ آدم، خود در محشر داشت

وہی در انش عرصہ کرم و کسی نہ چہرے بر تداشت

(ظہری)

مشعل را در خواب دیدم و پرسیدند کیست و جودت حق، تا فرمود باز را گفت ما پروردگار حق، گفت:
باز ای است کورانی نہ خود در پی باز مگر گھمراہے سوختہ و دہلاہے شکستہ، کہ ہاے سوزان و چہرہ ہاے
خوش فشان! سوختہ و دہلاہے شکستہ، ما باز بندہ، و چشم ہاے خوشکام را در سر زانکادہ چلی و متو سادہ۔

دل شکستہ در ما کو سے کی گنستہ دوست

چنانکہ خود شناسی کو اندکھا بہ شکستہ

(ظہری)

پس اگر تم اس کے غائب ہر تو یکہ جماعت پیدا کرتا، اس کے جہان و جہد و صیت کا وہ آشیادہ بنے، اگر تم اسے پاس
گھر نہیں تو بیٹے و بیٹے کی تلاش میں کون سرگرداں ہو، لیکن سے پہلے چاہیے کہ مکان کی فکر کرو۔

انقلاب آسان نہیں | دنیا کے اندر تبدیلی پیدا کرنا آسان نہیں۔ تم کسی گھر کی ایک دیوار یا گھر کی بدلتی چاہتے ہو تو
اس کے لیے کیا کام و سامان کرنے پڑتے ہیں! پھر جو کچھ وسیع ادنیٰ کے بڑے بڑے
تبدیل اور انقلاب کی عظیم نشان آبادیوں کے اعمال و مقتضات کہ بدل دینا چاہتے ہیں انہیں سرخا چاہیے کہ ان کا مقصد
کس اور مشکل اور کھٹن ہے۔

دنیا میں مادی انقلابات جیسے سطحوں کے تغیرات اور غریزہ جنگوں کے لہروں سے ہوتے رہتے ہیں، ایسی
خود گردانہ ہیں کہ ہر جیسے سے چھوٹا انقلاب بھی کسی گراں قدر وقعت رکھتا ہے؛ قزاقوں کے قریب ٹکڑے تو ہر
ٹکڑے ہاتھ میں ہیں۔ خزانوں کے خزانے ہاتھ میں ہیں۔ کروڑوں گھنوں کے قریب جیسے ہاتھ میں ہیں۔ پھر لوگوں کے

متحدہ قومیں نہیں کہتے ہیں۔ تختی سے تختی، کلات و اسلمہ کروڑوں کی تعداد میں تقسیم کیجئے جاسکتے ہیں۔ بے شمار انسانوں کی قریاں تڑپتی اور خون کی ندیاں بہتی ہیں۔ عمر میں بیوہ، لپکتی قیام والہ لڑکے، زندہ لگو، بڑھاپے میں۔ یہ سب کچھ ہر دہائے، جب کہیں باکر ایک چھوٹا سا ملک انقلاب کیل کر پہنچتا ہے۔

پھر وہ بھی یقینی نہیں کہ بڑا دارا خوشیوں، لڑکیوں اور صدیوں کی امیدیں پاوان بھی بڑھاتی ہیں۔ جب دنیا کے حق ماہی انقلابت کا یہ حال ہے، جرموت انسانی حکومت کے تحت اور انسانوں کی آبادیوں کو متحرک کرنا چاہتے ہیں، تو پھر اس بدعافی اور مکی انقلاب کو سوچ، جو زمین کی سطح اور انسان کے حسوں کو زمین بھر دعوں اور دلوں کی آفتابوں کو پٹ دینا چاہتے ہیں اور کروڑوں انسانوں کے اعمال و خصال کے انقلاب تبدیلی کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ ان انقلابات کے لیے کیا محض انسانی قوت و تدبیر اور محض اخلاق و مذہب کے چند رسمی اصولوں کو بکار دینا ہی کافی ہو سکتا ہے؟

تم ایک مرتبہ خود اپنے ہی نفس کو آزمائو دیکھو، جس پر تمہارے ارادے کو قدری قدرت ہے۔ کیا ایک چھوٹے سے چھوٹی تبدیلی میں اپنے نفس و اعمال کے انقلاب کا نئی پیدا کر سکتے ہو؟

پھر جب تم ایک شخص کی تبدیلی پر، جو خود تمہارے اختیار میں ہے، قادر نہیں، اتنا تو کروڑوں دلوں کو کیوں کر بدل دے سکتے ہو، جس پر تمہاری نہیں، بلکہ صدیوں کے پردوش یافتہ و محکوم اقوام و ملت و اعمال کی حکومت ظاہر اور نفس کا تسلط جاری و تامل ہے۔

ارواح و قلوب کی کیا پٹ اصل یہ ہے کہ انسان جسم کو پار دیا اور دوسے سکتا ہے۔ وہ دلوں کو نہیں بدل سکتا۔ زمین کی شکل و تری کا نقشہ، لیکن ہے وہ بدل دے، لیکن قلوب و دوح کا ایک گوشہ ہی اس کے پھر سے نہیں پھر سکتا۔ وہ تعلیم دے سکتا ہے اور "اصلاح" "اصلاح"؟ پکار بھی سکتا ہے، لیکن ترقی مندی کا بیج اس کے دامن میں ہے اور وہ بار آور کرنے والی خشک نوا اس کے قبضے میں ہے۔ مرنے والی تعلیم کے دست قدرت کا کام ہے اور قلب و قلوب اور محلی الاحوال ہے اور ہمیشہ اپنے کاروبار و کار کی نیرنگیاں رکھتا اور اپنی جانب قرائی پر چرائی و تحریک کشش کرتا ہے۔

پس اگر تم کہ انسان ہوا، انسانوں کو بدلنا اور ادوار و قلوب کے عالم و دماغ کو متغیہ کرینا چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ جب تک انسان ہو، ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ انسانوں کو اس کی قدرت نہیں دی گئی۔ اب اگر تم اپنے اندر قوت الہی پیدا کرو، اگر اپنی قیامت کے اندر اس کا اور فراسے حقیقی کا ایک گھر بناو۔ تمہاری مثالوں کی جسکے تمہارے اندر سے اس کی نور، ڈھلنے لگے۔ تمہاری آنکھوں کے معلق سے تمہاری نظروں کی بجائے اس کی بجائے کام کرنے لگیں۔ تمہارے اعمال و خصال کیسے فرس قادر و مقتدر کے کاروبار میں لگے جس کا دامن عز و کبریائی اس سے بہت اقدس و متبرک ہے کہ کوہ کمالی و طہر حریت و انیسوس۔

پھر جب وہ کہ سب کا نامک ہے تو میں ہوگا۔ تو فیصلہ بھی اس کے ملک کی ہر شے پر حکومت
 اٹھو گا یا تھو در کار ہے | ہوا جسے گی کہ کہ تمہاری نکتہ دہ تحقیقت اس کی کدرت ہوگی۔ تمہاری مدد سے دولت
 ایک ملبہ انقلاب ہوگی جسے دنیا کی ترقی محانت نہ ہو کہ جسے گی۔ تمہاری زبانوں سے جو کچھ نکلے گا۔ وہ دونوں اور
 دونوں پر نقش ہو جائے گا۔ پھر نہ زمین کا پانی اسے دھو سکے گا نہ کہ انسان کی بارش اسے جو کر سکے گی۔ تمہاری تعلیم ہی وہ
 بعض دوزن اپنے ساتھ نہ لے گی اور تم کو چپ رہو گے لیکن تمہاری خاموشی کی ایک ایک مدد اسے مل چکر ہوگی۔ تمہاری
 اپنے دوزن کو جتنیوں پر کہ کہ پیش کش کریں گی۔ تمہاری آنکھوں سے شعلہ انہی کے جب شرار سے نکلیں گے تو دنیا میں
 کس کی آنکھ ہوگی اگر اس سے وہاں ہو کہ ۱ تمہاری زبانوں سے جب سلسلہ انہی کی مدد سے دولت اٹھے گی، تو
 خدا کی آواز کہ جس کی کون ملتی ہے جو ایک نہ کہے گی و

تم جس طرف سرفراز گئے۔ وہی کو سر بسجود اور دوزخ کو صحرانہ جزو دنیا نہ پاؤ گے اور خدا کا نام ہو مستند و
 ہا تم میں سے ظاہر ہو کہ کھن اور قوموں کو متنبہ کر دے گا!

تم ایک عالم کو دنا چاہتے ہو۔ تمہارے سامنے مدعوں کی ایک حکومت ہے۔ تم چاہتے ہو کہ اسے بیکر زماہ
 اور اس کی جگہ ایک نیا عمل تعمیر کر دے۔ لیکن اس کے لیے تمہارے دست و بازو کی قوت تو کافی نہیں۔ جب تک تمہارے
 اندر کے اندر سے اٹھ کا ہاتھ نہ نیاں نہ ہوگا اس دوزخ و جہنم دنیا سے خود برآؤ نہ ہو سکو گے۔

تشریح مزید | حکیم و مہمل اور فرزانہ و پشیمار میں مرئیت و شہادت کا فرق نہیں بھر صرف چشم نظام الد
 وال مکرز کا فرق ہے۔ تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے۔ یہ کیا ہو جی ہے کہ ایک قیامت
 کا اثر ملے، مقدس جہانوں کی تاثیر ہمیں سے منقو ہو گئی ہے وہ یہ کہوں ہے کہ ہر شے سے ہر شے ہمارے ذہنوں میں
 اعلیٰ سے اعلیٰ نباتات جلدی ٹھکروں میں اور پاک سے پاک قیامات جلدی زبانوں پر ہیں۔ اگر نہ تو ارادوں میں
 قبولیت ہے، نہ خیالات میں خدایت اور نہ تعلیمات میں اثبات جس دنیا کے بڑے بڑے وسیع فکر و کو صرف
 ایک زبان کی مدد سے منظر وسیع و ادھر و اٹھا، آج ہی دنیا میں بڑی بڑی جماعتوں کی صدا صدائیں ایک
 نفسہ واد کی ہاں ماکھ خفا میں حرکت دینا نہیں کر سکتیں۔ یہی اسلام کی مدد سے دولت اندہن اس کی کتاب ہدایت کی
 مدد سے اصلاح اس وقت بھی تھی۔ جب کہ اس کے ایک ایک وادی نے ایک ایک اقلیم کو مستحضر اثر کر دیا اور
 یہی اب بھی ہے کہ خرد اپنی دلوں ہی میں پیش قدمی نہیں ہوتی، دوسروں کی انگلیاں اس سے خاک و دوشن
 ہوں گی۔

ایک ہی ملت سے دو مختلف نتیجے پیدا نہیں ہو سکتے۔

اصل یہ ہے کہ دنیا کا سر انقلاب و تغیر بیٹھ مدد سے مل کے آگے نکلا ہے۔ نہ کہ مدد سے قول کے سامنے

حقیقی شے پر تعلیم کے لیے نذر ہے اور جب تک مصلح اپنے اندر اپنی اصلاح کا نمونہ نہیں رہے گا، اس کی تعمیر
 دلوں کی تربیت اور روجوں کی افلاحت سے محروم رہے گی۔ آگ سب جلتی ہے تو سب سے پہلے ہڈانے واسے کو
 گرم کرتی ہے، اگر تھارے پاس آگ موجود ہے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو سوز و پیش میں دکھلاؤ، پھر دوسروں
 کو گرمی و حرارت کی دعوت دینا۔ اگر خود تھارے اندر آگ موجود ہے تو اس بکھر سوزی کو جہاں کہیں بھی دکھائے،
 خود بخود ہر طرف گرمی پھیل جائے گی، کیونکہ گرمی آگ کے شعلوں سے نکلتی ہے، ابدت کی مثل سے ہیڈ نہیں ہو سکتی۔
 اس مقام پر ایک جماعت صحابہ کرام کی پیدا کردہ عیسیٰ، جو اس تعمیر کا ایک سچے ترین عمل نمونہ اپنے اندر رکھتی تھی
 اور جن میں کاہر فرد اس اصول و سنہرے کائنات سے ایک ایک اہم کی تعمیر اپنے قبضہ اقتدار میں رکھتا تھا۔ ان کے اعمال
 کے اندر تعلیمات انیسویں صدی کی انیسویں صدی کے شطرنج تھے، اس لیے وہ جہاں جاتے تھے، ایک آتشکدہ بنا کر اپنے ساتھ
 لے جاتے تھے۔

ملنے پر خیالی نہ فرمایا جائے کہ یہ تھاری سے بظاہر ہے، حق ساجینہ، حقیقتہً مولائے حق کی تیبہ کے سر پر یہ متاثر رہا تھا۔
 وہ ایک وقت کئی کام انجام دیتے تھے۔ سلامی تفسیر بھی پڑھتا، ان کے پیش نظر تھی چاند چاند کی حقیقت، سلام کی بین، ملی
 تفسیر کا ایک ہم کرک سمجھتے تھے، اس تہذیب سے متعارف تھا کہ انھیں سلامی زندگی اور اصل مہمانی زندگی ہے۔ اس
 مقام کو دیکھا ایک اور مقام ہے کہ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ سلامی زندگی اور اصل مہمانی زندگی کا کیا تعلق ہے۔
 ان کی تیبہ ہے، اور کلاسے خود بھی اس کی اہمیت کس قریش کی محتاج نہیں۔ (مؤلف)

تیسرا فرضیت حج

الحج اہل عرب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محبوب و تینم ولایت کو بالکل بھلا دیا تھا لیکن انھوں نے خانہ کعبہ کے گنبد سے پہلے مکہ تمام دنیا کو جو دعوت عام دی تھی اس کی مدد سے بازگشت اب تک عرب کے در و درو سے آ رہی تھی۔

وَمَا تَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَٰءِيلَ الْبَيْتَ الَّذِي كُنَّا مُّشْرِكُونَ
فِيهِ شَيْئًا وَهَبْنَا لَيْسَىٰ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ لِلنَّبِيِّينَ وَ
الْكُفْرَ الْمُنْعَزَلَةَ أَوَّلًا فِي الْأَنْبَاءِ يَأْتِيهِمْ يَتَرَكُونَ
وَمَا تَدْرُ عَلَىٰ أَكْثَرِ الْأُمَمِ يَأْتِيهِمْ مِنْ حَقِّكَ فَتَبَيَّنَ
نَبِيِّتُهُ (سورۃ القصص ۲۵-۲۷)

اور جب چرخے ہر ایہم کے لیے ایک مسجد قرار دیا اور حکم دیا کہ
جہاں وہ ہو سیت و جبروت ہی اللہ کی چیز کو شریک نہ ٹھہرانا
ہو اس مگر کوئی من کرنے والی اور کوئی دعوہ کرنے والوں
کے لیے ہمیشہ کچھ دسترس رکھنا نیز ہم نے حکم دیا کہ دنیا ہی
کے کچھ چاروں کو دے دی گئی تھی کہ وہ اپنے حق و دھرم سے ہٹے
آئیں گے ان میں پیدا ہو جائیں ہوں گے اللہ وہ بھی چھوڑے
مختلف قسم کی قوموں پر وہ وہاں عقائد سے قطع نہ ہوتے
کی ہوگی

بدعات و محدثات جاہلیت | حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہی سنت تہم کو تو زور دے رکھا تھا لیکن بدعات و
اختراعات کی پرورش نے اصل حقیقت بالکل لگ بھگ مٹا دی تھی۔

۱۔ خدا نے اپنے گھر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیام کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ کسی کو خدا کا شریک
نہ بنا کر ان لا تشرك فی شئیئنا لیکن اب خدا کا یہ گھر جسے سوا خدا کے نہیں گناہا تھا ان کا حوالہ
کیا جاتا تھا۔

۲۔ خدا نے حج کا مقصد یہ قرار دیا تھا کہ انہی فولد کے ساتھ خدا کا ذکر تمام کیا جائے لیکن اب صرف آبا و اجداد کے
کا نام اے فرخورد کے قرائے کا ہے جانتے تھے

۳۔ حج کا ایک مقصد تمام انسانوں میں مساوات قائم کرنا تھا۔ اس لیے تمام عرب بچہ بڑی دنیا کو اس کی دعوت ہم
دی گئی اور سب کو عرض دیا کہ میں تم کو دعا دے رہا ہوں لیکن تم میں سے کون سے قوم غنیمت نے اپنے لیے جس غلام، چھانڈ،
مذہب، شاہد، اعوام کی عزت جسے کہیں کوئی پرہیزگار اور انجیل پرستی کا لباس نہیں پہنے ہوئے ہیں وہ یہ نہیں کہ ایک آدمی کے پیچھے مری اور چھوٹے مری کا

تمام کر دیے تھے جو اصول و سادات کے بالکل منافی تھے مثلاً تمام عرب عورت کے میدان میں قیام کرتے تھے کبھی قریش مرد و عورت باہر نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم عربانِ حرم و حرم کے باہر نہیں جاسکتے، جس طرح کہ جمل کے امروست عشق و وہامان براستہ تمام مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں آکر بیٹھتے اور درویش بدوش کھڑے ہوتے ہیں اپنی قرین بکھتے ہیں۔

۳۔ قریش کے صحابہ کے تمام مرد و زنی و بندگان کرتے تھے، شہر و دیہات کے ساتھ صوم و بی لوگ طواف کرتے جنہیں قریش کی طرف سے کچھ مٹا تھا اور قریش نے اسے بھی افکار و سیادت کا ایک ذریعہ بنا لیا تھا۔

۵۔ عرب گھراؤ کو ایک مقدس راہ قرار دیتے تھے، اہل عرب وہاں حج میں طواف کو سنت لگے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب عمارتوں کی سڑیوں کی پشت کے زخم اچھے ہو جائیں، اور عمارت عیناً اُگر جائے، جب عرب جاننا ہو سکتا ہے۔

۶۔ حج کے تمام اجزاء و مکان میں یورپ و ریاست کا عالمگیر میں ساری ہو گیا تھا، اپنے گھر سے پانچ سو چار کھنڈ کی دست دانتا، عیب شک و عیاد نہ رہا، تھوڑے عیاد نہ رہا، قریش کے "نہی و نہی" حالت میں سوار نہ ہوا، ناک میں کیلی، دل کو بہ خودی کی طرف نہ دیکھ کر طواف کرتا، دارُ حج میں گھر کے اندر دروازے کی دواست دھکتا، کچھ اڑنے کے کی طرف سے ویرا چاند کے کانا، دم و دم توہم و ترافانی کے باغ و بستان کے کھانا کھاتا، عرب کا نام شہر ہو گیا تھا۔

تطور و مسلام اور قریش کی حقیقت عربی اور ایسی کی حقیقت کی تھیں، اس لیے وہ ایسا ہی سے اس
تطور و مسلام اور قریش کی حقیقت حقیقت کے شہر کی تہہ پر اور اجا میں مذہب ہو گیا، جس کا قالب مذہب و اسیر و مسلام
 مبارک باطن کے تیار کیا تھا۔ اسلام کا محمد متاخذ و جہاد و معرفت و توحید، غار، دوزخ، زکوٰۃ اور حج سے مرکب ہوتا
 لیکن ان تمام اہلکان میں حج ہی ایک ایسا کوکن ہے جس سے اس تمام مجرور کی ہیئت و کبھی کل جراتی ہے اور حج تمام اہلکان
 اس کے اندر حج ہو گئے ہیں۔ یہی وہ ہے کہ کائنات علی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو معرفت خدا تکبر ہی کے ساتھ ملحق کیا،
 رَحْمَةً اُخْرٰى اَنْ اَنْتَبٰهُ سَابِغٌ خَلِیْقٌ اَنْتَبٰهُ اَللّٰہُ
 خَرَجْنَا وَكُلُّهُ حَقٌّ لِّمَنْ اُخْرٰى اَنْ اَنْتَبٰهُ اَنْ اَنْتَبٰهُ
 یٰ اَیُّہَا النَّبِیُّ - (النحل: ۹۱)

فراتر و دھوکہ میں سے وہی،

حج اور اسلام | میں وہ ہے کہ قریش حکیم نے ہر حق پر حج کے ساتھ اسلام کا ذکر بطور لازم و طریم کے کیا :
 اَللّٰہُ اَشْرَفُ جَلَالًا اَنْتَبٰہُ
 اہم است کے لیے حج نے جہاد و سادات کا ایک طرہ طریت
 شہر اور خاک خدا نے انہیں ہر پارہائے بکھتے ہیں ان کی

فَاللَّهُمَّ إِنَّا نَعْبُدُكَ وَأَعْبُدُ آبَاءَنَا وَآبَاءَ آبَائِنَا

۵ سورہ حج ۳۳ :

قریبانی کے وقت نہاد کام میں۔ پس تم سب کا خدا ایک

ہی ہے۔ وہی سب کا پروردگار اور خدا ہے

خاکسار بندوں کو جس کے وسیلہ سے وہی حق کی نشاندہی

اسلام نہ نہ ایک فطری مادہ تھا ایسے انسان کی نامزد عملیاتی نے باہل چاک چاک کر دیا تھا

اس لیے خدا نے حضرت ابراہیم صلیا سلام کی ماضیت اولاد کو دوبارہ اذل ہی میں کے شرارت سے

محروم کر دیا:

وَإِذْ إِسْمَاعِيلَ إِذْ رَأَىٰ جِبْرَائِيلَ فَخَلَّاهُ فَأَنشَأَ

تَوَاتُؤَ بَيْنَهُمَا وَلِثَامًا فَأَخَذَ ابْنُ إِدْرِيسَ

تَوَاتُؤَ لَمْ يَسْأَلْهُمُ الْغُلَامُ

۵ سورہ جز ۱۲ :

سے طرف کیا اور میری اولاد کو بھی ارشاد ہو کر اس امر

اس نسل و قرابتی غلام کو دو حق نہیں ہو سکے۔

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جن حکمت کے وسیلے سے آزمایا وہ جن کی بنا پر انھیں دنیا کی

تیم اور معرفت میں فطری کے امتحانات ہیں۔ اگرچہ ان کی ادراویں سے چند ماضیت و گون سے ان ارکان کو چھوڑ

اپنے اور چھوڑ گیا اور وہی سو دہائی عرصے سے عہد ہر سکے توالی لایندہی حمدی الظالمین کی معرفت ابراہیم

علیہ السلام کی ذات کے اندر ایک دوسری امت بھی چھپی ہوئی تھی جس کے لیے غلاموں نے نہایت دعا کی تھی۔

وَإِذْ رَأَىٰ جِبْرَائِيلَ فَخَلَّاهُ فَأَنشَأَ

تَوَاتُؤَ بَيْنَهُمَا وَلِثَامًا فَأَخَذَ ابْنُ إِدْرِيسَ

تَوَاتُؤَ لَمْ يَسْأَلْهُمُ الْغُلَامُ

اب اس امت مسلمہ کے علم رکازات آگیا۔ اور دوسری عز کی درود غلام کے سارے کلمہ کو

اجزائے حج کے حکم منفرہ مار پروردگار جو آکر اس اندر سے میں خود اس نے جو دشمنی دیکھی تھی وہ چوری دنیا کو

بھی دکھا دے۔

يُخْرِجُهُم مِّنَ الْكَلْبَةِ إِلَى الْكَوْبَةِ (سورہ جز ۱۲)

وہ بیخبر ہیں کہ انہوں نے سے نکالی کر روشن کی طرف

لے آئے۔

بے شک تمہارے پاس ان کی طرف سے ایک

دراخت وہ ایک کھلی درختیں دیکھنے والی کتاب آئی۔

(سورہ آئہ ۱۵۱)

یہ لکھا بعد فی یدہ و یقول ہا الحق و زھق
الہاغلل ہن ہاغلل کات زھوقا۔ (صحیحین)

کڑائی کے درمیان سے ٹھکانے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے "ہا الحق زھق الہاغلل ہن ہاغلل کات زھوقا" یعنی حق کو اپنے گھر کو پر آگیا اور اہل سے اس کے سامنے ٹھکر کھائی، اھلہاغلل ہن ہاغلل کے تال تھا۔

فرضیت ج | اب میدان باہلی سات قلم جاتے ہیں ایک ٹنگری بھی ملگ رہا نہیں ہو سکتی تھی، باپ نے گھر کو بسیں سال میں چھڑا تھا، بیٹے نے اسی حالت میں اس پر تہہ کر دیا، تمام عرب نے فتح کر کے اسلام رکھ کر کیا کیا اس جہاد الفتنہ امت مسلمہ کے تائب رومانی کا منکر عام حودیہ رکھا دیا جاتا، اس سے دو بار دسی روت ماکر کا اہلہ کیا گیا جس کے درمیان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام عالم میں ایک نطفہ نام ڈال دیا تھا، جس سے قوم کا نسل پیدا ہوا، کائنات پر روت تھا۔

و بلی علی اثارہ جہاد الفتنہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واللہ بہینہ؟ (ذکر القرآن ۹۰)

سکین ج | اس مقام پر تمام عرب نے ایک کھلی لود آپ کے گرد بڑا دن آدھی بج ہو گئے، عرب نے ادا کائی میں جہاد و اعتراضات کا ہر رنگ نکال دیا تھا، ایک ایک کر کے چھڑا دیا گیا، آہا اجداد کے کا نام اس کے بچا خدا کی تحریک کا غلغلہ کیا گیا۔

لَا تُدْعَوُا إِلَى ظَنٍّ إِنَّ الظَّنَّ أَضَلُّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ
اپنے آباؤ اجداد کے کا نام اس کا دواہ کرتے تھے کہ
(البقرہ ۲۰۰)

اس سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ۔

امتیازات قریش کا خاتمہ | قریش کے تمام امتیازات مٹا دیے گئے اور تمام عرب کے ساتھ ان کو میدان حر کے ایک گوشہ میں کرا کر دیا گیا۔

لَمْ يَكُنْ لَكُمْ بَيْنَهُمُ الْفِتْنَةُ وَاسْتَفْهِمُوا
ہر اکہ اور غور و غور کی بجائے خدا سے مشورت مانگو، کیونکہ خدا بڑا بخشنے والا بخیر دہک رہا ہے۔
(البقرہ ۱۹۹)

بہر طواف مسجد | یہاں تک کہ بہر طواف کرنے کی تھی اور مردوں سے لیا جاسوڑ نکال دیا، بہر طواف کے طواف کا ہوتا تھا، یہی ایک سال پہلے ہی سے اس کی عام طاقت کرا دی گئی۔

دشمن کا وقت کو بیکار کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس گھر کا سنگ بنیاد یہ دیا جو گھر کو گھر کھاتا تھا:

وَمَا تَكُنْ إِلَّا رَافِدًا مِّنْ رَّافِدَاتِهِ رَبِّهِ اَلْبَعْلَىٰ هَذَا اَنْدَلُسُ
تَوَلَّوْا اَهْلَكُمْ مِنَ الشَّعْوَاتِ هُنَا اَمِنَ بِاللَّهِ
اليَوْمَ الْاٰخِرُ۔ (بقراءہ ۱۲۹۲)

اے اہل قریہ کے شرارت و منافق عطا فرما۔

حضرت ابراہیمؑ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس وقت اصفوں نے یہ دعا کی تھی، تمام دنیا فتنہ و فساد کا گودارہ بن چکی
دینا کا امن و امانی اور اچھی نیک نیت اور ایمان رکھنے والوں کی نیند آنکھوں سے اُڑ
گئی تھی۔ دنیا کی فتنہ و آبرو، سرخس و ظریف تھی۔ جان و مال کا تحفظ ناممکن ہو گیا تھا۔ کروڑوں اور شیعہ لوگوں کے حقوق پر پامال
کر دیئے گئے تھے۔ عدالت کا گھر دیوان تھا۔ حریت انسان، شہریت و معنی اور نیکی کی عظمت انتہائی حد پر پہنچ چکی تھی۔ کئی ہجرت
کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو ظلم و کفر کی تاریکی سے ظلمت نہ ہو۔ اس لیے اصفوں نے آباد دنیا کے چاروں حصوں سے
کنارہ کش ہو کر ایک "وادی غیر فرسی" میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک دارالامن بنایا اور تمام و نسب کو
میل و سلام کی دعوت عام دی۔ اب ان کی سالگ اولاد سے یہ واردات بھی جھین لیا گیا تھا۔ لہذا اس کی وہی کے لیے
پانچ سو سال تک اس کے قریب نہ گئے تھے۔ ایک چار کی طرف میدان میں "دیوہ" ڈال دیا۔ فتنہ کرنے والے اس کا امن و امان
دراپس دی یا تو وہ اس میں داخل ہو کر ایک چار کی طرف تمام دنیا کو "گم شدہ" کی واپسی کی نشان دہی دے۔ چنانچہ وہ لوٹ
پڑا سوار پر کھڑا اور تمام دنیا کو "فرار امن و عدالت" دیا۔

جس طرح تم لوگ کے لوگ کی (دعائے کی) میں بیٹے
کی (دعائے کی) میں بیٹے کی (دعائے کی) میں بیٹے کی
حسرت کرتے ہو۔ اسی طرح تم لوگوں اور تمام انسان بھی
تم پر رحم ہے۔ اچھی طرح سنو کہ یہ شہریت کی تمام خوبی
دوسروں کو کہ میں اپنے دوسروں آدمیوں سے کچل ڈال
ہوں۔ بالخصوص زمانہ جاہلیت کے انتقام اور خوف و
پینے کی دسم تو بالکل مٹا دی جاتی ہے۔ میں سب سے

اِنَّ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ
هَٰذَا اَنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ
مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ
مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ
مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ
مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ
مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ مِّنۡ اَنۡفَرَحْتُمْ

میں یہ اشارہ دیتا ہوں کہ دوسری انجم صلی اللہ علیہ وسلم کہہ کر مگر کی تعمیر کے لیے کہہ کر کہ چھوڑ دو گدیہ خود
میں رہا ہے۔

یہاں اس جہدِ مطلب، اللہم اشہد ثلاث موت، ۱۰ اور ۱۱ جہد، ۱۱ ص ۲۶ کتاب الخ

پہلے اپنے بھائی جہدِ شہد کے خون کے انتقام سے
دست بردار ہوا۔ بڑا ہوں۔ جاہلیت کی توحید کی کاٹنے
میں شایاں تھا کہ جہد، اس سب سے پہلے میں خود اپنے چلا
یہاں اس جہدِ مطلب کا سرچھوڑا ہوں۔ خدا تو کو دیکھو۔
خود یا تو کو دیکھو۔ خود یا تو کو دیکھو۔ یہ کہ میں نے تیرا پیغام
ترسے بندوں تک پہنچا دیا۔

میکسکین دین

ابن عمرؓ پھر چڑھ گئے اپنے اصلی مرکز پر آگیا اور اب ان کے دنیا کی ملامت و ارشاد کے لیے جس نقشے سے
ہلا تھوڑا سا تھا، شے کے روحانی سفر کی وہ آخری منزل پر تھی اور ان نقشے پر پہنچ کر اس کا سلام کی
کیل ہو گئی۔ اس لیے وہ کہ اس نے تمام دنیا کو شہرہ اس سسٹیا تھا، آسمانی فرشتے نے یہی اس کو کہا تھا کہ یہاں مقصد کی
سب سے آخری نشانات دے دی۔

أَلَيْسَ الْفَلَاحُ فَعْمٌ وَفَيْتُكُمْ وَأَشْهَدُ خَلْقَكُمْ
وَتَعْلِقُ وَتَرْتَبِتُ لَكُمْ أَلَا تَسْخَرُونَ مِنَّا
ترجمہ: کیا تم کو فلاح نہیں ملتا؟ میں نے تم کو پیدا کیا اور تم کو لٹکا دیا۔ کیا تم ہنسنا نہیں دیکھتے؟
یہاں پہنچ کر لیا کہ تم کو اور ان ۱۰ الاسلام ہو۔

(سورۃ الحج کے حاشیہ میں فرمایا)

انصار و مزید

نظارہ یہ مقدم کرتا ہے کہ آیت ۲۰ سے ۲۴ الخ تک جو کہ بیان کیا گیا ہے یہ صحت ان حکام
کی حکایت ہے جو حضرت ابراہیمؑ کو پہنچے تھے، لیکن عام طور پر مفسرین نے آخری صفحہ کو براہِ راست
خطاب قرار دیا ہے۔ یہ حال اور قریب ہوتی ہیں کہ تمام تغیرات اسی بات کی شریعت میں کہ جہادِ ظہار سب سے
اصول ہے۔ دایہ و اسی صفحہ جہادِ ظہار صحت کا صحت کا بیان کرتے ہیں کہ یہ نہیں بتائی گئی بلکہ یہاں کیا سب کچھ
ہے، آخر کہہ گئے دیکھو اسے جہادِ ظہار صحت کا صحت کا بیان کرتے ہیں کہ یہ نہیں بتائی گئی بلکہ یہاں کیا سب کچھ
یہاں آئے تھے کہ اندر قریانی کے باوجود اس نے گئے خصوصاً قریانی کے اور ان پر جو محروم تھا اس کے کچھ کچھ میں پہنچانے
جائے اور وہ انھیں مسجد کی نشان میں سے ایک بڑی نشان قیصر کرتے۔ اب اگر کوئی شخص کہ لایہ انصار و مسلم کہ یہاں
کہ جیسے ہیں ان کے ہیں جیسے ہیں وہ کہ میں تو پھر نہ کہہ سکتا ہوں، نہ ہی جی۔

فتاویٰات میں واضح کر دی کہ قریانی کی حقیقت کیا ہے؟ آیت ۲۰ اور ۲۶ الخ میں فرمایا تھا کہ اس کا

نقشہ میں یہ ہیں و انوار و دروغ صحت میں یہی سب کے ان تھے، وہاں حذیل نے انھیں قتل کر دیا تھا۔

گوشت خود بھی کھاؤ اور تمہاری کو بھی کھو، ایسی مقصود اس سے جانوروں کا غریب بہا نہیں جیسا کہ لوگ سمجھتے تھے، یہ ہے کہ لوگوں کے لیے خدا کا سامان ہر پھر کثرت ۳۶: ۱۱ میں ملتا ہے کہ ہر اک اصل حیوان تمہارے دلوں کا تقریبی ہے اور قربان کا گوشت اور خون۔

بستہ رست اقوام میں قربانی کی رسم اس طرح ملتی تھی کہ انہوں نے خیال کیا، انسانوں کی طرح دیگر جانوروں کو بھی چھٹا دیا جائے گا، رست ہے اور جانوروں کا غریب بہا ان کا غضب و قہر ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ قرآن کو کتاب ہے نہ خود بہت کم گوشت کا چڑھا چھٹا کر سکتا ہے نہ وہ غریب بہا کے کا شائق ہے۔ اصل شے جو اس کے حضور مقبول ہو سکتی ہے، وہی کی نیکی اور عبادت ہے۔

مقاصد حج

جہاد است والامالی کا مقصد | دین کے نام پر ذہب میں مسلہ نہ کی ایک ایسا ایثار و ضریعت یہ ہے کہ جس نے تمام جہاد است و اموال کا ایک مقصد نصیب کیا اور اس مقصد کو ثبات عزت کے ساتھ ظاہر کیا، غار کے متعلق تعریج کی۔

ان، انسلمو شعی من الفضاہ والنکر۔ | غار کے متعلق تعریج کی۔

ردائے کے ذریعہ سے قرآن پر پیر غار بنی جائے۔ | ردائے کے ذریعہ سے قرآن پر پیر غار بنی جائے۔

ان کے اس دور میں سے ایک حد بلور سدو کے | ان کے اس دور میں سے ایک حد بلور سدو کے

سے واکیم کو تم، اس کے ذریعہ سے ان کا کیم | سے واکیم کو تم، اس کے ذریعہ سے ان کا کیم

طبع کی بڑا خالیوں سے ہر کیم کو کیم | طبع کی بڑا خالیوں سے ہر کیم کو کیم

اسی طرح خوار و تعالیٰ نے جس کے فرزند و منافع بھی ثبات و طاعت کے ساتھ بیان فرما دیے۔ | اسی طرح خوار و تعالیٰ نے جس کے فرزند و منافع بھی ثبات و طاعت کے ساتھ بیان فرما دیے۔

جی کا اس مقصد سے کہ دیکھ اپنے اپنے فائدہ حاصل کریں | جی کا اس مقصد سے کہ دیکھ اپنے اپنے فائدہ حاصل کریں

اور اس کے ساتھ ہی چند غرضوں کو دیکھ کر یاد بھی | اور اس کے ساتھ ہی چند غرضوں کو دیکھ کر یاد بھی

کر دیا کریں۔ | کر دیا کریں۔

اس آیت میں ذکر کو حکم نے ہی فرمادہ کوئی کا مقصد قرار دیا ہے۔ ان سے اجتماعی و انفرادی | اس آیت میں ذکر کو حکم نے ہی فرمادہ کوئی کا مقصد قرار دیا ہے۔ ان سے اجتماعی و انفرادی

نہ صرف وہ ہیں اور جی کا ایک: یہاں ہم مقصد سے کہ ابتدا میں یہاں ہم مقصد سے کہ ابتدا میں | نہ صرف وہ ہیں اور جی کا ایک: یہاں ہم مقصد سے کہ ابتدا میں یہاں ہم مقصد سے کہ ابتدا میں

مقصد کے ساتھ ہی ہم کو دیکھ کر فرمادہ کوئی کا مقصد قرار دیا ہے۔ | مقصد کے ساتھ ہی ہم کو دیکھ کر فرمادہ کوئی کا مقصد قرار دیا ہے۔

لَيْسَ خَيْرٌ مِنْكُمْ مَنْ آتَى شَعْبًا لَفْظًا مِنْ نَزَائِكُمْ ۖ

اِس میں تم سے جیسے لوگوں کوئی بات نہیں کہو، اِن

کو اُسے ساتھ آنا اپنے پروردگار کے فضل کی علامت قرار دینا

وہاں سے لوگوں کو اِن بات کا تشکیک بھی نہ کرو۔

قرآن مجید کا عام نزول خطاب یہ ہے کہ وہ نذائیات سے کسی قسم کا تعرض نہیں کرتا۔ اس کی قرینہ دلیل ابراہیم کی طرف سے پہلی دینی ہے۔ اس پر بعد ازاں قرآن میں بھی یہ قسم کی بات کہی گئی کہ تم لوگوں میں اور اس کی طرف سے دوسرے نذائیات کی طرف سے اقتصادی و تمدنی ترقی میں ایک نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ عرب اگرچہ ایک بارے نشین اور غیر متان قوم تھی تاہم معاشی کی ضرورتیں سننے استادن کی ایک حکمرانانہ شان میں تھابت کی طرف سے ایک ایسی صورت پر ریا تھا۔ قریش کا انفرادی شام وغیرہ کے اطراف میں رہا۔ اس کے برابر ان تمام لوگوں کے وہاں کے بہت والوں سے متعلق طور پر تجارتی تعلقات پیدا کیے تھے۔ خود ان کے متعلق خدا، ذوالہدایہ و مشہور بارہا قائم تھے اور ان کے باشندوں میں اچھی خاصی تجارتی سندن میں جانتے تھے۔ پس وہ ایک عرب کہ جس کی دولت و ترقی کی حد میں غور و خوض نہ تھی۔ لیکن اسلام کا ظہور نشان و عالمگیر عزت پیدا کرنا چاہتا تھا اس کی گرم بازوئی کے لیے غلامانہ ذوالہدایہ اور انہماکی و مسرت کو ہی نہ تھی۔ وہ دنیا کی تمام سندن و قوموں کی طرف تھا جس میں احترام کا مستقل مسئلہ قائم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ غریب و فقار سلام تہا کی پٹائیوں سے بلند ہو کر تمام کچھ پر چلنے لگا ہے۔

پس یہی تربیت کو یہ ہیں جن اقتصادی و تمدنی فوائد کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ ایک وسیع میں اعلیٰ تجارت کے قیام سے روز اعلیٰ عرب جس قسم کی تجارت کرتے تھے وہ تو ہر حالت میں قائم رکھی جاسکتی تھی۔ البتہ تجارت میں احترام کا مسئلہ اہل قیام ان وسط حال و اہل باع عام پر موقوف تھا۔ اس میں جیب کالوں میں ایمان قائم ہو گیا اور ان سے راستے کے تمام فضیلت و فرائد بردار رہے تو اس وقت خدا نے مسنونہ کی اس مقصد سے طبع کی طرف سے نام دی۔

مقتصد اعلیٰ و متعصب قبیہ ۱

لیکن اس تحریر کی توضیح کے علاوہ قرآن مجید کا ایک فرقہ خطاب اور بھی ہے جو صرف غریبوں کے ساتھ کرنا چاہتا ہے۔ اگر کم و بیش غریبوں کی سمجھ میں آسکتے ہیں ان کو نہایت کھلے عقائد میں اور اگر دیکھا ہے، لیکن جن مغایب آیتوں کے خطاب صرف غریبوں کے لیے ہیں۔ اور وہ عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ ان کو صرف اشارات و تمثیلات میں انداز دیتا ہے۔

تصدیق میں تجارت ایک ایسی چیز تھی جس کا تعلق ہر شخص کے ساتھ تھا اور اس کے فوائد، منافع عام طور پر سمجھ میں آسکتے تھے۔ اس لیے نہ اسے اس کو نہایت و مناسبت کے ساتھ بیان فرمایا۔ لیکن آج کا ایک اہم مسئلہ اور غریب ہے کہ ہر مروت بیان نہیں کیا گیا لیکن تمام قوم پر اس کی طرف سے اس کی کثرت سے اشارہ سے کہے کہ اگر ان تمام آیتوں کو

ترکیبی شکل دو مان طریقے پر ترتیب دیا جاتا ہے، اچھے مرتبہ بذات و خیالات، بلکہ عام معنی میں موت کا اسے دیکھنے کا احوال اور اشتراک ترتیب دیتا ہے۔

و ابجد اتحاد کا سررشتہ
اس بنا پر اس قوم کے پیدا ہونے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مذہب کا
ابجد اتحاد کا سررشتہ منظم کیا۔

اِنْ تَالِ لَآ تَرْجِعْ اَسْمٰكُ قَالَ اَنْتَ لَ تَرْجِعُ
اَلْمَلٰٓئِكَةُ وَ اَمْ مٰی يٰۤاٰمِرًا جَسِدٌ مِّنْ زَيْلٍ وَ لَقَدْ تَقَرَّبُوْا
مِنْ رَبِّكَ اِنَّ اِلٰهَ اَصْحٰفِيْ لَمَكْتُمُ الْيَتِيْمَ فَلَا تُكْرِهُوْهُ
اِنَّ اِلٰهَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ہمزہ ۱۲۶: ۱۲۷)

احتمال ہے اور یہ سبب ہے اپنی منقلب کو وصیت کی یاد کرنا
 کھلا اے تمہارے سینے پر ایک نہایت درگزر دینے کی مشق
 کرنا ہے۔ تم اس پر عمل کرنا اور جتنا تم سہل کرنا۔
 ہی کرنا۔

نشتہ اولیٰ | لیکن حکامت خدا اپنے غمزد و حقار کو کرم و مہربانی کا نفاذ کے وسیعہ میں رکھتا چاہتی ہے اور اس کے ذریعے سے ہماری قومیت کا احیاء و مدد و تائید کرتی ہے، اس لیے انھوں نے اس حد پر انشتہ قومیت کے غمزد و حقار کے لیے ایک نہایت مقدس اور حسین اشیاء تیار کیا،

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَلَكِن لَّمْ يُؤْمِرُوا بِهَا أُولَٰئِكَ غَدَابَةٌ ۖ أَذْهَبَتْ لَهُمْ أَرْوَاحُهمْ وَأَسْمَاعُهمْ وَوُضِعَ لَهُمُ الْحِجَابُ ۖ تَتَّبِعُهُمُ الْغَايَةُ ۚ إِنَّهُمْ مُصْمَعُونَ ۚ

(سورہ ابراہیم: ۱۸)

یہ عربی و سنٹ پٹر کا گھر تھا جو ایک دو مافی جماعت کے طالب کلا آب دوگ تھا۔ اس جیسے حبیب ہو گیا، ہر گیا تو
 انہی نے اسی جماعت کے پڑا ہوئے کی دعا کی، ہونا واجباً مسدین نکات و سن غریبنا ائمہ مشیئة ملک۔
 اصبح غلام پڑا ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہنسے اپنی کفری و عیت کے ذریعے سے اسی دو مافی غریب مشیئة حیات کو
 اسی کے خواہیے کر دیا۔

اور وہ اپنے اور یحییٰ کو دیکھ کر کہہ اٹھا کہ یہ میرے دو بچے ہیں۔
 ﴿وَقَالَ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ خُذْ هَٰذَا فَكُنْ لَّكَ فِیۡهَا وَكِیْلٌ ۚ﴾

۱۰. مَعْرُوفٌ يُكَفِّرُ عَنْكَ الْكُفْرَ إِذَا قَالَ لَيْسَ بِي كُفْرٌ مَا أَفْعَلُكَ
 اور چکر کرتا ہوں، میں دقت میں ہوں، تجھے چاہیے عتوب کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور
پسندہ انھوں نے جو قوم پیدا کر دی تھی، اس کے اندر سے ایک سب سے بڑا تھا۔ اس نے اس گھر میں

میں بکرتے جس آباد کو بنایا، کھڑا کے دوسرے قدرتی برہم پر رہا نہیں ہو گی۔ وہ قوم جس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
وہ عارفانی تھی، اس میں بزرگ کے فیض محبت سے بالکل مرکزی درہم پر رہا نہ ہو گی تھی۔ اب ایک مرکز پر جمع کو کے اس کے مذہبی
جذبات کو صرف ہم دیکھنا باقی تھا چنانچہ اسے خدا کے لیے اندر لاکر کھڑا کر دیا گیا ان اس کی مجلس قدیم مذہبی یا دگاہوں کی
تعمید داریا سے اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،

إِنَّ اسْتِخْلَافَ الْمَرْبُوتِ مِنْ اسْتِخْلَافِ الْوَقْتِ حَسْبُكَ
اَلْغَيْبُ اَوْ اَلْغَيْبُ قَدْ جَاءَكَ كَيْفَ اَنْ يَكُونُ بِيَعَا
وہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،

کبھی ان کو مشعر عام کی یاد دلائی گئی۔
لَا اَلْاَلْهَمَ اِلَّا لَہٗ وَ اَلْاَلْهَمَ لَہٗ وَ اَلْاَلْهَمَ لَہٗ وَ اَلْاَلْهَمَ لَہٗ
سبب حریت سے لوگوں کو مشعر عام (مذہب) کے نزدیک
خدا کی یاد دلائی۔

خدا کے خود دنیا کی سب سے قدیم یادگار تھی، انھیں اس کی ایک ایک یاد دلائی گئی۔
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،

یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،

یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،

یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،

یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،
یہاں دیکھو کہ اس کے مذہبی جذبات کو پختہ و مستحکم بنا دیا۔ انھیں ان سے کہا،

هَذَا مَشَاوِصِكُمْ اَبْرَاهِيْمُ -

خوب خود سے دیکھو وہ نصیحت حاصل کر دے کہ تمہارے

اپنا ابراہیم کی یادگار میں ہیں۔

تمام نعمت | حب اسلام کے اس ہویہ اختلاف قوم کے عدم کی تکلیف کو ہی اور خدا کے نہ مقدس یا انکاروں کی رد معائنہ
اس کی قرصیت کا شریک مستحکم کر دیا تو پھر نصرت ابراہیم کی فراہم نہیں کر دے روش دکھادی گئی

فَاَنْصَحُكُمْ اَنْ تَبْرَءُوهُمْ وَتَبْرَءُوا مَا كَانُوا مِنْ اَنْتُمْ يَخْتَفُونَ۔ پس ابراہیم کے عزیز کے کی چوری کر دے جو مومن ایک خدا کے

خود سے جسے اور نصیحت ابراہیم فرک کر کے وہاں سے

(آل عمران ۶۱)

دے۔

اب تمام عرب کے ایک خدا مستقیم کو اپنا مرکز بنا لیا اور تمام مفلوج حرم غلط کی طرف متا دیے گئے جب یہ سب کچھ

ہو چکا تو اس کے بعد خدا نے ابراہیم و اسمعیل کا سب سے بڑا اسباق پورا کر لیا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتٰنَا مِنْكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُ ۚ وَ اَنۡتُمْ عَلٰۤیٰ اٰیٰتِنَا لٰتَعْقِلُوْنَ۔ اَلَّذِيْنَ اٰتٰنَا مِنْكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُ ۚ وَ اَنۡتُمْ عَلٰۤیٰ اٰیٰتِنَا لٰتَعْقِلُوْنَ۔

ایک قرصیت کے۔ جسے میں منکب کو یہاں سے اور اپنے

تمام اصلاحات تم پر ہی دے کر دے اور تمہارے لیے مومن

ایک مومن اسلام ہی کو منتخب کیا۔

عید اور تکمیل شریعت

تَقْوِمْ اَكْمَلَتُ لَكُمْ دِينَكُمْ تَرَانِسْتُمْ عَلَيَّ فَرَضِيَّتُكُمْ لَكُمْ لَاسْلَامًا دِينًا

تفسیر | انکی کاغذ اور کوہ آتش نشان کے واس میں چھا۔ بتا ہے لیکن یہی خبر ثابت تو تار و نیا کہ عید پر ہوا ہے۔
 غرض کی قوت ذاتی خاک میں غرضی برقی ہے لیکن یہی فعل ہوا آتی ہے تو اس میں سے قدر و مال آجائے کہ
 اس پر انہی کی غنا سے یہ ملک ہو جاتی ہے۔ پانی کا سیلاب اور بادل کے ایک ٹکڑے میں سنا ٹکڑا پر بتا ہے لیکن
 یہی برسات ہے تو یہی کہ غرضی کو باجم و جیتا ہے۔ برقی کی مدد دینا کے پر اسے ہی حرم و اینک یہی اس
 میں توین دونا ہو نا ہے تو ہر قدر قدرت کے ایک ایک پوز سے ہی وقت حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ عروج و یا ہی میں
 بننا ہے لیکن جب غرضی ہے اور وقت کو جو برقی ہے تو دیا میں تکامل پر ہوا ہے۔

اسلام | مگر یہی اس قسم کا ایک شرارہ اس وقت کی ایک طاقت نور۔ اسی نیا غرضی کے ساتھ ہے۔ ایک
 چرخہ آب و ہوا۔ اسی قوت کے ساتھ حرکت پیدا کرنے والی برقی کی ایک دو دور اسی سرعت کے ساتھ
 چیلنے والی ایک موت و پوریت تھی۔ جس نے ان کو غرضی میں وسعت میں آگ لگا دی۔ جس نے پھول میں کر شورش و زلزلہ
 کو نکلنے دیا اس پر بارش جس نے یہی کر پڑی دیا کہ سر پہر شاہد کر دیا۔ جس نے پین کر دینا کے سکون کو حرکت سے
 بدل دیا جس نے ان کو کھڑا کیا۔ ان دنوں کے بحر حریف نے یہی ایک عظیم نشان کا طرہ کر دیا۔

غیر محدود وسعت کے آقا | میں اس کاغذ پر ہوا۔ لیکن جس کے ساتھ ایک غنا سے غیر متناہی۔ ایک
 وسعت پر محدود، ایک کو غیر محدود و رواں تھا۔ جس نے جیل پناہیں کھڑا کر کے ان میں کھڑا کر دیا۔ غرضی

مہرہ قرام۔ بلکہ عوام

اب اسلام دینا کے دوسرے انحراف کی غرض سے دیا گیا کہ سکھانا اس کی غرض کے غنا سے تھا اور فطرت کی
 غرض دوری قلوب اس کا مقصد ہے۔

ان الذین فرضتم فتنیکم فلا یسبوا
 انفسہم تاکوا انفسہم فانا نواکفہ

جو ان دشمنوں کے ساتھ کہ انہوں نے اپنا نقصان کر کے پھریں
 ان کی روح نہیں کر کے بعد فرشتوں سے پوچھیں گے کہ تم کس مال پر تھے

سَنُتَصَفِّينَ فِي الْأَمْرِ ثُمَّ نَأْتِيكَ
تَكُنْ لَنَا وَاجِبَةً فَتَأْتِيَنَا بِهَا
فَأَذْبِكَ نَأْتِيَهُمْ بِهَيْبَتِهِمْ وَ سَأَلَتْ
مُصِوَرًا إِلَّا أَلْتَصَفِّينَ وَ سَأَلَتْ
الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةَ لَوْ لَدَا لَا يَكْتَبِيْنِ
بِحِلَّةٍ وَلَا يَكْتَبِيْنِ سَبِيلًا لَّا تَأْتِيكَ
هَسْبِي أَلَا أَنْ يَكْتَبِيْنَ هَيْبَتَهُمْ وَ سَأَلَتْ
اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ تَكُنْ تَحْتَ جَوْزِي
سَبِيلِي فَلَمْ يَجِبْ لِي إِلَّا أَنْ تَكُنْ مَوْجِبَةً
مَكْتَبِيْنَ وَ سَأَلَتْ مَنْ يَكْتَبِيْنَ
سَبِيلِي فَجَاءَتْ لِي إِلَّا اللَّهُ وَ رُسُلِهِ
يَكْتُبُونَ فَكُنْتُ فَكُنْتُ وَ كُنْتُ
كُلِّي اللَّهُ وَ كُنْتُ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ

(الفردوس، ۹۰-۹۱)

و میں اس کے اعتبار سے تمہارا کیا حال تھا، دو جواب میں کہیں گے ہم
کیا کرتے؟ ہم کہیں وہے ہوسے اور بیٹے ہی تھے زمین بے کسی کی
وہ سے اپنے خدا و مل کے مطابق زندگی بسر کر سکے، اس پر فرشتے
کہیں گے اگر تم اپنے فکس میں رہے تو کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی
لو کہیں دوسری جگہ جہت کر کے چلے جاتے؟ غرض یہ تو وہی ہیں کا ٹھکانا
دو طرفہ ہوا اور جن کا ٹھکانا دو طرفہ ہوا تو کیا ہی بڑی جگہ ہے مگر ان جو
مرد اور عورتیں اور بچے ایسے نمودار رہے ہیں جن کو کوئی چارہ نہ
سکتے ہیں اور جہت کی کوئی راہ نہ پاتے جن کو ایسا ہے اللہ ان کی نبوت
کو دیکھتے ہو اسے انھیں سات کر دے اور وہ سات کر دے والا نہ بخش
دیتے والا ہے اور دو کہیں تو کوئی اللہ کی باتیں دلہا نہ رہا۔ پھر تو کہیں
کرے گا تو اسے خدا کی زمین میں رہت ہی نہ ہوتی تھی اور وہ جہت
کی کشمکش ہائے خدا کو کوئی اپنے گھر سے لے کر اس کی طرف
جہت کر کے لے پھر وہاں ہی میں اُمت کھائے تو اس کا ابراہیم کے سزا
ثابت ہو گیا اور وہ اپنی نبوت کے مطابق کشش کا اجر ضرور پاسے گا
اور اللہ تو ہر حال میں کیٹنے والا اور دولت دکنے والا ہے

جو شخص خدا کی راہ میں جہت کرے گا وہ زمین و سمندر اور تمام دنیا کے مال و دولت پر غلبہ کرے گا اور جو شخص اپنے گھر سے نکلی کر
خدا اور خدا کے رسول کی طرف جہت کرے اور راستے ہی میں اسے موت آجائے تو یقین کرے کہ اس کا جہاد خواہ واجب ہو چکا
اور خدا بڑا بخور و رحیم ہے۔

اسلام دنیا میں پھیلا اور پیش و ہر نہ کی آبادیوں نے اس کو اپنی آغوش میں گلے لیا۔ بدروشنی نے
اس کے لیے لپٹا دیا۔ جو قرآن و ہر حق کے سرسبز باغوں نے اس کے لیے اپنی مگر سنو اور
غیر کے کشادگی نے اس کو اپنے سلیبے میں بٹھایا۔ باری ہر وہاں بھی پہنچنے کے لیے آواز گھونٹنے اور جہاد کا تھا اور دینے
کے لیے اور دست چاہتا تھا۔

تجربہ شریعت کی آخری اینٹ | شریعت کی آخری اینٹ نے اس کی کوئی اور دیکھا جس کی وجہ سے دین الہی

لہذا ان آیات کا ترجمہ کل ترجمہ میں ہے قرآن و ہر حق میں اور جو ترجمہ اللہ الہی میں کیا گیا تھا اسے

وہی آسمانی کی داد دیتے رہتے۔

تذکرہ نقشبندیہ فی القسطنطنیہ

ہرگز کہہ سکتے ہیں وہ سے جبراً کہ کون ایسی کے شوقی صلب ہیں
تو ہمارے ہوا دارا، آسمان کی طرف نہ مڑتا ہے۔

(مترجم - ۱۱)

نیز کہہ سکتے ہیں اس مذہب کی قوت و نفوذ کا مرکز، زمین و فلک کے آفرین تھا، اس لیے کہ وہ مکمل رحمت ابراہیمی اسی کا پیراوی
کے ماننے، اختیار کرتے تھے وہی اللہ پرست،

اصل حقیقت کے لحاظ سے اسلام تمام مذاہب کا مرکز تھا، مذہب کے نام کے نام ہر اسے سید
ظہور کامل | پہلے ہی سے موجود تھے، اسلام نے صرف ان کو جو دوست کر لیا ان کو دیا تھا، آئینے کا تار پہ سے ہی سے
تیار تھا، اسلام اس کا سر میں لگا، وہ چہرہ کا نام تھا جس نے جس حقیقت کو اہل و اقرب بنا دیا، جو اب درجہ کیا
میں تھا، وہ تھا، قاتل و قتلہ، ان میں سے جو چیزیں تھیں جو سب سے اولیٰ ہے، اس لیے وہ دنیا میں بنا دیا تھا۔

اس مذہب کا مقصد حقیقتِ حق میں مشکل جو نکلتا تھا، سر میں ہو کر اس کے جز، جی کل ہو گئے لیکن وہ ایک شخص
بچے پر تھا، وہ ایک کے ساتھ بے عقاب بنا دیا تھا، جو اہل و اقرب نے اس کے چہرے سے، عقاب بھی اُس کی اور
تیار دیا کہ اس کا وہ حق چہرہ نظر آگیا۔

وہاں پر وفات کے بعد ان میں اسلام کی حقیقت کے اسی طور پر کامل کا اندازہ کیا گیا، انہوں نے اس وقت تک دیکھ کر
انصاف علیحدہ جہتی و مصلحت کے اسلام دیکھا۔

اسلام کا مقصد | لیکن وہ دہانت کے سامنے جو تھیں وہاں چہرہ دکھا کر گزرا، انہیں چاہتا تھا، اگر وہ اسے
اسلام کا مقصد | ان پر سامنے پڑا کہ یہ کامی ہو گیا ہوگا، انہیں اس کے واسطے تمام مصلحتوں ہی میں تمام
تباہی کے سامنے اسلام کو پیش کر دیا تھا اور تمام جہتوں پر اس سے دوستانہ رویہ تھا، وہ غلبہ کا، تسلط کا
اور پھر تمام چاہتا تھا، وہ ایک عظیم انسانِ مصلحت کی بنا دے دیا، چاہتا تھا کہ ہر انسان عدل کو عالم دیکھے، شہر
اللہ کی حفاظت کرے، دنیا کو امن و مسکنی کا پیغام سنائے، مسالمت کا مدعوں کو تعلیم دے، پرانے عقو و سہ کو مٹا کر
نئے سرے سے الفت و محبت کی بنیاد دے، اسلام کے تازہ خون کا قصبہ بنے، وہاں بیت کے دم نیکو کے کپڑے
تھیں، اس سے مسل دے، دنیا کو مسالمت و مصلحت کا پیغام سنائے، وہ مکرمت چاہتا تھا جو انسان کے تمام عقائد
و حال، انصاف و مصلحت پر محیط ہو جائے، اس عبادت کی بنیاد اگرچہ نہ تھی نہ پڑی تھی لیکن اس کا انکسار جز اور ان میں
ہوا، انہیں یہ بھی لگتا تھا کہ ان میں اس کا نام نہ لیا گیا۔

خدا کا نام پہلے ہی سے کامل تھا لیکن اس مذہب کے نوؤد و قوت کے شاہانِ نشان نہ تھا۔ آج خدا نے
اسے مسلمانوں کے شاہانِ شان بنا کر دیا، وہ انہیں پسند بھی اور نہ اسے تمام کی مہر لگا دی، ورنہ یہ تمام اصلاح دیتا۔

صالح قوم اور حکومت

دنیا کا کوئی داعی نہ رہے۔ دنیا کی کرنی صالح قوم، دنیا کا کوئی اور اعزاز نہ ہو۔ اپنے ساتھ میں سلطنت کے ہر کام میں نہیں ہر سنگ چٹان پہ دفن میب کوئی صالح قوم پیدا ہوئی ہے اس نے نیکی چھیلنے اور امر و نہی میں افکار کی افنی خدمت انجام دینے کے اور داری اختیار فرمائی اسے پیشہ مناسب تاج و تخت دیا ہے اور جہنم تک اس کے سر پر حکومت کا کاج نہیں رکھا گیا، اس کا دین خدا کی آخری مرضی کے مطابق نہیں ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ عز و ج فرماتا ہے۔

وَمَا آتَاكَ اللَّهُ الْبَيِّنَاتِ أَفْتَرًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَاللَّعْنَةُ عَلَى الْكَافِرِينَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ
الَّذِي هُوَ غَفُورٌ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَاللَّعْنَةُ عَلَى الْكَافِرِينَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ
الَّذِي هُوَ غَفُورٌ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَاللَّعْنَةُ عَلَى الْكَافِرِينَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ
الَّذِي هُوَ غَفُورٌ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَاللَّعْنَةُ عَلَى الْكَافِرِينَ

اور جو لوگ اس کے بعد کفر سے سرور اختیار کر لیں وہ لوگ بھی

(۱۵۵)

محکم کی تحصیل

اللہ تعالیٰ کی اس نعت باریہ کے مطابق کوئی ایک قوم ایمان لائی اور اس نے عمل صالح اختیار کیا اس کے خدائے اسے زمین کا خلیفہ بنایا۔ خدائے اس کے لیے جس دین کو منتخب فرمایا تھا وہ ایک ملک اور ایک شہر کے ساتھ حکم نہیں ہوا تھا۔ فتح کرنے کے مشتمل کر دیا۔ دین میں روکا، حضرت صلح سے تمام عرب کی مشرکات قوت تروڑ دی تھیں۔ سرت اہل کفر اپنی مسلح دست بردار تھے۔ اگر اسلام کو کچھ قوت تھا تو اس مرکز کی قوت کا تھا۔ فتح کرنے کی طاقت کہ جس پر ایمان کوئی ایک نعت باریہ کی اس دین کو مقصد جیسا کہ خود خدائے باریہ فرمایا۔ یہ تھا کہ خدائی پیش کر جائے۔ تمام انسانی پشتوں اور صیوان ائمہ اور ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ان کے بندہ موت خدائی کے لیے برپائیں۔ فتح کر میں تھیں۔ جو ساتھ کثرت آج، حق و زحق، باطل و حق، ان کی فلاح و کربسوں کے ساتھ کور و بیہ کے اور توبہ لے کے لیے میدان مباح جو توبہ جزا اور ایمان پیش ہیں۔ یہ شادی کو دی گئی تھی کوئی مشرک خاندان کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ دین الہی کی یہ تہیں تھیں۔ یہی خدایہ عام تھا۔ یہی تلواریں تھیں جن سے دنیا و باطن کا جو اس جہان سے شراب ہو گیا اور اس کا خدائے دہ فرمایا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ
الَّذِي هُوَ غَفُورٌ ذُو الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ وَاللَّعْنَةُ عَلَى الْكَافِرِينَ

بے پروہ اور ائمہ قدامت کو بر شہادت ملحق مسلمان تھے۔ اور بدست حکم دیکھم و اشہد علیک

نعتی و رحمتی لکھم الاسلام دینا۔

عید کا جشن عام | یہ آیت کریمہ ظہیرِ عہد کے دن خاصِ عرفات کے یہاں میں نازل ہوئی، دو ایک: یہاں علیہ اسی سہمی گئی کہ ایک یودی نے حضرت عربی، انور سے بدھرت گدا، اگر ایسی آیت ہا سے مذہب میں نازل ہوتی تو ہم اس کے خول کی یادگار میں عید مناتے۔ حضرت عربی نے فرمایا، ہم کو یہ یادگار کے تمام کرنے کی ضرورت نہ تھا، یہ آیت اسی نازل ہوئی جب کہ تمہارے نفس، نہ سے عرفات کے یہاں میں اسی کے ساتھ ٹھہرے تھے، پس عید کے یہ دن ہمارے واسطے عید کا جشن عام ہو گیا اور تمہاری یہی مرضی تھی۔

عید کی حقیقت | اسی شہادتِ مغنی نے یہ کہ تختیت کہہ میں ہے نقاب کر دیا، دو معنی ہر تفریح، عیش و نشاط اور دلب کا ذکر نہیں، وہ نہیں شریعت کا ایک مرکز ہے اور سطورِ خلافت اسی کا ایک مغرب ہے۔ وہ قریدہ و صانیت کا نہیں ہے وہ خاصِ نیرن اور پاک دن کی تائیش کا ہے۔

اس کے اور سے ہم عہد کے مذہبی جذبات کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی اصل حالت میں قائم ہے تو کبہ پناہ ہے کہ مذہب اپنی پوری قوت کے ساتھ زندہ ہے۔ اگر دولت گئی ہے یا وفات و زخافات نے اس کے اصل مقام کو چھینا دیا ہے، تو جین کر چھینا جائے کہ اس میں مذہب کا چراغ بجھ رہا ہے۔

آلہ و غلبہ کا تماشا | اسی وہ ہے کہ مہم میں اسی سے قوت کی نشوونما کا آکا ہے اسی دن سے عید کو اس کے تمام کا ذکر بنایا گیا۔ مدینہ میں عرف جہانظر کے آیت سے دنیا کا اسلام کی دست اثر کا ایک مغرب لکھا، چا سکتا تھا لیکن دولت اسنے ہی پر تانے نہ تھا، وہ تمام دنیا کے لیے ایک چشمہ رحمت تھا جو اپنا پاتا تھا۔ مَا اسْمُكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَفُورُ الْكَرِيمُ۔

دعوات کے یہاں میں آج اور اپنی پیچھے دن ہر جوں کی پاد میں اس نے پوری دنیا کو چھینا دیا، اس لیے دنیا سے اس کے ہاں دجلال و جلال و ظہر اور نور و رحمت کا تماشا دکھ دیا۔

عید کے مظاہر | پس عید اگر شہزادہ اسوہ کو قاتل رکھتی ہے، مذہبی روح کو زندہ کرتی ہے، مذہب کے کارنامہ عید کے مظاہر، اعلیٰ کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے، حمد و ثناء انہی کی تہذیب کرتی ہے، تمام امت کو ایک نظام میں فرو کر دیتی ہے، مختلف ممالک کے مسلمانوں کے درمیان سفارتِ کلام مقرر ہوتی ہے تو بلاشبہ وہ عید ہے جہاں سے وہ نہ صرف ہر روز کی ایک محفل ہے جس کو ایک ملت کے ایما کے لیے ہم ہمارے ایک بے تفریق۔

آفتابِ نبوت کا غروب | یہ عید حسنِ اتفاق ہے کہ اسوہ کی اس سب سے نغمہ اشران بیکہ تمام کی رحمت آفتاب کی زندگی کا وہ ختم ہو گیا اور عہد، یہ آیت جس نے مذہب کی تکیں کا اعلان کیا تھا انہی کا سفر و گزیر بھی پھر اس کے لاول پر اگرچہ اگر عہد کو نہایت مغرب حاصل ہوئی، لیکن جو کہ اس حقیقت کو جلتے تھے کہ داعی حق کی زندگی کا سب سے آخری مقصد وہی کی گھیل اور اس کا طریق عام و غور تمام تھا، ان کی

وفات

رسول اللہ کی وفات

إِنَّكَ حَبِيبٌ وَأَنْتُمْ مَيِّتُونَ

—(۱)—

قرب وفات کے آثار | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قریشیت اور ہی کا متعدد بیٹے اسلام، تزکیہ نفوس اور سکینہ بریں، شریعت تھا۔ یہ منہ پر ہر چکا تو، سس و پیا سے رحمت کی منزل قریب آجائے کے آثار شہوت ہو گئے، اس سلسلے میں زیادہ واضح نشان سرخ خمر کا ٹھونڈ تھا، یہاں کہیں سرور کے انصاف ہی سے ظاہر ہوئے۔

اِنَّا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ
لَكَ سَبْعَ مَلَكُوتٍ فِي يَوْمٍ لَّهِ اَنُوجَا
فَتَبَوَّعَ بِحُجْرَتِكَ وَمَا سُفِّهُوا اَسْفَا
مَعَانٍ تَوَّابَا۔

جب اللہ کی ہر راج پہنچ گئی اللہ نے قویں کو کج دیکھا
ہم نے دیکھا جو یوم میں جو تہہ دیکھا تو اب اپنے پروردگار
کی نہیں ہمد کے ساتھ گوارا اس سے گوارا ہوئے۔ بے شک
وہ صاف کو دیکھنے والا ہے۔

یہ خبر دے میں ہے کہ شہرت غم نے میں جاسٹ سے ادا جانا، نصو اللہ، الفتح کے شوق پوچھا تو
انہوں نے کہا،

يَا رَسُولَ اللَّهِ حَقَّ عَلَيَّ دَسْمُكَ
أَعْلَنَ اِيَّاهُ يَلُحُّ

اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری دھمکی کی وفات ہے، جس کا صدمہ
اے اللہ نے آپ کو دیا۔

جہاد اور تسبیح و تہلیل میں پہلے بھی زخمی، اب ان میں اور اضافہ ہو گیا۔ ہر سال رمضان میں دس روز
احکام آپ کا مہر تھا۔

فَلَمَّا حَانَ اَنْعَامُ اَنْذَى قَبِيضَهُ فِيهِ اِسْتَكْفَ
مَشِيْعِيْنَ يَوْمًا ثَلَاثًا

میں سال وفات ہوئی آپ نے جیسی روز احکام میں
تھکا رہے۔

اسی طرح آپ ہر سال رمضان میں قرآن مجید ایک سو مرتبہ پھر مل علیہ السلام کی زبان سے نکلے تھے۔ جہات
غیر کے بختری رمضان میں دو مرتبہ سنا۔

یہ کتاب دلائل نبی، محبوب طاعت برت تھی و اسلام کے بھلا رہی، کتاب احکام، باب الاغلاقات فی العشرہ و مطلق رمضان

اسلام شیعہ میں فرمایا: اسے ابو نوح میرے بھٹے حکم دیا کیا ہے کہ اہل شیعہ کے لیے یہ اعتقاد کو دے۔ میرے ساتھ چلا۔ آپ روز بروز سے اور میں بھی ساتھ ہو گیا۔ آپ سے ویر کس اہل شیعہ کے لیے دعا کی۔ پھر فرمایا:

اے ابو نوح میرے میرے سامنے دینا جس کے خدا نے اٹھا سے روم اور آخر میں جنت پیش کی غمی دوسری طرف پروردگار کی نعمات اور جنت، کئی گئی۔ اختیار دوسے دیا گیا کہ دونوں میں سے چھوڑ دیں سے ہوں۔ ابو نوح چھوڑنے کا، میرے اس باپ حضور پر فرما دیں۔ آپ دینا جس کے خزانے اور بقا دھام کے ساتھ جنت لے لیں۔ فرمایا: اسے ابو نوح میں کے قضا سے اٹھی اور جنت کو اختیار کر لیا۔

پھر ایک طلب ارشاد فرمایا: جسے حالت صحت میں آپ کا آخری خطبہ کچھ ایسا ہے۔ فرمایا:

خطبہ مبارکہ
مسافر! مریا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے۔ تھوڑی سی شکستہ دل دور فرمائے
تھوڑا سا دل دور ہو، تمہیں رزق اور برکت دے۔ تھوڑی دیر کے بعد عزت و رفعت سے
مرفراز رکھے۔ اسی دعا فیت سے ثناء و کام فرمائے۔ میں آپس میں توفی (رحمت خدا اور پرہیزگاری) کی
وہیت کرتا ہوں۔ اللہ ہی کو تمہارا ارشد بتاتا ہوں۔ اسی سے تمہارا ہوس کیونکہ میں "تدبیر میں" ہوں۔
وہ کیا اللہ کی نصیحتوں اور اس کے بندوں میں مکر اور برتری اختیار کرنا۔ اللہ نے مجھے اور تمہیں حکم
دیا ہے،

یہ سخت کا ٹھہر ہے، یہ ہم ان دونوں کو دیتے ہیں جو ان میں
جو محسوس ہو رہی اور خدا کا اور نہیں کر سکتے اور
آخرت کے مزاں میں ہر چیز کا دونوں کے لیے ہے۔
اللہ اعلم بالصواب (۱۰۰)

پھر فرمایا:
اللہ تعالیٰ تمہیں غصہ سے محفوظ رکھے۔
یہاں تک کہ وہ اور میرے ساتھ خدا اور میں نہیں۔
(۶۰۰)

آخر میں ارشاد ہوا:

تم سب پر سلام اور ان سب پر سلام جو اسلام کے ذریعے سے میری ہدایت میں داخل ہو گئے۔
آگاہی کے لئے کہ روزِ حشر حضور نے اساتذہ بنی نبیہ کو سلام دیا مگر وہ ہمیں کے خلاف فتنہ پھیلے گا۔
اسلام فرمایا کہ یہ سنگ مرمر میں نیک اور دوسرے شہداء کے انتقام کی سزا تھی۔

یہ تیسرے روزہ کا مشہور قبرستان ہے جو شہر کے مشرقی جانب عقیل کے نزدیک ہے۔ یہ شہادتیں ہیں سید جلالہ دوم بن محمد
مکمل شہادتیں ہیں سید جلالہ دوم بن محمد ۶۵۶۔

یہ سب کچھ اپنی نگاہ درست سے دیکھ کر بات بھی تو تصور میں نہیں آسکتی کہ ازواجِ مطہرات کو مٹاؤ، نہ دستورِ مکی حالت اور شخصیت کا زیادہ سے زیادہ احساس و نظائر ان حضرات کی بین میں سے ایک ایک عضوِ معمر کی عمری مبارک کی تخیل یا حسنِ معمر کی کیفیت میں تخفیف کے لیے وہ سب کچھ کرتے پر تیار تھی، جو اسکان میں تھا۔ طمانت ایسی کہ بظاہر وہ سب بھی محض ایک اشارے کی مشطرت تھیں۔

چہرہ حقیقت بھی نظر انداز نہ ہونی چاہیے کہ قدرت کی طرف سے ایسے احباب فراہم ہوتے تھے، جو حسنِ معلوم کو غریب و تنگ ہیں، دو سے دوہیں کے، اسی قدر تریں ممتاز و پہچاننے کے موجب بنے، جو روزِ روز سے حیدر کی کمری کا مٹاؤ بننے کے لیے مستحب ہو چکا تھا۔ تمام ایسا کرمِ طبع، مستحکم کی آواز کا ہزاروں سے بھی ایک صدیوں مقامِ سینہ میں کی نشان دہی یہ یقین و رشتہ قبیلہ کے ساتھ کی جاسکتی ہے۔ اسی ایک کے سوا ایسے تمام نشانات کا صلہ و صفت محض ان تھیں پر مشتمل تھے۔

غرض آپ و درخشندہ کو (۱۴۲۰ھ) صفر، اسی حالت میں حضرت عائشہؓ کے گھر پہنچے کہ ایک طرف سے حضرت عباسؓ اور دوسری طرف سے حضرت علیؓ نے سارا دھڑکھٹا دھڑکھٹا، جمِ امیر کا زیادہ بوجھ بظاہر بردار دیتے والوں پر تھا۔ پاسے مبارک کھینچتے آ رہے تھے۔

اس وقت مجاہد بہت تیز تھا۔ حضرت عمرؓ، ابوبکرؓ، عیسیٰؓ، مسودہ اور دوسرے **کینیتِ مرعی** اصحاب کا بیان ہے کہ کسی کا اہم اہم پر طعن نہیں سکتا تھا۔ آپ نے سوچ بچار اور دھڑکھٹا، اسی کے اوپر سے بھی حرارتِ محسوس ہوتی تھی۔ عیسیٰؓ مسودہؓ نے دھڑکھٹا کیا، یا رسول اللہ! آپ کو شہید ہمارا ہے، فرمایا، ان مجھے اتنا ہمارا ہے جتنا تمہارے دو آدمیوں کو۔ عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ کا اجر میری دو گنا ہو گا۔ فرمایا:

اس وقت کی قسم، جس کے اہل میں میری جان ہے۔ دو سے نہیں پر کافی سیاق میں ہے۔
مرعی یا کسی اور جو سے طعن پہنچاؤ، اسی کے کلام اسی طرح کرنا کہ وہ جس طرف اشارہ ہیں،
وہ وقت کے پتے گتے اور کم ہر سنتے ہیں۔

اسی حالت کے، وسعتِ قلبِ نماز کے لیے مسجد میں تشریف لے جاتے رہے۔ چار مشتبہ کو جو آنکری ناز آپ نے مسجد میں پڑھائی، وہ مضرب کی تھی۔ اسی میں سرِ رسولؐ و المصداقِ قدرت کی، تمانی سیاق و سراج لیا تھی، اسی صورت کی غریب ترست قرآن پاک کی عبادتِ آسمان کوئی سبب نہیں،

حضور عائشہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اگر تم نے اپنے قلب میں اس سے آپ کی بڑی عزت نہ کرنا چاہئے ۶۔ آپ نے
چہرہ میں یہ حکم دیا کہ اگر تم نے اپنے قلب میں اس سے آپ کی بڑی عزت نہ کرنا چاہئے۔

یہ بات اہل حق میں تھی، حضور ابوبکرؓ واقعی رقیبہ القلب تھے، چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی کے ساتھ ابوبکرؓ کی محبت و شفقت کی بظاہر کی حد نہایت تھی۔ حضرت عائشہؓ ہی نہیں، سب کو یقین تھا کہ ابوبکرؓ کے لیے رسول اللہؐ کی بڑی عزت و احترام تھا۔ ابوبکرؓ نے خود بھی اس سے بڑی عزت نہ کرنا چاہی۔ فرمایا: ابوبکرؓ کی خدمت کے معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانو جو یہ تھی کہ

میرے دل میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ آپ کے بعد لوگ اس شخص سے محبت کریں گے اور آپ کی
بڑی عزت نہ کرنا چاہیں گے۔

جو شخص حضرت ابوبکرؓ کے لیے ناز چاہنے کا حکم لے کر مسجد میں پہنچا، اسے مرحوم قلزہؓ نے حضرت
عمرؓ سے کہا کہ آپ ناز چاہیں، حضرت عمرؓ اس پر تیار ہو گئے کہ خود حضرت مسلم کا ارشاد ہو گا۔ ایک حدیث
میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: میرا شک آپ ناز چاہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا: رسول اللہؐ
نے مجھ پر ایسا حکم نہیں دیا، میں اسے نہ مانوں گا۔

قرآن و احادیث میں اس معاملے میں بھی ہے کہ ابوبکرؓ کی خدمت کا آثار و مشاہدہ کا وہ گزرا
آفتاب ہوا مست حضرت ابوبکرؓ کی ناز و شرف سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔ یعنی آپ نے حضرت مسلم
کو حضرت عیسیٰؑ میں سزا دینا ہی چاہا، اس لیے اس مسئلے کے متعلق مردانہ حکم پر اذیت مرحوم زکریاؑ کی اپنی
کتاب "اصح السیر" میں فرماتے ہیں۔

حضرت نے جو عوار و مشہور کو فجر کی نماز کے وقت مردہ اٹھا کر رکھا، یعنی وفات کے روز، حضرت انسؓ کی
روایت میں تحریر ہے کہ اس روز میں دن کے بعد حضورؐ کے چہرہ اور ہاتھ کی تہ نہ تھی کہ نہ جھوٹ کی نظر کی
نماز میں حضورؐ کی بڑی عزت تھی۔ اور اولاد کو حضورؐ پر بڑی عزت تھی۔

عمرؓ نے ان کے وصال کے وقت حضرت مسلمؓ کے ساتھ نماز کی، اگر یہ صحیح تھی۔ صحابہ کی دلالت
سے مسلمؓ کے وصال کے وقت حضورؐ نے حضرت صدیقؓ کو امام بنایا۔ اس کے بعد فجر کی نماز کے وقت
مسجد میں قرآن تلاوت کیا۔ اس کے بعد حضورؐ نے نماز کی۔ اس کے بعد دعا پڑھی۔ اس کے بعد دعا پڑھی۔

لے مجھ بخاری، کتاب النہی باب من علی علیہ وسلم۔

اس وقت سے سہ ماہی صبح تک (جمہرت کی فکر کو چھوڑ کر) انہیں وحشت کی غازیں برقی ہیں کی حضور کی حیات میں صریح ائمہ امامت کی۔

سیرۃ النبی کا بیان | الشوق کی روایت کے مطابق، رسول اللہ صبح کے تھیں، روزانہ نہیں چڑھائی اور حضرت ابو بکرؓ کے آپ کی تائید کی۔

۱۔ اس کا فتویٰ لاؤ کہ شب جمعہ کی نماز مشائے ہے۔ اور ختم دو شنبہ کی نماز صبح پر چڑھنا۔ جو مولانا مرحوم کی تحریر سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت صریح کی تائید فتویٰ کا سناؤ کہ نہ کہ شب پنج شنبہ کی نماز مشائے سے جو چکا تھا، شفاء۔ انہوں نے مرض الموت کے فیصلے کا دن جمعرات متروک کیا ہے اور نماز ظہر پڑھا رہے ہیں، دو اتروں میں، اس وقت کے ذکر نہیں کی قطع کس روز کی فکر کا، تو سب انہیں صبح سے مسلم، اباب التھی من بنا، اصحاب بعض اقصاء میں حضرت جناب کی ولایت ہے کہ ابو بکرؓ کی شان میں جو احادیث آپ نے فرمائے وہ وفات سے پانچ روز پیشتر فرمائے تھے۔ نماز مرض الموت کا خطبہ وفات سے پانچ روز پیشتر جمعرات کا واقعہ ہے۔ حافظ ابن جریر نے بھی "فتح الباری" میں یہی فیصلہ کیا ہے۔

۲۔ ان وجوہات، فکر کی نماز کے وقت آپ کی نفیست کچھ سکھوں نے یہ فرمائی، آپ نے حکم دیا پانی کی سات ٹھیکیں آپ پر ٹرائی جائیں، غسل فرمائیے تو حضرت خدیجہؓ اور حضرت عباسؓ تمام کمر سہیں آئے۔ ہمارے کھڑی ہو کر تھی اور حضرت ابو بکرؓ جمعرات کی نماز ظہر پڑھا۔ سب تھے، ان کی تائید کی کہ ابو بکرؓ چار شنبہ کا دن غزوہ جاندے پڑھا، مشائے برقی تھی۔

۳۔ قیام دل صحت یہ برگی کہ ان ایسا کے وعدت کو نمہ ہی نہیں، حضور و مشرب کی غازیں بھی حضور مسلم نے یہ نفس نہیں پڑھائیں۔ اس پر بعد کا آئینا جس محل نظر مشرب ہے نیز خطبہ مرض الموت کا ان تفسیریں کہ نسخہ میں جزمیت اٹھائی تھی وہ ہے خود روایتی ہے، علامہ سیلانی و عدم کی طرح یہ بھی مانا جاسکتا ہے کہ حضور صبح صحت سے، دیکھ کر ارم تھیں بھی مسجد میں تشریف لیا ہوئے، اور یہ صفت ابو بکرؓ کی تائید کی کا شفاء، اس طرے یعنی دوسری حدیثوں اور دو روایتوں پر ڈھکی چھپی ہے۔ (مرحمت)

نہایت سیرۃ ص ۶۳۔ شہ سیرۃ ابن ابی شیبہ، ص ۱۰۰، حاشیہ۔ شہ سیرۃ ابن ابی شیبہ، ص ۱۰۰، حاشیہ۔

شہ سیرۃ ابن ابی شیبہ، ص ۱۰۰، حاشیہ۔

رسول اللہ کی وفات

انک میت و انھم میتون۔

— (۲) —

مکہ میں تشریف فرما تھے | ونبیہ کو تلوار کے وقت پیدای سے دوا انکار کرکے لگا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی کی سات شکلیں آپ پر ڈالی جائیں گی۔ اسے اس میں ہے۔

پھر سات مشک پانی بناو، جس کا بار بار ڈھیلنا جو میں مشک بھرید جو اور اس میں سے پانی نہ
عرا ہوئے

”یہ طہین“ کا بیان ہے کہ آپ نے پھر کی لگی میں جیہ کر سات کنوؤں کی سات مشکوں کا پانی سر پہ
ڈرا ہے

پھر حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے سہارے مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھا کر بیٹھے
آہستہ آہستہ پیچھے ہٹے۔ آپؐ نے اشارے سے روکا اور ان کے پیچوں میں جیہ کر نماز پڑھا لی۔ یہیں آپؐ کو جبکہ
حضرت ابو بکرؓ اور حضرت ابو بکرؓ کو گریہ کر اور رگ نمازاں کرتے ہاتھ تھکے تھے۔

اس نماز کے بعد آپؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا: جو عوام آپؐ کا کوئی غلط سمجھا یا کہہ کر کہ پھر مسجد میں
تشریف فرما ہو سکے۔ اسے خطبہ رجز و لعنت بھی کہتے ہیں، کیے گئے۔ اس مرض میں میرا کیا تھا میں نے آپؐ کو دیکھ کر
حکم بنا ہوا ہے۔ یہ خطبہ بہت سے مضامین و مطالبہ پر مشتمل تھا، میں نے اس سے بعض اہم نکات بیان کیے جاتے ہیں،
کا خیال ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں نہ ایک ہی خطبہ میں بیان فرمائے گئے تھے۔

اعتقادِ سنی

ابو سعید خدریؓ کی روایت کے مطابق خطبہ کا آغاز ان الفاظ سے ہوا:

اللہ تعالیٰ سزا دے اپنے ایک بندے کو جو تمہارا دیا کرو۔ دنیا کی نعمتیں سب سے زیادہ اس کے پاس جو کہ ہے، اسے
قبول کر لے۔ اس بندے سے وہی قبول کیا، جو خدا کے پاس ہے۔ (یعنی عالم آخرت)۔

یہ خطبہ ہی حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے نکلا، چنانچہ مای باپ آپؐ پر قرآن مجید کے اعتبار کو نشو

لے سیرۃ النبیؐ جلد علی ص ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱

چاہی ہو گئے۔ بڑے گنتے گئے ہیں، میں نے وہی میں لکھ دیا۔ وہ نے کاگوں سا مقام ہے! دوسری اہل علم تو ایک ہندسے کا
واقعہ بیان فرما رہے ہیں لیکن بعد میں معلوم ہو گیا کہ ابو بکرؓ کو ہم سب سے زیادہ علم تھا۔ وہ سب گنتے گئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہی وہ ہندسے میں چھتری نے انہیں انہیں چھوڑ کر وہ اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے گویا آپ ہیں چھوڑ دیا تو اسے کیا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو دے دئے سے مٹا فرماتے ہوئے کہ: ابو بکرؓ اپنے آپ

رفاقت اور مال کا احسان پر ہو کر، پھر مجھ سے غائب ہوئے!

میں قسم لوگوں میں سب سے بڑھ کر ابو بکرؓ کے مال اور رفاقت کا صلہ برتن
اگر امت میں سے کسی کو میل بنانا تو ابو بکرؓ کو بنانا۔ لیکن اس کی اعانت و محبت
کا رشتہ کافی ہے۔ دیکھو مسجد کے کتبہ کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے اسے ابو بکرؓ
کے دروازے کے۔

میں دو ایڑوں میں "باب" دروازہ کی جگہ غور کا مضاف آیا ہے یعنی وہی جگہ یا کھڑکی۔ دروازہ ہوا
میرے آج میری ابو بکرؓ کے دروازے سے آدمی کے کے سب کے لیے پیش کا حکم ہو گیا۔
میں نے ابھی سوچ میں ہے کہ حضرت عباسؓ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آپ نے کچھ لوگوں کے
دروازے بند کر دیے اور کچھ لوگوں کے کھلے رہنے دیے۔ فرمایا: انہیں نے اپنے حکم سے کھولے اور نہ اپنے حکم
سے بند کیے، گویا جو کچھ بڑا خدا کے حکم سے ہوا۔

یہ دروازے یا در کچھ نظر میں غرض سے۔ کچھ گتے تھے کہ نماز کے لیے آئے اور بعد اسے فلان وہاں
بنائے ہیں سو کتبہ سے چار مکان مسجد سے چار کتبہ تھے۔ اسی لیے وہ لوگ دروازے یا در کچھ سے مسجد میں داخل
ہو جاتے تھے اسی طرح لوگ جاتے تھے۔ یہ بڑی بڑا کتبہ سے علی گڑھ خانہ اور مسجد میں داخلے کے دروازے
سے اندر چھوڑ کر اسی دروازے سے باہر جاتے۔

یعنی اصحاب نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کا گھر یا مکان مسجد کے پاس
حضرت ابو بکرؓ کے مکان کا مسجد
میں کے نام سے پڑھا گئے ان کا مسجد کا مکان تھا۔ ان کا دروازہ مکان مسجد سے باطل تھا اور تھا جس کا دروازہ پورے
مسجد میں تھا تھا۔ یہ مسجد ان کی مغربی بائیں تھا۔ اسے حضرت ابو بکرؓ نے تو پورا بنانے کرنے کے لیے چار دروازے
فروخت کر دیے تھا۔ جب حضرت عائشہؓ کے عہد خلافت میں مسجد کی توسیع ہوئی تو بائیں مکان مسجد میں شامل ہو گیا۔ سلطان
عبدالعزیز نے مسجد کو فرمایا اسے دو کتبہ مسجد کی توسیع مسجد سے پیش سلطان عبدالعزیز خان عثمانی نے مسجد
نے مسجد کی توسیع و تعمیر کا کام نہایت اعلیٰ بنانے پڑا تھا۔ اس وقت خاص ہمس مقام پر جہاں حضرت ابو بکرؓ کے مکان کا

آپس میں اچھا برادر بنیں۔

بعد ازاں سورہ عصر کی تلاوت کی اور ارشاد ہوا:

مادے عام خدائے کرم پر چلتے ہیں، جس کام میں تاخیر ہو، اس کے لیے جنت نہ کرو۔ کسی کی جنت سے ناجاہری نہیں کرتا ہے۔

بدلے کا اذانِ جامع: انا باری تعالیٰ ہمارے ایک ہزار ایک ملاقات میں پروردگار سے۔

تم میں سے بعض کے حقوق جسد و جنت تھے۔ میں بھی ہشہ ہوں۔ جس شخص کی آرزو کہجہ سے کوئی نقصان پہنچا تو میری برکت سے اسے بدلے لینا چاہیے۔ جس شخص کے ہجر کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو میرا صبر ہو رہا ہے۔ اسے بدلے لینا چاہیے۔ جس شخص کے مال میں تجھ سے نقصان ہو، ہو تو میرا مال ہے وہ بدلے لینا چاہیے۔ میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنے والے شخص وہ جو کاکر ان حقوق میں سے اس کا کوئی حق جو وہ بدلے لینا چاہے۔ اسے تاکہ میں اپنے سب سے حق اتنا حقوق سے پاک اور بری اور جو کاکر۔ کہی شخص پر کرنا نہ دیکھ کہ وہ دینے میں مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عداوت یا بغض کا خوف تھا۔ یہ وہی باتیں (عداوت اور بغض) میری طبیعت میں ہیں نہیں۔ جس شخص کا خش کسی پر بات میں کسی پر غالب آیا ہو تو اسے بھی جہ سے وہی پاپے تاکہ میں اس کے لیے دعا کروں۔

آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اتنا اور دینا، یا رسول اللہ آپ کے پاس ایک سال آیا تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا اور میں اسے تین درم دے دیے۔ فرمایا، درست ہے، فضیلت دینا جہاں سے ۱۰ سے دو درم دے ۱۰۔

کس دلیر یا خیال پیدائز ہوا چاہے کہ اس شخص سے تین درم کی بے حقیقت سی نقد، بیکہ موقع پر طلب کی ہو کر نہیں۔ رسول اللہ کی صحبت، تعلیم و تربیت اور تربیت کی برکت سے صحابہ کرام کی نظریات ایسی ہو گئی تھیں کہ وہ حضور مسلم کی ہر بات کو عالم انسانیت کی تعلیم و تربیت اور تربیت کے کا پائندہ وسیلہ بنا دیتے تھے خراباں رہتے تھے اور کوئی بھی اپنے دل میں کسی بات کو چھوڑنے کے کارواں نہیں تھا، خود وہ جہاں کوئی حق تھوڑا، جن تدبیروں کے اپنا سب کچھ رسول اللہ مسلم پر ہے وہ ریف قرآن کریم، ان کی حب رسول اللہ جہاں وہ لگا کر کھتے ہیں ان کی عمریں قریب ہی میں گزریں ہر شاعر و سخنور ان کی آواز پر گزروں کے لیے بھی ہر کر کے کہ اپنی ثبات و جہاں سیکھیں۔ حضور مسلم کی زبان مبارک پر جہاں جہاں ہے وہ ایک ایک لفظ کو باس میں پرستار کے دھارہ صاف کر دیتے تھے، جن میں سے ایک سند و

لے: اصح المیزان، ص ۵۲۶، ۵۲۷۔ لے حقیقت جہاں درم ص ۲۵۵۔

چلیں عظیم وہ بھی تھا جس نے تین دنوں میں بار بار دے۔

پھر یہ سچا نظر ملا تو جتنا چاہتے کہ معجزات طبع کس تک پا کر اور کس درجہ شوق و سرگشتی تھی۔ تریسٹ سال کی زندگی کے اتر تیس سال کی موت کے لئے اور کدورت سے بچا چھ روز پیشتر حق کے لئے کاٹا گیا جاتا ہے تو عزت تین دنوں کی نام کے سوا اس کے دے کہ نہیں بخند رہ کر تم بھی ایک سائل کو دلائی تھی اور اس کا خیال نہ جتنا تعجب انگیز نہیں سمجھا سکتا۔ یہ زندہ بچھڑے ہیں جس سے کسی کو اختلاف یا اختلاف نہیں ہو سکتا، تو وہ وہ بھر بھی کیوں نہ ہو۔

ایک آدمی اٹھا اور سونے کیا، پارسل ڈس میں بہت بچل، بڑا دلدار، وارادہ سونے والا ہوں۔ آپ اٹھ سے دو ماہ کی عمر میری یہ شخصیت دیکھ رہا تھیں۔ آپ نے اس کے لیے دعا کی۔

ایک سال سے اپنے متعلق کچھ لکھا، قرآن، عائشہ کے حکایت میں چلے، وہاں آپ نے اپنا حصہ سے کہا کہ اس خاتون کے سر پر رکھو، وہ دیکھ کہ کھڑا ہو کر قیام رہی۔ فرمایا: مجھ سے کہہ کر، ایک کچھ زندہ حالت مسجد میں تھا قریب قریب ہے۔

اس کا مشعلی مرحوم فرماتے ہیں:

حرام و حلال کا معیار

اسلام اور دیگر مذاہب میں ایک نہایت دقیق فرق ہے کہ اسلام شریعت کے تمام احکام کا منبع (روح کے ساتھ) اور دیگر مذاہب کا منبع ہے پاکی کو قرار دیتا ہے۔ پیغمبر کا مرتبہ ہی تہ ذریعہ ہے کہ احکام الہی کو اپنے قریب و غل کے واسطے سے ہندوں تک پہنچا دے۔ ہر کچھ دوسرے مذاہب میں یہ قدرتی شرک کے کمرنگ نہیں تھی اور اس کے قیام پیش نظر تھا۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ حلال و حرام کی نسبت یہی عزت رکھ جائے۔ میں نے وہی چیز حلال کی ہے، جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے اور وہی چیز حرام کی ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے:

اگر کسی شے کو نبی پر عمل نہ کرے۔ میں نے اسے حلال یا حرام نہیں دیکھا۔ میں تو صرف وہی شے حلال کرتا ہوں جسے اللہ نے حلال کیا اور اسی شے کو حرام کرتا ہوں، اچھے آدمی نے حرام کیا ہے۔

جزا و سزا کی بنیاد انسان کا ذاتی عمل ہے نہ کسی کے ساتھ رشتہ یا عشق، قرآن مجید کا جزا و سزا کی بنیاد اصل ہے۔

لا تكتب حقن نفس الا حيلة

نہ کسی کو قتل کرے مگر اس کے لئے ہر ذریعہ

وہاں غلاموں کا روزگار کھڑی۔ اور کوئی راجہ انھانے والا دوسرے کا راجہ نہیں تھا۔

(اعجاز، ۱۱۴)

آخر کی کڑائی، سرائیل، ۱۵: ۱۰ اور ۲۴: ۷ میں بھی کیا ہے۔ پھر سونا نہیں فرمایا۔
 انا تویر وادۃ دفر اھرنی دان سبب کوئی راجہ انھانے والا دوسرے کا راجہ نہیں تھا کہ اور
 لافان بانا ما سبب انسان کے لیے کچھ نہیں، اگر وہی جو میں نے کیا۔
 کہ انسان کا تعلق کتنے ہی حصوں، انا سبب الاحترام فرمایا انسان سے کیوں نہ ہو، لیکن وسیع بنات اسی کی ذات
 کہ وہی وپر پرکاری ہے۔ جملہ رسم نے فرمایا:
 اے۔ من انا کی نئی قاطع، اے رسول اللہ کی پہلی ہی صفی، خدا کے ان کے لیے کچھ کر۔ حق
 وافر کی کو کسی معاملے میں خدا ہے ہم نیاز نہیں کر سکتا۔
 نیز فرمایا:

اے ادا و عید نمانت اہل تمہیں کسی امر میں خدا ہے یہ نیاز نہیں کر سکتا۔ اسے جس میں اہل اللہ
 جس تمہیں کسی امر میں خدا ہے یہ نیاز نہیں کر سکتا۔ دوتا میں بھرتے جہاں برائے کر۔ تمام غفلت میں غر
 تھارے نیک مل ہی کام آئی گئے۔

یہ خود ہی نمانت کے لیے ہی غفلت ہی ہو جاتی سب کے لیے بھی اسی اقتدار سے ایک ہی تاثیر زیادہ کار
 مہب۔ سوال معلوم اپنے اترا یا جو صاحبزادی پر صاف صاف واضح فرما سہے ہیں کہ غفلت کا معاملہ ان کے ذاتی اعمال پر
 موقوف ہے اور ان کے لیے نیک مل کے سوا اور نجات کیا ہے؟

ایمان میں نے حضور معلوم کے مختلف اشدات کو جو مرض موت کے دور کے ہیں ۱۱ میں یہاں سے
 ضروری گزارشیں ایک جگہ کر دیا کہ وہ بظاہر ایک ہی خفیہ کے اہل معلوم ہوتے ہیں۔ خفیہ اسی صورت میں
 اور اس ترتیب کے ساتھ نہیں دیا گیا جو ادا اور اس صورت اور ترتیب میں کسی جگہ نظر کیا۔ البتہ یہ بھی ہے کہ تمام
 ارشادات اسی دور کے ہیں، سبب حضور معلوم بیمار تھے اور ان میں سے سب کا یا خواہ وہ کائنات ہی خفیہ کے ہے۔
 بعض اصحاب پختہ خفیہ کے ہیں جس حضور معلوم کے مسو میں تشریف فرما ہونے کے قائل ہیں۔ یہ گزارش اسی لیے ضروری تھی
 کہ کسی صاحب کے لیے خفیہ کا کوئی انسان ضروری ہے۔

واقد قرطاسس اس دور کا ایک واقعہ بھی ہے جو واقعہ قریبی کے نام سے مشہور ہے۔ حضور جاتا ہے وہ بھی

پیشہ جی کر پیش کیا۔ یہی حضرت مسلم کا ارشاد کہ روایت کا ذخیرہ میں ایک تحریر کہ دونوں میں سے بعد تم گزرتا ہو سکے۔

ہر اصحاب اسی سرت پر ہر دیکھے اس میں سے بعض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خارجی کیفیت کو نہ خیال ہوا کہ مرض کی شدت بہت اندر حالت میں آپ کو کیفیت دینا مناسب نہیں۔ بعض چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں کا ذخیرہ پیش کر دیا جائے۔ اسی پر مختلف بیرونی سے کشش ہو چکی ہیں۔ میں انہیں دہرا نہیں چاہتا۔ صرف اس قدر جان پنا کافی ہے کہ اس وقت سے پانچ روز بعد حضرت مسلم کی رحلت ہوئی۔ اس روز کی کوئی روایتیں بیسیان کی بقا میں امداد میں حسب قریب اس کا کوئی ذکر نہیں میں اگر واقعی کوئی ضروری بات تھی تو نہ وہ فراموشی اور نہ کھواہی تھی۔

اس سب سے اس ایک روایت میں جو اس میں کی گئی ہے جو صحیح بخاری میں کی گئی روایات پر ابن عباس کی روایت | پر اختلاف اٹھانے کی ہے۔ روایات سے اس کے بعض جزویات میں اس کے بعض باتیں ہیں۔

ابن عباس کی روایت کا ذکر کر کے دوسرے تھے۔ دوسرے کا سبب پوچھا گیا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی۔ آپ نے فرمایا کہ روایت کا ذخیرہ میں انہیں ایسا فرمان تھا کہ اس کو کسی گزرتا ہو۔ لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف ہو کہ اختلاف پیدا ہو گیا یعنی روایت کا ذخیرہ کا انتظام کیا جائے یا نہ کیا جائے حالانکہ حضرت بخاری کے مابین اختلاف مناسب تھا۔ آپ سے دوا ہو چکا تھا تو فرمایا مجھے بچہ زرد ہو گیا کہ میں میں حالت میں اس دن سے بترت ہے جس کی حالت تم بتاتے ہو۔

میں انہیں میں دیکھتا کرتا ہوں۔

۱۔ مشرکین کو بڑا ناگوار ہے نہ حال دو۔

۲۔ اہل خود کو کہ روایات ہی طرح کے و میں طرح میں کیا کرتا تھا۔

تیسری روایت کے متعلق دوسری صفحہ کیا اچھے معلوم نہیں کہ آیا ابن عباس نے بیان کر دی اور مجھے یاد نہ رہی یا خود انہی نے اس سے سکوت اختیار کیا۔

تیسری روایت کے متعلق تیسری سیاق میں مرحوم نے لکھا ہے کہ قرآن مجید سے متعلق تھی۔ سرور عالم کے بعد ان کی روایتیں مرحوم فرماتے ہیں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے، صحیح اسناد کے متعلق کوئی حکم تھا کہ بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسلم نے فرمایا: میری بڑی پرکشش لکھنا چاہتا تھا۔

طبقات ابن سعد میں کوئی روایتیں ہیں مثلاً ایک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا آغاز اس روز تھا جب حضرت عبید بن جراح کے ہاں جمع تھے۔ جب حضرت عائشہ کے

میں پریشان ہو کر آپ کے سر پر ٹھونک رہا تھا، اتفاقاً سے حضرت عائشہؓ بھی وہاں تھیں، چلو بغیر اور کہہ کر چلیں :
 دو۔ اسامہؓ : اے میرا بیٹا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو اسامہؓ سے ملے، کھٹکے کھٹکی تو بھی ہوں، یہ سن کر تعجب کر گئی کہ
 بیچ کر تمہارے احباب سے ملنا، اللہ اور بھائی کر لیا توئی، اور چاہا کام پورا کر دوں، لہذا چلے دو کہ تمہارا بیٹا دوں گا،
 کر کے ملے گا، اس میں کیا ملے گا کہ اسے لکھنے والے کچھ کہہ کر نہیں آتا، آتا کہ اسے واسے تمنا کریں۔

پھر فرمایا:

حکماً یا ایہ وہ مدفنہ العودین ارمہ فو
 فو ریال عہد من و تہ بعضہم فو
 حدیثہ دیوئی نہ لا ایی پھکی ست
 اس کی قطعاً ضرورت نہیں کہ اگر اللہ ہی انکار کرے گا اور
 ہوئیں جو وہ کہی گئے، فرقہ اللہ ہی دور سے لگا دے، یعنی
 انکار کریں گے۔ یعنی انہوں نے منع ہوئی، روک دیں کہ : شہ
 سواہر انہوں نے (سب سے) انکار کرے گا۔
 (امین)

رسول اللہ کی وفات

بَیِّنَاتٌ مِّمَّنْ وَاَنْتُمْ مَبْشُورُونَ

— (۳) —

بیادری کی شدت پنج مشبہ کے غلبے کے بعد آپ صبح تشریف لائے تو بادی کی شدت اور ضعف کے باعث پھر باہر نکلنے کے لئے جو بعض اصحاب نے اس کے بعد بھی مسجد میں جانے کا ذکر کیا ہے، مگر بادی اور کئی تھیں بہت آہستہ زبان بیاں کہ پورے صبح کے مختلف اجراء جاری رہتے تھے مثلاً،

- ۱۔ یہود و نصاریٰ پر خدا کی لعنت جو انھوں نے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنوایا ہے۔
- ۲۔ لڑائی و لطم کے بارے میں اللہ سے ڈرو، انھیں کچلنا پناؤ۔ پٹ پٹ کر کھانا کھلاؤ اور اس کے ساتھ نرمی سے بات کرو۔
- ۳۔ خبردار! تم میں سے کوئی چیز اس کے دوسرے کو لڑنے کے ساتھ ہی کاٹنا ہی ایک ہے۔

وفات سے ایک روز پہلے وفات سے ایک روز پہلے میں ایک شب کو آپ نے اپنے تمام غلام آزاد کو بلایا کہ میں کسی غلام کو غلام نہیں رکھنا چاہتا کہ اس سے ملو کہ اس سے چلے ہی اس سے آزاد نہ رہتے تھے۔ شاید بعض کی رہی گزادی کا احسان مناسب سمجھا جائے۔ لاشاً مبارک میں جو ریاست دینا کی رقم اتفاقاً رہ گئی تھی، اسے انھوں کو تقسیم کر دیا۔ اپنے تمام اہل و عیال کے لیے بہرہ دیا۔ آپ کی ایک غلامی زہہ تیس سالہ جو میں ایک عورت کے پاس تھی، مگر فقیرانہ سیدان مرد و عورت کے ایک سال کا وزن وہ میراڑھ تھیں چلا نکلتا تھا۔ اسی حساب سے زہہ کی کفالت پر جتنے بجے تھے ان کے میں کی مقدار ایک سو چھپن سیر ہفت گھنٹہ ہوئی۔ اثنائیل گھر میں موجود تھا کہ چرانا دوش کیا جاسکتا۔ چنانچہ حضرت عائشہ نے پڑھنے سے قبل ادا کرنے کو اس رات دیا چنانچہ غفلت زار ارضی میں حیات طیبہ کی آخری رات تھی۔

غشی میں دو اہلانا یلغارداروں میں سے بعض کو مشبہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات الجنب ہے۔ حضرت اسامہ غشی میں دو اہلانا: بتائیں گے ذات الجنب کا نسخہ میں جو وہندی لکھتا، اور فی زمین زہد چڑھتے تھے، اس میں سے حاصل کیا تھا وہی آپ کو پلانا پالنا، آپ نے اٹھا لیا۔ نیا داروں نے سب کو یہ اطلاع اس کو اہت پر مٹا دیا۔ چنانچہ دو روزوں میں برقی ہے۔ اتفاق سے آپ کو غشی آگیا، اسی حالت میں سر کھولی ذات الجنب کا نسخہ پڑا گیا۔ اٹھنے کے بعد آپ کو وحی کا احساس ہوا تو فرمایا، دوا چاہئے کا مشرہ کس نے دیا عرض کیا گیا،

اسے بہت کھینچنے پھینچنے کی ضرورت تھی۔ یہ وہ طب ہے جو اس کے پاس پیش سے آئی ہے۔ تم لوگ سمجھتے ہو گے کہ اللہ نے مجھ پر
فاتح العین کر مسلط کیا ہے۔ اللہ کی مرضی نہیں کہ اسے مجھ پر غالب کرے؟

ساتھ ہی حکم دے دیا کہ میرے چچا دھماستوں کے سوا کچھ میں جتنے لوگ ہیں، ان سب کو یہی مدد دینی جائے۔
اس حکم کی تعمیل ہوئی۔

دوشنبہ کی نماز صبح | مرض میں مبتلا اور کثیف ہوتی رہتی تھی۔ مولانا شبلی مرحوم دوشنبہ صبح و عشاء کی نماز
صبح کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جس دن عشاء پڑھتی تھی صبح میں صبح کی نماز پڑھتا تھا۔ صبح کے پڑھنے پر دو اشعار کو بھی
تو لوگ غزلیں لکھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے۔ لیکن نے آیت پا کر خیال کیا کہ آیت باہر
آتا ہے۔ صبح میں صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے
صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔
صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔
صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔ صبح کی صبح سے صبح پڑھتے تھے۔

اس آیت کا اس کے بعض افلاک سے اٹھا ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر آئے تھے۔ اس واسطے
میں صبح کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے تاہم صبح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علم کر دیکھ کر
ٹپٹے۔ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کے متعلق پوچھا گیا تو جواب دیا، اصبح بحسب اللہ پلڑی میں بیٹھ کر آچے ہیں
اور حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کے متعلق مطمئن ہو کر کھینچے گئے تھے۔

حضرت براءؓ نے اس روز ایک روز اپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا تھا

و انا و الله لا وى رسول الله يتوفى
من وجعه هذا انا لا وى و وجعه
مبنى عبد المطلب عند الموت۔
عند ان لم يما يموت رسول الله صلى الله عليه وسلم
بداوى من غصبه و فوات باجائى گئے۔ میں تو عبد المطلب
کی لاد کے چرسے دیکھ کر چھان بکھان کر موت کا منت
ہو گیا۔

۱۔ سیرۃ النبی جلد اول حصہ دوم ص ۱۷۹۔ آیت میں جو عبارتی ذہین کے اندر ہیں وہ سوا سید مہدی مرحوم کی ہیں۔
۲۔ صحیح بخاری کتاب النماز باب مرض رسول اللہ ص ۱۷۹۔

۱ 'دانات ست کہ پنے جد اقدسؑ بن علیؑ کے مزار پر ہی کے بیٹے آئے۔ ان کے ہاتھ میں کلمہ مسواک تھی جو مسواک
 اپنے نم سے نئے اور حضرت عائشہؓ فرق مبارک کے بیٹے سہارا بن جہری تھیں۔ آپؓ فرماتیں ہیں میں نے
 دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹخا میں مسواک پر بھی بھرتی ہیں۔ میں نے کچھ بنا کر آپؐ کو مسواک کی خواہش بتا
 پتا تو آپؐ مسواک کا سبب چاہا، کچھ کر نرم کیا اور مسواک کو آپؐ کو دے دی۔ پھر جی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مسواک کرتے دیکھا تھا۔ اس سے زیادہ بھی حرج مسواک کی، آپؐ اسے بیٹے رہے! انکار وہ آپؐ کے
 ہاتھ سے گرنے یا آپؐ کا ہاتھ گر گیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دنیا کی آخری ماحمت اور کثمت کے پنے دن میں میں ہی اللہ کے ہیرا
 اور آپؐ کا عجب دین صبح کو دیا گیا۔

۲ سر پہ کو سینہ مبارک میں سالس کی کھڑکھڑ بٹ محسوس ہونے لگی۔ اس آٹنا میں لب اسے
 مبارک کو جوش بھرتی تو یہ دعا فائز ہو گئے۔

الصلوة الصلوة دما سکت ایما سکت۔
 فاما فاما اوتھما سے فاما سکت

پھر وہی سے دوسرے طرف اشارہ فرمایا اور میں سر پہ کھا

بن الوضیۃ الاصلی۔

ہیں اب اور کوئی نہیں دعوت الہی۔ میں تو کرا رہے۔

تیسری مرتبہ یہ الفاظ داہرے تو اتنے تک آئے۔ دیکھیں چھٹ کر چھٹ سے ملک مجس اور روح پاک عالم
 جس میں میں پہنچ گئی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں اللہ کے انعامات میں سے یہ انعام بھی مجھے عطا ہر سے کہ وہ دن وہ صبح کی دنات
 میری آنکھ میں میرے گھر میں اور میری باری میں جہنم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خوشنودی میں تھا جس سے میرے
 اس حالت میں بھی آپؐ کو نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ آپؐ کو غسل دیا گیا۔ میں نے بکھرے کر آپؐ کے سر کے نیچے دیکھا
 ہوا، اڑھا دی اور دونوں کے ساتھ کھڑی جھک پڑی۔ سر اوردنہ بیٹھے گئی۔

صبح بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔

عقصة القبط و رئاسة علي فخذ عائشة

فمنى حبيب علي افاق شتى بعثرة

نحو سقفة البيت ثم قال اللهم

نعمتک اور کلمہ مبارک کا نشانہ علی کی چھت کی طرف اٹھی اور فرمایا، اے اللہ

۳ یہ کلمہ اور کلمہ میرے جد ازل صمد دوم ص ۱۵۱ کے مکتوبات میں صمد دوم ص ۱۶۲ کے پیش آیا

فی اوقین الامن فقلت 'اذا؟' بچا اور نا۔
 رہی اسی جہ۔ پس میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا اب
 آپ چار سے پاس میں رہنا چاہتے۔

اسمہ صبیح علیٰ سبقتنا و مولانا محسن و علی سلی سبقتنا و مولانا محمد و بزرگ و سلم
 رہنے والی سندھ کی بی بی تاریخ تھی۔ وہ شہید کاؤں اور سر پہکا وقت تھا۔ عرب ہذا کے قریب سال سے دفتر یوم
 کرم تھی۔

عمر کا سکھاتا ہے کہ وفات ۱۶۔ ربیع الاول کو بخاری اور تاریخ وراثت میں ۱۰۔ ربیع الاول ہی
 تاریخ وفات | مافی جاتی ہے لیکن چنانچہ کہنے پر معلوم ہوتا ہے کہ دو قرآن، دیکھیں محل تقریریں، تاریخ وراثت
 پر تو وہ حاضرین اتفاق پر یکساں ہے۔ ۹۔ ربیع الاول نام، ضلیہ بیان، کما کہ تھے سلطان مرحوم منصور پوری صاحب
 'دورہ ضلیہ' کے اسے درست مانتے ہوئے مزار کی عیسوی اور کرم کی تاریخیں بھی دے دی ہیں لیکن تاریخ وفات
 تاحی صاحب مرحوم بھی ۱۶۔ ربیع الاول ہی مانتے ہیں۔ اسی مسئلے میں مولانا شہید مرحوم نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے،
 اس میں یہ حال کسی انسان کے لیے کشادگی محسوس نہیں ہوتی اور مرحوم جس نتیجے پر پہنچے، وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مولانا کا
 استدلال جیسا درج ذیل ہے:

چند امور پر محدثین اور ادباء میرا اتفاق ہے:

۱۔ سال وفات سندھ تھا۔

ب۔ مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

ج۔ یکم سے دو دن کما کوئی تاریخ تھی۔

د۔ دن درخشندہ کا تھا۔

پھر میں نے بھی سب کا اتفاق ہے کہ جو دو دن کے موقع پر ۹۔ ذی الحسنت (یوم وفات وفات)، کہ عہد تھا
 اور اس دن سے وفات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ بیٹھے۔

اب نہ آپ کی مختلف صورتیں ہر کسی ہیں:

تقریباً حساب | ۱۔ ذی الحجہ اور صفر تینوں مہینوں کو میں میں دن کے فرض کیا جاسکتا ہے۔ یہ صورت عمر بن الخطابؓ کی تاریخ
 نہیں، اگر واقع ہو تو درخشندہ ۵۔ ربیع الاول کو ہو گیا ۱۲۔ ربیع الاول کو۔

۲۔ ذی الحجہ اور صفر تینوں مہینوں کا انیس دن کے فرض کیا جائے ایسے بھی عمر بن الخطابؓ کی تاریخ نہیں ہرگز۔ اس

شہید فوری، کتاب الخلفاء اب مرتضیٰ و دفاتر، کما صحیح بخاری مولانا۔ تقریباً ایوم کما کہ وہ بیٹھے نہ کہ بیٹھے با پیادہ
 ہو جائے و قضاہ۔

صورت میں دو شنبہ ۲۔ ۱۔ بیچ الاولیٰ کو اور ۲۔ ۱۔ بیچ الاولیٰ کو برکت
باقی ملے گی، وقوع صورتوں کا اختصار یہ ہے:

صورت	دو شنبہ	دو شنبہ	دو شنبہ
ذی الحجہ ۳۰۔ محرم ۱۹	۱	۴	۱۵
ذی الحجہ ۲۹۔ محرم ۳۰	۱	۴	۱۵
ذی الحجہ ۲۹۔ محرم ۳۰۔ صفر ۱۹	۱	۴	۱۵
ذی الحجہ ۳۰۔ محرم ۱۹۔ صفر ۳	۴	۱۴	۲۱
ذی الحجہ ۳۰۔ محرم ۳۰۔ صفر ۲۹	۴	۱۴	۲۱
ذی الحجہ ۲۹۔ محرم ۳۰۔ صفر ۳	۴	۱۴	۲۱

ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں سے صرف یکم۔ ۱۔ بیچ الاولیٰ ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہوتی ہے۔ اس کی تصریح
مزید یوں بھی ہو سکتی ہے کہ یوم وقوف قربات سے میسر کے طبعی دور کے مطابق حساب کر لیا جائے۔ ۱۔ ذی الحجہ
سلسلہ کو مبدعاً اور یکم بیچ الاولیٰ سلسلہ کو لازماً دو شنبہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ جب الارواح کے یوم وقوف قربات
میں وفات تک کا کسی دن جڑتھے ہیں اس حساب سے بھی دو شنبہ یکم بیچ الاولیٰ ہی کو آتا ہے۔

خوف کہ یہ بیچ الاولیٰ سلسلہ ہی صحیح تاہم وفات معلوم ہوتی ہے۔ اس کی تدریجی میسر تاہم ۵۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔
سلسلہ کو ملتی ہے۔ ورنہ اعظم العصاب۔ یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ صرف یہی صحیح تاہم ظاہر حساب کے مطابق
تاریخ اس وقت تک مسطور ہے گی جب تک کوئی فرد نہیں ملے اس کا تعین واضح نہ ہو سکے۔ (موت)

تجہیز و تکفین اور تدفین

مشکل نمبر ۱: اصول اور مسلک کے مقابلے سے صحابہ کرام و محدثین ان کے اسے حضور صومع میں نشان تھے اور وقت کے پریشان خاطر ہی اور غیر صومع میں مضطرب تھے اور یہی مسئلہ کہ یہ تھا۔ ان کی سمجھ میں نہیں کہ باغداد کی ایک ایک صورت پیش آتی تھی اور اس کے متعلق یہ بھی تھا کہ بعض روایتوں میں بعض اقوال کے تحتی تاثرات سمجھنے کیے گئے ہیں۔ مثلاً کے لئے ہیں پر حضور مسلک کی یاد میں کہے گئے، یہ ہیں کہ ہر درجہ کن جن و اندر کے یہ ہے مظاہر سے بہت زیادہ وسیع اور دل افکندہ ہیں گئے۔

یہ بھی غائب ہے کہ اس سائنسگر مغیرہ خیز پر قیام چرودہ سیریاں گزر چکی ہیں اور وہ دنیا ایک غلام بدل کر کچھ سے کچھ رنجی میں ہیں جس نے مسلم نے حیات حیدر کے ترمیم سالی بسر فرمائے تھے۔ ہلاک و دھشت درو انہو کو جرنی اجداد انسانیت کے شرف ہی نہیں انسانیت کے عالم جرموں سے بھی محروم تھا۔ مختصر سی مدت میں ایس جن دوست و احباب کیش اور متحشاسن قوم بنا دیا تھا و جرم کی کوئی مثال نہ پچھے ملتی ہے اور نہ وہ یہ ہیں کہ کیا مسکل۔ بہرین معاف ہوں سے ایک حد تک آگاہ بھی ہو رہا ہیں تو انھیں صحیح مقام و محل پر رکھنے میں مقتضی وقت و مشرکے گئے گی۔

جدیدی تحقیقی اس امر پر بھی قیادتیں ہیں جس سے دنیا کو گہرائی میں فراہم کار یا اخلاقیات نہیں کر سکتا، بشرطیکہ اس اخلاقیات سے کلاما محروم نہ ہو۔

۱۔ جن شخصیتوں کے احوال و سوانح تاریخ کے مبالغہ خاں سے میں سوچ رہا ہوں، ان میں سے ایک بھلا ایسی پیش نہیں آئی جیسا کہ جس کے ساتھ انسانوں کو کسی بڑی جماعت سے ویسے والہانہ محبت کی ہو، جیسا کہ مصباحیہ کلام نے درسی و مضمر سے کیا۔

۲۔ ایسی مثالیں تو کی گئی ہیں، لیکن اگر ہم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جانی اور مالی قربانیوں کا جو مرد نشان چار نام کر دیتا تھا اس کی نوع کی چند بھیجیں، جس کی کسی شخصیت کے واسطے سے وہ بہت سے نہیں دانی یا ممکن۔

۴۔ دوسری ہندو صنف کے جو ادھام میں برہمن کی بہترین انسانی معریتیں دیج کر گائی جیسے چوغھی تھیں۔ اس سے پرہم و کائنات انسانیت میں جدا لگائی ویکٹائی کہہ رہے ہیں کا اعلیٰ مرتبہ، صورتی و پیمانہ اور تاروں کی آنکھیں خدا بنائے کہ جس سے دروازے زمین کی طرف ٹھکانا ملتا ہے۔ یہ آنکھیں ایسے رنگانہ وزروں کے نظارے سے

نہ پہلے دنیا پر جوئی تھیں اور بعد میں تو مانتے تھیں کہ: میں کوئی جھٹک پالنے کا مکان ہے۔ اسی طرح کس دھوکے
ساتھ عشق و محبت کا حق بہرہ جیسی دیا کر کے دے گا جسے بھی صحابہ کرام کے سوا کہیں نہ دیا گئے۔

۴۔ دنیوی دولت و محبت کی خاطر بے شمار لوگوں کے بادشاہوں، سالاروں، مملکت آراءوں، بک قزاقوں
تھکے سے رشک فتنی، مستر، ریکر اور ایسے دیگروں سے تاریخ کے صفحات اب تک فریختاں پچھے آئے ہیں۔ ان
لوگوں کے حصول میراثی لقب کا یہ قرار ہے اختیار دین میں تادم ہو جاتا ہے،
وہ کوئی سر پرستار است ہم پر سزاوارکھ ایم

لیکن صحابہ کرام کے سامنے دنیوی دولت و محبت نہ تھی بلکہ عظیمی دست دوست اور دیاواران کے پاس تھی
جسکا بھی قربانی ناگزیر معلوم ہوتی تھی۔ ان کا نصب، یعنی یہ تھا کہ کلا حق سرینہ پر، عام انسانیت دینا اور حقیقی کی
فلاح کے راستے پر استوار ہو جائے۔ اس نصب و تعیین کے لیے انھوں نے اپنا سب کچھ دینے اور بیٹا قربان کر ڈالا۔
ہر سختی، ہر شدت، ہر مصیبت اور ہر آفت ان کے دہرہ احش کر لیے میراثی تھی۔ لیکن ان کا کہ دو منزل مقصد پر
چنچ گئے اور اس میں خوارم کی شہادت دینی و آسمان دے چکے ہیں۔

۵۔ صحابہ کرام نے اس نصب و تعیین کی خاطر رسول اللہ معلوم کی قیادت میں غزویں پر دم کھائے، مالی نقصان
کھڑا کیا۔ یہ سب کچھ مجروری اور بے پناہی کی حالت میں قبول کر لیا۔ کبر، نفسانی شوق، رفا اور معرہ غلو شہدائی کے ساتھ
اس خازن کو کوشش کچھ کر گزر گئے۔ کیا ان کی محبت رسول کا انکار و انسانی سے کیا جاسکتا ہے؟
۶۔ صحابہ کرام کے سامنے ایمان کا یہ پلا تھا جو ان کے محبوب معلوم نے معرہ فریاد کیا تھا۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ يَا مَعْزُومُ أَحَدُكُمْ
حَسْبِيَ الْيَقِينُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ الْإِسْلَامِ
وَالْإِيمَانِ أَحَبُّ إِلَيْهِ
اس بات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ تم میں سے
کوئی میری یقین پر سکتا ہے کہ میری ذات اس کے نزدیک
باب و بیٹے اور دنیا میرے دلوں سے میرے نزدیک ہے۔

(بخاری کتاب الايمان)

معاذ کرام میں سے ایک ایک فرستہ اس پر لے کر پورا کرتے ہیں اپنی امتلاصت کے مطابق کوئی کوشش
انشاء رکھی۔ ان کے لیے رسول اللہ معلوم کی دعوات سن کر محنت پیدا کر دی ہرگز اس کا قصد بھی ہم لوگ نہیں
کر سکتے۔

اسی طرح انگریز عارف خاں پر غرور و تکبر کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ ہم لوگوں میں اور صدر اولی کے مسلمانوں میں چار سو
سال کا جہد لڑائی ماضی ہے۔ ہم اسلامیت جتنے اکثر حقیقی جوہر ایک ایک کے کر چکے ہیں۔ اگر ہم اپنا دماغ
اسلامیت کو قرآن کے ایک پلے میں رکھیں اور اس ادعا کے مطابق عمل کی تباد و مدرسے پر غصے میں ڈال دیں تو کیا

یہ عظمت دین سونے کی رویشیں ہیں۔ ان پر محبوب رسولؐ چاہت محبت کی دوا۔ ان عینی اوقات مختلف مواقع کے لیے
 انسان و زمانہ میں کامیابی کا باعث بن جاتی ہیں۔ جو انھیں محبوب معلم کے محفلِ اقدس کی عادی ہو چکی تھیں۔ جو ان محبوب معلم
 کے لبِ جانِ بخش سے حقیقی زندگی کے پیمانہ بنتے ہوئے تھے۔ ان کے لیے بیکار ایک محبوب سے مفارقت کی مسئلہ
 پیش آنے کی تو ان کے لیے ہوش و دماغ بھائی کی رکھنا مشکل ہو گیا۔ ان کی رہنمائی کے لیے حضرت صوفیؒ کو کہہ دیا کہ
 چہ نہ تھا اگرچہ وہ سب سے زیادہ رقیق قلب تھے۔ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت میں کچھ فرق کا درجہ سب پر
 غلبہ تھا۔ بائیں چہ یہ بھی جانتے تھے کہ جس شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تھا، اسے حضورِ
 معصوم رکھنا اور اسے بڑھاتا ہر محبت پر مقدم ہے۔ حضرت صوفیؒ کی دعا کی رہنمائی نے سب کے لیے روشنی بیا کی
 اور کادراحتی از سر نو وہ فریسیں ملے کہ لے لگا دے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسولؐ کی فرستادہ کی میں
 مطابق تھیں۔

حضرت قاضی کا عنوان تمام افراد و صحابہ کی حالت ناقابلِ بیان تھی لیکن حضرت نادرؒ کے حلقہ وارہ کا معاملہ

سب سے الگ تھا۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ دلدور لکھتے جاری تھے۔

آہ! پیار سے آپ نے چہ دروگاہ کی رحمت قبول کر لی۔

آہ! پیار سے آپ نے جنتِ الطردوس کو ٹھکانا بنا لیا۔

آہ! پیار سے آپ نے اجمِ جبریلؑ کو آپ کی وفات کی خبر سنا سننے میں۔

آہ! پیار سے آپ نے اپنے پردہ نگار سے کئی قدر قریب ہو گئے۔

محب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینی کیا جا چکا تو حضرت قاضیؒ نے اس میں نامک سے غائب ہو کر فرمایا۔

وے اللہ! کیا تم نے یہ طیب خاطر ہو کر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو؟

ابو جعفرؒ نے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی نے حضرت قاضیؒ کو ہشتاد دیکھا، سو سے

اس کے وہ بے مبارک کا کہ وہ کسی نہ رکھ لیا گیا یہ

وہ شرعاً حضرت قاضیؒ سے منسوب ہیں۔

صُبَّتْ مَلَأُ مَضَابِتُ لَوْ اَمْتَسَمَا صُبَّتْ عَنِّي لَا يَامُ صَوْنُ لَهَا يَا

خداوندِ آسمانی! اگرچہ میں نے اپنے ماضی و مستقبل کو بے پروا کر دیا تھا لیکن اگرچہ میں نے اپنے ماضی و مستقبل کو بے پروا کر دیا تھا

میں نے اپنے ماضی و مستقبل کو بے پروا کر دیا تھا لیکن اگرچہ میں نے اپنے ماضی و مستقبل کو بے پروا کر دیا تھا

میں نے اپنے ماضی و مستقبل کو بے پروا کر دیا تھا لیکن اگرچہ میں نے اپنے ماضی و مستقبل کو بے پروا کر دیا تھا

حجرت کے اندر تقرر رکھنے میں ایک معمولت بھی خدا نے پوری کر دی۔ اگر قبر کھلے میدان میں ہوتی تو مہم کام کو دشمن غیبی بھی خدا ہانتے کیا کیا رنگ مانتی۔ حجرت کے اندر ایسا کوئی اسکان نہ تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چوبیس سال پہلے اور ستر روز بعد حضرت عائشہؓ کی وفات، ثریٰ، ۱۰۰۰ سفین مشرق و مغرب ۱۰۰۰ جہاز شمشاد، اسی چوبیس مدت میں حضرت عائشہؓ نے اجازت حاصل کیے بغیر کوئی شخص اندر نہیں آ سکتا تھا باہر ہی سے دعا مانگ کر لوگ پہلے جاتے تھے۔

جنازہ اور تدفین | جنازہ حجرت سے باہر نہیں کیا جا سکتا تھا اور حجرت میں اتنی جگہ تھی کہ امام کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی جاتی، صورت دوسرا وہی کھڑے ہو سکتے تھے۔ اسی لیے فیصلہ کیا گیا کہ چلتے مردوں کی جاقبیں باہر ہی ہوں گی ایک ایک نماز ادا کریں۔ پھر مردوں کو گورن کے بعد بچوں کو مرنے دیا جائے۔

طہارت میں مسیحیوں جنازے کے متعلق ایک اہتمام و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے۔ فرمایا: غسل و کفن کے بعد یہ جنازہ قبر کے کنارے رکھ دینا اور تھوڑی دیر کے بعد باہر جو جائے، کیونکر سب سے پہلے چلیں۔ اسی کا نقل: اور اقبل اور ملک الموت دھڑ دھڑاؤں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کریں گے، پھر ایک ایک چکر اندر آتا اور محلہ پر صلوٰۃ دوسرا چڑھتا۔ پہلے چکر پیر سے مزین و نماز پڑھیں، پھر ان کی عورتیں، پھر اور لوگ۔ اس وجہ سے تدفین میں دیر ہوتی۔

قرین حضرت علیؓ، خلیفہ تین میاں، اسامی بن زیدؓ اور لوہی بن غویؓ انصاری اترے۔ سر شمشیر کی خیمہ میں اچھے طرح میں چار شمشیر لگا جاتا ہے، تدفین سے قربت ہوتی۔

سبب کے بعد | میفرہ تین شمشیر نے آخری وقت میں اپنی انگوٹھی، دستہ قر کے اندر ڈال دی نیز کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھپاتے مبارک کی طرف کیونکر منہم ہوتی ہے اسے درست کر دینا فرمادی ہے۔ چنانچہ میفرہ تین سے کہا کہ وہ انگوٹھی بھی نکالے اور درست ہی کر دے۔ اس کام سے فارغ ہو کر میفرہ تین نے کہا کہ اب میں ڈالنا شروع کرو۔ جب مٹی میفرہ کی پٹریوں کے نصف تک پہنچ گئی تو وہ ابھرنے لگی۔ یہی مبارک نے کئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ وقت گزارا اور سب لوگوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک میفرہ (موت)۔

اُسُوۃِ محمدی

اور جسکے جوتہ آیا اور پہن یا کھدو لباس جسکے ہوا میں کوئی تشبیہ نہ دے سکتا تاہم میں مبارک و نوری آرائش کے سلسلے سے احتساب کی طرف مائل تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کا لباس کبھی ترکہ نہ کر رکھا گیا۔ میں ایک ہی جڑا ہوا جھوٹا مودو کو پہنتے رہتی۔ جبکہ سے زیادہ جڑا سے ہوتے تو، نہیں یہ کہہ سکتی تھی کہ وہ کتنی کی نہایت آتی۔

آپ کا شمار ہے کہ فرشتہ آدم کو ان پندہ حیران کے حواس کی کتنی نہیں دہنتے جسے یہ گھر پہننے کے لیے پہنا اور مشکویری کے لیے دو کھو سوکھی۔ دلی اور پانی میں کپڑوں میں آپ نے رعایت پائی! انہیں اور پرستے بیوند کے مجھ سے تھے۔

بڑی پر لطف نسبت پسندی کی یہ کیفیت تھی کہ طبع اقدس کو گرہ انداز تھا۔ کرنی بیلا لباس پہنے۔ کپڑا میں درجے کا ہر یا مصری درجے کا تاہم اسے پاک عداوت رکھنا مشکل نہیں تاکہ مجلس میں بدین کسی کے لیے ناخوشگوار کی کامیابیت نہ ہو۔

غذا | زہر و زہار کے باعث آپ نے کبھی نہ صحت اور طہیز کھانا نہ کھایا البتہ چند چیزیں آپ کو مرغوب نہیں رہتا تھیں۔ شہدہ عدا اور روحی زمین۔ کہہ دو کہ بہت پسند فرماتے تھے۔ گھی اور غیر میں کچھ رال کر ایک کھانا پکا یا جاتا تھا جسے میں کھتے تھے۔ یہ بھی مرغوب تھا۔ آپ سے دہن، مرغ، میرو بوی، بھرا، اور نسل کو زہر، عروق اور دھن کا گوشت تناول فرمایا۔ دست کا گوشت ہی دیکھ بھی پسند تھا کہ جود گل پاتا تھا۔ غلٹ پانی بھی مرغوب تھا۔ بعض اوقات کشمش، کھجور یا انگور پانی میں جھگو دیتے اور وہ پانی نوش فرماتے۔ پتل گڑاں میں کھائیں، جو تھکے کے طور پر آپ کے پاس آتی تھیں۔

کھانا کوئی بھی ہر کامی پرنا پسند نہ کی گائے اٹھا کر فرماتے۔ اگر کوئی شے مرغوب نہ ہوتی تو اسے تناول نہ کرتے۔ میر پر کھا کا ثبات نہیں۔ اہل علم میں خواہ پر کھانے کا دستہ تھا۔ اسے بھی ایک قسم کی میز پر کھاتا ہوا ہے جو زمین سے خرا اور چھوٹی تھی۔ مسٹر مسلم نے اسے میں فروا قیاد کی مامت سمجھ کر پسند فرمایا۔ کھانا دست راست کی بیچن انھوں سے فرش فرماتے گوشت چربی سے کاٹ کر بھی کھانا ثبات ہے۔ بودا چیزیں شغل پیارہ لیس اور موٹی سے نفرت تھی۔ صبح بخا۔ ہی میں ہے کہ جو شخص مس پیار کھائے وہ بار سے پاس یا ہوا مسید میں نہ آئے۔ بودا مٹیل مرحوم نے مسلم، شافعی اور ابن ماجہ کے احادیث سے کہا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے زمانہ خلافت میں خلیفہ اور شاد فرماتے ہوئے کہ کاکو تم لیس اور پیار کھا کر مسید میں جاتے ہو، عانا کہ میں نے رسول اللہ صبرم کو کھا یا چیزیں کھا کر آتے دھو اس کے شعلی حکم سے دیتے کہ اسے مسید سے نکال کر ضعیف پتلا دیا جائے۔

نہاں میں بخاری کتاب الامم، ایڑ کا نہ لکھو، میرے اچھے جلد وال محمد دوم میں ۲۰۰ ہادی بیانات کے لیے بھی فراہم ہے مستطابہ ہرہ اجلی سے کیا گیا ہے سیدہ عائشہؓ جلد اول صفحہ دوم میں ۲۰۰

۱۰۔ پسند نہ پائند۔ سہ قلعح نظر کرتے ہوئے یہی بتا دینا ضروری ہے کہ حضور صلعم کے ہاں کفر ذاتی رہتا۔ جاس شعی
 لایا ہے۔

آپ خود آپ کے اہل و عیال متعلق کسی کفر ذات مجھ کے وہاں تھے، کیونکہ ذات کو کھانا میسر نہیں
 آتا تھا۔

حضور دو بیٹے ایک ٹھہریں آگ نہیں پہنتی تھی۔ پانی اور کھجور دونوں پر گرا دیتا تھا۔ چھ سالہ کسی کہیں بڑی کا دورہ
 بھیج دیتے تو وہ بول جیتے، کسی دورہ خاص میں فرش نہ بٹاتے، کبھی اس میں پانی نہ پیتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ
 عزیز مسند میں قیام سے وفات تک آپ نے کبھی دو وقت سیر کو روٹی نہ کھائی تھی۔
 انگشت نہایت تیز رہی اور وہی آواز دیتی تھی۔ بہت طویل ٹھہریں بات کرتے، ایک ایک فقرہ ایک جوتا بھولتا
 گفتگو کو ایک ایک بات میں تین، چار فقرہ لگتے، میں بات پر زور دیتا منظور جو آگے کا نامادہ بارہ بار کرتے،
 عادت گھٹنگو بھی اکثر کھانا دھون کی لاف دیتی، اگر نالہ نہ تھی، بے ضرورت کبھی گفتگو نہ فرماتے، ہاتھ سے اشارہ کرتے
 تو پر راہ نہ اٹھاتے، کسی بات پر تعجب کرتے تو تھیل کا ٹوٹے چٹ دیتے، تقریریں بھی باقہ بہ باقہ دیتے، سرت
 کی کیفیت طاری ہوتی تو آنکھیں بھی پر ہاتھ لگتے بہت کم تھے۔ جیسی آتی تو مسکرا دیتے، یہی آپ کی جیسی تھی، آپ
 کبھی اس دور سے نہ ہٹتے کہ ڈاؤن کے وفات نظر آتی تھی۔

حضور صلعم کا ہر ارشاد ہر حال میں محفوظ رہتا چاہیے تھا، اس لیے کہ ہر ارشاد اجزائے میں سے تھا، تاہم یہ
 بھی حقیقت ہے کہ ارشادات اس وجہ سے بھی محفوظ کر لینے میں سہولت پیدا ہوتی کہ آپ کا اندازِ ارشاد نقطہ کے لیے
 ملبور خاص سا دکھائی دے، حضور صلعم کا تصور وہی صورت یہ تھا کہ شے واسطے مذکورہ، غرض، وہی صورت ہے جو حکام حاضر
 جو کچھ کہیں، غائبین کے لیے، میں میں آئے والی نہیں بھی شامل تھیں، حضور کو کہیں، حکام میں آئے قطعاً معلوم نہیں،
 ہوتی تھی اور اس کے زور تاثیر و نفوذ کا یہ عالم تھا کہ جاہلی مخالفین حضور صلعم کے کلام کی گروائی اور جاہلیت کی
 کوئی اور توجہ نہ کر سکتے تو کہہ دیتے، تو حضور ہلا رہے۔

حضور صلعم کی حیات طیبہ | حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حضور صلعم نے حیات طیبہ کے میں جسے کہہ لیتے تھے
 ایک عبادت الہی کے لیے، اور عوام خلق کے لیے ہر تعمیر اپنی
 ذات کے لیے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو صلعم عام خلق کے لیے تھا وہ بھی میں عبادت الہی تھا اور جس حدت ذات کیلئے
 وہ غالباً سب سے کم تھا، اسے بھی عبادت الہی ہی کہنا چاہیے، اس لیے کہ اس سے بھی میں دیکھنا حضور صلعم کا

نعا کے بیک بندوں کا طریق زندگی بگاڑنا چاہیے۔ اس سے کہہ کر پورا کیا جاتا ہے۔

حادثہ شریف یہ تھی کہ آج کی نماز سے عارف بڑھائے تو مسجد میں تشریف نہ رکھتے۔ وہیں لوگ پاس آ جاتے۔
 انسا بھوس میں مغل علاؤ الدین نے بھی فرماتے۔ لوگوں کے غباروں کی تفسیر بھی کی باقی۔ حضرت مسلم پناہ کی خواب میں سنا ہے
 خوسرہ کی بی بی میں تھیں۔ خوسرہ پرستے جاتے۔ کہ وہ بی بی بڑا بڑا تو چاشت کی جاہ پناہ رکھیں پڑھتے۔ پھر
 خانہ مبارک میں تشریف لے جاتے۔ وہاں پہنچ کر کوئی پڑا پڑا عورتا تو سہی لکھتے۔ خاتونوں ہاتھ تو کاٹتے جتے۔ بڑی
 وہ بیٹے۔ عوام کو اس کے کام میں۔ اور بیٹے بڑے۔ عہدہ درجہ چھوڑ چکا کر طبع ہاتھ۔ ہر والی اس میں اور خود
 بڑے کہ سلام میں چل فرماتے۔ بڑے چھوٹے اور عوام و قادیان کوئی فوق و تحار کوئی عمومی سا فرد بھی دعوت کرنا تو
 خوشحال۔ اسے نظر دے بیٹے نہ ہو کھا اساتے آٹا کھا بیٹے۔ عوام کے ساتھ چکر کی تاکھاتے۔ ہر کوئی اس میں سے
 وہ بیٹے۔ کھر کی کھانی پر نہیں کر بیٹے۔

ناراضہ کے بعد عورتوں سے وقت کے پہلے غار اذوائی معلومات کے ان ہاتھ۔ پھر جس کے ان
 بات ٹھہرنے کی بڑی جوتی اعلان تشریف سے جاتے۔ تمام اذوائی جوتی جس پر جاتی۔ عشتہ عکسہ صحبت رہتی۔
 نماز خانہ کے بعد شربت فرماتے۔ اذوائی نشست پر جاتیں۔ نماز خانہ کے بعد بات چیت پسند نہیں فرماتے تھے۔
 اس سے کہہ پختہ اصول تھا کہ قرآن مجید کی کوئی سورت طویل پڑھتے۔ پھر اس کا
 خواب اسرار

اعلیٰ ہائے عزت و اعلیٰ۔
 گویا خواب حکومت کے شاہ فرمایا۔
 پیدا ہوتے تو فرماتے،

العبد یوقی الخلیفۃ احسانا بعز ما اسما
 محمد پاس لہ کے جسے میں نے میں عزت کے عہدہ تک
 زبانی ہے مسیحا پھر بکا اور عزت کے بعد زلف و کر
 صبا کو صحت ہانا ہے۔

کبھی صوبی ستر پر رہ جاتے۔ کبھی کھالی پر کبھی چٹائی پر اور کبھی زمین پر اور فرماتے۔ حصول یہ تھا کہ واپسی کو
 سوتے۔ وہ بڑا ہاتھ رہنا ہوا کہ کے نیچے رکھ لیتے۔ دیکھا میں اتنی نمازیں پڑھیں کہ پاستہ مبارک پر دم آ گیا۔
 اس وقت تک آپ کے بے نیام بیل فرض تھا صبیحہ قیام حمل غلہ دو گیا تو آپ شب میں گیا۔ دو کتیں پڑھتے۔
 آٹھ منسل اور ان سے صحت آخری میں تھہر گئے۔ پھر ایک اور کتیت پڑھ کر بیٹھے۔ آخر میں دو کتیت پڑھتے
 فرمایا یہ ہو گئی تو اس میں سے دو کتیں کم کر دی تھیں۔

الہود اور میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ غار عثمانؓ کے بعد مگر اگر چار دیکھیں پڑھتے اور سو جاتے۔ صواب
نیز وہ کہے یہ پانی نکھ دیا جاتا۔ شب میں اچھے ترسوں کے بعد وٹو کر تھے پھر نماز اور فرماتے تھے

میرے کہ روزِ معمول یہ تھا کہ دو مسجد میں جینے ہر جاتے قرآن پڑھتے رہتے۔ لوگوں کو سبام
خطبہ مبارکہ کرتے۔ منبر پر جا کر مافریں کی طرف متوجہ ہوتے تو پھر سلام کہتے۔ انہوں نے بعد خطبہ شروع کرتے
ہر بہت متحرک رہا جسے ہر اور اس کی ابتدا جیسے مردِ ثناء سے بڑی تھی۔ فرماتے: لفظ کامل اور خطبہ کا اختتام آدمی کے
تلفظ کی دلیل ہے۔ جیت تک مسجد میں منبر نہیں رہا تھا۔ صلا ادا میں رہتا۔ منبر پر گیا تو صلا کی ضرورت نہ رہی۔

یہ الہ جہاد میں خطبہ دیتے تو کان پر ٹیک ٹکا کر کھڑے ہو جاتے۔ خدا جانے یہ خیال کہاں سے پیدا کر یا گیا
کہ حضورِ مسلم کو اذان میں سے کہ خیر دیا کرتے تھے، مافذ انہی تمہ نے بہت صبر فرمایا کہ یہ جا چوں کا قول ہے کہ
رحمہ اللہ! مسلم خود اسے کہنے کے لیے تیسرے کھڑے ہوتے، چنانچہ بعض مساجد میں کھڑا اذان میں سے کہ غلبہ دیا معاذ اللہ
سنت سمجھا جاتا تھا مالا کہ بالکل بے اصل ہے۔

آپ کو زیادہ تر حج، عمرہ اور جہاد کے لیے سفروں کی معرفت پیش آتی رہی۔ ہجرات کو سفر سمجھا جاتا
ہیستہ سزا کے رہا نہ ہوتے۔ سواری سامنے آتی تو کہہ کر قدم مبارک رکاب میں رکھتے۔ سوار
جو کہیں سے تشریف لے جاتے۔ پھر یہ کہیت پڑھتے:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا
لَهُ مُقْرِبِينَ وَإِنَّا لَآرِئُوهُ مُتَقَلِّبِينَ
(زمرہ: ۱۳-۱۴)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس مرکب کو ہمارا قرار فرما دیا۔
حالانکہ ہم اس سے طبع رکھنے کی طاقت نہ تھے اور ہم
اپنے مذاکِ غرور پہنچنے والے ہیں۔

پھر یہ دعا پڑھتے:

اللهم انا نفلتک فی سفرنا لخدمتک
القدری و ما یصل ما یصلک
حق علینا و اطمینا بک
اننا الصاحب فی السفر و الخليفة فی
الاهل اللهم انی اعود بک و ارجو منک
و اکتفی بالقلب و سؤل النظر فی الاصل

خداوند! اس سفر میں تجھ سے تکیہ پہ چڑھا رہا ہوں اور تجھے
عمل کی حفاظت کرتے ہیں جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہے۔
شکوہ! ہمارے اسی سفر کو کامیاب کر دے جس کی مسافت
میں کہہ سکتے ہیں کہ اس سفر میں عزت و فخر ہے۔ اہل بیوی
کے لیے تو دلچسپ مقام ہے۔ خواہندہ اس سفر اور مایوس
کے کام و مشایخہ ہو مگر ہمارے ساتھ تمہیں ہے تیری

فی سیرۃ النبی ص ۲۷

”ہی سہی نہ پہنچے راتیں منزل پر آتے تو یہ رما دیا تے روئے دہ شیر کے سلسلے میں بھی مہاجر کو سہت، وہ پس پر پٹے بھریں درگت ناز، کرتے۔ پھر گھر قہر پٹے سے جاتے۔“

انہما کے سہولت پٹے بیان پر پٹے ہیں شکار فری قہر کو محاسب کر کے فرات۔

جہاں

خدا کے نام پر نہ آئی، وہ میں ان لوگوں سے لڑا جو اللہ کے نام پر ہیں لیکن جہالت اور

برجہی و لڑو، دستور میں نے نہ کہ فہم نہ تھے جہاں، میں کا وہ ہیں، دستور، تو انہوں کو تسلیم کیا تھا۔

قوت نہ تے ہوئی تو جہاں تے،

نہاں سہاں سے تو ان کو، تھاری، اللہ کے نام پر تاج، اللہ کے چہرہ گزرا ہیں۔

پٹے بیان ہو چکا ہے کہ سال خا، دشمنی رات کے وقت حرا کرتے، اگر صبح کے وقت پٹے کا انفاق نہ

ہوگا تو وہ پڑھ لے کر لگے، انہم قہر تو انہما کے پہلے کہ ان کو تین روز قہر نہ دے، قہر کی خبر نہ تے ہی سہہ

شکوہ کرتے۔

خود شریک، بلکہ ہوتے تو یہ دہا کرتے،

نہاں سہاں سے تو ان کو، تھاری، اللہ کے نام پر تاج، اللہ کے چہرہ گزرا ہیں۔

پٹے بیان ہو چکا ہے کہ سال خا، دشمنی رات کے وقت حرا کرتے، اگر صبح کے وقت پٹے کا انفاق نہ

ہوگا تو وہ پڑھ لے کر لگے، انہم قہر تو انہما کے پہلے کہ ان کو تین روز قہر نہ دے، قہر کی خبر نہ تے ہی سہہ

شکوہ کرتے۔

خود شریک، بلکہ ہوتے تو یہ دہا کرتے،

نہاں سہاں سے تو ان کو، تھاری، اللہ کے نام پر تاج، اللہ کے چہرہ گزرا ہیں۔

پٹے بیان ہو چکا ہے کہ سال خا، دشمنی رات کے وقت حرا کرتے، اگر صبح کے وقت پٹے کا انفاق نہ

ہوگا تو وہ پڑھ لے کر لگے، انہم قہر تو انہما کے پہلے کہ ان کو تین روز قہر نہ دے، قہر کی خبر نہ تے ہی سہہ

شکوہ کرتے۔

خود شریک، بلکہ ہوتے تو یہ دہا کرتے،

نہاں سہاں سے تو ان کو، تھاری، اللہ کے نام پر تاج، اللہ کے چہرہ گزرا ہیں۔

پٹے بیان ہو چکا ہے کہ سال خا، دشمنی رات کے وقت حرا کرتے، اگر صبح کے وقت پٹے کا انفاق نہ

ہوگا تو وہ پڑھ لے کر لگے، انہم قہر تو انہما کے پہلے کہ ان کو تین روز قہر نہ دے، قہر کی خبر نہ تے ہی سہہ

شکوہ کرتے۔

خود شریک، بلکہ ہوتے تو یہ دہا کرتے،

نہاں سہاں سے تو ان کو، تھاری، اللہ کے نام پر تاج، اللہ کے چہرہ گزرا ہیں۔

میراث کے ساتھ تہا تو جیسا ملک بات پڑی دیکر کیا آپ نے نہ پوچھتے۔ مصافحت میں حبیب ملک فریق ثانی باقاعدہ چھوڑا
اپنا دست مبارک نہ بھیجتے۔ مجلس میں بیٹھے ہوتے تو زور سے ہمارے ہر نشیمن سے آگے نہ ہوتے۔
ہم نے یہ تھا کہ جو شخص طاقت کے پیشہ آئامہ پٹلہ، اسلام بیگو لکھا، پھر خانہ کی اجازت طلب کرتا۔ منی کسی سے
اسی مسئلہ کی خدمت درزی برقی تو فرماتے اسے اجازت میں کا طریقہ سکھا دو۔

ایک مرتبہ حضرت جابر نے فرماتے کہ آئے نور و وارث پر دستک دی۔ پوچھا کون ہے؟ جابر
جواب دیا: میں، ان میں سے ایک کی طرف سے ہمارے تمام تینا چاہتے ہیں۔

یہ اسی پیشہ فرمایا کہ شخص کی کواڑ پر وقت پہنچانی نہیں پاسکتی۔ دوسرے کو انھیں میں کیوں نہ لایا جاتے۔ امام یوں نہ
تلا یا جائے، خود کی سہ ملاقات کے پیشہ ہاتھ تو زور واز سے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر اسلام علیکم
فرماتے، پھر اجازت طلب کرتے۔ دائیں بائیں اسی پیشہ ٹھہرتے کہ یاد دہانتے ٹھہرے ہونے سے بے قصد گھروں
پر نظر پڑ جائے۔ اگر انداز سے جواب دے آتا تو وہ پس ہو جاتے۔ ایک مرتبہ مسجد نبی جہاد کے پاس گئے۔ مولیٰ کے مطابق
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ فرماتے آنا، جہاد اب دیکھو کہ مولیٰ اللہ مسلم کے گواہی مبارک کہہ دے پہنچ سکے۔ مسجد کے
فرزندانے کہا کہ مولیٰ اللہ مسلم کو آمد و تشریف لانا کی اجازت کون نہیں دیتے؟ مسجد کے کماؤ پیسہ، ہر ضرور مسلم
یار یا اسلام کہیں گے تو ہمارے پاس باعث برکت ہو گا۔ حضور مسلم ہمیں مرتبہ سلام کہہ کر دائیں پر سے تو مسجد
دائیں پر سے تھوڑے بعد خود اس میں پہنچے اور عرض کیا: جہاد آج ہے، میں پہلے جہاد سے دیکھا کرتا تھا کہ چاہے یا دارالامان فرماں
دہن۔

قصائل اخلاق

لَمْ يَكُنْ لِيْ حَقِيْقَةً مِّنْ عَمَلٍ

— 41 —

[illegible]

۱۔ اِنَّا نَحْنُ حَقِيقٌ مُّخْلِطِينَ رَسُوْلًا مِّنْهُ (۳)
 ۲۔ سَيَمْلِكُنَّ اَخْسَرُ مِنْ اَخْبَرْتُمْ هُمْ وَمَا كُنُوْا
 كُنْتُمْ مَقَامًا يَشْفَعُ الْفُلُوبُ لَا تَقْصُرُوْنَ
 حَوْلَهُ

وہ خداوند رحم کرنے والی میں افسوس کرتے ہوئے
 حکیموں کا دعوتِ خیرین کو کہتے ہیں یا
 خیرین میں سے وہ کچھ ہیں۔

دوسرے تمہارے پاس اللہ کا رسول بھیجا ہے جو تمہاری
 میں سے ہے تمہارا رکن و کلمت میں پرانا، کسبِ بہت
 شاندار ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کا یہ کام ہے۔ مومن
 کے لیے نجاتِ شیعہ و رحیم ہے۔

(توبہ اور دعا)

حضور صلوات کے اور شادوات حضور معلم کے اپنے اور شادوات ملائم ہوں !

۱۔ بعثت لایتم حسن الاخلاق۔
یہ حسن اخلاق کی نگین کے لیے بھیجا گیا ہوں۔
۲۔ انما بعثت لایتم مکام الاخلاق۔
میر تو اسی لیے بھیجا گیا ہوں کہ مکام اخلاق کا سامان رہے
تمام پرستیاؤں۔

دوسرے امام مسلم کی بیعت کی خبر اور غداروں کی ایک سچی قسم تو انھوں نے اپنے بھائی کو تحقیق احوال کے لیے کہہ کر صبح دیا تھا۔ بھائی نے کہہ کر اسے مراجعت پر اجازت دی کہ ان الفاظ میں اعلانات دی:

ہر شخص یا مہر بہکلام الاصلاح علیہ
 یہ ہمیشہ کے اکل ایٹائی دور کا واقف ہے۔ اس دور میں بھی جس کسی کی فکر آپ پر پڑی، آپ میں جو نمایاں ہیں
 دین سے بڑا اسے فساد اٹھانے سے تھمیر گیا ہے۔

حضرت علی کا بیان | امام حسینؑ نے حضرت علیؑ سے حضور معظمؐ کے احوال و حالات کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

آپؑ اصل اصفیٰ علیہ وسلم، خذوہن، نرم خوار، مردان میں تھے۔ سخت مزاج اور مگدلی تھے۔
 کوئی بڑا لڑکھی نہ سے دیکھا۔ حبیبؑ اور جنگ گیر نہ تھے۔ کوئی بات پسند ہوتی تو اس سے اعلان
 فرماتے۔ اپنے نفس سے آپؑ کے لیے تمیز چیزیں بالکل دھڑک دے تھیں۔ وہ بحث و مباحثہ، وہ ضرورت
 تھے یا نہ بات کرنا (۳۰) جو ذاتی مطلب کی وجہ سے اس میں پڑنا۔ دوسروں کے متعلق بھی میں ہی
 باتوں سے پرہیز کرتے تھے وہ کسی کو برا نہیں کہتے تھے۔ کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے (۴۰)
 کسی کے اندرونی حالات کی کڑھ میں نہیں بہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے جس سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا۔
 آپؑ کلام کرتے تو صحابہ اس طرح سر جھکا کر غور غماش کر دیتے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے
 بیٹھے ہیں۔ حبیبؑ آپؑ غماش ہو جاتے تو پھر صحابہ آپس میں بات چیت کرتے۔ کوئی دوسرا
 بات کرنا تو عیب محکم ذکر یا شایہ آپؑ چپ مٹا کرتے۔ دیکھتے تو آپؑ پر غصے، آپؑ محض مسکرا دیتے تھے
 باہر کا کوئی آدمی ایسی اچھی بات سے لکھو کر تو آپؑ تحمل فرماتے۔ دوسروں کے منہ سے
 اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے تاہم اگر کوئی آپؑ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرتا تو
 قبول فرماتے۔ بہت کم برے رائے آپؑ نہیں دیا کرتے تھے۔ آپؑ اس کی بات نہیں کہتے تھے۔ نہایت
 فیاض۔ نہایت راست گو۔ نہایت نرم طبع اور نہایت خوش نصیب تھے۔ اگر کوئی آپؑ کو دقت
 دیکھتا تو بہت برہماتا۔ لیکن جیسے جیسے مشاجرتا جاتا محبت کرنے لگتا۔ اور کیا کرتا کہ میں نے
 آپؑ جیسا کوئی بھی اس سے پہلے اللہ نہیں دیکھا۔

پانچ سو مہر موت کے تیس سال میں پچھتر سال پیشہ کے سنی مشاہدات کا میں جانتا تھا ہے
 حضرت عائشہؓ کا بیان | حضرت عائشہؓ نے ہجرت سے قبل رسول اللہ معظمؐ کی کئی زندگی کے بعض احوال
 میں دیکھے تھے اور وہی زندگی میں تو وہ حضور معظمؐ کی رفیقہ و ساتھی تھیں۔

طحاوی، تاریخ العرب و باقیہ فیہ، ص ۱۵۸۔ شہ جہانگیر جہانگیر، ص ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔ ۱۴۱۳۔ ۱۴۱۴۔ ۱۴۱۵۔ ۱۴۱۶۔ ۱۴۱۷۔ ۱۴۱۸۔ ۱۴۱۹۔ ۱۴۲۰۔ ۱۴۲۱۔ ۱۴۲۲۔ ۱۴۲۳۔ ۱۴۲۴۔ ۱۴۲۵۔ ۱۴۲۶۔ ۱۴۲۷۔ ۱۴۲۸۔ ۱۴۲۹۔ ۱۴۳۰۔ ۱۴۳۱۔ ۱۴۳۲۔ ۱۴۳۳۔ ۱۴۳۴۔ ۱۴۳۵۔ ۱۴۳۶۔ ۱۴۳۷۔ ۱۴۳۸۔ ۱۴۳۹۔ ۱۴۴۰۔ ۱۴۴۱۔ ۱۴۴۲۔ ۱۴۴۳۔ ۱۴۴۴۔ ۱۴۴۵۔ ۱۴۴۶۔ ۱۴۴۷۔ ۱۴۴۸۔ ۱۴۴۹۔ ۱۴۵۰۔ ۱۴۵۱۔ ۱۴۵۲۔ ۱۴۵۳۔ ۱

۱۰۔ ایک بدوی کیا اور بڑا آپ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں ہم تو بوسہ نہیں دیتے۔ فرمایا اللہ نے میرے دل سے رحم نکال دیا۔ اس میں میرا کیا اختیار ہے؟

۱۱۔ اس وقت حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہؐ گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ فرمایا: انھوں نے ان کی خدمت میں دھتے تھے یعنی ان کے کام کیا کرتے تھے۔ نماز کا وقت آتا تو غلا کے لیے چلے جاتے تھے۔

۱۲۔ اگر کسی کی کوئی حرکت پسند نہ ہوتی تو اس کا کام لے کر کھڑے فرماتے، اس عمل کو سنت فرماتے۔

۱۳۔ رسول اللہؐ صلعم کے گھوڑوں نے ایک دن میں دو فوٹے نہیں کھائے مگر ان میں سے ایک کھجور کا تھا۔ اس کے ساتھ رسول اللہؐ صلعم کے خادم انس بن مالک کا یہ بیان بھی شائع کر بیٹھو کہ میں نے دس سال آپؐ کی خدمت میں گزارے۔ اس پوری مدت میں آپؐ میرے متعلق پسندیدگی کا کوئی لفظ زبان پر نہ لے۔ دیکھی یہ فرمایا: خدا کا نام کیوں کیا؟ نہ کبھی یہ فرمایا: فلاں کام کیوں نہ کیا؟

نبوت سے پیشتر کی زندگی | حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے بیانات کا تصدیق زیادہ تر حدیث سے ہے جس کی کوئی حدت تیس سال تھی۔ اس سے پیشتر آپؐ پالیس سال کی طویل مدت گزار چکے تھے۔ یہ زندگی ہے جسے قرآن مجید میں ایک مقام پر صداقت نبوت کی ایک قوی دلیل قرار دیا گیا ہے یعنی:

قَدْ فَتَّيْنَاكَ بِرَبِّكَ عَمَّا أَكْفَاكَ خِيَابًا ۖ أَفَلَا تَعْقِلُ ۚ

یہی قدر ہے کہ میں اس معاملے میں ہرگز شک سے بچھڑاؤں گا۔

۱۱۰۔ درویشی کے بعد ایک بدوی غریب سر پر بھانوں۔ کیا تم سمجھتے ہو مجھے نصیبیں۔

مشقیں عرب کو رسول اللہؐ صلعم کی صداقت و فضیلت سے انکار نہ تھا، انہی کہ اگر قبول کو بھی اعتراض تھا کہ آپؐ پختہ ہیں مگر اُن کہتے تھے کہ آپؐ ایسی باتیں کہتے ہیں جیسے ہم قبول نہیں کر سکتے۔ مرنے والا ہوا: کلام مجرم و مغرور فرشتوں کی کراہت کے منقولہ فقرے ہیں صداقت نبوت کی ایک سب سے زیادہ واضح اور دوہرائی دلیل بیان کی ہے۔ یعنی فرمایا:

ساری باتیں جھوٹ و دو۔ اسی بات پر غور کرو کہ میں تم میں یا آدمی نہیں جس کے خلاف دعوات کی تھیں غرور ہو۔ تم ہی میں سے جو اور انسان آدمی سے پہلے ایک غم میں بسر کر چکا ہوں جنی چالیس برسوں تک کہ غم و افسانہ کی چنگی کی قافلہ مدت ہے۔ اس قسم مدت میں میری زندگی تمہاری، گھوڑے کے

سہ ماہی، کتاب الادب، شہنشاہی کتاب الصلوة، باب فاعل و مفعول، ملاحظہ فرمائیے، منتخب ہجری، منتخب الفتاویٰ، منتخب کلام، منتخب الادب۔

معاذ اللہ فرمیں۔ جو وہ اس میں کوئی ایک بھی بات تم کے سچائی اور ریاضت کے غفلت دکھیں، پھر اگر اس تمام بات میں جو سے یہ نہ ہو سکا کہ انسانی مسئلے میں جھوٹ ہوں تو کیا اب ایسا ہو سکتا ہے کہ غدار بہتان باندھنے کیلئے تیار ہو جائوں اور جھوٹ موٹ کئے گویں، مجھ پر اس کا کلام نازل ہوتا ہے؟ کیا اتنی چھٹی سی بات بھی تم نہیں پاسکتے؟

”تمام علماء، اطلاق و فضیلت مشفق ہیں کہ انسان کی ہر چیز ابتدائی پائیں برسوں کا زمانہ اس کے اخلاق و صفاتی کے ابھرنے اور بننے کا اصل زمانہ ہوتا ہے۔ جو سچا چھوٹا جس طرح سے بن گیا، پھر وہی زندگی میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ پس اگر ایک شخص پائیں برس تک صادق و سچ رہا تو کچھ کچھ ایسا ہے کہ انکی میسر ہو سکتی ہیں تمام دیکھتے ہی ایسا کہ ذہن و مغزی پر جانے کو انسانوں ہی پر نہیں، خاص طور حضرت والا رضی اللہ عنہما کے گھر پر پانچ بیویوں فرمایا اور انوں سے تم انکار نہیں کر سکتے کہ جو شخص اللہ پر اقرار کرے، اس سے بڑھ کر کوئی شر پر نہیں اور جو صادق کو چھوٹے وہ بھی سب سے زیادہ شریر انسان ہے اور شریر و مکرر کہیں کا میاں نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا تاقی ہے کہ ہر مومن کو غلام نہیں دیتا۔ چنانچہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو گیا۔ جو کتبہ ہے، اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ جو صادق تھا اس کا کلمہ سچا رہا کہ قائم ہے اور تمام رہے گا۔“

دینا جانتا ہے کہ جس دور میں سچائی اور ریاضت و انانیت کی دانشی عمل ہو چکی تھی، اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیرۃ طیبہ کی پاکیزگی اور طہارت سے متعلق فقہ و احکام کیلئے جسکے قصب حاصل کیے، جب حرم کعبہ کی تعمیر کے مسئلے میں جبراً کو اصلی مقام پر نصب کرنے کے متعلق رؤساء قبائل کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی تو فیصلہ ہو گیا، تاکہ جو شخص سب سے پہلے حرم میں آئے، اسے شامت بنایا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے آئے اور تمام لوگ پار اٹھے، ”آمین“ آگئے، ”آمین“ آگئے۔ میں ان کا فیصلہ منظور ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق ایسی گواہی تھی، جس کی صداقت و حقیقت سے کسی کے پاس بھی اختلاف نہ ہو گا۔

عزیز میری نہیں۔ ایک نہایت زبردست شہادت حضرت علیؓ کی ہے جو اہل بیت حضرت خدیجہؓ کی شہادت | تاکہ نہ وہ سال بدحوالی و قدر معلوم کی دعا تہہ ہو کر ملے گی نہیں۔ اس کے بعد وہی حق کے دروغ کی آہیں اور مصیبتیں جس دس سال تک نہ ہو کر اوپر داشت کر کے عالم بھلا کر دعا دیں۔ یہ شہادت بھی حدیث سے نہیں بڑھت ہے۔ چنانچہ اس کی زندگی سے متعلق ہے۔

سرنہ ملنے کی آیتیں آپ پر نازل ہو چکی ہیں تو آپ نے ان کی شہادت کا آپ پر جسے حدیث تھا اور یہ پہلی وحی بھی معلوم
 کرائی کے بعد بھی جب وحی نازل ہوتی تھی تو چہرہ مبارک پر پینے کے قطرے نمودار ہو جاتے تھے۔ دوم جو گرائے ہوئے
 کام اللہ تعالیٰ کے لئے آپ کے لئے نکل دیا تھا، کس کی بے پناہ خشکوت کا آپ کو چہرہ اندازہ تھا، اس لیے آپ کو ہر وقت
 اتر کر شربت لائے تو غیب مبارک پر لازم طاری تھا۔ جب طبیعت وراسمہ کی پذیرائی تو آپ نے ہی کی تھی
 غمخوار و غمگین قیدیوں کی تسکین فرمائی، عقد خشیت علی نفسی دلچسپی میں باغ و غنیمت ہے، سخت عذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نہایت اذیتور اور بے خبری و بیادیت سے پوری طرح آگاہ تھیں۔ انھیں خیال ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ خلق اللہ کے ساتھ
 محبت و شفقت کے لیے نامور ہو کر وحدت کایہ کی منزل پر نہ پہنچا لے گی۔ چنانچہ آپ کو تسلیم کرنے کے لئے
 پر گز نہیں۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی اندر نہیں لے گا۔ آپ عیروں اور ارشد و زوے سے محبت
 سلوک کرتے ہیں، انواروں، کیموں اور غریبوں کا بڑھاپا کھاتے ہیں، جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا، انھیں
 دیتے ہیں۔ ہمارے ہی تو افسوس کرتے ہیں، مسائب میں حق ختمے مساویں دعوہ گارینہ، صادق اقرار ہیں۔
 یہ شہادت ان فضائل و کمالات کے حصول سے جو محبت سے پیشتر وجود رازی میں موجود تھے اور حضرت عذرا سے
 بعد کہ ان کا موازہ شائستگیوں پر ہو سکتا تھا؟

اہل ایمان کے اوصاف و خصائص | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و اخلاق کا اندازہ کرنے کے لیے ایک سیار
 یہاں ہو سکتا ہے کہ اہل ایمان کے جو اوصاف و خصائص قرآن مجید میں
 بیان ہوئے ہیں، انھیں ماننے و کو لایا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس وجہ مبارک کے ذریعہ سے قرآن مجید کی
 تعلیم مخلوق تک پہنچائی، وہ سرکار اس تعلیم کا ایک مقدس پیغمبر ہو گا۔ اسی وجود مبارک کو دیکھ کر سماں اپنے عمل درست
 کرتے تھے، اندر اس وجود مبارک کے زیر سایہ ان کے نزدیک کا سلسلہ جاری تھا۔
 قرآن مجید سے تمام آیتیں ہی کریم کریم کریم نہیں، لیکن ان میں سے چند کا ذکر فرمایا جیسے، جو میں طبعی
 جہاں نامی زندگی سے گہرا تعلق رکھتے تھے، اوصاف کا ذکر ہے:

۱۔ میں نہ جیروں اللہ سے، جو ستمور باہمی معاملات و دوست رکھتے ہیں، اللہ کا ذکر چھڑے قرآن کے کمال
 کا نپا، افسوس ہے۔ اللہ کا کلام سنایا جائے تو ان کے ایمان زیادہ ہو جاتے ہیں۔ دوبر حال میں اللہ پر
 سحر و سادہ کہتے ہیں، ملا پڑھتے ہیں، جو کچھ خدا نے انھیں دے رکھا ہے، اس میں سے غافل ہیں
 تو چپ کرتے ہیں اور تحقیق میں ہیں (الغالب، ۱-۴)

یاد رکھنا کہ یہ وحی ہے، اس حدیث کی اس روایت میں آیا ہے جو بخاری کی کتاب التفسیر میں آئی ہے۔

۱۔ ریشہ پر بیان والے کامیاب تجربے دان کی ضرورتیں کیا ہیں؟ غائبی مشرعات و خصوصیات ہمارے ہیں۔
 لیکن مرد عورتوں سے رشتہ بھرتے تجربے ہیں۔ نہ لگاؤ اور نہ ہی سرگرم ہیں۔ محنت و مصیبت کی
 تقاضات سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ انہوں اور دونوں کا انہیں پاس رہنا ہے۔ نمازوں
 کی حفاظت میں بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ (مضمون: ۱-۲)

۲۔ اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر رہنے پاؤں میں عجز و فروتنی سے چلتے ہیں۔ جب عاجلہ میں کم تعلق
 اور غور و بے ادب لوگ ان سے ملتا ہے کہتے ہیں تو قہر میں اتنا سنا کر اور صاحب سلامت کہہ کر اٹھ
 رہتا ہے۔ رات کا وقت دینی کے لئے گزرتا ہے کہ کبھی غور کرتا ہے نہیں) اپنے پروردگار کے بے حیا و
 سیر میں گزارتے ہیں اور کہتے ہیں: اسے پکار سے بددعا دلا۔ جس سے اور کبھی بے ادب سے
 جب عجب کرتے ہیں تو یہ بے ادب سے ہیں اور نہ موقع کی مناسبت کے پیش نظر تنگی کرتے ہیں۔ وہ
 کسی کام سے گناہوں نہیں ہاتھ دیتی ہیں۔ اللہ نے منع کر رکھا ہے اور ہر کام سے ہی دور رہتے ہیں
 جو ملے عام میں شامل نہیں ہوتے۔ کسی کی قربات سے گزر رہے ہیں تو سنجیدگی اور وقار
 سے گزر جاتے ہیں۔ (قرآن: ۱۳۱-۱۳۲)

۳۔ وہ اہل ایمان، پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے دور رہتے ہیں۔
 جب غصہ آئے تو عصا نکال دیتے ہیں اور غصہ اٹھیں جو کچھ دوسے دکھائے اسی میں سے غصہ پھ
 کرتے ہیں۔ جب ان پر کوئی زیادتی ہو تو بدلہ لیتے ہیں اور نہ ہی بڑائی پر جو کوئی صاف
 کر دے اور نیکی کرے۔ اسی کو ثواب اللہ کے ذائقے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کرتا، جو کوئی مظلوم
 جو کہ دوسرے تو اس پر کوئی علامت نہیں علامت قرآن پر ہے جو لوگوں پر ان کو علم کہتے ہیں اور نہ ہی
 لائق قبول سمجھاتے ہیں، ان کے پیسے و مال کا غلبہ ہے اور جو کچھ کو سہجائے اور صاف کر دے
 تو یہ بڑی مالی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (شرعی: ۱۰۶-۱۰۷)

اصل نیکی | اصل نیک کیا ہے؟

- ۱۔ اللہ پر ایمان
- ۲۔ یوم آخرت اور قہر شہرہ پر ایمان
- ۳۔ خدا کی تباری بھولی کتابوں اور خدا کے پیچھے جو سے نبیوں پر ایمان
- ۴۔ خدا کی محبت میں، پناہ مال و شہرہ داروں، تیریوں، مسکینوں اور مانگنے والوں کو اپنا

- ۵۔ بال شریعہ کر کے لکھ سوں کو آواز دی دیا۔
- ۶۔ نماز اور روزہ کا احکام دیا اور اگر کئے رہتا۔
- ۷۔ حد کو دینا تو اسے ہر حال چاہا کرتا۔
- ۸۔ منشی مصیبت شرافت اور اس کی بیعت و اجابت قدم دینا۔ (بغزوہ ۱۸۵۷ء)

نیز فرمایا:

۱۔ خوش حالی اور مجلسِ شادی و رقص میں تمہارے لیے شریعہ کرتا۔

۲۔ غصہ کو چھوڑنا اور لوگوں کے قصور سے عفو کر دینا۔

یہ دوسرے جن کی معنی پسند جھکیاں ہیں جنہیں ماحول کی شکل میں بھی پیش کیا گیا اور بعض نیکیوں کی شکل میں بھی۔ کیا
 لکھ کے پیچھے یہ تصور کر دینا مشکل ہے کہ جس داعی حق کو یہ پاک دعوت دے کر دینا میں سہا گیا تھا اور وہ خود اپنی متحدہ
 قیام کا کتنا افضل داعی اور کس درجہ معتز و عزیزی ہونا چاہا! اسلام نے ہر جہاد میں مقصود کی یہ داعی کا مقصد دعا میں اس
 کے سوا کیا ہے کہ لوگوں کے اعمال و دستِ حق داعی کے کردار اور اسلام پائیں۔ ان کی سیرت میں آئینے کی حرکت پاک
 صاف ہو جائے اور ان کے اخلاق نیارہ سے تیار و مستور جائیں؟ (موصوف)

فصائل اخلاق

اِنَّكَ لَعَلَّی خَلَقْتَ مَعْصُوْمًا

— (۲) —

حسن اخلاق کی اجماعیت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

- ۱۔ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔
- ۲۔ کامل ایمان اس شخص کا ہے جو مطلق میں سب سے اچھا ہو۔
- ۳۔ قیامت کے روز اعمال کی قراڑ میں جس خلق سے زیادہ جاری چیز کوئی نہ ہوگی۔
- ۴۔ انسانوں کو قدرت کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئی ہیں ان میں سب سے بہتر چیز اچھے صوفی ہے۔
- ۵۔ بندوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ قریب ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔
- ۶۔ آخرت کی زندگی میں میرے لیے سب سے پسندیدہ وہ شخص ہو گا جس کے اخلاق اچھے ہوں اور نبی محمد سے قریب تر ہو گا۔
- ۷۔ کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ! میں نے جو کچھ سنا ہے اسے عمل میں لانا چاہتا ہوں، اسے مستعمل بنانا چاہتا ہوں، سب سے زیادہ خوش اخلاق ہونا چاہتا ہوں۔
- ۸۔ انسان میں اخلاق سے وہ دوسرا اصل کر سکتا ہے، جو عقلی دعوے سے لکھنے اور باتوں کو مسلسل مبادی کرتے سے حاصل ہوتا ہے۔

آخری ارشاد کے لحاظ میں اتنا عرض کر دینا چاہیے کہ یہ ایک اسلوب باقی ہے، جس میں حسن اخلاق کو اس درجے پر لے کر پیش کیا گیا ہے جو نادر و ندرت سے جیسے عقلی عبادات سے حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص فصائل اخلاق کے ساتھ عقلی عبادات میں بھی سرگرم رہے گا اس کا وہجا اور بھی بلند ہو گا۔

غرض ان ارشادات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ فصائل اخلاق کو دین حق میں کتنا عزیز و جرم حاصل ہے۔ اور جو ان میں چاہے کہ اخلاق درست ہوں مگر توازن و جہانیت میں میل جول نہ کرے گا۔ ان میں محبت و برداری کو فروغ حاصل ہوگا۔

لے سیرت النبی ص ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲،

ایک دوسرے کے نفع و نقصان اور دوسرے کا احساس ترقی کر سکتا۔ کشمکش کے سبب رون و رفتہ رونما ہوتا ہے۔ جائیں گے۔ یہاں تک کہ پورا عالمی انسانیت ایک گیتے کے اقوام اور ایک خاندان کے حقائق کی حیثیت میں رہنے لگے گا۔ ہر قوم میں احترام اور جنت کا صحیح عقائد کا پیمانہ لایا۔ یہ اسلام کا اصل غلبہ اصیب تھا۔ اس کی طاعت پیش ترقی جاری تھی کہ ایک ملک کو کھین اور شاہیوں کا ورثہ شروع ہو گیا۔ ترقی کی حالت و ترقی میں خلافت اسلام کی ہر سطح خارج کر دی گئی اور اب کسی بھی چیز کا شکیب ٹیکہ سرانجام دینا ناممکن ہو گیا ہے۔ ورنہ کسی کو سرخالی بھی ہوتے تو ہم لوگوں کے لوہوں میں دو لوگوں کے وقت سے دین حق کا جو عقیدہ بجا ہوا ہے، اس میں کسی ہر تلافی سے کہ یہ عزت و بزرگوں کا بلا لہر آسان نہ ہوگا۔

باقی رہی تبلیغ اسلام پروردگار پرستان کے لیے فرقہ وارانہ اور سردمداری جماعت کے لیے اجتماعات و یانیں تو ہمیں شے ہے۔ نہ محض اس لیے کہ اسلام حق ہے اور یہی کہ اصول نام پر جو جماعت کے لیے بہترین سعادت ہے۔ دینی بھر کر ہم جنسوں کی پرتو میں ہی خواہی ہر مسلمان کے اجماع فرائض میں واضح ہے اور نام ہم جنسوں کو نسبت اسلام پر عمل بندہ ہے۔ سے چہ کہہیں غرضی کوئی نہیں ہو سکتی۔ جس پر دنیا اور آخرت دونوں کی لذت و بہرہ موزوں ہے۔ سبکی تبلیغ اسلام کے لیے بھی سادہ اور نقصان مند دامن رہی سے میر ہو سکتی ہے۔ اگر لغت و محافل کی ایک دہائی میں ہرگز رہی ہو تو کسی کو یہ نام حق ماننے کی صورت ہوگی: سیرۃ طیبہ سے ظاہر ہے کہ یہ دینی کی نعمات بہت شامہ ریب بہت حکیم اللہ تعبیر تا ہم فتح چیں میں مدیہ ہی قرار پائی، جس نے ملوں و عربی عرب میں دلوں کے دروازے اسلام کے لیے کھول دیے۔ ”وہ بدعات فی دین اللہ اعتدایا“ کا انفرادی نظر سب نے دیکھ لیا۔

اسی بنیاد کی کتاب الایمان میں سے صرف چند حدیثیں بیان اور حاکم کی کہانی ہیں تاکہ انفرادی ایمان کیا ہے؟ ہر کے ایمان و اسلام حقیقت کیا ہیں؟ مثلاً،

۱۔ مسلمان وہ ہے جس کے ساتھ اہل باطن ہے مسلمان کو کوئی گنہ نہ پہنچے اور ہر چیز وہ ہے جو اللہ کی خلق کو کوئی پریشانی نہ کرے۔

۲۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقتاً مسلمان نہیں ہو سکتا، جب تک کہ نہ اپنے مومن بھائی کے لیے وہی بات پسند کرے، نہ اپنے لیے پسند کرے۔

۳۔ ہمیں یہ یقین ہونا چاہیے کہ اس نے ایمان کی علامت پائی۔

۴۔ اللہ اور رسول اس کے نزدیک ناموس سے بڑھ کر محبوب ہیں۔

۵۔ ہر فرد کے ساتھ صرف اللہ کے لیے محبت کہہ میں محبت کے ساتھ کوئی فرضی وابستہ ہو

۶۔ کھری طرف کوٹ بانا اسے آنا ہی ہر مسلمان جو احباب آگ میں ڈھلا جائے۔

۴۔ میں باتیں ہیں، جس نے یہ چیخ کر لیں، دوس نے ایمان بھی کر لیا۔

۵۔ اپنے نفس کے مقابلے میں بھی انصاف پر قائم و استوار رہنا۔

۶۔ دنیا میں سلاستی اور حق پیمونا۔

۷۔ چنگ و ستی کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

۸۔ حضور و صلعم سے پوچھا گیا کہ کون سا اسلام جزا خیر ہے۔ فرمایا: کھانا کھانا اور سب کو سلام کھانا یعنی سلامتی کی ترانا۔ خواہ جان پر جان قربان ہو۔

۹۔ خود اور دوسرے غلاموں کی عزت نہ کیں گے غلام کو گالی دی۔ رسول اللہ صلعم نے مکہ کی ہر فریاد اللہ کو ابھی تم ہی بنا بیت لاتی ہے۔ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ یہی بھائی ماتحت ہوا ہے چاہیے کہ بھائی کو ویسا ہی کھلائے جیسا آپ کھائے، ویسا ہی پینا لے جیسا آپ پینا اور بھائی سے ایسا کام نہ لے جو اس سے دوسرے کوئی سنت کلام پر تو خود اس کی حد کرے۔

۱۰۔ جہم میں گوشت کا ٹکڑا ویسا کھانا ہے کہ وہ درست ہو تو سلام و سبب دہتا ہے۔ وہ بگڑ جائے تو سانا جہم بگڑ جائے۔ سنو، وہ دلی ہے۔

۱۱۔ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

۱۲۔ حبیب و مصطفیٰ محمدی کے ساتھ مقابلے پر آئیں تو تائی و بنتی و فوکانک میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا کہ تائی تو بڑا اگر مشرک اٹھا لے سال کیوں دوگا، فرمایا، وہ اپنے ساتھی کو قتل کر رہا تھا تھا لیکن ساری نہ پاسکا اور نور مایا کیا۔

۱۳۔ میں جیسا ہوں، باتیں ہیں، وہ خدائیں سناقتی ہے۔

۱۴۔ فائنٹ، کھم ہانے تو بابت کرے۔

۱۵۔ بات کہے تو حجت ہوے۔

۱۶۔ اند کہنے تو اسے پکارا ذکر ہے۔

۱۷۔ جھگڑے تو حاج کی طریقت چو جائے۔

۱۸۔ میں سے کوئی بھی بات کہیں، میری اتفاق کی طاقت ہوگی، آگے نہ اسے ترک کر دے۔

۱۹۔ خدا کے نزدیک پسندیدہ عمل دوسرے ہیں پر او میں کی بات، اگرچہ وہ تھرا ہو۔

۲۰۔ قاپ، دس تین سہ کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

۲۱۔ خدا کی قسم وہاں نہیں لایا، خدا کی قسم وہاں نہیں لایا، خدا کی قسم وہاں نہیں لایا، عرض کیا کہ

عزیر رسول اللہؐ فرمایا جس کا چہرہ اس کی جڑوں سے اس میں نہ ہو۔
 ان اور شادان پر طرہ فرمایا ہے اور اندازہ کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم انسانیت کو کس راستے پر چلنے کی دعوت دی؟
 آیا اس کے سوا اس عالم اور ہر دور پر انسانیت کا کوئی راستہ ہو سکتا ہے؟ ساتھ ہی سرچے کر جس سرچشہ خلقت و صلوات
 کو نہیں سے یہ اور ایسی ہزاروں چیزیں اٹھیں، اسی کے طیب و طاهر کے کاروبار کو کتابت ہو گا۔

دائرہ اصلاح و دوستی | مولا سید سلیمان مرحوم و معتمد نے سیرۃ النبیؐ میں ان اخلاقی تعلیمات کی ایک فہرست
 درج فرمائی ہے، جس کی تعلیم و ماضیت قرآن پاک نے کی ہے۔ میں نے ان تمام
 تعلیمات کو کتاب کی توہیک سو ستائیس نکلیں۔ اسی طرح مرحوم مولا آصف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سید ابی داؤد سید
 رحمہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات کے تحت حواصی درج فرمائے ہیں ان کی تعداد نو سو ہے۔

پھر فرمایا کہ "مستقل المعال" ہر قسم کی حدیث کا مجموعہ ہے۔ اسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی تعلیمات بڑی تفصیل
 کے ایک سرخشاہی صفحوں میں سمائی ہیں، پڑھنے میں بیستین سطریں ہیں۔ مولا سید سلیمان مرحوم نے یہ حدیثیں گنیں تو
 تین ہزار سو پچیس نکلیں۔

تمام اصل معاملہ قراء کا نہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو کچھ
 بصورت ادراک پر شکل میں آگیا ہے، اس میں انسانی زندگی کا کوئی بھی غور کی گزشتہ نظریات نہیں تھا۔ تعلیمات میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیزیں کا گوئی اور عامی فرمائی تھیں ان میں بالی اور آہد۔ پھر سچ کے دی، سچ کے چہنے اور کھر کھر کی حوت
 کی طرح جان وانی اور آہد وکی حوت و حوت کی تاکید فرمائی تھی۔ غور کیا جائے تو دنیا میں جتنی زیادتیوں، جتنے غسطن اور
 جتنے گناہ ہیں، ان میں سے بیشتر کا سلسلہ اصل ان تین چیزوں میں سے کسی ایک سے نکلتا ہے جو ہر انسان کو مخلوق عزیر ہیں۔
 کتب و سنت کی کور اور قیامان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ برہنہ ہو ہی تھی اور اس کے کسے یاد کرنے کی تاکید نہ ہو۔

ابن سیرۃ، غنی، اور زہد معجم سے حضرت مسلم کی چند خصوصیتیں مختصراً بیان کی جاتی ہیں۔
حسن خلق | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نرم مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ چہرہ مبارک پر ایسی قسم کی کیفیت چھائی ہوئی تھی
 جس سے دیکھنے والے پر غلطہ شفقت کا اثر پڑتا۔ غصہ و گوارا و شانت سے فرماتے، ایک ایک
 جملہ شہرہ کر دیتے، ایک کوئی سے کہتے، کبھی کسی کی رائے مشکلی گوارا فرمائی، آپ سوز ہوتے اور راستے میں
 کوئی سہاٹی مل جاتا تو اسے سوار کر دیتے اور خود ہڑکاتے۔

ایک مسلمان کا بیان ہے کہ میں پہلی بار انصار کے خیموں میں جا ہوا تو بیٹے مار مار کر کھجوری لگاتا۔ وہی بچے
 پکارا خدمتِ اقدس میں سے کئے رکب سے فرمایا کہ زمین پر پڑی ہوئی کھجوریں کھا دیا کرو، انہیں چلے مارا کرو، پھر میرے قریب
 ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

ایک مرتبہ حالتِ قحط میں ایک صاحب نے باغات سے کھجور کے خوشے توڑ کر کھائے، خود کچھ دامن میں رکھ لیے۔
 باغ کے ایک نئے لستہ مارا اور کپڑے اتوا دیے۔ پھر شکایت کے کھنڈر، جہلم کی بارگاہ میں پہنچا۔ کھجوریں توڑنے والا
 بھی ساتھ تھا۔ آپ نے دیکھ کر باغ سے کہا۔ یہ جاہل تھا، وہ قطعاً دینی چاہیے تھی۔ کھجور کا تھا، کھانا کھانا چاہیے تھا۔ یہ
 فرما کر کپڑے واپس دے دئے اور اسے ساتھ ساتھ غلہ اپنے پاس رکھ دیا، ہمارے حساب سے نبیوں میں اتیرا کبیر اور
 درجہ چلا نکلتا۔

مجلسِ نبویؐ میں جینے کی بیکار تھی تو کئے آئے وہ اسے کے پیسے دے دئے اسے مبارک کہا دیتے تھے۔ سلام میں پیش رفتی
 فرماتے۔ ماسٹر جیسے قہر و حرمت، اپنے جو سامنے آتا اسے سلام کرتے۔ زبان مبارک پر کھجور کئی غیرت سبب
 لفظ در آیا۔ انہی ہی دیکھتے ہیں کہ جب کسی پر غائب کرتے تو فرماتے: "ماثلہ قریب جینے"۔ "راہے کیا در اہاس
 کی پیشانی خاک آلود ہو"۔ عمار سے ہیں اس قریب کا استعمال بکے رخ کے دیکھتے نظر آتا ہے۔
 حضورِ مسلم بچوں پر بہت شفقت فرماتے، آپ سفر سے تشریف لائے اور لوگ استقبال کے لیے
 بیچوں پر شفقت

نکلے تو بیچے بھی ساتھ ہوتے اور وہ معمولی کے مطابق دو دو کر ایک دو سرے سے آگے نکل
 جانے کی کوشش کرتے۔ چلے بیچتے انہیں آپ ساتھ سوار ہی پر بٹھالیتے۔ راستے میں لی ہاتھ تو انہیں خود مسدوم
 کرتے اور ان سے بھی شفقت کا یہی روتا ہوا ہوتا۔

ایک مرتبہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ اس کی دو بکیاں بھی ساتھ تھیں، انھوں نے
 حضرت عائشہؓ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور پڑی تھی وہ اس عورت کو نہ دے دی، اسی سے کھجور کے دو ٹکڑے
 کیے اور ایک ایک ٹکڑا دو دن بچوں کو دے دیا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو مسرور آیا
 جس کے دل میں یہ یاد ملا کہ عورتِ خدا سے اور وہ اس محبت کا حق ادا کرے تو وہ مذرا کی آگ سے جھونکا ہے گا۔

یہ شفقت مسلمان بچوں پر ایک لمحہ دور نہ تھی ایک دفعہ کسی غلام سے میں چند بیچے بھی لیے امادہ دلم ہمارے لئے وہاں
 اطلاع لی تو چراغ بجھا دیا۔ کسی کی زبان سے نکلا کہ رسول اللہ ﷺ وہ مشرکین کے بچے تھے۔ فرمایا، مشرکین کے بچے بھی تم سے
 بہتر ہیں، خبردار بچوں کو قتل نہ کرو، انہیں دلا بچوں کو قتل نہ کرو، خبردار بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہر جا ہی خدا کی فطرت پر

پیدا ہوئی ہے۔

ہاجر بن عمرو صحابی اپنے بچے کو ملا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پھر آپ کے ساتھ برہنہ۔ مانتے سے چند ادھکے اُٹھنے۔ آپ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

غلاموں پر شفقت | ہرگز رکھتا ہے راہِ نیک و خیر سے آپ نے فرمایا تھا، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔
جرم و گناہ انہیں کھانا، جڑی پھوس، انہیں چناؤ، چنانچہ اس کے بعد سے ابوذرؓ نے اپنے غلام کو کپڑے کھانے پینے وغیرہ میں اپنے برابر رکھا۔

غلاموں کے لیے غلط غلام بھی گوارا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: انہیں غلام یا مملوک کہہ کر نہ پکھاؤ کہو۔ تمیرا بچہ، میری بچی، تمہارا گرو۔ آپ کے پاس جو غلام آئے، اسے کڑا کر دیتے۔ لیکن وہ لوگ آزاد ہو کر بھی آپ کی شفقت کی تحفہ میں بدلے رہتے۔ نیز میں عداوت کا واقعہ متاجہ تفصیلی نہیں۔ ان کے والدین پر عطا لینے کے لیے آئے ہر قیمت ادا کرنے کے لیے آمادہ تھے۔ آپ پہلے ہی فریقہ کو آزاد کر چکے تھے۔ جانتے نہ جانتے کا معاملہ زیرِ ہی پر چھوڑ دیا جسے جانے سے انکار کر دیا اور آپ کے اُٹھنا نہ دیا کہ والدین عداوت کے خلاف معاہدہ پر ترجیح دے۔ شفقت کے اس اعجاز کا صحیح انسانہ کو یہ کہہ سکتا ہے، جس کے ساتھ قریب ترین غوثی رشتے بھی بے شفقت رہتے؟ یہ اس کے لیے اسامہؓ سے آپ کو جتنی محبت تھی، وہ اسی سے ظاہر ہے کہ بعض نہایت اہم صلوات میں اسامہؓ ہی کو آپ کی یادگار میں سناٹا میں بنایا جاتا تھا اور فتح مکہ میں داخلے کے وقت اسامہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت تھے۔

ایک صحابی اپنے غلام کو کہہ رہے تھے۔ بچے، آزاد آئی کہ تمہا کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔ صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے امیر اللہ کا ناکار دیا۔ فرمایا، اگر تم امیر کو اسے تو ان کی دونوں نہیں چھوڑتے۔

سید سے آخری جھگڑا میں سے ایک دھمکی کہ غلاموں اور غریبوں کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصہ کہی مرتبہ صلوات کوں آپ حاضر ہوئے رہے۔ جب میری مرتبہ یہی گواہی کی تو فرمایا: میرا دوسرا مرتبہ۔

غریبوں پر شفقت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکین دے دو، مسکین اٹھاؤ۔ مسکینوں ہی کے ساتھ میرا مشرک۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا یہ کیوں؟ فرمایا، اس لیے کہ مسکین، امتِ محمدیہ سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ پھر فرمایا: مالِ اللہ! کسی مسکین کو اپنے ہذا از سے خالی نہ کرنا، نہ کہ نہ ہر آٹھواڑے کا ایک گناہی بھی، ہر روز دسے دو۔ مالِ اللہ! غریبوں سے محبت کرو۔ انہیں لینے سے آزاد کرو، مگر خدا ایسی تم کو اپنے سے نزدیک کرے گا۔

فقہ حنفی، جلد اول، صفحہ ۲۰۲-۲۰۳

جہاد میں غرور ہی اعلیٰ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا، ایک طرف فقر نے مجھ پرین کا حلقہ تھام رکھا تھا۔
 حضرت نے تو اس جلتے میں بیٹھ گئے۔ میں بھی وہیں جا بیٹھا۔ فرمایا: فقر سے مجاہدین کو بشارت ہو کہ وہ دولت دنیا
 سے ہائیں برس پلے جنت میں رہائیں گے۔

فرمایا:

جو شخص کسی بڑے اور مسکین کی خبر گیری کرتا ہے، اس کی حیثیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہے
 یہ اس شخص کی جہاد کو دور سے دیکھتا ہے اور رات کو عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔

درواہ میں ایک بھائی پیدا ہوا تھا، اس کے جان پر نہنے کی امید نہ تھی۔ حضور مسلم نے فرمایا کہ جب اسی کی وفات ہو تو
 مجھے خود ہی خبر کرنا۔ میں جنازے کی نماز پڑھاؤں گا۔ تعلق سے نبی کا انتقال کچھ رات گئے ہوا۔ صبا نے آپ کو
 رات کے وقت اٹھا کر امداد کیا اور بھائی کو دفن کر دیا۔ صبح کے وقت آپ نے دریافت فرمایا اور پوری کیفیت
 معلوم ہوئی تو اس ملائکہ کی قہر پیا کر نماز جنازہ لگا دی۔

ایک مرتبہ ایک حبشیہ مسافر وہ مدینہ منورہ آیا۔ اس کی حالت بہت خستہ تھی۔ کسی کے بدن پر شربت کھینچا
 نہ تھا۔ پاؤں نیچے تھے۔ کھامیں بدن پر نہ تھیں۔ چوٹی تھیں اور سواہی گلوں میں ڈال دی تھیں۔ حضور مسلم کی نظر مبارک
 ان لوگوں کی خستگی پر پڑی تو چہرہ آفرین ہو گیا۔ حالت ملاحظہ میں اندر تشریف لے گئے۔ پھر باہر آئے
 اور جلال کو ان کا حکم دیا۔ غلام کے بھائی کے محلے میں سب کو ان غریبوں کی امداد پر اکاڑ دیا۔

شہادت و وفات عامہ کے باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بتلائی ہے کہ عبادات ناظر چھپ کر افراتے ہیں
 عام لوگوں کے لیے آپ کہہ رہے ہیں میں اس قدر عبادت کرتا ہوں کہ شوق نہ ہو۔

مسادات کی میری عملی شائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ میں ملتی ہیں اور کئی میں گی؟
 مسادات اس سے بڑھ کر مسادات کیا ہو سکتی ہے کہ اپنے کار و کردار کو غلام زید بن حارثہ کی شادی پہلی جھپٹ
 میں سے کر لی تاکہ اونچی نیچے کے فرضی اور خود ساختہ ملنے کے بڑے و بڑے جوئیں۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے خطبہ ارشاد
 فرمایا: اے مسادات! یہ خود فرمائیں۔

اسے گروہ تشریف دیا اب بڑا بیت کاغذ اور نصب کا افتخار اللہ نے ملایا۔ یہاں تک کہ آدم کی

امداد میں اور آدم سنی سے بیٹے تھے۔

یہ مسادات کا عمل درستی و غلطی نہ تھا۔ جس کے ساتھ سب سے بڑی۔ اور انسانی توحید و وحدانیت۔

لے صبح بخیر۔ کتاب الادب۔

دنیا کے تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ آدم ہی سب کے مورث اعلیٰ ہے۔ اگر ایک گھرانے کے تمام اداکان درجے میں یکساں رہتے ہیں تو پھر آدم کی اولاد میں چھوٹے، بڑے، اعلیٰ، ادنیٰ و آسمانی و زمینی کی تفریق کسی بل پر یا نژاد سمجھ رہا ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک، نسل، دولت وغیرہ کے اقیانات ان لوگوں نے پیدا کیے، جن کے بقوت سے حیثیت کا رشتہ عمل پیکار تھا اور جو ہرستان کیوں کی بنا پر انسانیت کے ٹکڑے ٹکڑے کے روپ میں چھٹکے۔ اللہ کے نزدیک انسانوں میں مراتب کا انحصار حسنِ عمل پر ہے۔ جن کے پاس عمل کا انحصار زیادہ ہوگا، وہ خدا کے نزدیک سب پر مافیٰ ہوگا، اگرچہ کمال اللہ مفلس ہو۔ وہ لوگ اس سے نیچے رہیں گے جو حسنِ عمل میں اس کے برابر نہ ہوں گے، خواہ اس کے رنگ کتنے بھی گودے اور ان کی دولت و ثروت کتنی ہی لا متناہی ہو۔

پناہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اندکس میں لایا، اسلئے، بدلایا دوسرے مساکین کا وہرہ ہوا مسکین سے کم نہ تھا جو آپ کے چاہتے۔ جسکے ہر میں وہ عیب ہو کر گئے تو انصار نے اس میں تاثر کیا کہ وہ عیب صفا کو دینا چاہا کہ جو مسکین کے والدین تھے میں انصار کے بھائی تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہرگز نہیں، ایک دام ہیں صاف نہ کرو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں صابروں کے ساتھ برابر کام کرتے رہے۔ غنہ کی کھالی جھالی آپ نے برابر سہریا۔ سفر میں صابروں کا پناہ کا لام کیل کر کرتے۔ آپ بھی کوئی نہ کرنا کام اپنے دے لے لیتے ایک مرتبہ کھانا پکانے کے لیے کڑیاں لائے گا کام آپ لے منجھا۔ غنہ انہوں نے عرض کیا کہ یہ کام چھو کر نہیں گئے۔ فرمایا، میں پسند نہیں کرتا کہ آپ کو تم سے فساد رکھوں۔ خدا اس کو بندہ کو چھو نہیں کرتا جو ہر ایسوں میں فساد نہ کرے۔

جسکے کے سبیل میں نہ خود سے نکلے تو سواروں کی اتنی کی تھی کہ ایک ایک لاشہ زمین کی کے سنے میں آیا۔ یاد آتی ہوں کہ فرما دیا تھا۔ منہ وسلم کے نہیں داسا تھی۔ تھے۔ ۱۰۰ جن کرتے کہ آپ سو روز میں جہنمیل چلیں گے۔ فرمایا وہ نہیں چلتے ہیں تم کہ حاکمیت وہ ہیں اور وہ اب کے سب سے تہمت کہ حاکمیت ہوں۔

مشہور واقعہ ہے کہ بنی مخزوم میں سے ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔ جس کو اسے چنانچہ بابت تھے اور اس عورت سے اسلئے بنی مخزوم کو سفارش کیا کہ جس عورت کی فداست میں یہ بیمار آپ اسلئے اسامہ کی درخواست تھی تو فرمایا، کیا تم مدد نہ دے گی میں نے کشت کرتے ہو، میرے صاحبہ دیا، جس میں ارشاد ہوا، اپنی باتیں صورت اس وجہ سے رہا، جو میں کہ یہ کوئی بڑا کوئی جرم نہ ہو بلکہ یہ تو اس سے چشم پوشی کی رہائی۔ کہ فی معنی یہی پکارا جاتا تھا اسلئے سزا دل سے نہ لگائی تھی۔ اگر سزا کی جی تو عفو چوری کی کوئی کوالت بھی قطع یہ کہ سزا عفو کی جاتی۔

حضرت مولانا فاضل نے تحریر فرمایا:

تیرہ روز آتی قمار کو نیست ہے

! مولانا

خدا کے پیروں میں غنہ میں غنہ کی تھی

فضائل اخلاق

اِنَّكَ لَعَلٰی خَلَقْتَ هَظْلِيحًا

— (۳) —

✓ **ایضاح** اختلاف و عادات و طریقہ میں ایسا کہ بھی نکلیاں حیثیت حاصل ہے یہی دوسری کو اپنی ذات بزرگ و اعزہ پر بھی ہر صاحبے میں عکس ہو سکتا ہے۔ آپ کو حضرت خاندان سے جس تدریس تھی اس کا باطن شکل ہے۔ جب آپ ملاقات کے لیے تشریف لاتے تو آپ فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے، پیشانی پر ہاتھ دیتے، اپنی جگہ بٹھاتے اور مرنے پر چمٹنے کوئی خاص کام تو نہیں۔

ایک مرتبہ کسی فرد سے جس کی کیزری آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں قسم فرما رہے تھے۔ حضرت خاندان کو بھی ایک خادمہ کی خدمت فرود تھی کہ کھڑت کے باعث کوئی ملازمہ نہ تھی اور گھر کا سارا کام حضرت خاندان پر ہی انجام دیتیں، چکی پیستیں، پانی کی مشک بھرتیں، سارے دیر سے ہاتھوں میں گٹھے چمگٹے تھے اور صبح مبارک پر بیل کے نشانک نظر آتے تھے۔ سید عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ کوئی کلام ہے؟ سید عالم نے جواب دیا کہ وہاں سے کے باعث کچھ کہہ سکیں۔ حضرت علی نے ان کی ترغیب کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی اسکا صدمہ کا انتقام نہیں لیا۔ جب تک کہ اس کا ہندو مت نہ چھوڑے اور دوسری طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ ایک روایت میں ہے حضرت زبیرؓ کی صاحبزادی بھی ایسی تھی۔ وہ درخواست لے کر آئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس کے قیام تم سے پہلے درخواست کر چکے۔

ایک دفعہ آپ کو ایک چادر تحفہ میں ملی، آپ کو فرود تھی، اذکر۔ ایک صاحبہ حاضر خدمت ہوئے اور کہا کیا اچھی چادر ہے۔ آپ نے آکر کہن صاحبہ کو دے دی، وہ اسے کہنے لگی تو لوگوں نے ہمت کی کہ تم جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال نہ نہیں کرتے۔ یہ بھی معلوم تھا کہ آپ کو چادر کی فرود تھی، اس نے کہا میں نے اس سے لے لی کہ اس چادر کا کہن باذن اللہ میرے لیے باعث برکت ہوگا۔

ایک مسافر کے پاس دیر سے کے لیے کچھ نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حافیٹر کے پاں جلاؤ، اسے کنوڑی ڈالک ڈالو، وہ ہاگسے آئے گا، کھڑت شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاں کھانے کے لیے کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ اسی طرح ایک قناری کی مٹانہ دہی کے لیے عروت بکری کا دودھ تھا جو خود بکری کو رات گزارا کرتے تھے۔ دودھ سہاؤں کو پلا دیا اور خود رات نائے سے گزادی۔

دیکھ کر کہے سوچ ہیں، ایک ہر جہان رواست کا مقام برقرار مردوں کو پسے آپ پر مقدم رکھنا چاہئے طریقہ
 شریعت اور تحمل شدہ کا مقام برقرار انسان خرد آگے رہے دودھ مردوں کو پیچھے رکھے۔ یہ دونوں چلو سیرۃ طیبہ ہیں
 چاہیے کہ ان میں سے

سوال: دور گد اگر کسی
 سے کراہت

اعمال سے اگلے کا نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ کوئی چیز عوام میں سے ہے کوئی تپ اور کئی رویت باقی نہیں رہتی۔ جس نام
 کے قراہہ، مذکور کی قوت سے جو مشہور ہوا ہے، کچھ میں چاہیے کہ جو اعلیٰ مذہبی قوت و حسرت سے عوام میں ہوگی۔
 مذکور یا دوسری صورت میں افراد کا مسئلہ ہے کہ کوئی کوئی کو مشہور بنائے ہیں، وہ پورے معاشرے
 کے لیے باعث تکلف و غم بن جاتے ہیں۔۔۔ سنو، یہ سمجھنے کو کہ کسی کے اندر ایسی ہی خاصیت ہو جانی۔

ایک مرتبہ یہ مسئلہ نے سوال کیا تو ایسا تھا کہ اس پاس کچھ ہے ایک چھوٹے سو پڑے گا کہ کوئی آپ
 سے درخون چیزیں منگوانے پر وہ وہ میں قریب کو رہی۔ پھر فرمایا، ایک آدمی سے تمہیں کھانے کی مجلس دے گا
 وہ وہی ست دینی و دنیاوی کو رکھیں میں کل مانا، دو گزین ذکر بھیجے۔ پھر وہ روز کے بعد وہ اعلیٰ آستانے کو ان کے پاس
 دس روپے تھے۔ کچھ پڑا، نہ خرد و اور اسی حالت میں ایک بے کاہ آدمی معاشرے کا شایبہ تھا کہ کئی ہی گیا۔ حضور مسرت
 فرمایا: یہ بچا جتنا بیکار ہے چپ سے چپ کرائی کا وہ تھا کہ روز قیامت حاضر ہوئے گا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تھا ہے۔

اگر تم میں سے کوئی دوستی سے کر جائے اور کڑیوں کا شایبہ پست پر اٹھا کر دے اور فروخت کرنے سے
 برن لے اس کی آہ پر پلے تو اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے وہی یا نہ ہو
 کچھ ہی عوام کا اپنا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا۔ آپ نے دے دیا۔ پھر اٹھا۔ پھر دے دیا اور
 فرمایا۔

حکیم: یہ مال بڑا اور مٹا ہے جو اسے منکدر نفس کے ساتھ لے گا اسے برکت ہوگی۔ جو نفس کی تسکین
 لے گا اسے برکت نہ ہوگی۔ اس کی کیفیت اسی شخص کی ہوگی جو کھاتا جاتا ہے اور سیر نہیں کرتا۔ اللہ
 العلیٰ اعلم۔ (امام غزالی کا بیان ہے کہ اس سے بہتر ہے)

لے لے لے لے کتاب حرکۃ و باب قلم اللہ تعالیٰ و فی الزکاء و الناصحہ فی سبیل اللہ۔

ایک مرتبہ کوئی چار آدمی چاندی نہ کر گیا۔ یہی اوتھے تین مزارات مندوں کو دے دیے۔ چوتھا اپنے دو کھوکھ
 دیا۔ ان کے وقت حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ حضورؐ مسلم کو بندھیں آئی۔ کبھی اٹھتے ہیں اور نماز کے لیے کھڑے
 ہوتا ہیں۔ پھر نہایت کراٹھتے ہیں اور نماز شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا، آپؐ آرام کیوں نہیں فرماتے؟
 حضورؐ نے چاندی نکال کر دکھائی اور فرمایا مجھے ہار ہے۔ یہاں یہ میرے پاس ہوں، دعوت آجائے۔

ایک مرتبہ ابوذرؓ حضورؐ کے ساتھ تھے۔ فرمایا، اللہ! اگر کہہ دو میرے لیے سنا جو بات کہیں
 کبھی پسند نہ کریں گا کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس ایک بھی برتا، باقی جو ہرگز اس رقم کے جوہر اسے قرض نہ کرے
 دیکھ چوروں نے۔

اگر بت بنا پڑا ہے۔ وہ سونے کا بن جائے تو اسے ایک دن میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ کم نہ کہ ایک دن غور
 لکھیں گے، ساتھ ہی قرض اور کسے کی نسبت بھی واضح فرمادی اور ارشاد فرمایا ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضورؐ و مسلم
 اس فائدہ اور سخاوت کے باعث معذور رہتے تھے۔ کوئی چیز حضورؐ و مسلم کے پاس آجاتی تھی تو جب تک تقسیم نہ ہوتی
 مضطرب رہتے۔ ایسے متعدد واقعات کتب حدیث میں درج کیے جاسکتے ہیں۔

آخر میں حضرت عائشہؓ کا یہ جامع ارشاد بھی سن لیں،

ما ترقى رسول الله صل الله عليه وسلم
 ویناد و مدحا ولا شاق ولا نجید
 و لا اذ صلی شیخ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سے رحمت کے وقت، کوئی دیگر
 اور کوئی درجہ، اور کوئی بکری یا کوئی اونٹ نہ چھوڑا اور نہ کسی
 شے کے لیے وصیت فرمائی۔

یہ باقی یہ کہ نہ بشارت حدیث کی کیا حالت تھی؟

سارا ہی اور سیکھ لیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت حدیث میں جو بھی کسی قوم کے ہونے کے
 بارے میں بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔
 یہاں سے بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔
 یہاں سے بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔
 یہاں سے بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔
 یہاں سے بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔
 یہاں سے بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔
 یہاں سے بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔ ہر قوم کے لیے جو بھی بشارت تھی، وہ سب سچ ہوئی۔

یہ سب سچ تھیں، انہی کو سب سچ کہتے ہیں۔

ازواجِ مطہرات کے لیے ۷ مکان بنائے گئے وہ مسکن و بارہ فرٹ کے بچے قبر سے تھے۔ انہی میں سے
 سبکی کی دوا میں کئی تھیں اور جنس کے لیے گورد کی بنیاد رکھی کر کے اوپر سے پانی کی گوردی چلی تھی۔ گورد کی مشافون کی
 چھین تھیں۔ انہی پانی کی آبی کو ہی کھڑا ہو کر اندر پراگھائے ذہبت کو جانتے۔ بعد ملک انہی کے حمد میں دوسرے
 مسجد نوحی کے لیے ان عروں کو خدمت کرنا ضروری سمجھا گیا تو اہل و عیال سے اختیار و رہے تھے۔ ان کی گوردی بھی
 کوہ بھر سے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ دنیا کی کمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے زمین پر کس ساواگی بنے نکلی اور نہ دقتا
 ہیں دی گزادے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے ان کھانے کے بیچ لایا گیا۔ دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ دیواروں پر بڑے حاکم
 رہے ہیں۔ باہر ہی سے واپسی ہوئے حضرت علیؓ نے راجست کا سبب پوچھا تو فرمایا: پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ
 وہ زیب و وقیت والے کسی مکان میں داخل ہو۔ اسی قسم کا اندر ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کو بھی پیش آیا۔ آپؓ کو غصے
 کے سلسلے میں مرتبہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے مکان کی چھت کے ساتھ ایک کھڑا
 باندھ دیا۔ واپسی پر تشریف لائے اور چھت میں بندھا کر اکیڑا اکیڑا کھڑا سے اتار دیا۔ فرمایا: خدا نے میری یہ رست
 نہیں دی کہ عروں اور چھروں کو کھینچ کر بنائیں۔

لیکن مرتبہ کسی نے کو اب کی تیار پیش بھیجی۔ آپؓ نے دیویر کے لیے پہن لی۔ پھر اندر حضرت عروں کے پاس
 بھیج دی۔ دو دو سے بڑے آگے کہ جو چھت آپؓ نے بنایا تھا فرمایا: وہ مجھے مل گیا، لڑایا، پختہ کے لیے نہیں فروخت
 کہ بیشک کے لیے بھیجی ہے۔ چنانچہ حضرت عروں نے اسے دو ہزار روپے میں فروخت کر دیا۔
 عروں اور عروں دو گزادے کے باب میں عروں اسی طرح کا مادہ کافی ہے کہ آپؓ نے عروں کسی سے ذاتی نہ لایا۔
 صبر و حلم سب کو صاف فرماتے رہے۔

ایک بیوی کے آپؓ کو قرض تھے۔ اگرچہ اسے زین کے ادھر سے ہیں روز باقی تھے مگر میری ہمیشہ سے
 سرایہ پرست چلے آ رہے ہیں۔ وہ ہیں روز چنے ہی اگر ستھانی برا بکھرا صبر و حلم کے علاوہ سے غلام و غلامتے ہوئے
 یہ بھی کہ گزادے کے غلاموں کے لوگ بڑے ناانند ہو رہے ہیں۔ حضرت عروںؓ بھی اس وقت موجود تھے ا
 انہوں نے یہ وہی کہ سختی سے جھڑک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اور فرمایا: عروں! تمہیں جہنم کا گھر ہے ساتھ اور اس
 شخص کے ساتھ اور عروں کا بڑا گھر ہے۔ مجھے حسد ادا کے لیے کہتے ہو اور اسے جس نے تمہارا کھاتہ پھیرا ہے نہ سے
 کہ گھبرائے ہو پھر اب اس نے میں ابھی تین روز باقی ہیں میں کسی حضرت عروںؓ کے کہ اس کا زین ابھی منکر دوارہ نہیں صحت
 لے جاؤ نہیں تو اسے میں کھانا دے دوں گا۔ اس کے علاوہ وہ میرے سے تین گزادے کا بڑا ہے۔ میں ابھی منکر دوارہ نہیں صحت
 گزادے بلکہ اس نے بھی اس کے صحت کو کچھ میں رکھا تھا اس کی تباہی کے لیے حرکت کی تھی۔

نہ زیادہ دیکر کرتے تھے اسے سنی سے ڈانٹا تھا۔

دوسرے خاندان نے دعوت اسلام کے سنیے میں حضور مسلم سے جو سلوک کیا تھا، وہ بیان ہو چکا ہے۔ اب انہوں کو برائیتوں کے حضور مسلم پر پتھر برسوانے، خود آپ کا ارشاد ہے کہ ہاروں کا فرشتہ میرے پاس آیا کہ تم جو تو مدافعوں عربوں کے ہاتھ ان پر امٹ دوں، فرمایا، نہیں مجھے امید ہے ان کے اخلاص ہیں سے وہ لوگ انہیں گے جو خدا سے واحد گمان ہیں گئے۔

خود ابھریں وہاں مہاروں کو فرست گئے اور آپ زخمی ہو گئے۔ مگر تھی، عافروائی کہ اسے نہ بیری ترم کو سید عاراستہ دکھا، وہ تہتیت حال سے غائب ہوئے۔

خطبہ میں آپ نے پیامِ نبوت کے خون اور قریشی خیم کو دیکھ کر وہ سب سے پہلا اپنے خاندان کا خون اور اپنے خاندان میں سے حضرت جبرائیل کا خون ختم کیا۔

عام خصائل رسول اللہ مسلم سے حسن معاشرت، حل و انصاف، ایمان فراری کے میاں تمام یکے پتھر چلے، علوم و استغناء اور شہادت کا پیکر تھے، عائلی زندگی کا بہترین نمونہ حضور نے پیش کیا اور ازواج سے اپنے برادر کے بارے میں بار بار تاکید فرمائی۔ فرمایا انہیں سے بتردد ہے جو اپنی نمائندگی کے لیے بتردد ہے۔ چوند و پرند سب پر شفقت فرماتے۔ دوسروں کے کام کو دیکھنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے اور اس میں اپنی اپنی کی کوئی تیز نہ تھی۔ کسی کا بھی ادائیگہ نہ کرتا تھا حضرت ابو بکر سے چڑھ کر جان شادی کا دعویٰ کن کر سکتا ہے جن کے لیے فرمایا کہ ان کے بال اور صحبت کا میں سب سے زیادہ فخر من ہوں۔ تاہم ہجرت کے موقع پر حضرت ابوبکر نے ملاقات آپ کے لیے پانی تھا اور نہ دیکھ کر چاہیں تو آپ نے قیسہ سے کہ فرمادی۔ مسجد النبی کی زمین مالک اور ان کے سر پرست ہیں کہ دینے پر اصرار کرتے ہیں مگر آپ نے قیوت دے کر لی۔

اور اسے عمارت میں بھی سہولت عارضہ خاص طور پر ظاہر تھی۔ حضرت عائشہ نے جیل کے صلیبی منہم ہوا کہ وہ نماز پڑھیں انہیں سر نہیں چڑھتے میں تو فرمایا، تم میں سے جو نماز پڑھانے مختصر پڑھانے کی کہ مختصر میں ہو کر آئے شریف اور کام دے بھی کر کے آئی ہوتے ہیں۔ زیادہ مدت دستاویز بھی پسند نہیں۔ آپ نے فرماتے کہ صحابہ دست مہارک سے گرنے والے ہوتے تھے کہ برکت کے لیے دن پڑھتے۔ پوچھا ایسا کیوں کر ہوتے ہیں۔ عرض کیا غار و درن کی کہتے ہیں۔ فرمایا، اگر کوئی اس بات کی خوشنما حاصل کرتا چاہتا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے تو چاہیے کہ حبیب و وہاب کہتے ہیں۔ حبیب اسے کوئی اخلاص سونپی جانے تو اس کا حق اور اسے اور کسی کو اگر کسی سے ترقی ہو جائے گی پھر طرح بننا ہے۔

بعض اہم ارشادات | آپ کے بعض اہم ارشادات یہاں درج کیے جاتے ہیں جو اسلام کی قییم اور
خود حضرت مسیح مصلیٰ علیہ السلام کی زندگی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

۱۔ قرآن سے جب کوئی شخص کسی کو مانا اور صدمہ دے تو بدتر و افضل دیکھ کر چاہیے کہ اس کی طرف بھی دیکھ
برہم دیکھنے والے سے گزند نیچے ہے۔

۲۔ دیکھو افضل و برتر کو دیکھنے سے دل میں حسد پیدا ہو گا جو لوگوں پر انہی کا سر چڑھ جائے۔ کٹر شتمن کو دیکھو
اسے شک کا جذبہ ہر گز نہیں لگے گا و سبیل ہے۔

۳۔ ترجمان قرآن کو یا ہم رحم و رحمت لازم ہے۔ ایک جسم کی طرف دیکھو گا جب ایک عمر بیاہ رہتا ہے تو اس
کے لیے پورا جسم بے خوابی اور بیکار کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔

صدقہ نے اس حدیث کا ترجمہ کیا ہے:

چھوٹے یہ درد مند و زار و زار
بڑے صبر و شہادت و شہادت

۴۔ جو انسان ایمان کو طرہ پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیے کہ تو اچلی بات کہے یا چپ رہے۔

۵۔ آپس میں بغض و کد و حسد نہ کرو۔ اہم تعلقات و تعلق و دوستی کے بد و بھائی بھائی جو باہم کسی مسئلہ
کے لیے جائز نہیں کر اپنے بھائی کے ساتھ تعلق نہ کرے۔

۶۔ سچائی ہر راستہ پر ہی سچی کی طرف ملے جاتی ہے اور سچی حقیقت میں پہنچاتی ہے۔ انسان برابر سچ

پر قائم رہتا ہے یا ان کو صبر و صبر پر قائم رہتا ہے۔ اسی فرق، بھڑک بڑائی کی طرف ملے جاتا ہے۔ بڑائی

آگ میں پہنچاتی ہے۔ انسان برابر صبر و صبر پر قائم رہتا ہے یا ان کو صبر و صبر پر قائم رہتا ہے۔ اسی فرق، بھڑک بڑائی کی طرف ملے جاتا ہے۔ بڑائی

۷۔ غمزدگ و دوسرے کو بچانا نہیں، غمزدگ و دوسرے کو غمزدگ کے وقت اپنے آپ پر تیار رہنے۔

۸۔ کسی نادر شاعر نے ہمارے عہد کی حالت کا نقشہ کیا خوب کھینچا

دیکھ کر حلق غولیش گیر
امروز ہر مصلحتی کس نیست

۹۔ بھڑک بڑائی، اب بظاہر ہی ہو اصل میں اب بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو

۱۰۔ بھڑک بڑائی، اب بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو

۱۱۔ بھڑک بڑائی، اب بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو

۱۲۔ بھڑک بڑائی، اب بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو بظاہر ہی ہو

۵۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم کے شیوان اور دہناؤں نے کتاب اللہ کے مطابق حکومت سے اجازت کر کے خدائی احکام کے خلاف نبردِ رستی اپنے احکام کا تذکرہ شیوان کے ہوا اور اللہ نے ان قوم کے اندھال و عمال اور شرابیوں پر پانی کی برکت۔

نور حق کے لیے والہیت قرآن مجید میں بابِ اسلام کو ذکر کیا ہے یعنی حق کی راضی و شاد

۱۔ اَلَا تَشْعُرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَقِيُّ الْاُزْلٰى مَعَهُ۔ پیرو کی کاسو فدی جی کے (رحولِ لہِ صلح کے) ساتھ۔

۲۔ اَلَمْ يَكُنْ لَّشَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَدَقَةٌ لِذِي السَّلَامِ مَعَهُ عَنِ الْوَحْيِ قَوْلًا وَبَيِّنًا۔ ہر صبح کاسو فدی رحولِ ربِ اللہ نے اسلام کے لیے سہوہ روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے۔

(نور ۲۲)

۳۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَقِيُّ الْاُزْلٰى مَعَهُ اَلَمْ يَكُنْ لَّشَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَدَقَةٌ لِذِي السَّلَامِ مَعَهُ عَنِ الْوَحْيِ قَوْلًا وَبَيِّنًا۔ اللہ کی کاسو فدی اور ہر گار ہے، جہاں کی راہ اختیار کر کے چلیں، تاہم ان کیسے سے ظلمات اور روشنی میں رہا ہے۔

(الفر ۱۵۰)

صلیٰ شہادت پر نور اس طرح آیا ہے کہ صلیٰ مشرق کریم کو خیال تھا عاتقہ اس سے مراد خود وصال اللہ صلح کی اہمیت پر ہے۔ جیسے سورہ مائدہ میں ہے:

۴۔ اَلَمْ يَكُنْ لَّشَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَدَقَةٌ لِذِي السَّلَامِ مَعَهُ عَنِ الْوَحْيِ قَوْلًا وَبَيِّنًا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور، "زہوں اللہ صلح" حق کی روشنی، آجکلہ یزید و دشمنی کتاب پہلی جس کے ذریعے سے اللہ اپنی رضا و خوشنودی کے پیروں کو سلامتی کے راستوں پر لے گا۔

(نور ۱۵۰-۱۶۰)

۵۔ اَلَمْ يَكُنْ لَّشَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَدَقَةٌ لِذِي السَّلَامِ مَعَهُ عَنِ الْوَحْيِ قَوْلًا وَبَيِّنًا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور، "زہوں اللہ صلح" حق کی روشنی، آجکلہ یزید و دشمنی کتاب پہلی جس کے ذریعے سے اللہ اپنی رضا و خوشنودی کے پیروں کو سلامتی کے راستوں پر لے گا۔

۶۔ اَلَمْ يَكُنْ لَّشَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَدَقَةٌ لِذِي السَّلَامِ مَعَهُ عَنِ الْوَحْيِ قَوْلًا وَبَيِّنًا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور، "زہوں اللہ صلح" حق کی روشنی، آجکلہ یزید و دشمنی کتاب پہلی جس کے ذریعے سے اللہ اپنی رضا و خوشنودی کے پیروں کو سلامتی کے راستوں پر لے گا۔

۷۔ اَلَمْ يَكُنْ لَّشَيْءٍ اَللّٰهُمَّ صَدَقَةٌ لِذِي السَّلَامِ مَعَهُ عَنِ الْوَحْيِ قَوْلًا وَبَيِّنًا۔

۷۔ راستہ رو سی اختیار کرو، باہر جیت کر خدا اور لوگوں کو اللہ کی طرف سے بلا، بٹ پھانڈ، سمجھل تو کسی کو بھی جیت میں نہ ملے جائے گا۔

۸۔ چوتھرت کے لیے کام کر کے گا، اللہ اسے غنیمت دے گا، جو یہ اس کے لیے کام کرے گا اللہ اس کی اصل حقیقت لوگوں کو رکھ کر دے گا۔

۹۔ غیروارہ اور گناہی کو اپنی جلدت نہ پائے، بلکہ اپنی ذہنی جھڑپ ہے۔ بے نیاز بائیں پرکانہ نہ لگاؤ۔ دوسروں کے حبیبت ہونے نہ کرو، آپس میں نفرت نہ رکھو۔

۱۰۔ ایسوں کو رہائی دلاؤ، جو کون کھانا کھلاؤ، بیاروں کی عیادت کرو۔

۱۱۔ لوگوں کے لیے مسافری پیدا کرو، انھیں ملکی اور شخصی میں ڈھال، خوشخبری اور بشارت سنناؤ، نفرت نہ دلاؤ، نہ مل کر نہ ہو۔

۱۲۔ دو نفسیں ہیں، جس کی قدر اکثر لوگ نہیں جانتے، اول تندرستی دوم غراخ وستی۔

۱۳۔ تم میں سے کوئی رحمت کی خواہش نہ کرے، ایک آدمی تو اس لیے کہ شاید وہ اور ٹیک کام کرے اور چارویں لیے کہ شاید وہ صافی مانگے۔

پانچ مذکورہ خصوصیات | پانچ خصوصیات ایسی ہیں کہ سب وہ تم پر نازل ہیں تو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ خصوصیات تم کو مل سکیں۔

۱۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم میں فواحش کا غور اس حد پر پہنچ گیا ہو کہ لوگ مائیت ان کا ارتکاب کرنے لگیں اور اس قوم میں طاعون اور ان بیماریوں کا غور نہ ہوا ہو اور ان کے باپ دادا میں موجودہ نفسیں

۲۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے لاپ نہ تو ان میں کسی شریعت کی ہر اور اس قوم کو قحط حالی، گرائی، سخت قحط و مشقت اور حکمرانی کے حکم دھارے گرفت میں نہ لیا ہو۔

۳۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے اپنے اہل ان میں سے کوئی جھگڑا نہ کیا جو پھر اسے آسمان سے پڑھائی یا کشتہ صدمہ نہ کر دیا گیا ہو۔ اگرچہ انہم نہ ہوں تو بارشیں اور کھجوریں دی جائیں۔

۴۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑا ہو اور اس پر اخیار کو دشمن بنا کر مسخر نہ کر دیا گیا ہو اور وہ اس قوم کے اہل کا ایک حصہ نہ چھین لیا۔

۵۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی قوم نے اپنے اہل ان میں سے کوئی جھگڑا نہ کیا جو پھر اسے آسمان سے پڑھائی یا کشتہ صدمہ نہ کر دیا گیا ہو۔ اگرچہ انہم نہ ہوں تو بارشیں اور کھجوریں دی جائیں۔

کیا تمہیکہ عالم کی کسی شخصیت کی نشاندہی کی جا سکتی ہے، جس میں جھٹل صبر اور مثال مستندہ اس پر اسے پرمیہ ہے جو ہذا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر برکات میں پروردگار کی طرف سے یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی بھی دوسری شخصیت کی ایک ایک خصوصیت، ایک ایک حرکت، ایک ایک عمل اور ایک ایک ارشاد مستندہ آیات کی بنا پر آج تک اس فن پر غور کیا ہی نہیں ہے اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے ایک ایک چیز میں بڑی، صدقہ اللہ عزوجل۔

لَا تَأْتِيهِ الْفِتْنَةُ فَيَنْهَضَ عَنْهَا وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى الْأَشْيَاءِ
يَتْلُو الْقُرْآنَ كَإِنْ يَنزِلُ عَلَيْهِ السُّورَةُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

(سورہ ابراہیم: ۱-۲)

ضمیمہ منجانی کیا خوب کہ کیا ہے

نقشِ بزمِ حضرتِ الانبیا کی ایست آستاد

میراثِ نبویہ علیٰ بظروفِ حسی گنجائشِ داشت

(مؤلف)

اتحاد کا بہترین نمونہ دکھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم رسول اللہ کی تقلید کرو کیونکہ ایک شخص کی تقلید کرنے سے دوسرے دشمنان کی تقلید کی نفی نہیں ہوتی بلکہ یہ فرمایا تمہاری تقلید صرف اسی کی ذات میں محدود ہے کہ جو تمہیں احوال صالحہ کا یہ نمونہ دوسری جگہ نہیں مل سکتا۔ اسی طرز بیان سے نہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتحاد لازم کر دیا گیا بلکہ ساتھ ہی دوسرے تمام جیسے انسانوں کے اتحاد کی نفی بھی کر دی۔ اسی لیے کہ صرف ایک ہی آفتاب ہے جس کی روشنی ظلمت غلو دنیا کی ہر اندھیری اور ہر تیر و تار کو یکساں دلاویں ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔

جو مقام آفتاب پر ہر آفتاب گویم
و ششم شمشیر پرستم کہ عرض غلاب گویم

(مجموعہ دوم)

اسی آفتاب کی روشنی سے اور یہاں سے ہی نور حاصل کرتے ہیں، اسی لیے ان کا اتحاد بھی آیات و احادیث

۱۔ نیر انوار حق

شمس الانوار یروى قسم الحديث

یروىہم۔

۲۔ اصحابی کا انجیوم۔

میرے اصحاب سے رہن کی مانند ہیں۔

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی جس خصوصیت کا انبار ذکر کیا ہے۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ الذِّیْ تَنَزَّلُ الْوَحْیُ مِنْ رَبِّهِمْ

مَنْ یُؤْمِنُ بِمَا نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

و یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُ بِالَّذِیْ نَزَّلَ مِنْ رَبِّهِمْ

عیدِ عظم اور مبارکرام کے مواقع امتساب کے ایک ایک جزیے کا پناہگ کتا ہے اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا
 وایت و ارشاد کے لیے جو کتاب اور سیداسے پیدا کیے تھے اور ہمیشہ نیا اکثر رہتے تھے۔
 امتساب کی ترتیب اصحابِ نفس سے شروع ہو کر آخر یہاں تک امتساب کے قبیلے اور قوم تک منتہی ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرضِ امتساب اسی ترتیب کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔

اصحابِ نفس | آخرتِ مسلم کی تہذیب کا حاسن و فاضل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام ذہن و کلمات کو نیا تھا، اپنے ہر
 کلمے کی کلمات سے ناز و شرف تھے کو پاؤں چوڑی کر چٹ پٹ جاتے تھے۔ صحابہ نے اس ریاضتِ شاد
 کو دیکر کمر و جوش کیا، یا رسول اللہ! خدا نے تو آپ کے تمام کلمے پہلے گلابوں کو کھات کر دیا ہے، پھر آپ کیوں اس قدر مصروف
 عبادت ہو رہے ہیں، آپ سے فرمایا۔

اخلا اکلون عباداً لشکر اللہ

کیا میں خدا کا لشکر گرد نہ رہ رہنے کی کوشش نہ کروں۔

چنانچہ جب کہیں اس قسم کے مواقع پیش آتے تھے، محرابِ کھانا کی طرف سے میرے سنے کئے تھے یا نفس میں فوراً دنگ ہو جاتا
 پیدا کر سکتے تھے تو آپ نہایت حق کے ساتھ ان کا انکار فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمر بنی ایک بار دنگ کیا تھا اس
 میں تصویر برقی تھیں، آپ کی نظر پڑی تو فرمایا:

أَبْهَلُ حَذَّ قَرَائِدٍ هَذَا فَإِنَّهُ لَا تَخَالُ تَعَادٍ يَتَوَكَّلُ
 تازہ میسائے آتی رہتی ہیں میں خلل ادا کرتی رہتی ہیں۔

ایک صہان نے ملو کہ تم کے آپ کو حیرت کا ایک پتہ دیا، آپ نے اسے پہن کر نالہ کر لی، تازہ سے عاصف ہوش کے بصد
 نہایت ناگوار سی سے آواز کو چیک جالور فرمایا۔

لَا يَنْبَغُ هَذَا لِمَنْ يَتَّقِي اللَّهَ

یہ پرہیزگاروں کے خلاف نہیں۔

غزوہ دکن کا سرچشمہ | غزوہ دکن کا سرچشمہ و ستارہ نبی ہے۔ ہر اہلِ صلاح و ایمان کو اسی حق نے دنیا کی تمام چیزوں سے باہر کر
 دیا ہے۔ آخرتِ مسلم اگرچہ غیر البشر ہے لیکن اگر کوئی شخص آپ کو انھیں سے بائیں پر تجسس
 دیتا تھا تو آپ اسے منع فرماتے تھے۔ ایک صحابی اللہ ایک روز دی میں جھگڑا ہو گیا۔ صحابی نے فتنے میں قسم کھائی اللہ کا دامن
 خدا کی قسم میں نے تم کو قتل کیا ہے دنیا سے داخل ہوتا ہے۔ یہودی نے بھی قسم کھائی، اس نے خدا کی قسم میں نے تم کو قتل کیا ہے دنیا پر
 ترجیح دیتی ہے۔ صحابی نے اس پر ہاتھ میں دھر کر یہودی کے منہ پر طمانچہ مارا۔ اس نے آخرتِ مسلم سے شکایت کی، آپ نے

لے بھاری یہودی غزوہ دکن میں، ۱۰۰ مجاہد، اکابرِ امتہ اب قیام علی علیہ السلام باقیل کے ہماری ہیں اس ۱۰۰ دکن کا مسئلہ اب سے حق ہے

تو یہ مسلمہ کے خلاف ہیں، اس ۱۰۰ (دکن کا مسئلہ اب سے حق ہے) (دکن کا مسئلہ اب سے حق ہے)

حکم دینا بلکہ حوالیہ پر ترجیح دے دیتے۔

اعتساب فیملہ و خاندان | حشیدتہ الذخیرۃ: اپنے خاندان کے قریبی دستہ وادوں کے احوال سے فیصلہ کر دے اور غلاب اپنی سے حدود و اشعار ۲۲۳، جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنے بھائی سے لے کر خاندان کو یہ کہہ کر بغیر انہیں سے حکم دیا کہ سننا:

”یا معشر قریش! یا معشر صوفیہ منان! یا معشر بنی قصی! یا معشر بنی عبدالمطلب! اسے نالہ کرنا کہ تم میرے اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے پہنچاؤ گے کہ میں تمہیں ایمان کے دی کہ میں تمہیں تقوا کی پہنچا سکیں گا، اسے نالہ کرنا کہ تم میرے مرتبہ جہانی تقی سے اور میں دشت کی بیل کو حرکت دینا ہی میرے سرسبز و شاداب کو مسکن کر دیتا ہے۔
یہ ایک علم و اعتبار تھا، لیکن ضروری مواقع پر بھی آپ اللہ کے معبود اور اہل و عیال کو نیکی کی ترغیب دیتے اور بڑائی سے روکتے دیتے تھے۔ اس سلسلے سے روایت ہے کہ آپ ایک رات اٹھے اور فرمایا: ”سبحان اللہ! آسمان سے نذر و نثار کی بارش ہو رہی ہے اور برکات و فضائل کے فرائض کھیل گئے ہیں۔ کج رویوں سے بچنے والوں اور اللہ کے معبودات کو بگاڑ دینے والوں کی بہت سی کڑت پینے والی حالتیں اس وقت میں برہنہ نظر آئیں گی۔“
آپ نے تیرہ نفس اور استننا کی وجہ سے فرقہ وارانہ کے اوجہ واپس لے کر اپنے لیے اور اپنے تمام صحابہ سے اجتساب میں اہتمام | خاندان کے لیے حد و حریم کر دیا تھا۔

یہاں میں میرا انتہام نے ایک مرتبہ بھیجیں میں حد کی ایک گروہ افکار میں ڈال لی آپ کی افادہ دہی تو فرما کر کہا: ”کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہمارا خاندان حدود نہیں کھاتا؟“ بلکہ آپ ایک مرتبہ شب کو حضرت عائشہ حضرت عائشہ کے پاس آئے اور فرمایا: ”تم لوگ اگر کہہ نہ سکتے ہو کہ حضرت علیؑ نے جواب دیا: ”یا رسول اللہ! ہمارے خاندان بیداری و بیداری کے اختیار میں ہے،“ اگر وہ بگاڑنے لگا تو کہیں گے،“ کہ حضرت صلوات اللہ علیہ جو گئے گمراہی دہی پر نفوس کے ساتھ ساتھ ہمارا اللہ یہ آیت فرمیں: ”حاشا! انسان اکثر شہوة جہلہ“ کہی فرمائی ہوگا اور واقعہ یہ ہے۔

اعتساب قوم | اگرچہ وہ تمام جہلی مروجہ و جہلی، حضرت صلوات اللہ علیہ کا فریق اور کیا ہے، وہ اعتبار قوی کے تحت میں داخل ہیں، لیکن آپ نے ”مردمیں پر نہایت شیخ تشویر کے ساتھ اپنی اس شعوریت کا اظہار قوم کے ساتھ فرمایا، ایک موقع پر فرمایا:

”مکہ بخاری جلد ۸ ص ۱۰۰، کتاب الغزوات ۱۱، تفسیر ابن عباس (مکہ قرنی ص ۱۶) کتاب التفسیر جلد بخاری جلد ۲ ص ۲۰۰۔

”مکہ بخاری جلد ۲ ص ۱۲۸، تفسیر ابن عباس (مکہ قرنی ص ۱۶)۔

میری ادبیری شریعت کی شان عینہ اسی شخص کی سی ہے۔ میں نے ایک قوم کے پاس جاکر وہاں تکبیر
 چھڑائی کہیں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر تعالیٰ عزت آئے نبوت دیکھا ہے۔ میں ایک خیر عباد
 ہوں۔ پیر تعین ہر شہید، جو باہا واجبہ چنانچہ ایک گروہ نے اسی کا کمانا اور دو رات ہی رات ہی کمر لیا
 دوسرے گروہ نے اسے چلا دیا، جو رہا ہو کر لشکر کے معاون اور اس گروہ کا استیعان کر دیا
 داسکرہ وقت پر فرمایا،

میری اہتمام لوگوں کی شان اس شخص کی سی ہے جن نے آگ بھڑکانی۔ جب آگ کی روشنی پادروں کے
 پھیلنے پر دئے اسے ہر ٹوٹ کر گرے گئے۔ اس نے پادروں کو آگ میں جانے سے روکا چاہا۔ لیکن
 وہ سب اس کے کارہائیں نہ آسکے اور آگ میں گھس گئے۔

اسی وقت میری دعاؤں کی کڑی دیکھنا ہوں تاکہ آپ میں داخل ہونے نہ پاؤ لیکن لوگ اس میں
 لکھے جاتے ہیں۔

عقائد کی درستی | آخرت کی بکشت کا سب سے بڑا عقیدہ تصحیح عقائد تھا۔ عقائد میں بدترین چیز شرک کی آمد تھی اور ان کے
 نے ہر وقت شرک ہی شانے کے پلے جاد کیا، جو اعتقاد کی آخری منزل ہے لیکن اس کے مدد
 اور بھی بہت سے عقائد ہیں، جو عام و ستری سہ باہر ہیں۔ اگر عام لوگوں کو ان میں غور نہ کرنے کا موقع دیا جائے تو قدری
 عقائد میں بہت سے عقائد پیدا ہو جائیں اور ہر مسلمان عقائد کی سادگی ظاہر ہائے جو اسلام کا سب سے بڑا اذکار ہے۔ اسی
 دین سے کثرت معلوم نے مسلمانوں کی یہ خصوصیت قرار دی تھی کہ وہ بد بزرگی چیزوں میں وقت ضائع نہیں کرتے، چنانچہ
 حدیث میں صریح کہی اس قسم کے مواقع پیش آئے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ کا ہر روز
 کی ہے۔

مسئکہ قضا و قدر | ایک مرتبہ صحابہ کرام قضا و قدر کے متعلق بہادر کر رہے تھے جس نے آنکھیں مل کر مسلمانوں کے اہم
 حیرت قتالی فرشتے پیدا کر دیئے۔ آخرت معلوم نے دیکھا تو ہر ہر ہر ایک فیض سے شرف پر گیا اور
 قضا و قدر

یہذا اہوتہم او لهذا خلقتمہ و تصرفون القرآن
 بعضہ بعض یہذا حکمت الامم قبحہم
 کی تم کوئی کو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ اس میں سے پیدا کیے گئے
 تم کو قرآن کا حکم نہ کر ہے، اگرچہ تو ان میں اس قسم کے

ملے ہیں تھا زمانہ والد عرب میں ہر ایک کے گھر گئے تھے ملے ہماری نذر ۲۰ ص ۱۰۰ عہد میں جی اوردی

لکھ سترہن امیر ۱۶ دیاب اللہ

میں سے وہی ماضی، سکوی، اقدار اور عقائد کا اظہار ہوتا تھا۔

جزئیات پر نظر | عبادت اور عبادات جنہاں کے متعلق آپ نہایت معمولی اور روزانی باتوں پر بھی گرفت فرماتے تھے۔ ایک بار مرقیہ تھے، نماز جمعہ کا وقت آگیا، اسماء نے پاؤں کا مسح کیا۔ آپ نے دیکھا تو فوراً سے ہزار تلواریں اٹھ اٹھیں۔

مرقیہ نے اس کا جواب دیا: "میں اللہ کی قسم،

ابتداء سے اس عہد میں نماز کے تمام لوازمات بالکل ابتدائی تھے اور تمام جزئیات و فروع ایسی ہی تھیں جیسے مسافر کا تہذیبیہ اقدار و عبادت کی تعلیم میں ہر کتاب ہے۔ موجودہ حالت ایک مدت کے تغیرات کے بعد یہ بگڑی تھی جنانچہ ابتدا میں اکثر لوگ مسجد کے اندر ٹھوک جیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے مسجد میں ٹھوک کا دستاویز دیکھا اور غصے اور مسرت مبارک سے اسے شایا۔ پھر فرمایا: "منازمیں ہر شخص خدا سے ہر گز گشتی کرتا ہے اس لیے کسی شخص کو قبل کی طرف ٹھوک نہیں پاتا ہے۔" اب وہاں ایسی ہی پانچ پاؤں کے نیچے ٹھوک لگنا ہے۔

یہاں یہ واضح رہے کہ اس وقت مسجد کا فرش چمکتا تھا، صحن مسجد اور عام سطح زمین میں سوا دور عبادت کے لوگوں کی امتیاز قائم نہ تھا۔ برقی زمین تھی اور وہ ہر طرح کی حرمت و عبادت کی تھی لیکن اب مسجد کا داخلہ صرف (ایسی عبادت) کا فرش ہی چمکتا رہتا ہے، اس دکان مسجد کی صفائی اور نمازیوں کے متعلق خشیت پر عمل کرتا ہے۔

بدعت | انہماک نہیں کا سب سے زیادہ غلطی کہ سب سے بدعت ہے۔ اگرچہ حضرت علیؓ و علیہ السلام کے زمانے میں مسلمان اس بدعت میں مبتلا نہیں ہو سکتے تھے تاہم جاہلیت کے زمانے کی بدعت ہی بدعت کی جھلک کہیں بھی نظر آجاتی تھی، اس لیے آپؐ میں بدعت ان کے شانہ میں صفوں و رتبہ تھے۔

بدعت کا طعن | بدعت کی مختلف قسمیں اور مختلف مکالمہ میں لکھی ہیں کسی بدعت میں شکل و عبادت اور جوگ ہے اور جو بدعت ہو وہ نصاریٰ کے مذہب کا جزو بن گئی ہے۔ ذرا جانتے "اسلام" اور وہ بدعت انصاریوں نے خود کائنات، الخدیوہ ۱۹۰۰ء چکر عرب پر جو دو مضامین کا مذہبی اثر نام لیا تھا اس سے وہاں بھی اس قسم کی بدعت پیدا ہو گئی تھیں۔

ایک مرتبہ انگریز نے ایک برٹش آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کانڈھ پر ۱۰ تھوک کے مار رہا ہے، آپ نے پوچھا: کیا سارا برٹش لوگوں نے کیا؟ اس نے پوچھا: "میں نے پوچھا کہ خدا کی قسم، صنعت کو وہ سے بیٹوں کے سہارے پالتا ہے۔" آپ نے فرمایا: "اس نے اپنے آپ کو کہہ کر مذہب میں جھکا کر رہا ہے؟ خدا اس سے سب سے زیادہ ہے۔"

خیرہ کر میرے پاس ناکہ وہ ہر روز خرید لایا۔ آپ نے خود دست بیاں کی سے اس میں دستہ بٹا اور حکم کیا کہ بنگلہ میں جا کر
کڑی کا لہذا دیکھو۔ چند روز تک میں تھوڑی سی مدت دیکھوں، دو کڑی کاٹ لیا اللہ سے فروخت کیا، اس دن دو سو اٹھ
کے۔ یہ رقم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: "اس رقم سے کچھ غلہ خرید کر کچھ اٹریہ کر کاٹو جو
گدا گری سے بہتر ہے۔ وہ تو ان کے پیٹ کے کاغذ ہے، صرف لپا ہی لوگوں کے لیے ہمارا ہو سکتی ہے۔"

رشوت خوردگی | بدل و اضافت کی برآمدی اور دہلیم کی رد و غیث کا سب سے بڑا سبب رشوت خوردگی ہے۔ رشوت
خوردگی میں ہر کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر جنت سے سہارا کامیاب و اخلاق ناریت ہونے پر لگا تھا۔ اس سے
رشوت خوردگی کی مثالیں نہیں تھیں۔ تاہم جب کبھی کسی کے طرز عمل پر رشوت کا شبہ بھی ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر
تنبیہ فرماتے تھے۔ حکام و عامل کو اکثر و بیشتر خود و دیر کے ذریعے سے ہی باقی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہی
اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ آپ نے قید خانہ کے ایک شخص کو وعدہ دہی کرنے کے لیے بھیجا، اس نے واپس آ کر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدد سے لایا لیکن کیا اور کہا: "اتنا مسلمانوں کا مال ہے اور اس قدر بچے بدیہ طلبہ ہو چکا اس
آدم کا دیر رشوت کا دیر بن گیا تھا اور اگر ملائیں اس کا انصاف نہ کیا جاتا تو اور لوگ بھی اس طریقے سے مانو ہاں تھے۔
اس لیے آپ نے ایک غنیمت راہ فرمایا، اس عامل کو دیکھو جو گناہ ہے کہ مال مسلمانوں کا اور مال میسر ہے۔ خدا وہ
اپنے لوگوں کو ایسے دیکھے کہ اس کے پاس دیر آگوستہ یا نہیں؟"

خیانت کا انحصار | مسالمت میں خیانت، چاہے کی اور نہ رشوت کا سب سے بڑا ذریعہ تجارتی کا وہ باریں
مل سکتا ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نامی طور پر اس کی طرف اپنی توجہ مبذول رکھتے تھے۔
ایک مرتبہ بازار میں سے گزرے اور ایک شخص کے ہاتھ کے ہاتھ کے اندر آئے ڈال سکے دیکھا تو اس شخص نے بڑی جھنجھکی
نہ کا وزن چڑھاتا ہے اس لیے آپ نے فرمایا: "یہ شخص دھوکا دیتا ہے اور ہم میں سے نہیں ہے۔"

چونکہ عرب میں غنیمت کم آتا تھا اس لیے حبیب باہر سے سودا کر لے لائے تھے تو لوگ شہریت باہر ہی نہیں خرید لیتے تھے
لیکن اس سے کسی فرق کے نشانات نہ پاہر تھے۔ اول تمام شہر محروم رہ جاتا تھا اور سوداگر ایک غیر مسلم وغیرہ
میں تھے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا۔ آپ لوگوں کو موعظہ اس پر سزا دیتے تھے۔
اسلام کے حکیم حکیمہ انسان اخلاقی اصول پر قائم کیا تھا۔

حفظ الید و حفظ النسان | المسلم من علم المسلمون | مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمانوں کو
میں پتہ دینا نہ ہو۔

لکھنؤ میں ۱۹۰۰ء کے محرم ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱

نابت ہو گئے۔ پورے سے سہارا آپ تشریف لائے آنحضرتؐ عائشہؓ نے سلام کیا، لیکن آپ کے ہرے سے ڈاھاچی کے
 اٹاٹھ چھ در سلام کا جواب نہ دیا۔ پھر خود دست بہادری سے پورے کے دو ٹکڑے کو دینے اور فرمایا کہ نہ اسے میں
 نہ وہ ہرے کے راستہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ آنحضرتؐ کا طریقہ اللہ عزوجل کے ساتھ بھی اس قسم کے مواقع پیش آئے ہیں۔

عنفت و عصمت | اسلام پاکیزہ ہے اور عنفت کی تعلیم دینے کے لیے کوآ تھا۔

واللہ اعلم بالصواب۔

کتاب مسلمان رہیں، عنفت دہا کیا کریں۔
 اس بات پر جب بھی اس قسم کے مواقع پیش آتے تھے جس سے مسلمانوں کی اس نصرت پر ہوت، آٹا تھا۔ کوآ حضرت
 علیؓ کے سامنے کھڑا اس سے تعریف فرماتے تھے۔

حضرت فضلؓ یہ جاسٹ نابت و ہرے کوئی تھے۔ نہاد راج میں آنحضرتؐ کے انھیں اپنے ساتھ سوار کر دیا تھا۔
 ایک غرضی ماحول آنحضرتؐ سلم کی طرف تفری پڑنے کے لیے بڑھی۔ فضلؓ نے اس کو شوق کی نگاہوں سے دیکھا
 شروع کیا۔ آنحضرتؐ خود دست بہادری سے ان کی ٹوٹی ہوئی پکڑ کر منہ اس کی طرف سے پھیر دیا۔

مستحورات کی تاکید | یارِ پر کوئی تہذیب و تمدن پر نہ آتا ہے اگرچہ یارِ پر کی اخلاقی حالت کے اصل نتائج
 نابت حضرت انگلیں ہیں۔ ہمارے ہر ایک مستحورات کا خیال رہتا ہے اور کسی نے کسی انگلی کو
 دہا میں ہر ہرے میں کہہ کر دیکھا، لیکن اسلام کی تہذیب اس بارے میں صرف ناپیشی باس کو دانی ہی کو کافی نہیں
 سمجھتی۔ ایک بار آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں بہتے دیکھا، فوراً منبر پر قتر لعین
 لائے اور ایک عام غلبہ دیا۔

”خدا صابو کیا کہ پسند کرتا ہے پس تم میں سے جو کوئی غسل کر نہ، چاہیے کہ یہ وہ ڈال لیا کرے!“

آنحضرتؐ سلم کو مستحورات کا اس حد خیال تھا کہ ایک مرتبہ مشورے کی بھاری چھڑا تھا۔ اس حالت
 میں ان کا پڑا کر گیا۔ آپ نے فوراً ٹوکا کہ پڑا اٹھاؤ۔ برہنہ ہو جاؤ لیکن یہ سب کی مشورہ شی کا یہ حال ہے کہ غسل خانوں و
 حماموں، اجڑی ساحلوں اور پیر کی کے حضروں میں صد ہا مشدہ انسان بہت ہو کر ایک دو سرے کے سامنے ہٹاتے ہیں۔
 اس معاملے میں عورتوں کی حالت مختلف عقیقتوں سے قابل توجہ اور محتاج اصلاح تھی۔

اصلاح مشرق و انفساء | عرب میں غفلت کا ایک گروہ موجود تھا، وہ علانیہ گروہوں میں آتا جاتا تھا۔ ایک بار ایک
 حبش نے آواز ماحول سے سامنے ایک عورت کے سامنے اٹھل ایک مرد کی نظر دوق سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ سلم

نہ فوراً مکہ دیا کریں وگھر میں نہ ٹھہرتے پائیں۔

عرب کی موتوں میں جو بڑا خونریزی پس گئی تھیں ان میں ایک بار اٹھوڑی یہ بھی تھی کہ یمنی موروں نے عراق کی مدینہ اقصیہ کو لے گئیں۔ ان شخصیت مسلم نے ان پر عداوت کی یہی ہے۔ حبیب کہیں کسی لڑکے کی مدینہ کو موروں سے باہر نہ بھی مشابہت برپا کی تو آپ فوراً نوک دینے، ایک مرتبہ حضرت ام سلمہؓ رو پڑا، یہی یقیناً، آپ نے دیکھا تو فرمایا،
لیفہ! لا یلبسین۔ ایک لڑکے کے مڑوہ اوروں کو دیکھو۔

یہ کہہ کر وہ لوگ نے سے واپس کے، باقی مشابہت پیدا عراقی، جو موروں کی ٹاس اٹھ رہے، آپ کو اسی پر اس قدر اصرار تھا کہ ایک عورت نے پردے سے آپ کو ایک ٹھونڈنا دیا، اس کے ہاتھوں میں منہ ہی تھیں۔ آپ نے فرمایا، یہ مڑو کا اٹھنا یا عورت کا یا اس نے کھانا اس میں حدت ہوتی ہے۔ فرمایا، اگر تم حدت ہو تو خود ہی نکالو۔

آخر میں بنی نضیر نے یہ خبر سنا لی اس نے یمنی تھیں، اس کے متعلق قرآن مجید میں ہے: یسیر غیر متاع لیس کی ممانعت۔ [یہاں یہی ہے، خود انہیں حضرت علیؓ نے مدینہ کو حبیب کہیں ہی تم کی ہے، عبا بنی نضیر نے فرماتے تھے فوراً روک دیتے تھے، حضرت اسماءؓ بن زیدؓ کو آپ کے پاس ایک کچرا پین کے ڈالیں تو آپ نے مڑو چیر لیا پھر فرمایا، حدت ہونے کے بعد حدت نہ اوروں کو کھلا رکھ سکتی ہے۔]

دو تہیں فرمایا، دستوں میں موروں کے دوشی دوشی بناتی تھیں، ایک مڑو تو آپ مسجد سے نکلتے تو رکھا کر مڑو اور حدت دوشی ساتھ ساتھ دوشوں میں چل رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، تم کو درمیان دوشوں کا کوئی حق حاصل نہیں، راستے کے کنارے چلا جائیے، ان کے بعد سے حدت میں دوشی دوشی سے ٹک کر پڑ جائیں۔
اس قسم کے مڑووں، حدت کتب حدیث میں مذکور ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان الہی یہ کیا ہے،

(اصلاح ذات البین) **تَابِعْتُمْ خَيْرَ بَيْنَتِكُمْ اَتَّخَذُوْا۔** خدا نے تم کو اپنا دشمنی کے بعد جہاں جہاں بنا دیا۔

(اکالی لکھن، ص ۱۱۱)

کیونکہ یہی اختلاف و تنازع سے بددشمنی اور تفریق ٹوٹ سکتا تھا۔ اس لیے ان حضرت سب کے لئے لکھن و اصلاح میں سب سے اہم فریق رفع نزاع تھا۔ چنانچہ حبیب کہیں آپ کو کسی شرم و خوار و ناگہانی کی خبر ملتی تو آپ جانتے بعد اصلاح فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ کو خبر ملی کہ عیسیٰ بنی عروہ نے بدنام کیا کہ آپ اپنی بیوی کو لے کر گئے، آپ نے چڑھا دیا، اس کے ساتھ حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ تھے، ان کے ساتھ تھے، اس قدر دیر لگی کہ نماز کا وقت آ گیا، چنانچہ حضرت ابی بن کعبؓ کے دروغ و ستم کرنے پر حضرت ابی بن کعبؓ

تو کئی اور دوسرے صحابی اور مفسر نے کہا ہے کہ یہاں پہلے سے بعد خلع الاضاح فی احسن تعبیر ہے۔ شے وہ نہ کہ بفضل مافیلین
اسی بنا پر میں بھی کہہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پہلے سے پہلے میں نے کہا ہے کہ

لیکن دنیا میں صرف "اسلام" ہی ایک ایسی ذمہ دہستی ہے جو اپنے پیروں میں دل اور اس میں ایک غیر ممکن استیغ
و اتفاقی خاصیت رکھتی ہے اس پر جو عمل جاری کرنا کافی اثر نہیں پڑتا۔ خاصہ وہ عمل شخصیت و کبریت، الخروق و اجتماع
جنگ و صلح، اس کے لیے تمام حالتیں یکساں ہیں۔ دوسرے کامیاب اظہار جس طرح اس وسیع کی حالت میں قائم رہا۔ دوسری
استقامت و استقامت ہی کے ساتھ جنگ کے سیلاب اور کش و قوس کے طوفان میں بھی قائم و ثابت نظر آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اعمال انسانیہ کی ہر شاخ پر جاری تھی۔
اس میں حق و صداقت کے آثار کی طریت و نظریہ میں حق و اتمام کی نیت شری و
کامرانی کا وہاں اور سلطنت و جبروت میں تھا۔ انھوں نے اس وسیع کے ایام میں کٹے اور امن و صلح کے لیے جنگ
کی ضرورت سمجھ کر حکم بھی دیا۔ کسی ایسے حدود و مہدات میں ان کے نتائج و نتائج کے واقعات و عہدیت کی تاریخ میں پیشہ
نظر آتے ہیں اور ان کے اندر انھوں نے قرآن کی کلی صورت دیکھی جاسکتی ہے۔

عالم دشمنوں سے مسلک | اس سے پہلے چیزیں سلسلے میں دو نوعی سلوک ہے جو حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے
فرقہ رسا اور عرفان جنگ سے کیا۔ ان تینوں میں سے معاہدوں کو اکثر قرار دیا ہے اور نہایت
شرشاک طریقے سے مذاہب کی ہیں۔

زمین و مکان، حیثیت و دنیاوی دنیا کے تباہی کے لیے حضرت مسلم سے کسی شخص کے مقابلے کے لیے قرآن مدد کی
و درخواست کی۔ انھوں نے مسلم سے فرار و سلام میں سے شرمناکی ساتھ کر دینے لیکن ہر صورت پر سے ہا کہ ان لوگوں میں سے ہر فانی کی
مدد سے ان کو بے دریغ قتل کر دیا۔

جب حضرت مسلم کی قتل کو قلیل روزیں ہی کے دو سو تھوڑے ملاقاتوں میں گھیر لیا تو ان سے وعدہ کیا کہ اگر وہ نیچے اتر آئیں
تو کچھ توہین نہیں کیا جائے گا۔ اسی پر ایک جماعت اتر آئی۔ لیکن جن سوار کو اسی بگڑ قتل کر دیا گیا اور بعض کو قتل کر دیا
بچ کر رہ گیا۔

یہ بلاشبہ ہم نے اسلامی کہ بہترین حالت میں پیدا کیا۔ پھر اسے دوسرے جہات میں پھیل گیا۔ (۱۰۳۰ھ) کے واقعہ پر
کو قید و حبس کے نہیں تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، وراثت کی حق کو چند لوگوں کے ساتھ کر دیکھے جو میری قوم کو سلام کی دعوت
میں آپ نے فرما دی تھی کہ عرب سے بعض نہیں۔ دینی کتب نے نہ کہ عرب سے دوسری اٹھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
صلی اللہ علیہ وسلم نے، دینی کتب نے نہ کہ عرب سے دوسری اٹھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تھے و اتر دیکھے ہیں۔ یہاں اٹھان کتبوں نے قیلم اسلام کی قرض سے چند آدمی صوبہ کے تھے دوسرے آدمی بھی تھے جن کی کامیابی
حزب ماضیہ نے بت کو قتل کر دیا۔ ان قیلموں نے بھی قتل کر دی۔

فریق کی طرف سے پیش قدمی کی جاتی ہے تو دوسرا فریق بر قسم کی ہائیڈروجن سے آزاد ہوا ہے اور تمام مجاہدین کو توڑ سکنا ہے اس سے شکیبہ اگر اس وقت اس ہائیڈروجن کی پابندی نہ کرتے تو وہ خود بخود سمجھ جاتے تھے۔ لیکن انکسوف کے حکام جبری نظام نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ کو دمانی اثران کو ہائیڈروجن کے رنگ و چمک میں مادی کر دیتا تھا جب شکیبہ کو ممانشی بن ماموریت خریدنا اور جرم کے باہر قتل کرنا چاہا تو انہوں نے ممانشی کی طرف سے ستر طلب کیا۔

لاکھ نے اشتراک کے افسروں کو دمانی کرنا چاہا تو شکیبہ نے اسے گورنر میں بٹھایا۔ اتفاقاً شکیبہ کی ماں آنکھی وہ ڈری کہ ہر شخص جان سے اتر چکا ہے اسے کسی کی جان پر ہمدرد کرنے میں کیا مل رہا ہے؟ حضرت شکیبہ کو جان سے اتر چکے تھے اور انہیں ایک ہتھیار اور ستر بھی تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل نہ کرنے کا جو وعدہ ان سے ملے یا تھا وہ انہیں جان سے بھی نہ ہٹا دینا وہ جڑی چاہتا تھا۔ جان کی سراسیمگی دیکھ کر انہیں نے کہا اکیلا تم کو ڈوبتے کر دے گا یہ سچی بات کہل کر رہو گا، نہیں، تم وہی سا رہو۔ میں ایک بچے کا خون نبی کریم پر نہیں ملے سکتا۔

ان اخلاقی حکام سے زیادہ خود بخود حضرت علیؓ نے دین کے طرز عمل سے مجاہدین کو پابندی عہد کی تعلیم دی تھی۔ یہ وہ غیرت ہے کہ حضرت مسلم کو زیر سے دیا۔ لیکن آپ نے کسی قوم کا انتقام نہ لیا۔ آنحضرتؐ پر یہودیوں نے اپنی رشتہ میں وارد کیا، لیکن آپ نے سامان سے گدیا نہ لیں ممانت کر دیا۔

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفار کو کشتہ ہندوؤں میں مل کر ملی تو علیؓ کے ہمہ صفاؤں نے علیؓ کے بعد کا ایک واقعہ اور کافروں میں باہر میل جول کرنا۔ حضرت سلمہ کا بیان ہے:

میں اس ممانت اطمینان میں ایک دو دن کے بیچے جا کر بیٹ گیا۔ اتفاقاً میں سے میرے پاس چار ہزار تھیں۔ انہوں نے خود بخود حضرت کی خدمت کرنے گئے۔ میں آپ کی موجودگی میں اس کا ارادہ کر دیا کہ وہ میرے دست کے حلیے میں بیٹھا دو سب دو دن کے شام میں ہتھیار ہٹا کر بیٹ گئے۔ اس ممانت میں رہنے والے ہوں کہ اپنی زیر قتل کر لیا۔ میں نے خود میان سے کھینچ لی اور انہیں چاروں نے ممانت قرار دی جس کو کیا پیش ہی کے قیام و رہا چھ دن تک رہا کہ اس پر میرا ہتھ لگا کر اس ذات کی قسم جس سے تم کو ہرگز گریہ نہ کیا اب قریب سے جو شخص سر نہ اٹھے گا اس کی گردن اڑا دوں گا۔ پھر ایک طرف سے میں ان چاروں کو اور دوسری طرف سے میرے چچا عامر ایک دوسرے کا فرقہ بنی تمام بکڑیاں تھیں۔ جسے آنحضرتؐ کے پاس لائے۔ لیکن آنحضرتؐ نے انہیں بالکل صاف کر دیا اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو۔ برائی کی ایستادہ احمق کی طرف سے برائی پاب ہے۔

آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت تو وہ حقیقت اس بدعتی کے اور وہ وہی لوگ جو تھے۔ لیکن آپ سے

لے بلا جہاد نہ تھے لیکن سمجھو۔

ضلع حدیبیہ

مشترکین نے صلح حدیبیہ میں جرئت میں پیش قدمی کی تھی، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ انکار کریں سے جو شخص مسلمان ہو کہ بڑے ہنگامے سے اسے مسلمان مان لیں کہ وہی گمراہ ہے، اس شرط پر باہر سخت افکوت اٹھا، صحابہ نے کہا کہ ایک مسلمان کو یہ کہنا کہ اسے کافر مان لیا جاسکتا ہے، یہ بھی باطل شرع کا کام ہے، فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ اگرچہ قرآن میں یہ بیان بھی ہے جو کہ سے پیچھے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے پاؤں پر ڈال دیا، اور خدا کی کتاب میں تھا اور وہی اس سے وقت قریش کی طرف سے سادہ سے کہہ دیا تھا۔ یہاں سے کہا کہ میں اپنے پیچھے کی واپسی پر صلح کروں گا، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایسی بات صحابہ کو صلح کرنا نہیں ہرگز، اس لیے اس کو پابندی دیا کہ اسے صلح کر دے، مگر وہی نے کہا کہ اس کے سوا کسی دوسری بات چلنے والی ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ اگر آپ کو تو اس شرط سے مستثنیٰ نہ ہو تو اگر میں نے صاف انکار کر دیا، اور خدا نے تمام مسلمانوں سے نہایت دور افتادہ ہے کہ ان کو مسلمانوں میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا اب پھر مشرکین کی طرف واپس کیا جانا ہو گا، یہی انکار سے صاف کہہ دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے لیے اختیار دے، اگر آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ کیا آپ کو خبر نہ ہو کہ آپ کے ساتھی ہر قسم میں آپ کے لیے فرمایا کہ بے شک حق پر ہیں، حضرت نے ان کے کہا کہ پھر یہ کہ میں خود وہ ہے جس میں اہل بیت کو ہوا کہ رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ کا حکم دینا ہی ہے۔

یہی صورتِ حرمی اور خود اس سوال و جواب سے ممکن نہ ہوئی اور انہوں نے حضرتؐ کو کہہ دیا اللہ سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی، تاہم یہ تیسرے لفظ اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی تمام شرحیں منظور کر کے صلح نامہ مرتب کر دیا اور مستند ہو گئے۔

ابو بکرؓ کا واقعہ

اس کے بعد جب آنحضرتؐ مدینہ کو روانہ ہوئے تو ساتھ ساتھ ابو بکرؓ بھی مسلمان ہو کر کر کے چلے گئے۔ قریش نے ان کی خبریں دو آویں کی تھیں اور شرائط صلح یاد دلائی، آنحضرتؐ نے قرآن اور بکیرؓ کو واپس کر دیا۔ وہ ان کو لے کر چلے تو تمام اور اعلیٰ میں پہنچ کر کہہ دی کہ میں اللہ کے لیے جتنے میں شوقی ہوں، ابو بکرؓ نے اس کو تیرے اعلیٰ اعلیٰ میں ان کے پیچھے سے نکال دیا۔ وہ مجھ کو کہانے میں بیرون تھے، ابو بکرؓ نے ایک شخص کی تلواریں طوت دیکھ کر کہا کہ کتنی اچھی عمارت ہے، اس نے وہاں پر تلواریں لی اور کہہ دیا کہ یہ مشعرہ میں اس کا بار بار تکرار کیا ہوں، ابو بکرؓ نے یہ بات سنانے کے بعد اس نے اسے اس سب سے پہلے اسی شخص کی گردن تلوار کر دی، دوسرا شخص یہ حالت دیکھ کر ہکا اور دوڑتا ہوا مدینہ پہنچا، آنحضرتؐ نے اس کی پیشانی دیکھی تو فرمایا: اس کو کوئی سمیت نہ ملے گی، اس نے کہا، میرا ساتھی تو قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی قتل کے قریب پہنچ گیا تھا۔

اسے من کا نام قبر میں دیا گیا۔

ایک جیسے کی فراہمی | اسی حالت میں ہر چیز بھی پہنچے اور تحفہ سے عرض کی کہ آپ نے اپنا مدد دیا کر کے مجھے داپس کر دیا۔ اب خدا نے مجھے تجاہت دی ہے آپ اس کے درود میں، تحفہ و معطر، نے فرمایا یہ شخص کو لڑائی کا شوق معلوم ہوتا ہے، اب وہ میرے من اتفاق سے یہ تجربہ لگا کر آپ دو بار دیکھے واپس کر دیں گے چنانچہ عرض سے یہاں کے مسند کے کنارے بیٹھ ہو گئے۔ اب چونکہ یہ گھر بڑی قوم بھی ان سے جانے ایسا ملک کو قریب سے ان شخص مسئلوں میں تھا وہ جگہ اب میرے دامن میں آیا وہاں تھا دفن دفن، اب میرے ایک پچی خاصی حیرت قائم کر لی اور قریب کے کا دواں تجارت کو ہر شام کی عروت جاتا تھا، عام غریب و غنا شروع کر دیا، باقاعدہ قریب نے تحفہ سے شکایت کی اور آخرت نے ابویز و غیرہ کو دیا (مندی)

جنگ میں بھی عہد کی پابندی | عرصہ ہندو جنگ میں مسلمانوں کی پابندی نہیں کی جاتی خدا انعام کے باجی معاہدے سے صلح کی حالت میں بھی کوئی جبر ہی رقت نہیں دیکھتے، لیکن اسلام کی مہودیت اور شخصیت دونوں ایک ہی روحانی طاقت کے تابع ہیں۔ اسی لیے زمانہ جنگ میں انعام کے جبر واد مسلمانوں کو بھی تجارت منہر کی ساتھ قائم رکھا جاتا تھا، تحفہ یمن یاں کا بیان ہے کہ میں غزوہ بدر میں عروت میں بیٹھے نہیں شریک نہ ہوا کہ میں اور اسبیل ساتھ چلے تو کھانا قریب سے بھی گزرا کہ کیا اور کہ تم کھانے کو پاس جاتے ہو۔ ہر دو دن میں کما کہ عین ہم عورت کا ارادہ دیکھتے ہیں چنانچہ انھوں نے عدم حرکت نہاد کا معاہدہ سے کہیں جھڑپا، ہم تحفہ معطر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شریک نہاد ہرنا ہا یا لیکن آپ نے فرمایا ہم لوگ عید کو واپس جاتے، ہم کھانا کے معاہدوں کو چھوڑا کرتے ہیں اور ان کے متعلق میں عروت خدا سے دو جانتے ہیں۔

فراق ولی اور فیاضی | اتفاق سے جس کے متعلق سب سے بڑی بحث رہے کہ کس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیے اور کس کے ساتھ ٹھکرانا چاہیے ۱۶ جن کے قحان اہم رہے اس میں کا نہایت فقرہ اب آج اور وہی تمام دنیا کے سیاسیات کی روح ہے، یعنی معاہدہ ملکی کا جانا، جسے جو اپنے سے کمزور کو تو لچکاتا ہے اور اپنے سے قوی کے مقابلے میں ٹھٹھاتا ہے۔ لیکن اسلام ہی ایک ایسا سبب ہے جس کے اخلاقی معاہدوں نے سوانہ سے اسے انوکھوت کو توڑ دیا، اسلام شیعوں کے ساتھ یہ تھا کہ اسے نہایت منہر کی کے ساتھ تمام رعایت کے قربت نے کھانا قریب سے ہر معاہدہ میں جو صلح کی تھی، وہ بظاہر عدلیت عاجز نہ دیکھتا اور اصل معلوم ہوتی ہے۔ خود معاہدے اس کا اساس کیا تھا اور آپ نے بھی تجارت مراعات کے ساتھ فرمایا تھا۔

لا یصلحون حلفہ یظلمون فیہا حرات اعداؤ | یہ سے سامنے دو لا شروع پیش کریں گے جس سے قبول کر لیں گے

اعطیتہم۔

بفرکہ اس سے شہرہائی کی توجہ نہ ہونے

چنانچہ آپ نے اپنے گھر متعہ و بیعتی بن مسلمان کو جو ذرا ایمان سے بہرہ لے کر آئے تھے، اہل بیت کے لئے کھانا کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مع نامہ پر جسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے اظہار کیا، لیکن آپ نے ابو جہل و معاویہ کے اصرار کے کھانا کی خواہش پر مری کو دی اور اہل بیت علیہم السلام کو کھانا نہ دیا۔ لیکن آپ نے اپنے لئے کھانا نہ دیا اور رسول اللہ ﷺ نے کھانا نہ دیا۔ اگرچہ آپ کو رسولی اہل بیت کے قرعہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا، مگر اہل بیت علیہم السلام کو کھانا نہ دیا۔ اس سے شہادہ پر رسول اللہ ﷺ نے کھانا نہ دیا چکا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ "اسے شہادہ" اہل بیت کے جوش ایمان کے اسے گوارہ کیا تو آپ نے غور کیا۔

اس سے زیادہ ضروری اور کیا ہو سکتا ہے؟ لیکن کیا درحقیقت آپ مجبور تھے؟ کیا قریش کی عجمی اہل بیت نے آپ کو بالکل بے دست و پا کر دیا تھا؟

تھام مٹھتیں، غصہ مند کے یہ نہ ضعف کا سبب نہ صبر نہائی ہیں اور صلی قریش تو ہی کسی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ صلی و امن لیکن اسلام کی اہم پستی نے ایک نہایت ضعیف گروہ کے قلعے میں یہ فی سائر صلی کی اور اسے نہایت مضبوطی کے ساتھ تھام رکھا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

انا تم تجی لسان احد و لکنا جفا مسترین
وان قریباً قد تمککم الخوب و افرت بجم
فان شاک ما درتہم مدہ۔

ہر کسی سے لڑنے بھڑکنے کے لیے نہیں آئے ہیں صرف
خود کے لیے آئے ہیں، تو قریش کو سزا دلاؤں نے چہرہ
کو دیا ہے اور ان کی طاقت کو سخت صدمہ پہنچا ہے، یہاں
پر وہ چاہیں تو ہر ایک صدمہ کے لیے ان سے صلی کر سکتے ہیں۔

دوسری عظمتوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ اس بہترین مرجع سے کیا کام لیتیں؟ اقتصاد صلی لایا، اشتغال جنگ کا؟ دنیا کی قیوم و مدبر تاریخ میں کیا ساریت؟ کمالی کے ساتھ حجاب و سکس ہے، اگر اس حالت میں کوئی عظمت صلی ہی کرتی تو اس کا تیر جنگ سے زیادہ دور اگیز ہوتا۔

اہل بکھراؤن سے معاہدہ لیکن یہ جزائی طرز عمل مرث، اختلافی حیثیت، لکھا تھا۔ اسلام کی وسعت ایک مستقل اور جامع ہریت

نہ عظمت، یہ کہ قریش لڑائیوں کے ذریعہ اسے جو دولت ملانے کے وسیع تھے صلی صلی ہی اور جس سے دست برد
ہو چکے۔ یہ اسلام کے لیے فتح ہیں۔ لیکن اس بنیاد و اساسی فتح کے سلسلے میں ہر شہر و قوم کی ہر سکھائی تھی۔ البتہ شہر اہل بیت کا
کا لانا اور تم نہ کہ اس وقت تک یہی طریقہ عرب میں رائج تھا۔

کی تباہی تھی، اس اخلاقی عہدِ عمل کے ساتھ اپنے عہدِ ایک تلافی طاقت بھی رکھتی تھی اور سب پہلوؤں کی اخلاقی طاقت، آنحضرتؐ کے اسرارِ حسنة کو بجا لاتی تھی اور اپنی جزئی طاقت سے اس کو بڑا و فوقی۔ آنحضرتؐ معلم نے پڑھنے والوں کے ساتھ جو تحریری معاہدے کیے ہیں وہ بالکل عارفانہ و درسیا سی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن ان سے ثابت ہوا ہے کہ اس باب میں اسلام کا تلافی کس کس اور ایسا نہ تھا، آنحضرتؐ معلم نے ہجران کے بیانیوں کے ساتھ جو معاہدے کیا، اس کے احاطہ زیر ہیں۔

عن اهل بصرى ان اهل مكة انصفت في صفوة النصف
في صاحب يردونها الى المسلمين وعارية ثلاثين
مدينا و ثلاثين جعير او ثلاثين من صحن صنف
من امتات اسلام بغزون بها و المسعود
ضامنون لها حتى يردوها عليهم ان كان باليمن
كيد ذات عدل من لا تهدم لهم بيعة ولا
يخرب لهم قس ولا يفتنهم دينهم - (ابو داؤد
جلد ۱ ص ۵۵)

اہل بصرہ کو دو ہزار سے باقتضا و باچاہی گئے، ایک ہزار ۵۰۰
صفر میں اور ایک ہزار ۵۰۰ درجہ میں اور ان کو تیس ہزار تیس
تھوڑے سے تیس اونٹ اور ہر قسم کے شہاد، جوار عاریت کے
بھی دیتے ہیں گئے، اگر ان میں کوئی جنگہ ہوگی تو وہ لوگ
ان چیزوں کو واپس کریں گے اور اس معاہدے کی بنا پر
واقعہ ان کے گریہ کرنے یا نہیں گئے، ان کے کسی پارہ
کو بجا و عمل کی جائے گا، ان کے ان کے مذہب سے کوئی تفرق
ہوگا۔

لیکن اسلام کا تلافی اپنے اندر اخلاقی و دنیائی رکھتا ہے، آنحضرتؐ نے اخلاقی نصاب سے اس کو
اخلاقی نصاب اور بھی بڑھا دیا۔

لا من ظلم معاہدا و استغفہ اذ كلفه فوق
طاقته و اخذ منه شيئا بغير طيب نفس فان
جميعه يوم القيامة -

خبردار! اگر کسی نے کسی غیر مذہب پر ظلم کیا تو اس کی
تفصیل کے باوجود اس کی کوئی چیز، جبر سے لے لیا یا ہمارے
میں اس کا حق سے قیامت کے دن خدا کے سامنے ہوگا۔

(ابو داؤد جلد ۲ ص ۵۷)

معاہدے نے آنحضرتؐ معلم کے بعد اس دنیا کا عہدِ عمل کو نہایت بنے بنیادی کے ساتھ قائم رکھا چاہے
ایک قبیلہ کا واقعہ ہجرتِ نبویؐ کے بعد اس کے مال کو، یہاں کو قبیلوں کو واپس دینا کا حق دوسری کو رہا ہے۔

دوسرے نے اسے تبت آنحضرتؐ معلم کی یہ اخلاقی نصیحت یاد دلائی،
ان الله يعذب الذين يعذبون الناس في
الديار -

خدا قیامت میں ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیائی انسانوں
کو عذاب پڑھائے ہیں۔

حضرتؐ عمر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اسی اخلاقی تلافی کی تجویز کی تھی،
حضرتؐ عمر کی وصیت و وصیت بذمة الله و
یہ ہے جو حلیہ بنگلہ اس کو خدا اور خدا کے

مخزن پر نرول | اناؤں سے زمین کو ماست مونی ہے اور میدان کا نشیب و فراز ہر ایک جاتا ہے وہ خدا کا نام لئے کر عرض مانگ پر بیٹھا ہے اور اس نام کی خدمت کے سارے پرانے ہی کو اپنی مخالفت کی خدمت سے پرہیز کرتا ہے۔

یا ارض ربی و ربک اللہ اعوذ باللہ من شرک
بے زمین و بے زمین: میرا اور تیرا دونوں کا خدا ایک ہی ہے۔
و غفر ما فیہک و من شر ما یدب علیک
بے تیرے شر سے، تیری سیل باطنی کے شر سے اور تجھ پر پڑنے والوں کے شر سے، بڑا ہاتھ بٹھانوں۔

و سفر تیرا سے پٹ کر گھر پہنچا ہے کسب سے پٹے اسے لہو کا ٹھکانا ہے اور مسجد میں
جہاد سے مراجعت | جا کر اور کشت نماز واکر ہے جب اسے حق و ظفر کی خبر ملتی ہے تو اس کے سامنے شامی لے بیٹھا جاتا ہے جس میں شامی شامی کی تیار ہاں کی جالی ہیں، و پیش و حزب کے گانے گانے جاتے ہیں۔ و عرف اپنے خدا کے آگے سر پر ہوتا ہے اور ہندو شکر بکھاتا ہے۔ اسے جب شیعت ایزدی سے شکست ہوتی ہے تو او فوج کو بالکل پریشان و غرت نہیں داتا، بلکہ خدا کی کثرت کی سلسلہ دنیا کی کتاب کے کچھ کو اپنی فوج کو خدا کی قریبی یقین کرتا ہے۔

کان یقول یوہ احد : اللهم انک ان شفاء
کب سرگرمی کے دن گئے تھے، خدا کا کیا تو کیا جاتا ہے
لا تعبد فی الاثرین۔
کراہ نہیں جو تیری عبادت کرے، لا کر ان کو یہ

میدان جنگ میں خدا سے التماس
وہ اپنی طرح کی علت اور دشمن کے لشکر کی کثرت و کثرت سے تو مرید و رحمت آسمانی
اس سے دو طب کو کتا ہے اور کسی بڑی طاقت کے آگے دست سولی نہیں
پھیلاتا۔

لما جعل یوم بدر نظریں اللہ منی اللہ علیہ
و سلم الی السحرکین و هم الف و اصابہ
۱۰۰۰ شمشیر و قسہ عشر رجلا، فاستقبل القبلة
۱۰۰۰ شمشیر دیدہ قیام یحییٰ بوجہ، اللہم انجلی
ما وحدثنی، اللهم انت ما وحدثنی القہر
ان شہدک هذه العصابة من اهل الاسلام
لا تعبد فی الاثرین، فضا ذالی یحییٰ بوجہ
برکے، و سب انصورت سے شریکین کی طرف دیکھا اور آپ کو
تقریباً ایک ہی کیفیت ایک بڑا ایک ہے اور سلطان عرب میں سو
انہیں میں قریب ایک طرف تیرے ہونے اور انہوں نے اپنے پیلا
خود کو کھانا خرچہ کیا، خدا اپنے ہونے سے حق و ظفر کا
وہ کہہ گا ہے اسے پرکار! خدا اگر مسلمانوں کا یہ مقرب
گروہ خا ہر گز تیری عبادت کرے والا کوئی نہ ہے گا۔
وہ اسی طرح دہ پیلا کر شہید کرتے رہے، یہاں تک کہ

تلقا یدیدہ مستغنی العبدۃ حتی مطلق رداءہ حسن
 منکبہ فاناہ اوبکو مطلق رداءہ فاعادہ عن ملکبہ
 ثم التزمہ من درانہ وقال یا بنی اللہ کنا من
 ماشاءتک وربک فانما مستعجلک ما عدل
 (مسلم)

برخی دستخیزی میں مددش ہمارے سے ہمارے گئی۔ حضرت عائشہؓ
 نے آپ کے اس قطعہ داء علی کو لکھا تو پاس آئے اور چادر
 اٹھا کر آپ کے کاندھے پر لڑائی۔ پھر چپے سے اگر آپ سے
 بہت شکوہ کر کیا تو اسلئے آپ اپنی مناجات تم کہیں
 خدا نے آپ سے جود کیا ہے اسے بہت جلد پورا کرے گا۔

میدان جنگ میں تفریق | دہلی نذر تقویٰ فاتهم ۵
 میدان جنگ میں اسے شہید زخم لگا تھا۔ تو اس حالت میں عربوں نے کہہ کر غامضی بھاگا ہے۔
 خدا یا میری قوم کو مصائب فرما کیونکہ وہ لوگ حق کو نہیں
 جانتے۔

یعطون۔ (مسلم)
 لیکن یہ کہیں اس کے اثر سے جاوا کہ اصل متعوضت ہمارا تو وہ از فرق تا چندہ غضب و غمراہی کا پیکر ہلال و
 جبروت بن جاتا ہے۔
 مؤذ اللہ قورہم یارقہ شغورنا من الصلوۃ وعلی
 خدا کا ان کی قیروں کو آگ سے جھڑک کر انہوں نے
 ہاری نماز مضرت کر دی۔

بادشاہ اور مغیر کا فرق | بادشاہ میدان جنگ میں زبان خود ستا، مغیر ایک واعی حق زبان منکسج ہوتا ہے۔
 ایک بادشاہ میدان جنگ میں "فیظ و غضب" کا امتزاج کہ "مغیر ایک شاعر و عظیم دکر کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ ان دونوں
 متضاد ماضی کا انجام بھی نہایت مختلف اور برعکس ہے۔ بادشاہوں کے سر پر زور و بار اٹھکا دیے گئے، لیکن کسی سرور
 میں اللہ کی جبین نیاز مانگ کر نہت سے کٹوڑ نہری۔ بادشاہوں کی زبان اور ستا بار اتمت کے ساتھ غامضی کو دلی لگی لیکن
 کسی داعی ملی کا نوازہ ہو مگر کبھی بھی مہمید نہ رہا۔ بادشاہوں کے خلیفہ مغلوب کے شیطانی بار اٹھادیتے گئے ہیں مگر کسی
 پیغمبر کے واسطے کہ وہ دنیا کے نفس و طاقتوں کے دھندے میں مبتلا نہ ہو۔ انہم السرمین انہم بھم الصموروت
 وہی جندنا بعد العاجون وانفقت ۱۰۔ ۱۱

معلومات | مساوات توافقی کو چھڑ کر مابعد جز مساوات پر غور کرنا چاہیے۔ انہوں نے سہم تمام مسلمانوں کے اتحاد و برادری
 - ہر آپ سب ملے مسلمانوں سے اپنے لیے کبھی کوئی امتیاز نہ کیا۔

سہ اور ہر حکم ہمارے ہندوں کے حق میں ہے سے ہر پچا ہندو۔ رسول میں کہ جبکہ انہی کو مدد دی بہت گئی۔ یہ تنگ مادی فکر
 غائب رہتا تھا۔

ایک سفر میں کہا: ہمارے کے لیے صابن کے کام تقسیم کر دیے تو بھل سے کڑیاں لانے کی خدمت سردہ کائنات مسلم کے عطا ہونے لگے۔

حضرت ائشہؓ دس دس خدمت برہی ہیں، سبے یکساں اور کاربان ہے کہ اس خدمت میں جتنی خدمت آپ کی میں نے کیا اس سے زیادہ آپ نے میری کی۔ رسالت کا یہ عالم تھا کہ مادل لی فی شئ: ہر شے کا کھانا یہی تھا کہ کام لے کر یا بھرنے دینا تو جی بات ہے، ابھی آپ نے آنا بھی: فرمایا کہ فلاں کام آپوں سے کرنا کیوں کیا؟

ایک مہما میں منے اپنے غلام کو مارا تو آپ نے فرمایا: تمہارے بھائی ہیں، انہیں خدا نے تمہارے اعمیں **غلام اور آقا** سے دیا ہے۔ بخود کھاؤ، وہ انہیں کھلاؤ، جو خود پزند، وہ انہیں پیناؤ۔

اسم نے نہایت شہرت کے ساتھ اس سے روکا کہ کوئی انسان دوسرے انسان کو، خواہ وہ کیسا ہی اوقاف و عیہ لکھیں نہ سہتا جائے، غلام اور باندی کہے، نہ کہ سب خدا ہی کے غلام ہیں، اسی لیے غلاموں کو فرمایا: اپنے مرغیوں کو آگاہ نہ کیوں کہ کہ اس سے رسالت اسلامی میں فرق آتا ہے۔

ایک بار ایک مسلمان نے آنحضرتؐ سے کہا: اے آقا، اسے آگاہ سے کہ آپ نے فرمایا، مجھے آگاہ کہ آگاہ فرما، ابھی ہے یعنی خدا۔

تقریباً قزوم کی ایک خدمت چوری میں، خود بولی، خوش تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سناؤں **ایک یگانہ مثال** کرنے کے لیے حضرت اساتذہ کو آواز دیا کہ جنہیں آپ بہت عزت رکھتے تھے۔ لیکن میں اس وقت کے سنی اساتذہ آپ سے سناؤں کی تو آپ نے دگوں کو بھیج کر کہ فرمایا:

انما احببت الذہین قبلکم کانوا اذنا صرف	دگر: تم سے پہلے تو میں نے اپنے ہلاک کی گئیں کہ میں نے اپنے
فہم اشرفین، ترحموا واد، صرف فہم اضعیف	کوئی نہ آوا دی، کی کہ تا تو کو اس سے چڑا دیتے ہر سب
انما من علیہ الحمد وایم اللہ، لوان فاعلمہ بنت	کوئی عام آدمی چوری کر لے تو اسے سزا دیتے ہیں کہ نہ آتی قسم:
محمد مرفقت لصلحت یدہا	آگاہ کی بیٹی ناظر ہو، چوری کر لی تو اس کے آقا خود دکانے تلے

ابن ابی: انشاء اللہ ربی

چوری کا ذکر بہن انصافیت و افتخار کی بنا پر بہت درد میں سے مراد عام جرائم ہیں۔

لے ہر عورت کو کہ میں سزا دے گا کہ ایک سزا اللہ پاؤں ہر عورت اور مسلم۔

للخالدين
المتقين

برہنہ دے۔ "مقدور" ملاقات سے پہلے ہی مرتب کرنا تھا۔ وہ تلف کر گیا۔ جو اس کے بعد کھلا اس کا کوئی سہراخ
 نہیں تھا۔ پس نہ وہی کشش نہ کروانا کی تحریرات میں سے کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے کم از کم پتہ سمجھ سکے
 کہ وہ ان کے پیش نظر اس مسئلے پر فکر و فکر کا جو اثر کیا تھا غرضی نہیں ہے۔ وہ ان کا یکہ متصل متاثر مل گیا جس میں سنے
 کے عین یکہ ہم پر نظر ڈالی گئی ہے۔ اسے اصل بحث کی امن تربیت بخینا پہلے ہے۔ ۱۰ م اس سے یہ مدور معلوم ہوا تھا کہ
 نور و ناس کے نزدیک یہ میرا کی ہے وہی مدور سے مدور وشنی میں دینے لکھتے ہیں کہ کیا ہے کہ کیا ہے کہ کیا ہے۔
 اس مسئلے کے آخر میں وہ ان سے خود کو بیا تھا کہ اب دیکھنا چاہیے کہ "مفرت" قسم کی قات با کرات سے انشا
 کی سمات ہو۔ ارتقا سے نظری کی ممکن کیونکر ہوئی؟ اس بحث ضمیمہ کا ماحول استقصا تو لکھ نہیں چہ سرسری اشارے
 کیلئے دیر میں کہیں گا۔

اس "مبتدئہ" خبر کے چھپنے کی قربت ہی ان کے مدد گھر میں ہے کہ اس کا مسودہ میرا نہیں کا نہ اب اس میں تلف ہو گیا
 جو حکومت نے اپنے قبضے میں سے لیے تھے لیکن اب اس پر حسرت و اندر اس کے سر آ گیا! آئی وہ کیا ہے ۱۱
 یہ کام مسئلے کو کہ جدا ہوا نہ تھا۔ ایم
 اسے تھا کہ کے ساتھ بعض دوستوں کی مدد سے فروری ۱۹۵۱ء میں بھی نے شائع کر دیتے ہیں۔ (مترجم)

رحمۃ للعالمین

رحمۃ من خلقك إلا رحمۃ للعالمین

— (۱) —

نوع انسانی کے لیے رحمت | یہاں پیغمبر اسلام کے نور کا ایک ایسا صنف بیان کیا گیا ہے جو قرآن کے جلیں کو ان امتوں میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں ہے۔ یعنی رحمۃ للعالمین! یہ ظہور کسی ایک ملک، کسی ایک قوم، کسی ایک نسل ہی کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لیے رحمت کا نمونہ ہے۔ یہ صنف بین کر کے قرآن نے ایک کسوٹی بنادے جو اسے گردی ہے۔ اس پر ہم اس ظہور کی مادی صداقتوں پر گم نہ ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ فی الحقیقت تمام نیر و منار کے لیے رحمت کا نمونہ ثابت ہو اسے قرآن کی سہاٹی میں کوئی شک نہیں۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر سچائی۔ نے قرآن کا ساتھ نہیں دیا۔ ہمارا فرض ہے کہ حقیقت کا اعتراف حقیقت کے لیے کریں۔ یہ پہاڑ آسمان کی جڑوں اور بے دم پہاڑ جہاں پانی پائے۔ جو قرآن کی غریبی غرض، مقصد اور اس سے منزہ، ہر طرح کی خود پرستانہ فہم و ادراک سے پاک نہ کہ کوہِ مہمان حقیقت کی مداخلت سے دور ہے۔ اور وہ صرف حقیقت ہی کی شہادت ہے۔ کہ ان دھڑکتے ہیں۔

تاریخ کا فیصلہ | جہل و تصب سے ہمیشہ اعلیٰ حیثیت کی راہ رو گئی رہی ہے، لیکن روگ نہیں سکی۔ اس کے تاریخی فیصلے میں ہم تاریخ کا سچا ورنگائی دیکھیں یا کہ آخر تسلیم کرنا پڑے۔ ضروری ہے کہ فیصلہ دہی کی رہائی سناہلے ہو ایک معتقد کی طرف سے بلکہ ایک محدث کی طرف عالم انسانیت کے ایک ایک گوشے سے شہادت طلب کی جائے۔ انکس سچے کہ اس وقت تک کہ اس کی کوشش ایسی نہیں کی گئی، اگر اس کو سچا پہلی حیثیت سے دیکھ بھی جائے۔ ہم نے یہ مقدمہ اختیار نہیں اس کی کوشش کی ہے اور ایک خاص باب کا موضوع بحث ہی مسئلہ ہے، یہاں اپنی تفصیل کی گنجائش نہیں اور اعتدال منہج دعا نہیں، اس لیے مجبوراً حکم روگ لینا پڑا ہے۔ (سورۃ انبیاء کا ماحشر) | ابرو دھوئے اور شاور پانی کو زمین | حبیب زمین پانی جی جی ہے تو رہت اسوالت والا اور ملہائی رہا آتے، جب انسان

صلوٰۃ و نماز و صلاۃ الا رحمۃ للعالمین۔ اور اسے پیغمبر کے لئے بھیجا اگر اس سے کہ پانی (سورۃ انبیاء و صلاۃ) کائنات کے لیے رحمت کا نمونہ ہو۔

اپنی قزاق کے لیے قتل قرار دیتا ہے تو وہ عوام میں کوئی گتہ نہ بنا سکتا ہے۔ جب لشکر سانی کے آثار چھا ہاتھ ہیں تو آسمان پر رحمت کی برساتیں پھیل جاتی ہیں۔

اللّٰهُ الَّذِي يُوسِّلُ الْبَرْقَ فَيُتَوَلَّى سَعْدًا فَيَقْبَلُهُ
فِي السَّحَابِ كَيْفَ يَشَاءُ لَكُمْ مِنْهُ مُبْتَغَاتُ فَنُفِثَ فِي
الْأَفْئِدَةِ مِنْ غَيْظِهِ مِنْ طَلِقَةٍ ۖ بَاقًا لِّلْمَنَابِقِ ۖ بِمِزَانٍ
نَّيْضًا مِّنْ يَّخْلُوعٍ ۖ وَإِذَا هُمْ فِي كَيْفٍ مِّنْ يَّخْلُوعٍ ۖ

وہ خود ہی تو جتے ہو کر ان کو بھیجتا ہے۔ ہوائیں بادلوں کو اپنی جگہ سے
اجہاد کی ہیں اور میں طرح اس کی مرضی نے انتقام کر دیا ہے۔ پھر ان قضا
ہیں پھیل جاتے ہیں یہیں تم دیکھتے ہو کہ ان کے اندر سے ہیز برستے غلبہ
اور تمام زمین سرسبز بناداد اب ہر جاتی جگہ ہر جگہ ہوا چلتے بندہ پر
نہاارش سے امیر جس جو گئے تھے۔ اپنی برساتی کا ہے احوال کا کیا ہر
علم ہر کو مشایاں سناتے گئے ہیں۔

قدرتی مشالوں کی حکمت

اللہ کی تمام مشالیں اور مثالیں جو وہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے لکھتا ہے، بیشک عام اور قدرتی مظاہر سے ہمیں نہ کہنی ہیں نہ گزینی کی ہر خلقی ان کی تصدیق کر سکے اور ان سے انسانی حاصل کر سکے۔ وہ ایسے تغیرات و حالات اور غیر فطری و مستحالی چیزوں کا ذکر نہیں کرتے جن کو دیکھنے اور سمجھنے کے لیے کسی خاص طریقہ کی زندگی و خاص طریقہ کے علم اور خاص فن کے گروہ پیش کی ضرورت ہو، بلکہ اس کی ہر تعلیم ایسی عام اور خاص فطری حالت سے مشتق ہوتی ہے، جس کو کسی کو جنگل کا ایک پر ۱۱ اور جنم ۱۲ بادلوں کا تفسیر و دروں کیمن اثر کے ساتھ خدا کی سچائی کو پہنچ سکے ہیں۔ پس اگر تم نے نفس و حکمت میں چڑھا، اگر تم نے اجرام سماویہ کے دیکھنے کے لیے کسی دوسرے طریقے کی جستجو کی، میں نہیں پائی، اگر تم کو مادہ کے خواص کا تجربہ نہیں، اگر تم کسی دارالعلوم کے اندر ہوں تک نہیں رہے، اگر تم صوفی ہو، اگر تم سادوں کی چریوں پر گزشتہ نہیں ہو، اگر پورن کی ایک چھت ہو اور اس کی ایک شکستہ دھاری رہے اور بیٹے کے بیٹے تمہارے جتنے ہیں اتنی ہے اور اس طریقہ میں جلتے کر اپنے خدا کو آسمان کے عجیب و غریب ستاروں کے اندر کیوں کر دیکھو اور اس کے سن و بجائی کو خاص و نزات خلقت کی آمیزش و آمیزش کے آثار کو کون کون سا نام تم انسان جو ہم کو روح دی گئی ہے اور تم کو زمین پر بیٹھے ہو، تم آسمان کی ہر ہلکے اندر، بادلوں کے ہر غلغلے کے اندر، ہواؤں کے ہر جھونکے کے اندر، باران و دھند کے ہر قطرے کے اندر، اپنے خداوندی و لہجہ کو، اس کی حکمت و قدرت کو، اس کی رافت و رحمت کو، اس کے پیکر و عبادت کو دیکھ سکتے ہو، اور اسے پا سکتے ہو، تم میں سے کون ہے جس نے امید و ایم کی نظروں سے کبھی آسمان کو نہیں دیکھا اور اس کی تاثیرات کی چمک اندر بادلوں کی گھٹنے کے اندر اپنی کھوئی ہوئی امید کو نہیں دیکھا؟

فَوَجَّهْ إِنِّي بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلِيمٌ ۖ
الَّذِينَ هُمْ عَنْ عِلْمِهِ إِذَا هُمْ يَخْلُفُونَ

اور قدرت! میں کی ایک بڑی مثال یہ ہے کہ جب زمین یا کسی جہاں ہے اور خلقت سانی
کے آثار ہر طرف چھا ہاتھ ہیں تو وہ آسمان پر ہارش کی علامتیں پیدا کر دیتا ہے اور

تم ایسا ہی رہو جس سے انھیں دیکھنے نہ پڑے۔

موت کے بعد زندگی | ہر دو کوں ہے کہ جب تم اور تمہاری شہزادہ زمین پانی کے ایک ایک قطرے کے لیے
ترس جاتی ہے۔ خاک کا ایک ایک ذرہ رحمت و نوحہ کے لیے ہے قرار جو ہر آسمانے گڑا اور
اپنی بے خود اور حرکت میں آفتاب کے آفتاب سے سے قریب تر بھاڑتا ہے۔ اس کی تمام کائنات ہلکات اپنا حسن و ہمان
فطری کھینچتی ہے۔ یہ تو اپنے گھرنسوں میں اُنسیاں و خوش میں ہر انسان گروں میں پانی کے لیے ماکرت اور ہر دم آسمان
کی گرم و خشک فضا کی طرف مایوسی کی نگاہیں اٹھاتا ہے۔ تو وہ اپنی محبت و درپوشی کے نقاب میں کوسہے اور مایوسی
کے جدا ایک کا۔ ہر آدمی کے ہر ذرہ کا رحمت کے بعد زندگی کو پیام زمین کے ایک ایک ذرہ و ملک پہنچا دیتا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُمْسِكَ السَّمَاءَ تَحْتَ أَكُفِّ يَدَيْهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْ يَعْقِلُ
یہ آیتوں میں سے ہے کہ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین پر رحمت کے
بعد زندگی جاری کر دیتا ہے۔ یہاں رحمت اس کی سس
نور میں حجابان کھڑے ہیں کہ یہ ہی نشانیاں رکھی

(۱۰، ۷۳)

نہایت رحمت اس کی سس
نور میں حجابان کھڑے ہیں کہ یہ ہی نشانیاں رکھی
تھی ہیں۔

روح کی پیاس پس اندول کی بھوک | یہ وہ نظام ہی ہے جو دروازہ عالم نے انسان کے جسم کی خدا کے لیے
کیا ہے، پھر کیا اس نے انسانی کی روح کے لیے کچھ نہ کیا ہو گا؟ وہ
دہا اور ابابو زمین کی بکاد میں کر سے پانی دیتا اور ہر کچھ کے لیے قیامی دیکھ کر سے خدا کو نشا ہے، کیا سرزمین دلتا دمنی کا
تشنہ کے لیے کچھ نہیں کرتا اور دل کی بھوک کے لیے اس کے نواہن میں کوئی نعمت نہیں؟

ہاں کہ اس کی رحمت زمین کی بھوک کو خشک نہیں دیکھ سکتی اور درختوں کی ٹہنیوں کو نہ سبز تپوں اور شہر چھوڑ کر
کریا پیش سے محروم نہیں رکھتا، کیا روح انسانی کو فاکت و بربادی کے لیے چھوڑ دے گا اور عالم انسانیت کا مہر جابجا سے
کوشش کئے گا؟ وہ دہا، اٹھیں جو تمہارے جسم کو خدا سے رحمت سے بچاؤ نہ لگے کہ تمہاری روح کو ہدایت
دے کہ نہایت سے بچاؤ ہے۔

جب تھوڑے سے رحمت سنی علیہ السلام سے پوچھا کہ

فَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُمْسِكَ السَّمَاءَ تَحْتَ أَكُفِّ يَدَيْهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّمَنْ يَعْقِلُ (۱۰، ۷۳)

اور رحمت سنی علیہ السلام نے اپنے دہا علیہ السلام کی رحمت کی دہا علیہ السلام کی فطری بھی چند
ظہور میں فرمادی:

دعوت الہی کی عالمگیر غرور

عام جنابیت کی فطرت سے روحانی کلاںک: ایسا ہی انقلاب عظیم تھا جس نے چھٹی صدی عیسوی میں
 ظاہر ہوا۔ اور دعوت الہی کی بددلیوں کی ایک ناقص تر و تخی نہیں کے نبیوں عام سے تمام
 کائنات میں گھر گھر کی جہالت سے روحانی اور زمین کی فطرت سے مایوس اور غور و خوض کی بددلی کا دور ہمیشہ کے لیے
 ختم ہو گیا۔ اور خداوند قدوس جس نے دنیا کی چٹائیوں پر کھانا کھا کر اپنی خدمت کی بددلیوں کے اندر کائناتیں بھینس کے
 ساتھ آؤں گا اور جس عزاداروں کے ساتھ میرے باہر مہول الہی کی نمود ہوگی اسو باہر خروہ دیا جائے اور غور و خوض
 کی چٹائیوں پر اس کے ابرکرم کی نمودیں پھنسے گی۔

یہ دہلیز: الہی کی نگاہ تھی۔ یہ غریبیت و بانی کے ارتداد کا مرکز غری تھا۔ یہ سلسلہ تریل۔ رسل و انبیا و رحمت کا
 اعتبار تھا۔ یہ سات جہری کا قہری پیام تھا۔ یہ وقت و مہلت کی آخری کشش تھی۔ یہ امت مسلمہ کے نمود کا پسند
 وہ تھا اور یہ عظمت ختم امر مسلمین و مؤمنین محمد بن عبد اللہ کی ولادت با سعادت تھی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ وسلم
 یہی واقعہ ولادت نبوی ہے نہ رحمت۔ مسلمہ کے نمود کا پسند وہ تھا اور یہی واقعہ لاول ہے، جس میں اس
 امت مسلمہ کی بنیاد پڑی اپنے تمام عالم کی ہدایت و سعادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ برگزینان جہالت کی ہدایت
 کا پسند تھا۔ یہ عرب کی ترقی و ترقی کے بانی کی پیدائش تھی۔ یہ مہلت و مہلت کی مہلتوں کا اعلان تھا۔ یہ امت میں
 رحمت و سعادت و سکون کی ہدایت کی ولادت تھی میرا کہ ہمیشہ میرا ہے اور میرا کہہ کر دنیا کی تمام تباہی کا انتہائی مرکز ہے
 بعد یہ عالم کی بانی ہدایت کا یوم میلاد تھا۔ یہ دنیا کی ترقی و ترقی کے بانی کی پیدائش تھی۔ یہ مرکز و مرکز کی سعادت
 کا نمود تھا۔ یہ نوع انسانی کے شرف و احترام کا تمام عالم تھا۔ یہ انسانوں کی ہدایت و سعادت کی بددلیوں اور
 سکون کی فطرت کا نہیں بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالمگیر ہدایت کے عرش و عرش ہدایت کی آنکھوں اور الہی نمود تھی۔
 پس میں وہی صیب سے بڑھتا ہوں کہ کسی دن کے اندر دنیا کی صیب سے جڑی پڑی عالم ہوتی، اس کی یاد
 و توحش سے وہ ہمیشہ دور و انسانیت سے، کچھ دو تمام کرنا یعنی کی ایک عالم ہر شے کی عظمت ہے جس کو وہ اس
 وقت تک میں جھلا سکتی صیب تک اسے چاہی اور کسی کی عزت ہے اور یہ تک اس کی زمین اپنی زندگی و رہت
 کے لیے ہر وقت و سعادت کی محتاج ہے۔

دنیا کی بڑیاں اور ان کے نتیجے
 دنیا کی بڑیاں بڑے بڑے نفعات ہوتے ہیں۔ یہ انقلابات خاص انسانوں
 کے وجود سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ان انسانوں کی پیدائش کے
 ایام بھی دنیا غفلت کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے۔ اور اس اعتبار سے اس کی یادگاروں کی غور و خوض کی ضرورت
 اس میں پادشاہوں کے نور و شرف و عظمت کی فطرت میں ہے، فاطمہ کی جیسے پادشاہوں کی عبادت کا سب سے سچا سالادوں کے
 نہ کہ بڑی ہیبت ہے۔ سکون کی محنتوں اور دلائل اس کے دلائل میں، فلاسفہ و علم و مہارت کے غرائز میں،

مشاعروں کی عیادتیں ہیں، وہیں پختوں کے مراعات ہیں، تو ہی شیرواؤں کو بھی دانیوں کی جانتا ہوں اور صرف و شہر کی دستاویزی ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ دنیا اگر اپنی عظمت کے اصلی دن کو یاد رکھتا ہے تو اس میں سے کسے یاد رکھے؟ ان میں سے کون سے ہیں نے دنیا کو سب سے بڑی چیز وی سب سے تکرار وہ بھی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس کی یاد کو یاد کرے۔

ادولہ العزم شاہنشاہ آؤ، ہم سب سے پہلے بڑے بڑے اور اعزہ شہنشاہوں کو دیکھیں جنہوں نے دنیا کے بڑے بڑے دھرموں کو ترک کر کے شیعہ بن کر رہا اور ایسے عجیب و غریب ایوانوں اور عمارتوں میں بستے، جن کی دیواریں اور چھتیں چاندی سے بنی اور سبز و زرد سے بنائی گئی تھیں۔ انہوں نے بہت زیادہ مالی و متاع جمع کیا، ان کے پاس جسے جسے بہت سے آلات خودی تھے اور ان کی اعلیٰ دہلی میں انسانوں کا سب سے بڑا گھر تھا۔ پس ان کی عیادتیں کے واقعہ کو بھی سب سے زیادہ عظیم نشان اور ناقابل فراموش قرار دیا جائے۔

لیکن اگر یاد ان کی عیادتیں کو یاد رکھنے تو بلاشبہ دنیا کے لیے انہوں نے کیا کیا؟ ان کی عمرات بہت وسیع تھیں اور ان کی دودھ و دلت جو انہوں نے زمین کے کشتیوں کو اچھا کر رکھی تھی، بڑے بڑے دھرموں و دھرموں کے اندر آتی تھی لیکن دنیا کو اس سے کیا کار دنیا کی گروہ ان کی یاد کے کسے؟ اگر وہ بہت بڑے تھے، تو اس کو بڑوں کو انہوں نے سب سے زیادہ نہیں کو یاد کیا، سب سے زیادہ اس کی آبادیوں کو اچھا کیا، سب سے زیادہ عمارتوں کی عمارتیں بنائیں اور سب سے زیادہ عمارتوں کے گھر میں اپنی عمارتوں کی عظمت کا طوق ڈالا۔ پھر کیا دنیا اپنی دیواروں کی حسن و عظمت، اور عمارتوں کی عظمت کے ناپاک و فاسد کرنا دیکھے؟ ان کی اہمیت نے یہ عظمت پھیلانی تھی، ان کی عیادتیں کی خیریت پر خوشیاں منانے؟

سکندر اور دوسرے فاتح سکندر، دنیا سے تمام کا سب سے بڑا فاتح تھا، جس نے ہندوؤں کو دنیا سے اپنے تخت کی یاد بوجھا دی، دنیا کی عیادتیں کیا ہیں۔ لیکن دنیا اگر اس کی عیادتیں کو یاد رکھے تو یہ دن کین و انعامات کی یاد بوجھا دی، دنیا کی عیادتیں کی عظمتوں کا ایک ہیست بڑا سرمایہ ہو گا، جو اسے اپنے تخت سے گا۔

دنیا میں جس قدر بادشاہ ہیں، ان کے ذہن کی عظمت کا نام کا ناموں کا حاصل معلوم کرنا چاہو، تو اس کے ساتھ کہ بڑے بڑے بادشاہ تھے، اتنے ہی زیادہ انسانوں کو غلام بنائے دے گئے، اتنے ہی زیادہ ان کی فطرتی قوتوں کے پیچھے پڑ گئے، اتنے ہی زیادہ ان کی قدرتی حرکت و فکر کے لیے زنجیر تھے اور اتنے ہی زیادہ خدا کی عطا کردہ بہت عمارتوں انسان کے نوعی شرف و احترام کے لیے ان کے اندر بوجھوں اور ہاتھوں کی حرکت تھی، جس کا جو خود دنیا کے لیے ایک دھم تھا، وہیں کی باتیں اپنی گم شدہ و غفلتوں کو بھانپ سکتی ہے؟

سمت و ہیئت پر دعویٰ۔ دو انسانی علم و عمل کی تمام شناختوں کو ایک دہکتی کھل نہ کر سکتی تھی۔ اطوار نے صلوات و اعمال کی کوئی بھی نظم و ترتیب پیدا نہیں کی اور انہیں، رہنے تمدن کی شناخت اور پیدا کرنے کو ذرا ہی مائل نہ تھے۔ چونکہ ادیب ہم سنہ کوہ ارضی کو علم و تمدن کا ایک سربراہ دیا ہے۔ پس گزشتہ تمدنوں کی انسانی سے موجودہ تمدن کی ناکامی پر افسوس دل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اور اسی طرح کے دعوے تھے جس سے موجودہ تمدن کی فضا بھر گئی تھی اور جن کے ذہن نے انسان کی کامیابیات کا کوئی سب سے بڑی طاقت موجودہ تمدن کی ہے۔ وہ ان کے سب سے بڑا امر تھا ہے۔

مقدہ شکریہ وافی، انفسہم و عشوا شوق، تکیو۔ بلاشبہ، غرض نے یہ کہہ کر اپنے خود بڑا اگھڑ پیرا کیا اور (فرقان: ۱۱) بڑی نکتہ دہی کے سرکشی کی

اپنے ہاتھوں گھر برباد کرنے والے |
اسی تم کو کہہ کر دیا اپنے احباب کا سر جھکانے کے لیے جب تمدن کے
ان سب سے بڑے مفروضات کی طرف جاتی ہے، تو اسے کیا
دوب ملتا ہے۔

آج تمدن کے دیباچہ نگاروں کا غور نہت ہے، پھر دگر دیا گیا ہے، خدا کا وہ زبردست اور بے پناہ ہاتھ جو قوم خود و عباد، اور بڑی بڑی کج رویوں اور بڑے بڑے غریبوں و اموں کو سزا دست چکا تھا، اپنے دیوان اور ہونہار کی آتشیں ایک دھلا دے ہے۔ تم پر وہ کی موجودہ چنگل، انسان اور اس کے باہمی قتل و غارتگری پر پارہیوں کی درخت نہیں بلکہ انسانوں کی طرح نظر آتا اور دیکھو کہ یہ کیا ہے جو تمہارے سامنے برہا ہے؟ یہ تمدن اور دھشت کی پیکار نہیں، یہ علم اور ہنر کی کشمکش نہیں، یہ تمدن ہے جو تمدن سے ملکر بنا ہے، یہ علم ہے جو علم کو ترقی کر رہا ہے۔ یہ معاشرت ہے جو معاشرت کو یکس دہی ہے، یہ دیباچہ کا مفروضہ شیطانی ہے، اگر ایسا ہی کے شیطان میں کوئس رہا ہے، اور اسی علم و تمدن کا گھٹنا ہی ہے جو تمدن کے گھٹنے کو درخیز و درخیز پائش پائش کر رہا ہے۔

و غرض جو بیوقوف باہد یہیم، اپنے تمدن کو رو اپنے ہاتھوں ہی سے زباڑ رہے۔

(۱۲۰۷۹) جی۔

ملیہ یہ متاثر پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴-۱۹۱۸) کے دوران میں لکھا گیا تھا۔ دوسری عالمی جنگ (۱۹۳۹-۱۹۴۵) نے اس کے مصائب کی مزید تصدیق کر دی۔ عمار خود، افروغ اور بزدل اور دوسرے سرکش مختلف طریقوں سے فتنے کے ٹکڑے اتر گئے۔ بے چارہ دوست و ہمسایہ کی جرم لاک آہستہ عالمی جنگوں کی شکل میں مضبوط ہو گیا وہ بھی تو ہر حال و دلیہ ہی عذاب تھے جس طرح تو میں نے مختلف اوقات و ادوار میں نازل ہو چکے تھے۔ کیا اہل عالم سب اپنے اپنے گھر بنا دیکھے؟ ہٹلر، سٹالین، چرچ، دوسرے لوگ ایک دوسرے کا فوٹو مٹا دینے کے لیے ہر ممکن جو ذریعہ دیکھتے رہے۔

بوسہ لگ سکیں دنیا ان انسانوں کو یاد رکھنا چاہی جسے بدعتوں کے پادشہ تھے، مگر کے ذریعہ راسخ اور ایمان
مناہت کے دھماکے، تو تم اس کا زہر کھلاؤ اور اسے آج پرہیز کے بن میدان کے ساتھ لے جا کر کھڑ کر دو
جہاں تھن و علم کا تختہ حکومت مہمل آگے نذر لو کی بیرون اور دوسریں اور نہری جیسوں کی مسموم نفس کے نذر بچھا یا
گیا ہے دروسا راجا تھن کے گھنڈروں اس کے مسدود خون کی ندیوں اور انسانوں کی تڑپتی جڑی دھنوں کے خودوں
پر اس کے سنہری ستون حکومت نصب کیے گئے ہیں، پھر اسی سے کہو کہ وہ اپنی احسان مندی اور مشکند لڑائی کے لیے
ان عظیم شان انسانوں میں سے کسی کی جڑائی کو چھانٹ رہے، جو آج گیہوں اور بو کے لیے روتے ہیں کیونکہ ہم اس
لڑ کے لئے آتے اور پانی کو مغرور جزائیں بدل دیتے کا علم ان کے لیے کچھ کام نہ آیا۔

کس کی یاد و منائیں؟ | دولین میں سے کس کو اپنی پرستش اور یاد کے لیے جتنے کی؟ کیا وہ اس سب سے بڑے
فلسفی کی یاد کرے گی، جو چارویں صدی عیسوی میں آیا اور اس نے تجربے کی دھمکوں

جس زمانہ کے انسانوں کو ہلاکت اور غریزی کے سب سے زیادہ دھوکہ پاشی آفات تک پہنچا دیا، وہ کیمسٹری کے
دھوکہ باز یاد کرے گی جس پر وہ تھن کو سب سے زیادہ تانہ ہے اور جس نے اتنی نہری جیسوں سے اپنے
منکسہم اور پھیل اور ایسے جیسے پتہ مرکبات بنا دیے ہیں کہ آگے انسانی جماعتیں باطل جہنم میں بہا جاتی ہیں اور بھٹوں
کے اندر جڑی جڑی آراواں موت کی لعنت سے جبرماتی ہیں؟ اچھا، انجیل کی عاقبت کے ٹھونڈ کو بلاؤ، اس میں
جڑائی کی جیسے جیسے میں نے جہاں کی غیر مسلم طاقت کو انسان کے تابع کر دیا، لیکن آؤ، وہ اس دنیا کے لیے کیا کر
جو موت کی نہیں، بلکہ زندگی کی بھوک ہے اور جو یہی ہے کہ جہاں کے شیطان ہیں کے اندر وہ سب سے بڑی ہے پتہ
جائزہ ہے، جن نے آج جنگ کے میدان میں جیتنے جیتنے اور مختلف صورتوں کے اندر موت کی سب سے
بڑی جھٹکا بنا دی ہے اور تمام انسانی علم و دھماکے ان کے ہمارے لیے بیکار ہے؟

پھر کیا دنیا تھن و علم کے ان مغرور باپوں کے پینٹیشن پر خوشیاں منائے جنہوں نے اس کی موت اور ہلاکت
کے لیے تو سب کچھ کیا، پر اس کے امن و سلامتی اور سادات اہمایت کے لیے کچھ نہ کر سکے؟ ان کے پاس انسان کے
اٹنے، سمجھنے کے، نذر جہنم کے، لیکن کو تباہی میں کرنے، جو اس کے قریب اور ازراعت کو اپنے نامہ و پیام کا سفیر بنانے
اور دھوکہ دینے والے باپوں اور جڑی تیزی سے پھلنے والی سداویس کے لیے تو بڑا ذخیرہ ہے، لیکن انسان کو نیک
اور راست باز بنانے، نہ کہ کی بدعت و عداوت سے فریق کر سوز کرنے، امن اور راحت کی پادشاہت کے تمام فریضے
ظہور و نذرانہ کے بیچ سے فریق کو صاف کرنے، طاقت و حکم کے جبر سے طاقت بردار بنانی، جو پادشاہت اور انسانوں کو
درتوں اور دھماکوں کی طرح نہیں، بلکہ انسانوں کی عزت و سادہ کے لیے کچھ بھی نہیں۔

حِجۃُ التَّلَاعُلِینِ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً تَفْعَلِينَ

— (۲) —

قرآن حکیم کا درس حکمت | تم نے بادشہ کے دوست کی، کنوئں کی طرح دوست کر اور مجرموں کی حرکتوں کی جھڑپ متش کی ہے اور مذہب کی تعلیمات کی جیسے آرائی ہے کہ وہ "خفت" "خفت" کہتا ہے، مگر بادشہ کی حرکت دیکھ کر کہے ہیں کہ میں بتانا کیسے شاید تم آج قرآن حکیم کی دس آیت کو کچھ سکھو جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ اس کی بدولت آخری زمانے کے فتنے سے بچا جائے گا،

قُلْ هُوَ الَّذِي يُخَوِّضُ الْفُلُوفَ الْخَسِرِينَ أَفَسَاءَ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْهُ
فِي الْغَيُوتِ لَا يَأْتِيهِمْ يَنْصُرُونَ أَفَسَاءَ الَّذِينَ يَضِلُّونَ
عَنْهُ أَفَسَاءَ الَّذِينَ يَضِلُّونَ كَلِمَاتُ الْبَاقِ
وَلَقَدْ أَتَيْنَاهُمْ نَجْدًا فَجَعَلْنَا أَعْيُنَهُمْ تَلَافُظًا فَهَلْ يَنْصُرُونَ
يَوْمَ الْفَيْصَةِ وَرَبَّنَا

(دکھت: ۳ - ۱۰۳)

تم کو بتاؤں کہ سب سے زیادہ ناکام و نامزد کام کرنے والے
کون ہیں وہ جن کی تمام قوتیں عزت و باریکی زندگی سزاویہ
تجلیں کھو گئی ہیں اور جو حقیقت سے ان میں یہ جھوٹ پیدا کر دیا
کہ یہ سب سزاویہ کام کر رہے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے
ہزاروں سالوں کے بعد اس کے بعد واپس لوٹنے سے انکار کیا
ہے ان کے سامنے کلام الہی کے لئے اور قیامت کے دن
انہیں کوئی دوسرا نصیب نہ ہوگا۔

دوسری جگہ اور اس کفر کے احوال یہ بتا دے

يَعْلَمُونَ كَذِبًا وَقَدْ أَلْهَوْا الَّذِي تَنَادَوْنَهُمْ عَنِ
الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ (روم: ۷۰)

آخرت سے متغیر وہ نہیں کہ دنیا اور دنیا کے احوال کو کہہ دیے جائیں، بلکہ اس کی عقلی تفسیر جو سب کی موجودہ زندگی
کا سمجھنا جس نے اپنے نہیں مرید و پیروں کے لیے وقف کر دیا اور اس کے گمراہ ہیں وہ اللہ اور اس کے رشتے کے لیے
کوئی وقت اور گمراہی نہ ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے دو چیز تو حاصل کر لی، جس کا نام تعین لکھا گیا ہے، لیکن وہ شے
حاصل نہ کر سکی جو انسان کے لیے امن و جنت کی راہ اور اسلام و سعادت لکھی کی مراط مستقیم ہے۔

خدا کے پاک رسول | کہہ سکتے ہیں کہ یہ ان انسانوں کا حال ہے، جن کی بڑا لیاں عزت و جاہ و مال کے لئے وہ نہیں

لیکن مگر دنیا کے بندے ان کی پیدائش کو یاد میں کوئی تسکین اور رحمت نہیں خود ان تمام معصومین سے باہر کا ہے نہ اور دنیا کے راستہ بڑے مذہبوں کے واسطے ہیں پناہ سے گی۔ اور یقیناً مذہب کی عظمتوں کا نظام کو کھسکے گا۔ اور خدا کے رسولوں اور اس کے پاک پیغمبروں کے پیامبروں کو ذمہ داری ملے گی۔

اے اگر دنیا بیکار سے توفیقِ حقانیت اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو گا۔ اس کے واسطے وہانی ورد اور بے قراریاں کیجیے تاکہ اور راستہ کی ایک حیات بخش کھدائی ہوگی اور وہ بلا مشہد سزا منقسم ہو جائے گی۔ قرآن مجید نے بھی اس کے دکھاوا میں وہی پڑا ہے اور جب کہ وہ پادشاہوں، توحید پیشروان، کافروں اور علم انا رب کے بعد کے بعد کے معجزات کے واسطے خود بھی مٹی ہوئی تھی تو اسے رحمت کی کہ وہ چھائی کے برسوں اور خدا کے واسطے کی داد اختیار کر سنے اور انہی کی زندگی کو دینا نصیب اس میں پائے۔

احمد نالہ الصلوات المستغیر، ص ۱۸۱ تا ۱۸۲
نہاں آج جس پر اس مستغیر پڑا۔ وہ عوام مستغیر ہو کر رہے
انصاف منہم۔ (سورۃ نوحہ)
نیواں اور جی، تیس دن، عمارت بندوں کی راہ ہے۔
لیکن دیکھنا کہ ہندو اس میدان میں بھی آکر وہ کن سی زندگی ہے۔ میں کے اعمال و محنت کے اندر ان کو پیامبر، میں
وہ مدت مل سکتا ہے؟

دنیا میں توحید پرستوں کے مذہب مرجع ہیں، اور علم الاقوام کی تقسیم کے معیار، و خصوص میں مشتمل کیے جاسکتے ہیں۔ ایک سیدھا سنی، دینی، مسلمان ہے، جس کے مذہب، دینی اور سنی قومیں اپنے آپ میں قائم ہیں۔
اور اگرچہ یہ سلسلہ ہے، اس میں نہ کوئی فرقہ اور ہندوستان کے تمام دھرم و ایمان مذہب و ایمان ہیں۔

حضرت مولیٰ علیہ السلام
پھر دنیا کے لیے اگر سب سے بڑا رسولی مذہب کی تاسیس کیا ہے، اور وہ حضرت مولیٰ علیہ السلام کی زندگی، ان کی پیدائش کو سب سے بڑا اور قدردار دے گی، لیکن اگر میں نے اس کا پانا یا تو اسے یہ سمجھنے کا حق حاصل ہے کہ شریعت موسیٰ علیہ السلام کے اعمال و بات مقدس کا سب سے بڑا اور نامور ہے کہ انھوں نے صبر کی ایک جاہد و خدا پرست کی پیروی کی ہے، مستعدا سے بنی اسرائیل کو نکالتے ہوئے اور اسے نالہ کی نالہ کی سے نکال کر ہر دشمنیت کے لیے سب سے بڑی نالہ کی ہے، حکومت اور اس عزت کی عمارت تک پہنچا دیا۔

جو مشہور معجزات نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی شکل کے لیے بڑا ہی مقدس جہاد کیا اور یہ ان کا بڑا کارنامہ اور ہندوستان ہے، جس کی بنا کہ تقدیر کی پناہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ انھوں نے تمام دیانت سے کیا کیا؟ دنیا عرب بنی اسرائیل ہی کا نام نہیں۔ خود انہی عورت کی زنجیریں عورت بنی اسرائیل ہی کے پاؤں میں نہیں تھیں، بلکہ کہہ دیجئے کہ تمام ان کے پاؤں اس کے بوجھ سے زخمی تھے۔ پس دنیا کے بیٹے ہی کو تو محبوب کر سکتی ہے، عورت

فرعون کی ڈلی ہوئی زنجیریں بن ڈھالیں۔ مگر ایسا نہ تھا۔ فرعون کے تخت ٹوٹا۔ اسے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی۔ مگر فرعون ناخوش نہ ہو بلکہ کسی کی آواز نہ دی۔

فرعون صاحب سے: اسرائیلی مذہب مسیحی تحریک کا جسے یحییٰ مسیحی دولت کی تعلیم لایا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام

ماٹھے۔ اس کے علاوہ مسیحیت سے غروب آج میں جو کچھ کہیں کی ہو اسے حضرت مسیح کے نام سے تو نہیں کر سکتے، حضرت مسیح نے کہا کہ میں صرف تورات کو قائم کر سکتا تھا۔ اگر کوئی نئی وحدت نہیں لایا اسی ۱۵۱۷ء میں مسیح کے تعریف کی پراشیں صرف بنی اسرائیل کی صلاح تک محدود رہے۔ نیز انھوں نے غیر قوموں میں منادی کر کے سے، وہ کاتھولک، پروٹسٹنٹ، اور اپنی زمینوں میں اپنی تعلیم کے اسرائیل کے گھر سے ملے ہی محدود رکھا۔ پس وہ اس انھوں نے جو کچھ بدست کرنا چاہی وہ بھی بنی اسرائیل کی ایک سچے مشدہ قوم کی تھی: تمام دنیا کے لیے ان کے پاس کچھ تھا۔

یہ زمانہ غمزدہ اس وقت تھا جب کہ روم کی غلامانہ حکومت نے شام کے مقدس مغربوں کو دو ٹوٹا دیا تھا اور بہت پرستشوں کی بنا پر مسیح کے گھر میں دنیا کے جسے جینے کا اپنا نام بنا کے پوسے تھیں، لیکن انھوں نے نہ تو اس نظم و ضبط کے متعلق کچھ اذیت نہ اس سے کچھ نہیں کیا۔

مسیحی قومیں اور تعلیم مسیح

پہلی صدی مسیح کے بعد میں خود مسیحی قومیں دنیا میں آباد ہوئیں، ان کو حضرت مسیح کی تعلیم و وحدت سے کچھ تعلق تھا اور وہ سرکاریوں کے ایک تعلیم یافتہ یروسی پوس کے مذہب کی پراشیں۔ روم نے تمام ممالک میں مسیح کے مذہب کے لغات غیر اسرائیلی انسانوں کو پتہ چلا دیا شروع کیا اور اس طرح روم و یونان کے مختلف جزیروں اور دیہاتوں میں ایک نیا گمراہ پیدا کر لیا پس اگر دنیا حضرت مسیح کی طرف جھکا چاہے گی، تو دنیا کو ان کے کارنامہ حیات کے لیے بظلمت لیکر چھوڑ دیا۔ اچھے آئے گی اس کے اندر ان کے تربیت یافتہ مادیوں کے اعمال نظر آتے تھے ہیں اور یہ چند سال فضائی و مادی اسباق کا کیسا ہی محدود نمونہ پیش کریں، لیکن ان میں دنیا کے لیے کوئی نظام نجات نہیں۔

چھ سو سے بھی پہلے فکر کرو۔ نتائج کی بحث بعد کو آئے گی۔ سب سے پہلے دولت، اعلان، اعداد اور نفس تعلیم کا سوال ہے۔ دنیا حضرت مسیح کی یاد پر گہن کر تباہت کر کے جب کہ خود انھوں نے دنیا کے لیے کچھ نہ کیا بلکہ جیسے اسے ٹھکرایا، محدود کیا، روم کے مادیوں کے ساتھ اس کے مادیوں کو اور اس سے دشتہ رکھنے والوں کو خدا کی پادشاہت کی سربراہی سے محروم چھوڑ دیا حتیٰ کہ ایک آخری نئی اسے دیا۔ فرخندہ اور دنیا، دونوں کی خدمت

نہ غیر قوموں کی طرف دنیا کا محدود مادیوں کے نفسی شہریں داخل ہونا بلکہ اسرائیل کے گھر کی گہن کوئی نئی چیزوں کے پاس پکا دیا۔

عین کر سکتے تھے (مئی ۱۹۲۵ء) "نٹ کا ٹوٹی کے ٹانگے سے نکل جاتا اس سے آسان ہے کہ مدت مند خدا کی پادشاہت میں داخل ہو کر مئی ۱۹۲۳ء

اس سے دو گڑھ کو دے گا اس کی بستر سے بستر قیام جو کر سکتے ہو گے۔ نیز دوسری کی دعوت کی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت تسلیم کرو اور ان تمام قوموں کو جنہوں نے مسیح کے نام پر پیشے کا پانی اپنے اندر چھڑکا، اسی دعوت کا پھل مانو، لیکن پھر بھی کسی کو یکساں کی چڑی تاریخ کا کیا حال ہے!

مسیحیت کی مگرانی
حیثیت تک سیاحت دیا یہ مگر ان وہی نہیں وقت تک سبھی مذہب کا وہی قسط، انسانوں سے اخلاص کرنا اور ادا دہن تک کو سبھی مذہبوں کی غرض سے دینا ہے انحراف نہ کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ وہی وقت تک اس کا دور دنیا کے لیے، دنیا کے علم و تمدن کے لیے، آزادی و وفا کے لیے، انسانیت پر کیزگی کے لیے اور ان سب سے بڑھ کر کہ انسان کی فطری حریت اور عزت انسانیت کے لیے ایک ہر ترین نسلت لیا جس نے جاپا اور ان کیا، سمار کیا، قتل کیا، جیل خانے بھرے، زبانون پر ٹھہری لگائیں، انسانی و مافوق کو مسلط کیا، لیکن انسان اور انسانیت کی راستی و ترقی کے لیے چند لمحوں کا بھی ایک آدمی بیاد نہ کیا۔ مشہور مورخ گیزار سید نے لکھا ہے اور ڈیوڈ ایس بار سے میں ہا سے لیے ہر ترین داری ہیں۔

لیکن میں وقت سے کہ مسیحیت کی قوت سے شکست کھانی تمدن و ترقی و پیش رفت اور منہ و معہ ہو، مذہبی جہادوں اور مذہبی طاقت اور پاپ کے حق تعالیٰ سے یہ پاپ آزاد ہو گیا اس وقت سے چارپ کے سرور و تعون کی بنیاد پڑی اور مسیحی قوموں نے ترقی مند و ترقی کی۔

اگر تو کہتے ہو کہ دنیا کے لیے سب سے بڑی عظمت مسیحی مذہب کے بانی نے ہی، تو قرآن میں کہ بانی ہی نے ہیں مبادی و باطل میں تیار دیا ہے کہ "ورخت اپنے پلے پلے سے پہناتا جاتا ہے" (مرقس ۱۶: ۱۹) پس دنیا اگر سبھی مذہب کی بنیاد ہی کے لئے اپنی خوش کو دھوٹے تو اس کو انسان کے امن و سلامتی اور عظمت کی بددلی و مبادت کی بگڑ قتل و غارت اور ملکیت و غلامی کی یادگار کا پیش منا پڑے گا کیونکہ مسیحیت کے ورخت کا تو یہی پلے پلے ہمارے سامنے ہے۔

پھر کیا دنیا اس کے لیے تیار ہے؟

یہ وہ پلے پلے مسیحیت کے بہت سے مرکز ہیں، کہا ان کی سرگشتی، استوار خود اس کی شکل کرنی ہو، ابتدا سے آج تک عالم انسانیت کے پلے پلے سازگار، قوموں، نگوں، تمدنوں کے لیے سب سے بڑی مسیحیت نہیں ہی رہی، اور ان بھی ہر مسیحیت کا سرچشمہ استوار نہیں جس کی دوسرے ہی عالم عربی غرض ہے، پہلے مسیحیت انعام دینگے، کوئی مشرک استوار نہیں کی ذاتی افواہ کے باعث یہاں ہی آن انجیل نام مسعود میں ہی ملت سے دوچار ہے۔

ہر کچھ تھا، مسیحی اقوام کی تاریخ قدیم کی بنا پر تھا لیکن اگر اس پر گوشہ دو مردوں کے واقعات و نتائج کا بھی
 اٹھا کر دیا جائے جو اقوام روپ کے اعلیٰ تمدن سے وابستہ ہیں تو دنیا کی تاریخ اور زیادہ دل انگیز رہ جائے۔

آریائی نسل کی دعوتیں | اس کے بعد خواہیہ عالم میں آریہ نسلوں کی دعوتیں چار سے ساتھی آتی ہیں، ایک
 انوکھوں کو دنیا کے لیے ان کے پاس بھی کوئی پیام سعادت نہیں، عظیم ارشاد
 گوتم بدھ کی تعلیم دوسرا یا کا حاصل، تھلا جاتا ہے کہ نہلت دنیا کے ساتھ رہ کر حاصل نہیں ہو سکتی، پس دنیا کو جس
 لوگوں نے ٹھکرایا، دنیا ان کے پاس ہا کر گیا کہ حاصل کرے گی؛ پھر اس نے جو کچھ بھی تھلا اور سکھایا ہو، لیکن
 توں اور انھوں کے دائرہ ہی میں اس کی دعوت محدود رہی، ہندوستان میں اسے شکست ملی تو جاپان اور چین میں جا کر
 محدود ہو گئی، پس زمین اپنی اس معیشت کے لیے بدتریں اور کھن میں محدود نہیں، عظیم ارشاد بدھ سے کیا حاصل
 کر سکتی ہے؟

ہندوستان کے مذہبی و فنی تعلیمات اور فن کی پراثر تعلیمات کی تحت سے ہم انکا نہیں کر سکتے، تاہم دنیا
 کے لیے ان کے مانعوں کی غلطی کے اندر کراؤشی ہو سکتی ہے جب کہ کوہ ہمالیہ کی دیوالوں اور دیگر وحش کی طرح
 باہر بھی دیا ہے، مگر ہندوستان کے مذہبی و فنیوں کے طرف ہندوستان کے اندر بھٹے والوں کی گویا بدلتی
 ہو رہی ہیں۔

نجات و سکین کا واحد پیام | پس دنیا اگر اپنی حما کے لیے چین سے ہے تو اس کے لیے راحت
 اور سکین کا پیام صرف ایک ہی ہے اور صرف ایک ہی کی زندگی میں جو
 اس کا ایک تھا ہے اس لیے اس کی شفا کے لیے بھی ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتے، اس کا پروردگار ایک ہے
 جو اپنے ایک ہی آفتاب کو اس کے خشک و تر پر چکاتا اور ایک ہی طرح کی برتری سے اس کے آباد و بے آباد کو شاد
 کرتا ہے۔ اس کی ہدایت و رحمت کا آفتاب بھی ایک ہی ہے اور گرجست سے سارے سن کی روشنی سے اس کا
 ذکر کرتے ہوں گران مس کا کر کو مید وراثت ایک ہی ہے۔

نزدکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا

ذُجَلًا یَسْرَاجًا ذُجَلًا (یسا، ۱۲) | اور ہم نے آسمان کی سراج کے چراغ کو بڑا ہی روشن
 بنایا۔

اور اسی طرح اس کے علو کو بھی "سراج" کہا، جس کی ہدایت و رحمت کی روشنی کرا ارضی کی فطرت کے لیے
 پیام ہے مٹی،

یَا ذُجَلًا شَہِدًا وَنَبِیًّا | اسے غیر اسلام پر نہ کہو کہ اس کے آسمان کی غلامی دین و امانت

ذَکِّرُوا أَنَا رَبُّكُمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَتَوَكَّلُ ۝
 انسانیت کی اختیری چون نہ دلا ، ان کی طرف اسی کے بندوں کو مستعد
 سزا جاتا ہے۔ (احزاب ۳۱، ۳۲) اور دنیا کی تاریکیوں کے لیے جس طرح نروانی بنا کر مہیا۔

کہہ ازل کے لیے آفتاب ہدایت | میں تمام کہہ ازل کی روشنی کے لیے ہی ایک آفتاب جانتے ہیں
 کی عام تصویر کفر کی اندر دیا۔ اپنی تمام تاریکیوں کے لیے وہ ہدایت
 پاسکتی ہے اور اس لیے صرف وہی ایک ہے جس کے طلوع کے پہلے رات کو دنیا کبھی نہیں جلا سکتی اور اگر اس نے جلا دیا
 تو وہ وقت دور نہیں جب اسے کافی مشق و مشق کی گئی کہ اسے جتن چڑھے گا ابدی کو اپنا گنبد امید
 بنا اٹھے گا۔

اسی مقدس پیغمبر نے دیا میں ظاہر کر نہیں کیا کہ میں صرف بنی اسرائیل کو قحطوں کی فلاحی ستارہ تھے
 کیا ہیں ، بلکہ اس نے کہا کہ تمام عالم انسانیت کو غیر انسانی قحطوں سے نجات دلا کر میرا مقصد نور ہے۔ اس نے صرف
 اسرائیل کے گمراہی کے لیے شمع و روشنی سے مشتق نہیں کیا ، بلکہ تمام عالم کی اپنی حلی ہستی پر تعین کی اور ان کی
 دیوار و دو قہر و آبداری کو اعلان کیا۔ اس نے اس خدا کی معجز کی طرف دعوت نہیں دی جو صرف مینا کی چڑیوں ، پھار
 کی گھڑیوں میں ہوتا ہے ، بلکہ اس رب اعلیٰ کی طرف بلایا جو پورے ظلم و ستم کی گہرور و گہر سے اور سب سے تمام
 کائنات عالم کو اپنی طرف جلا رہا ہے۔ ہر کو دنیا بنا سکتا رہتا ہے جس نے تمام عالم کو اپنے کراہی و قہر میں ہم دنیا کی
 بدلہ کرنا میں خدا کے کسی رحمت کو نہیں پاتے جس نے تمام عالم کی ضلالتوں اور تاریکیوں کے نجات اعلان جہاں
 کیا ہے۔

اسی رحمت ایک ہی اعلان ہے جو کائنات و خلقت سے اب تک کیا گیا ہے اور اس سے
 جہاں کے لیے رحمت | اگر دنیا سبوں۔ تو اس امداد میں کام نہیں بلکہ مخلوقات ، انہی کی دین چوری پس
 کام ہے جو کہ ازل کی پیروی پرستی ہے تو وہ جو رحمت کے ہر طرف سے مایوسی کی نظریں بنا کر صرف اس ایک ہی اعلان نام
 کے آگے جھک جائے اور صرف اس کی پیروی ہی کے دی کو اپنی فکر کا سب سے بڑا دین یقین کرے کہ
 فَتَنَّا الَّذِينَ تَلَاؤُا نَزْلَ الْفُرْقَانِ عَلَى الْبَنِي
 ہندو پر افریقہ کی لڑائی کا جادو قحطوں اور ملکوں کی کے لیے نہیں کہہ

(فرقان ۱۱) تمام ملکوں کی خلافت کے لیے ڈرا نہ دلا ہے۔

دنیا میں اندر و جان حق و صداقت کے اعلانات سمجھیں۔ ذکر و یاد ان کو جلا دینے کی تو بہ صرف قحطوں اور
 ملکوں کی سعادت کی فراہمی ہو گی کیونکہ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہ کیا لیکن اگر دیکھ لائیں تو اس نے جلا دیا تو یہ
 تمام کہہ ازل کی نجات کو جلا دینا ہو گا کیونکہ دیکھ لائیں کہ اس کی رحمت کسی ایک سرزمین کے لیے نہیں بلکہ تمام مایوس کیجے تھی۔

ذیاباں : مچ لچھو ملو تم ہوا یہ معنی ایک تہذیب تھی اور مسلمان کی رحمت عامہ کا ایک سرسری مطالعہ لیکن اس کے بعد
اسکی سرائی بارہ سے سائے آتا ہے یہی اس پیدائش تھے ، یا کی تینی اور حاکم مصیبت کے چہ کیا کیا اور انسانییت کی
سمارت و اور تقاسم فہر کی کی کہوں کہ تکمیل تھا اس سبب تکمیل کا خاطر و استعقاد تو ممکن نہیں لیکن ہند سرسری : شادرات
تہذیبہ فہر میں ملین سکے۔

ملہ یہ فیصلہ مقام ۱۳ و ۲۱ جنوری ۱۹۹۹ء تک پہنچا ، میں شائع ہوا تھا اس کا وہ مراجعہ چھپنے ہی قریب ہی ڈاکی کی کہ نہ کہ ہا پر پڑی
موجان کو نکال سے اخراج کو حکم ہو گیا اور وہ مہر ڈاٹھک نہ کہ نہ کہ ہا پر پڑی (موج ہا) پہلے گئے ، وہاں پہنچے ہی دھیں نقشہ بند
کر دیا گیا ، اپریل ۱۹۹۹ء سے دسمبر ۱۹۹۹ء تک وہ نظر نہ رہے ، ان کا لیصلی تھا کہ ”الہی“ حادی رہے گا میں کے سے ہا کی
سے سنا ہی جیتے جائیں گے لیکن نظریہ ہی کے بعد وہی نہیں پر عمل نا ممکن ہو گیا ، ہر حال اس شانے سے وہ بنیادی مینا اور
دو حصہ ہو گیا ، جس کی بنا پر ہم اذکارہ کر سکتے ہیں کہ دنیا کے بیسے خدا کی رحمت کون سا وجود ہو سکتا ہے۔

رب العالمین اور رحمۃ العالمین

آفتاب توحید و ہدایت | قرآن حکیم نے توحید الہی کے دینی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قرآن مجید کے الفاظ میں لکھا ہے کہ:

اِنَّ الْمَرْفَقَ شَامِدٌ اَنْتَ مَكْتَبٌ وَاَنْتَ كَذِبٌ وَاَنْتَ مَاجِيْثٌ
 اِنِّىْ اَعْتَبُ بِاَوَّلِهِ وَاَنْتَ رَاجٍ كَسْبِيْكَ (احزاب: ۴۶)

سے ہیرا پرے شک ہے کہ کشتہات و عیضہ ۱۱
 بشارت پہناتے ہوں، مصلحت و فحاشت سے خون دلاؤ گا
 دلوں کی طرف دسی اور کب کورانی شعل ہانک رہا ہے۔

لیکن ایک اور سے بھی پر آفتاب کو بھی سہاگے کے قہر سے یاد کیا ہے،
وَجَعَلَ الْغُرُفِہٖمُ قُوًرًا ۭ وَ جَعَلَ الظُّلُمُتِ نُّورًا ۭ
اور وہاں میں خانے سے یاد کو بھی بنایا، جو ایک نور ہے اور
سورہ کو بھی بتا کر وہ ایک روشن شکل ہے۔
(خود: ۱۳۰)

اس معاملت اور اشتراک تشدید سے متعجب یہ تھا کہ اس قسم کی محبت بھی اس آفتاب داری کی طرح ایک آفتاب و دعا کی آفتاب بیب نکلتا ہے تو اس کی روشنی نہ درجاست، یہ کھلی تیز نور کی ایک دوور، اجلی وادنی، مسہور و سفید، باغ و دشت کی نہیں مرقی۔ اس کی روشنی لازماً نیکان و مقام ہر شے پر پھیلتی اور ہر حالت پر نور و آواز کو گرم کرتی ہے۔ یعنی میں مال اس آفتاب دعوت الہی اور نیر و نشانِ سما سے سلامت کی گرم فیضانِ نبی کا تھا جو کوسیر سے چلا، غرغران کی چرخوں پر نوردار ہر جسم کی گردن میں دہنی جانب شریعت الہی کی، فرد و کلاب میچو آتی ٹھہرائی جانب نظام عدل و میزان کی شمشیر آباد کی جس کا صحر کا کائنات میں نعمت کی شکست اور روشن کی والی فیروزہ مندی تھا تو کوکہ آسمان جاہلیت پر شریعت اس کے گرسیکڑوں ستارے نوراد ہوئے تھے جیسے تاریکی کی، انہی شکست کے لیے دنیا کو آفتاب بن کے طلوع کیا، انقلاب جو آہستہ

وَأَقِيلْ إِذَا يَضَعُ رُؤُوسَهُ إِذَا تَمَلَّحْنَا
وَأَنْتَ كَيْتَمٌ، جَيْدُ اسْمٍ كَيْتَمٌ كَمَا نَتِ كَيْتَمٌ أَشْيَا كَمَا
وَجَوَابُهَا جَيْدٌ وَرُؤُوسُ كَيْتَمٌ أَشْيَا كَمَا تَمَلَّحْنَا

لاشکنا کہ دو شخص کو جو بی جتہ ہوں وہ اصل اس خالق کی قسم
جس نے تمہاری مثال کے بدلے تمہارا کوا صید کیا۔

مالگیر اخوت و اتحاد | اس آفتاب توحید نے طبع ہرے ہی طرفی و اشتقاق کی تمام تاریکیوں کو مٹا دیا اس کی روشنی کی

نیسان بخش میں اسود و امین اور عرب و عجم کی کوئی تیز دشمنی - خدا کی اور بیت کی طرف
اس کی رحمت ہی عام تھی۔ وہ "رب العالمین" تھا، پس مژدہ تھا کہ اس کی راہ کی طرف رحمت دینے والا بھی رحمت علیہن ہوا
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً بَلِّغْ عَلَيْهِنَّ - اسے پیغمبر اہم نے آپ کو نہیں بھیجا، مگر تمام مالوں کیلئے
(انبیاء: ۱۰۷) رحمت قرار دے کر۔

انسان کی سب سے بڑی ضلالت اور عداوت فراموشی تھی، کہ اس نے رشتہ غفلت کی وسعت کو بھلا کر زمین کے
مکڑوں اور مقامات کی تفریقوں پر انسانی رشتے قائم کر لیے تھے۔ خدا کی زمین کو رحمت اور باہمی اتحاد کے لیے مٹی، تھوڑی
کے باہمی اشتہات و نزاعات کا ٹھکانہ بنا دیا تھا، لیکن اسلام دنیا میں پہلی آواز ہے، جس نے انسان کی پائی ہوئی تفرقات
پر نہیں، بلکہ انہی تہذیب کی وسعت، ایک مالگیر اخوت و اتحاد کی رحمت دی اور کہا کہ،

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ (حجرات: ۱۳)
اسے ذکر ہم نے دنیا میں تمہاری خلقت کا وسیع کرد اور
رحمت کا اتحاد رکھا اور نسلوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے
کہ باہم پہچانے جاؤ، اور دراصل یہ تفریق و انشباب کوئی
قدر امتیاز نہیں۔ امتیاز و شرف اسی کے لیے ہے جو اللہ
کے نزدیک سب سے زیادہ مہتمم ہے۔

صرف ایک رشتہ | پس درحقیقت اسلام کے نزدیک وطن و مقام اور رنگ و زبان کی تفریق کوئی چیز نہیں۔

رنگ اور زبان کی تفریق کو وہ ایک الٹی نشان ضرور تسلیم کرتا ہے "وَمِنْ آيَاتِهِ اخْتِلَافُ
الْوَلَدَةِ وَالْوِلَاةِ" لیکن اس کو وہ کسی انسانی تفریق و تقسیم کی حد نہیں قرار دیتا۔ انسان کے تمام دنیوی رشتے خود
انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ اصل رشتہ صرف ایک ہے اور وہی ہے جو انسان کو اس کے خالق اور پروردگار سے
متصل کرتا ہے۔ وہ ایک ہے پس اس کے ماننے والوں کو بھی ایک ہی ہونا چاہیے۔ اگرچہ ہندوؤں کے طوفانوں،
پہاڑوں کی مرتفع چوٹیوں، زمین کے دُور دراز گوشوں اور جنس و نسل کی تفریقوں نے ان کو باہم ایک دوسرے سے
جدا کر دیا ہو

إِنَّ خَلْقَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ (مومن: ۵۲)
بیکہ تمہاری جماعت ایک ہی امت ہے اور ہم ایک ہی
تمہارے پروردگار ہیں۔

مقام محمود | آیت ۷۹ (بنی اسرائیل) میں مقام محمود سے مراد ایسا درجہ ہے جس کی عام طور پر ستائش کی جاتی ہے
لَهُ دَرَجَاتٌ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (آل عمران: ۱۷) اور اسے چھ رات کا چھوٹا شہر بیادین میں سرکاری تیسرے طبقے
آن تَبَيَّنَتْ لَكُمْ مِنْهَا مَنَاقِبُ مُطَهَّرَةٌ (بنی اسرائیل: ۷۹) ایک حیرت انگیز ایسے مقام میں پہنچا دے جو نہایت پسندیدہ مقام ہو

فرمایا، کچھ عید نہیں کرتے، اور اپروں کو گارنٹیں ایسے مقام پر پہنچا دے جو عالمگیر اور عالمی مستعارین کا مقصد ہو۔

یہ اہمیت اسی وقت نازل ہوئی تھی جب پیر مسلم کی کئی نسلوں کے آخری سال تیرہ سو تھے معلومیت اور بے سرطانی اپنے انسانی اور ایک پہنچ چکی تھی، حتیٰ کہ ان حضرات کی تعمیر و ترقی میں سرگرم تھے۔ ایسی حالت میں کون امید کر سکتا تھا کہ انہی مظلومیتوں سے نجات دلا کر ان پر پیدا ہو سکتی ہے؛ لیکن وہی وہی نے حضرت شیخ و کامرائی کی ہی کی بنیاد پر نہیں دی بلکہ کونج و کامرائی کی حکمت کو اپنی ضرورت و حکمت و حکمت کو ایک ایسے مقام تک پہنچنے کی ضرورت جو روح انسانی کے لیے غفلت و کوتاہی کی نسبت گہری ہوتی ہے۔ یعنی حقوق ان بہتات و تنگدستی و محرومی و محرومی کا ایسا نظام جہاں پہنچ کر ضرورت و نجات کی عالمگیر اور عالمی مرکزیت حاصل ہو جائے گی۔ کوئی عدم ہو، کوئی کم ہو، کوئی نسل جو نیک کر دوسری دوسری دوسری کی ستائش ہوگی۔ ان ملکات و باتوں پر اس کی درست طرز ہی ہوگی۔ محرومی میں سرکار و عدوت جیسی ہو جائے گی۔

ما شئت قلبی فیه : فانت مصدق

فالحق یقضی و المحاسن قشعرہ :

انسانی مصلحت کی انتہا | یہ مقام انسانی حکمت کی انتہا ہے اس سے زیادہ اور کچھ جگہ لایا وہم کہ نہیں لی سکتی۔ اسی سے جو کہ انسانی رفعت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ انسان کی سعی و ہمت و بھروسہ کی بنیادوں تک ایسا کیا ہے لیکن یہ بات نہیں پا سکتی کہ وہ حق کی ستائش اور دوسری کی ستائش کو کر رہی یا نہ کرے۔ سکھ و سادہ کی نعمات خود اس سکھ و مذہب کی ستائش اسے نہ وہ سکھ اور پورے کی سادہ جہاں مستائیاں آتا بھی نہ کر سکیں گے کہ یہ سکھ کے چند بار باشندوں میں ہیں؛ البتہ محدود و محدود بنائیں و جہاں کو پیدا ہوا تھا۔ محرومیت اسی کو حاصل ہو سکتی ہے جس میں حق و کمال ہو، بلکہ وہ حق میں ہی سے خلق کر سکتی ہیں اور نہ بائیں کمال کی ستائش میں کھنکھاتی ہیں؛ لیکن حق و کمال کی ملکیت اور ملکیت نہیں جسے شہادت ہوں اور فاعل کی تعریف ہو کر سکیں۔

زبانوں کی مستائش اور دوسروں کا احترام | خود کو اجماعی وقت سے نوع انسانی کی تاریخ معلوم ہے، نوع انسانی کے دونوں کا احترام اور زبانوں کی مستائش کئی انسانوں کے حصے میں آئی ہیں؛ البتہ ہر انسان کے حصے میں وہ خدا کے ان دوسروں کے حصے میں جنہوں نے ہم تک کو شہنشاہ و دال کو فتح کیا تھا؛

یہی مقام محرومیت کی خبر میں ایک درجہ آہستہ میں آئی تھی ہے اور خبر کے ساتھ امر بھی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ کَثِیْرٍ یُّعْلِمُ عَلٰی النَّبِیِّ اَیَّ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اَسْمَواْ عَلٰی اَعْیُنِہِمْ وَ یَسْمَعُوْا اَنْیٰسَہُمْ (احزابہ ۴۵)

سبحانہ اور وہی کھنکھاتے پیر و علیہ السلام پر موقوف بھیجتے ہیں۔ نہ کہ وہ ایمان و نہ کہ بھی اس پر موقوف ہو کر مسخرہ اچھا سلام۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام کا ایک مشہور مداد پرگانا جو قیامت کے دن پیش آئے گا جیکہ
 اللہ کی حمد و ثناء کا نظم رکھ کر لکھ گئے اور اس مشہور گوریت کا ستام دنیا و آخرت دونوں کے لیے ہے۔ جو جتنی باتیں
 محمد مصطفیٰ ہے، وہ ان ہی گورہ و مودع ہوگی۔

بہا صیت افضلیت رسول اکرم | ان روایات کو گزرتے فضیلت و وسیعت حضرت ختم المرسلین کا ان اشیاء پر

اور تمام نعمت قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ طبع کی افضلیت متکون: افضلیت معارف اور نعمت کا اتمام نعم ساجد سے اعلیٰ و اتم
 جہاں ماضی و پیش گوشت کے اعلیٰ افضل پرستہ پر والی ہے اگر خدائی شریعت تمام پہلی شریعتوں کی جامع اور اس لیے
 ان سب سے افضل ہے، اگر خدائی امت ساری پہلی امتوں کے حکامات و نعم سے احوال مداس لیے ان سب سے افضل و
 اصل ہے اور اگر اس طرح شریعت انہی کے طور و زمان و مکان و قوام و اعمال کی مداری باقی پہلی امتوں کی ان ساری
 باتوں پر فوقیت و فضیلت رکھتی ہیں تو یہ نیز اس کے ممکن نہیں کہ امت آخری کا رسول و مقرر بھی سارے پہلے رسولوں کے
 مرتبہ و مقامات کا جامع اور اس لیے ان سب سے افضل و باوقر اور "آپے غیاں پر دار و رتو ستاد و ای" کا ستانی

ہر کتاب و سنت کے خصوص و تعریحات اس بارے میں بے شمار ہیں۔ ثلاث المرسل فطنا بعضهم علی بعض کی
 تفسیر میں اس مطلب کو کمال شرح و بسط اور شاید ایک لڑکا زادہ و استاد و علی مدد کے ساتھ لکھا جا چکا ہے اور حقیقت
 بہا صیت رسالت محمدی و جا صیت شریعت اسامیہ و جا صیت امت مسلمہ اور جا صیت پیغمبر مانتی ہمارے ایک خاص
 اسلوب نظر سے بحث کی گئی ہے۔ آئیے اب بالاختلاف میں اہد منہم قہہ مسلمہ و مرا ہے" تعریف میں المرسل "کو سند
 فضیلت سے کرتی تھی نہیں۔ کسی طرح "لا تغضی علی یونس بن یونس وغیرہ" کو اس میں کامرود و علی بھی دوسرے
 اور منشی مہماتہ فضیلت میں۔ و تکمل یا راست ہے۔ منجوبہ تعریف میں المرسل میں تمام ام سائز کو گراہ کیا، کہ
 انش تغلیب کیونکہ "باسمید و لا آدم و لا نوح" اور "آدم ماودہ حدیث طوائفی کے بعد زور کیا باقی روایات
 پھر تاریخ تقریرات حکیم کے و خود تعریف سنت میں اس بارے میں بے شمار و مسلم ہیں۔

رسبت بدنی و علما | آیت ۱۱۱ و ۱۱۲ میں فرمایا: "مید تک مسلمہ و بی پیمانہ ہوا ہے" اس بارے میں جلدی ذکر
 اور غلہ کہ نہ نشان غیب کی بخششیں کماں تک مال مال کر لی تھیں۔ "تیری زبان مال کی صدا تو یہ

لکھتے ہیں: "ما تہم الا فی حق" اور "ایوم اکملت لکم دینکم و ینکحکم و یتعصمت علیکم منعم" انکف اذا علینا
 سر کما شہید و جب ایک علی ہو لا شہید: "سکے مطلب ہے تشریف الایمان میں۔

سکے متعلی، اللہ انک اعن، لا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ: "علی رب زنی غفر:" اور بیت کہ قرآن کی: "تو جو پرانی: تو میں میں ہدی
 ذکر تیری پا میں ہو کہ پروردگار و پر اعلم اور دنیا ہو کہ۔

جوئی پاپیہ کو بت نہ دی تھا، لیکن میری تشنگی کی سیرابی کے پیسے علم کے یہ سادے دیا اور عرفانِ تہمت کی یہ ۔ اور
 باغیچیں بھی لاتی نہیں۔ اسے علم کی لہ انسانی اور حقیقت کی ناپید کاری، اپنی کیشیں اور زیادہ کر۔

اس اہمیت سے واضح کر دیا کہ پیرا سسٹم کے تمام علم و عرفان کی وسعت و عظمت کا کیا حال تھا۔ وہ کسی حد پر ہی
 روکنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے پیشے کوئی زیادتی بھی زیادتی تھی اس کے لیے ہر ماضی شدہ استغناء کا اثناء تھا۔ اس
 کے لیے جیسے ہی ملے گا تھا تھا تھا۔ وہ بیکر طلب تھی، ہم بہتہ زور کی کا سوال تھی، یہ معلوم ہے کہ یہاں مطلوب کی دست
 کے لیے کوئی استیا نہیں ہو سکتی، لیکن یہ کہوں کہ معلوم کیا جائے کہ طلب کی طلب کہاں باکر تھی ہوئی تھی۔

حضرت روضہ الغنیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات انسانیت پر جو لائحہ و تہمتیں
 کائنات انسانیت پر احسانِ عظیم | احسان کیجئے، ان کا استغناء کہیں کر سکتا ہے، ان میں سے ایک احسان یہ کہ
 کہ ہر قسم کے تہمت و تہمتی اور دولت و تحقیر کی تحریر کی کات ڈالیں اور سب کے لیے اللہ کی عزت و عزت و اسے شرف
 و احترام نفس اور مساواتِ معیہ کی ٹیڈا دیں اسطورہ کر دیں۔

دنیا اسٹہاد و استہاد کے طالب ایس ہیں مبتلا تھی، خلائی کی زنجیروں سے اس کا بند بیکر نہ تھی تھا۔ فرمانروایان
 کھ، امر سے شہر و دوسرے تھا، اپنے اپنے حلقہ فرمانروائی میں "اورا با من دون" اٹھتے تھے اور ان کے
 اعلانیت گزار اور پیران کے ہر ایک شل صدور ان دادہ آفات مل کے تھے، ان کی زندگی کا سرخروہ و آمد صرف
 اپنے قادر و تاملی کی گھیل ہر اسے نفس و اہام و مرثات تھا۔

مسیح سے مترو سہاں پنے ذات شادی ہر تقدیر سے صنعت، ہر احترام فرق املہ سے شہس اور ہر تقصیر
 عیب سے برائی تھی خدا کا سا باکم از کم جز انسانیت سے ایک بااثر تھے خود تھی۔
 زمانہ معدوم رہا تھے۔ ان میں سے ہر ایک فرد ان کے سیر سے مترو سہاں پنے اپنے دہاویں سے کہا تھا۔

سلہ و قال نے ہیں اپنے ان زریع و اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ "پیام شہدتی" کے "چھٹائی" میں ایک مقام پر
 فرماتے ہیں،

زندگی جد است استغنائی نیست	بلاہ غم، نفس و کفالتِ حیدریت
حکمت حکمت را خداوند کشمیر	ہر کیا ہیں تیسہ ما بین
سینہ دل، مناسب ام کتاب	ہو گیا ہر تحریر شہس ہے مناسب

گرچہ میں نجات را ہے چہ وہ دین

دوبہ نوئی از زبان او چکید

”اما نسیم الامل“ یعنی مومن کا خدا کوں سہنے والا، مادہ خدا تو ہیں، مگر انہوں نے ملک میں فرقہ باہل کی پرستش کے پتے رکھ رکھتے تھے، ہندوستان کے، اہل وراثتوں کے، وہاں کہیں کر نہیں پڑا تو کسے تھے۔ رور کا چوپا، خدا کے فرزند کا بانی نہیں اور اس کو آتما مقدس، سہ گاہ، موک و سوا میں تھا۔

روم کے قیصر اور فارس کے کسری کو دیکھتا تو کتنے یکن عظمت بشریت سے سزا، و درجہ انسانیت سے بالاتر تھے، جن کے سامنے بیٹا آدم، جن کے سامنے بیٹا سوا ادب، جن کے سامنے بیٹا کے مگلا، امدن کے سامنے ادنیٰ سا، غرض انہی میں عزت و جلال تھا۔

دنیا اسی قہر و غما میں اور دولت و تقویٰ میں، ایسے مرنے والے، مگر اس کے ماحول پر و گشتی میں، سر زمین میں، ایک ”عربی“ یا ”شاعر“ کا تصور ہوا، جس میں جوہر، نور و توانائی سے قہر و کسری کے تحت آت۔ ایسے۔ بابا سے دوحہ انگریزوں کے ایوان مقدس کی بنیادیں ملادیں۔ قہر و غما کی دیکھیں، ہی کی شمشیر فرما، ہی کی دیکھیں، ہی سے کٹ کر کڑے کڑے ہو گئیں۔ استقلال، ذات و فکر، حریت، نیال و ماس، شرف و احترام نفس، مساوات، مقوق، ابطال شاہنشاہی کی بددستی، نیا سے قہر کے کلبہ شکن کو، دنیا بھر میں، پھیل گئی۔ شاندار عالم مرتبہ خود بہت و مصروفیت سے طر کر نام مسلح انسانی پر آگئے اور عام انسان مسلح غما، وحایت سے چند ہو کر مصروف باہل کے دیوتاؤں، خود و دم و ایمان کے قہر و کسری کے پہلو پر پہلو کھڑے ہو گئے (مصلحت)

دین رحمت اور رسول رحمت

—(۱)—

آپ نے "وما ارسلناک الا رحمةً للعالمین" کے متعلق مولانا ابوالکلام مفتوحہ و مفتوحہ کی دو تحریریں لکھیں۔ پہلی تحریر "رحمتہ فرمائی، جو جنوری ۱۹۱۹ء کے "السبیل" میں چھپائی گئی تھی اور دوسری علم کی سہ ماہی کے پہلے نمبر کے باب میں، ہمارے جلد کی پہلی تحریر تھی۔ موزن آئے اس کے باقی حصے میں چھاپنے کا وعدہ فرمایا تھا، مگر انہیں بحال سے نکالنا دیر کی دیر لگ گیا اور وہ دیرانی (پارا) چھ گئے، جو کھنڈہ سے نسبتاً قریب تھا تا کہ باہر وہ کر بھی جس حد تک کام نبھانے جا سکتے ہیں، بھاری دیکھے جائیں۔ پھر انہیں دیرانی میں نظر بند کر دیا گیا اور وہ جتنے کام شروع کر چکے تھے وہ سب رک گئے۔ ساتھ ہی کھنڈہ اور دیرانی میں ان کی کوششیاں، جو تھیں اور وہ تمام کاغذات پر ایسے لکھی تھیں جو چھپ چکے تھے یا چھپ سکتے تھے یا مستورات کی شکل میں چھپ سکتے تھے۔ ان میں مولانا کی دو اشیتیں بھی تھیں، رحمت العصر کے مضامین میں مختلف حروف کے متعلق عربی لکھی گئی تھیں، مگر سب کوئی کتاب یا رسالہ کھانا مفتوحہ پر اثر عرف متعلق یا رحمت اشتیاطا کر سب کو دیکھنا اور لکھنا چاہئے۔

مولانا نے اس دور کے واقعات چند سال بعد قلم بند کرتے ہوئے لکھا تھا کہ سیاسی زندگی کی غواہیوں اور علمی زندگی کی جمعیتیں ایک جہان میں رہ سکتی ہیں، فہم و دانش میں، فہم و دانش میں ہے۔ جس نے چاہا کہ وہ ان کو جمع کر لیں۔ ایک طرف سماج فکر کے اتحاد کا کام، دوسری طرف بڑی عمر میں سوز و گداز، یہاں سارا آج حسرتوں کی زبان سے افسانوں کو آچھا۔

زمان و کسرت کو بہ دنیا دل غرضی مدام

در نقیب شکلی دولت پریشان رفعم

یوں ہر سماج میں موضوع کے متعلق نہایت گراں بار اشاعت کی ایک قیسی شاعر سے ہم عزم کر دیتے تھے۔ مقدمہ تفسیر کا مسودہ اور بطور عرض سب برابر ہو گئے۔ مولانا نے جو کچھ وہاں لکھا، اس کا سوا چھٹیں فیصد اور جب تک وہ دل نہ جائے، اس کے متعلق فکر خیال کے گھوڑے دوڑانے سے کیے گئے آئے گا؟

مولانا ابوالکلام مرحوم کی مولانا قاضی محمد سلیمان مرحوم سے

قاضی سلیمان اور مولانا محمد سلیمان

لکھنؤ، ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء

مستند، عمدہ محقق، تاملی صاحب مرحوم دست نغز و درو، صاحب اور دست، سہل کے اعتبار سے انہی فتاویٰ میں سے ایک۔ سند چون نسائی تھے، ان سے مستند متناقض کا ایک اہلکار عظیم قضاویہ، لیکن ان کا سلوب تحریر بروہان، انکار مرحوم کے اسلوب سے بالکل مختلف تھا۔ اسی وجہ سے تاملی صاحب کی تحریر اور ان مرحوم کی تحریر کا ٹھیکہ نہ ہی مل سکے۔ نسبتاً ”دست نغز“ کے منقح متناقض کا ایک ازہر و غرور بن گئے۔

ہمارے ہند میں ہاکٹر محمد میراٹھ نے جو مدت سے پریس میں قیام کیا، مسیوہ طبع کے سلسلے میں بڑا قابل قدر کار و انجام دیا جس کی کوئی نظیر سابقہ دوروں میں نہیں ملتی۔ یہی جی جی مہاراجوں میں حضور معلوم کو جگہیں پیش، انہیں ان میں سے بڑے خود دیکھے اور مشاہدات پر مبنی نظریات تھے، نہ وہ جگہوں کی کنیت لکھی، ساتھ ساتھ نقشہ چھاپے۔ بعد ازاں ان یہ انوی کر دوبارہ دیکھنے کے بعد اپنے مسانید میں مناسب اضافے کیے۔ تاملی سکھیاں مرحوم نے حمد محمد کی جگہوں میں نقصان جان کی بے جہتتہی پر نظر رکھے، اسے تمام جگہوں کے فقرات، الجوجون، بد اسیروں کے احوال، جمع کیے اور انہیں بد اسیر علیہ ہند و مہم میں چھاپا۔

نیا زاد و پیر نگاہ |
جنگ کی قید میں گھٹے ہیں گئے بڑا سادہ و اپنی کتاب ”خدا بروی کے میدان لڑائی“

قد بروی کی جنگیں تاریخ انسانی میں غیر معمولی طور سے قدامت ہیں۔ اگر دگنی، مانگن اور یعنی وقت، اس کی نوبت سے تقابلہ بڑا اور قریب قریب ہمیشہ ہی فتحی حاصل ہوئی، دوسرے۔ چند غلوں پر مستثنیٰ شہری حکمت سے جو آغاز مجزا اور دو زمانہ دو سوچ خبر سے بھی زیادہ مہم میں کے اوسط سے دست و داری کرتی ہے اور اس سال میں مہم، اکثریت صلور و وفات بڑی تو اس ماحول سے بھی زیادہ مہم میں کا قریب کے زیر، قتلہ اور چھٹا تھا۔ اس تقریباً ہند وستان کے ہر وسیع علاقے کی فتح میں، جس میں یقیناً سینوں کا ہوا کی تھی۔ دشمن کے صرفنا و بڑے سواری قتل ہوئے اور مسلمان فوج کا شخص سے اس دس سال میں ہوا ایک مہم بھی شہید ہوا اور۔ انسانی فوج کی یہ عزت تاریخی نام میں محفوظ رہی ہے نظیر بہت مل

اس طرح سترہ آدمیت اور حفاظت انیس انسانی کے ایک ایسے عمل مرتبہ کو آئینہ ہمارے سامنے دکھایا جس کی کوئی مثال تاریخ عالم کے ادراک پر صحت و عین اور جو کچھ ہے اور آئینہ ایک اور دہشتناک لڑائی ہے کہ جن حادثات و وفات پر صبر و جس کے ادراک پر پٹنہ چا چکے ہیں، ان کا ذکر بھی متن (اخذہ کا ایک زبردست زرد بن کر دہوں کو تروانا

لے ”مہم بروی“ نے ہندو جنگ، جس میں ہمارے ہر کوئی کو دیکھنا ہے کہ وہ کئی میدان کے پیش کوئی اور اور نظریہ ایکن نہ کو نقد ٹھکانہ پر قید سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد زیادہ تر شواہد تاریخی کو دیکھنا ہر دہے کے بعد دست نغز میں جو ۱۰۰۰ سالہ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۰ ہجرت آگے آ رہی ہے۔

کروینٹ کے بیٹ کافی ہوگا :

حدیث شوق میں اپنے شوقیہ علم کو دین کا علم کا کوئی قابل ذکر نہیں ، نہ علم کی کوئی ایسی ستیہ کو کہنے والے کی نظروں میں ہے اور ساتھ دیا ، جس پر احساسِ ذمہ داری کے ساتھ نظر پڑے ہر شوقیہ اور جن میں اس طرح کی برکات ہوں ، میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے لئے ہر فرد کی سے برکت پائی کہ یہ نکتہ جسے ہم قرآنی شوق کا تعارف ہی تھا کہ جو کہ خیال میں آتا ہے ، اسے فرد قلبیہ کو دینا چاہیے اور بننا ہر اس میں کوئی بات نہ ہو جس نہ تھی جو تاریخ ازہ چنگ ہوتی۔ لیکن ہونا اہل علم مرحوم : قاضی محمد سلیمان مرحوم اور دیگر محدثین اللہ علیہم اجمعین ان کے اسباب علم و علم کے ساتھ مکاری کی حیثیت میں بھی ملنا بہت بڑی جہارت معلوم ہوتا ہے ۔ اگر عریضی قیصلہ کیا کہ :

حق است سہ امید لیکری کہو نیست

آہم چو یک سخن از اندوہ سے خوشی

جو کہ لکھ جائے گا ، اہل قابل توجہ ہرگز ہو ، لیکن یہ حدیث شوق کی تخریج کی ہوئی ہے ، جسے قرآن مجید کے لفظوں میں لیا صحت مزاجات ، کتبہ ہر سے بھی سرسریہ قابل ہوتا ہے ۔ صرف اس خیال سے پیش کر دیا میں کہ جو ارباب رحمت ، آئندہ ان دشوار گزار راہوں کا نام فرمائے گا میں میں قدم رکھیں گے ، شاید یہ کسی عریضی پر ان کے سے ایک ناچیز زاد راہ کا کام دے سکے ۔ قصہ و تحقیق جہد پر خدمت حق کے سوا کچھ نہیں ، اور نہ صرف یہ سب سے کم عمر و سنی کی روحانی تعلیمی کے لئے اور دستور اور رتہ و پایا بلند شو جا زیادہ سے زیادہ مفاد میں فراہم ہو جائیں اور جو دقتیں معلوم کی شان رحمت سے دینا کو دشمنی کرانے کا بہتر سادہ ہرگز عریضی اختیار کرے جو بے شک اس کا سوا نظام ہر فرد کے علم و فہم اور دست پر منحصر ہے ۔ خود قرآن مجید کا ارشاد ہے :

لَا تَجْعَلْ لِّلّٰهِ نَفْسًا اَوْ لَآ وَنَعْمًا

نہا کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ ہو جو نہیں ڈالتا ۔

۱۳م :

میز حرم شوقیہ نیت سراسر بیان ما

چو شمس یک منہ غرور بر آواز ما

دین و دہشت اسلام دین رحمت ہے ، اس دین کی کوئی بھی شنی ایسی نہیں جو عام انسانیت کے پیشہ بلا ہمارے منہ و خون و آقا زاد گم و نسب اور باقیہ نظام و عمل کی اس راہ رحمت نہ ہو ۔ سب سے پہلے اصولی اعتبار سے خود کیجیے ۔ دینا ہی ہر ایک وہ کہ جسے صفت حیات اور انسانیت کی شکل کا نظام مزبور ہے ، البتہ اس نظام سے استفادہ ہر فرد کی تمت ، صلاحیت اور عہد و جہد پر موقوف ہے ۔ کیونکہ وہ زندگی جہد است و استفادہ کی نیت

تو مدت نے گناہوں نے کس کے نام لپیٹنے سے جا بجا متنا کر رکھے ہیں۔ اچھے بڑے تمام انسان ان سے قتل۔
 امثال کے جواز ہیں۔ جزائے اعلیٰ آخرت پر اٹھا رکھی گئی ہے۔ مرانا اور اہل کلمہ مرحوم فرماتے ہیں: یہ اسی حقیقت کا
 نتیجہ ہے کہ یہاں مدت کی گاہ قرآن ہے۔

دلت کا تعلق ہی تھا کہ اس کے نقصان و کشیش میں کسی طرح کا تشبیہ نہ ہو اور ملت حیات پر ہی
 طرح صیغہ کو ملے۔ اس لئے انسان کی انفرادی زندگی کے دو حصے کر دیے۔ ایک حصہ دجری زندگی کا
 اور دوسرا ملت ہے۔ دوسرا حصہ مرنے کے بعد کا ہے اور جزائے اعلیٰ اس سے تعلق رکھتا ہے۔

قرآن مجید کا انشا ہے،

وَأَنبَأْنَا الْغَوْكُوْهُ ذُو الْفَضْلِ قَوْلًا بِخُصْدِهِمْ
 يٰمُنَا كَسَبُوْهُ لَعْنًا لِّمَنۢ لَّعَنَآ اٰبَآءَ بَنِي
 نَحْمُ صَوْبَهُ لَا تَبْعِدُوْا مِنْ ذُوْ بَنِي قَوْوَلًا
 (کعبہ، ۵۵)

تیرے پروردگار پر انکشاف میں گروہ دلت والا ہے۔ اگر وہ
 گناہ کو ان کے عمل کی گالی پر کچھ توڑا تو غلاب نازل کر دیتا۔
 لیکن ان کے لیے ایک عبادت گاہ تھی ہے۔ جب وہ نوبت
 ہوئی تو اس سے بچنے کے لیے کوئی پناہ لکھا انھیں نزل سکے گی۔

صاف بجا ہے تو دلت ہی کی دستاویز ہے کہ ایک زیادہ سے زیادہ عیال کا پیچہ اور بڑیوں میں اہل بیت ہے
 اور گناہ کو اعمال پر سے نوبت کی ملت حاصل ہے۔ حل پر کا اور غلاب ہوتے ہیں غلاب نازل ہو جاتا تو دلت کمان دیتی؟
 یا دیکھ کر اصلاح و درستگی کا طریقہ دیتے ہیں اور اصل نصیب العین اصلاح و درستگی ہی ہے ذکر غلاب۔ غلاب تو
 ان کے لیے ہو سکتا ہے جو سمجھانے بچانے اور گناہ کرنے نہ دلت دیتے سکے اور جو ناکہ اٹھائیں اور اپنے
 غلبہ و ملک پر قائم رہیں۔

جسوں اور شاہوں کی نوعیت یا کثرت و کیفیت کیسی ہی ہو۔ جب تو بہ و ممانیت کے احساس میں جھنجھکی
 خود راہ برتی ہے اور غفلت و سپہ صی کا غلبہ سنگین ٹوٹا ہے تو دلت قبولیت کا اور ازاد کو مل رہی ہے اور تو بہ
 کر کے دلت کے نائبہ اعمال کی سیاسی اس طرح دھکیل جاتی ہے۔ گویا اس سے کبھی کوئی حجت و مراد ہی نہیں برآتا
 یہ بھی صراحت ہی کی کارفرمائی کا ثبوت ہے۔

قرآن مجید میں ہر بندہ سے کوہمت کی بشارت پہنچا دے تو اس کے اعلان کئے ہی ہرے اور کھوہ کیوں

نہ ہوں :

لِيُبَيِّرَ يٰثَيِّبِيْنَ اَسْرَعًا نَّحْنُ اَلْعَصِيْبُ مَا لَقَعْنَا
 اسے میرے بندو! (حصوں نے ہر بزرگ کے انکشاف)

فَوَاحِشٌ مِّنْهُم كُتِلَ الْمُجَسَّدُ
 اَلَّذِي اشْتَرَىٰ عَصْرًا لِّذَا عَلٰى لَفْظٍ سَاطِعٍ
 اسحاقی حریف دیکھو، عجیب ایک عضو پر یہ چرنا ہے تو اس کی
 وجہ سے پورا جسم بے خوابی اور بخار کی وحشت میں
 مبتلا ہے یا منتہر و الحش۔

توبہ ششہ سے سرپیں کر لیا تو پس میں اس رسم اس محبت اور سرانی کی عقل شناسیں آپ کو کسی عورت
 نظر آتی ہیں یا اللہ! اللہ! یا اللہ! اس کے گرد پیشیاں ایسا کوئی تعداد روح قلب کے لیے سرور و شادی کی نشاوت میں
 سفا ہے!

۶۔ حضور مسلم نے فرمایا:

وَاللّٰهُ لَا يَرِيحُ اَوْ تَلْبَسُ ذِي عَيْنٍ وَّانْتَه
 لَا يَوْمُ تَلْبَسُ وَاَنْتَ لَا يَوْمُ تَلْبَسُ
 اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں دے گا، اللہ کی قسم وہ ایمان
 نہیں دے گا، اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں دے گا، کسی نے
 عرض کیا، یا رسول اللہ! کون؟ فرمایا، جو کسی اور سے اس کی
 دہلیز سے اس میں نہ ہو۔

خود کریم کریم پر یہاں حضور حضور کے اس اور شہ پر عمل پیر ہو جائے۔ ہر لحاظ خیالی دیکھو کہ اس کی کسی حرکت
 سے ہر سانس کو تکلیف نہ پہنچے تو پوری آباویں نہ محض ہر قسم کے شر سے پاک ہو جائیں، بلکہ تمام باشندوں میں ایک
 دوسرے کے مشفق، شہنشاہ محبت و استراحت کے جذبات پیدا ہو جائیں، مگر یہ بلا ہر ایک جزوی اور شہ ہے، تاہم اس کی
 عملی صورت پر غور کریں تو اس کی وسعت اور انویر کا اندازہ کرنا مشکل ہو جائے گا۔

یہ اسلام شہاہ دنیا کے لیے رحمت و مافیت، وہ یگانہ و سہولت کی نشاوت سے کر آیا تھا، کیا اسی سے
 کسی کے لیے داعی اسلام علی اللہ علیہ وسلم کی "روحہ لطیفین" کا اندازہ کر لینا مشکل ہے؟

اشرف المخلوق کے واجبات

لہذا ان کا شرف المخلوق قرار دیا جاتا ہے، کیا اس لیے کہ کسی فرد و مبادیات کی سرشتی
 پیدا مبادیات کو نظر انداز کر دیا جائے؟ انسان نیک و بد کی تقریر سے بہرہ مند ہے، آگ اور
 پانی میں فرق کر سکتا ہے۔ پھر کیا اسی سے کوئی ایسی حرکت یا کوئی ایسا عمل سرزد

ہو رہا ہے، جو انسانیت کے جسم اور شرف کے معانی پر ہوا ہے؟ اسفل صافین، "میں پہنچاؤں سے؟ یعنی
 جس سے ہم جنسوں کے جسم و فطری حقوق پر غور کرے، خواہ ان کی تعلیق ہم جنسوں کی جانوں سے ہو یا احوال سے یا
 تو بروں سے؟ ایسا ہر فعل دنیا اجتماعی اور درست کے نظام میں کیا یا زیادہ انتہائی کامیابی پر کار۔ یہ بھی خدا تر

لے مجھے بخاری، کتاب ادب باب مکران اس و ابیہام سے مجھے بخاری و کتاب الادب باب اثم میں بھی جاری۔

کونایہ، غلطی، گنہگار، اعمال، حرکات، سخاوت، از حیث برزخ کے پیش مردی سجدہ کی اگر تری کی کوئی حرکت کسی وقت
 برادر اس کے ساتھیوں کو نقصان پہنچائے گی تو وہ سرسہ مرتبہ پرکینا اس کے ساتھیوں کی ویسی ہی حرکت خود لپیٹا
 اس کے ساتھیوں کے پیچھے وسیعہ زار ہوگی۔

اسلام کی برتری یہ ہے کہ اس کے تمام اہم و فوہی کی زیادہ ماسن معاشرے میں رحمت و محبت برادری
 ساری رکھنے کے لئے سجدہ دم چاہتا ہے، رحمت و محبت کے فروغ و حریت میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ تمام افراد
 معاشرہ کے درمیانی دشواری، غلو، جبر و دیوار کجی کے دو اہلانہ مادہ سے زیادہ مستحکم ہوں۔ یہ سبب رحمتہ
 کی کاد فوہی کے موافق ہیں۔ (مولف)

دین رحمت اور رسول رحمت

— (۲) —

محبوب محبوب غرض رسولؐ نے اپنی خدایہ و اعلیٰ کاجہ و تعالیٰ کا یہ کیا ہے اس کی بنیاد بھی تمام تر رحمت اور رحمت
اسی پر رکھی ہے۔ قرآن مجید کی مختلف تصریحات کے مطابق خدا اور بندوں کے درمیان بھی رشتہ
محبت ہی کا ہے۔ سورہ ۱۲۲: ۱۷۱ اھم مرحوم فرماتے ہیں۔
پہلی جگہ یہ ہے کہ اسی کی محبوبیت جس کے لیے محبوب و عرفہ محبوب وہی نہ ہو بلکہ محبوب بھی ہو۔
اسی لیے فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدَّ حُبًّا لِّیَّ ۚ

اور جو لوگ ایمان دے ہیں ان کے دلی میں تو میرے

(سورہ ۱۵۵)

بڑھ کر چاہتے ہیں کہ میں ہوں ہی ہے۔

۲۔ اِنَّ اِنۡ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحِبِّبۡکُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ۚ
وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے واقعی محبت
رکھتے ہو تو میرا پیچہ کر مری پیروی کرو۔ (پھر تم کو بھی اللہ سے
محبت کی مشیت قرار دے گا یا نہیں) اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تم سے

(سورہ آل عمران: ۳۱)

محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ ۳۱۔ ۳۲۔

اسی غور و خیر سے ہے۔

حب رسولؐ غور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باہمت سے محبت بھی اسی لیے دینا بھر کے انسانوں پر فائز و
بزرگ برائی کران کے ذریعے سے ہیں خدا کا راستہ ۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لا یؤمن احدکم حتیٰ یموت الا بحب الیہ
من والہ و ولہ و الناس اجمعیین ۝

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہو سکا
جب تک کہ میں اس کے نزدیک باپ، بیٹے اور بچے سے
عالم انسانیت سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خود ہدایت کے گمراہ تھے، اس کے سوا ہدایت کا کوئی دعوہ نہیں اور انسان کے لیے سب سے
پہلی چیز ہدایت ہی ہے۔ اس کے بعد تمام دھتے آتے ہیں اور خود مشفقوں کے راجات نیز ان کی تکمیل و سرانجام کے

لے بھیج ہمارا دینی کامیاب بنانا یہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فریقے بھی ہیں اسی حر دہایت سے ملے جو سوال اللہ مسلم کے درپے سے تیار ہی زندگی میں مقفل ہو رہا۔
خدا سے محبت کی عملی راہ | یہ بھی بتا دیا کہ خدا سے بڑگ در در سے محبت کی عملی راہ خدا کے بندوں کی محبت
 کہ سوال اللہ مسلم کی پیروی اور مسعود مسلم کے ارشادات کی روشنی میں خدا کے بندوں سے محبت کرنا سیکھے۔ اقبال نے
 سند و جزئی شریعت اسلام کے سوا پاکیزہ قصد کا قصد کبھی نہ کیا۔

خدا کے بند سے تو ہیں ہزاروں جن میں ہم سے ہیں اکرام

ہی اس کا بند و جن کا جس کو خدا اسکے بندوں سے پیارا ہوگا

قرآن مجید اور احادیث میں خدا کے بندوں سے پیار کے لیے جو کچھ موجود ہے اس کا نہایت بڑا حصہ جا بجا پیش
 کیا جا چکا ہے اور عامہ و غیرہ کی ہے۔ اس دنیا میں لگائی ہوئی کچھ بحال کے عناصر کی کوئی صنعت ایسی نہیں جیسی کیلئے
 مختلف صدقہ میں انفاق کے حکام موجود ہیں۔ عاریزوں اور دستہ داروں کی امانت، بیوقوفوں و مسکینوں اور
 اسیروں کی امداد، غلاموں کو بخدا کی سے چھڑانا، مسافروں کی خبر گیری، غرقین کے بچہ سے دے لوگوں کو اپنے
 پاؤں پر کھڑے کرنے کے لیے سہارا دینا۔ غرض کون سی ضرورت ہے جس کا کوئی فرد جیسے یہ نہیں کیا، راجح رہے
 کہ اسیروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو جرموں کے ارتکاب کے بعد تعلق ٹاٹوں میں پھنسے جاتے ہیں۔ اس سے مراد وہ لوگ
 ہیں جو جنگ میں پکڑے جائیں یا دغا بازی کی طرح اب کوئی غارت خشی کسی کو گرفتار کر کے اپنا کام لینے لگے۔

جہاں میں مسلمانوں کا مشورہ ہو اور اس کے تمام اراکہ و اہل بیت و اوجاات کتاب و سنت کے مطابق پڑھ لکھ
 رہیں کوئی ایسا محتاج نظر ہی نہیں آ سکتا، جسے کسی کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھتے یا دغا بازی کے کی ضرورت ہو۔
 اگر باب استقامت کا اسلامی جذبہ خیر و شجاعت کی مسدود ہو تو وہی اور عزت نفس، دو قوی اپنی جگہ کا رہتا ہوں گے۔
 پہلے گوروں کے نزدیک اتفاق ایسی طرح واجب ہے جس طرح خود اس گوروں کے لیے اعلیٰ خیر و بہت پر رکن دار واجب ہے۔
 مومن کہہ سکتے ہیں دنیا کو اس کا مقصد ہو۔ ان کے مسلمان ہر فرد کو دیا ہے اور وہ اپنا مسلمان ہے۔ یہ مسلمان تھا
 جو رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم کے امتوں کے لیے لائے گئے۔

حکمہ صلعم کے چند ارشادات | مسعود مسلم کے بعض ارشادات میں طوطی کرے فرمایا:

- ۱۔ خدا کی رحمت اسی بندوں کے لیے ہے جو خدا کے بندوں کے لیے رحمت رکھتے ہیں۔
- ۲۔ زمین والوں پر رحم کرو، انسان و انعام پر رحم کرے گا۔
- ۳۔ جو شخص دیکھ کر کہے گا، اگرچہ ایک چیز یا ہی کے لیے کہیں نہ ہو، خدا ہی پر رحم کرے گا۔

۱۰۔ من لا یوحسہ لا یوحسہ یعنی جو شخص دھنیں کرتا، اس پر دم نہیں کیا جاتا۔

۱۱۔ ایک اعرابی نے غار پر تلے بکرسہ، ماکا کو اسے اللہ جو پر اور محمد صلی پر اور ہاوسہ سے سنا کہ اور کسی پر دم نہ کر۔ جب وہ نماز ادا کر چکا تو حضور صلی کے فرمایا کہ تو نے بہت رحمت و رحمت و رحمت کے لئے کار و بار کیا۔

دوسری سُننے پر ثواب بڑی بہت سے نہیں کی گئی، اس کے قصور و کوتاہی اس قسم کے تھے۔ حضور صلی نے کہا: یہ ایک اللہ کی رحمت بہت دین ہے۔ تمام منافقوں کے لیے جہنمی مانگنے سے بھی اس کی رحمت میں کچھ فرق نہیں آتا۔

صفات اُنہی کا پرتو | نہایت کی گیل یہ ہے کہ صفات اللہ کے ساتھ نہایت سے زیادہ تشبہ پیدا کیا جاسکے یعنی صفات اُنہی کا پرتو | نہایت جہاں انسان کے نہیں ہیں۔ ان صفات کا کس انسان کے آئینہ نگار علی میں ٹھیک ٹھیک آئینے کے لیے کافی و تیرہ قسمی اضافہ کھنا پاب ہے۔ ہر نام، ہر کردار و ہر مخلص و مخلص فرما سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہر خدا کی رحمت کا قصہ پیدا کرنا چاہتا ہے تو صرف اس لیے کہ ہم بھی سزاوار رحمت بن جائیں۔ اسی رحمت قرآن خدا کی رحمت، رحمت اور رحمت، نیز دوسری صفات کا نقشہ کشنا پرتو سب سے "اگر تم میں بھی بقدر بہت رحمت و رحمت" میں صفات کا مجملہ نمودار ہو۔

قرآن میں بار بار مسلمان ہے کہ اللہ کی نسبت و دورگہ کی کوئی امتیاز نہیں اور اس طرح ہیں یا اور
وہاں ہے کہ ہم میں ہیں اس کے بندوں کے لیے کشش و دورگہ کا غیر محدود رجحان پیدا ہو جانا چاہیے۔ اگر وہ
اس کے بندوں کی غلامی میں نہیں تھے تو یہی کیا تھے لاپرواہوں کے لیے اس کی کائناتوں کا انتہائی کچھ
یہ آخری فقرہ اس حدیث پر مبنی ہے کہ حق لا یوحسہ لا یوحسہ۔

احکام و شرائع | ہم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے، خداوند متعالیٰ ہمیں مسلمان بنانا چاہتا ہے، ہماری کاپی
وہی ہے کہ (ا) اپنی جگہ قائم ہے کیونکہ تمام انسان حریص اور بہت میں یکساں نہیں ہوتے
اور نہ ہر قوم ایسا ہوتا ہے کہ ہوشیارانے تو ہر کچھ یا معاشرے کے حالات پر مبنی ہوا چاہا
اور پڑے گا۔ ہم کتاب اللہ کی حقیقتات پر لحاظ رکھنا چاہئیں، ہر دین کی متقاضی میں مشغول۔

- ۱۔ چھر چھر سے دورگہ کیا اور سب سے بگڑنے کی جگہ سولہ دین تو اس کا اجر اللہ کے دے ہے (شہرہ کی ۱۱)
- ۲۔ اور جو کوئی بھائی پر مہر کرے اور بیٹن دے تو یقیناً یہ اولوالعزمی کی بات ہے (شہرہ کی ۳۳)
- ۳۔ خوشحالی اور تنگدستی دونوں حالتوں میں اللہ کے لیے خرچ کرنے والے، جسے کوئی جانے نہ سکے

شہر جسوں کے قصور پر تیش دینے والے تھے، انہ کی بات دینی مسیحین کے لیے ہے۔ (لکھنؤ، ایران، ۱۳۴۰ء)

۴۔ اور جس نے ان کی رضا و خوشنودی کے لیے ذاتی و کاغذی سفارتیں بھیجیں، وہاں ہر درخت کو۔ غنارہ
تکلیف دہی، ہمارے وہ بے بسے و رقیق ہیں سے پر مشیدہ اور طایرہ ہمارے ہندوں کے لیے، ہمسایہ
کرتے رہے ہوں، ہر ان کا جواب برائی سے نہیں بلکہ نیکی سے دیا تو یقیناً کہہ کر ہی لوگ ہیں، ان کے لیے
آخرت کا بہتر ٹھکانا ہے (دعوت، ۲۲)؛

۵۔ اور اگر تم بلا لڑائی چاہو کہ میں برائی تمہارے ساتھ کی گئی، تمہیک اسی کے مطابق چلاؤ اور اگر تم
برداشت کا ہمارا کرنا ہوں گے، پس برداشت کو بنا ہی بہتر ہے، (تحفہ، ۱۰۰)؛

اللہ کی بے پناہ رحمت اور ہر انسان کی رحمت کی نشان دہی ہے کہ اس کے لیے ہر شے کی رحمت ہے،
رحمتی و رحمت حاصل شے

(احزاب، ۱۵۹)

مسیح بخاری میں حضرت عیسیٰ کو ایک موقع پر کچھ قیدی تھے، ان میں سے ایک مرد نے کہہ دیا کہ اگر
دوسرا کا تھا، دیکھتے ہی، انا کی خاص تڑپ کے ساتھ اسے سینے سے لگا کر دودھ پلانے لگی، بچہ ملی جانے کی خوشی
اور دودھ پلانے کی پسرور تسکین سے بھلا ہوا اس دودھ پر شہرہ برپا ہوئی کہ اگر آپس میں دودھ کا بھی کچھ قیال نہ ہو، دوسرا نہ
صعقہ نہ یہ کیفیت ہو کہ نہ لایا

اقرن ہذا طارحہ نہ دھانی النور ؟
تلا : لا وہی فقد ران لا طرحہ . فقال :
لہ ولیم بھادہ من ہذا یولدھا
تسار : کیا خیال کہ یہ عورت اپنا بچہ دھانی میں ڈال دینے
کے لیے تیار ہو جائے گی ؟ پر نہ وہی کیا کہ بہت کم
اس کی طاقت و قدرت میں ہے کبھی نہ ڈالے گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اللہ اپنے بندوں کے لیے اس سے زیادہ رحم سے
مہربان، عورت اپنے بچے کے لیے ہے۔

انسانوں، حیوانوں و پندوں، اچھوتوں، مردہوں و یرہوں میں سے کسی گروہ کو سہہ بھیجے، بچے کے لیے ماں کی لانا
سے بڑھ کر بڑھوس محبت کا اندازہ کوئی نہیں برکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاشاکا نظارہ دیکھ کر بندوں کے لیے اللہ کی رحمت کا
دیکھ کر فرمایا اور اس رحمت کا منتقلی لوگوں کے قلوب و دواغ پر بھادہ بیٹے کی رحمت ان کے سوا کیا تھی کہ دنیا کی بہترین
رحمت سے ہر طور مثالی کام لیا جائے۔ عقیدت مندوں سے اللہ کی محبت کا صحیح اندازہ پیش کرنے کی دل لہشیں تر
رحمت کن سے ہے؟

بیات مسائل | جو آپ سنا رہے ہیں مسرہ۔ انبیاء کی بیانات سے اس لئے کہ میں تو بھیجے ہوں
 کہ اس پر اس پر زور دیا جائے۔ لے کر کوئی ایک کائنات اس کائنات کا کوئی بڑے سے بڑا عالم
 کائنات کوئی ایسا کائنات نہیں کہ اس کا ہر ذرہ ایسا ہی ہو جیسا کہ آپ کے قلب و دماغ سے ہے، اختیار سے
 نہ ہو گی، بلاشبہ اس میں سے ہر ذرہ ہی حق ہے۔ شعور۔ مزاج، ایمان کے متعلق کی مثالیں ہی لگاتے ہوئے دیکھا ہے
 ۔ اگرچہ یہ یاد ہو تو اس کی حیثیت اور جگہ یہی ہے۔

۴۔ اگر وہ امتثال کرنا نہ تو اس کے لئے۔ لے کر دو بھیجے تین میں ہر ذرہ ہو۔

۵۔ اگر وہ عزت مند ہو تو اس کا ہر ذرہ۔ لے کر دو عزت مند۔

۶۔ اگر وہ کوئی برا ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو کوئی برا۔

۷۔ اگر وہ کوئی نعمت پا رہا ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو کوئی نعمت۔

۸۔ اگر وہ کوئی سیدہ ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو سیدہ۔

۹۔ اگر وہ کوئی عورت ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو عورت۔

۱۰۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۱۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۲۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۳۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۴۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۵۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۶۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۷۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۸۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۱۹۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۲۰۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۲۱۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۲۲۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۲۳۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۲۴۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

۲۵۔ اگر وہ کوئی ایسا کائنات ہو تو اس کے ہر ذرہ۔ لے کر دو ایسا کائنات۔

وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لیا۔ میں نہیں ہی جانتا تھا کہ میں سے نہیں جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کر
 جیسے سے سو جانے کی وجہ سے کہ پہلے میں رہنے والی پردہ سی بھر کا اور پیٹ بھر کر سو جانے والے کو
 علم ہو کہ پردہ سی بھر کا ہے۔

آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان آنے کے کچھ دن ہی میں جو حقیقی ایمان کی اس میزان میں پڑے اُن کے ہیں جو لوگ
 معنی اختلافات کی بنا پر کچھ عرصے کے لیے امر و نہی میں شرکت ہو جاتے ہیں اور اپنے مالی شان ابو اثری میں اس طرح
 پیٹ بھر کر سونے ہیں کہ کچھ بھوکوں اور محتاجوں کا احساس تک انہیں نہیں دیتا۔ احساس جو تو تڑپ کر ہر دھڑکن
 آئندہ احساس و مدد دہی ان بزرگوں کو تھا جو راتوں کو جگ بگ خیر خیر و در سے کر کے اندازہ کیا کرتے تھے کہ کوئی
 مستمرد وہ ان کے دائرہ علم سے باہر تو نہیں رہ گیا؟ پھر دیکھ کر شاہ کا مدعا جان یہ ہے کہ مختلف انسانی حقوق کا پورا پورا
 لحاظ رکھا جائے گا۔ ان پر یہی ہے کہ ان میں وہ محبت، وہ رحمت اور وہ شفقت برہمے کا آجاسے جو خدائی دستوں
 میں ہشت کم نصیب ہوتی ہے۔ اگر انسانیت کا کوئی شخص اس عظمت و شان کا ہے تو اس کا نشان یہاں ہے۔ یہ منصب ازل سے
 رجحان طیفین مسلم کے لیے خاص ہو گیا۔ (بولت)

رحمت و شفقت کا ابرگہر بار

امویت احترام آدمی

—(۷۱)—

ہدایت کے لیے لائق ہی تڑپ | رسول اللہ مسلم کے قلب مبارک میں حقوق کے لیے جے پائے شہادت
رحمت کا جو سمندر موجزن تھا، اس کا ذکر کتاب میں چھ درپے آتا
ہو سکتا۔ ساتھ ساتھ مثالیں پیش ہوتی رہتی ہیں۔ باقی وہی شفقت و رحمت کی منسل کیفیت۔ تو اگر میں بیان کرنا بھی
چاہوں تو ان کا اور بیان طلب کی صلاحیت کبھی سے کٹاؤں؟ وہی ایرانی شاعر کا معاملہ ہے۔

کتاب فصل ترا آب بحر کافی نیست

کہ نہ کر کم سرگشت و صغر بشمارم

ہمارے لیے کام انہی سے بڑھ کر خارج و فیلہ کی اور ال پذیر شہادت کرنی نہیں ہو سکتی، اور شاہد ہوتا ہے۔

فَعَلَقَاتُ بَاحِثٌ فَكَيْفَ عَلَى أَثَرِهِمْ | داسے چھپ کر ہی حالت نوری ہو رہی ہے کہ اگر یہ اس کلیم
إِنَّ نَسْمَ يَوْمَهُمْ يَهْدِي أَفْعَادِيهِمْ أَشْفَا | پر ایمان دلائل تو عجب نہیں تواری کے پیچھے انھوں کے

دکھت (۷۱) | داسے اپنی جان پاکت میں ڈال دے۔

کیا حق خدا کی دینوری اور اخروی بیہود کے لیے اقسامی رحمت و شفقت کی کوئی روش تر شہادت بھی ہو سکتی ہے
ہر کا راقی ہر کام کتاب مقدس میں معجز تو ہو گیا۔ جو نوا حنین سپہ پر نگین اور اندہ بنا کی دوسے زمین کے تمام
ہو سکتا اور پڑی نواح بشر کے لیے حق، نروان کا تعلق کسی نسل، کسی نسل اور کسی قوم سے تھا۔ مولانا ابوالکلام مرحوم
فرماتے ہیں،

انبیاء سے کرام جاہل و صلاح کے طالب یہ نہیں، ماضی ہوتے ہیں۔ انسانوں کی گڑبازی ان کے دلوں
کا آئینہ ہوتی ہے ان جاہل کا پرش ان کے دل کے ایک ایک ریشے کا عشق۔ اس سے بڑھ کر ان کیلئے
کوئی عقین نہیں ہو سکتی کہ ایک انسان مچائی سے منہ موڑے اور اس سے بڑھ کر ان کے لیے کوئی شکرمانی
نہیں ہو سکتی کہ ایک گروہ قوم راہ راست پر کھائے قرآن میں اس صودت حال کی شہادتیں باہر نکلتی ہیں۔

www.besturdubooks.wordpress.com

تور علیہ خطابی | آپ سنہ اس مہرت عالی کے اسباب پر بھی کبھی فرمایا، یہ خیال کر لینا تو شاد رہے کہ
 سخاوت کو فضائلِ ثبوت پر لگا کر دینی حق ایک انسان نامشعین بناتا ہے جو اپنے سے
 لڑائی شدہ بنیات کو فتنہ خدا کے سامنے دھڑا دھڑاتا ہے۔ عا شاہد کلا۔

۱۔ شہادتِ انجری جو مقدس ستیوں کو وحوشِ حق کے لیے چنٹی دینی حق کی غفرانیں ہم جنسوں کی اصلاح و
 نعت اور شہر و بیوہ کے غم میں سراپا مسند و برقی تھیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی دینی حق و دنگار کی
 حدود و حدود پر مشغول کے باوجود اپنے دینیت کی بھانڈی پر چٹان کی طرح ہما کیے کر دے سکتا تھا، اگر
 ایسا نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کارِ حالات میں یہ کیوں فرماتے کہ مذکور قسم، اگر یہ لوگ میرے
 پاس آتے تو میری اور دوسرے باخبر پر پانا نکال کر دے دیں، تب بھی میں اپنے فریضہ و رحمت سے باز نہ
 آؤں گا، یہاں تک خدا اس کام کو کرے کہ اسے یا خود میں اس پر شاد ہو جاؤں۔

۲۔ توبہ کی عید اس حقیقت کی پیروی ہے کہ گواہی دے رہا ہے کہ ہر دینی حق نے، کماذرحق کے ساتھ
 ہی یہ اعلان بھی کر دیا، میں اس کام کے لیے کسی سے اجرا کا لیکار نہیں۔ میرا حق تو اللہ کے پاس ہے
 اگر ہر دینی حق کے علیہ مقدس میں یہ جنسوں کو روادارست پر لے لے کے لیے انتہائی تحریک و توجہ پر قسم
 کی ذاتی اعتراض سے کامل برائت کا دینی کیے نہ بار بار نیاں پر نہ ہوا تھا۔

۳۔ پھر مردانی حق پر ایک ایک فعلی اور ایک ایک حرکت کے نالک و عواقب برای العین آشکارا کرتے ہیں۔
 انجام ہر کام کا قصداً ایک شے ہے۔ انجام ہر کئی چیزیں اللہ تعالیٰ شکر اریں کا مشاہدہ بالکل دوسری شے ہے۔
 ۴۔ اگر کسی کا قدم گر اہی میں بڑھتا جائے تو عام لوگ سمجھیں گے کہ وہ لادوسے شریعتِ عذاب کا مزدور ہو گیا۔
 اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے تو دوسری بات ہے، لیکن داعی حق پر معاملہ جزا اسی طرح عیاں
 ہوتا ہے میں طرح سلیم ابد مدت آدمی کو دن کے وقت آغاب نظر آتا ہے۔ پھر یہ جنسوں کے لیے
 پہلیاں شہادت و رحمت کی بنا پر سب کو توجہ و عقربت کی حوصلہ فرمائیں اور شکلیب گزائیوں
 سے محفوظ رکھنے کے لیے داعی حق جس ننگینی و اخو ہنای لادوسے مضطرب و بے تابی کا حق مشق
 بنا کر لگا، اس کی شدت اور وسعت حد و ہمارے حدود اور انکڑے اعتراض و جوں میں کہیں کہیں
 مکتی ہے۔ اس لیے اللہ کے خرد ایک موقع پر فرمایا کہ میں تمہیں دامن پلو پلو کر کھینچ رہا ہوں مگر تم لوگ بھی
 گمے پڑتے ہو۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام حکام و فضائلِ ثبوت کے جامع تھے، ایک نکتہ آپ پر سے عالم انسانیت کی ہدایت
 کے لیے مہوت نچرے تھے، اس لیے تمام خصوصیات میں بھی سب سے افضل تھے۔

سیدہ گفت کی گویا ہائیت کے روپوں میں لکھ دو خوش برہنہ ہائی ہر اس فرد کے پیش نظر ہر نہ چاہی ہو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے انتساب کا دعویٰ ہو،

ڈ۔ یہ بات سوائے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شکر و دعوت و اصلاح و نور و فیض کے لیے چاہے یا ان شہادت کا جسے نقشہ
 پیش کر رہی ہے۔

ب۔ ہر وہی اسم کا فرض ہے کہ ”فقد حکمنا حکم فی رسول اللہ اسعدۃ حیدر“ کی پیروی کی جنہوں نے
 ان کی شہادتوں اور شکر و دعوت و اصلاح اور بے پایاں شہادت و دعوت کا بھی بہتر سے بہتر عملی
 کیا ہے۔

۱۔ سفر طائف کے سفر طائف کا ذکر کرتے ہوئے حوالہ کیا گیا ہے کہ دعوت حق کی جو سرگزشت دنیا
 و آخرت طائف کے مذہبی و فروعی اور سفینوں میں مختل ہے، اس میں سے کوئی ایسا واقعہ دیکھا نہیں جاسکتا جو
 طائف میں مشرور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق کا نقل ہی نہ کر سکے۔ دیکھیے،

۱۔ سفر طائف کا مقام اس کے سوا کیا تھا کہ اہل طائف ہائیت کی بار بار گستاخیاں کر رہے تھے انہی لوگوں کی بھائی
 اور بہنیں تھیں، دینی بھی اور اخوی بھی۔ جنہوں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے عزت و توقیر کو جاننے لگا کر ان کے لیے ہر دعوت گھوڑا
 فرمایا تھی۔

۲۔ طائف کے گزرتے ہوئے حوالہ دیا کہ ان لوگوں نے صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سوک روایہ کہنا شروع کیا وہ ان سے غلام
 تھے کہ ایک نہایت افسوسناک مظاہر تھا عرب کے دور جاہلیت میں ایسے مظاہروں کی کہیں بھی
 کمی نہ تھی۔

۳۔ ان لوگوں کی انکسنت پر اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنگسار کیا اور ہاتھ پائی پھانسی تک
 پھانسی جیسا کہ لاغون پر کرنا سے سارے ملک پہنچ گیا حد آپ نے ایک بار میں پناہ لی۔

۴۔ اس دردناک حالت میں بھی آپ کے حدود کی تحلی پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اس سرکے پر بارگاہ باری تعالیٰ
 میں جرم کا کوئی ذمہ اپنے غفلت پر منتقل ہے۔ اس میں سے ایک نقطہ بھی ایسا نہیں تھا جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے
 سختی و ناخوشگوار کی کوئی ٹھٹھکی جاسکتی۔ اللہ کی مکن کے سوا صلی اللہ علیہ وسلم کے عیب نہ تھے اور کسی
 چیز کا سزا نہیں دیا جاسکتا۔

۵۔ پھر بھی فرمایا، میں ان لوگوں کی تباہی کے لیے کہوں دغا مانگوں، اگر یہ ایمان نہیں دے تو کیا کرے گا
 ان کی آیت و تسلیں ہر دو ایک نہ پر ایمان لائیں گی۔

۶۔ کیا اپنی پیغام کی صداقت پر بے پایاں یقین اور ہم جنہوں کے لیے چاہے یا ان دعوت کی ایسی کوئی مثال

ان سکتی جہاد کیا ہمارے کی، مانتا ہی اسید کا کوئی ایسا نقشہ آپہ کو کسی دوسری جگہ نظر آ سکتا ہے؟
 تاریخ گواہ ہے کہ بڑے فہمیں نہیں، خود وہ نسل ہی حضورِ مسلم کے دستِ ہدایت پر ایمان لائی، اسی کے ہاتھ
 چند سال پیشتر حضورِ مسلم کو سکندریہ کی کشتی باندھ چکے تھے۔ یقین رکھیے، وقتِ طاعت اپنی مسرت ہی سے شانِ اہل کی
 بنا پر سیرتِ علیہ کا ایک اجماع نہ بن گیا، جہاں سے ہجرت کے مقدمات شروع ہو گئے اور دینِ حق کی دعوت اس منزل
 کے دروازے پر پہنچ گئی، جس میں "جہادِ کونانی" میں اٹھنا، جہادِ "کا" نظارہ ہمارا وہی، کھڑے اس کے لیے جن عیسائی
 جہاد تھا۔

عہدِ نبویؐ کی جنگیں ^۱ عہدِ نبویؐ کے عیسائیوں کی جنگیں، دولت کی ایک روشن دستاویز و عہدِ نبویؐ کی جنگیں
 سہی ہیں، جن کی حقیقی حیثیت اور مسرتی خصوصیت پر آپ تک بہت کہ توہ فرمائی گئی ہے۔
 رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی دور میں جنگ کے لوازماتِ فنی و فطرتی کے لیے صلح، امن، محبت و
 اخوت، ملاقات و مہربانی کا پتہ تھا، اس میں دہم و بھار کے لیے گھر کی گھبراہٹیں، جو سکتی تھیں، لیکن قریش کے
 کے خرد و فکرت، دو علم و حور سے شریعت و حق پرست انسان کے لیے فتنہ و دھجک دیا تھا، کائنات کی کھلائی، حق پرستی
 اور شرافت کسی کے لیے بھی باعثِ تعجب نہیں ہو سکتی تھی۔ مجبور ہو کر پہلے ایک جماعت کو حبش پرانے کی ہجرت
 دے دی گئی، قریش کے سنے وہاں بھی پہچان نہ ہو سکی، چھوڑا، پھر دینے سنوہ کی طرف ہجرت کا انتظام ہوا۔ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 صحابہ کرام پشتوں کے ٹھکانہ پر مجبور ہو کر مدینہ منورہ پہلے گئے، یہی یہ اُجد مکانی بھی قریش کی آتش و شعلہ و کدو کا جگہ
 ان کی جتنی دستبرد اور کڑا اور مسخروں کا سلسلہ تیز تر ہو گیا، ان حالات میں غفلت و کوتاہی اور پیش نیلیوں کے سرا
 چارہ زرد اور غفلت و کوتاہی میں دینا میں ہر فرد ہمارے کا تو نہیں فطری حق ہے، جس پر امن کا کار کا انحصار ہے۔

معاذ و سرایا ^۲ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مہینوں سے سابقہ پڑا انھیں دو مہینوں میں تفسیر کیا گیا ہے، جن مہینوں کی
 قیادت حیدرِ مسلم نے بغضِ نفیس فرمائی، انھیں عزادانہ کہتے ہیں، جن مہینوں کی سرانجامی پر
 دوسرے اصحاب مامور ہوئے انھیں سرایا و جمع صریح کہا جاتا ہے۔

خاص کر عیسائیوں کے حضورِ نبویؐ کے "دینِ فطرتی" کی دوسری جگہ میں سیاسی عزادات و سرایا کا ذکر نامِ بام
 کیا ہے، ان کی تفصیلات بتائی جاتی ہیں، لیکن کتابوں میں اس سے بہت کم تعداد کا ذکر ہوا ہے، لیکن اصل سوال تعداد
 کا نہیں بکریعت کا ہے، ان سب کو کوئی عزادت یا سرایا ہی قرار دے لیا گیا ہے، مانا کہ ان میں سے اکثر ایسی
 تھیں، جنہیں کسی بھی ڈاؤنر تھا، یہ جنگیں جھجکا یا جنگیں قرار دینا صحیح نہ ہوگا، شواہد میں جنہوں نے صریح کہیں عزادہ قرار

یہاں حاکم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردو سے ملنے گئے، نہ جنگ کی فوج آئی، آپ صرف عرب اور کرنا چاہتے تھے، وہ دوائے سب کے لیے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر ہی شہرہ میں بڑا تھا، اجماع شہر الحرم میں سے تھا، میں میں میں کشش یا درک تمام قریش کے لیے جائز ہی رہی تھی۔ خاص سیلاب مرحوم نے انہیں میں میں میں شہر کا بلکہ محض "قلعہ مکتہ" قرار دیا ہے اور یہ لکھ رہا ہے کہ اس کی حقیقی کیفیت کی کبھی اطلاع نہ رہی ہے۔

محمود کی نوعیت

درجہ کی باقی ہے

۱۔ ان میں سے بعض کو جنگیں قربو دینا، وقتاً فوقتاً شہر خارج اور برسرہ کی طرف جوں جیسے گئے وہ نہ فرجی دستے تھے، نہ اس فرجی سے بھیجے گئے تھے کہ لڑی، وہ محض مین اور مشر تھے، اس دور سے۔

یہیہ گئے تھے کہ لوگوں نے قرآن اور اسلام سیکھنے کی فرجی سے ان کے اذکار پر امر کیا تھا، یہیہ بھیجے جانے والے لوگوں کے بیٹے ایک رئیس تھیلے نے ذاتی ضاعت میں قبول کر لی تھی، یہ کل اتنی افراد تھے

شہر برسرہ اور اس درجے بھیجے گئے۔ ان دونوں جماعتوں کو آپ کا خلاہ سے سا بڑا پڑا، دستہ

میں سے صرف ایک ممتاز، باقی سب نے شہر مت چائی، ان کا نشان بھی جنگی نقصانات میں مسرب نہیں ہو سکتا۔

۲۔ پھر ان میں سے خاص میں ایسے تھے جن میں بہت کم آدمی بھیجے گئے۔ اس کے کم کر: انہیں جنگوں میں شامل کرنا مشکل قرار دیا گیا تھا۔ مثلاً:

آدمی	صیہ
ایک ایک	۵
پانچ پانچ	۲
دس دس	۲
بارہ بارہ	۲
پندرہ پندرہ	۳
بیس بیس	۴
تیس تیس	۲
چالیس چالیس	۵
پانچ پانچ	۲

گروہستانیوں میں اس لئے مقرر کئے گئے تھے کہ انہیں جنگیں لڑنا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ دراصل بلایر گرد
 ہتھے تھے۔ وجہ اس وجہ سے وقتاً فوقتاً احزاب میں جیسے جیسے کہ دشمن کی نقل و حرکت کے متعلق معلومات حاصل کریں
 تاکہ اس کے مفراز مسفرہوں سے آگاہ ہو کر مناسب دفاعی تدبیریں عمل میں لائے جاسکیں یا کہیں کوئی فتنہ انگیز
 فرقتل و کدات کے مادی قبیلوں کو براہ گشتہ کر کے مزید مزہ پر چلا جائے کہ جسے تیار کر دیا تھا۔ ایک جانا بڑا
 اور اس فتنہ انگیز کو: "لفتنہ اشہد من العتقل" کے اصول پر فتح کر کے چلا آیا۔ وہاں لوگ اس میں سے جھڑ گئے۔

۳۔ حدیبیہ کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ وہ جنگ تھوڑی نہیں۔ اس کا مقصد اور اسے فرو تھا۔ اس طرح لیش سے
 دس سال کے پہلے صلح ہو گئی تھی۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے۔ قریش تیس روز کے یہ
 شہر کے سے نکل کر اس پاس کے بیادوں میں جا بیٹھے گئے۔

۴۔ بعق میں اس وجہ سے تیار ہوئے کہ دشمن کے چاہا پارہ تھے۔ چونکہ حداد کے چند اس پسند شہریوں
 کو خاک و خون میں تڑپا چکے تھے۔ ان کا تعاقب کیا گیا۔ ایسی میں بھی غنا جنگ نہیں کی جاسکتی۔

۵۔ بعض میں احزاب مرتبہ کے قبیلوں کے پاس نہیں اور ان سے معاہدہ اسے صلح و امن کر دیے۔ ان
 معاہدہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ دشمن کی فتنہ انگیزی کا دائرہ محدود کر دیا جائے اور قبیلوں کو دشمن کی
 عیاریوں کا شکار نہ بننے دیا جائے۔

۶۔ ایک مثال ایسی بھی ہے کہ کچھ لوگ باہر سے آئے جو بیاد تھے انہیں دھم کی کہ مرنے کی چراگاہ میں غلہ
 ریگیا آکر گئی آہ و ہوا میں رہیں اور ادھنیوں کا مہ اٹھ لیں۔ وہ تدرست ہو گئے لیکن وہ رہایت
 کے احسان ناشناسوں کی طرح انہوں نے چراگاہ کے دھم اسے کو شہید کر ڈالا اور اسے ہٹا دیا۔
 تعاقب کر کے انہیں پکڑ لیا اور مناسب سزا دی گئی۔ اسے کون جنگ لڑنا پسند کرے گا؟

۷۔ ایک مرتبہ بعض بنیوں نے اچانک چراگاہ پر حملہ کیا تھا اور کچھ اہل ہٹا لے گئے تھے۔ ان کا بھی
 تعاقب کیا گیا اور اہل ہٹا لے دیے گئے۔ یہ بھی جنگ زخمی۔

سیرت محمدی نے ان تمام معرکہ کر باقاعدہ جنگیں قرار دے لیا اور اس طرح تعداد خاصہ فرموا
 جانی نقصان | حالانکہ ان میں سے ایک بھی ہم بائیس تھی جسے جنگ کہا جاسکے۔ بلاشبہ بعض میں ایسی ہیں
 کہ اہل ہٹا لے انہوں مقام پر لوگ اس غرض سے جیسے ہر وہ ہے جس کو مزید مزہ پر حملہ کر کے اول لوت مارا کہ شوق پر واکو
 دوم قریش کے کی نظروں میں اعتبار پائیں، چہرہ اس گروہ کو سر پر جھانسنے کے لیے تیار رہتے تھے جس کے دورے سے
 مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔ ویسے بعض گروہوں کے خلاف وچانک اقدام کر کے انہیں منتشر کر دیا گیا۔ ایسی معرکہ میں
 مسلمانوں کو بھی بانی نقصان پہنچا اور غیر مسلموں کے آدمی بھی قتل ہوئے۔

فرشیں ہونے کا قاضی سلطان مرحوم کی درج کی برقی فرشتے ہیں ستہ اور چلی ستر نہیں رہ کر ہیں۔ جنہیں گھر میں
اعتبار سے جگہ نہیں کہا جاسکتا اور ان کے بارے میں نقصان کے اعداد بھی قاضی صاحب مرحوم ہی کی فرشت کے مطابق
جمع کیے آج پورے ہو۔

فرشی	نقصان جان
مسلمان	۹۲
غنائفیں	۲۸۰

بعض مومن میں ان نقصان کے مقتدر کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی۔ اور قاضی صاحب مرحوم بھی ان اعداد کا کوئی نمونہ
نہ لگا سکے۔ وہ اعداد زیادہ یا کم شامل کر دیتے ہیں تاہم وہ چندہ سیس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ ان اعداد میں بزرگ طبقہ کے
ان افراد کا جان نقصان شامل نہیں، جنہیں مسلمان مسلمان کے فیصلہ نامہ کی بنا پر موت کی سزا دی گئی تھی۔ ہر سزا
موسمی شریعت کے عین مسافری مسمی ہونے سے خود شامل نہ ہوا تھا۔ ان مقتدر میں ایک صورت بھی تھی
جسے اسی لیے مزرے موت کی کہ اس نے غلطی کی چشت پر سے ایک مسلمان پر چھنے کا پات ہمارا کہ شہید کر دیا تھا۔
حالانکہ وہ دینار کے سایہ حرمت مستحکم کے لیے بیٹھ گیا تھا۔ یہ لوگ میدان جنگ کے مقتدرین نہ تھے۔ اسی
طرح مہرچ اور بزرگوں کے مسلمان شہداء بھی مسلمانوں کے جان نقصان میں شامل نہیں۔

یہ مہرچ مسمی کرنا قاعدہ جنگیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ وہ بھی مسلمانوں کو باطل، غر استہ پیش
یا قاعدہ جنگیں | آخری قیس دوران میں بھی مسمی مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہوتی تھی۔ شہداء
اور عوام و دین پریش ہو گئے۔ مسمی انہ صعبہ اہل باطل پر مکرر مکرر سے ان کے کہہ کر پیش کا وہ نافرمانی
شام سے لوٹ رہا ہے۔ انہیں کچھ راضی مسلمانوں کے نصرت جنگ کی بنا کی میں صحت و عین تھا
اس نافرمانی کو روکنا ضروری تھا۔ لیکن سالہ زمانہ مختلف اطلاعات کی بنا پر پہلے ہی عامہ رسالت پھر کر
دوسرے راستے نکل کر کچھ دوسرے بارہ میل مغربی جانب تھا۔ مسمی آتش میں یہ اطلاع ملی تھی کہ
فریش ایک ہزار کے قریب سرداروں اور پیادوں کے ساتھ ہر پہنچ گئے ہیں لیکن ان کا ارادہ وہاں ٹھہرے
اندیشہ منائے گا جسے مسلمانوں کے لیے بڑا اس وجہ سے ناگزیر ہو گا کہ اگر طرف سے دے جائے تو
اول فریش ان قبیلوں پر دیا ڈالے۔ ان سے مسلمانوں کے ساتھ جسے پہنچتے تھے اور ان قبیلوں
کے لیے وہاں مسلمانوں سے معاہدہ کرنے کی کیا صورت۔ مسمی؟ دوم فریش وہ بہ نودہ پر چڑھائی
کو دینے تو تھی مسمیوں کے لیے ہر جہاں وہ خطرناک ہوتے۔ جتنے جہاں دے دے
جو کہتے تھے۔ لہذا یہ کو شہیت ایزدی تھے حق و باطل کی جنگ کا پہلا میدان بنایا۔

۳۔ غزوہ اعماس میں پیش آیا کہ قریش کے ہندو کے انتقام میں حذیفہ بن یمان نے ہمدان کی قتل کر دی تھی۔ قریش کے ایک فرد نے ان کو تین ہزار تھن مسلمان زیادہ سے زیادہ ساڑھے سات سو تھن سر تھے۔ تیرا نام اس کے ایک عہدہ کی غلطی کے باعث مسلمانوں کا سنت نقصان ٹھاتا تاہم میدان انہی کے تھا۔

۴۔ غزوہ احزاب میں قریش کے اور ہندو نے ہندو کے مشترکہ سازش کا نتیجہ تھا اور انہی میں قریش و ہندو مختلف تہائی کو لگا کر لایا جس کے ساتھ ملے آئے اور ان کو ان کے دس ہزار افراد نے حذیفہ بن یمان پر حرم کیا اور دناج کے لیے ایک عربی خندق کھودی تھی۔

۵۔ غزوہ خیبر اس وجہ سے پیش آیا کہ ہندو نے احزاب میں لڑائی کے بعد غطفان اور دوسرے قبائل کو مدینہ منورہ پر حملے کے لیے آمادہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے ان کے پر لڑائی کو حرم کر کے غطفان کی لڑائی میں حصہ لینے کے لیے بھیجا دیے گئے۔

۶۔ موت کی وجہ سے احزاب میں پیش آئی کہ موت کے بعد مسیحی ماکہ حضرت عیسیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منسوب کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہ کہ قتل اس دور میں بھی ایک تہیج بین الاقوامی تہیج تھا۔ تین ہزار مجاہدین اس میں لڑنے کا انتظام لینے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے کم از کم ایک لاکھ فوجیں کو میدان چھڑنے پر مجبور کر دیا۔

۷۔ مکہ کو ہندو پرورش اس وجہ سے انگریزوں کی قریش نے حاجہ حضرت کے باوجود اپنے ایک حلیف قبیلہ کے ساتھ اور دوسرے مسلمانوں کے حلیف قبیلے پر حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کے دوران میں دوسرے قبیلوں کو بھیج دیا۔ یعنی باقوں کو لڑنے کا حق دیا جانے کے بعد ان کے باقی ماندہ حصے کے یا قریش اپنے حلیف قبیلے کے پاس سدا سے جوڑا تھا تھا۔ مسلمان بطور فوج مناسب فیصلہ کر لیں گے۔ قریش نے دونوں میں سے کسی بھی صورت پر غصہ نہ کیا اور مکہ کو ہندو پر پیش قدمی کے حوالہ چارہ بند کیا۔

۸۔ غزوہ خیبر اس وجہ سے پیش آیا کہ لڑنے کے بعد ہندو ہوازن اور جر حلیف مسلمانوں پر حملے کی تیاریاں کر رہے تھے اور انہیں کو جہت تھے اور انہیں پیدائش کا حرم میدانی جنگ نہیں گئے۔ ہمدان نے غلطی غلطی غلطی ہی کا نشانہ بنایا تھا۔

۹۔ تبرک کا حرم اس لیے اختیار کیا گیا کہ تبرک کی طرف سے عرب پر حملے کی تیاریوں کے متعلق حذیفہ بن یمان کو مطلع کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار ہوازن کی کیمت میں کئی مہینوں کے بعد کی شام کو مدینہ پہنچ گئے تاکہ لڑائی ختم کر کے چلتے ہیں جو۔ میں روز قیام فرمایا۔ عربی زبان میں ان کی اور

مستند مسلم مختلف گروہوں کو نام دے دے کر لوٹ آئے۔
 ان باتا عدد جنگوں کے نقصانات کے مطابق درجہ قرآن ہے۔

باتا عدد جنگوں کے نقصانات

جنگ	مسلمانوں کی بانی نقصانات	معاذی کا بانی نقصانات	کیفیت
بدر	۲۲	۷۰	عام روایتوں کے مطابق صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے تھے۔
احد	۷۰	۳۰	عام روایت کے مطابق قریش کے صرف ۲۳ افراد قتل ہوئے تھے۔
خندق یا احزاب	۶	۱۰	عام روایت کے مطابق مخالفوں کے صرف چار آدمی قتل ہوئے تھے۔
خیبر	۱۰	۹۳	
مردہ	۱۲	۱۰ مسجون	
جنین	۶	۷۰	ابن حزم کے شہداء کے جین کی تعداد چار ہائی ہے۔ (۳۰ میں امیرؤس ۲۰)
مصرعہ طائفت	۱۳	۱۰ مسجون	
تبوکہ	۴	۶	
مسیبہ ابن	۱۴۷	۲۷۳	

مخاضین کے بانی نقصانات میں مردہ بعد طائفت کے: عدد شامل نہیں۔ وہ بہت زیادہ نہیں گئے۔
 غرض تمام چھوٹی بڑی مصروف اور باتا عدد جنگوں میں مسلمانوں اور مخالفین کا کل بانی نقصانات یہ ہوا،

$$\text{مسلمان} = ۱۴۷ + ۲۷۳ = ۴۲۰$$

$$\text{مخالفین} = ۱۴۷ + ۲۷۳ = ۴۲۰$$

یہ اس وقت سے فیچر کے نقصانات شامل نہیں وہ سابقہ اعداد میں شامل کر دیے گئے ہیں اور وہ مسلمانوں اور مخالفین کے درمیان۔

ان میں درجہ اور ہر مرحلہ کے شہداء کو نشان نہیں کیا گیا، کیونکہ وہ تبلیغ کے سوا کسی دوسرے مقصد کے لیے بھیجے جاتے تھے۔ اگر آپ انہیں بھی مافی القضا میں شامل کر لیں تو پوری تعداد انسانی کے احاطے سے تین سو تیس آئی جاسکتی ہے۔ اسی طرح مخالفوں کے اعداد نقصان میں چنگ نہ رہتے اور معاشرہ ظالم کے شتر میں شامل نہیں کیے گئے۔ ان کے شمول سے مخالفوں کی تعداد میں بھی کمی نہ آئے۔ نہ تو برعکس کا اگرچہ وہ لیا وے سے زیادہ چند سواری کا ہر مسئلہ ہے۔

رحمت و شفقت کا ابر گہر بار

آدینیت احمد امجدی

—(۲)—

قاضی صاحب مرحوم کا نقشہ | قاضی محمد سمیع مرحوم نے اپنے غزوات اسریہ کا ایک متعلق مندرجہ ذیل ہے ،
جس میں ایک ایک اسم اور ایک ایک جنگ کے متعلق ایک ایک بتایا گیا ہے
کوثر قبیلہ کے لگی کھنڈی شریک تھے لہذا ان میں سے کتنے مقتول ، شہید ، کتنے عروج اور کتنے اسیر ہوئے
آخر میں نام ہوا کہ ایک جاس فیضیہ لکھا ہے جو درج ذیل ہے :

فریق	شہید یا مقتول	عروج	اسیر	میزان	کیونیت
مسلمان	۲۵۹	۱۲۰	۱	۳۰۷	قاضی صاحب مرحوم کے تفریق زادی کوثر قبیلہ کے دشمنوں کی قتل و صلیب نہیں ، اسیروں اور مقتولوں کی تعداد بھی ہوگی - ان شاء اللہ
غیر مسلمین	۷۵۹	-	۶۵۶۳	۷۳۲۲	"
مسیحی	۱۰۱۸	۱۲۷	۶۵۶۵	۷۷۱۰	"

مجھے حساب میں چند دنوں دشمنوں حاصل نہیں تھے قاضی صاحب نے جو اعداد حاصل کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں ، انھیں میں غور سے

لے رہا ہوں (۲۶۳ ، ۲۷۶) لے لیا (۲۷۶ ، ۲۸۰)

معیاریت بھی کیا اور سنوں کو بھی اس باب میں کئی مرتبہ دست دی تاہم مفصل نقشے اور اس مجموعی نقشے کے اعداد میں تطابق پیدا نہ ہو سکا۔ بعض اہم اجابت جوازہ نقطہ تھے مثلاً صفحہ ۲۱۲ پر سریرہ علاقوں ایدو کے خود ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں فرسے کا عدد صوم شہدا کے خانے میں درج ہے، وہ مختلف فرقوں کے منتروں کے خانے میں دیا جاسیے۔ لیکن ان تصحیحات سے بھی ہم تطابق کے قریب نہیں پہنچے۔ معلوم نہیں قاضی صاحب مرحوم کے حساب کیونکر کیا؟

توجہ طلب حقیقت

لیکن اصل مسئلہ یہی کہ وہ صاحب کی توجہ یا نادرستی کا نہیں۔ خاص توجہ کی محتاج یہ حقیقت ہے کہ رمضان ۱۲۳۵ء اور اپریل ۱۲۳۵ء سے ۱۲۳۶ء تک قلعہ جہاز میں ایک کشتکشیس یا کشتکشیس یا کشتکشیس ہوئی، ان میں مسطوروں اور مختصروں کا نقصان ہائی زیادہ سے زیادہ ایک ہزار اٹھانوہ تھا جسے اردیہ لانا ہے حقیقت نقصان بہت کم جب میرا نے مختلف اسباب سے اس کا ذکر کیا تو میں نے اہل قلعہ میں یقینی ہی نہ کیا کہ جو کچھ میں نے کہا وہ اسے دو حقیقت ہے۔ اچھا آپ فرض کر لیں کہ یہ نقصان تحقیق کا صیغہ مرقی نہیں۔ اس حد کو دیکھنا یا گنا کر دیتے۔ پھر نقصان زیادہ سے زیادہ بھی ہزار جازہ کا ماننا ہوگا۔ یاد رہے کہ اس حساب میں ہم نے ہزار و سترہ یا کی نو سو توں سے نیچے نظر کرتے ہوئے ہر چھڑپ کے نتائج یکساں کر دیے ہیں، ان میں ۱۰۰ سال پر پھیلا یا جاتا تو فی سال کے حساب سے ہمارے پاس چار سو اسیوں کا نقصان ہوا اور یہ ان جگہوں کا نقصان جس کے درمیان ۱۲۳۵ء سے ۱۲۳۶ء تک تھا اور سندھ صوم شہدا کے کسی میں پیش ہوتی کہ سال بعض پیغام حق کی تبلیغ کا تھا جو صلہ دہی کے ساتھ روز بروز بیکار سے قلعہ نظر کرتے ہوئے برابر جاری رہا۔ کسی طرف اور کیوں کر؟ کسی کے نامی حالات ہیں سندھ نہیں۔ یہاں ہم نے ہجرت کے آٹھ سو سال عرب کی اندونی کشتکشیس ختم ہو گئیں اور تبلیغ نے ہل سنی کامیابی سے مل کر ان کی جتنی خوب جوق و جوج تھا۔ گو وہ دور دورہ اور قبیحہ و قبیحہ ملک و گوش اسلام ہو گئے، مگر جو اقداس حق و افاضی کی سبیل استقامت کا وہ جیتی غراہہ ہیں ہر عورت میں تیز جابا زلا تھا تھا وہ تیرک کی جانب رواں نہ تھا تو اس کا پورہ حق تیس ہزار سرفروشوں پر دیا تھا۔ اٹھارہ سو فی حق کی دہی میں سب کچھ نثار کر دینے والا تھا، ہر ملک پہلے تیرک کی سر زمین سے نہیں اٹھا تھا۔

یہ حقیقت ہزار سرفروشوں پر دیا زیادہ سے تین ہزار افاضی کے نقصان کے ساتھ اتنا عظیم، اللہ کا وہ امر انجام دینے کی کوئی مثال دوسرے زمین کی ہزارشت کے کسی بھی حصے سے پیش کی جاسکتی ہے۔ اس ہزارشت میں خود اسلام سے چیز کا وہ دور بھی شافی ہے اور جہاں اور بھی پھریہ، دشمنی حقیقت میں ہر لحاظ سے دہی جاسکتی ہے کہ یہ عورت زمین کی تیز رفتاری پر گشت حکومت اور سرپرستیت کا راستہ کرنے کا صانع تھا، اس دور میں ایک نئی قوم دھڑ دھڑ برپا ہوئی تھی کہیں قوم یا ترقی عہد گوارا ہے۔

کشتکشیس خمد اخراجات طنائیں، قاصد وین (مسی قرا) ہر تمام اشیاء ہر امرات ہر جو عالم طنائیں کے

بالمعريف و تهنوت من الملوك و قرومن و
 بالانوار و الامارات کے پیر نور ہیں۔ تم بھی کلمہ دیتے رہو،
 ہاں اللہ۔ (آل قرآن: ۱۱۰)

میں جن چھوٹے چھوٹے ہیں سب کچھ فرمایا گیا، جو کسی انسانی گروہ کی دلت و ستائش میں کیا جاسکتا تھا۔ انہیں
 ایمان و معروف کلمہ اور سرکاری دواک حاکم کے بدلے کی چیز باقی رہ گئی، خواہ اس کا داروہ کوئی ہو۔
 پھر عربوں کی حالت ظہور اسلام سے پیش کیا تھی! جملہ کے وحشیوں اور دونوں کی کسی نہ کی ہر کر رہے تھے
 نظام تعلیم اور گروہوں کے چلن و مشیاد تھے۔ دلت اور کے سوا ان کا کوئی پیشہ نہ تھا۔ اللہ کی زندگیوں فتنہ و فساد میں
 غرق تھیں۔ وہ شخصوں میں مسموم ہی بانہ پر چھڑا جو جاتا تو تعلیم کے قبیلے اس آگ میں کود پڑتے تھے۔ خواہ برساتی
 و جرم کے قوال کے مطابق۔

کہیں تھا سریشی چرانے چھڑا کہیں پہلے ٹھٹھا جھانے چھڑا
 کہیں جو کہیں آئے پہلے چھڑا کہیں پانی پینے پلانے چھڑا
 یوں نہیں دود۔ مٹی تھی تکرار ان میں
 یوں نہیں چلتی رہتی تھی خواہ ان میں

قرآن مجید کی گواہی ہے کہ ان آدم کو چھوٹیوہ پاسے انسانیت کے اعتبار سے شاید دو سے تین کی پست تھی
 قوم تھی، جتنی تری مسند پر لا بٹایا اور امامت دوسے ذہن کا منصب مہر پہ دیا۔

و اذ کونا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء
 ذلت من قبلکم فاصبحتم بنعمہ
 اخوانا و حکمتہ علی شفا حفزہ من الشک
 فانقذکم منها۔
 (آل قرآن: ۱۰۰-۱۰۱)
 اشد نے تھیں جو نعمت کے فرمائی ہے اس کی یاد دہانی نہ ہو
 تھا اعدائے تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے
 و لیکن اللہ کے فضل و کرم سے ایسا بڑا کر، جانی بھائی بن گئے،
 تھا اعدائے تھے تاکہ ان کے سے بھری خندق کے اندر سے نکالتے
 اور پادشاهان و حاکمان و مسلمان ہیں اگر تھے، اشد نے تھیں من
 غفران کی حالت سے نکل آیا۔

و اذ من بین قلوبہم فوافقت ما فی
 الارض جمیعاً ما اذت بین مشرکیم و
 لکن اللہ اذت بینہم۔
 (آل قرآن: ۶۳)
 اور اللہ ہی جہاں سے ان لوگوں کے دلوں میں باجماعت
 پیدا کر دی و اگر تھو سب کے شکر گزار تھے تو اللہ ہی میں سے
 حبیب بھی ان کے دلوں میں باجماعت و اور مسلمان پر اللہ
 میں سے اللہ ہی باجماعت و ملت پیدا کر دی۔

و یہ مختصری مدت میں جس میں تنبیہ اور عمل کی پہلی منزل سے بڑی و نئی قوم عربی (جو میں آگئی) ایک نیا نظام بھی

واری کا یہابی سے جاری ہو گیا جو دوسے زمین کے انسانوں کی تقدیروں پر پٹ دیتے تھا تھا اور کیسی قوم؟

مسب اسلام کے حکم پر وار نہ دے سب اسلام میں کے حکم کار بندے

ظہار پر نیک کے دلفن وار نہ دے نصیروں کے دائروں کے غلوار بندے

رو کھرو باطل سے جزا سار سے

نخشہ میں شے حق کے سرشار سار سے

جماعت کی رخصتیں شاہدینے والے کمانت کی کیا، دھوا دینے والے

سرانجام دین پر جو کما دینے والے خدا کے لیے نگر شاہینے والے

ہر آفتاب میں میرا سپر کرنے والے

شکریہ ایک اللہ سے ڈرنے والے

نیکانوں میں متی دینوں کی گفت و پرستش سے قصور حق زونیت

امید و لشکر کی متی ایک سورت نصیر و فنی سب کی تھی ایک حالت

نکاحا قحالی نہ اک بانہ ایسا

نہ خالص میں جو شاد کھنٹی پڑا

خلفہ تھے امت کے ایسے نگہبان ہر حق کا جیسے نگہبان چرپاں

بکھنے تھے اُفق، مسلم کو کساں نہ قحابد و سر میں تفاوت نمایاں

نیز اور باؤ تھیں، آپس میں امیں

زبانے میں بھائی بنیں ہو عیسائی

آخر کار بچے میں، میں دوسری قوم کی مثال ملتی ہے تو کا شکی کر بیچے، اتنے معمولی سے جان نقصان کی بنا پر

حسب کی مقلید و سر پر از سے لپکا نہ متی، معرفت آتھ تو سال میں پوسپ کچھ علی صورت میں دینا کے سامنے آگیا۔

کیا، اس دور و تقدس کے، جوتھ طلیعیہ ہر سنہ میں کسی کو دم ہر کے بچے، آئی ہو سکتا ہے، لوگ معجزہ ں میں کلام

کر کے ہیں، اس سے زیادہ جو افراد حقیقی طہ پر تانا نا، بھڑ معجزہ کوئی سا ہو سکتا ہے!

وَأَكْمَلُكُمْ مُحَمَّدٌ مِّنْ ذُلِّ الْأُمَمِ لَكَ الشَّادُ | اُرڈر کمزورین اٹھنے فرماؤ:

نہ طامع مان بروم کے سوس کے یہ بندہ اس کے جوتھ تار بندوں کی طر حقیقی مبارک کار تہ ہیں، یہ جو طر ح کج و دشمن ہیں، اس طر ح اس

فلت دشمن کے جب سوس گئی گیا تھا، اسی طر ح دشمنوں کے جیت تک سوس دینا میں مجب و ہے۔

۱۔ ہندو مذہب کی شہری مملکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت طبعی میں روز بروز سوچے بچار مریجی میل کے ساتھ دست افشیاں کرتی رہی۔

۲۔ قریباً ہندوستان کے برابر وسیع علاقے کی فتح میں دشمنی کے ہر مشکل ڈانڈے کو آدمی قتل کر چکا اور مسلمان قریح کا اس دوسرے حال میں مشکل سے ایک سیاحی مانڈا شہید ہوا۔

میں اس اعداد کا مطالعہ سمجھ نہیں سکا۔ بعض اعداد صحیح نہیں، لیکن یہ معلوم ہیں، انھیں جمع کر دیا جائے تو ڈیڑھ سو سے فیصد زیادہ رہی گئے اور یہ کتنا مانڈا خیریت نسبت نہ ہو کہ دس سال تک ہر مہینے مسلمانوں کا عرصہ ایک سیاحی شہید ہوتا رہا۔ یعنی تمام جنگوں میں کل ایک سو بیس مسلمان شہید ہو گئے۔

ادارے انتظام کیا و عدت عزم انکار صاحب کے، ہی و شاد کی تائید حمایت میں، ایک لمحے سے بے بھی قابل نہیں ہو سکتا کہ انسانی خون کی حرمت بھی دیکھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تاریخ عالم میں بنے بغیر ہے۔

یہاں تو انہی مقصد نہیں، کیونکہ قتال میں ہر مہر والی کسی دشمنی سناہت کی بنا پر کیا جاسکتا ہے
تصویر کا دو کسراٹھ
اور یہاں سناہت کا لانا بوجہ ہے، ان و ہریت کی غرض سے کہ اعداد و دشمنان تو اس اور کھوں کے پیش کیے جاتے ہیں، جو ہم غرضیہ تادیب و شایستگی کے سلسلہ و لغت پر بیٹھے ہیں۔

دوسری عالمی جنگ کے ابتدائی دور میں امریکن کوہن اور فرانسیسیوں کی فوجیں ونگر سے نکلتی پڑی تھیں تو آدمیوں کو پکا کا مقصد قرار دے دیا گیا اور جلدی سامانی جنگ دشمنی کے حوالے کیے بغیر بارہ مارا۔ چرچل کے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ سارا سامان جنگ مشینوں میں لٹا دیا جاتا ہے لیکن آدمی مشینوں میں نہیں ڈھالے جاسکتے۔ تاہم آپ غریب چلان چکے ہیں کہ مذہب و رپ منہ باہمی جنگوں میں اور خصمیت سے ان جنگوں میں جو، بیشیائی اور افغانی دشمنیوں کی کشمکش و انسانی خون کو پانی سے پھل کر انداز بنائے رکھا گیا نہیں اور یہ سلسلہ شرقی و مغربی ہندوستان میں آج بھی تباہی سے پروانی سے جاری ہے۔ گویا وہاں انسان نہیں رہتے جس کے خون کا احترام اہل مغرب میں سے کسی کے لیے قابل توجہ ہو۔

آپ کے وقت مغلیں صلی اللہ علیہ وسلم کی نواستہ جنگوں کے اعداد و غلط فرائض، جنہیں زیادہ سے زیادہ
مر قح حیرت
بڑھا کر بھی، ظہر زسان میں نہیں بڑا کہہ سکتا ہے۔ اب داعیان تادیب کی دم کھانسیوں کا چرنا مریج نہیں، بلکہ اس کی حرمت چند جھکیں، کچھ جیسے،

۱۔ "سوی سالہ جنگ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۸ء تک تین سال جاری رہی، جس میں جرمنی، فرانسیسی، امریکی و غیر ملکی ہتھیار، اس میں موت جرمنی کے ایک کروڑ میں لاکھ آدمی مارے گئے۔

اور جنگ کے اختتام تک دودھلک واپس نہ جاسکے۔ یہ قلم ادا و جمع کے جانچ تو دوسری عالمی جنگ کا نقصان و دگرگشت
افراد سے کسی طرح جانے لگا۔

کونش، پیر، اور کونش خیر میں سے شہر قبیضے، کارخانے، اکیٹیاں، زمینیں، کلاں، بندرگاہیں، پہل اور
پانی کے مرکز جس طرح تیار ہوتے ہیں ان کا اندازہ کن کر سکتا ہے۔ میرا مشین اور کلاں سا کی میں اپنی مری سے جڑا ہوا
برپا ہوا ہے۔ سے مذاکرہ میں جان کر آگئی ہیں۔

| وڈنڈ خدیں | رانی سیاست پر کار بند تھے اور اسی سیاست کو
رانی سیاست اور شیخانی سیاست | اور لا آرم کا وڈنڈی مسک پڑا دینے کا زیادہ پہنچا گئے۔ جو امداد
اور پیش ہونے کے ہیں اور ان کے ہیں، جماعتوں کے قریب کے طرہ سے ہیں۔ جنہیں رانی سیاست سے دور فاصل
وسط نہیں۔ ان کے درمیان جالی سیاست ہے۔ رانی سیاست کا پڑا تو عام رانی صفات کے مرکز پر گھوم رہے ہیں۔ اس سے انہیں
میں رشتہ، شہرت، اور فتنہ لڑائی جاتی ہیں۔ انسانی کی ادا و معنی تربیت نہیں، انہوں پر کی جاتی ہے۔ شیخانی سیاست
عالم انسانیت کے لیے تھی یہ طوفان برق و باران طاقت خوں کا نہ ہو چلا کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے حسد و
مظاہرے جا بجا ہوتے دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ تجزیہ اور تخریب اور ادا و معنی کے سوا کچھ نہیں۔

سچے کو اگر کوئی جڑ کے پریش و اسی سزا دیتے ہیں تو وہ اس سیاست کو اپنی بہتری اور جہود کے لیے چننے کی؟
وہ سیاست جسے تشریحی معنی دیا جاتا ہے تو وہ سے زمین کے بہترین سطحوں کو جلا کر خاک سپرد کر دیتا ہے۔ اور انسانوں کی
عظیم مقصد کی مدت حیات آگے اور انہوں کے خوفناکوں میں ڈبو رہے۔ انسانیت کی بہتری صرف رانی سیاست میں ہے،
جس طرح کہ مجھ کو یہ چھٹی جہاد میں ہے کہ انہیں تو امان میں ہیں، انہیں تو کیا کر دیا۔ سمیع و امن اور محبت و درخشاں
کے سلسلے قائم کر دیے اور انسانوں میں حب باری تمائی، حب رسول صلعم اور حب انسانیت کی لگی پیدا کر دی رات
میں وہ دلوں، غلامیوں کے کہ ٹوڑے، کام لیا اور جو وہیں لگائیں کوئی ایسا منظر نہیں ملتا جو غلبہ و دھوکے کے جیسے و جہ
الہیت اور یا حضور صلعم کی دولت، بارگاہ سے اقتدار کے پیش نظر دینا ہو۔

دراغ تازہ سے کار و نہ زخم کہنے سے خادو

بدہ یارب دے کلاں صورت ہے جہاں کے خواہ

قرآن مجید کے چند انقلاب انگیز اصول

عالمی اصلاح و امن کی حکم نسیا دیں

اُن کتاب زند و قرآنی حکیم محنت اور لاجل است و قیام
فراغت امن و پیامِ خیر حال اور مسرتِ خلقِ عین

— ۲۱ —

عالمی اور بین الاقوامی زاویہ نگاہ | اسلام کا زاویہ نگاہ ایک قوم عالمی ہے، بین الاقوامی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی کائنات انسانیت کی ہدایت کے لیے صبح و شام برپا ہے۔

موجودہ صوم نے سبب تخلیق رحمت نامت انسان فرماتے تھے تو وہ صرف درسا سے عرب کے لیے تھے پھر ایران کے کسریٰ مشرقی دوم کے قید و سیر کے مشرقی اور حبش کے گھاشی کے لیے بھی تھے۔ یہ ملک عرب کے اور گرد و راق تھے، ان کے ساتھ عربوں کے تجارتی روابط تھے اور ان ملکوں میں جاتے آتے تھے۔ یہ عالمی دعوت اسلام کی طرف پہلے تھا۔ مسلمانوں کا فرض تھا کہ حضور مسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں وہ دعوت دینے کے واسطے گوتہ جائے، تبلیغ کرے، رہتے، یہاں تک کہ اسلام دنیا بھر میں پھیل جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح و شام برپا ہے۔ وہ پانچ سو سال پہلے براتی، انیس سو کو متوازی عرصہ گزارنے کے بعد ایسی حکمتیں درج دیں جنہیں جو دنیوی و دینیت کے اعتبار سے شہا، جگر جی ہر ملک مغربی و قیام سے بھی دینی ہے؛ دنیا بیاں تھیں، جیسی امور اسلام سے پیشہ مرحوم تھیں، کہیں کوئی ایسا فرما کر اور اسے کارآمد، فاقہ دہی سے اپنے داخل کے اعتبار سے مریدانہ سیاست کے مطابق کام کیا لیکن فی الجمرات کیڑی لگتی، یہاں تک کہ وہ ہذا بیاں میں دفتر دفتر اس حالت کو پہنچ گئیں، جو ان کے پس منظر تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی تعبیر ہی میں خدائی کی صورت، منظر تھی؛ نیز ابن ایک اور میدان میں نے بار بار توجہ دینی اور تبلیغی کو قائم کیے، دین کی رعایت و حسنات کے ذکر کا یہ عمل نہیں۔

یہاں قرآن مجید کے چند انقلاب انگیز اصول پیش کیے جاتے ہیں، جو عالمی صلح و امن اور خیر و برور کے زبردست عوامل تھے۔ تعجب ہے کہ وہ مسلمان ہیں ان پر ٹھیک ٹھیک عمل پیرا ہو سکے۔ اس حالت میں دوسروں کو عمل پیرا کرنے کی امید رکھنا ممکن ہے۔

بین الاقوامی امن کے تقاضے | بین الاقوامی اصلاح و امن کے مسئلے میں سب سے پہلے اور بنیادی امر

نیا دور است، رنگ، خون، نسل، قوم یا کوئی خاص جزا یا نیا فی حد نہیں صرف تھوڑی اور حسن عمل ہے۔ پرانے اور اس بنا پر عورت کا مستحق نہیں سمجھا یا سکا کہ وہ بچہ یا بچہ ہے۔ اس کا رنگ گرا ہے۔ اس کا تعلق ایرانی نسل سے ہے جیسا کہ روسے زمین کے معنی ناظر قتل کردہ سمجھتے ہیں اور ان میں جھوٹ تہات کوئی نہ کوئی شیعہ، اترتی انجیہ، شکل، نیا دیکھتے ہوئے موجود ہے صرف ایک عملی و شاعری انگریزیت کی اساس ہے۔ اس باب میں مسکنہ اور پورینی کو کوئی شیعہ یا بچہ، مسعودی، خلیفہ، سیاست دانوں، عالموں اور خطیبوں کو ان کے عمل پیش اور پشتوں کے اعتبار سے بھی دینی توجہ نہیں دیا جاتا۔ وہ ان کے عمل کو کاوی، دامت بڑی، حق پرستی اور عقل دوستی دیکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمل کو گناہ اور برائی کا لیے متیت ہے۔

اس کی حقیقت پر آپ نے غور فرمایا اس دنیا میں جس شخص کے ساتھ مدبر صفت مسد، انانیت اور کلکشن کا مرتبہ رہتا ہے۔ دولت کو سیار بنایا جائے تو جسے یا تو دہلیسے سے حاصل نہ ہوگی وہ ہر اچانک دہلیسے سے حاصل کر سکا اور خلق خدا کے لیے دولت بن جائے گا۔ فی حسب، سیاست میں کمال کا میلہ بنایا جائے گا تو مختلف رنگ و زمین کو اضافوں کے خون سے رنگتے ہیں اپنی نونہاں تمام کر دیں گے اور نیا ان کو صرف غریز کا مستوجب ٹھہرائے گی لیکن جس عمل میں نہ تازہ یا مسد اور بھی نہیں پاسکتے کیونکہ سائنس، عقل، جوں گے۔ یہ تمام اضافوں کی انسانی کمزوری یہ برائی کہ جس عمل کی فراوانی سے روسے زمین اس وسیع مملکت کا پشت دار بن جائے۔

دین میں کوئی جبر نہیں | قرآن مجید کا ایک اقتاب انجیل اسوئی ہے۔

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الْوُضُوءُ وَصَلَاةٌ
تُحَرِّجُ عَنْ نِكَاحٍ بَيْنَ الْوُضُوءِ وَالْوُضُوءِ
مَعْلُومٌ سَعْدُكَ بِالْفَرْقِ الْوُضُوءِ تَعْلِيْقًا لَهَا
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

(نہرۃ: ۲۵۶)

دین کے بارے میں کوئی جبر نہیں۔ بلاشبہ عبادت کی راہ کو
سے الگ نہ فرمایا ہو گی ہے۔ پھر کوئی دھرم سے
انکار کر دے (یعنی سرکش) اس اور، گمراہی سے ایک ہم
بزرگ ہو جائے گا، اور اللہ پر ایمان لائے تو یہ عقیدہ اس نے تلام
وسادت کی صفیہ و شعی بڑی بڑی بڑے والی نہیں اس کے ساتھ
انجیل کے نسخے محفوظ چائیں اور یاد رکھو اللہ سب کچھ سننے
اور جاننے والا ہے۔

انسانی فکر و دستم کے جو خوبیاں و اقسام اناریہ کے صفحات پر متغیر ہیں ان میں سے میں جو صفائی و اوقات صرف
ہر وقتہ کا نتیجہ ہیں جو ایک گروہ نے دوسرے گروہ کو کہا ہوا ہے کہ ہم نے بنائے کے لیے ہے دین و روادیکے۔ انجو یہ حقیقت ہر
سلیم عقل انسان پر روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ عربی کی راہوں کے اعتبار و فقیہان کے رہے ہے اور اعتبار و دولت و

مرحمت نہ جسے پہچان سکتا ہے بہرہ مستفاد سے انسانی جسم کو اپنی مرضی کے مطابق چلایا جاسکتا ہے۔ مگر دل میں
اشفاق و ایدان کا چراغ روشن نہیں کیا جاسکتا اور سبب تک چراغ یقین و یقین و برکات و دودھ اعلیٰ عہد پذیر نہیں ہو سکتے۔
جو ان دوستوں کے محبوب و مشفق ہیں، یہ کہہ سکتے ہیں، ان میں غفلت و کوتاہی کی ہرگز مشتمل ہوئی اور عیب و عیوب و عیوب میں
ضعف آئے گا اور وہ عمل کو کوئی حافضہ رکھنے کے لیے اور وہی صورت حال نہ ہو۔ جو جاسنے کی سرکار کو ذکر قرآن مجید
میں یوں آیا ہے۔

لَا تَجْعَلْ لِنَفْسِكَ عِزًّا هِيَ تَنْفَعُ قَوْمًا تَنْفَعُ قَوْمًا
اور اس عزت کی مثال جس نے بڑی محنت سے شریعت کا
پھر اسے بھرتے ہوئے کر دیا۔ (۱۲)

حضرت مولانا اشرف احمدی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کے فوائد میں اسی آیت کے متعلق لکھا گیا ہے۔
سبب وراثت و نسب بڑی زبان و بادی نہیں جس سے کافر کا کوئی مذہب باقی نہ رہا تو اب دور سے
کسی کا مسلمان کرنے کی کیا حاجت رہ سکتی ہے؟ عقل و ایمان کو خود سمجھ لینا چاہیے۔ نہ شریعت کا یہ حکم
کو زبردستی کسی کو مسلمان بناؤ۔

پھر اس آیت کے معانی کے قرینی معنی دوسری آیات سے بھی عموماً ہے۔ مثلاً:

وَلَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَأَخَذْنَا مِنْهُ فِي الْآخِرَةِ أَكْثَرَ مِمَّا
حَبِطَ آتَانَا مِنْ تِلْكَ الْفَاثِمِ حَتَّى يَسْكُوُوا
مُتَوَسِّطِينَ۔ (فرقان: ۱۶)

اس آیت مبارکہ سے ایک حرف یہ نمایاں ہے کہ مخلوق کی جہالت کے لیے، مرنے والے کے قلب مبارک کی تڑپ
کا کیا فائدہ؟ دوسری طرف یہ واضح ہے کہ اسی معاملے میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ کی مشیت ہی ہوتی کہ لوگوں
کی طبیعت یا خود سچ سمجھ کر، اس طرف متوجہ ہوں اور خود راستہ و اسلمت کی منزل میں ملے کریں۔
حضرت شیخ الحداد فرماتے ہیں:

آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قدرت نہیں کہ ہر قسم کی کسی کے دل میں ایسا نہ آتا ہو۔ خدا
پنا پنا تو ہے شک سبب آجیس کے: دونوں میں دنیا و دانی سکھاتا گیا کہ..... میں کی سکھائی
حکمت و معلومت کے نہ تھا۔ اس میں نہیں کیا گیا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ذَٰلِكَ مِمَّا لَدُنَّكَ ۚ سُبْحَانَكَ ۚ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ (البقرہ: ۲۸۵) ماشیہ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے کہ اسلام کی خصوصیات و اس کے انسان پر کیا اثر پڑتا ہے۔ کس فرد یا جماعت سے کتنی ہی عین محبت یا کتنی ہی مشد بہ دشمنی ہو۔ جب گواہی دینے کا موقع ملتا ہے اسے گواہ مسلمان کی زبان سے ایک حجت میں ایسا نہ نکلتے گا کہ جرم و انصاف کے میں ملتا ہے۔

یاد رکھو کہ فتنے غیر کے بعد وہاں کی زمین نصف پیداوار کی بنا پر یہودیوں کے حوالے کر دی گئی تھی اور عبد اللہ بن رواحہ کو بیٹا کی کے لیے عطا کیا گیا تھا۔ وہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو بناد کو دیتے تھے اور یہودیوں سے کہتے کہ جو مستحق ہو۔ اتفاقاً یہودی کہتے: زمین اور کسان ایسے ہی مدلی سے تقسیم ہیں۔ مسلمانوں کا وہ نظریہ جانتے رہے تو میں پرہیز تھا اور ایسے ہی اصولی بیانات مافی الامس کے سنائیں ہو سکتے ہیں۔ وہ افراد یا گروہ کسی وظیفہ کی بجائے آمدنی کی طرح ہوا برا ہو سکتے ہیں۔ ان کی زبانوں سے الفاظ نکلتے ہیں تو معصوم ہوتا ہے اور پھر ان کی جزا ہوتی ہے لیکن ان کے دل ان کی طبیعتیں اور ان کی ذہنیاتیں شایعہ پست اور اس میں بڑی اعتراضات سے یکھم آتے ہیں۔ یہودی شیعوں سے بھی یہ مدینہ منورہ کے یہودی عربوں کے تعلق میں کار بند تھے اور کہا کرتے تھے:

لَيْسَ لَنَا فِي الْأَيَّامِ سَبْعُونَ سَنَةً
يَتَوَلَّوْنَ عَلَيْنَا اللَّهُ مُؤَيَّدٌ وَهُمْ يَمْلِكُونَ
ایسی (بہت عرصوں) کے ساتھ ساتھ کہ تیرے مجھ سے ہم پر
کچھ سوا خود نصیب دینا ان کے ساتھ دیات داری ہوتا
حدود (نہیں)۔ در یہ کہ دو دن اور پست ہانڈے میں ہر ملک
ابھی کرتا ہانڈے میں حقیقت مالی کیا ہے!

یعنی میں گروہ سے ذاتی، انسانی وابستہ ہیں، اس کے متعلق ایک نظام اخلاقی اور ایک مذاہب ایک و دوسرے کیسے ہیں سے کوئی خاص معز نہیں، ان کے باب میں بالکل دوسری دہشت اور دوسرے اصولی پیش کیے جاتے ہیں۔

قرآن نے ایک عقوبت و گنہگاروں کی آیت میں پیش کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ
الَّتِي كَفَرُوا بِهَا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
میں گروہ نے تمہیں مسجد حرام سے روک دیا تھا، اس کی
دشمنی تمہیں مس بات پر نہ ابھار دے کہ اس کے ساتھ
زیادتی کرنے لگو (تھا) دستور العمل تو یہ ہونا چاہیے کہ
بالکل اور یہ ہر گواہ کی ہر بات میں ایک دوسرے کے حوالہ
معاذ اللہ ہم کسی بات میں تعاون نہ کریں اللہ (کی) فرمائش کے
تلاش سے دور۔ وہ دینا سفر عمل میں مسند مذہب اپنے

اللَّهُ تَتَّوْبَةُ الْعِقَابِ - (۱۱۴: ۲۰)

والا ہے۔

ترجمہ: تم سے میری یہی مسلمانوں کو کہ اسے حرام سے روک دیا تھا، عیب اختیار کی یا گروہ مسلمانوں کے ساتھ

ہوئی تو انھیں پر یہ واقعہ کرونا ضروری تھا کہ تشریش کی سائبر زیادتی تمہارے لیے زیادتی کا موجب نہ بن جائے۔ اگرچہ تمہارے خیال کے مطابق وہ لٹ کی زیادتی کا سوا اب یہی ہو۔ مسلمان کا دستور العمل یہ ہے کہ جہاں جنگی اور چٹائی دیکھتا ہے، اس کی طرف تھوڑا سا ہنسا دیتا ہے تاکہ بڑا نفرتی لپا دو سے زیادہ فروغ پائے۔ دوسرے علم و گلاہ سے دور رہنا لازم ہے۔ انھیں پڑھنے اور پینے پکڑنے کا موقع نہ دینا چاہیے۔

اب سوچئے اور غور کیجئے کہ اگر دنیا کی تمام قومیں لوہہ ہا قیں یہ دستور العمل اپنائیں، جنگی اور خدا ترسی کے لیے مل جل کر کام کریں، گناہ اور فحش کو فروغ نہ پائے، پس جگہ سے متحدہ قوت سے روکیں تو کیا دنیا جو سے جلد امن و سلامتی کا گولہ بن جائے؟ (مؤلف)

قرآن مجید کے چند انقلاب انگیز اصول

عالمی اصلاح و امن کی محکم بنیادیں

اس کتابچہ ذمہ قرآن حکیم
حکمت اور نیرانی است قدیم

نور، انسان را با هم آفرین

—{ }—

وہ انسان اور راستبازی | قرآن مجید کا ایک انقلابی اثر اصول یہ ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْغَنَاءُ مُنْقَلَبٌ مِّنَ الْفَقْرِ مِثْلُ آبٍ مُّثْقَلٍ يُسْقَىٰ فِي آثَرِهِ نَازِلًا ۚ فَكَذَٰلِكَ يُخْرِجُ الْغَنَاءَ ۚ وَكُلُّ غَنِيٍّ مُّثْقَلٌ بِهِ ثَمَرًا هَٰذَا هُوَ الْقَوْلُ الْكَلِيمُ ۚ

اسے ورنہ اور آخر آسمانی مقبرہ میں اور پہنچنے سے قائل
 رہنے والے نورا کے لیے سچی گواہی دینے والے ہر جانور
 کو کہہ دو کہ اسی خدا تعالیٰ نے نہایت تمہارے ان باپ اور
 قرابت داروں کے لیے خوفِ بر تو ہرگز نہ سمجھو۔ اگر کوئی
 دھاریا نفس ہے تو اللہ تم سے فریادوں پر ہر بات دیکھنے
 والا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جو اسے نفس کی پروری میں مصروف
 ہے باوجود کئے۔ مگر تو دیکھو ہی دیکھتے رہتے رہتے کہ تمہارا چہرہ
 شرم کو لے کر گواہی دینے سے پس پا جاتا ہے تو نورا دیکھو

(نصاب: ۳۵۰)

۱۔ اندھار، شمع ختم کا سوں سے چوری طرت انگار ہے

منشی کے یہ ایک اہم مرحلہ ہے کہ وہ ہر حال میں سچ پر قائم رہے اور مستور رہے اور سچی گواہی دینے میں
خدا بھی پس و پیش نہ کرے۔ اگرچہ سچ بولنے سے خواہتا یا اس کے والدین اور تربیت دہوں کے نقصان پہنچے یہ
بھی ممکن ہے مگر اس کو ہمارے دل فائدہ پہنچا اور اس سے کافور چتا کھٹے تھیں ہزار گنا بھی مفلس ہو کر مفلس
پر تو اس حکم خود ہی سے نہ بیاں کو اراکری جاسکے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کوئی آدمہ دوسرا نہ ہے اور آخر خالق کی مدد سے
ان کے لیے گواہی دینے والے سے کہیں زیادہ سکون دہندہ اور قلع گواہی ہوگی۔ قرآن انصاف کے ساتھ دینا ہر آدمہ
منشی کی جہی پر کر دینی چاہیے۔ یہ سچی فیصلہ دہان میں صبر و حیا کا نتیجہ ہے۔ اسے یا کوئی روایت نہ کر دے

پناہ دے گا یا یہ مانے۔ اس طرح انسانوں کو چکا رہا یا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو دوس اور فتنوں کے مجید بھیجا تھا۔
 ہر لوگ اپنے فتنوں یا اپنے انسانی قریبی، شہداء، اہل کے خلاف بھی پیچ کھٹے ہوئے نہ چھٹیں، وہ فتنوں کی
 جہاد اور ہر کے لیے ہر گنہگار کا کام دے سکتے ہیں ان کی ترقی، ایسے لوگوں سے کہہ کر دیکھی جا سکتی ہے جو
 ایک فتنہ زمانہ سے نکلتے وقت اس عرصہ سوچنے ہیں کہ اس سے ہمارے مخالفین کو توڑ دے تو اسے لے کر ہمارے
 مخالف تو ناکارہ و غرضائیں گھاٹیں کا نام ہیں کے ان "سیاستدان" اور "تہذیب" اس عالم کے فتنوں
 ہی لوگ ہو سکتے ہیں جو حق و انصاف کے معاملہ میں، راست بازی کے اس انسانی جذبہ سر تپے پر کاربند ہیں۔

برائی کے جواب میں بھلائی | قرآن مجید کا ایک انتخاب ایزد احوال ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَقْنَا مَوْتًا وَنَحْنُمْ أَعْمَىٰ ۚ (ذَقُوا)
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَقْنَا مَوْتًا وَنَحْنُمْ أَعْمَىٰ ۚ
 تِلْكَ آيَاتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ هُمْ يُحْذَرُونَ
 اور ان کی اور بدیہ نہیں (جو کہی) اس طرحی سے (اور کہ)
 جو اچھا ہے ایسی ہی کے ذلیل ہے، پھر تم دیکھو کہ
 وہ جو شخصوں کے ذلیل نہیں ہے وہ تمہارا گروہ دشمن دوست
 بن جائے گا۔ (مجموعہ ۲۴)

محبت شیخ احمد مرحوم کے ترجمہ قرآن مجید کے فوائد میں ہے۔

غیب سمجھ کر دیکھنے کی اگر نیکی ہی کے برابر نہیں ہو سکتی، دونوں کی تاثیر جدا گلا ہے۔ جو
 ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک ہی دوسری ہی سے اثر میں ڈھک کر ہوتی ہے۔ تو ایک مومن فتنہ
 خصوصاً ایک دینی اہل اللہ کا مسلک، سچا پیچھے کہ برائی کا جواب برائی سے نہ دے بلکہ جہاں تک
 گنہگاروں کی برائی کے متعلق ہیں بھلائی سے پیش آئے، اگر کوئی اسے سخت بات کہہ دے یا زحمت کرے
 تو اس کے مقابلہ وہ غرض عمل اختیار کرے یا پیچھے جاسے، اس سے بہتر ہو۔۔۔۔۔۔ اسی غرض عمل کے مقابلے میں
 تم دیکھو کہ فتنہ سے سخت دشمنی میں دیکھا جاتا ہے اور گدول سے دوست بننے کا ہر ایک
 وقت آئے گا جب وہ ظاہر ہیں ایک گھر سے اور گروہ دشمن دوست کی صورت تم سے بڑا دیکھنے کے لئے
 ملنے سے کچھ دوسرے کے بدلے دل سے دوست بن جائے گا۔

غرض یہ اصول یہ ہے کہ ہر جتن اور غم انسان اس پر عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ پھر سلطان و حقیقتہً ایک

مذہب جو ترجمہ محبت شیخ احمد مرحوم ص ۱۰۰۲ فراموشی سے یہاں دونوں کے بیچے میں شیخ احمد قرآن مجید کے ترجمہ قرآن کا ذکر اس نے کیا ہے
 ہم کے مطابق لیا کہ تو فراموشی سے یہاں شیخ احمد قرآن مجید کے ترجمہ قرآن کے بیچے میں شیخ احمد مرحوم ص ۱۰۰۲ فراموشی سے یہاں شیخ احمد قرآن مجید کے ترجمہ قرآن کا ذکر اس نے کیا ہے

مستحقہ راجی الہ اللہ ہے۔ مزید برآں خود مولیٰ اللہ تعالیٰ کا دستور یہ ہے کہ اور جنہوں نے اس کی پیروی سے بڑھ کر کسی کے لیے نام و سعادت کیا ہو سکتی ہے؟

اقرضو نیک کی ایک اور جامع و مفید دعوت پر غور فرمائیے۔ انا اللہ اعوذ

عزل و احسان اِنَّا لَمَعْنٰ لِمَنْ يَّامُنُّ بِالْغَيْبِ وَ لَا يَخْفٰ
 كَرِيْمًا بِذِي الْغُرْبٰى وَ يَهْدِيْهُنَّ عَلٰى الْفَتْحِ الْبَارِ
 كَرَالْحَقِّ رَاٰنَسْنٰى لِيَعْلَمَنَّ نَعْلَمَكُمْ تَدْكُرُوْنَ۔
 (نمل: ۱۹۰)
 اے مومنو! آپس میں دوستی اور قربت واروں کے ساتھ سلوک کرو۔۔۔
 تمہیں ملے گا جسے یہاں کی باتوں سے ہر طرح کی برتری ہے
 اور غور و باریق کے کاموں سے۔ کہ تمہیں نصیب کن انہما و کما
 اور نصیب نہ کر دو۔

مولانا ابوالخلام محمد جرم و مستور اس آیت کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں:

اللہ کا فرمان مسلمانوں کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنا شیوہ بنادے، نیک کرداری میں سرگرم و برہنہ
 واروں کے ساتھ حسن سلوک کرے، غرض کاموں سے بڑھ کر ہر طرح کی برتریوں سے انتہا تک نہ بڑھے
 کسی کا وہ نہ ہو۔

جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے، ان کے لیے امید آنا بیش عقاب میں رہتی، اعمال میں ترقی۔ اس لیے
 اس کے تحت میں ملے گی کہ تمام جماعتیں جان کر کہیں۔۔۔۔۔ اس لیے مفسرین کے اسے جو اسے آیات میں
 شمار کیا ہے۔

صل۔ تمام محاسن اعمال کی اصل ہے جس میں وہ ان کے اندر آیات میں نہ ملے گی کہ جرات کی چاہیے
 انسان کے ساتھ کرنی چاہیے۔ اس کے سبب کہ پالا انسان سے یہاں سے وہ ملے گی۔ جرات نہ
 جسے دشمن کی کہ۔ نہیں اور جلال کی کہ وہ نہیں پیدا ملے جلال پر بڑا نہ ہو۔۔۔۔۔ جو ہم سے قریب کا دشمن
 رکھتے ہیں وہ ہمارے دشمن سلوک کے نہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے یہی ذی الغریب کی رعایت میں نہ ہو
 فوج، پھر لشکر، سوار اور فوجی کے ساتھ ساتھ ہمارے ساتھ ہو۔ اسے کہو یہ فوج سے مستور۔ دو
 برائیوں میں جو وہ دیکھے کہ برائیوں میں نہ ملے گی ہیں، مگر میں بظاہر اور نہ اس میں برائیوں کی برائیاں، انہیں
 انہیں ہر طرح کی زیادتی کہیں، خود کسی کو شہد اور کسی کو شہد ان کی کہیں۔

جو گستاخ ایسے سانچے سے کرتی ہو، اس سے یہ ملے گی ان کے لئے ہیں، جہاں ایسی ذلالت پائی ہو
 اگر وہ جانتے ہوتے اور نہ جانتے نہیں تو اس سے اور کس نام سے پکارا جاسکتا ہے؟

یہ باطل و مست ہے کہ ان شخصوں کی کہیں، یہی وہ پچھان پڑائی کا کچھ بھی انہیں نہ ہو اور نہ کوہنہ

کے جنہیں دنیا بھر میں کارفرمائی کا درجہ حاصل تھا، جرمنی میں مسیحیت تو انہی کی بنیاد رکھی تھی، مگر زور حاصل نہیں
 پہنچیں۔ انہی ادارہ تھا لیکن انفرادی اخراجات، مالی تقاسم پر اس طرح چھا گئے کہ وہ ادارہ چند سو سال میں بالکل بے اثر
 اور دوسری عالمی جنگ چھڑ گئی۔ جون ۱۹۴۵ء میں جبکہ افراد متحدہ کی بنیاد رکھی گئی، لیکن ظاہر ہے کہ انہی حکومتوں کے
 انفرادی اخراجات کے باعث یہ ادارہ بھی خیر برتر ہو گیا نہ۔ مگر چند قرائی اصول اور پریشانی کے لئے ہیں، ان پر غور کے ساتھ
 غور کیے بغیر کہ ان ادارہ کا پیسہ برکتاً ہے نامیں عام کے خواب کی تعبیر کی کوئی شکل ہے اور مصیبت زدہ
 انسانیت ولایت کا احساس سے ملتی ہے۔ اس اہم ترین مقصد کے لئے بھی ایک ہی وسیع باقی چھوڑ دو جو خطیہ میں
 کار میں داخل و درست ہے۔ (ملاحظہ)

تمت بالآخر

آنحضرتؐ کی شخصیت چھ سالہ

رسالتِ مآبؐ نے جن کڑائیوں میں سپاہِ اسلام کی
خود پسہ سالہ ارق فرمائی ان کے دل و دماغ پر تحصیل
تھے لکھتے۔

تصنیف: محمد لطیف رحمت
(صدر سیدکس جوہری (قادیانی))

رسول اکرمؐ کا نظامِ پائشوی

اس کتاب کے مطالعے سے ہمیں آپؐ کی مہمات کے
دوران جن طریقوں کا استعمال کیا ان سے واقفیت
حاصل ہوتی ہے۔ جن کے بغیر آپؐ کی جتنی اکیم
سے استفادہ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا۔

ال: پرو فیر محمد صدیق قریشی

رسول اکرمؐ کی سیاست خارجہ

سینے والو ہواست کی دعوت عالمگیر تھی اسی دعوت میں لائن الاقوامی
جہادی اصول بھی وضع ہوئے آتے ہیں۔ اس کتاب میں ہم
ان اصولوں سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ال: پرو فیر محمد صدیق قریشی

شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ پبلشرز

199- سرنگر روڈ۔ چوک انارکلی۔ لاہور 54000



e-mail: niazasad@hotmail.com

www.ghulamali.com.pk

کراچی

میدان آباد

لاہور

Tel: 7722784

Tel: 0221-641831

Tel: 7323951

Tel: 7723093

www.besturdubooks.wordpress.com

Tel: 7352908

Fax: 042-6315478